لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مؤمنین

الحمد للہ والمنۃ کہ دریں ایام سعادت التیام کتاب مستطاب

مسمیٰ بہ

تذکرۂ بہادرانِ اسلام

حصہ اول الملقب بہ

اصلاحِ امت

مصنفۂ

حقیقت آگاہی صوفی کرم الٰہی صاحب ڈنگوی

مصنفِ حصہ اول و دوم تذکرۂ بہادرانِ اسلام و سوانح عمری خالد بن ولید

حسبِ فرمائش

عبدالرحیم و عبدالرحمن پسران مولوی رحیم بخش صاحب مرحوم

تاجرانِ کتب مالکانِ کتب خانۂ اسلامیہ لاہور

در اسلامیہ سٹیم پریس لاہور زیورِ انطباع پوشید

فہرست مضامین تذکرۂ بہادران اسلام حصہ اول

جامع العلوم وحدائق الانوار الملقب بہ ستینی

یعنی ساٹھ علوم والی کتاب بزبان اردو

مصنفہ حضرت امام ابو عبد اللہ محمد بن عمر فخر الدین رازی مصنف تفسیر کبیر وغیرہ

مع رسالہ

اقسام العلوم العقلیہ

مترجم اردو

مصنفہ حضرت شیخ الرئیس ابو علی حسین بن سینا

یہ بے نظیر کتاب جس کا جناب نے نام اوپر ملاحظہ کیا ہے اس فاضل علامہ کی تصنیف ہے جنکے ہم رتبہ اسلام کے دوار عروج میں چند ہی علما نظر آتے ہیں امام موصوف نے اس کتاب میں یہ ساٹھ علوم ذکر فرمائے ہیں :-

علم کلام - اصول فقہ - جدل (مناظرہ) خلافیات - فقہ - فرائض - وصایا - تفسیر - دلائل الاعجاز (قرآن شریف کس لحاظ سے معجزہ ہے) قرأت - احادیث - اسماء الرجال - (راویان احادیث کے حالات) تواریخ - مغازی (رسول اللہ صلعم کے غزوات) نحو - صرف - اشتقاق - امثال (ضرب المثل) عروض - قوافی - بدیع الشعر والنثر - منطق - طبیعات - تعبیر خواب - فراست - (قیافہ) طب - تشریح - صیدنہ (دوائیوں کا خواص) خواص - اکسیر (کیمیا) معرفۃ الاحجار (جواہرات کے حالات) طلسمات - فلاحت (کاشتکاری) قلع الآثار - بیطرۃ (فن بیطاری) بزاۃ - ہندسہ - مساحت - جر اثقال - آلات حروب (سامان جنگ) حساب الہند - حساب الہوائی (زبانی حساب کے طریقے) جبر و مقابلہ - ارثماطیقی (اعداد کی خواص) اعداد وفق - مناظرہ (دید بانی) موسیقی - ہیئت - احکام نجوم - رمل - عزائم - الہیات - مقالات اہل العالم - اخلاق - سیاست - تدبیر منزل - آخرت - بالتصوف - دعوات - آداب الملوک -

اور ہر علم کے حالات میں پہلے تین فصلوں میں ابتدائی مسائل کا ذکر فرما کر اصول مشکلہ کے عنوان سے تین فصلوں میں ہر علم کے انتہائی مسائل کو واضح کیا ہے پھر بطور سوال و جواب ہر علم کے تین ادق مسائل کو حل کیا ہے اور جو علوم کسی سبب سے اس تقسیم کے تحت میں نہ آسکتے تھے انکو مسلسل نو فصلوں میں بیان کر دیا ہے اور باوجود اختصار کو ملحوظ رکھنے کے ہر علم کو خواہ عقلی ہو یا نقلی اول سے آخر تک ناظرین کو پورے طور سے سمجھانے کی کوشش کی ہے علاوہ ازیں انہیں علوم کے دوران میں بعض نہایت ہی اعلے درجہ کی مفید و کارآمد باتیں تعمیم فائدہ کی غرض سے پیش کی ہیں جیسا کہ فہرست مضامین سے ظاہر ہوگا در حقیقت یہ کتاب ایک علمی مظاہرہ و نمائش یا گلدستہ ہے جس میں امام موصوف نے ہر مذاق و طبیعت کے شائقین علوم کیلئے قسم قسم کے پھول پھل کی ذخائر جمع کر دیئے ہیں تاکہ ہر شائق اپنے حسب مذاق مستفید ہو سکے اور اس کتاب کے ساتھ حضرت شیخ الرئیس بو علی سینا کی تصنیف کردہ رسالہ اقسام العلوم العقلیہ کے منضم ہونے نے جس میں امام موصوف نے ترپن علوم عقلیہ کی نہایت وضاحت سے تعریفیں و حالات بیان کئے ہیں سونے پر سہاگہ کا کام دیا ہے ہر چند ان کتب نادرہ کو اردو لباس پہنانا آسان نہ تھا مگر بفضلہ تعالےٰ سعی و کوشش سے ہم انکو حل کرانے میں اور آجکل کے مروجہ بامحاورہ اردو میں توضیح و تشریح پیش کر سکنے میں کامیاب ہوئے نیز امام فخر الدین رازی مصنف کتاب ہذا کی مفصل و جامع سوانح عمری بھی ابتدائے کتاب میں درج کر دی گئی ہے امید ہے کہ علمی خدمات کے قدر دان احباب اس کتاب کی جلد جلد خریداری سے ہماری حوصلہ افزائی کرینگے - تعداد صفحات ۳۷٦ تقطیع ۲۰×۲٦ کلاں قیمت صرف ایک روپیہ آٹھ آنہ (۱۸) محصول ڈاک ۳ رما و دخرچ ہوگا :-

عبد الرحیم و عبد الرحمن پسران مولوی رحیم بخش صاحب مرحوم تاجران کتب لاہور مسجد چینیاں والی

التحفة الباہرہ فی اسرار الشریعۃ الطاہرہ

مصنفہ امام سید محمد ابو الہدیٰ رفاعی حسنی صیادی خالدی استنبولی
اُستاد و مرشد

سابق خلیفۃ المسلمین امیر المومنین سلطان عبد الحمید خان ثانی غازی
اس جلیل القدر کتاب میں فاضل مصنف نے ثابت کیا ہے کہ اسلام ترقی کا ہرگز
مانع نہیں بلکہ ایمان کی ستر شاخوں میں سے ہر ایک شاخ جیسا کہ دینی امور میں قوت
قلب کی زیادتی بخش کر سیر الی اللہ میں سیڑھی کا کام دیتی ہے ویسی ہی دنیوی
ترقی اور فوائد سے بھی مالا مال کرتی ہے نیز ہر شاخ کے متعلق وضاحت کرنے کے
دوران میں بعض ایسے اسرار و نقاط سے علامہ موصوف نے آگاہی دی ہے جو بڑی
بڑی کتب میں بھی نہیں ملتے خاصکر نماز روزہ حج۔ زکوٰۃ۔ جہاد۔ ہجرت
غیرت۔ زہد۔ ایثار۔ استقامت۔ خیر خواہی۔ اخوت۔ دیانت۔ مروت۔
عدل۔ امر معروف۔ نہی عن المنکر۔ صدق۔ وعدہ وفائی۔ ماں باپ اور اولاد و
بیوی کے حقوق۔ علم تقویٰ۔ ورع۔ قناعت۔ اخلاص۔ صبر۔ علم۔ خوف
و رجا۔ حیا۔ حسن خلق و کلمہ توحید کے متعلق نہایت ہی عجیب حقائق بیان
کرکے انکی خوبی ذہن نشین کردی ہے علاوہ ازیں کل ممنوع اشیاء کی عقلی طور پر
عیوب ثابت کرکے ان کو لوگوں سے متنفر کردیا ہے نیز مسلمانوں کی موجودہ امراض
کے دیگر معالجات بھی لکھے گئے ہیں جنکی اس پرآشوب زمانہ میں از حد ضرورت
تھی اور جا بجا ترقی کے وسائل ذکر کردئے ہیں :۔
کاش میری قلم میں اتنی طاقت ہوتی جسکے ذریعہ میں ہر مسلمان خصوصاً تعلیم یافتہ
گروہ کے دل میں نقش کردیتا کہ اس کتاب کو ضرور پڑھے عدم گنجائش کی باعث
ہم اسکی مفصل فہرست مضامین نہیں دے سکتے عربی بھی ساتھ رکھی گئی ہے
صفحات ۱۴۴ کلاں قیمت صرف نو آنے ۔ ۔ ۔ ۔ ۹ ؍

الکشف والتبیین فی غرور الخلق اجمعین بزبان اردو

مصنفہ امام ابو حامد محمد غزالی

اس کتاب میں امام غزالیؒ نے علماء عباد امراء و صوفیاء کے کل ان مقامات کی
تشریح کی ہے جس میں یہ گروہ دھوکا کھا کر راہ راست سے بہک جاتے
ہیں قلم میں طاقت نہیں کہ اس رسالہ کی لطافت اور خوبی کا کما ینبغی
اظہار کرسکے ان اصناف اربعہ میں سے ہر ایک کے لئے اس کا دیکھنا
اور اپنے نفس کی اصلاح میں مشغول ہونا لازمی ہے عربی بھی ساتھ
دی گئی ہے :۔
قیمت ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۳ ؍

عزیز القلوب ترجمہ مکاشفۃ القلوب

اَلْمُقَرِّبُ اِلیٰ حَضْرَتِ عَلَّامِ الْغُیُوْبِ

مصنفہ امام حجۃ الاسلام ابو حامد محمد بن محمد غزالی

امام غزالی کے جنکے نام نامی سے شاید ہی کوئی تعلیم یافتہ بے خبر ہو اس کتاب میں
شریعت اسلامی کو تصوف کا رنگ دیکر ایسی خوش اسلوبی سے انجام دیا ہے کہ
اس مضمون کی باقی کتب سے بدرجہا فائق ہوگئی ہے چنانچہ آپ نے خوف الٰہی ریاضت
توبہ محبت عشق الٰہی۔ توکل۔ رضا بالقضا اللہ کی اطاعت خاصکر شکر و علم و زہد
تقویٰ۔ اخلاص۔ امر معروف۔ کسب حلال۔ محاسبہ۔ مراقبہ کی کیفیات بیان کرتے
ہوئے ترغیب دیکر اتباع نفس و ہوی و شیطان فسق و فجور۔ نفاق۔ قطع رحم۔ قساوت
قلبی۔ کبر و تکبر۔ غیبت نمیمت حسد۔ کذب بغض۔ زنا۔ شراب۔ لغویات۔ ریا۔ شرک
وغیرہ وغیرہ کی عیوب واضح کرتے ہوئے انسے روک کر اتباع رسول کریم صلعم اور آپ پر درود
پڑھنے اور ذکر الٰہی کے فضائل حسن خلق خصوصاً نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ۔ صلہ رحمی۔
حقوق اللہ حقوق والدین اولاد و دیگر خویش و اقارب۔ اکل حلال۔ ترک حرام
طہارت حق کی باطل کیسا تھ بلاوٹ کے حقائق و اسرار کا اظہار فرما کر اوراد
وظائف و نفلی عبادات و قرآن شریف اور ماہ رجب و شعبان ماہ رمضان المبارک
نماز تہجد و تراویح و عیدین و ایام عاشورہ و لیلۃ القدر و محرم وغیرہ کی فضائل کو
بوجہ اکمل و اتم درج کرتے ہوئے بہشت و دوزخ حساب۔ عذاب قبر۔ سکرات موت۔ ذکر شہوت
اقسام عذاب جنازہ کے آداب رضائے الٰہی کے اسباب کو عقلی و نقلی دلائل سے ثابت کرکے
اور مخالفین کو دندان شکن جواب دیتے ہوئے اس کتاب کو رسول اللہ صلعم کی وفات
پر ایک سو گیارہ بابوں میں ختم کیا ہے اور ہر ایک بحث میں قرآن شریف کی آیات و
احادیث نبویہ اور بزرگوں کی کلمات طیبہ صحابہؓ کے آثار عجیبہ غریب حکایات جادو اثر
اشعار سے ایسا مزین کیا ہے کہ سوائے کل کتاب ختم کئے دل کو چین نہیں آتا ہم نے اسکو ایک
لائق مترجم سے مروجہ فصیح و بلیغ اردو میں ترجمہ کراکر نیز آیات و احادیث و اشعار کو عربی
میں بھی درج کیا گیا ہے جلی قلم سے لکھوا کر اعلےٰ سفید کاغذ پر طبع کرایا ہے تعداد صفحات
۵۲۴ تقطیع کلاں ۲۰×۲۶ قیمت عہ؍

در النظیم فی خواص القرآن العظیم

(بزبان اردو)

اس نادر کتاب میں علامہ ابو محمد عبد اللہ یمنی شافعی نے امام محمد غزالی کے
رسالہ خواص القرآن والسور اور قاضی ابو بکر غسانی کی کتاب برق اللامع
والغیث الہامع کو جمع کردیا ہے خواص و اسرار قرآن شریف میں
بے نظیر رسالہ ہے :۔

طبِ جسمانی و طبِ روحانی

مصنفہ امام حجۃ الاسلام ابو حامد محمد بن محمد غزالی

جیسا کہ اسکے نام سے ظاہر ہے امام موصوف نے اس کتاب میں جس طرح تشریح اجسام و جمیع علل جسمانی کا بمعہ ادویہ علاج لکھا ہے اسیطرح بدن انسانی کی روحانی تشریح فرما کر کل قسم روحانی امراض کے اسباب و معالجات ایسی نازک انداز سے ارقام فرمائے ہیں کہ دل پر اثر کئے بغیر نہیں رہتا نہ صرف طبی ادویہ کی طرح روحانی ادویہ مفردہ و مرکبہ کو بھی نہایت دلچسپ پیرایہ سے ادا فرمایا ہے روح و جسم کی طب سے فارغ ہو کر علم الٰہیات پر اس زور اور خوبی سے قلم اٹھایا ہے کہ معقولات کو محسوسات کا جامہ پہنا کر علم فہم کر کے ان کل اعتراضوں اور رخنوں کو پیس ڈالا ہے جو فلسفہ قدیم یا جدیدہ کے سبب کسی طالب علم کے دماغ میں پیدا ہو سکتی ہیں اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ کتاب احیاء العلوم کی روح رواں اور کیمیائے سعادت کی اکسیر ہے اور ایسے درد سے ہر طرح سے لکھی گئی ہے کہ امام موصوف کی آخری تصنیف معلوم ہوتی ہے لیکن خدا کی شان ہے کہ ابھی تک عربی میں بھی طبع نہ ہوئی تھی حسن اتفاق اور مسلمانوں کی خوش قسمتی سے ہمارے ہاتھ اسکا ایک قلمی نسخہ آیا جسے فوراً اردو زبان میں ترجمہ کرا کر شائقین کے پیش کیا جاتا ہے خوش نصیب ہیں وہ ہاتھ جن تک یہ کتاب پہنچے اور ازلی سعید ہیں وہ نفوس جو اسکی قیمتی نصائح پر عمل پیرا ہو کر سعادت دارین حاصل کریں قیمت ۔ ۔ ۔ ۸ عمر

زبدۃ المرام (فی ترجمہ) عمدۃ الاحکام

یعنے صحیح بخاری اور صحیح مسلم کا مجموعہ کل ائمہ محدثین کا اتفاق ہے کہ جس حدیث کو امام بخاری اور امام مسلم متفق ہو کر اپنی اپنی صحیح میں بیان کریں قرآن شریف کے بعد وہ حدیث شریف جملہ احادیث پر مقدم اور سب سے بڑھ کر معتبر ہے اور بلا چون و چرا تسلیم کر لینے کے زیادہ تر لائق ہے لہٰذا امام مرحوم مولینا حافظ عبد الغنی صاحب نے دونوں صحیحوں کی احادیث متفق علیہ کو جو کہ احکام (یعنی طہارت ۔ نماز ۔ روزہ زکوٰۃ حج ۔ بیع ۔ شربی ۔ نکاح ۔ طلاق ۔ رضا ۔ قصاص ۔ حدود قسموں ۔ نذروں اور فیصلوں کے بیان کھانے کے احکام پینے کے بیانات قربانی ۔ لباس ۔ جہاد اور غلام آزاد کرنے کے احکام کے متعلق ہیں ایک جا جمع کیا اور جناب حافظ عبد المنان صاحب وزیر آبادی نے بسرپرستی خود اس کا سلیس اردو میں ترجمہ کرایا اور ہم نے بصرف زر کثیر بین السطور حسب قلم السطری تقطیع درمیانہ بمعہ حواشی جدیدہ بصحت نامہ سطور رہنا شدہ کاغذ اعلےٰ پر طبع کرایا ہے ۔

قیمت ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۸ عمر

تمدنِ ہند (ترجمہ اردو) کتاب الہند

المعروف البیرونی

مصنفہ علامہ ابو ریحان بیرونی معاصر و مقرب سلطان محمود غزنوی جس زمانہ میں سلطان محمود غزنوی اپنے زور بازو سے ہندوستان کو فتح کر رہے تھے اسی زمانہ میں علامہ ابو ریحان بیرونی مشہور فلاسفر اسلام ہیں ہندوؤں کے مارل و سوشل غرض ہر قسم کے تمدن کی جستجو کرتے ہوئے ہندوؤں کی پرانی تہذیب و جملہ علوم و متبرک کتب اور کمالات روحانی و احوال جسمانی کا مطالعہ فرما رہے تھے یہ وہ زمانہ تھا کہ ہندو مسلمانوں میں عداوت و نفرت زوروں پر تھی ۔ اور ہندو بزرگ اپنے علوم کو اپنی ہی قوم کے شودروں تک سے بھی محفوظ رکھتے تھے اور کسی کو بتاتے نہ تھے لیکن اپنی اعجاز نما اولو العزمی اور استقلال اور کمالات کے لئے نہایت شوق کے سبب علامہ ابو ریحان ہندوانہ فنون میں ہندو علما سے بھی بڑھ گئے خاص کمال جسکا آپ نے اس بے نظیر تصنیف میں اظہار کیا ہے یہ ہے کہ ہندوؤں کے فلسفہ اور مذہب کو یونانی فلسفہ اور اسلامی مذہب سے مقابلہ کر کے مابہ الامتیاز کو بیّن فرما دیا ہے علاوہ ازیں بعض اہم تاریخی واقعات پر بھی نظر ڈالی ہے بہرکیف قدیم ہند کے تمدن کے متعلق اس سے بہتر کتاب آجتک نہ کسی نے لکھی نہ کوئی لکھ سکا اور نہ کوئی ابو ریحان جیسا عالم اس ملک میں آیا کہ لکھتا لہٰذا ہم نے اسکا اردو میں ترجمہ کرا کر چھاپنا شروع کر دیا عنقریب خدا نے چاہا ہدیہ ناظرین ہو گی :۔

سیرۃ ابن ہشام (بزبان اردو)

یہ وہ سوانح نبوی ہے جو مغازی ابن اسحٰق کے بعد سب سے اول اور مکمل و تحقیق سے لکھی گئی ہے باقی سب نے اسی کی خوشہ چینی کی ہے اس میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے دنیا میں ظہور سے لیکر وصال ایزدی تک کے کل حالات نہایت سادگی سے ایسے ترتیب وار لکھے ہیں جیسے آجکل کی ڈائریاں لکھی جاتی ہیں اس کتاب کے پڑھنے سے ان جملہ مشکلات مصائب کا بخوبی علم ہو جاتا ہے جو ابتدا میں اشاعت اسلام کے متعلق حضور انور اور صحابہ کو پیش آئیں اور ان مسائل اور اس نورانی مقناطیسی کشش کا بھی پورا پتہ چل جاتا ہے جو خون کے پیاسے دشمنوں کو بھی خود بخود دائرہ اسلام میں کھینچ لاتی اور ترقی مذہب کا موجب ہوتی ہے غرض کہ یہ ہر ایک کلمہ گو کے گھر میں اس کتاب کا ہونا لابدی اور ضروری ہے عنقریب خدا تعالےٰ نے چاہا ہدیہ ناظرین ہو گی :۔

قیمت ۔ ۔ ۔ ۔ ۸ عمر

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

دیباچہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِی لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ ھُوَ الْقَادِرُ الْمُتَعَالُ لَا یَزُوْلُ وَلَا یَزَالُ وَ لَا یَتَغَیَّرُہُ الشُّئُوْنُ وَالْاَحْوَالُ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی اَفْضَلِ الْمُرْسَلِیْنَ وَخَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ وَ خُلَفَاءِ الرَّاشِدِیْنَ وَاٰلِہِ الْمُطَھَّرِیْنَ وَاَصْحَابِہِ الْمُجَاھِدِیْنَ رِضْوَانَ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْھِمْ اَجْمَعِیْنَ

امابعد نیازمند درگاہ الٰہی فقیر کرم الٰہی صوفی ڈنگوی گذارش پرداز ہے کہ آج کل مسلمانوں میں عام طور سے یہ سوال درپیش ہے کہ زمانۂ حال کے اہل اسلام کی مالی۔ تمدنی۔ اخلاقی۔ کمزور حالت کس طرح درست ہوسکتی ہے؟ اس سوال کی بابت اسلامی حلقوں میں مختلف اسباب اور تجاویز خیال کی گئی ہیں۔ اور بزرگان قوم نے بڑھ بڑھ کر موشگافیاں کی ہیں۔ لیکن جو رائیں دیجاتی ہیں اُن میں اس قدر اختلاف اور تضاد ہوتا ہے کہ ایک متلاشی کے لیئے صراط مستقیم اور مفید تدبیر کا انتخاب نہایت مشکل ہو جاتا ہے اور تعجب یہ ہے کہ ہر ایک اپنی اپنی رائے کو ہی درست اور معیب جانتا ہے۔ بلکہ بعض تو بما الھمنی ربی کی ڈینگ مار اٹھتے ہیں اسی اختلاف آرا کی وجہ سے قوم کسی مفید اور جامع نتیجہ پر نہیں پہونچ سکتی اور بہبودی اور فلاح کا منہ نہیں دیکھ سکتی۔ بلکہ انحطاط اور زوال کے چاہ عمیق میں گری جاتی ہے۔

ہم اس بارہ میں اپنی کوئی رائے پیش نہیں کرتے بلکہ تیرہ سو سال کے تاریخی تجربہ قوم کو سناتے ہیں جس سے صاف طور پر کھل جائیگا۔ کہ پہلے وقتوں میں زمانۂ حال سے بڑھ کر مسلمانوں پر مشکلات آچکی ہیں اور ملکی ادبار کی کالی گھٹا چھا چکی ہے ان حادثات عظیمہ کا جو علاج مفید پڑا وہ چند کھلے نظائر ہیں۔ جنکے مطالعہ کے بعد کسی مزید رائے لگانیکی ضرورت نہیں رہتی۔ وہ زمانہ کے ترازو پر تل چکے ہیں اور مرض ادبار کا صحیح علاج ثابت ہو چکے ہیں۔ آن صحیح تاریخی واقعات سے صاف صاف ظاہر ہوتا ہے۔ کہ جب اہل اسلام میں اہلیت اسلام نہ رہی اور صداقت اسلامی کو چھوڑ کر ہوا حسی نفسانی کے پیرو ہوئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اُن کے مقدس اصحاب

رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اتباع صادقہ اور تقلید حقہ کو چھوڑ دیا۔ اس وقت مشکلات اور تکالیف کے دروازے کھل گئے اور جب کسی قوم یا گروہ نے یہ تقلید صحابہ کرام قوائے نفسانی کو کمال انسانی و جلال روحانی کا ذریعہ بنایا تو مخالفوں کی صدیوں کی چالوں کو توڑ تاڑ کر قوم کے ڈگمگاتے جہاز کو سلامت ساحل مراد پر پہنچا دیا۔ اور قوم کے مردہ اجسام میں اسلامی جوش کی تازہ روحیں پھونک کر خیر القرون کا نقشہ دکھا دیا۔

جب زمانہ کئی بار ترقی اسلام بہ تقلید صحابہ کرام کا عینی مشاہدہ کرا چکا ہے تو پھر کسی اور جدید راستہ کا ٹٹولنا اور دنغویانہ قطع برید سے اسلام کے خوبصورت چہرہ کو بگاڑنا در اصل صراط مستقیم سے ہٹانا ہے۔ ملکی۔ قومی۔ اخلاقی۔ تمدنی۔ ترقی کے وجوہات میں سے کوئی ایسا امر باقی نہیں رہتا جو صحابہ کرام کے افعال و اعمال عادات و اطوار میں پایا نہ جاتا ہو۔ تہذیب نفوس اور قومی ہمدردی۔ ملکی ترقی۔ اعلےٰ درجہ کی پاکیزگی کے صحیح اور کامل نمونے اُن سے بڑھکر تاریخ پیش نہیں کر سکتی مگر یہ تقلید صحابہ بغیر سچے جوش کے ممکن نہیں اور جس جوش کی کمی بیشی پر قوموں کی موت و حیات کا انحصار ہے اسی حقیقی جوش کے نہ ہونے سے مسلمان کسی کام میں کامیابی کا منہ نہیں دیکھ سکتے اور استقلال کے ساتھ کوئی قومی مرحلہ طے نہیں کر سکتے۔ وہی قرآن وہی اسلام وہی زمین و آسمان ہے مگر مسلمانوں میں وہ عملی جوش نہیں جو اخلاص و ایثار کے مفید نتائج دکھا سکے اور قوم کے متفرق اور پراگندہ اجزاء کو جمعیت کی صورت میں لا سکے اس جوش کے پیدا کرنے کے لیے قوم کے جان نثار خادموں کے کارناموں سے بہتر اور کوئی مجرب اور مفید نسخہ نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ترقی یافتہ اقوام اس تاریخی سلسلہ کو کمال عزت و وقعت سے قائم رکھتی ہیں اور اس سے صرف اپنی موجودہ اور آیندہ نسل کی جرأت اور ثبات مردانہ کو ہی نہیں بڑھاتیں بلکہ غیروں پر بھی اپنی شجاعت کا رعب سکہ بٹھا کر صرف کاغذی گھوڑوں سے ہی غیر ممالک میں قومی فوائد اور منافع کا میدان وسیع کر لیتی ہیں۔

راقم احقر العباد نے بھی یہ کتاب جو تمام اسلامی تاریخ کا لب لباب ہے اسی مردہ جوش کے زندہ کرنیکے لئے لکھی ہے چونکہ تمام واقعات کا سُنانا اور فاسق و فاجر ظالم و عیاش یا اُن خونخوار سلاطین و امرا کا بتانا جو عموماً اہل اسلام ہی کا گلا کاٹتے رہے ہیں۔ اور محض جابرانہ سطوت و جبروت دکھلانیکے لئے اُمت محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اوسط گھٹاتے رہے ہیں۔ مفید نہیں بلکہ اس سے اور زیادہ وہن قومی کے بڑھنے کا احتمال ہے۔ اس لئے فقیر نے صرف ان چند جانبازاور قوم کے سچے خادم سلاطین اور امراء کو منتخب کیا ہے۔ کہ جنھوں نے اپنے ذاتی اعمال اور اسلام کے نورانی اطوار کا مخلصانہ نمونہ دکھا کر قوم کو ایثار نفس کا بھولا ہوا سبق یاد کرا کر اتفاق اور اتحاد کی

حبل المتین میں جکڑدیا اور غیر اقوام کے اضعاف مضاعف مجموعی طاقت کو بارہا پاش پاش کر کے مقدس خطاب خلافت و امارت کے قومی حقوق کو ادا کیا۔ اور اسلام کی اکمل و مکمل قواعد کی پابندی سے مثل زمانہ حضرات صحابہ عظام صداقت قرآنی ؎ کَم مِّن فِئَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيرَةً کا جلوہ دکھا دیا اور قوم کی پراگندہ حالت اور متفرق طاقت کو اجتماعی صورت میں لاکر کوہ آہنی بنادیا اور آیندہ نسلوں کیلیے نہایت جلی اور موٹے موٹے حروف میں ؎ لَن يَصْلُحَ آخِرُ هَذِهِ الأُمَّةِ إِلَّا بِمَا صَلَحَ الأَوَّلُونَ کا مجرب نسخہ لکھ دیا۔ اس کتاب میں یہ ثابت کیا جائیگا کہ اسلامی اہلبیت کے عدم وجود پر قومی ترقی و تنزل کا مدار ہے۔ اس کتاب میں عروج و زوال کے دونوں تاریخی پہلو دکھائے گئے ہیں معزز ناظرین خود فیصلہ کرلیں گے کہ اسلامی اہلبیت یعنی تقلید صحابہ کرام موجودہ قومی زوال کیلئے کیا عمدہ اور مفید مجرب نسخہ ہے شرائع محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مکمل نہ جاننا اور اجماع امت میں اختلاف اور تفرقہ ڈالنا اس واحد قومی جوش کو مٹانا اور مذہبی عظمت کو کھونا ہے جو غیر اقوام میں اسلامی جلال و وقار پیدا کرتا رہا ہے اس ہیچمدان نے تذکرہ خالدبن ولید میں وعدہ کیا تھا کہ بہادران اسلام کے تذکرے علیحدہ علیحدہ ہدیہ ناظرین کیے جائینگے لیکن اس سے تیرہ سو سال کے حادثات عظیمہ کا ایک جامع بیان اور کارآمد اور مفید نتیجہ یعنی ترقی اسلام بہ تقلید صحابہ کرام ایک کتاب میں نہ نکل سکتا تھا اور شائقین کو دیگر تالیف کا منتظر رہنا پڑتا۔

جن اصحاب نے یورپین مورخین کی تالیفات دیکھی ہیں اگر ان کو اس کتاب کے طرز بیان اور طریقہ استدلال اور انتخاب واقعات میں مغائرت معلوم ہو تو براے مہربانی معذور رکھیں۔ کیونکہ انکی اور ہماری اغراض تالیف ایک نہیں وہ خواہ کسی قدر صداقت کا اظہار کریں مگر قومی فوائد کو ہاتھ سے نہیں دیتے جن واقعات کو وہ کسی طرح چھپا نہیں سکتے ان کو بھی اس طرح بیان کر جاتے ہیں کہ اسلامی جلال فرنگستانی اقبال کے سامنے ایک بھونڈی صورت دکھائی دیتا ہے۔ اور کوئی مفید محرک جوش پیدا نہیں کرسکتا بخلاف اس کے ہماری تحریر کی علت غائی ان صحیح اور صریح واقعات کی حقیقی تصویر قوم کو دکھا کر عملی جوش پیدا کرنا ہے انہیں وجوہات سے عربی ضخیم تاریخی کتابوں کو چھوڑ کر یورپین تاریخوں کو سند قرار دینا فعل عبث ہے۔

اس کتاب میں عادات و اطوار صحابہ رضی اللہ عنہم۔ اور بنی امیہ۔ عباسیہ کے عروج و زوال شمالی افریقہ کی ابتدائی فتوحات سیسلی واقعہ روم بحیرہ روم میں اسلامی جلال کا بیان مذہب اسلام

؎ یہ قول امام مالک خلیفہ رسول اللہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا ہے ترجمہ امت محمدی کے اخلاف اور پچھلی نسلوں کی اصلاح و بہبود سوا اسکے نہیں ہوگی کہ وہ متقدمین یعنی صحابہ کرام کی تقلید کریں اور ان کا ہی اتباع کریں ۱۲

کے پولیٹکل تغیرات مذاہب صاحب الزنج۔ خرمیہ۔ زنادقہ۔ معتزلہ۔ قرامطہ کا اختلال اور آغاز زوال۔ رومیوں کے اسلامی ممالک پر حملات اور مجاہدین اسلام کی پر جوش خدمات۔ سلاطین سلاجقہ کے غازیانہ تردودات۔ فرقہ اسماعیلیہ اور ملاحدہ کی کامیابی۔ اہل یورپ کا پہلا صلیبی جنگ اور مسلمانوں سے ظالمانہ ڈھنگ۔ بیت المقدس کی خرابی اور شام کی بربادی عمادالدین زنگی اور سلطان نورالدین کا قوم میں جوشیلی روح پھونکنا اور یورپ کی متفقہ افواج کو تہ تیغ کرنا۔ بہادر سلطان صلاح الدین کا اسلام کے حقیقی جوش اور اتباع شریعت حقہ سے بہادران یورپ کو سے

شام وسلم لازم و ملزوم شد   این فراق از دست ما معدوم شد

کا مقولہ ہرقل ہمیشہ کے لئے یاد دلاتا۔ درج کیا گیا ہے۔

اس کے بعد خاندان صلاحیہ یا ایوبیہ کا مختصر بیان اور فتنہ تاتار اور تاتاریوں کا خود بخود صداقت اسلام سے مسلمان ہونا سپین کی اسلامی سلطنت کا یورپ پر شہنشاہی جلال اور تذکرہ زوال۔ مراکو کے سلاطین مرابطین۔ موحدین۔ بنی مرین کی سپین میں بہادرانہ کارروائی۔ موروں کی بربھوٹ سے ہیبت ناک تباہی۔ آل عثمان کی سرپرستی اور یورپ کی ذلت و پستی کا مختصر بیان کیا گیا ہے۔

فقیر نے اس کتاب کی تالیف میں ابن اثیر۔ ابن خلدون۔ مسعودی۔ تاریخ امرائے بیت الحرام۔ فتوحات اسلامیہ۔ تاریخ الخلفاء وغیرہ سے مدد لی ہے۔ بخیال اختصار سوائے بڑے بڑے واقعات کے عموماً حوالہ کتب نہیں دیا گیا اور اس کتاب کا نام "تذکرہ بہادران اسلام موسوم بہ صلاح امت" رکھا گیا ہے اور اپنے قدیم محسن و مربی جناب آنریبل لفٹنٹ ملک عمر حیات خانصاحب۔ سی۔ آئی۔ ای۔ ٹوانہ چیف آف کالرہ ضلع شاہپور پنجاب کے نام نامی سے معنون کیا۔ اہل قلم سے امید ہے کہ نقص و خطا کو بنظر عفو دیکھیں اور ارادہ تالیف کو مد نظر رکھکر دعائے خیر سے یاد کریں۔ واللہ الموفق المعین وصلے اللہ علی رسول رحمۃ للعلمین۔

الراقم

فقیر کرم الٰہی صوفی مصنف خالد بن ولید

تذکرہ بہادرانِ اسلام

حصہ اول

اقبال کا پہلا دور

حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتقال پرملال کے بعد سب سے پہلا حادثہ اسلام کو تب پیش آیا جبکہ عاشق رسول خلیفہ مقبول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقابلہ پر تمام عرب کھڑا ہوگیا۔ اور مہاجر و انصار کے سانھ قریش و بنی ثقیف کے سوا اور کوئی نرہا اکثروں کو تو قریش کی اطاعت ناگوار تھی اور بعض زکوٰۃ دینا پسند نکرتے تھے اور چند دنیا طلب ادعائے نبوت کے بہانہ سے مسلمانوں کے مقابلہ پر آ کھڑے ہوئے تھے یہانتک کہ بنی اسد یغطفان۔ کنانہ و غیرہ نے ایک لاکھ کی جمعیت سے خاص مدینۃ النبی کو گھیر لیا وہاں اہل اسلام کی جمعیت صرف (۷۔۸) ہزار تھی مگر یہ وہ قلیل جماعت تھی جو عزم بالجزم۔ اتفاق و ایثار صداقت و اطاعت۔ ہمت و شجاعت۔ تقوی۔ وورع۔ صبر و قناعت۔ زہد و عبادت میں اپنا نظیر نہ رکھتی تھی۔ قوم و ملت کی ترقی و بہبودی کی سچی دھن ہر وقت انکو لگی رہتی امت محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عروج کی آرزو ہمیشہ انکے دلوں میں گدگداتی۔ ہر ایک حالت حضر و سفر رنج و راحت۔ خواب و بیداری۔ تندرستی و بیماری میں قوم کے مفاد و مضار کو سوچتے اور جو کہتے کر دکھاتے اور "لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ"[1] کے عتاب یا عقاب سے پہلو بچاتے وہ جانتے تھے کہ اسلام کی غرض تہذیب نفوس ہے جو بغیر اعمال صالحہ حاصل نہیں ہوسکتی۔ قول بے عمل اور قال بلا حال ذات ذوالجلال اور رسول فرخندہ مآل کے نزدیک کچھ وقعت نہیں رکھتا اور زبانی جمع خرچ اور تکلف و تصنع اسلام میں ہرگز مقبول نہیں ہوسکتا۔ ان کی گفتار و کردار اطوار و آثار یکساں تھے علی ہمدردی اور اتفاق کے رنگ میں ادنے سے اعلےٰ تک تمام رنگے ہوئے تھے۔ اور مستقل ارادوں پر جمے ہوئے تھے۔ قوم کا زور ہر فرد میں بھرا ہوا تھا اور جانبازی کا جوش بڑھا ہوا تھا۔ خیرات کے میدان میں ہر ایک بڑھ بڑھ کر قدم مارتا اور فلاح امت میں مسارعت دکھاتا امر معروف اور نہی عن المنکر کو اپنا فرض جانتا جسکو وہ بادشاہوں کے درباروں اور تیز تلواروں کی دھاروں کے سامنے نہایت دلیری اور ثابت قدمی سے ادا کرتے اور لوم لائم سے کبھی نہ ڈرتے۔ انہیں اخلاق حمیدہ اور صفات ستودہ کی صداقت پر آیۂ کریمہ "كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُسَارِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ وَأُولٰئِكَ مِنَ الصَّالِحِينَ"

[1] وہ بات تم کیوں کہتے ہو جو تم نہیں کرتے۔ سورہ صف پارہ ۲۸

دلالت کرتی ہے جو انکی صداقت روحانی کی سند آلہی اور کمال انسانی کی معیار خدائی تھی جس کی
تعمیل میں شب و روز عامل اور بس اس فرمان شاہی کی بجا آوری میں پختہ سرگرم و شاغل رہتے تھے
سوائے رضائے آلہی و محبت رسالت پناہی کے اور کوئی چیز مدنظر نہ تھی۔ قومی خدمات اور اسلامی جذبات
میں ناداری کا فضول عذر کبھی اُن کی اولوالعزمی کا سدّ راہ نہ ہوسکتا اور مخالفوں کی نمائشی شان و شوکت
و تکلف ان کی متہورانہ ہمت کو نہ کھو سکتا اسی عسرت و افلاس میں دنیا کی بڑی سے بڑی دولت مند اور
صدیوں کی منتظم سلطنتوں سے مقابلہ کرکے دکھلا دیا کہ سچے اور پکے مسلمانوں پر دنیوی اسباب و تعلقات
کی کمی بیشی کا اثر ہرگز نہیں پڑتا۔ ان کی اولوالعزم نگاہوں میں زر دولت کی قلت و کثرت قوم کے لیے ضروری
نہیں تھی بلکہ اتفاق و اخوت بکار تھی جو سچے جوش کے ہوتے اس کمی کا پورا بدل ہو سکتی تھی۔ ایثار انکا
شعار تھا جس سے بوقت ضرورت متفرق زر و دولت اجتماعی حالت سے خزانوں کی صورت اختیار کر لیتی
تھی۔ اور تمام ضروریات رفع کر دیتی تھی۔ دنیا و ما فیہا اُن کی نگاہ حق پرست میں ہیچ بلکہ کمتر از ہیچ
تھی۔ لاکھوں کروڑوں کا مال ان کے ہاتھ سے نکلتا لیکن اُن کے پاک دلوں کو آلودہ نہ کرسکتا ۔۔
اور ذکر آلہی سے ہٹا کر حظوظ فانیہ میں نہ پھنسا سکتا اور "[1]یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ
وَلَآ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ" کا وعید شدید ہر وقت اُن کے مدنظر رہتا۔ دلق گدایانہ میں وہ سطوت
جبروت شاہانہ موجود تھی جو قیصر و کسریٰ کے لباس فاخرانہ میں مفقود تھی۔ عدل و احسان جو
انتظام جہان کی مضبوط بنیان ہے وہ ان کا مسلک عام تھا یگانوں بیگانوں کے ساتھ یکساں
عادلانہ برتاؤ کرتے "[2]اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُكُمْ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ" اُن کا ایک معمولی عملی وظیفہ تھا۔ وہ مخلوق آلہی
کو امانت خدائی جانتے حقوق العباد کو عمدگی سے نباہتے سیاست اخلاق و منزل کے علاوہ اصول تمدن کو
اُن سے بڑھکر کوئی نہ نبھا سکتا۔ حکمت علمی کی پابندی سے کمال انسانی کو اُن سے زیادہ کوئی نہ
پا سکتا اسی حسن معاشرت اور روحانی مظاہرت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ جل شانہ نے اپنی پاک
کلام "[3]وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَی الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا"
میں اون کے تمدنی مسلک کا فوٹو کھینچ دیا ہے۔ اور بنی آدم سے برتاؤ کا عام قاعدہ بتا دیا ہے
اور اُن کے اخلاق حسنہ کا جلوہ "[4]وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا" میں دکھلا دیا ہے۔ اور

---

[1] پارہ (۲۸) سورۂ منافقین ترجمہ اے ایمان والو تم کو اولاد اور مال کی محبت اللہ کی یاد سے غافل نہ کرے ۱۲ [2] پارہ (۱۴) سورۂ نحل ترجمہ اللہ تم کو عدل و احسان کا حکم دیتا ہے ۱۲ [3] پارہ ۱۹ سورۂ فرقان ترجمہ خدا کے خاص بندے وہ ہیں جو زمین پر فروتنی سے چلتے ہیں اور جب جاہل لوگ ان سے جہالت کی باتیں کرتے ہیں وہ نرمی سے سلام کہتے ہیں ۱۲ [4] اور جب لغو سے گذرتے ہیں تو بزرگانہ انداز سے چلے جاتے ہیں ۱۲

روحانی خواص و معارف کے حصول کا راز "وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِيَامًا" میں بتا دیا ہے
اور ان کی ریاضت و عبادت شوق معاد و رشاد کا بیان واقعی جتا دیا۔ اصحاب تقدس مآب عجب
و تفاخر سے دور تکبر و غرور سے نفور فرمان شاہی "اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ" کی تعمیل
میں مشہور تھے اُن کا یقین تھا کہ اللہ تعالیٰ سے بہتر کوئی انسانی مصالح کو نہیں جانتا اور محدود و
غیر محدود پر حاوی نہیں ہو سکتا اس حکیم مطلق نے جو علاج و دوا ہمارے لیے مقرر کر دی ہے
اسی میں ہماری شفا ہے۔ فلاح و بہبودی کا مدار صرف انہیں قواعد و ضوابط الٰہی پر ہے۔
جو بذریعہ وحی رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہو چکے ہیں وہ صریح تدابیر قرآنی
قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خَاشِعُوْنَ۔ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ وَ
الَّذِيْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فَاعِلُوْنَ۔ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَ
عَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ۔ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ کو چھوڑ کر ناقص عقول انسانی
کی پیروی نہ کرتے اور ایسے قوانین کے ہوتے ہوئے کہ جن پر عمل کرنے سے جسمانی و روحانی صوری
و معنوی فوائد اور دینی و دنیوی عوائد حاصل ہو سکتے ہیں پھر کاوش جاہلانہ و تلاش سفیہانہ سے
بطور کورانہ کسی جدید تدبیر و علاج کے لیے بھٹکتے نہ پھرتے وہ ہر ایک امر میں قرآن سے مدد
لیتے اور حکم بناتے اور اسی کی پیروی سے عروج پاتے اور اسی پاک مجموعہ ہدایت کو اپنے لیے
بفحوائے "وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ" روحانی امراض و جسمانی عوارض
کیلئے شفا و رحمت جانتے اور اکمل و مکمل مانتے نور قرآن سے اُن کی چشم بصیرت روشن ہو چکی تھی جس
سے وہ نیک و بد کی بخوبی تمیز کر سکتے تھے جس امر میں قوم و ملت میں رخنہ اندازی یا فتنہ پردازی
کا امکان متصور ہوتا اس سے گریز کرتے اور مختلف عقاید کی اشاعت سے قوم میں تفرقہ نہ
ڈالتے اور پھوٹ کی مہلک اور لا علاج مرض سے مسلمانوں کا نشان نہ مٹاتے دین کی اصلی
ضروریات اور غیر ضروریات میں بخوبی امتیاز کرتے اور بیجا تاویلوں کی بھرمار سے عام مسلمانوں
کے خیالات پراگندہ نہ کرتے اور بہ تعمیل "هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰيٰتٌ

سلہ وہ لوگ راتوں کو اپنے خدا کے آگے سجدہ کرتے اور دست بستہ کھڑے رہتے ہیں۔ سلہ پارہ ۱۸۔ سورہ المومنین۔ ترجمہ
ایمان والے ضرور ہی دینی و دنیوی مشکلات سے نجات پا گئے جو نماز میں خشوع و خضوع پڑھتے ہیں اور جو بیہودہ باتوں سے
کنارہ کرتے ہیں اور جو زکوٰۃ دیتے ہیں اور جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں یعنی حرامکاری (زنا) نہیں کرتے اور جو لوگ اپنی اماتوں اور قول
اقرار کا پاس کرتے ہیں اور جو لوگ اپنی نمازوں کو پابندی سے وقت پر ادا کرتے ہیں الخ سلہ پارہ ۱۵ سورہ بنی اسرائیل رکوع ۸۔ ترجمہ ہم قرآن میں ایسی

مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وَاُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ فَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَآءَ تَاْوِيْلِهٖ وَمَا يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهٗ اِلَّا اللّٰهُ[1] آیات محکمات کو اصل دین جانتے اور متشابہات کی غیر ضروری تاویلوں سے پہلو بچاتے ان کو جو احکام مخبر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ پہونچتے انپر صدق دل سے ایمان لاتے اس عقل سلیم اور صراط مستقیم کی تقلید سے انکو بارگاہ ایزدی سے وَالرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ يَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ[2] کا معزز و مقدس خطاب مل چکا تھا اور کئی سخت مشکل امتحانات میں پورے اتر کر رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ کا الٰہی ڈپلوما عطا ہو چکا تھا

اللہ اور رسول کے سوا کسی کے رعب میں نہ آتے اور کسی بھاری سے بھاری طمع اور لالچ میں آکر بھی قوم کے ادنیٰ نقصان کے درپے نہ ہوتے گو وہ زمانہ حال کے ڈگری یافتہ نہ تھے۔ لیکن بڑے سے بڑا چالباز پالیٹیشن بھی ان کو قومی دھوکہ نہ دے سکتا تھا اور نہ اُنکے درمیان تفرقہ ڈال سکتا تھا اور نہ کوئی اُن کو اپنے زیر رسوخ لا سکتا تھا وہ مسلمانوں کو چھوڑ کر غیر اقوام کے غمخواہاں نہ ہوتے اور کفار کی محبت پر اعتماد نہ کرتے اور " اَلَّذِيْنَ يَتَّخِذُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اَيَبْتَغُوْنَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا[3] کے الٰہی فیصلہ کی دل و جان سے تعمیل کرتے جسکے باعث غیر اقوام کو ان کے درمیان دخل دینے کا حوصلہ ہی پیدا نہ ہوتا۔ بلکہ غیروں کا حوصلہ ٹوٹ جاتا چند روزہ زندگی اور فانی اور غیر مستقل فوائد کے لئے کفار کی دوستی کو مسلمانوں پر ترجیح دیکر قومی گناہ کے مرتکب نہ ہوتے بلکہ ایسے کمینے خیال کو بفحوائے " يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا[4]" صریح الزام اور گناہ جانتے اور قومی نکبت اور ادبار کا باعث مانتے۔ وہ موت کو زیست۔ زخم کو مرہم۔ سنان کو جنان۔ تلوار کو گلزار۔ فاقہ کو روزہ۔ زندہ کو غازی مردہ کو شہید۔ دنیا کو فانی عقبےٰ کو باقی جانتے اور جملہ مصائب دنیوی کو ہنسی خوشی سے گذارتے

[1] یعنی صاف صریح ہیں کہ وہی اصل کتاب ہیں اور بعض دوسری مبہم کہ اُن کے معنوں میں کئی پہلو نکل سکتے تو جن لوگوں کے دلوں میں کجی ہے وہ قرآن کی اُن ہی مبہم آیتوں کے پیچھے پڑے رہتے ہیں تاکہ فساد پیدا کریں اور اُن کا اصل مطلب معلوم کریں حالانکہ اسکے سوا ان کا اصل مطلب کوئی نہیں جانتا ہے [2] اور جو لوگ علم میں بہت لیاقت رکھتے ہیں وہ تو اتنا ہی کہہ کر رہ جاتے ہیں کہ اسپر ہمارا ایمان ہے یہ سب کچھ ہمارے پروردگار کی طرف سے ہے اور اسکو وہی سمجھتے ہیں جن کو عقل ہے [3] پارہ ۵ سورہ نسا ترجمہ جو لوگ مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست بناتے پھرتے ہیں کیا کافروں کے ہاں اپنی عزت بنانی چاہتے ہیں سو عزت اللہ کے ہاتھ ہے کافروں سے فائدہ نہیں پہنچیگا [4] پارہ ۵ سورہ نسا ترجمہ اے ایماندارو مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست نہ بناؤ۔ کیا تم یہ چاہتے ہو کہ اللہ کا صریح الزام اپنے اوپر لو اور اپنی بہبودی و ترقی کو روک لو

جن کٹھن مشکلات سے اوروں کی ہمت گھٹتی ہے اُن سے ان اصحاب تقدس مآب کی قوت و پردلی بڑھتی تھی۔ موت جس سے اور لوگ گھبراتے ہیں ان کو خوف زدہ نہ کرسکتی تھی اور "اَیْنَ مَا تَکُوْنُوْا یُدْرِکْکُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ کُنْتُمْ فِیْ بُرُوْجٍ مُّشَیَّدَۃٍ"[۱] کی عقیدت واثقہ انکی ہمت واستقلال کو اور بڑھاتی۔ اور مخالفوں کی کثرت ان کے بہادر دلوں کو نہ ہلاسکتی تھی۔ وہ موت فی سبیل اللہ کو حیات ابدی اور نجات سرمدی یقین کرتے۔ اور "وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْیَاۗءٌ"[۲] کے فرمان واجب الاذعان پر اعتقاد رکھتے تاج سعادت شہادت پہنتے۔ جانبازی اور سرفروشی کو اپنا شعار بناتے اور اپنی عبادت مخلصانہ اور اعمال صالحانہ کا عوضانہ رضائے الٰہی کے سوا اور کچھ نہ چاہتے۔ انہیں اعمال وافعال کا خاکہ "اَشِدَّاۗءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَاۗءُ بَیْنَہُمْ تَرٰىہُمْ رُکَّعًا سُجَّدًا یَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰہِ وَرِضْوَانًا"[۳] میں کھینچا گیا ہے۔ انہیں اوصاف ستودہ واخلاق حمیدہ کا نتیجہ تھا کہ باوجود یک عام مخالفت کے انکے ہمت واستقلال میں ذرہ فرق نہ آیا اور اتفاق واخلاص کی برکت سے اقوام باغی کو نواح مدینہ سے مار کر بھگادیا اور اسلام کے سچے خادم اور مآل اندیش خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ کے رائے مبارک پر عمل کرکے امت کے ڈگمگاتے جہاز کو تباہی سے بچالیا۔ طلیحہ بن خویلد اسدی اور مسمات سجاح اور مسیلمہ کذاب وغیرہ کی لاکھوں کی جمعیت کو ان اصحاب جلیلہ کی جماعت قلیلہ نے بماتحتی شیر دل بہادر سپہ سالار حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ جانو پر کھیل کر تتر بتر کردیا اور نئے سر سے جزیرہ نمائے عرب میں اسلام کو رواج دیا۔ عرب سے فارغ ہوکر جو کارہائے نمایاں ایرانیوں۔ رومیوں کی افواج کثیرہ کے مقابلہ میں یہ مٹھی بھر جماعت دکھاتی رہی ہے۔ اس کی نظیر دنیا کی کسی قومی تاریخ میں نہیں ملتی۔ ان واقعات کی تفصیل کتاب خالد بن ولید مصنفہ فقیر راقم سے دیکھنی چاہیے۔ اسلام کے اس جان نثار گروہ صحابہ نے چند سال میں۔ عراق۔ شام۔ مصر۔ طرابلس۔ ایران۔ افغانستان۔ بربر ترکستان۔ بلوچستان۔ ہندوستان میں توحید کا بیج بو دیا۔ اور تبلیغ کا فرض پورا کیا۔ عہد بنی امیہ خلافت راشدہ کے بعد جمہوری انتظام کی جگہ موروثی سلطنت کی بنیاد پڑی مگر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہد میں اکثر صحابہ موجود تھے۔ تمام معرکوں میں یہ بزرگوار شامل ہوتے رہے ہے۔ اور فتوحات کثیرہ کرتے رہے سلاطین مروانیہ کے عہد میں بھی تابعین اور تبع تابعین کی

---

[۱] سورۂ نساء پارۂ اول۔ خواہ تم مضبوط قلعوں میں ہوگئے موت تمہیں چھوڑے گی نہیں [۲] ترجمہ جو شخص دین و ملت کی حمایت میں لڑکر مرے اسکو مردہ نہ گنو بلکہ وہ زندہ ہے [۳] رسول صلعم اور ان کے اصحاب کا خاصہ ہے کہ کافروں پر سخت ہیں اور آپس میں رحم دل ہیں

کی مقدس جماعت موجود تھی اور خود ابتدائی مروانی سلاطین عقل وہمت میں کم نہ تھے۔ عرب کی سادگی اور اسلامی جوش اُن میں تروتازہ تھا۔ اسلیے ابھی پوری ایک صدی بھی ختم نہ ہونے پائی تھی۔ کہ ایشیا۔ یورپ۔ افریقہ نے اُنکے شاہی تسلط کے سامنے سرتسلیم واطاعت خم کردیا اور دیوار چین سے لے کو بحراوقیانوس تک دائرہ توحید وسیع کردیا۔ فتوحات کامدار کسی واحد شخص پر نہ تھا۔ عربوں کا بچہ بچہ رستم واسفندیار کو خیال میں نہ لاتا تھا۔ اور دشمن کی کثرت وشوکت سے جی نہ چراتا تھا۔ ایک چھوڑ بیسیوں جنرل اس لیاقت کے موجود تھے جو چند ہزار مجاہدین کیساتھ ایک براعظم کی فتح کا بیڑہ اٹھاتے اور قومی خدمات پر نجات کا مدار جانتے تھے چنانچہ صرف امیر معاویہ رضؓ کے عہد بیس سالہ میں تیس سے زیادہ ظفر جنگ بہادر جنرل اشاعت اسلام کررہے تھے اور ایک ہی وقت میں یورپ کے عیسائیوں اور ایشیا و افریقہ کے باطل پرستوں کی زبردست فوجی رکاوٹوں کو اپنی حقانی شمشیر سے دور کرکے توحید باریتعالی کے لیے میدان صاف کررہے۔ اور صرف خشکی ہی میں نہیں۔ بلکہ بحری لڑائیوں میں بھی چند سالہ مشق سے رومیوں کے مشہور قدیمی جہازی بیڑہ کو تہ وبالا کرکے جنادہ بن امیہ ازدی نے دشوار گذار ابنائے ڈارڈنیلز سے گذار کر قسطنطنیہ کے قریب جزیرہ اروا د پر علم محمدی گاڑ دیا چونکہ اس زمانہ اقبال کا مفصل حال اس کتاب میں بیان کرنا مطلوب نہیں اور نہ ہوسکتا ہے اسلیے ان مظفر ومنصور جرنیلوں میں سے خداددوست عقبہ بن نافع رضی اللہ تعالی عنہ کے حالات بدیں خیال بحوالہ قلم کئے جاتے ہیں (۱) عقبہ بن نافع فہری رضؓ کے حالات زہد ورع۔ شوق غزہ۔ اجابت دعا۔ قومی جوش مردہ قوم کو دکھایا جائے (۲) خلوت پسند حضرات صوفیائے ومشائخ کو بھی عقبہ جیسے ولی اللہ کے حالات پڑھ کر قومی خدمات کے ہیچ پر آنے کا شوق پیدا ہو جس کی کہ آجکل سخت ضرورت ہے (۳) افریقہ جس پر یورپ نے دندان طمع تیز کئے ہوئے ہیں اس کے ابتدائی حالات معلوم ہوں۔

فتح افریقہ

عقبہ بن نافع فہری رضی اللہ عنہ

اسلامی تاریخوں میں افریقہ سے مراد شمالی افریقہ ہے جس کے تین حصے قرار دیتے ہیں (۱) المغرب الادنے جسمیں قیروان۔ ٹیونس۔ طرابلس (ٹریپولی) واقع ہیں (۲) المغرب الاوسط جس میں

تلمسان وغیرہ امصار واقع الجزائر داخل ہیں (۳) المغرب الاقصیٰ جسمیں فاس۔ مراکش۔ سوس وغیرہ کا علاقہ شامل ہے سب سے پہلے عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد میں عبداللہ بن سعد بن ابی سرح نے افریقہ میں فتوحات شروع کیں پھر عقبہ بن نافع فہری نے ۴۱ھ ہجری میں ودتہ اور مزانہ ۴۲ھ ہجری میں کورامن کو فتح کیا یہ عقبہ قرشی الاصل تابعی اور بقول بعض صحابی تھا ۵۰ھ ہجری میں امیر معاویہ رضی نے گورنر افریقہ مقرر کیا۔ اور فتح افریقہ کے لئے دس ہزار فوج اور بھیجدی۔ عقبہ فوراً طرابلس (ٹریولی) کے وسط کو ٹرا ادر اقوام بربری کی جمعیت کثیر پر پڑا۔ مخالف اگرچہ دیر تک بہادرانہ طور سے لڑا مگر آخر گرا۔ ان لوگوں کا دستور تھا کہ مقہور ہونے ہی اطاعت بلکہ اسلام قبول کرلیتے لشکر اسلام کے ہٹتے ہی بغاوت وارتداد اختیار کرتے اس لیے اب کی دفعہ عقبہ نے اس علاقہ میں لشکر اسلام کی مستقل اقامت و تجویز اور ایک جدید شہر بنانے کی تدبیر کی۔ اور شہر قیروان کا بنیادی پتھر رکھا یہ یہاں ایک بڑا گھنا جنگل تھا۔ ہر ایک قسم کے موذی زندہ شیر چیتے بھیڑیے وغیرہ چارپائے اور سانپ اژدہا ایسی جگہ بکثرت رہا کرتے اور انسان بخوف جان وہاں سے نہ گذر سکتے۔ عقبہ زاہد مرتاض خدایاد مشہور مستجاب الدعوات تھا درگاہ آلٰہی میں حضور قلب اور خشوع وخضوع سے سباع وغیرہ کے دور ہونے کی دعا کی اور باآواز بلند ندا دی "یا ایتہا الحیات و السباع انا اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارحلوا عنا وانا نازلون ومن وجدناہ بعد ذلک قتلناہ"[۵] لوگوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ چارپائے وغیرہ اپنے بچوں کو خود بخود اٹھائے لیے جارہے ہیں۔ اور مکان خالی کر رہے ہیں۔ اور سانپ نظروں سے غائب ہو گئے ہیں۔ اجابت دعا کا یہ عالم دیکھکر اکثر بربری بطوع ورغبت خود بخود اسلام لاکر "الاسلام حق والکفر باطل" پکارنے لگے اور جنگل کاٹنے اور تعمیر شہر میں مدد دینے لگے جامع مسجد اور ہزاروں مسکنی مکان بن گئے۔ اثنائے تعمیر شہر میں ہی عقبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ادہر اودہر برابر فوجیں بھیجتا رہا اور دشمن کا زور توڑتا رہا قیروان کی تعمیر سے افریقہ میں مسلمانوں کی مستقل چھاؤنی قائم ہو گئی۔

۶۲ھ ہجری میں عقبہ بن نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی اولاد کو جمع کیا اور حق وصیت ادا کر کے کہا کہ میں نے اپنی جان کو راہ خدا میں وقف کر دیا ہے۔ منکران توحید سے غزا کرونگا اور اس راستہ میں جان دونگا پھر قیرواں کی حفاظت پر زہیر بن قیس البلوی کو مختصر فوج

[۵] درندو ورندو ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب ہیں۔ ہم سے ہٹ جاؤ۔ یہاں سے چلے جاؤ پھر ہم یہاں اترنے والے ہیں اور اس کے بعد جو تم میں سے یہاں پایا جائیگا وہ قتل کیا جائیگا۔

کے ساتھ چھوڑ دیا۔ اور "فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجَاهِدِيْنَ عَلَى الْقَاعِدِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا"[1] کا اعلان و ہیر یا سا و عزم مجاہدین کا جان باز لشکر لیکر مغرب کو روانہ ہوا۔ اور شہر باغانہ پر رومیوں کی فوج کثیر کو خونریز معرکہ کے بعد بھگا دیا۔ میدان جنگ اور تعاقب میں ہزاروں کو تہ تیغ کیا یہاں سے شکست پا کر رومیوں نے شہر اربہ پر پاؤں جمائے اور کئی ایک بہادرانہ مقابلوں سے پیش آئے لیکن نقصان کثیر اٹھا کر پسپا ہوئے۔ جب رومیوں نے دیکھا کہ عیسائی آبادی مسلمانوں سے عہدہ برآ نہیں ہوسکتی اہل بربر کو جو عیسائی نہ تھے اپنے ساتھ ملا لیا۔ اور لاکھوں کی جمعیت سے چند ہزار مسلمانوں پر آپڑے۔ مسلمانوں کی تباہی میں کچھ شک نہ رہا تھا۔ لیکن بہادر عقبہ کے استقلال میں ذرہ فرق نہ آیا۔ کئی دن کے مغلوبانہ جنگ کے بعد عقبہ نے اس جوش و خروش سے حملہ کیا۔ کہ دشمن تاب مقابلہ نہ لا سکا۔ مسلمانوں نے ہزاروں کو مار کر بے شمار مال غنیمت لوٹ لیا اور شہر طنجہ میں ڈیرہ کیا۔ رومی گورنر نے اپنے آپ کو حوالہ عقبہ کر دیا۔ عقبہ نے فیاضانہ سلوک کیا اور طنجہ کو کوئی نقصان نہ پہنچایا۔ اولوالعزم عقبہ بہ تعمیل "يٰۤاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ"[2] یورپ میں منادی قرآن مجید اور اعلان توحید کرنی چاہتا تھا۔ گورنر مذکور سے سپین کا حال دریافت کیا۔ وہ سمجھ گیا کہ اسلامی سیلاب کا صدمہ سپین نہیں اٹھا سکتا اور نہ جنوبی غربی یورپ پر جوش بہادران اسلام سے لگا رکھ سکتا ہے۔ اس گورنر نے سپین کی طرف سے عقبہ کی توجہ ہٹانے کی کوشش کی اور بربری سلطنت واقعہ الجزائر و مراکو کی فتح کا شوق دلایا اور کہا کہ وہاں کے باشندے کافر ہیں اب تک انہوں نے عیسائی دین کو بھی قبول نہیں کیا۔ اس تحریک کے ساتھ ہی ان کی کثرت تعداد سے ڈرایا کیونکہ وہ عقبہ کا آگے بڑھنا نہیں چاہتا تھا۔ عقبہ جس نے منکران توحید سے غزا کرنے کا عہد کیا ہوا تھا اہل بربر کی شدت کفر کو سن کر الجزائر کو بڑھا اور بے شمار کفار کو تہ تیغ کرتا ہوا السوس الاقصیٰ (مراکو) میں داخل ہوا۔ یہاں اس قدر بربری اقوام کا اجماع تھا کہ مسلمان ان کا عشر عشیر بھی نہ تھے مگر مقابلہ کے وقت عقبہ اور دیگر غازیوں کی تلوار نے فیصلہ کر دیا کہ "وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ۭ بَلْ اَحْيَاۗءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ فَرِحِيْنَ بِمَاۤ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ

---

[1] پارہ ۵۔ سورہ نساء ترجمہ اللہ تعالیٰ نے اجر عظیم کے رو سے جہاد کرنے والوں کو نہ جہاد کرنے والوں پر فضیلت دی ہے ۔ [2] سورہ مائدہ پارہ ۶) ترجمہ اے پیغمبر جو احکام تیرے پروردگار نے تیری طرف نازل کئے ہیں وہ بلا کم و کاست لوگوں کو پہنچا دے اگر تم نے ایسا نہ کیا۔ تو سمجھا جائیگا کہ تم نے حق رسالت ادا نہیں کیا ۱۲

فرماتا ہے "یَسْتَبْشِرُونَ بِالَّذِینَ لَمْ یَلْحَقُوا بِهِم مِّنْ خَلْفِهِمْ أَلَّا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُونَ" پر صدق دل سے
اعتقاد رکھنے والوں کا تہور و شجاعت دیگر اقوام کے بہادروں کی ہمت و بسالت سے ممتاز ہے اور ان کا
حوصلہ کثرت اعداد کے خوف سے بے نیاز ہے اہل بربر کو شکست فاش ہوئی اور بیشمار قتل و قید ہوئے
کروڑوں کا مال غنیمت مجاہدین کے ہاتھ آیا اور تمام علاقہ ان کو فتح کرتا ہوا بحر اوقیانوس کے کنارہ مقام
بالیان پر پہنچ کر اور سمندر کو اپنی غازیانہ اولوالعزمی کی سد راہ دیکھکر نہایت حسرت سے کہا "یا رب
لو لا هٰذا البحر لمضیت فی البلاد مجاهدا فی سبیلک"

ابیات

الٰہی چرا بحر پیشم بدہ	عنان نگاہ در کشیدہ شدہ
نبودے اگر بحر اندر میان	بگردیدمے بہر تو در جہان
کہان و جہان را ندادمے	بمعبودی تو ہمے خواندمے
یکے را بدوئی نیامیختہ	دوئی را ز وہم و گماں ریختہ
براہ صداقت در آوردمے	ز تشبیہ صوری بر آوردمے
مرا بود اندر نہاں آرزو	کہ نام تو روشن شود چارسو
بجز ذاتِ تو جملہ باطل شود	بجز نام تو جملہ عاطل شود
رود کفر از عالمے دور تر	شود پیش تو جملہ افگندہ سر
ز عالم زدودہ شود تیرگی	ز دنیا ربودہ شود خیرگی
جہالت نماند بدنیائے دوں	نشان ضلالت بود سرنگوں
ولیکن چگونہ روم پیشتر	بحسرت روم باز زیں رہ سفر

سمندر کے حائل ہونے کے سبب مجبوراً واپس ہوا۔ بربری اور رومی اقوام نے مارے خوف
کے واپسی کے وقت کچھ مزاحمت نہ کی راستہ سے ہٹ کر محفوظ مقامات کو چلے گئے۔ عقبہ رضؓ چلتا چلتا
ایک ایسی جگہ پہنچا جسکو آجکل ماء الفرس کہتے ہیں۔ وہاں پانی کمیاب تھا۔ لوگ وہاں مارے پیاس
کے جاں بلب ہوگئے عقبہ رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کی یہ مصیبت دیکھکر دو رکعت نفل ادا کیے اور
خشوع و خضوع سے پانی کے لئے دعا مانگی اور مستجاب ہوئی ان کا گھوڑا پاؤں سے زمین کھودنے لگا
نیچے سے نمدار زمین نظر آئی اور پانی پھوٹ کر نکلا عقبہ رضی اللہ عنہ نے گڑھا کھدوایا انسان و
حیوان نے پانی سیر ہوکر پیا۔ اور اس چشمہ کا نام ماء الفرس پڑ گیا۔ واضح ہو کہ اس وقت کی فتوحات

کا بڑا باعث یہی تھا کہ انتخاب صدارت کا مدار عموماً الکرم للتقوی پر تھا سردار لشکر اکثر متورع پابند شریعت ہوتا جب ایسے عاشق الٰہی و محب رسالت پناہی قوم کے لیڈر ہوں تو عام مسلمانوں کے صادقانہ جوش کا کون اندازہ لگا سکتا ہے اکثر بعد میں بھی اسی قسم کے بزرگان دین اور مشائخ راہ یقین نے قومی خدمات میں حصہ لیکر قوم کے ڈوبتے جہاز کو بچایا ہے۔ اور ترقی اسلام بہ تقلید صحابہ کرام کی پر جوش تحریک سے خیر القرون کا نقشہ دکھایا ہے جسکی کہ آج کل اشد ضرورت ہے اور اسلامی دنیا کے بعض حصص میں یہ ضرورت محسوس بھی ہونے لگی ہے خدا کرے کہ یہ پاک گروہ قوم کا ناخدا بنے اور اپنی قوی تاثیر سے اسلامی ارادت کو کسی مفید کام میں لگائے۔

جب عقبہ رضؓ قیروان سے آٹھہ روز کے فاصلہ پر شہر طنجہ میں پہنچا۔ تو اسلامی جاہ و جلال کے اظہار کے لیے حکم دیا کہ لشکر اسلام فوج فوج ہو کر معہ مال غنیمت قیروان میں داخل ہو۔ لشکر اسلام اسی طرح شکر الٰہی بجا لاتا اور تسبیحیں پڑھتا ہوا قیروان کو روانہ ہوا۔ اور خود عقبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک مختصر رسالہ لیکر پیچھے رہا۔ اور تہوذہ کو چلا گیا۔ رومیوں نے قلت جمعیت کو دیکھکر علم بغاوت بلند کیا اور بعد لڑائی بھاگ کر قلعہ بند ہو گئے اور گالیاں دینے لگے۔ مگر عقبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ "وَاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُوْنَ قَالُوْا سَلَامًا" کا ہی نمونہ دکھاتا اور توحید کی طرف بلاتا رہا۔ رومیوں نے ایک بربری سردار مسمے کسیلہ کو جو عقبہ رضی اللہ عنہ سے پہلے ابی مہاجر کے عہد میں مسلمان ہوا تھا۔ اور دنیوی لالچ کے باعث دل سے عقبہ کا مخالف تھا۔ اسکو عقبہ کی نازک حالت سے مطلع کیا۔ کسیلہ جو موقع کی تاک میں تھا فوج جمع کرنے لگا۔ عقبہ نے سہ سر چشمہ شاید گرفتن بہیل۔ کے خیال سے کسیلہ جو جمع آوری قوم کے لئے لڑھائی تانتا تھا شکست دی لیکن کسیلہ پھر دیگر باغی بربری اقوام کے آنے سے عقبہ رضی اللہ عنہ کی قلیل جماعت پر آپڑا۔ اور نرغہ میں لے لیا۔ عقبہ نے جب رہائی کی کوئی شکل نہ دیکھی تو اُس نے اور اس کے ہمراہیوں نے تلواروں کے میان توڑ دیے اور اللہ اکبر کے نعرے مارتے ہوئے بربری فوج میں گھس گئے۔ اور بیشمار بربری قتل کئے۔ لیکن چند آدمی لاکھوں کا مقابلہ کب تک کر سکتے تھے آخر عقبہ اور اس کے ہمراہی تمام میدانِ جنگ میں شہید ہو گئے اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ عقبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قیروان سے چلتی دفعہ جو آرزو شہادت کی تھی وہ پوری ہوئی

محمد بن اوس انصاری قید ہوئے تھے جن کو حاکم قفصہ نے رہائی دلا کر قیروان بھیجدیا

جب اس ہولناک واقعہ کی خبر قیروان پہنچی تو عقبہ رضی اللہ عنہ کے نائب زہیر بن قیس نے انتقام لینے کے لئے لڑائی کی تیاری کی۔ مگر حنش صنعانی کی مخالفت کی وجہ سے قیروان چھوڑ کر برقہ کو چلا

گیا۔ اور کسیلہ کا قیروان پر قبضہ ہوگیا اور کچھ عرصہ کے لیے افریقہ شمالی سے اسلامی تسلط اٹھ گیا۔
یہ وہ زمانہ تھا جبکہ یزید کے ظالمانہ واقعہ کربلا سے بنی امیہ کی مخالفت کا بیج دلوں میں بویا جا
چکا تھا۔ حجاز۔ عراق۔ اور عرب میں عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم علیحدہ اپنا سکہ جما چکے تھے خلافت
کی ایسی حالت مشتبہ میں جہادی جوش کم ہوگیا اور شام اور عرب سے ملکی فوج کا آنا رک گیا عبدالملک
بن مروان شام کا سلطان جس کو وراثتاً افریقہ پر شاہانہ حقوق حاصل تھے ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کی لڑائیوں میں مبتلا تھا۔ جوں ہی عبدالملک کو کچھ فرصت ملی زہیر بن قیس کو والی افریقہ مقرر کیا
اور مدد روانہ کی۔ زہیر ۶۹ھ ہجری میں افریقہ کی طرف بڑھا کسیلہ مذکور تمام رومیوں بربریوں کو
لیکر نہایت ٹھاٹھ سے مقابل ہوا کئی دن تک لڑائی ہوتی رہی۔ آخر مسلمان فتح یاب ہوئے۔ کسیلہ اور
اس کے اکثر ہمراہی مارے گئے شاہ قسطنطنیہ نے عبدالملک کو ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ
عنہ کے جھگڑوں میں اور زہیر کو کسیلہ کی لڑائی میں مبتلا دیکھ کر برقہ پر فوج
کثیر بذریعہ جہاز بھیجدی۔ سسلی کے عیسائی بھی آملے۔ شہر لوٹ لیا۔ مسلمان زن
و بچے قید کرلیے۔ زہیر۔ کسیلہ کا فیصلہ کرہی چکا تھا۔ کہ برقہ کی تباہی
سُنکر ادھر کو روانہ ہوا۔ لیکن دیکھا کہ عیسائی فوج مسلمانوں سے کئی گنا زیادہ ہے
امداد کے لیے رومی وسیع سلطنت موجود ہے۔ ادہر عبدالملک اپنی مصیبتوں
میں مبتلا تھا۔ لڑائی کا نتیجہ یقینی ہلاکت تھا۔ وہاں سے لوٹنا مناسب خیال کیا۔
لیکن عیسائیوں نے گھیر لیا لڑائی کرنی پڑی۔ اگرچہ زہیر اور اس کی نہایت ہی قلیل فوج
نے عیسائیوں کا بہت کچھ نقصان کیا۔ لیکن سب کے سب تاج شہادت پہن کر پھولے "ان السیف
محاللخطایا وادخل من ای ابواب الجنۃ شاء" (مشکوۃ) داخل فردوس بریں ہوئے عبدالملک
زہیر کی شہادت کی خبر سنکر سخت غمناک ہوا۔ لیکن ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے جھگڑے کی سبب
سے کچھ نہ کرسکتا تھا۔ جب ابن زبیر کا حجاج ظالم نے زور توڑ دیا اور عبدالملک کل اسلامی ممالک
کا واحد خلیفہ تسلیم کیا گیا تو اس نے حسان بن نعمان غسانی کو والی افریقہ مقرر کیا۔

حسّان بن نعمان غسّانی

حسان چالیس ہزار سوار ہمراہ لے کر افریقہ میں داخل ہوا۔ اس سے پہلے کبھی اس قدر

فوج کثیر مسلمانوں کی افریقہ میں داخل نہیں ہوئی تھی۔ سب سے پہلے عہد خلافت امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ میں عبداللہ بن سعد بن ابی سرح نے سنہ ہجری میں افریقہ مذکور میں فتوحات کیں پھر عقبہ بن نافع فہری نے جن کا ذکر اوپر کیا گیا بحر اوقیانوس کے کنارہ تک قرآن مجید کی منادی کی اب تیسرا فاتح حسان ہے۔ حسان قرطاجنہ کو بڑھا جو ایک عظیم الشان شہر تھا اور دنیا کی عجائبات میں شمار ہوتا تھا۔ اور رونق اور عظمت اور شاندار اور خوبصورت عمارات میں شہر روما کے لگ بھگ تھا۔ یورپ کی مختلف قومیں اسمیں یہ تعداد کثیر آباد تھیں بڑے بڑے خاندانی شاہزادوں اور امرائے یورپ کا موسمی اور دوامی مسکن تھا۔ رومیوں نے قرطاجنہ کے بچانے کے لیے جان توڑ کوششیں کیں مگر سخت کشت وخون اور طویل محاصرہ کے بعد شہر فتح ہوگیا اور شہر کے استحکامات اور مضبوط جنگی مقامات کو بدستور رہنے دیا۔ جب حسان واپس ہوا۔ تو آس پاس کے دیہاتی لوگ قرطاجنہ میں داخل ہو کر باغی ہوگئے حسان کو مکرر لڑائی کرنی پڑی اور کئی بہادروں کی جانیں ضائع کر کے دوبارہ شہر فتح کیا اور آیندہ کے مشکلات پر خیال کر کے شہر قرطاجنہ کو گرا دیا۔ صرف وہ آثار و عمارات باقی رکھے جو اپنی اعلےٰ درجہ کی صنعت اور کاریگری کے لئے ممتاز تھے اور قرطاجنہ کے نزدیک ہی شہر ٹیونس کا بنیادی پتھر رکھا اور عالی شان شہر بسا کر عرب کی اولالعزمی کا ثبوت دیا۔ اس کے بعد رومی اور بربری بمقام صطفورہ اور تبرت صف آرا ہوئے اور نقصان کثیر اٹھا کر پسپا ہوئے اس کے بعد رومی شہر باجہ میں اور بربری شہر بونہ میں قلعہ بند ہوئے چونکہ مسلمان ان لڑائیوں میں مجروح بہت ہوگئے تھے اسلیے حسان قیروان کو واپس چلا آیا۔ اور فوج کے علاج اور آرام اور درستی انتظام کے بعد ملکہ کاہنہ سے لڑنے کو نکلا

کاہنہ

یہ عورت کوہ اوراس واقعہ بربر کے رہنے والی نہایت مدبر اور عقلمند تھی عزم بالجزم اور شجاعت میں فرد تھی۔ کئی غیب کی باتیں بتلاتی۔ اور اہل بربر کو ارادت صادقہ کے ساتھ مرید بناتی۔ اور ساتھ ہی ملکی خدمات اور قومی جذبات کا جوش دلاتی اور بہادرانہ حرکات سے قوم کو جانبازی کا سبق سکھاتی۔ اور اپنی پرجوش تقریروں سے دلوں کو گرماتی۔ غرضیکہ قوم کے ابھارنے کی کافی لیاقت اور معقول بیانات رکھتی کسیلہ کی قتل کے بعد تمام اقوام بربر کی یہی غنہ تھی۔ شہر نینی پر مقابلہ ہوا سخت لڑائی ہوئی

مسلمانون نے شکست کہائی۔ کہ تعداد کثیر مسلمان قتل اور قید ہوئے حسّان بہی بہاگ گیا۔ کاہنہ نے سوا
خالد بن یزید قیسی کے سب قیدی چہوڑدیے۔ اس حسین اور بہادر کو بیٹا بنا لیا جسطی قیروان بہی بہمہ اسکا
برتہ مین جادم لیا اور وہان پانچ سال پڑا رہا اور افریقہ سے اسلام تہا۔ اُٹہہ گیا۔ اور کفر و شرک پہیل گیا
عبدالملک نے حسّان کے پاس تازہ دم فوج روانہ کی اور حسّان نے ایک جاسوس خالد بن یزید
کے پاس روانہ کیا جسنے کاہنہ کی ظلم و سفاکی سے اہل افریقہ کے پہوٹ کا حال لکہا اور جوابی خط روٹی مین
رکہہ کر قاصد کے حوالہ کیا۔ کاہنہ بال بکہرے ہوئے اور چلاتی ہوئی نکلی اور کہتی تہی کہ لوگ جو چیز کہاتے ہین اُسمین
تمہارا ملک جا رہا۔ بربری قاصد کے پکڑنے کو دوڑے۔ لیکن نہ ملا۔ او صحیح سلامت حسّان کے پاس پہنچ گیا
اور اہل بربر کی بد انتظامی کا حال بیان کیا۔ اور حسّان نے پہر وہی قاصد خالد کے پاس روانہ کیا جو تسلی بخش
جواب لیکر واپس ہوا۔ کاہنہ نے عربون کی لڑائی کا حال سُنکر اپنی قوم کو کہا کہ عرب افریقہ کے سرسبز اور
آباد شہرون کے لینے اور سونا چاندی کی طمع سے آ رہے ہین اگر تمام شہر ویران کیے جائین تو عرب
مایوس ہوجائینگے اس کمینہ اور ظالم خیال سے چارون طرف بربرین فوج بہیجکر شہر گرائے جلائے لوٹے
گئے مزراعت اور باغات کٹوائے گئے اور صدیون کے آباد ملک کو اس ظالم نے برباد اور ویران کردیا
اور یہ افریقہ کی پہلی بربادی شمار ہوتی ہے۔

جون ہی حسّان نے افریقہ مین قدم رکہا لوگ جوق جوق اُسکے پاس آنے لگے اور کاہنہ کے ہاتہ سے فریاد
کرنے لگے کاہنہ افریقہ والونکا میلان اُدہر دیکہہ کر تاڑ گئی کہ اب خیر نہین اپنے دو بیٹون اور خالد بن یزید
تینون کو بلاکر کہا کہ مین قتل ہوجاؤنگی تم حسّان کے پاس چلے جاؤ اور اپنے لیے امان مانگ لو۔ جو
فوراً حسّان کے پاس پہنچ گئے۔ حسّان جنگ کے لیے بڑہا۔ کاہنہ کا لشکر قومی اور مذہبی جوش سے خوب
لڑا خود کاہنہ نے بہی اپنے بہادرانہ افعال سے ہر طرح سے تحریک کی اور بہادری کی داد دی مگر
کامیابی کی منزل تک پہونچ گئی تہی۔ کہ اَلْجَنَّةُ تَحْتَ ظِلَالِ السُّيُوْفِ یہ جنت الفردوس
سایہ شمشیر ست پر دل سے ایمان رکہنے والے اور اسلام پر جان قربان کرنیوالے غازیون نے اللہ
اکبر کے دل ہلا دینے والے نعرون سے ایسا حملہ کیا کہ کاہنہ کی فوج کے پاؤن اکہڑ گئے۔ بیشمار قتل
ہوئے خود کاہنہ بہی بہاگی جا رہی تہی کہ قتل کی گئی۔ اہل بربر نے جان سے معافی اور امان کی درخواست
کی اور انکی دو دفعہ کی سابقہ بغاوت اور مسلمانون کو قتل و غارت سے فیاضانہ اغماض کیا گیا۔ اور انتقام
نہ لیا گیا۔ بلکہ تمام ممکن سے ممکن بدگمانیون کو بالائے طاق رکہکر بارہ ہزار فوج اہل بربر کی تیار کی گئی
اور اس بارہ ہزار فوج کے کمان کاہنہ مذکور کے دونون بیٹون کو دی گئی جس شریفانہ سلوک کی نظیر ملنی...

یورپ پیش نہین کر سکتا۔

انہین اسلامی احسانات سے خود بخود افریقیہ مین اسلام پھیلنے لگا اور حسان قیروان مین قیام پذیر ہوکر امن وامان کے ساتھ عبدالملک کے وقت ۸۵ھ تک افریقیہ پر حکومت کرتا رہا۔ اسکے بعد خلیفہ ولید بن عبدالملک نے اولًا اپنے چچا عبداللہ بن مروان کو اور پھر ۸۹ھ ہجری مین موسیٰ بن نصیر کو گورنر افریقیہ مقرر کیا جسکا مختصر حال ذیل مین آویگا۔

عبدالملک کے عہد مین خاندان خلافت مین سے محمد بن مروان فاتح آرمینہ مسلمہ بن عبدالملک فاتح شرقی روم عبداللہ بن عبدالملک عبدالعزیز بن مروان عبداللہ بن مروان فتح کے نشان اوڑا رہے تھے۔ مہلب فاتح سندھ وکابل اور اُسکے بیٹے یزید اور فضل وغیرہ مسلمان جنرل اُنکے علاوہ تھے۔

جب شاہی خاندان کے ممبر اسطرح سے گھوڑے کی پشت کو تخت اور زرہ کو بزم آرام کو حرام جانکر جنگی خدمات مین بڑھ کر حصہ لیتے ہون تو اورون کے بہادرانہ جوش کا کیا ٹھکانا ہوسکتا ہے اور اس قوم کا کون مقابلہ کر سکتا ہے

موسیٰ بن نصیر گورنر افریقیہ

اور

طارق بن زیاد فاتح ہسپانیہ

خلیفہ ولید بن عبدالملک کا عہد نہایت ترقی کا زمانہ تھا۔ بنی اُمیّہ کا مشہور جوانمرد سپہ سالار قتیبہ بن مسلم الباہلی فاتح سمرقند بخارا خوارزم طخارستان۔ فرغانہ کاشغر۔ واقعہ وسط ایشیا۔ اور محمد بن قاسم بن الحکم بن ابی عقیل الثقفی ابن عم حجاج بن یوسف بن الحکم ثقفی فاتح ہند وسندھ اور موسیٰ بن نصیر گورنر افریقیہ شاہی خاندان کے علاوہ مظفر ومنصور سپہ سالار موجود تھے چونکہ اس کتاب مین صرف ان بہادرون کا ذکر کرنا منظور ہے جو مغرور یورپ کے دانت کھٹے کرتے اور اپنا لوہا منواتے رہے ہین اسلیے بطور اختصار موسیٰ بن نصیر اور اس کے بہادر نائب طارق بن زیاد کا حال لکھا جاتا ہے۔

موسیٰ کا باپ نصیر عبدالعزیز بن مروان کا غلام آزاد تھا اور ابھی خورد سال ہی تھا کہ فتح عراق مین حضرت خالد بن ولید سیف اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پڑا اور اسکا بیٹا موسیٰ اسلامی احسان وتربیت سے قریشی اور عربی شرفا کا ہمسر بنا اور ۸۹ھ ہجری مین خلیفہ ولید نے اسکو گورنر افریقیہ مقرر کیا جسنے افریقیہ مین فتوحات نمایان اور انتظام وضبط شایان کیا۔ یہ شخص اس قسم کا خدا پرست اور سوحد دیندار تھا کہ ایک دفعہ افریقیہ مین قحط پڑا اور مہینہ نہ برسا۔ نماز استسقا پڑھی گئی موسیٰ نے خطبہ مین ولید کا نام نہ لیا لوگون نے اعتراض کیا

اس مرد خدا نے جواب دیا کہ ایسے مقام مین اور کسی فانی مخلوق کا ذکر جائز نہین ہے۔
اسی دیندار کا غلام آزاد طارق بن زیاد شہر طنجہ واقع مراکو کا حاکم تہا۔ یہ شخص بہی اپنے آقا کی طرح صحابہ کا زندہ نمونہ تہا اور اشاعت توحید مین نہایت سرگرم تہا۔ دراصل وہ مبارک زمانہ ہی اس قسم کا تہا کہ ہر ایک مسلمان یہی چاہتا تہا کہ قومی خدمات مین چوٹی پر رہون اور یُسَارِعُونَ فِی الْخَیْرَاتِ کا مصداق بنون ہر ایک ادنی اور اعلی غلام و آزاد ایک ہی قومی رنگ مین رنگے ہوئے تہے اور امت محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ترقی اور اعلائے کلمۃ اللہ کے سوا اور کوئی امر انکے پیش نہاد نہ تہا۔ خودغرضی اور ذاتی لالچ و تفاخر کا نام و نشان نہ تہا۔ تقوی و ورع ہی ذریعہ امتیاز بین الاقران تہا اسی پر انتخاب کا مدار اور شرافت کا انحصار تہا اور ایک چہوڑ بیسیون جنرل فتح ممالک کا بیڑا اٹہانے کی لیاقت رکہتے تہے بہادر طارق بارہ ہزار (۱۲۰۰۰) مجاہدین کے ساتہہ اس آبنائی سے عبور کر گیا جو بعد مین اسکی یادگار مین جبل طارق (آبنائی جبرالٹر) کے نام سے موسوم کی گئی رازرک شاہ سپین نے ایک لاکہ فوج کے ساتہہ علاقہ شدونہ مین (وادی بیکا) مقابلہ کیا۔ اور آٹہہ یوم تک گہمسان کی لڑائی ہوتی رہی اور طرفین کے بہادر قومی جنگ کا خوب حق ادا کرتے رہے۔ لیکن آٹہوین روز بہادر اور جانباز طارق نے اس تندی اور تیزی سے حملہ کیا کہ شاہ سپین خود طارق کے ہاتہہ سے مقتول ہوا اور عیسائی بہاگ گئے۔ طارق نے تعاقب سے ہاتہہ نہ اٹہایا شکست یافتہ اور دیگر باشندگان ہسپانیہ نے بہر فوج کثیر سے مقابلہ کیا اور سخت دست بدست لڑائی ہوئی۔ مسلمان اگرچہ قلیل تہے دشمن کی تعداد لاکہون تک تہی مگر آیت کریمہ "وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ o فَرِحِيْنَ بِمَا اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهِ وَيَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِيْنَ لَمْ يَلْحَقُوْا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ اَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ" سورہ آل عمران۔ پارہ ۴۔ پر دل سے یقین کہنے والے بازی لے گئے عیسائی بہاگ گئے یہ فتح ۲۷-۲۸ رمضان ۹۲ھ ہجری مین ہوئی تہی اس کے بعد طارق کو کوئی مقابلہ پیش نہ آیا اور تمام سپین مین ان چند ہزار غازیون نے اپنے رعب و شجاعت کی دہاک باندہ دی اور کئی قلعہ اور شہر متواتر طارق کے قبضہ تصرف مین خود بخود آنے لگا اور جنوبی سپین پر مسلمانون کا قبضہ ہو گیا جسکی تفصیل کتب تواریخ مین موجود ہے اور اس کتاب مین اسکی گنجایش نہین ہے مال غنیمت مین شاہانہ تلوارین ایک ہزار اور تاج ملوکانہ سترہ سو ہاتہہ لگے سونے چاندی جواہرات کا شمار نہ تہا جو سپین کی قدامت سلطنت پر شاہد ہے رمضان ۹۳ھ ہجری مین طارق کا آقا موسی بن نصیر گورنر لشکر ۱۸ ہزار سوار لیکر سپین مین طارق سے جا ملا یہ اولوالعزم مجاہد چاہتا تہا کہ فرانس جرمن آسٹریا وغیرہ ممالک یورپ کو فتح اور اعلان توحید باریتعالی کرتا ہوا براہ قسطنطنیہ دمشق دارالخلافہ اسلام مین اپنے خلیفہ ولید کا نیاز حا

کرے۔ بادی النظر مین پچیس ۲۵ تیس ہزار فوج کے ساتھہ تمام یورپ کی فتح کا یقین کلی رکھنا تعجب خیز ہے حالانکہ یورپ اسوقت بھی نہایت آباد اور لاکھون سورمے جان باز رکھتا تھا۔ اور آج کل کی نسبت اسوقت زیادہ بلا عوضانہ اتحاد تھا تمام یورپ ایک پوپ یا روم کے اشارے پر جانین دینے کو تیار رہتا زیادہ تر زور ایک ہی فرقہ رومن کیتھلک کا تھا پروٹسٹنٹ وغیرہ کا کچھ زور نہ تھا۔ مگر موسی وغیرہ مسلمان مجاہدین صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم کی تقلید کی حبل المتین کو مضبوط طور پکڑے ہوئے تھے حمایت اسلام مین جان و مال کا قربان کرنا ان کے نزدیک کوئی بات نہ تھی کفار کو پیٹھ دکھانا بفحوائے آیت کریمہ وَمَنْ يُوَلِّهِمْ يَوْمَئِذٍ دُبُرَهُ إِلَّا مُتَحَرِّفًا لِقِتَالٍ أَوْ مُتَحَيِّزًا إِلَىٰ فِئَةٍ فَقَدْ بَاءَ بِغَضَبٍ مِنَ اللَّهِ وَمَأْوَاهُ جَهَنَّمُ ۖ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ[۱] گناہ کبیرہ جانتے اور بہشت مول لیتے ایسی جان نثار جماعت کے سینکڑون ہزارون پر اور ہزارون لاکھون پر بھاری تھے۔ موت جس سے اور لوگ ڈرتے ہین یہ اسکو فوز و فلاح کا دروازہ دخول سمجھتے اور دار المحن سے دار السرور جانے کا راستہ جانتے بھلا ایسے پاک باز جوانمردونکو کون روک سکتا تھا۔ اور انکی الو العزمی مین کیا سد راہ ہوسکتی تھی۔ ایک ہی وقت مین یورپ ایشیا۔ افریقہ کو اعلان جنگ دینا اور تمام دنیا کے برخلاف ہتھیار اٹھانا نے عظیم الشان سلاطین کی ممکن سے ممکن طاقت سے بہت ہی بالاتر ہے یہہ جوش کا نتیجہ تھا جو کلام اللہ کے مخلصانہ اعتقاد اور صادقانہ انقیاد کے سبب سے مسلمانون کے شامل حال اور الہی کلام الہی کے راہ اشاعت کی موانع کے دور کرنے لیئے تلوار اٹھاتے تھے اور محض منادی توحید کے لیے جان جوکھون مین پڑتے تھے۔

موسی بن نصیر اور طارق فتح کا نشان اوڑاتے ہسپانیہ کے شمالی حد تک پہونچ گئی کہ خلیفہ ولید نے کسی مصلحت سے واپسی کا حکم بھیجدیا اور موسی ۹۵ھ ہجری کو افریقہ واپس چلا گیا۔ اور یورپ بچ گیا۔ یہہ خیال درست نہین کہ ولید نے براہ حسد یا بدگمانی واپس کیا تھا اگر ایسا ہوتا تو موسی افریقہ اور سپین کے علاقہ اپنے تین بیٹون مین تقسیم نہ کرسکتا چنانچہ موسی نے سپین مین عبد العزیز کو اور مراکو مین عبد الملک اور بربری علاقہ قیروان مین عبد اللہ کو مقرر کیا اور وہ خود اور طارق دار الخلافہ دمشق کو چلے آئے جبکہ ولید ۹۶ھ ہجری مین بیمار یا فوت ہوچکا تھا۔

جبکہ موسی نے سپین کو فتح کیا تو ایک جنگی بیڑا سارڈینا کو بھیجدیا تھا۔ عیسائیون نے سونے چاندی کے برتن نہر مین ڈالدیئے اور نقدی اور جواہرات بڑے گرجا کی چھت مین چھپا دیئے تھے مگر بقول اللہ الصنیع

---

[۱] سورہ انفال پ۹۔ ترجمہ جو مسلمان جنگ کیوقت مقابلہ کفار سے پیٹھ دکھائیگا سوا اس کے کہ دشمن کو جنگی ہوکہ دینے کی غرض سے ہو یا کوئی جنگی ترکیب کھیلنا منظور ہو یا اسکی غرض کسی اسلامی جماعت مین شامل ہونے کی ان دو صورتون کے سوا پس گنہگار بالغضب الہی مین گرفتار ہوگا اور اسکی جگہہ دوزخ ہوگی جو نہایت بری جگہہ ہے

يُصِيبُ وَلَوْ كَانَ تَحْتَ الْجَبَلَيْنِ" عیسائیون کی یہ کوشش کارگر نہ ہوئی ایک مسلمان نہر مین نہانے گیا
پاؤن مین کوئی شے اٹکی نکالی تو وہ چاندی کا پیالہ تہا - پس مسلمانون نے تمام برتن نہر سے نکال لیے
اور گرجا والے مال کا یہ حشر ہوا کہ ایک مسلمان گرجا دیکہنے گیا چہت کے نیچے کبوتر اوڑتا دیکہا پتہر جوڑ کر مار اگو
کونہ لگا چہت کو لگتے ہی سوراخ ہو گیا جسمین سے کچہ مہرین گر پڑین اور تمام مال مسلمانون نے نکال لیا
مگر ایسی کیوقت اور مال غنیمت سمندر مین تلف ہو گئے - خلیفہ ولید ۹۶ ہجری مین ۴۵ سال کی عمر مین
فوت ہوا - ولید کے عہد مین - بخارا - بیکند - سردانیہ - مطمورہ - تیقم - جرشومہ - طوانہ - جزیرہ - منورقہ -
میورقہ - نسف - کش - شعریان - مدائن - آذربائجان - دبیل - سرخ - بیضا - خوارزم - سمرقند - شور
کابل - فرغانہ - شاش - سندہ - سیبین - طوس - توقان - مدینۃ الباب وغیرہ فتح ہوئے اوس کے جانشین
سلیمان بن عبدالملک نے ولید کے بہادر ظفر جنگ سردارون کو معزول و مقتول کرا دیا وجہ اسکی یہ تہی کہ عبدالملک نے اپنا ولیعہد ولید
کو اور ولید کے بعد سلیمان کو مقرر کیا ہوا تہا ولید نے چاہا کہ سلیمان خلع اور اسکا بیٹا عبدالعزیز اسکے بعد خلیفہ ہو قتیبہ اور حجاج
نے ولید کی تائید کی مگر ولید اپنی آرزو مین کامیاب نہو سکا اور ۹۶ھ مین مر گیا اور سلیمان مسند خلافت پر بیٹہا حجاج تو پہلے ہی ۹۵ ہجری
مین مر چکا تہا قتیبہ وکیع بن حسان کی لڑائی مین قتل ہوا اور اسکا سر سلیمان کے پاس بہیجا گیا اور مسلمہ قیمتی فتوحات خراسان ترکستان چینی ترکستان
نہ کیا گیا - اور اس کے گیارہ بہائی اور بیٹے جو بجائے خود ہر ایک رستم و اسفندیار تہے قتل کیے گئے اور بہادر محمد بن قاسم
جس نے مغربی ہندوستان مین اسلام کا ڈنکا بجا دیا تہا - اور مشرقی ہندوستان کی طرف بڑہنے والا
تہا واپس بلا لیا - اور حجاج کی مخالفت کی وجہ سے محمد واسطہ مین قید اور پہر صالح بن عبدالرحمن کے ہاتہ
سے قتل ہوا - قتیبہ اور محمد کے قتل اور موسی کی علیحدگی سے ہی بنی امیہ کی سلطنت کا زوال شروع ہوا - خلیفہ
سلیمان ۹۹ہجری مین فوت ہوا - اس کے عہد مین داخلی اور خارجی سرکشیون کا ہی تدارک ہوتا رہا سلیمان
کے بعد حضرت عمر بن عبدالعزیز بن مروان رضی اللہ تعالی عنہ امیر المومنین ہوئے جنہون نے اپنی ساری
ہمت عدل و انصاف کے رواج دینے اور امن کے قائم کرنے اور اس اختلاف اور نفاق کے مٹانے مین
خرچ کی جسکی ابتدا واقعہ شہادت امیر المومنین عثمان رضی اللہ تعالی عنہ اور انتہا ظالمانہ واقعہ کربلا تہی اور جسکے
سبب سے بنی ہاشم اور بنی امیہ ایک دوسرے کے خون کے پیاسے تہے حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے بنی
ہاشم کو دلجوئی اور مدارات اور رفع کدورت مین کوئی دقیقہ اوٹہا نہ رکہا اور بہت کچہ کامیاب بہی ہوئے ان کے
عہد مین چند فتوحات بہی ہوئین - یہہ بنی امیہ کا سرتاج اور نیک نہاد عاشق الہی محب رسالت پناہی مقلد
خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم اجمعین ۱۰۱ ہجری المقدس مین بعمر ۳۹ سال راہی فردوس بریں ہوا
اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ حضرت عمر کے بعد یزید بن عبدالملک خلیفہ ہوا - اسکے پہلے ہی یزید بن مہلب

کی سخت بغاوت فرو کرنی پڑی اور پہر دیگر ممالک مین یہی حال رہا یزید ۱۰۵ھ مین مرگیا۔ اور ہشام بن عبدالملک جانشین ہوا۔ اُس کے وقت مین ان ممالک اور اقوام سے لڑائیان ہوئین جو باغی ہوگئی تہین ترکستان۔ اور ارسینا۔ اور روم و سپین مین فتوحات ہوئین اور ہشام کی لیاقت سے بنی امیہ کی حالت سنبہل گئی ہشام ۱۲۵ھ مین فوت ہوا۔ اور فاسق فاجر ولید بن یزید بن عبدالملک ایک سال کی خلافت کے بعد ۱۲۶ ہجری مین بجرم مے نوشی قتل ہوا۔ اور بنی امیہ مین فساد پڑگیا۔ پابندی شریعت کا خیال جاتا رہا۔ ذاتی حرص و لالچ بڑہ گیا قوم کی ترقی کی جگہہ شہوات اور نفس پرستی کا زور ہوگیا۔ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ کی تعمیل چہوڑ دی اور اپنے امیر کی حبل المتین توڑدی جو تلوارین غیر اقوام کے دل بادل افواج کے دہوئین اوڑاتی تہین اب اپنے ہی خلفا کی گردنین اوڑانے لگین اور جس خاندان کا یہ دستور تہا کہ خلیفہ جسکے لئے جانشین کی وصیت کرجاتا گو وہ رشتہ مین دور ہوتا لیکن کوئی چون وچرا نہ کرسکتا اب اُس خاندان کا ہر ایک فرد تاجدار خود مختار ہونا چاہتا تہا۔ ولید کے قتل کے بعد یزید بن ولید بن عبدالملک ۵ ماہ کے بعد مرگیا اور اُسکا بہائی ابراہیم ۷۰ یوم کے بعد خلع ہوا۔ اور ۱۲۷ ہجری مین مروان بن محمد بن مروان تخت خلافت پر متمکن ہوا اور بنی عباس سے لڑکر ۱۳۲ ہجری مین بعمر ۶۲ سال قتل ہوا۔ اور سلطنت بنی امیہ کا خاتمہ ہوا جسکی تفصیل کتب تاریخ مین موجود ہے۔

خاندان عباسیہ کا زمانہ عروج

اسلام کی کان حجاز و عراق تہی حسین واقعہ کربلا کی ظالمانہ اور حجاج بن یوسف کی پاجیانہ حرکات سے بنی امیہ کی ہر دل عزیزی دن بدن کم ہورہی تہی اور مادہ مخالفت اندر ہی اندر پک رہا تہا خلیفہ ولید بن عبد الملک کے زور اقبال۔ اور عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عدل و انصاف سے یہہ آگ دبی رہی مگر بنی ہاشم برابر اپنا رسوخ بڑہاتے اور مذہبی اعتبار جماتے۔ اور موقعہ تاڑتے رہے ہشام کے اخیر عہد مین حضرت زید بن علی بن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے کوفیون کی شرکت سے علم مخالفت بلند کیا۔ اور شہید ہوئے۔ اُنکے فرزند ارجمند یحییٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ولید بن یزید بن عبدالملک کے عہد مین شہید کیے گئے اگرچہ یہہ دونون شہزادے کوفیون کی ترک رفاقت سے سلطنت بنی امیہ کو بظاہر کوئی نقصان نہ پہونچا سکے مگر اسی وقت سے بنی ہاشم اور اُنکے رفقا کا حوصلہ بڑہ گیا قتیبہ بن مسلم اور محمد بن قاسم کا قتل اور یزید بن مہلب کی بغاوت افتراق سلطنت کے پیشے کافی سامان تہے۔ لیکن قریشی خصوصاً خاندان نبوت کا مقابل ہو کر بنی امیہ کے کہو کہلے اور کمزور متفرق خاندان کے زوال کے لیے سخت خطرناک تہا۔ بنی امیہ نے احکام الٰہی

کی تعمیل اور صحابہ رضی اللہ تعالی عنہم کی تقلید چھوڑنے کی سزا بھگتنا لی اور بنی عباس نے سلطنت چھین لی۔

اس خاندان کا بانی بھی ایک آزاد غلام تھا جسکا نام عبدالرحمن المشہور با بومسلم صاحب الدعوۃ تھا پابندی شریعت اور تقلید صحابہ کرام کا سچا جوش رکھتا تھا فسق و فجور کا دشمن اور اتقا و ورع کا حامی تھا خراسان مین بنی عباس کا ڈنکا بجا دیا اور چند معرکون کے بعد سفاح اول خلیفہ بنی عباس ہو گیا اُس نے اپنے عہد مین صرف بنی امیۃ اور اُنکے رفقا کا خاتمہ کیا ۱۳۶ہ ہجری مین مر گیا ہشام کی وفات ۱۲۵ہ ہجری سے لیکر سفاح کی سن وفات ۱۳۶ہ ہجری تک مسلمان خانگی جھگڑون مین مبتلا رہے اور فوج کشی بند ہو گئی۔ تاتار۔ آرمینا۔ سندھ۔ کابل۔ باغی ہو گئے اس عرصہ اختلال مین تاتاریون اور رومیون نے لوٹ مار اور اسلامی حصار کی فتح شروع کر دی۔ سفاح کے بعد اُسکا بھائی منصور خلیفہ ہوا۔ بنی امیۃ کا فیصلہ ہو چکا تھا اور تمام مسلمانون کا ایک خلیفہ منصور بن چکا تھا تمام مسلمانون کا وہی جوش وہی اعتقاد موجود تھا صرف اسی جوش سے کام لینے والے کی ضرورت تھی جو قومی نفاق باہمی جدال چند سال کے بعد منصور نکلا۔ وسط ایشیا میں ابومسلم صاحب الدعوۃ پھر ابوداؤد وغیرہ نے اور رومی ممالک مین منصور کے بھائی عباس بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہ اور منصور کے ہر دو عم بزرگوار صالح بن علی اور عیسٰی بن علی نے شاہ قسطنطنیہ کی فوجون کو شکست دی اور سندھ مین عمرو بن ابی حفص نے سکہ بٹھا دیا یہ دُھن و خلل صرف ۹ سال کا تھا اس میں فرق یہی پڑا کہ بنی اُمیۃ کی جگہہ بنی عباس اسلام کے سرپرست ہوئے مسلمانون کے حوصلے اور ہمتین بدستور وہی تھین جس سے بنی عباس نے کام لیا اور ایسا لیا کہ اسلام کے اقبال کا آفتاب نصف النہار تک پہونچا دیا جسطرح کہ ابتدا مین بنی امیۃ کے شاہی خاندان کے جملہ افراد غزا مین سب سے بڑھکر حصہ لیتے تھے۔ اسیطرح منصور کے عہد مین عباسی شہزادے فوجون کی کمان خود کرتے اور بڑے معرکے مارتے اور ہر ایک خاندان کی ترقی اقبال کا یہی بڑا سبب ہوتا ہے منصور ۱۵۸ہ ہجری مین فوت ہوا۔ اور محمد مہدی اُسکا بیٹا خلیفہ ہوا منصور کی یادگار بغداد ہے جسکی تعمیر ۱۴۵ہ ہجری مین شروع ہوئی اور ۱۴۶ہ ہجری مین وہان منصور دفاتر سلطنت کو لے گیا اور دارالخلافہ بنا لیا۔ مروان بن محمد اخیر خلیفہ بنی امیۃ اور سفاح کے لڑائی کے دنون مین رومی چند فتوحات کر چکے تھے اور کئی ہزار بے یار و مددگار مسلمان زن و بچہ کو قید اور قتل کا نشانہ بنا چکے تھے انکے حوصلے بڑھ گئے تھے اسلئے مہدی کو تمام زور رومیون کے مقابلہ مین ہی لگانا پڑا رومی سلطنت یورپ مین نہایت طاقتور تھی رومی دارالسلطنۃ ناقابل فتح تھی مسلمان چند دفعہ ناکامی کے ساتھہ حملہ کر چکے تھے رستہ مین سمندر حائل تھا۔ یہہ تمام باعث رومیون کی جرأت بڑھاتے تھے۔ مہدی نے بدستور عہد سابق گرمیون مین لگاتار رومیون کے مقابلہ پر فوجین بھیجنی شروع کین خود بھی غزا کرتا رہا اور اسکا

بیٹا ہارون الرشید ۱۶ سال کی عمر مین رومی ممالک مین فتوحات کثیرہ کا باعث ہوا۔ یہہ نوعمر شاہزادہ جو واقعی رشید سعید تھا سنہ ۱۶۵ ہجری مین ۱۹ سال کی عمر مین ۹۵۷۹۳ کی جمعیت سے روم پر چڑھا۔ اور رومیون کو کئی شکستین دیکر آبنائے قسطنطنیہ تک جا پہونچا۔ اور چونکہ شاہ قسطنطنیہ خورد سال تھا اور اسکی ماں منتظم ملک سلطنت تھی فوج شکست پا چکی تھی۔ ایشیا کوچک کا رومی ویسرائی کئی لاکھہ کا نذرانہ دیکر یہان بچا چکا تھا قسطنطنیہ کو ہاشمی شمشیر سے کوئی بچانیوالا نہ تھا ملکہ نے ستر ہزار دینار سالانہ خراج پر صلح کی عذر خواست کی چونکہ اسلامی قانون مین صلح کا رد کرنا گناہ ہے اور عورتون پر ہتھیار اٹھانا نامردانگی سے بعید ہے اسلیے ہارون رشید تین سال کی میعادی صلح کر کے بیشمار مال غنیمت لیکر واپس ہوا۔ ان لڑائیون مین ۵۴ ہزار رومی قتل ہوئے مہدی کے عہد مین عبد الملک بن شہاب المسمعی کے ماتحت جنگی جہازات ہندوستان بھیجے گئے جنہون نے باربد کی فتح سے اسلام کا رعب تازہ کر دیا۔

مہدی سنہ ۱۶۹ ہجری مین فوت ہوا اور اسکا بڑا بیٹا ہادی خلیفہ ہوا۔ اور سنہ ۱۷۰ ہجری مین اسکا انتقال ہوا۔ اور ہارون الرشید بن مہدی خلیفہ ہوا جو سنہ ۱۹۳ ہجری تک ۲۳ سال خلافت کرتا رہا۔ یہ نیکبخت اور قوم کا سچا خادم ایک سال مین حج کرتا تھا اور ایک سال رومیون سے جہاد کرتا تھا۔ اور رومی طاقت کو تازتا تھا۔ سنہ ۱۸۱ ہجری سے سنہ ۱۹۰ ہجری تک خود ہارون رشید اور اسکے بہادر جنرل عبد الملک بن صالح عباسی اور عبد الرحمن بن عبد الملک مذکور اور قاسم بن ہارون الرشید نے کئی ایک عظیم الشان فتح حاصل کین۔ ملکہ قسطنطنیہ خراج گذار تھا جب نقفور کو اختیارات حاصل ہوئے تو اُس نے ہارون الرشید کو لکھا کہ جو ملکہ مجھسے پہلی تھی اُس نے تمکو سلطنت کی بساط مین رخ بنا دیا اور خود پیادہ بن گئی یعنی تمہاری طاقت بڑھا دی اور اپنی گھٹا لی اور جو خراج کہ تمکو دینا چاہیے تھا وہ خود ادا کرتی رہی۔ لیکن یہہ زنانہ کمزوری اور نادانی تھی۔ پھر اگر تم بھلا چاہتے ہو تو خط پڑھتے ہی جسقدر خراج کا روپیہ ملکہ مذکورہ سے وصول کر چکے ہو فوراً میرے پاس بھیجدو۔ ورنہ تلوار سے فیصلہ کرون گا۔ نقفور کی یہ جرات یورپ اور پوپ روم کے حوصلہ پر تھی لیکن ہاشمی جوانمرد خلیفہ ہارون الرشید پر اسکا کیا اثر پڑ سکتا تھا۔ خط پڑھتے ہی منہ لال ہو گیا جوش غصہ کو دیکھہ کر تمام مصاحب دسراد ہر سرک گئے۔ اور کسی کو مارے گفتگو نہ ہوئی ہارون الرشید نے قلم دوات منگوا کر اسی خط کی پشت پر لکھہ دیا کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم من ہارون امیر المومنین الی نقفور کلب الروم قد قرأت کتابک یا ابن الکافرۃ والجواب ما تراہ دون ما تسمعہ" یعنے جواب یہی ہے کہ جو کچھ تمہارے کانون نے سنا ہی نہین سنا وہ تمکو مشاہدہ دکھایا جائیگا۔ اور اسی دن کوچ کر دیا۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ آج کل کے سلاطین عالم کے فوجی

انتظام کو ہارون الرشید کے فوج نظام کے ساتھ کوئی نسبت نہ تھی آج کل ایک چھوٹی سی مہم کے لیے بہی مہینون انتظام کرنا پڑتا ہے اور پہر بہی کمسریٹ وغیرہ کے مشکلات کا سامنا رہتا ہے باوجود ریل جہازات وغیرہ کے آسانیون کے بہی فراہمی فوج وغیرہ کے لیے وقت لگانے کے لیے بہانے کیے جاتے ہیں۔ اگر مخالف موقعہ نہ دے اور جلدی میدان مین نکل آئے تو اُسپر دغابازی بے جا الزام لگایا جاتا ہے۔

یورپ کے مقابلہ مین ہارون الرشید کی یہ ایک روزہ تیاری عباسی جاہ و جلال اور شوکت اور نظم و نسق اور فوج کی کثرت پر کافی دلیل ہے۔ واقعی جو خدا تعالی نے عروج اس خاندان کو دیا ہے آج تک دنیا مین کسی خاندان کو حاصل نہین ہوا۔ ایرانیون رومیون۔ یونانیون مین سے کسی کی بہی اسقدر سلطنت وسیع نہین ہوئی جسکے مفصل حالات کتب تاریخ مین موجود ہین یہان انکی گنجایش نہین ہے۔

ہارون الرشید نے رومیون کے عظیم الشان شہر ہرقلہ کی اینٹ سے اینٹ بجادی مگر نقفور مغرور کو ہاشمی شمشیر نے ایسا خوف زدہ و مجبور کر دیا کہ اپنے آپ کو ہارون الرشید کے رحم پر چھوڑ دیا اور جسقدر واپس مانگتا تہا اُس سے زیادہ خراج دینا قبول کیا۔ اگرچہ زمانہ حال کی پالٹیکس کے مطابق نقفور عہد شکن بلکہ باغی تہا اور کسی رعایت کا مستحق نہ تہا۔ لیکن خدا پرست ہارون رشید نے اسلام کی عام فیاضی کو ہاتھ سے نہ دیا۔ اور نقفور کے درخواست صلح کو مان لیا۔ مگر جون ہی خلیفۃ المسلمین واپس ہوا۔ عہد نامہ کو بالائے طاق رکھا۔ اور کوئی شرط پوری نہ کی اُسکا خیال تہا۔ جاڑے کا موسم آگیا ہے۔ برف باری سے راستے مسدود اور ہاتھ پاؤن بند ہوگئے ہین۔ ہارون الرشید موسم گرما سے پیشتر ادہر نہین آسکتا اور تب تک مین پر پرزے نکال لونگا۔ مگر ہارون رشید جیسے اولو العزم غیور امیر المومنین کو یہ موانع کب روک سکتے تہے فوراً لوٹ کر رومی ممالک پر بجلی کی طرح گرا۔ نقفور مقابل نہ ہوا اور جاڑے کی شدت کے باعث ہارون الرشید فیصلہ نہ کر سکا ۱۸۰ھ ہجری مین ہارون الرشید کے جنرل ابراہیم بن جبرئیل کا نقفور سے مقابلہ ہوا اور چالیس ہزار سات سو رومی قتل ہوا۔ اور تمام مسلمان سابقہ قیدی چھوڑ لائے گئے سنہ ۱۹۰ ہجری مین امیر المومنین ہارون الرشید نے روم پر مختلف دستون سے حملہ کیا خود ایک لاکھ پینتیس ہزار فوج لیکر ہرقلہ فتح کیا۔ اور داؤد بن عیسیٰ عباسی نے ستر ہزار کی جمعیت سے روم مین تہلکہ مچا دی۔ شراحیل بن معن بن زائدہ نے عظیم الشان قلعہ خقالبہ اور یزید بن مخلد نے صفصاف اور قونیہ کو بزور شمشیر فتح کیا۔ حمید نے قبرس کو فتح کیا۔ رومیون نے گو یورپ کے عیسائی اقوام سے مدد لی اور لڑائی مین کوتاہی نہ کی لیکن ہاشمی شمشیر کے سامنے ایسی ہمت ہاردی کہ معزول ملکہ اپنی کے مقرر خراج سے کئی گنا دینے کے علاوہ اپنی ذات اور اہل و عیال کا جزیہ بہی ادا کرنا منظور کیا۔ چنانچہ نقفور کا جزیہ چار دینار

اور اُس کے ہر ایک بیٹے اور سر دار ملکی اور فوجی کا جزیہ دو دو بار ادا کرنا قبول کیا۔ امیر المومنین ہارون الرشید کو اگرچہ رومی سلطنت کی تباہی اپنی کامیابی کا کامل یقین تھا۔ لیکن اللہ تعالی کے پاک حکم "قَاتِلُوا الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْآخِرِ وَلَا يُحَرِّمُونَ مَا حَرَّمَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَلَا يَدِينُونَ دِينَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ حَتَّىٰ يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَن يَدٍ وَهُمْ صَاغِرُونَ" کی تعمیل فتح ممالک سے مقدم تھی اور ادائی جزیہ کی صورت میں تلوار نکالنی یا سلطنت پھیلانی احکام اسلام کے خلاف تھا اور پھر جزیہ بھی ایسا کہ شاہنشاہ تک بھی نہ بچا اور (وَهُمْ صَاغِرُونَ) کا منشا پوری طرح سے حاصل ہوا۔ باوجود اس قدر لت کے زیادہ تعرض اغراض جہاد کے منافی بلکہ (وَلَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ) کے وعید شدید کا باعث تہا۔ اسلیے رومیون نے اسلام کے عام فیاضانہ احکام سے فائدہ اُٹھا لیا۔ اور اپنی سلطنت کو بچا لیا۔ اور ہارون رشید سالمًا غانمًا واپس ہوا۔

سنہ ۱۹۱ ہجری مین یزید بن مخلد شہید ہوا۔ اور چونکہ ذمیون اور مسلمانون کے لباس وغیرہ کی یکسانیت سے اہل اسلام کو اکثر نقصان پہنچتا رہا اور مخالف اس سے فائدہ اُٹھاتے رہے اس لیے ہارون رشید کو امتیاز اور شناخت کے لیے مسلمانون اور ذمیون کے لباس و سواری مین فرق کرنا پڑا۔ سنہ ۱۹۲ ہجری مین نواح آذربائیجان مین مقلدین مذہب خرمیہ نے خروج کیا اور عبداللہ بن مالک کے ہاتھ سے تباہ ہوئے۔ ۱۹۳ ہجری مین یہ جلیل القدر خلیفہ طوس مین راہی فردوس برین ہوا۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ اس کے عہد مین علمی۔ ملکی۔ مذہبی۔ ترقی کمال تک پہونچ گئی تھی جسکی تفصیل کا یہ موقعہ نہین مفصل کتب تاریخ مین دیکھنے چاہیے خلفای اسلام سے ہارون الرشید کا عہد زیادہ شاندار رہے۔

مامون رشید

خلیفہ ہارون رشید کی وفات کے بعد اسکا بیٹا امین خلیفہ ہوا۔ اور سنہ ۱۹۸ ہجری مین قتل ہوا اور مامون رشید جانشین ہوا۔ اس کے عہد مین مسلمانون کی عام توجہ علم کی طرف مبذول ہوئی۔ خود عالم فاضل تھا خلق قرآن کا معتقد تھا۔ اور اکثر علماے اسلام کو اس وجہ سے تنگ کیا۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے برابر انکار کیا۔ یونانی وغیرہ قدیم علوم کا عربی مین ترجمہ کیا گیا۔ غیر مذاہب کے فضلاء کی کمال قدر دانی کی گئی ایشیا اور افریقہ کے ممالک محروسہ مین بنی عباس کا خوب سکہ بیٹھا ہوا تھا۔ قتیبہ بن مسلم اور محمد بن قاسم کے مفتوحہ حدود سے آگے عباسی جنرل ایک قدم نہین بڑھ سکے تھے۔ صرف چین اور ہندوستان اسلامی جولان سے آزاد تھا مگر ان دونون ممالک کی طرف سے کسی حملہ کا اندیشہ نہ تھا۔ صرف ایک رومی سلطنت تھی جسمین ہر ایک قسم کی

طاقت موجود تھی۔ دو تین سو سال سے ترکتازان عرب کے حملات کے صدمات اُٹھا کر بھی وہی دم خم رکھتی تھی اسلیے مامون
رشید نے بھی اپنے باپ کی طرح رومی طاقت کو متفرق کرنے مین توجہ کی۔ اسکا بہادر جنرل زیادۃ اللہ بن ابراہیم
بن اغلب تمیمی گورنر افریقہ نے بیڑا جہازات تیار کیا اور ۲۱۳؁ہجری مین سلسلی پر بہیجا یا اور رومیون کو تری اور
خشکی مین شکست دیکر بعض امصار و جزایر پر مسلمانون کا قبضہ ہوگیا جسکا حال فتح سلسلی مین بیان ہوگا۔ سلسلی
پر حملہ کرنے سے پوپ اور اٹلی والون کو مشرقی روم مین امداد دینے کی ہوش نرہی اور مامون رشید کا بھی یہی مطلب تہا
۲۱۵؁ہجری مین مامون رشید نے روم پر حملہ کیا۔ اور طرسوس و ملطیہ اور حصن قرہ اور حصن ماجدہ اور حصن
سندس فتح کر کے مامون رشید واپس ہوا اور ۲۱۶؁ہجری مین رومیون نے خلاف عہد نامہ سولہ سو مسلمان
کو قتل کیا اور اعلان جنگ دیدیا مامون رشید فوراً ایلغار کرتا ہوا ہرقلہ مین پہونچ گیا۔ لیکن رومیون نے امان
طلب کی اور فیاض اور رحمدل مامون رشید نے دیدی خلیفہ کے بہائی معتصم باللہ نے تیس قلعہ فتح کیئے اور
اور بہادر جنرل یحیی بن اکثم نے بھی کئی شہر لیے۔ رومی شاہنشاہ سے انکو کوئی بہادرانہ مدافعت نکی۔ مامون رشید
کیسوم کو چلا گیا۔ اور وہان سے دمشق اور دمشق سے مصر کو گیا۔ اور ان ممالک کا دورہ کرتا ہوا ۲۱۷؁ہجری کو
پہر رومیون کی سرکوبی کے لیے آموجود ہوا۔ قلعہ لولوہ پر تہوڑی فوج دیکہہ کر شاہ روم چڑہ آیا مگر جونہی مددی
فوج پہونچ گئی۔ ہٹ گیا اور مامون رشید کی مستعدی اور اولوالعزمی دیکہہ کر ڈر گیا۔ اور میعادی صلح کا پیغام
دیا ابہی فیصلہ نہین ہوا تہا کہ مامون رشید ۲۱۸؁ہجری مین نہر بدندون کے قریب ملک روم مین فوت ہوا اور
طرطوس مین دفن کیا گیا۔ اور حسب وصیت مامون رشید اسکا بہائی معتصم باللہ خلیفہ ہوا۔

معتصم باللہ کو خلیفہ ہوتے ہی ایک داخلی فساد کا سامنا ہوا۔ ایران کے شمالی اضلاع۔ ہمدان
اصفہان وغیرہ ایران اکثر باشندگان دین خرمی مین داخل ہوئے اور فوج کثیر سے مقابلہ کی تیاریان
کرنے لگی معتصم باللہ کے بہادر جنرل اسحاق بن ابراہیم بن مصعب نے ان مین سے ساٹہہ ہزار کو سخت
جنگ کے بعد قتل کیا۔

معتصم باللہ کو مقلدین مذہب خرمی کے فسادون مین دیکہہ کر ۲۲۳؁ھ مین شاہ روم نے ایک لاکہہ سے زیادہ
فوج لیکر اسلامی ممالک پر حملہ کیا۔ مسلمان باشندگان زبطرہ۔ ملطیہ زن و بچہ تک قید کر لیا۔ مردون کے
آنکہین نکالدین اور ناک کان کاٹ دیے یہہ حالت دیکہہ کر جزیرہ اور شام کے اہل اسلام کو جوش آگیا۔
اور عام اور خاص نے ہتہیار اُٹہا لیے اور رومی شاہنشاہ ان مجاہدین کے پرزور جوشیلے حملہ کی تاب نہ لا سکا۔
اور ہٹ گیا۔

معتصم باللہ کے بہادرانہ کارنامون مین سے یہان صرف فتح اموریہ کا حال لکہا جاتا ہے شیخ محی الدین

ابن العربی اپنی کتاب سامرہ مین تحریر فرماتے ہین کہ ایک شخص نے معتصم باللہ عباسی کی خدمتمین بیان کیا کہ مین عموریہ مین تہا مینے دیکہا کہ ایک نہایت خوب صورت لونڈی کو ایک لنگڑا منہ پر دہپڑ مارتا ہے اور وہ روتی چلاتی تہی تہی "وا معتصماہ" مثر یر لنگڑا کہتا تہا دیکہو وہ ابلق گہوڑے پر سوار معتصم تمہاری مدد کو آرہا ہے اور پہر مارنے لگتا تہا۔ لونڈی مسلمان تہی۔ اور اپنے پاک مذہب سے انکار نہین کرتی تہی۔ اور دکہ کی مصیبت اوٹہاتی تہی۔ یہ دردناک واقعہ سنکر معتصم باللہ نے حمیت اسلامی اور غیرت سلطانی سے عموریہ کی طرف منہ پہیر کر کہا "کہ لبیک لبیک ایتہا الجاریہ لبیک ہذا المعتصم باللہ اجابک" یہ کہکر بارہ ہزار ابلق گہوڑون کا دستہ ساتھ لیکر چلا اور ایلغار کرتا ہوا عموریہ پہونچا۔ اور طویل محاصرہ کے بعد شہر بزور شمشیر فتح کیا۔ اور شہر مین داخل ہوتے ہی سیدہا اس مکان کو گیا جہان وہ لونڈی قید تہی اوسکو قید سے نکال کر کہا یا جاریہ ہل اجابک المعتصم وہ شریر لنگڑا غلام اور اسکا آقا عیسائی اور اوسکا تمام مال و اسباب اس ہمیدی عورت کو دیا گیا اور ایک مسلمان عورت کے انتقام مین ہزارہا عیسائی قید کیے گئے۔ اس واقعہ سے ترقی اقبال اور جاہ وجلال کا راز کہل جاتا ہے کہ قومی ہمدردی اور اخوت کا سچا جوش سو وقت کے مسلمانون مین موجود تہا۔ ایک غریب سے غریب مسلمان کی مصیبت و تکلیف کا حال سنکر اور اسلامی حادثون کے دلون پر سقدر ہولناک اثر ہوتا تہا جسقدر کہ خاص اپنی ذات کے صدمہ سے غم و اندوہ ہوتا تہا۔ اور جو پرجوش صفات آج ہم اقوام یورپ مین دیکہتے ہین اور جنکے اثر سے یورپ کا ہر ایک فرد دنیا کے مختلف حصص مین اسطرح بے خوف وخطر اکڑتا چلتا ہے جیسا کہ خاص اپنی ولایت و مسکن مین اور کوئی اسکو نظر اوٹہا کر نہین دیکہتا یہی حال کبہی مسلمانون کا تہا معتصم باللہ کا کارنامہ چین کے واقعہ ۱۹۰۰ء کے بالکل مشابہ ہے۔ جب یورپ نے چند عیسائی مشنریون کے انتقام کے لیے چین کی سب آباد اور وسیع سلطنت کو نیچا دکہلا دیا۔ اسی غیرت اور عصبیت کے نہونے سے آج ہر گوشہ مین مسلمان مخالفون کا شکار ہورہے ہین۔ اور غیرت و عصبیت کا عدم و وجود پابندی شریعت پر موقوف ہے جو آجکل مفقود ہے

عباسی عہد مین جسقدر شان وشوکت اور کثرت دولت تہی وہ کبہی کسی قوم کو حاصل نہین ہوئی اور واقعی ہارون الرشید۔ مامون رشید معتصم باللہ کا عہد اسلام مین بے نظیر تہا۔ لیکن زوال کے اسباب اس سے پہلے ہی ظہور مین آنے لگے تہے۔ بنی ہاشم اور بنی امیہ کی مخالفت ہی ایک دہن تہا لیکن بنی امیہ کے زمانہ مین خیر القرون کا اثر موجود تہا۔ صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین (یُسَارِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ) کے زندہ نمونہ موجود تہے اسلیے ہاشمی اور اموی مخالفت کا اثر قوم وملت پر نہ پڑا۔ اور بیسیون ایسے جان فروش الوالعزم خادم اسلام موجود تہے جو فسق و فجور۔ عصیان۔ و شرور کے سیلاب

و مادہ پرستی کی رذائل سے بنی آدم کو بچانا اپنا فرض جانتے تھے اور اس فرض کو نہایت صداقت سے دور روشن کی طرح نباہتے ۔ کوئی حکمت و پالیسی نہ برتتے ۔ صاف کہدیتے کہ ان ردی عادات کو انسانی کمال مین سخت مانع ہین چھوڑ دو اگر فوراً نہین چھوڑتے اور اسلام نہین لاتے تو ہماری عادت وغیرہ قول و عمل عقیدہ و مذہب کے جانچنے اور پرکھنے کیلیے مہلت لے لو ۔ اور دیگر مخدوش نوجی طاقتون سے علیحدہ ہو تمہاری حفاظت اور خبر گیری کے ہم ذمہ وار ہین اور اس سخت خدمت کے عوض مین بطور نشان اطاعت جزیہ دو اگر دونو باتین منظور نہین یعنے نہ سچائی کو قبول کرتے ہو ۔ اور نہ سچائی کی تلاش کرتے ہو تو بس فیصلہ شدہ امر ہے کہ تم خود اور آیندہ نسلون کو بھی گمراہ اور تباہ کرنا چاہتے ہو جس عام ضلالت کو ہم کبھی گوارہ نہین کرتے اور اسکا فیصلہ تلوار سے کرتے ہین اور ان تینون امور کے برابر اور کوئی چوتھا امر نہین مخالفون نے عموماً تلوار کو پسند کیا جسمین یہی خدا پرست پورے نکلے ۔ اور ایسے نکلے کہ چند ہزار کی قلیل جمعیت لیکر بے تامل مین جا کہسے اور کبھی یہ خیال ہی نہ آیا کہ ہم اپنے وطن و قوم سے ہزارون میل دور پڑے ہین امداد کا رستہ مسدود ہے دشمن کے گھر مین لاکھون کا مقابلہ ہے ۔

انہین مجاہدین نے چند سال مین کوہ پیرنیز سے دیوار چین تک اسلامی فتوحات کا نشان گاڑ دیا اور توحید باری تعالی کا بخوبی اعلان کر دیا ۔

بنی عباس نے بھی اپنی سلطنت کی بنیاد مذہبی تحریک پر رکھی ۔ اور کامیابی حاصل کی مگر انکے عہد مین بنی امیہ کی طرح نہ تو بالعموم آثار خیر القرون پائے جاتے تھے اور نہ عرب کی ابتدائی سادگی رہی تھی عجمی تکلفات کا رواج عالمگیر ہو گیا تھا ۔ اسلیے ایشیا اور افریقہ مین تو اموی فتوحات سے ذرہ آگے قدم نہ بڑھا ۔ مشرقی یورپ مین بھی سوا تاخت و تاراج کوئی مفید یہ فائدہ نہ نکلا ۔ تاہم سسلی کی فتوحات سے رومی سلطنت کا زور گھٹا یا گیا جسکا ذکر ذیل مین کیا جاتا ہے ۔ اسمین شک نہین کہ عہد عباسیہ مین ملکی نظم و نسق اور ترقی علوم و فنون مین کمال درجہ کی ترقی ہو گئی تھی اور جاہ و جلال اور شوکت و اقبال انتہا تک پہنچ گئی ۔

فتح سسلی واقعہ بحیرہ روم

ہارون رشید نے ۱۸۴ھ ہجری مین ابراہیم بن اغلب التمیمی کو گورنر افریقہ مقرر کیا جسکی اولاد خاندان عبیدیہ کے ظہور تک خلفاء عباسیہ کی طرف سے ۲۹۶ھ ہجری تک مصر مین حکومت کرتی رہی اور قومی خدمات بجالاتے رہے ابراہیم کا بیٹا زیادۃ اللہ بہادرانہ عزم اور مدبر خلیفہ مامون رشید کی عنایت کا فخر رکھتا تھا ۲۱۲ھ ہجری جنگی بیڑا جہازات تیار کیا ۔ اور جزیرہ سارڈینیا واقع یورپ کو فتح کر لیا اور

سنہ ۲۱۱ ہجری مین سسلی پر حملہ آور ہوا۔ رومی بیڑہ کو شکست دیکر چند مفید اور مضبوط بندرگاہون کو لے لیا سنہ ۲۱۲
ہجری مین پہر سسلی پر چڑہا اور بہت سا علاقہ تسخیر کر لیا۔ اُسوقت عیسائیون کی وہی حالت تہی جو آج کل
مسلمانون کی ہے۔ مسلمانون کی یاوری باقبال سے خود بخود فتح کے اسباب پیدا ہو جاتے تہے اُسوقت
سسلی کے شاہی خاندان مین نفاق پڑا۔ اور بعض نے زیادۃ اللہ سے مدد کی درخواست کی اور بصورت
فتح علاقہ مفتوحہ دینے کا وعدہ کیا لڑائی سخت ہوئی۔ زیادۃ اللہ نے فتح پائی بے شمار رومی قتل اور قید ہوئے
مال کثیر غنیمت مین ملا۔ کئی ایک قلعون مضبوط پر اہل اسلام کا تصرف ہو گیا۔ اور شہر قصرانہ کو گہیر لیا
سنہ ۲۱۳ ہجری مین شاہ قسطنطنیہ نے فوج کثیر سسلی کے عیسائیون کی مدد کو بہیجدی مسلمانون مین وبا پہیل
گئی۔ محاصرہ چہوڑ کر جہازات پر سوار ہونے لگے مگر عیسائیون نے روک لیا۔ اہل اسلام نے جہاز جلا دیے
اور لوٹ کر شہر میناؤ کو تین دن کے محاصرہ کے فتح کر لیا۔ اور شہر جرجنت پر بہی قبضہ ہو گیا۔
اور پہر قصریانہ پر جا پڑے اور ایک دو جگہہ قسطنطنیہ کی فوج سے شکست کہائی اور نرغہ مین آگئے۔ قحط
پڑ گیا۔ رسد وغیرہ نہ رہی چارپائے اور کتے بلی تک کہانے لگے اور نہایت تکلیف اُٹہاتے رہے لیکن اس قلیل
اور جفاکش جماعت نے مقابلہ مین کوتاہی نہ کی اور رومیون نے گو دانت پیس پیس کر حملہ کیے لیکن
ان بہادرون نے زخمی شیر کی طرح دشمن کو اپنے مورچون کے اندر آنے نہ دیا یہانتک کہ سنہ ۲۱۴
ہجری کے آغاز مین محصورین کی ہلاکت و تباہی مین کچہ کسر باقی نہ رہی تہی کہ ہسپانیہ کا اسلامی بیڑہ
جہازات آپہونچا اُسوقت سپین کا تاجدار عبد الرحمٰن اوسط تہا۔ جو اخوت اور جوش اسلامی مین
صحابہ کرام کا نمونہ تہا عبد الرحمٰن اوسط نے محض اسلامی ہمدردی سے محصورین کی مدد کو بیڑا اندلس کو بہیجا
ورنہ اُس کی اور کوئی غرض نہ تہی اس مدد کے علاوہ خود افریقیہ سے بہی ملکی فوج آپہونچی اسوقت تین
سو ۳۰۰ اسلامی جہازات سسلی کے قرب و جوار مین نشان محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام اُڑا رہے تہے جسطرح
کہ اسوقت مسلمان بڑی فوج اور بحری اور کثیر رکہتے تہے اسیطرح انکی جہازی طاقت بہی یورپ سے بڑہی
ہوئی تہی اور بحیرہ روم کے ممالک صرف مسلمان ہی تہے کسی یورپین نے سر اٹہایا نہین کہ مسلمانون نے
جہازرانی نے کمال سے اسکو دبایا نہین افسوس آج مسلمان اس طاقت مین صرف صفر کے برابر
ہین جس سے ملکی اور قومی طاقت کو سخت نقصان پہونچ رہا ہے۔ اس امدادی فوج کے سسلی مین اترتے
ہی رومیون نے محاصرہ اٹہا لیا۔ اور محفوظ مقامات کا رستہ لیا۔ مسلمانون نے شہر بلرم
(پلرمو) کو گہیر لیا۔ رومیون نے بہت کچہ مقابلہ کیا لیکن آخر مسلمانون کے حملون کے صدمات اور
محاصرہ کی تکالیف اور تشددات کو برداشت نہ کر سکے اور ہمت ہار کر اُن لوگون کے سامنے

ہتھیار ڈال دیئے۔ جو کئی ماہ تک قتل و غارت۔ حرق و غرق۔ و قحط و وبا کے مصائب شدیدہ
اٹھا کر بھی ان رومیوں کے مقابلہ پر بہادرانہ استقبال سے ڈٹے رہے تھے۔ گورنر بلرم (پلرمو) نے خود
غرض اشخاص کی طرح اپنے اور اپنے اہل و عیال کے سلامتی کی شرط پر شہر حوالہ غازیان اسلام کر دیا اور مشہور
عیسائی ہمدردی کو خیرباد کہہ کر عیسائی بھائیوں کو مسلمانوں کے سپرد کر دیا اور خود جان بچا کر اٹلی کو چلا گیا۔
مسلمان ماہ رجب ۲۱۶ھ ہجری کو شہر میں داخل ہوئے اور صرف تین ہزار عیسائی موجود پائے حالانکہ محاصرہ
کیوقت ستر ہزار رومی شہر میں موجود تھے گویا ۶۷۰۰۰ ہزار رومی بہادران اسلام کے ہاتھ سے ہلاک ہوئے
جس سے محاصری کی لیاقت حملہ آوری، قلعہ شکنی۔ فنون جنگی بخوبی ثابت ہوتی ہے۔ کیونکہ عام طور سے
زیادہ نقصان حملہ آوروں کا ہی ہوا کرتا ہے محصورین محفوظ مقامات کے سبب اپنا بچاؤ اچھی طرح سے
کر سکتے ہیں اور یہاں مقابل پر بھی وہ قوم تھی کہ جسکی قابلیت کے راگ یورپ میں ابتک گا رہے ہیں۔ یہ
واقعہ عہد مامون رشید کا ہے اور ۲۱۸ھ ہجری میں معتصم خلیفہ ہوا۔ شہر بلرم میں مسلمان ۲۱۹ھ تک
پڑے رہے اور پھر شہر قصریانہ پر چڑھائی کی رومیوں نے کسی میدان میں نکل کر سخت مقابلہ کیا
اور شکست پائی۔ اور محصور ہو بیٹھے مسلمان ربیع کو چلے گئے۔ اور وہاں سے رومیوں کو بھگا دیا اور ۲۲۰ھ
ہجری میں پھر قصریانہ پڑے۔ اٹلی والے جانتے تھے کہ سسلی کے بعد اٹلی کا نمبر ہے اسی لیے سسلی
کے بچانے کے لیے یورپ نے کوئی کوشش اٹھا نہ رکھی۔ مگر اسوقت مسلمانوں نے یورپ کا ہر طرف سے
دم ناک میں کیا ہوا تھا۔ ہسپانیہ میں عبدالرحمن اوسط فتح کے نشان اڑا رہا تھا۔ اور ایشیاء کوچک
اور ابنائے قسطنطنیہ کے نواح میں پہلے جوانمرد مامون رشید اور پھر غیور شہرہ معتصم باللہ اور انکے بہادر
جنرل رومیوں کو شکست پر شکست دے رہے تھے اور گرمیوں کے لگاتار حملوں سے ترکی یورپ کے
عیسائیوں کو حواس باختہ کر رہے تھے پوپ روم اور عیسائیوں کی مذہبی کان اٹلی کی افریقہ کے مجاہدین
خبر لے رہے تھے۔ مسلمانوں کا یہ زمان اقبال بالکل آج کل کی ترقی یورپ کے مشابہ ہے فرق اتنا ہے
کہ اہل یورپ دوستی کے لباس میں غیر اقوام کا استیصال کرتے ہیں اور مسلمان ڈنکے کی چوٹ اسلامی
مطالب کو پیش کرتے تھے۔ قصریانہ پر خونریز معرکہ ہوئے۔ اور رومیوں نے خوب داد مردانگی دی
لیکن شائقین شہادت سے عہدہ برآ نہ ہوسکے اور بھاگ نکلے۔ والی قصریانہ کی بیوی اور بیٹا
قید ہو گئے تمام رومی کیمپ لٹ گیا۔ اور شکست یافتہ رومی قلعہ بند ہو گئے اور مسلمان بلرم کو چلے گئے
اور علبر میں فتح کیا۔ اسکے بعد بعض مسلمان سپاہی بگڑ گئے اور اپنے امیر محمد بن سالم کو قتل کر دیا۔ زیادہ اللہ
والی افریقہ نے فضل بن یعقوب کو امیر سسلی مقرر کر کے بھیجدیا۔ بہادر فضل نے آتے ہی نواح سرقوسہ کو تاخت

کیا اور پہر ایک عظیم الشان معرکہ مین خود شاہ سلسلی کو شکست دی۔ شاہ مذکور ایک غازی کے نیزہ سے زخمی ہوکر
گہوڑے سے گرا لیکن ہمراہی اُٹہا کر اُسکو لے گئے۔ جملہ مال متاع گہوڑا ٹٹو وغیرہ مسلمانون نے چہین
لیے اس سال کے ماہ رمضان مین افریقہ سے تازہ اور مدد لیکر ابو الاغلب بہونچگیا۔ رومیون سے بحری لڑائی
ہوئی فتح پاکر رومی جہازات وغیرہ جملہ اسباب لوٹ لیا اور اسلامی جہازات نے قوصرہ تباہ کردیا آتش
فشان کوہ اتنا کے اردگرد کے قلعون کی فوجی طاقت کو پائمال کردیا۔ ۲۲۱ھ ہجری مین اسطرف حملہ ہوا
اور بے شمار رومی قید ہوئے قسطلیانہ کی لڑائی مین رومی فتحیاب ہوئے اس سال سلسلی کے آس پاس
کے جزائر واقعہ بحیرہ روم پر یورشین ہوتی رہین اور رومی طاقت توڑ دی گئی اور بڑے بڑے مضبوط جنگی
مقامات تباہ کیے گئے۔ ان اثنا مین مسلمانون نے اسوقت پہر قصریانہ پر حملہ کیا اور شکست کہائی مگر جلدی ہی
انتقام لیا گیا خشکی کی فتح کے علاوہ بحری جنگ مین بہی رومیون کے نو بڑے جنگی جہاز معہ فوج اسلامی
بیڑے نے پکڑ لیے اور کئی ایک غرق کردیے ۲۲۳ھ ہجری مین رومیون کا عظیم الشان جنگی بیڑہ یورپ
سے تازہ امداد لیکر آ پہونچا۔ فریقین قومی جوش سے لڑتے اور شجاعت ادا کرتے رہے۔ لیکن
فیصلہ نہ ہوا۔ کلتنے مین زیادۃ اللہ امیر افریقہ راہی فردوس برین ہوا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ یہ جوانمرد
اور مدبر بہادران عہد عباسیہ کا سرتاج تہا۔ اور مامون رشید۔ اور معتصم باللہ کا مختار اور نامور گورنر تہا
اور معتصم بہی ۲۲۷ھ ہجری مین مرگیا۔ ان کی وفات سے مجاہدین سلسلی کے کچہ حوصلہ پست ہوگئے۔ زیادۃ اللہ
کے جانشین محمد بن اغلب نے ۲۳۶ھ ہجری مین عباس بن فضل بن یعقوب کو اہل سلسلی کی کثرت رائے
کے مطابق امیر سلسلی تسلیم کیا۔ جس نے متواتر حملات سے رومیون کو تنگ کردیا۔ اور قصریانہ پر حملہ آور ہوا
جو نہایت مضبوط قلعہ تہا اور سلسلی کا دار السلطنۃ تہا۔ رومی مقابل نہ ہوئے مگر بہادر عباس نے شہر
قطانیہ۔ سرقوسہ۔ نوطس۔ رغوس۔ کوتہ بالا کیا۔

فتح قصریانہ

عباس نے ۲۴۴ھ ہجری مین شہر قصریانہ اور سرقوسہ پر چڑہائی کی اور ساتہ ہی سمندر مین رومی چالیس
جہازون سے مقابلہ کیا سخت جنگ کے بعد فتح پائی مخالف کے دس جہاز گرفتار ہوئے۔ اب عباس دل جمعی
سے قصریانہ کو بڑہا نواح قصریانہ مین چہوٹی چہوٹی لڑائیان ہوتی رہی مگر برف باری اور سردی کی
شدت سے عباس کو لوٹنا پڑا۔ ایک رومی جنگی مجرم کے قتل کا حکم دیا گیا۔ رومی مذکور نے قومی اور
ملکی ہمدردی کو بالائے طاق رکہکر جان بچانے کے لیے عباس سے کہا کہ اگر میری جان بخش کیجائے تو تمہین

قصریانہ کے فتح کا رستہ بتاتا ہون۔ عباس نے منظور کیا۔ رومی عیسائی نے کہا کہ قصریانہ والے خیال
کرتے ہین کہ موسم جاڑے اور کثرت برف کے سبب تم قصریانہ پر حملہ نہین کر سکتے اور نہ وہان ٹہیر سکتے [illegible]
اسلیے وہ حراست و حفاظت کی طرف سے بے فکر ہین میرے ساتہہ کچہہ فوج بہیجدو شہر مین داخل کرا دونگا
عباس نے ایک ہزار چیدہ مشہور بہادر منتخب کیے اور اس سخت مہم کا افسر اپنا چچا رباح مقرر کیا۔ [illegible]
کو پوشیدہ چلے۔ اور رومی مذکور مقید رباح آگے آگے تہا ایک غیر محفوظ اور مناسب جگہہ سیڑہیان [illegible]
چڑہگئے اور پہونچتے ہی فصیل قلعہ تک پہونچ گئے محافظ سوئے پڑے تہے ایک ہزار روکے [illegible] ہزار
جوان اندر چلے گئے مسلمانون نے اندر جاتے ہی دروازہ کے محافظین کو تہ تیغ کر ڈالا اور دروازہ کہول
دیے عباس معہ باقی فوج باہر تیار کہڑا تہا فورًا داخل ہو کر شہر پر قابض ہو گیا۔ اور مسجد کی تعمیر
شروع کر دی جمعرات کو داخل ہوا اور جمعہ کی نماز اسی مسجد مین ادا کی گئی۔ خلیفہ بغداد کا خطبہ پڑہا گیا۔
قصریانہ جیسے مضبوط اور ناممکن الفتح شہر کا اس قسم کی بہادری اور جان بازی سے فتح کرنا صرف غازیان
اسلام کا ہی حصہ ہے۔ اور سب سے پہلے مسجد کا بنانا انکی خداپرستی کا اعلی ثبوت ہے۔ اس فتح سے رومی طاقت
سسلی مین بہت کمزور ہو گئی۔ قصریانہ دارالسلطنة سسلی کی فتح کی خبر سنکر شاہ قسطنطنیہ نے تین سو جہاز
کا بیڑہ ایک بہادر جنرل کے ماتحت سسلی کو روانہ کیا۔ چونکہ عباس خشکی پر بہادران اسلام کے [illegible]
چاہتا تہا اسلیے سمندر مین کوئی مزاحمت نہ کی۔ یہ فوج بخیریت سرقوسہ مین اتر گئی۔ اب عباس مقابلہ
کو نکلا جنگ ہوا۔ رومی بہاگ کر جہازون پر سوار ہو گئے اور ایک سو جہاز قوم فاتح کے نذر کیے گئے۔ اس
لڑائی مین مسلمانون کی تلوارون کا مشہور رعب کام کر گیا۔ اور رومیون پر کچہ ایسی دہشت چہا گئی کہ اتنی
بڑی لڑائی مین مسلمان صرف تین شہید ہوئے اور عیسائی بہ تعداد کثیر مارے گئے ۲۴۶ھ ہجری مین سسلی کے
اکثر قلعے جو ماتحت باجگذار رومی رؤسا کے تصرف مین تہے۔ باغی ہو گئے اور رومیون نے جمعیت کثیر سے
مقابلہ کیا۔ عباس نے باغیون کو شکست دی اور باغی قلعون کے سر کرنے کو جا رہا تہا۔ کہ یورپ سے بیشمار فوج کے
نکلنے کا پرچہ لگا فورًا ادہر کوچ کر گیا۔ دونون فوجون مین کئی سخت معرکے ہوئے لیکن آخر شائقین شہادت
مسلمان بازی لے گئے۔ اور رومی بہاگ نکلے۔ عباس یہ عظیم الشان فتح پا کر قصریانہ کو واپس ہوا۔ اور اس
کے برج دوبارہ کو مضبوط کیا۔ اور ۲۴۷ھ ہجری مین سرقوسہ پر کامیابی سے دہاوا کیا اور اسی سال مین فوت
ہوا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ عباس مرحوم گیارہ سال والی سسلی رہا۔ اس عرصہ مین ہر سال جاڑے
اور گرمی مین جہاد کرتا رہا۔ اور علاقہ قلوریہ اور انگزبرہ مین مسلمانون کو آباد کیا عباس کی جگہہ مسلمانان
سسلی نے اس کے بیٹے عبداللہ کو امیر بنا لیا جسنے اپنے باپ کی طرح لگاتار حملے کیے کئی قلعے فتح کیے۔ پانچ

ماہ بعد افریقیہ سے معاویہ بن سفیان امیر سسلی مقرر ہو کر آیا جس نے سنہ ۲۵۵ ہجری تک اپنے عہد حکومت مین کئی ایک فتح حاصل کین۔ اس کی وفات کے بعد اسکا بیٹا محمد گورنر سسلی مقرر ہوا۔ جس نے رومیون کے زبردست جہازی بیڑے سے مالٹا کو بچا لیا اور رومیون کو بہگا دیا۔

سرقوسہ

سرقوسہ سسلی کا عظیم الشان شہر تہا سنہ ۲۶۴ ہجری جعفر بن محمد نے اسکا محاصرہ کیا۔ خشکی اور تری دونو طرف سے حملہ کیا گیا۔ رومیون نے بہادرانہ مقابلہ کیا۔ مسلمانون نے یہانتک استقلال دکہایا کہ سرقوسہ کے نواح مین زراعت اور کھیتی باڑی شروع کر دی اور دوامی اقامت کے آثار دکہلائے۔ آخر نو ماہ کے طویل محاصرہ کے بعد بزور شمشیر شہر فتح کیا گیا۔ اور بے شمار مال غنیمت لیا گیا۔ اور قلعہ ملکی مصلحت سے گرایا گیا۔ دو ماہ کے پیچہے قسطنطنیہ کے جہازات آپہونچے۔ بحری لڑائی مین بہی مسلمان کامیاب ہوئے چار جہاز گرفتار کر لیے۔ سنہ ۲۶۶ ہجری مین عیسائی اور اسلامی جہازون کا سخت جنگ ہوا۔ مسلمانون نے فتح پائی۔ سنہ ۲۶۸ ہجری مین چہوٹے سے اسلامی دستہ کا رومیون کی فوج کثیر سے مقابلہ ہوا۔ اور کے سب کہیت رہے صرف سات بچے اور محمد۔ گورنر سسلی معزول اور محمد بن فضل مقرر ہوا۔ جس نے چند ایک بڑے عیسائی شہرون کو تاخت و تاراج سے حواس باختہ کر دیا۔ اور رومیون کے لشکر جرار کو بہگا کر تین ہزار قتل کیے اور رومی شہر مدینۃ الملاک کو بزور تلوار فتح کیا۔ سنہ ۲۶۹ ہجری مین محمد بن فضل نے قطانیہ کے نواح مین رومیون کو بہاری شکست دی۔ سنہ ۲۷۱ ہجری مین رمطہ پر چڑہائی کی اور نواح قطانیہ کو تہ تیغ کیا گیا۔ اور طبرمین پر سخت جنگ ہوا۔ رومیون نے محمد بن فضل کی اسقدر مستعدی اور جہادی کوشش دیکہہ کر صلح کی درخواست کی تین ماہ کی میعادی صلح قرار پائی اور تین سو مسلمان قیدی رہا کرائے گئے۔ سنہ ۲۷۲ مین محمد نے مالٹا کے چہڑانے کے لیے فوج روانہ کی جسکی خبر سنکر رومی محاصرہ چہوڑ گئے یہ محمد...... سنہ ۲۹۰ ہجری مین خواجہ سرا غلامون کے ہاتہہ سے مارا گیا۔ یہ وہ زمانہ تہا کہ ترک غلام خلفاء بغداد پر ہاتہہ صاف کر رہے تہے اور عام مسلمانون کے دلون سے امیر المومنین کی وقعت اٹہہ رہی تہی متوکل سنہ ۲۴۷ ہجری مین قتل اور مستعین سنہ ۲۵۱ ہجری مین معزول اور سنہ ۲۵۲ ہجری قتل معتز باللہ بعد سنہ ۲۵۵ ہجری اور مہتدی بن واثق بہی قتل ہو چکا تہا۔ پس دربار خلافت مین تو صرف خلفائی کا عزل و نصب اور کشت و خون ہی ایک قومی کام سمجہا گیا تہا داخلی فساد بہی بڑہ رہے تہے۔ جنکا ذکر آگے آئیگا۔ ابن عہد بین یوسف ترکی نے سنہ ۲۴۲ ہجری مین اور جعفر بن دینار نے سنہ ۲۴۹ ہجری مین سرحدی پر جوش مسلمانون کے

ساتھہ رومی حملہ ایک پر غیر مفید ہوا کیا۔ اور عمر بن عبد اللہ الاقطع خود شاہ روم سے جا پڑا مگر دربار بغداد
کی بے انتظامی سے سوائے شہادت عمر بن عبد اللہ اور مجاہدین کثیر کے کچھ فائدہ نہ نکلا اس واقعہ کے
انتقام لینے مین بہادر علی بن یحیی گورنر آرمینا شہید ہو گیا۔ اور رومیون کا زور بڑھ گیا۔ مسلمان بتعداد
کثیر قتل اور قید ہونے لگے۔ اس سے چھہ سال پہلے سنہ ۲۳۹ ہجری مین رومی بیڑہ نے دمیاط مین سخت
قتل وخون کا بازار گرم کیا۔ یہہ دیکھہ کر تکلیف اور آرایش پسند جنرل عنبسہ بن اسحاق الضبی دمیاط
کی افواج کو مصر مین بلا کر عید کے رونق بڑھا رہا تھا۔ اور سادگی اسلام کو چھوڑ کر غیر اقوام کی مضر اخلاق
رسوم کو عمل مین لا رہا تھا ایسے وقت مین خلیفہ بغداد کی طرف سے تو سسلی والون کو کوئی امداد نہ پہونچ سکتی تھی
عراق مین تو اتحاد قومی کا شیرازہ کھلا ہوا تھا۔ غیر قومون سے مقابلہ کا جوش نہ رہا تھا۔ صرف خلفائے
بغداد کے نائب دلیرانہ بنی تمیم حکام افریقہ کا ذاتی انتظام اور جوش بحیرۂ روم مین کام کر رہا تھا
سنہ ۲۶۰ ہجری مین رومیون کے علاقہ کو تاراج کیا۔ کہ اتنے مین قسطنطنیہ سے ایک بہادر جنرل فوج کثیر
لیکر پہونچا اور ایک دو جگہہ کو لے لیا سنہ ۲۸۹ ہجری مین ابو العباس احمد بن اغلب نے دیلرم کو خشکی اور تری
طرف سے محاصرہ کیا اور سخت لڑائی کے بعد فتح کیا اسیطرح سنہ ۲۸۸ ھ میں اسلامی بیڑہ نے قطانیہ کو گھیرا
فتح نہ کر سکا۔ اور مسینا کو چلا گیا۔ اور رومی فوج کو شہر ریو کے دروازہ پر سخت شکست دی بے شمار مال غنیمت
لیکر واپس ہونے کے وقت قسطنطنیہ کے جہازون سے مڈبھیڑ ہو گئی جسمین بعد شکست تیرہ جہاز گرفتار کر لیے گو رومی
وقت ہر طرف زور دکھا رہے تھے۔ ایشیا مین اسلامی فوجین کئی بار زک اٹھا چکی تھین خلافت بغداد
کا اثر بہت کم ہو چکا تھا افریقہ مین ایک صدی سے اسمعیل بن جعفر صادق رضی اللہ تعالی عنہ کی اولاد
ان کے طور پر خفیہ خفیہ نہایت مضبوط اپنی پولیٹیکل طاقت کا استحکام کر رہی تھی اُنکے دعاۃ اور مبلغ
تقدس کے لباس مین ایک انقلاب کی ضرورت کو عوام کے دماغون مین بھر رہی تھی جب ہر طرح سے
تیار ہو چکی تو علانیہ مخالفت کا اعلان کیا گیا۔ اور سنہ ۲۹۶ ہجری مین عبد اللہ مہدی اول خلیفہ اسمعیلیہ
افریقہ کو خلیفہ بغداد سے آزاد کرا لیا۔ اور عبید اللہ جو مہدی کہلاتا تھا محمد بن اسمعیل کی پانچوین پشت
مین تھا۔ یا بقول بعض یہودی باشندہ خوزستان تھا۔ بہرحال کچھ ہو۔ بہادر۔ مدبر۔ اولوالعزم
اس نے ان تمام مفید اصول سے کام لیا۔ جو قوم مین جوش پیدا کر سکتے ہین۔ اور جان باز سرفروش بنا سکتے
اس وقت کی خلفاء عباسی آج کل کے گدی نشین پیرزادون سے زیادہ وقعت نہ رکھتے تھے۔ ڈیڑھ
سال تک قوم انتظار کرتی رہی کہ تقدس مآب عباسیون مین سے کوئی قومی ناخدا پیدا نہ ہوا۔ اور
انتظار مین صدمات شدیدہ اٹھاتے رہے مگر بغدادیون کی حالت دن بدن بگڑتی گئی اسلیے السند

کے زبردست قانون اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ کے شکنجہ مین آ پڑا۔
اور زمانہ نے حسب ضرورت دو اور کام کرنے والے نبض شناش سرپرست بنائے۔ ایک تو اسمعیل سامانی ایشیا
مین اور دوسرا یہی عبید اللہ افریقہ مین لمحافظ نکل آیا۔ اس شخص نے حکومت خواہ کسیطرح حاصل کی اور کئی
سال تک ہوا خواہان عباسیہ سے شمشیر بکف ہونا پڑا اور جب تک گہر کا انتظام نہ کرلیتا۔ اور مصر اور شمالی
افریقہ پر تسلط نہ جمالیتا سسلی وغیرہ کی کسی طرح خبر نہ لے سکتا تہا۔ اس لیے مدت تک سسلی وغیرہ
جزائر کو اپنی حفاظت آپ کرنی پڑی اور عیسائیون سے زیر و زبر ہوتے رہے اور جبکہ فاطمین کا مصر اور
شمالی افریقہ پر خوب تسلط بیٹھ گیا۔ اور سسلی بہی اُنکے زیر اقتدار آگئی تو ۳۴۲ھ مین حسن بن علی کلبی
گورنر فاطمین نے رومیون کے لشکر جرار کو شکست دی اور بیشمار مال غنیمت ملا۔ اور ۳۵۱ سنہ ہجری مین احمد بن حسن مذکور
طبرمین پر چڑہائی کی۔ یہ قلعہ ابتک عیسائیون کے ہاتہہ مین تہا اور بکمال مضبوطی کے سبب سے فتح نہ ہو سکتا
تہا مسلمانون نے محاصرہ کیا۔ اور نہر جسکے رستہ پانی آتا تہا وہ بند کردی محصورین تنگ آگئے۔
اور امان طلب کی ندی گئی۔ جب محاصرہ کی تکلیف بہت بڑہگئی تو محصورین نے جان بخشی بشرط غلامی
حاصل کی ساڑہے سات ماہ کے بعد شہر پر اہل اسلام کا قبضہ ہوگیا۔ اور شہر کا نام خلیفہ مصر کے نام
معزیہ رکہا گیا۔ اس فتح کے بعد حسن بن عمار نے شہر رمطہ کو جا گہیرا۔ شاہ قسطنطنیہ نے چار ہزار بہادر رمطہ
بچانے کے لیے جہازون مین روانہ کیے۔ احمد گورنر سسلی نے خلیفہ المعز کو اطلاع دی۔ اور خود جنگی بیڑے او
جمعی آوری فوج مین مستعد ہوگیا۔ خلیفہ المعز نے بہی زبردست اور جان باز مجاہدین بسرکردگی حسن
والد احمد گورنر مذکور روانہ کیے جو رمضان مین رمطہ پہونچ گئے قسطنطنیہ کا جہازی بیڑہ ماہ شوال
مین سسلی پہونچا۔ اور شہر میسنا کو گہیر لیا۔

جنگ عظیم سسلی

بہادر حسن جو اسلامی لشکر کا مقدمۃ الجیش تہا کچہ فوج محاصرہ رمطہ پر چہوڑ کر رومیون کے مقابلہ پر روانہ
ہوا۔ رمطہ والون نے محاصرین کی باقی ماندہ جمعیت قلیل پر حملہ کردیا۔ مگر سخت نقصان اُٹہا کر پسپا
کیے گئے۔ جونہی قسطنطنیہ کی فوج نے سسلی مین قدم رکہا عیسائی باشندے اطاعت کے تمام عہد
کو بالائے طاق رکہکر قسطنطنیہ کی فوج سے جاملے۔ فوج اور سامان کی کثرت سے رومیون کو فتح کا یقین
تہا۔ ابتدائے جنگ مین رومیون نے ایسی شدت سے حملہ کیا کہ اسلامی فوجون کو پراگندہ کردیا اور مسلمان
دہائے اسلامی کیمپ تک پہونچ گئے اب فتح مین کوئی کسر باقی نہ رہی تہی کہ جوانمرد حسن نے جو تیلے آواز سے

۱ اللہ تعالی کسی قوم سے عطا کردہ نعمتین نہین چہینتا یہانتک کہ وہ اپنی حالت کو خود خراب کرلیتے ہین ۱۲

آیہ کریمہ "ومن یولہم یومئذٍ دبرہٗ الا متحرفاً لقتال او متحیزاً الی فئۃ فقد باء بغضبٍ من
اللہ ومأوٰہ جہنم وبئس المصیر" سورہ انفال پارہ ۹ پڑھکر کہا کہ کفار کو پیٹھ دکہانا سچے مسلمانون
کا کام نہین کیا عربی خون تم مین نہین رہا جو آج ہاشمی شمشیر کے جوہر نہین دکہلاتے۔ نہین وہی خون اور وہی تلوار
تمہارے ہاتھ مین ہین ہمت مردان مدد خدا۔ فوج اپنے بہادر سردار کی پرجوش تقریر سنکر جان فروشی
پر مستعد ہوگئی۔ اور رومیون پر ٹوٹ پڑی۔ دوسری طرف رومی سرداران نے بہی مذہبی ترغیب اور
قومی جوش کے ابہارنے اور اپنے بہادرانہ افعال کے نمونے دکہانے مین کچہ کسر باقی نہ رکہی بہادر سپہ سالار
منڈیل اپنے خاص چیدہ دستے کے ساتہہ اسلامی صفوف مین گہس گیا اور جو سامنے آیا اسکو مار گرادیا۔ مسلمان
بہادران کے مقابل ہوکر کئی وار کیے مگر ذرہ بکتر نے کارگر نہ ہونے دیا آخر اسکا گہوڑا ہلاک کیا گیا۔ اور پیادہ
دیکہکر مسلمان ہر طرف سے ٹوٹ پڑے مگر پہر بہی یہ بہادر کئی ایک کو مار کر مرا جسکے ساتہہ ہی کئی ایک اور حملہ آور
رومی سردار کہیت رہے منڈیل کے مرنے سے رومی بہاگ نکلے اور خوف کے مارے خندق مین گر گر کر ہزارہا
ہلاک ہوئے انکی لاشون سے خندق بہر گئی۔ یہ لڑائی صبح سے عصر تک ہوتی رہی۔ مگر مسلمان رات بہر قتل
وغارت کرتے رہے مال غنیمت مین ایک تلوار تہی جسپر لکہا تہا "ہذا سیف ہندی وزنہ مائۃ و
سبعون مثقالاً طال ما ضرب بہ بین یدی رسول اللہ" تلوار اور جملہ مال غنیمت خلیفہ عبیدی المعز کے پاس
افریقہ بہیجدیا گیا شکست یافتہ رومی۔ آیود کو چلے گئے۔ اب رمطہ پر زور ڈالا گیا۔ اور طرفین نے خوب داد
مردانگی دی آخر غازیان اسلام سیڑہیان لگا کر قلعہ پر چڑہ گئے جنکے نعرہ تکبیر سے قلعہ والون کے ہاتہہ پاؤن
پہول گئے۔ قلعہ فتح ہوگیا سسلی۔ اور جزیرہ آیود کے اکثر عیسائی بہگیل رومیون کے ساتہہ جہازون پر
سوار ہو نکلے جنکا تعاقب امیر البحر احمد نے کیا۔ اسوقت کے مسلمان جنگی بہادرانہ مشق کے سامنے خشکی
اور تری بحر و بر یکسان تہے اور فن شناوری مین کمال رکہتے تہے ان مین سے چند غوطہ زن بہادرون نے
پانی کے اندر ہی اندر رومی جہازون کو چیر پہاڑ کر غرق کردیا۔ اور معدودے چند کے سوا کوئی آدمی بہی زندہ
نکلنے دیا۔ یہ وہ فن تہا جس سے آج کل یورپ تارپیڈو کشتیون کے ذریعہ کام لے رہی ہے مقام
عبرت ہے کہ وہی مسلمان آج سمندر چہوڑ خشکی پر بہی قدم نکالنا نہین جانتے۔ اسی جہالت اور ناشناسی
نے اسلامی طاقت کو ہر طرف سے محدود اور کمزور کردیا ہے اور یورپ کو اس فن جہازرانی کی بدولت عزت
وعظمت کے معراج پر پہونچا دیا ہے اس فتح عظیم کے بعد تمام امصار سسلی معہ دیگر جزائر واقعہ بحیرہ روم مطیع
ہوگئے اور رومیون نے مدت تک سر نہ اٹہایا۔ مگر خلیفہ الظاہر عبیدی کے زمانہ مین عیسائیون نے پہر سر
نکالنے شروع کیے۔ یہ وہ زمانہ تہا کہ خلفائے عبیدیہ کی حکومت مین بہی زوال آنا شروع ہوگیا تہا۔ انکا [illegible]

شہا اور ظالمانہ افعال نے مسلمانوں کو اس سے سخت متنفر کر دیا تھا بلکہ خاندان عبیدیہ کا دشمن بنا دیا تھا۔ الظاہر
نے سترہ سالہ حکومت مین اندر ہی اندر کھچڑی پکتی رہی مگر اس کے بعد المستنصر کے زمانہ مین تو حلب وغیرہ پر
تسلط نہ رہا اور وزیر مغرب بدر بن معز بن بادیس نے ۴۴۳ہجری مین عبیدیون کی جگہہ عباسیون کا خطبہ پڑھا جب
خلیفہ مصر کا یہ حال تھا تو عیسائیون مین جہادی جوش بہت بڑھ گیا۔ اور مجاہدین بہ تعداد کثیر بترغیب شاہ روم
جزیرہ قلوریہ پر قابض ہوگئے اور شاہ روم کے بہانجے کے جہازی بیڑے کا انتظار کرنے لگے یہ خبر سنکر
معز ابن بادیس والی الجزائر و مراکو نے چارسو جہازون کا بیڑہ تیار کیا۔ مگر اس بیڑے کو ساحل افریقہ پر جزیرہ
قوصرہ کے قریب ہی ایک سخت طوفان نے برباد کر دیا۔ اور صرف چند مسلمان زندہ کنارے لگے اور سلسلی
کے مسلمان عیسائیون کے شکار ہونے لگے مصر کی سماعیلی طاقت کی کمزوری نے سلسلی مین بہی طوائف الملوکی
کا نقشہ جما دیا تہا عیسائی جو موقعہ کو ہاتھ سے کبھی نہین دیتے فوراً سلسلی پر ٹوٹ پڑے مسلمان اگرچہ بہت لڑے
اور کئی ایک معرکون مین عیسائیون کو چنے چبائے مگر کسی واحد طاقت کے نہ ہونے اور بیرونی امداد کے نہ پہونچنے
سے عاجز ہو گئے۔ اور عیسائی فاتحانہ رسوخ کو تسلیم کر لیا اس کے بعد فرنگی چالین چلی جانے لگین۔ ایک ایک کر کے
سب کو لے لیا۔ یہ وہ زمانہ تہا کہ ہسپانیہ کی امویہ سلطنت کی چارسو سالہ عظیم الشان عمارت گر چکی تہی اور ایسی
طوائف الملوکی سے عیسائی ہسپانیہ مین فائدہ اٹھا کر فاتحانہ تسلط جما چکے تہے۔ اور سپین جسکے تاجدارون
کے سامنے یورپ ہمیشہ ناک رگڑتا رہا تہا۔ آج ایسا درماندہ اور مغلوب الحال ہو گیا کہ ذاتی حفاظت کے لیے اہل
مراکو کے آگے ہاتہ پہیلانے پڑے۔ اور علماء کا وفد بہیجکر یوسف بن تاشفین والی مراکو بلانا پڑا۔ ایشیا کے
سلاطین کی پہوٹ اور خانہ جنگی کو دیکہہ کر یورپ بیت المقدس کے لینے کے لیے پر جوش تیاریان کر رہا تہا
چنانچہ عیسائی جوش کا سمندر کمال موجزن تہا اور اسلامی اخوت کی جگہہ خودغرضی۔ لالچ نفاق موجود تہا۔
ایسے وقت مین فرنگستان بے یار و مددگار سلسلی پر ٹوٹ پڑا اور کئی ایک خونخوار معرکون کے بعد سلسلی کو مسلمانون
کے ہاتھون مین سے لیا اور اٹلی کا ایک شاہزادہ رجار نامی شاہ سلسلی مقرر ہوا۔ یہ شخص بہادر اولوالعزم تہا۔ اور
افریقہ کی کمزور حالت سے واقف تہا فوراً ایک زبردست بیڑہ تیار کر کے شہر جربہ واقعہ افریقہ کو جا گہیرا شہر والے
لڑائی کے بعد تہ تیغ کیے گئے۔ عورتون بچون کو قید کر لیا۔ اس کے بعد پہر طرابلس المغرب پر حملہ ہوا۔
مگر بربرون کی مجاہدانہ کوشش سے عیسائیون کو بہگا کر جملہ مال اسباب لوٹ لیا۔ مگر عیسائی جانتے تہے کہ یہ جوش
صرف چند ہی کا ابال ہے پیچہے کوئی مددگار نہین تیسری دفعہ پہر حملہ کیا اور جیجل کو جلا کر راکہہ کر دیا اور پہر طرابلس
المغرب کو گہیر لیا تین دن کی سخت لڑائی کے بعد مسلمان آپس مین ہی سر بہول ہونے لگے۔ اور عیسائی قلعہ
پر قابض ہو گئے مردون کو قتل اور عورتون بچون کو لونڈی غلام بنا لیا چونکہ عام رعایا مسلمان تہے اور انتظام

جتنا شکل تہا اسلیے مصلحتاً مسلمانون کو ضمانت لیکر حاکم بنادیا۔ اسی پالیسی کا نتیجہ تہا کہ قابس کا مسلمان حاکم عیسائیون
کا بڑہتا اقبال دیکہہ کر اپنے مسلمان والی امیر حسن بن علی سے منہ موڑ کر شاہ سلسلی کا مطیع ہوگیا
مگر جلد ہی امیر حسن بن علی کے ہاتہہ سے تباہ ہوا۔ اور جس منہ سے اُس نے اسلامی ممبر پر کہڑا ہو کر ایک عیسائی
بادشاہ کی اطاعت کا اظہار کیا تہا اور مسلمانون کو امیر اسلام کے اطاعت سے منحرف ہونے کی ترغیب دی
تہی اسی منہ مین عوام نے اُسکا ذکر کاٹ کر دیدیا۔ بیشک یہ ایک ناپسندیدہ حرکت تہی۔ لیکن قومی مجرمون اور
وطن کے دشمنون کے ساتہہ عوام کی ایسی حرکات قابل گرفت نہین۔ عوام نے یہ سزا خود تجویز کی۔ اور
عبرتاً دی کہ آئندہ کوئی ایسی حرکت نہ کرے۔ شاہ سلسلی ۲۵۰ جہاز لیکر مہدیہ دار السلطنت امیر حسن بن علی
پر چڑہ کر آیا۔ یہان قحط نے ملک کو تنگ کر رکہا تہا۔ اس لیے امیر حسن بن علی نے مقابلہ بے سود خیال کیا۔ اور
عیسائیون نے مہدیہ کو بلا مزاحمت تاخت و تاراج کیا اس کے بعد متواتر دو سال کے عرصہ مین سفاقس۔ سوسہ۔ قابس
قیسہ۔ الجزائر۔ مالٹا۔ جربہ۔ قطاون کو کئی ایک لڑائیون کے بعد فتح کر لیا اور ۵۴۳ ہجری تک یہی حال رہا
جب تک عبدالمومن والی مراکو نے امیر حسن بن علی کو مدد کے لیے مہدیہ کو فتح نہ کیا جسکا ذکر عبدالمومن کے حالات
مین بیان کیا جائے گا۔

مہدیہ اور دیگر امصار افریقہ کے فتح کے بعد شاہ قسطنطنیہ اور شاہ سلسلی مین بگاڑ ہوگیا۔ اس لیے کئی سال
تک عیسائی آپس مین لڑتے بہڑتے رہے لہٰذا افریقہ کی طرف توجہ نکر سکے اور نہ تمام افریقہ کا فتح ہوجانا بالکل یقینی
تہا۔ ان تمام فتوحات کا باعث سلسلی کا وزیر اعظم جرجی تہا در تہا جسکے مرنے کے بعد ویسا شجاع کوئی قائم
مقام نہ ہوا اور رجار بہی ۲۴ سال کی حکومت کے بعد ۵۴۸ھ ہجری مین مر گیا۔ اُسکا بیٹا غلیالم آرام طلب
اور مسلمان بادشاہون کی طرح عیاش اور ساتہہ ہی دور اندیش تہا جس کے سبب سے کئی شہر قبضہ سے نکل گئے
یہان ایک محب وطن کا قصہ لکہا جاتا ہے۔ جب رجار شاہ سلسلی نے سفاقس فتح کیا تو مصلحتاً ایک بزرگ
عالم فاضل ابوالحسین کو وہان کا حاکم بنانا چاہا۔ ابوالحسین نے ضعف پیری کا عذر کیا۔ اُس کے بیٹے عمر کو
گورنر مقرر کیا گیا۔ اور خود ابوالحسین کو بطور ضمانت ساتہہ لے لیا مگر اس محب وطن نے چلتی دفعہ بیٹے سے
کہدیا کہ دیکہو مین بوڑہا قریب المرگ ہون موقعہ ملے تو ملک کو غیرون کے پنجہ سے نکالنے مین دیر نکرنا اور میری
موت و حیات کو خیال مین نہ لانا چنانچہ جب غلیالم شاہ سلسلی کی سوء تدبیر اور نرمی سے اکثر شہر سرکش ہوگئے
تو عمر نے بہی عیسائیون کو مار کر نکالدیا غلیالم نے ایلچی سمجہانے اور ڈرانے کے لیے عمر کے پاس روانہ کیا عمر
نے ایک مصنوعی جنازہ ایلچی کو دکہا کر کہدیا کہ یہہ میرے باپ کا جنازہ ہے جس کے قتل کا تم خوف دلاتے ہو
مین باپ کو مردہ تصور کر چکا ہون اور ملک کی آزادی پر باپ کی زندگی کو ترجیح نہین دے سکتا یہ سنکر ابوالحسن

پہانسی دیا گیا۔ اسیطرح سے طرابلس۔ قابس۔ زویلہ۔ عیسائیون کے قبضہ سے نکل گئے۔ صرف مہدیہ
اور سوسہ رہ گئے جسکو کہ عبدالمومن والی مراکو نے فتح کیا۔ اور عیسائی افریقہ سے نکالے گئے۔

زوال کا پہلا دور

عہد عباسیہ مین اموی عہد کی طرح مذہبی جوش نہ تہا۔ ہارون رشید کے بعد کو خلفائے علوم عقلیہ کے فاضل
ہونے لگے۔ لیکن یونانی فلسفہ نے جو خاص اپنے پیارے وطن مین اثر کیا تہا وہی عرب مین بے ثمر درخت
لگانے لگا۔ مامون رشید جیسے عظیم القدر خلیفہ کو فلسفیانہ مذاق نے خلق قرآن کا معتقد صادقانہ ارادت
کے مضبوط قلعہ کے نیچے بہک سے اوڑنے والا بارود بچہا دیا تہا کہ جس نے چوتہائی صدی مین ایشیا۔ افریقہ
یورپ کی صدیون کی مقتدر سلطنتون کو برباد اور متزلزل کر دیا تہا۔ اور بحر و بر کو لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ
کی [illegible] گونج سے بہر دیا تہا۔ ایسے عقیدے کے ہوتے علماء کی علیحدگی اور رنجیدگی واجبی تہی اور طرہ یہ
کہ اس عقیدہ کی تسلیم پہ مجبور کیا جاتا تہا۔ اور امام احمد حنبلؒ جیسے مقدس مجتہد بہی اس تکلیف سے
نہ بچ سکے اس حالت مین جنگی خدمات ملکی اور پولیٹیکل شمار ہوئین۔ اور جہادی جوش کم ہوگیا جس قدر
فتوحات اور شان اور شوکت دکہائی دیتی تہی اس مین اسلامی خلافت اور مذہبی دوامی امامت کے جگہہ شہنشاہی
جلال و سلطانی اقبال کا جابرانہ نظارہ نظر آتا تہا یہی وجہ ہے کہ عباسیہ عہد مین امویہ عہد کی طرح فتوحات
کا دائرہ وسیع نہ ہوا۔ اور بہادران امویہ سے ایک قدم بہی آگے عباسی جنرل نہ بڑہ سکے۔ مامون کے بعد
معتصم گو جاہل تہا لیکن خلق قرآن کے عقیدہ کے سبب علمائے اسلام کے لیے وبال جان رہا۔ یہ خلیفہ بہی
اقبال و دولت اور رعب و سطوت مین بہائی اور باپ سے کم نہ تہا۔ عام مورخین کا اعتراض ہے کہ اُس نے
ترکون کی بیگانہ قوم کو فوجی اور ملکی کاروبار مین دخل کیا جس سے عرب بیدل ہوکر کاروبار خلافت کو اجنبیون
کے ہاتہ چہوڑ کر علیحدہ ہوگئے اور اکثر بدویانہ زندگی پر بسر کرنے لگے اور اس غلط اور مہلک پالیسی نے آخر خلافت
کو بے دست و پا کر دیا۔ اور المعتصم ان غلام ترکون پر اسقدر شیفتہ ہوا۔ کہ عربون مین رہنا ہی پسند نہ
تہا۔ اور بغداد کے نواح مین ایک جدید بستی سامرہ آباد کر کے معہ ترکون کے وہان جا رہا۔ واقعی عباسی
خاندان کے ساتہ جو قومی اور ملکی تعلق عربون کو تہا وہ ترکون کو کبہی نہین ہوسکتا تہا۔ اور کوئی بہی محب وطن
معتصم کی اس پالیسی کو بنظر استحسان نہین دیکہہ سکتا۔ گذشتہ اور موجودہ زمانہ کے صریح مثالین اپنی قومی
ہستی کو ابہارنے اور ترقی دینے کی موجود ہین مگر میرے خیال مین معتصم کچہ معذور بہی تہا عرب طبائع
ہر ایک زمانہ جاہلیت اور اسلام مین حریت اور آزادی کی سچی عاشق تہین۔ اسلام نے انکی اس سچی

خاصتہ کو اور زیادہ روشن اور مجلا کر دیا تہا بنی امیہ کی سلطنت کو ایسے عربی خواص نے برباد کیا تہا۔ عباسیون کو
بہی عہد مامون رشید تک حجاز مین ایسے ہی واقعات پیش آتے رہے جسکا ذکر عہد اسماعیلیہ مین کیا جائیگا
اور وہ مادہ اب بہی بدستور موجود تہا جبکہ بغداد مین خلافت کی جگہہ سلطنت کے عالی شان نشان
پائے جاتے اور بجائے عرب کی سادگی کے عجمی تکلفات اور خوشامد کے خوفناک آثار نمودار تہے ان حالات
کو دیکہہ کر المعتصم باللہ نے ان انقلاب پسند عربون کا زور گہٹانے اور آیندہ کے مشکلات سے بچنے کے لیے ترکون
کو بڑہایا یہ لوگ وسط ایشیا کے خوب صورت اور قوی ہیکل جوان تہے جو بچپن مین خریدے جاتے اور بجائے
والدین کے خلیفہ کو ہی اپنا مربی و ہوا خواہ پاتے انکو نہ قرشی جوش تہا نہ علوی فخر اور نہ دعوی امامت و استحقاق
خلافت نہ قومی نعرہ نہ ملکی شورہ۔ انکو الائمۃ من القریش سے کوئی تعلق نہ تہا واقعی معتصم کے خیال کے مطابق اس
حدیث شریف کے سامنے ہمیشہ ترکون اور دیالمہ۔ سلاجقہ۔ اتابکون۔ کردون۔ خوارزم شاہون۔ غزنویون۔ سامانیون
کے زبردست سلاطین کو سر تسلیم خم ہی کرنا پڑا اور ہمیشہ سلطانی خطاب بغداد کے برائے نام خلیفہ
سے حاصل کرتے اور تعلق خلافت بغداد کو ہی باعث رسوخ سمجہتے رہے اور پانچسو سال سے زیادہ
بغداد مین اور ۲۴۴ سال مصر مین اس خاندان عباسی کا چراغ ٹمٹماتا رہا۔ اور اسقدر عجمی خاندان کے حکمران
مین سے کسی نے بہی منصب خلافت کی تمنا نہ کی۔ لیکن اگر کوئی اور عرب خاندان ہوتا تو عباسی خاندان کا
اس طرح صفایا ہوتا جسطرح خاندان امیہ کا ساتہہ کیا تہا۔

اس خیال کے سوا ایک اور بات بہی تہی عرب صدیون کی فاتحانہ حالت سے آرام طلب ہو چلے تہے
اور قدرتًا انکا مذہبی جوش کم ہو رہا تہا۔ ترک غلام جو نو مسلم اور تربیت یافتہ خلیفہ اور تابع فرمان تہے اور بسبب
جدت ارادت کے پرجوش تہے عربون کو جو تقلید صحابہ کرام سے ہٹتے جاتے تہے اور قومی فوائد پر ذاتی
اغراض کو مقدم رکہنے لگے تہے اسلیے انکو "إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ"
کے زبردست اور اٹل قانون کا خمیازہ بہگتنا پڑا۔ اگرچہ ابتدائے مین ان نو مسلمون سے کچہ کام نہ نکلا اور عربون و ترکون
کی معاشرت سے رکاوٹین پیدا ہوئین۔ لیکن آخر کار یہی ترک اسلام کے ناخدا نکلے۔

معتصم باللہ ۲۲۷ ہجری مین فوت ہوا اور اسکا بیٹا واثق باللہ خلیفہ ہوا۔ رومیون کے ساتہ کئی معرکے کیے اور ۲۳۱
ہجری مین کئی شہر جلیقیہ اور آلیون کے فتح کیا اسی سال تبادلہ مین ۴۴۶۰ اور ۸۰۰ عورت بچے مسلمان عیسائیون کے
قید سے رہائی کیے گئے۔

واثق باللہ ۲۳۲ ہجری مین فوت ہوا اور اسکا بہائی المتوکل علی اللہ خلیفہ ہوا اب عربون اور ترکون کا
اختلاف بغداد مین موجود تہا رومی موقعہ کے انتظار مین تہے ۲۳۹ ہجری مین تین سو جہازات کے ساتہہ دمیاط و

کو تاخت و تاراج کر گئے اور اسیطرح ایشیای روم کے اسلامی علاقہ پر ہاتھ پاؤن مار کر صدیون کے عیسائی مقبوضہ جو
کو تازہ کر گئے اور اگیں سلطنت کی باہمی مخالفت اور مذہبی جوش کی کمی کے سبب مخالفین اسلام کا اسقدر حوصلہ
بڑھ گیا کہ رومیون کے علاوہ نوبہ واقعہ افریقہ کے وحشی اور جنگلی حبشیون نے بھی بغاوت اور قتل عام پر کمر
باندھ لی اور ۲۴۱ھ مین مصر کے جنوبی علاقہ کو لوٹ مار کر تباہ و خستہ حال کر دیا مگر اسوقت الہی خلافت بغداد
مین جان تھی اس لیے متوکل نے محمد بن عبد اللہ قمی کو بیس ہزار سوار و پیادہ دیکر لڑائی کو بھیجا یہ فوج مصر مین
تیار کی گئی تھی چونکہ نوبہ غیر علاقہ تھا رسد وغیرہ کے لیے سات بڑے جہاز لاد کر قلزم کے مغربی ساحل کے
ساتھہ روانہ کیے اور فوج مصر سے براہ خشکی چلی شاہ نوبہ کی فوج مسلمانون سے کئی گنا زیادہ تھی جوش دلانے
اور دل بڑہانے کے لیے اپنے معبود بتون کو ساتھہ لائے نوبہ والے لڑائی کو طول دینا چاہتے تھے تا کہ مسلمان
رسد کی کمی سے بھوک کے عذاب سے مرجائین لیکن جون ہی جہازات کی رسد پہونچ گئی۔ شاہ نوبہ کی امید ہوم
جاتی رہی۔ دل کھول کر لڑا اور بہادرانہ معرکہ ہوا۔ نوبہ والے اونٹون پر سوار تھے۔ محمد بن عبد اللہ
نے مسلمانون کے گھوڑون کے گلے مین جرس بندھوا دیے جنکی آواز سے اونٹ بلبلا کر شتر غمزے
کرتے ہوئے بھاگ گئے اور جدہر منہ اٹھایا اودہر ہی چلے گئے۔ مسلمانون نے تعاقب مین ہزارہا قتل کیے
شاہ نوبہ نے اطاعت قبول کی اور گذشتہ چار سال کا خراج ادا کر دیا۔ محمد بن عبد اللہ واپس ہوا۔ اور
متوکل سے شاہانہ انعام واکرام حاصل کیا۔

متوکل ۲۴۷ھ ہجری مین ترک غلامون کے ہاتھہ سے قتل ہوا جسکی کیفیت کتب تاریخ مین موجود ہے اور
متوکل ناجی مذہب یا شافعی تہا۔ چار ہزار کنیزین تہین شراب خور تہا۔ اسکا بیٹا مستنصر باللہ خلیفہ ہوا
اور ۶ ماہ بعد مر گیا۔ اور مستعین باللہ بن المعتصم سریر آرائے خلافت ہوا۔ اس کے عہد مین دو مین
دفعہ رومی ممالک پر یورش ہوئی لیکن قومی نفاق کے سبب سے عمر بن عبد العزیز اور علی بن یحیی جیسے مشہور
قومی خادم ضائع ہوگئے اس وجہ سے اور نیز متوکل کے قتل اور ترکون کے اختیارات بڑہ جانے سے خاص
بغداد مین سخت فساد ہوگیا جسکی تفصیل کے یہان گنجائش نہین نتیجہ یہہ ہوا کہ مستعین ۲۵۱ھ ہجری مین
معزول اور معتز بن متوکل خلیفہ ہوا۔ اور ۲۵۲ھ ہجری مین مستعین قتل ہوا ۲۵۵ھ ہجری مین معتز معزول اور
پہر قتل ہوا۔ اور مہتدی بن واثق جانشین ہوا۔ اور ۲۵۶ھ ہجری مین یہ نیک بخت قتل ہوا۔ اور معتمد
بن متوکل تخت خلافت پر جلوس فرما ہوا۔

اسوقت أَطِيعُوا اللّٰهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولُوا الْأَمْرِ مِنْكُمْ کی تعمیل کا خیال نہین رہا تہا۔
قومی فوائد کی جگہہ ذاتی اغراض بڑہ گئے تھے۔ تقیہ شرعی کا خیال گھٹ گیا تہا بیدینی اور نمائش

بڑہ گئی تہی غزا و جہاد کا شوق کم ہو گیا تہا۔ ابتدائے اسلام سے اب تک ہمیشہ گرمیوں کے موسم میں اسلامی
مجاہدین فرنگستانی علاقون پر حملہ آور ہوا کرتے تہے اور عیسائیون کی قوت وجمعیت توڑتے رہتے گویا یورپ
انکی جنگی مشق کا ہر دم میدان تہا اب باہمی نفاق اور لالچ اور ترک شریعت اور خلفا کے عقیدہ معتزلہ سے
مذہبی جوش کا ولولہ کم ہو گیا۔ اور یہ لشکر کشی جاتی رہی قوم کو جو فوجی مشق جنگی مہارت تازگی جوش کا
فائدہ حاصل ہوا کرتا تہا جاتا رہا اس لیے بمجوائے حدیث شریف مَا تَرَكَ الْقَوْمُ الْجِهَادَ اِلَّا عَمَّهُمُ الْعَذَابُ کا
نشانہ مصائب بننا پڑا اور جو لوگ پہلے مسلمانون کے تختہ مشق تہے اب سوا دو سو سال بعد انپر حملات کرنے لگے ان
حملون کو ایک سو بارہ سال تک گاہے ماہے فوج سلطانی اور عموماً پرجوش مجاہدین روکتے رہے دربار
خلافت کی بے انتظامی اور عیسائیون کی تاخت و تاراج کے علاوہ مذہبی فساد کہڑے ہو گئے اور قومی جتہے کو پریشان
کیا جنکا حال اختصاراً اس خیال سے ہدیہ ناظرین کیا جاتا ہے۔ کہ آج کل کے مدعیان اصلاح مذہب کے حالات
کو ان سے مقابلہ اور دونون کی کامیابی کا موازنہ کرین اور نتائج پر غور کر کے قوم و ملت مین نفاق و اتفاق
کے اسباب پر خیال رکہین۔

زوال کا دور اوّل ظہور زنادقہ

سلطنت عباسیہ کو اگرچہ ۲۲۷ھ ہجری تک کمال عروج رہا۔ لیکن اسلام مین چند ایسے فرقہ اس سے پہلے ہی
نکل آئے تہے کہ جنکو در اصل اسلام سے کوئی تعلق نہ تہا اور ناموس اسلام کو مٹانا چاہتے تہے۔ اور یہ حادثہ
کچہ کم ہولناک نہ تہا۔ سب سے پہلے ہادی عباسی کے عہد مین اس فرقہ نے زور پکڑا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کو ایک عقلمند حکیم جانتے اور قرآن کریم کو فصیح کلام انسانی مانتے۔ اصول دین نماز۔ روزہ حج۔ زکوٰۃ۔ تو
اڑا ہی چکے تہے۔ اور آیات محکمات کی تعمیل سے گریز کرتے۔ مگر متشابہات کی تاویلات مین بہکتے پہرتے۔ رکوع
و سجود و طواف وغیرہ ارکان اسلام پر ہنستے جاتے۔ جاڑے مین سرد پانی سے وضو کرنے اور گرمیون کے
روزون سے جی چراتے اس فرقہ کے سرگروہ چند فاضل عربی ادیب تہے جنکا پیشوا مشہور فصیح اللسان آتش
زبان ابن مقفع تہا جس نے کلیلہ دمنہ کا ترجمہ عربی زبان مین کیا تہا۔ اُس زمانہ مین اُس سے بڑہ کر اور
کوئی عربی زبان کا ادیب شمار نہ ہوتا تہا۔ اس کی مدد پہ مہدی کا سپہ سالار علی بن یقطین اور خاندان خلافت
مین سے عبداللہ بن داؤد بن علی بن عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور بنی ہاشم مین سے یعقوب
بن فضل بن عبداللہ بن عباس بن ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب تہے۔ ان جلیل القدر ارکان سلطنت
کی پشت گرمی سے سیکڑون امیرزادے اور اہل قلم دولت مند خوش طبع الغدار شتر بے مہار ہونا پسند کرتے

لہ کوئی قوم جہاد کو چہوڑ دیتی ہے ان پر عذاب عام ہو جاتا ہے ۱۲

اور پابندی قوانین شرعی کو نفس و شہوت پرستی مین ہارج جانتے مذہب زنادقہ مین شامل ہوگئے اور چونکہ قرآن مجید کا مشہور معجزہ اُسکی فصاحت تسلیم ہوئی تھی اس لیے ان لوگون نے قرآن بنانے کی کوشش کی اور ابن مقفع اس کام پر مقرر ہوا۔ وعدہ ہوا کہ سال بھر تک ایک فرحت افزا مکان خالی مین رہے۔ ایک خادم کے سوا کوئی اسکے پاس جا سکے تا کہ اسکے خیالات مین تردد و تشتت پیدا نہ ہو غذا عمدہ دیجائے تا کہ دماغ تازہ اور عمدہ مضمون لا سکے مگر وہ چند ماہ مین صرف اس ایک آیت کا مقابلہ نہ کر سکا۔ آیۂ کریمہ "قِيلَ يَا أَرْضُ ابْلَعِي مَاءَكِ وَيَا سَمَاءُ أَقْلِعِي وَغِيضَ الْمَاءُ وَقُضِيَ الْأَمْرُ وَاسْتَوَتْ عَلَى الْجُودِيِّ" مسودہ پھاڑ پھاڑ کر ردیون کا انبار لگا دیا۔ اُس کے رفقا نے دیکھا کہ جب عرصہ چھ ماہ مین ایک آیت کے مقابل مین کوئی عبارت نہین بن سکی۔ تو تمام قرآن کا مقابلہ اور معارضہ کیونکر ہو سکتا ہے اس عجز اللسانی اور ضعف بیانی سے اللہ جل جلالہ و عم نوالہ نے اپنی کلام معجز نظام کی صداقت دکھائی "قُلْ لَئِنِ اجْتَمَعَتِ الْإِنْسُ وَالْجِنُّ عَلَى أَنْ يَأْتُوا بِمِثْلِ هَذَا الْقُرْآنِ لَا يَأْتُونَ بِمِثْلِهِ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيرًا" اس بڑی بھاری حادثہ مین جو اسلام کی جڑ اکھاڑنے والا تھا حضرات علماء عظام و صوفیائے کرام نے اس مذہب کے ابطال مین صوری و معنوی کوئی کوشش اٹھا نرکھی۔ دربارون اور عام مجمعون مین مباحثے ہوتے اور زنادقہ کو زک دیتے اور عام مسلمانون کے عقائد کو درست کرتے رہے یونانیون کے وہمی اور مضر اخلاق فلسفہ کی اثر کو علم کلام کے استحکام سے کم کیا چند شقی ازلی زنادقہ کے لیڈر جنہون نے سرور بار رسالت محمدی علیہ الصلوۃ والسلام و کتاب ربانی سے انکار کیا۔ بحکم "مَنْ بَدَّلَ دِينَهُ فَاقْتُلُوهُ" (مرتد کو قتل کرو) مارے گئے۔ سلطنت نے اس فرقہ کی بیخ کنی مین بہت کچھ کوشش کی۔ لیکن بیدینی کا بیج جو بویا گیا تھا وقتاً فوقتاً پھل لاتا رہا۔ اور زمانہ حال مین بالخصوص ہندوستان مین ایک عظیم الشان تناور درخت بنگیا ہے جسکے سایہ مین ہر ایک سست اعمال ضعیف الاعتقاد پناہ لینے کو دوڑتا ہے اور با این ہمہ اسلام کی حمایت کا لمبا چوڑا دعوی کرتا ہے۔ اسی مذہب زنادقہ کا ذکر آرہا مذہب خرمیہ نکلا جسکی جمعیت کثیر کو سنہ ۱۹۲ ہجری المقدس مین ہارون الرشید نے تہ تیغ کیا معتصم باللہ کے عہد مین زور پکڑا اور تمام شمالی ایران ہمدان وغیرہ پر تسلط کر لیا ان کا پیشوا ایرانی بابک الخرمی تھا جو اصل مین مجوسی تھا عقائد زنادقہ کے علاوہ تناسخ کو بھی مانتا اور لطف یہ کہ قرآن مجید سے استدلال کرتا اور یہ دلالت محض عام کے دہوکہ اور ضلالت کے لیے تھی ورنہ وہ ایک پولیٹیکل لیڈر تھا معتصم باللہ کے بہادر جنرل اسحاق بن ابراہیم بن مصعب نے سخت جنگ کو بعد ساٹھ ہزار قتل کیئے اور عوام کے عقائد کو علماء کرام اور صوفیائے عظام نے درست کر دیا معتصم باللہ کے بعد خلفاء بغداد محل کے کیڑے بن گئے بقول الناس علی دین ملوکھم امراء وزراء بھی آرام طلب عیاش

ہوگئے۔ اسلام کی سادگی کی جگہہ عجمی تکلفات اور غیر مشروع تصرفات زنانہ صفات اور ناموزون تمانشی خطابات
مین مبتلا ہوگئے۔ ترقی اسلام اور قومی فوائد کا انکو مطلق خیال نرہا۔ امن و امان جاتا رہا ظلم و عدوان
بڑہ گیا ایسی حالت مین ۲۵۵ھ مین ایک اور فتنہ انگیز صاحب الزنج خلافت کے لیے مار آستین نکلا

صاحب الزنج

کچھ عرصہ سے دوسرون کے مسائل مستخرجہ کو اپنے لیے لازم نجاننا اور اجماع سلف کے اتباع کو اپنے رائے
کے پاس گروہ سلف کے مقابلہ مین غیر ضروری غلط قرار دینے کا مرض مسلمانون کو لاحق ہوتا تہا۔ زنادقہ
تو کہلم کہلا رسالت کے منکر تہے معتزلہ اور جہمیہ دار عقبیٰ کے امید و بیم سے انکار کرتے تہے اور یہ تمام باتین اس
اسلامی جوش کو کہو رہی تہین جو غزوات مین ابہارتا اور منکران توحید سے لڑاتا اور تہوڑون کو بہتون
پر فتح و نصرت دلاتا۔ اور تبلیغ احکام کے رستہ کے جملہ سنگین روکاوٹون کے دور کرنے کے لیے جان
جوکہون ڈالتا۔ ایسی حالت مین جبکہ اتقا و ورع اور غزا و جہاد کا جوش کم ہو گیا تہا۔ اور خلفائے بغداد
غلامون اور ملازمون کی تیغ ظلم سے ہلاک کیئے جا رہے تہے صاحب الزنج کا ظہور ہوا جسکا نام علی بن محمد
بن عبد الرحیم تہا۔ بحرین کے قبیلہ بنی عبد القیس مین سے تہا بظاہر خدا پرست اور صالح تہا۔ اور یہی خصلت
ظاہری عوام کو دہوکہ دیتی تھی۔ ابتدا مین مستنصر باللہ بن متوکل کا شاعر اور مصاحب تہا۔ دربار
خلافت کی کمزوریون سے۔ اور پولٹیکل چالبازیون سے واقف تہا۔ امامت کا اور بقول سیوطی
رسالت کا دعوی کیا۔ اصفہان مین پیدا ہوا حضرت عثمان۔ علی۔ زبیر۔ طلحہ۔ معاویہ۔ عائشہ۔
رضی اللہ تعالی عنہم کو بُرا بہلا کہتا۔ اور عوام کو متوجہ کرنے کے لیے غیر مشروع امور کو جائز جانتا۔ اور مریدون
کا اعتقاد بڑہانے اور اپنا اڈا جمانے کے لیے الہام و وحی کی بڑہ لگتا۔ اور اسکی تائید مین کچہ مزخرفات بہی پیش
کرتا فساد و لغاوت کی آگ مقام ہجر و حسا خلیج فارس کے مغربی ساحل مین زور پکڑا۔ اپنے مریدون کو مومن و
مسلم اور باقی کو کافر و مشرک جانتا چونکہ ان دنون خلاف حکم خدا اور رسول زنگی غلامون کے ساتہہ وحشیانہ اور
ظالمانہ سلوک ہوتے تہے اور جملہ غلام سخت تنگ ہو رہے تہے اس لیے اس چالاک شخص نے غلامون کی
حمایت مین اپنی کامیابی خیال کی۔ اور انکی آزادی کا اعلان دلایا جس غلام پر اسکا مالک تشدد کرتا وہ
بہاگ کر صاحب الزنج کے پاس چلا جاتا۔ جب مالک لینے جاتا تو مار کہاتا آخر تمام زنگی غلام اُس کے ساتہہ بہ تعداد کثیر شامل
ہوگئے۔ اور بہت زور پکڑا کہ خاص بصرہ مین تین لاکہہ مسلمان شہید کیے گئے۔ اور نواح بصرہ مین کوس
لمن الملک بجانے لگا۔

چونکہ اس کے ہمراہی جملہ محنتی جفاکش۔ اور اپنی آزادی کے لیئے لڑتے تہے اسلیے۔ خلیفہ بغداد کے آرام طلب نوجوں کو چند بار شکستیں دیں اور مشرقی عرب کے انقلاب پسند باشندوں پر شاہی سکہ جما لیا جب بغداد کے کم ہمت سرداران لشکر سے کچھ نہ ہو سکا تو خلیفہ کا بہائی موفق طلحہ بن متوکل نے بیڑہ اُٹھایا اور اسکی بہادر بیٹے ابو العباس نے مقدمتہ الجیش کی کمان کی۔ چونکہ انکی کوشش وسعی کسی انعام و اکرام یا حصول خطاب و منصب کے لیے نہ تہی اور ان عباسی شاہزادگان کی موجودگی سے فوج کی افسردگی جاتی رہی اور ابو العباس کے ذاتی غازیانہ افعال نے سپاہوں کے حوصلے بڑہا دیے۔ اسلیے ابو العباس نے کئی ایک خونریز معرکوں کے بعد صاحب الزنج کو ہلاک کیا۔ جسکے ہاتھ پندرہ یا دس لاکھ مسلمان قتل ہوئے تہے جوان بوڑہے بین وبچہ کوئی اُس کے ہاتھ سے نہ بچتا تہا۔ بروایت مسعودی موفق طلحہ اور اُسکا بیٹا۔ ابو العباس ۲۶۶ہجری میں صاحب الزنج کے مقابلہ پر مقرر ہوا۔ اور ۲۷۰ہجری مین اس ظالم فرقہ کا فیصلہ ہوا چودہ سال چار ماہ تک خلیفہ بغداد کا نہایت کامیابی سے مقابلہ کرتا رہا اور خلیج فارس کے دونو ساحلوں پر قابض رہا۔ شرفائے عرب کے ہزارہا عورات کے عصمت کو خراب کیا بقول مسعودی ایک ایک حسنی اور حسینی اور عباسی عورت دو یا تین درہم تک فروخت ہوئین۔ اور ایک زنگی کے پاس دس بیس تیس تک ایسی شریف عورتیں موجود تہیں جنکی عصمت مین خلل ڈالتا اور زنگی عورتوں کی خدمت کا کام اُن سے لیا جاتا غرضیکہ یہ شخص مدعی امامت امت محمدی علیہ الصلوۃ والسلام کے لیے دجال تہا! اس کے مفصل حالات مبسوط تاریخوں مین دیکہنے چاہئین۔ جب اسکا سر کاٹکر بغداد مین بہیجا گیا تو ہر ایک قسم کی خوشی کا اظہار کیا گیا۔ ایسی حالت مین رومیوں نے کئی حملہ کیئے جنکا ذکر آیندہ کیا جائے گا۔ یہان پر ایک اور مذہبی خبطی کا ذکر کیا جاتا ہے جس کے گروہ سے مسلمانوں کو صاحب الزنج سے بڑہ کر نقصان پہونچا اور جس نے خلافت کی چولین اور ڈہیلی کردین۔

مذہب قرامطہ

صاحب الزنج کا تو خدا نے فیصلہ کر دیا۔ لیکن اُسکی ابتدائی کامیابی کو دیکہ کر ایک اور خبطی پیدا ہوا۔ ۲۷۸ہجری مین بعہد خلیفہ معتمد بن متوکل ایک شخص خورستان سے سواد کوفہ مین داخل ہوا۔ جو نہایت زاہد مرتاض تہا ہر وقت اوراد و وظائف مین مشغول رہتا۔ یا نماز پڑہتا رہتا۔ جو اُس کے پاس جاتا احکام دینی بتاتا۔ ترک ہوا حس نفسانی کی ہدایت کرتا۔ لوگ اُسکی ظاہری صلاحیت کو دیکہکر مرید و مقلد بن گئے۔ جب رسوخ و اعتبار بڑہ گیا تو پولیٹکل میدان مین قدم رکہا۔ اور مریدون کے ذہن

نشین کردیا کہ امام اہل بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہونا چاہیے چونکہ اب عباسی خلفا میں امامت وخلافت کا کوئی صریح نشان باقی نہ رہا تھا۔ اور سادات خلافت کے لیے ہمیشہ ہاتھ پاؤں مارتے رہتے تھے اور حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالی عنہ اور انکی متبرک اولاد تمام اسلامی دنیا پر بقدم و متبرک امامت کا سکہ بٹھا چکی تھی اور بذریعہ حضرات متصوفین رحمہما اللہ اجمعین تبلیغ احکام دین کے وسیع وسائل مہیا کر چکے تھے اور اہل بیت نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت کا بیج بو چکے تھے اسلیے اس شخص کے اس خیال کی چندان مخالفت نہ کی گئی شیعہ سمجھ کر کہ محمد بن عبداللہ بن محمد علی بن اسمعیل بن جعفر صادق رضی اللہ تعالی امامت کے لیے دعوی کرتا ہے۔ زیادہ تر ساتھ شامل ہو گئے۔ یہہ شخص نواح کوفہ میں بیمار ہو گیا اور ایک شخص کرمیہ نام شکو اپنے گاؤں میں لے گیا اور خدمت کی جب شفایاب ہوا تو صلہ خدمت میں اسی کے نام پر کرمیہ کہلانے لگا۔ اور تخفیف کرکے قرمطہ مشہور ہوا۔ جبکہ اس کے مریدوں کی تعداد لاکھوں تک پہونچ گئی تو خلاف اجماع سلف قرآن کے معانی بیان کرنے لگا اور عقاید باطلہ اور احکام خلاف شرع کی تعلیم دینے لگا۔ لوگ اس کے زہد و عبادت اور ظاہری صلاحیت سے دہوکہ میں آکر انکی خلاف شرع باتوں کو درست جانتے اور اسکے بیان کردہ معانی کو صحیح مانتے اسکے پیرو عموما جنگلی بدوی۔ دیہاتی تھے جو عقل و علم سے بے بہرہ تھے۔ خواص دنیاوی فوائد اور آیندہ کی ترقی کی امید سے ساتھ ہوئے تھے۔ عراق میں اس جدید مذہب الحاد کا بیج بو کر شام کو چلا گیا تاکہ دربار خلافت سے دور رہ کر کوئی پولیٹیکل چال پہیلاوے وہان جاکر اسکی خبر منقطع ہو گئی لیکن اسکا مذہب بہت پہیل گیا۔ عمال سلطنت نے اس شخص کے حالات جانچنے میں سخت غلطی کہائی ہے۔

زہد خدا پرست تصور کر کے اسکے کاموں میں دست اندازی نہ کی۔ اس لیے اسکی طاقت اور مریدون کی تعداد دن بدن بڑہنے لگی اس شخص کا جانشین عمادہ میں ابو القاسم یحییٰ شیخ قرامطہ مقرر ہوا۔ وہ قطیف میں علی بن معلی ایک شیعہ غالی کے پاس گیا اور بیان کیا کہ میں مہدی موعود کا فرستادہ ہوں اور میں اعلان کرتا ہوں کہ مہدی علیہ السلام کے ظہور کا وقت آگیا ہے چونکہ سلطنت کا انتظام بگڑا ہوا تھا فتنہ و فساد کا بازار گرم تھا ترقی کی جگہہ زوال کی گہٹا چہا رہی تھی۔ اسلیے اسکا یہہ منتر چل گیا۔ اور باشندگان قطیف سے وعدہ نصرت لیکر بحرین کے مفسدہ پرور باشندوں کو اکسایا پہر انہیں اجابت کنندوں میں سے ابوسعید جنابی تھا۔ (جنابہ علاقہ فارس میں ایک گاؤں ہے) ابوسعید مذکور نے ۲۸۶ ہجری میں علم بغاوت بلند کیا۔ اور مشرقی عرب کے انقلاب پسند اعراب اور جملہ قرامطہ بہ تعداد کثیر ابوسعید کے ساتھ ہو گئے جن لوگوں نے اطاعت منظور نہ کی قتل کیے گئے بحرین اور قطیف میں سکہ جما کر بصرہ کی فکر میں لگا۔ خلیفہ معتضد بن موفق بن متوکل نے چودہ ہزار دینار کی لاگت سے بصرہ کے گرد ایک فصیل بنوا دی۔ ابوسعید نے نواح بصرہ علاقہ ہجر کو لوٹ لیا۔ معتضد باللہ نے ابوسعید پر کئی فوجیں روانہ کیں۔ اور سخت معرکے ہوئے۔ مگر بغداد کے دنیا طلب و زر دوست افسران فوج

ابوسعید اور اسکے پرجوش اور جان فروش ساتھیوں کو قابو نہ کر سکے۔ بلکہ شام۔ مصر۔ یمن۔ حجاز کے علاوہ کچھ حصہ عراق پر بھی قرامطہ کا ڈنکہ بج گیا۔ معتضد باللہ سنہ ۲۸۹ ہجری میں فوت ہوا اور اسکا بیٹا مکتفی باللہ خلیفہ ہوا۔ اسنے قرامطہ سے جنگ و جدل کرتا رہا۔ لیکن قرامطہ کی طاقت اور زور دن بدن بڑھتا گیا۔ ایسے وقت جبکہ خلفائی بغداد کی کمزوری اور امرائے کی باہمی نفاق اور کم ہمتی کے سبب خانگی اور داخلی فساد دن کا بھی انسداد نہیں ہو سکتا تھا۔ اتفاق جو اسلام کا اصل الاصول تھا وہ جاتا رہا تھا یہ حال دیکھ کر شہنشاہ قسطنطنیہ گیارہ لاکھ کی فوج لیکر اسلامی علاقہ واقع ایشیا روم پر حملہ آور ہوا۔ اسکی کامیابی میں کچھ شک تھا مگر علماء اسلام نے جہاد کا عام جوش پھیلا دیا۔ اور کل مسلمانوں کو بھڑکا دیا۔ مجاہدین کا اسقدر جوش دیکھ کر شاہ قسطنطنیہ مکتفی باللہ خلیفہ بغداد سے صلح کر کے واپس چلا گیا۔ اسلام کی آبرو اسوقت محض سچے مجاہدین نے رکھ لی جو بہ تقلید صحابہ کرام اسلام کی حفاظت کے لیے جان و مال کو فدا کرتے تھے اسی سال سنہ ۲۹۱ ہجری میں ترکوں نے ماوراءالنہر پر حملہ کیا۔ مگر اسوقت اسلام کا سچا خادم اور بہادر اسمعیل بن احمد بن سامان وہاں موجود تھا جسکا خاندان مامون رشید اور معتصم باللہ کا تربیت یافتہ تھا۔ یہہ بہادر اور اسکے ہمراہی جو تقلید صحابہ پر مرتے تھے۔ ترکوں کے ٹڈی دل کے مقابل ہوا اور مذہبی جنگ کے پورے جوش سے لڑے کفار ترکوں کو شکست ہوئی اور اسی پر قناعت نہ کی بلکہ سنہ ۲۹۳ ہجری المقدس میں ترکستان کے کئی ایک شہر فتح کر لیے اور بہ نسبت سابق اسلام کا دائرہ زیادہ وسیع کر دیا اور بخارا کو علماء و فضلاء مجاہدین جانباز کا مسکن بنا دیا۔ ایشیا روم میں جسقدر مسلمان نقصان اٹھا رہے تھے اسمعیل اسکی عمدہ تلافی کر رہا تھا۔ اسی خاندان کی شاخ معزز اور متبرک خاندان غزنویہ تھا جس کے سر تاج سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی یادگار آج ہندوستان نو کروڑ مسلمان موجود ہیں تاریخ سے یہ بات بخوبی ثابت ہے کہ اگر ایک طرف مسلمانوں نے نقصان اٹھایا ہے تو دوسری طرف کسر نکال لی ہے تیسری صدی کے منحوس حصہ اخیر میں ایشیا روم اور عراق میں مسلمان بگڑ رہے تھے تو مشرق میں ایک جدید سلطنت کی بنیاد پڑ رہی ہے اور ہسپانیہ میں مسلمان فتح کے نشان اڑا رہے تھے اگر ہسپانیہ میں سنہ ۳۹۲ھ سے زوال شروع ہوا۔ تو اسی سنہ ۳۹۲ میں سلطان محمود غزنوی رحمہ اللہ تعالی علیہ نے ایک جدید براعظم یعنی ہندوستان میں اعلان توحید کے لیے رستہ نکال رہا تھا۔ ہسپانیہ کا پورا زوال سنہ ۱۰۰۱ ہجری میں ہوا اور یہی تاریخ ہندوستان کی اسلامی سلطنت کے کمال کی ہے اور ترقی یورپ میں سلاطین آل عثمان عظیم الشان فتوحات سے یورپ کو حواس باختہ کر رہے تھے تیرھویں صدی ہجری میں اگر ہندوستان سے اسلامی اقبال رخصت ہوا تو وسط افریقہ میں حیرتناک ترقی حاصل کی۔ اب دیکھیے چودھویں صدی میں پردہ غیب سے کیا ظہور میں آتا ہے۔

اب باقی حال قرامطہ کا بیان کیا جاتا ہے سنہ ۲۹۴ ہجری میں حاجیوں کو لوٹا اور قتل کیا۔ عرب اور عراق میں

قیامت برپا کر دی مکتفی باللہ ۲۹۵ھ ہجری مین فوت ہوا۔ اور اسکا بہائی مقتدر باللہ قرامطہ سے لڑتا بہڑتا رہا۔ اور کئی ایک جنگ ہوئے جنمین سے ایک مین ابو سعید قتل ہوا۔ اسکا جانشین سعید ہوا۔ اور حمام مین قتل کیا گیا۔ اور اسکا بہائی ابو طاہر مذہب قرامطہ کا پیشوا ہوا۔ جو سب سے زیادہ دشمن تہا۔ ان ملحدون کا اعتقاد تہا کہ مسلمانون کا خون جائز ہے۔ ہجر۔ الاحسا۔ قطیف۔ بحرین شرقی عرب مین جو ہمیشہ مسلمانون کے سواد اعظم کے برخلاف فتنہ و فساد کی معدن رہے ہین قرامطہ کے مستقل سلطنت کا مرکز تہے۔ ہجر اسکا دار السلطنت تہا۔ حجاز پر تصرف رکہتے تہے مسلمانون کو مکہ معظمہ کے جانے اور بیت الحرام کے حج سے روکتے۔ اور ہجر کے حج کے لیے مجبور کرتے۔ اور اس مطلب کے لیے حاجیون کو مارتے۔ لوٹتے۔ قتل کرتے اور ہر ایک قسم کا ظلم و تشدد مسلمانون پر روا رکہتے اور با اینہمہ اسلام کا دعوی کرتے ۳۱۷ھ ہجری مین ابو طاہر معہ فوج جرار ناگہانی بلا کی طرح یوم الترویہ کو مکہ معظمہ مین جا پہنچا جبکہ بقول سیوطی خود مقتدر بہی حج کو گیا ہوا تہا۔ اور سوار و سلاح بند بیت اللہ مین داخل ہوا اور طائفین معتکفین محرمین کا قتل عام شروع کیا اور سترہ سو حاجیون کو طواف کرتے ہوئے بیگناہ شہید کیا۔ انہین شہدا مین شیخ الصوفیہ حضرت شیخ علی بن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ تہے۔ تلوارین پڑتی تہین اور طواف کیے جاتے تہے "حتی المجنون صارعی فی دیارھم ۔ کفتیۃ الکہف لا یدرون کم لبثو۔ سچ ہے **شعر**

عاشقانند عجب فرقہ آزار پسند ۔۔۔ تیغ بر سر بود و سر بمحبت نکشند

اس کمال درجہ کی تسلیم و رضا سے دکہلا دیا کہ عاشقان الٰہی و محبان رسالت پناہی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ادائے فرض بصد کس استقلال و جگرداری سے کرتے ہین۔ اور تقدیر ربانی کے سامنے کسطرح سر تسلیم خم کرتے ہین۔ شہدا مین بڑے بڑے عالم فاضل فقیہ صوفی داخل تہے اکثر حاجی خراسان اور مغرب کے تہے۔

ابو طاہر خاص حرم کعبہ مین گہوڑے کو پیشاب اور لید کرائی تہی کل مقتولون کی تعداد جو اس ظالم خونخوار کے ہاتھ سے بیت اللہ اور شعاب مکہ مین مارے گئے تین ہزار لکہی ہے جنکے سر کاٹ کر چاہ زمزم اور غارون گڑہون کو بہر دیا اور لاشین بلا کفن و جنازہ زمین دوز کی گئین کعبہ کا دروازہ ابو طاہر نے اکہاڑ دیا۔ وہ کافر عتبہ الباب کعبہ پر کہڑا ہوا کہتا تہا۔ انا باللہ و باللہ انا۔ یخلق الخلق و افنیھم انا۔ حاجیون کو پکار کر کہتا تہا کہ ای گدہو تم جو کہتے تہے "ومن دخلہ کان امنا"۔ فاین الامان فعلنا ما فعلنا ایک دل جلے مسلمان نے ابو طاہر کے گہوڑے کی باگ پکڑ کر کہا کہ آیت شریف کے معنے "من دخلہ کان امنوہ" ہین ابو طاہر توجہ نکی اور باگ پہیر لی اور خدا تعالی نے اس مسلمان کو بچا لیا۔ اس مردود نے کعبہ کے میزاب سنہری کے اکہاڑنے کا حکم دیا ایک قرمطی اوپر چڑہا۔ کوہ ابو قبیس سے ناگہان تیر آکر لگا اور وہ مردہ ہو کر گرا۔ پہر دوسرے کو حکم دیا وہ بہی گر کر داخل جہنم ہوا باقی ڈر گئے۔ ابو طاہر نے کہا چہوڑ دو خود صاحب الزمان مہدی آکر اوتارے گا جسکے ظہور کی وہ جلد امید کرتے تہے

گہرون کو لوٹ لیا عورتون بچون کو قید کر لیا۔ اکثر بہاگ گئے چند جنگلون مین رہ گئے۔ اس سال کسی نے بہی حج نہ کیا کعبہ کی پوشش تک اتار لیا۔ قدم شریف کو لینا چاہا مگر کامیاب نہ ہوا حجر اسود کو بروز منگل ۱۴ ذی الحجہ ۳۱۷ھ ہجری کو اکہاڑ لیا۔ اور متکبرانہ بکواس بکتا رہا۔ قبہ زمزم کو گرا دیا۔ ۱۱ یوم تک مکہ مین رہا۔ حجر اسود کو مقام ہجر مین لے گیا۔ اور مسجد ضرار کے ساتوین ستون مین جانب مغرب لٹکا دیا۔ اس خبیث کا خیال تہا کہ حج کا مدار حجر اسود پر ہے جب ہمارے پاس ہوگا تو لوگ بجائے مکہ معظمہ کے ہجر کو حج کے لیے آئینگے۔ ولیکن نہ ہوا سوائے قرامطہ کے اور کوئی بہی نہ گیا۔ مسلمان بدستور سابق بیت اللہ زادہ اللہ شرفاً کی حج سے مشرف ہوتے رہے۔ جب قرامطہ لوگون کو بیت اللہ کے حج سے نہ روک سکے تو ناچار ۳۳۹ھ ہجری مین ۲۲ سال کے بعد حجر اسود مکہ مین بہیجدیا۔ اور اپنی جگہ پر رکہا گیا۔ مسلمان سلاطین پچاس پچاس ہزار دینار دیتے رہے تہے اور قرامطہ نے نہین دیا تہا۔ ابو طاہر نے مکہ پر قبضہ کرکے عبید اللہ مہدی کو لکہا کہ مین تمہارا خطبہ و سکہ جاری کرتا ہون۔ اسکا خیال تہا کہ چونکہ عبید اللہ شیعہ ہے اور اسوقت خاندان فاطمیہ مین پورا جوش و انتہائی جوانی تہی اسکا سہارا مل جائے گا اور جدید پر زور سلطنت کی طرف سے اندیشہ نہ رہیگا۔ کیونکہ اسی جوانمرد عبید اللہ نے ۲۹۶ھ ہجری مین افریقیہ کو عباسی اقتدار سے آزاد کرایا اور مصر اور شمالی افریقہ کو پورے نگاہ رہے اس کے جانشینون نے مدت تک بچایا تہا اگر کوئی لالچی ہوتا تو ابو طاہر کی درخواست کو نہایت غنیمت جانتا اور فائدہ اٹہا لیتا اور اس واقعہ سے حجاز وغیرہ مین رسوخ بڑہا لیتا۔ مگر عبید اللہ نے صاف لکہا کہ خانہ کعبہ جو زمانہ جاہلیت اور اسلام مین محترم تہا اسکی تونے ہتک کی۔ حاجیون کو خاص حرم کعبہ مین ذبح کیا۔ مسلمانون کا قتل جائز رکہا گیا۔ مسلمانون کے زن و بچہ قید کیے گئے۔ اور حجر اسود کو اکہاڑ لیا۔ باوجود ان خلاف شرع امور کے مجہ سے تعلق اور دوستانہ کا خواہان ہے۔ فلعنک اللہ ثم لعنک اللہ والسلام علی من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ۔

آخر ابو طاہر کو مرض آکلہ عارض ہوئی اور بدن مین کیڑے پڑ گئے اور عذاب و تکلیف سے جان دی۔ یہ فرقہ ضالہ صرف دو رکعت صبح کو اور دو رکعت شام کو پڑہ لیتے۔ نبیذ کو حرام خمر کو حلال جانتے اور جنابت کا غسل نہ کرتے محمد بن حنفیہ کو رسول اللہ مانتے۔ انکا زور ۲۷۸ھ ہجری سے ۳۷۵ھ ہجری تک برابر رہا۔ اور یہ زمانہ عرب و عراق و شام کے لیئے نہایت برا تہا۔

اگرچہ خلافت بغداد ملک مین امن و امان قائم نہ کر سکی مگر علمائے کرام اور صوفیائے عظام نے ایسے وقت مین اسلام کی خدمت سے کوئی دقیقہ اٹہا نہ رکہا۔ اور مسلمانون کے عقاید کو زوال پذیر نہ ہونے دیا۔ اور اس باطل فرقہ کے اثر بد سے بچا کر صراط مستقیم پر قائم رکہا۔

عیسائیون کے حملے

معتصم باللہ ۲۲۷ھ ہجری مین فوت ہوا۔ اور اسکی جگہہ اُسکا بیٹا واثق باللہ خلیفہ ہوا۔ اور پانچ سال سلطنت کرکے ۲۳۲ھ
ہجری مین راہی ملک بقا ہوا۔ اس کے عہد مین فتوحات کم ہوئین۔ اور اسیوقت سے خلفاے نے فوجی کمان کو
چھوڑکر بغداد سے نکلنا ترک کیا۔ آرام طلبی عیاشی اختیار کی۔ واثق کے بعد اسکا بھائی المتوکل علی اللہ سریر آرا
ہوا جس کے عہد مین زیادہ خرابی پیدا ہوئی تمام امور سلطنت امرا وزرا پر چھوڑدی جنکو قومی فلاح کا قطعی
خیال نہ تھا۔ عربون کی جگہہ دربار مین ترکون کا زور بڑھ گیا جس سے عربون کی ہمت ٹوٹ گئی۔ عرب کی سادگی
جاتی رہی عجمی تکلفات بڑھ گئے اسلام کے صاف اور سادہ عقائد مین پیچیدگیان پڑنے لگین جس سے حقیقی جوش
کم ہوگیا کام کی جگہہ نمائش و تصنع کا رواج پڑ گیا۔ مصر کے حاکم عنبہ بن اسحاق الضبی نے عید کا جلوس بڑھنے
اور شان و شوکت دکھانے کے لیے فوج دمیاط کو مصر مین بلا لیا۔ رومی عیسائی جو تاک مین تھے تین سو جہاز
جنگی بیڑا لیکر بلا مزاحمت دمیاط مین داخل ہوگئے۔ قتل و غارت کا بازار گرم کیا۔ جامع مسجد اور شہر کا اکثر
حصہ جلاکر خاک سیاہ کردیا۔ ۶۰۰ عورتین قید کی گئین۔ مسمی بشر بن اکشف کو عنبہ نے قید کیا ہوا تھا۔ قومی جوش
سے جیل توڑکر نکل آیا۔ اور مسلمانون کو ساتھ ملاکر رومیون سے لڑا اور انکو اشنوم تیس کی جانب نکال
دیا۔ جو بہت سا مال غنیمت لیکر واپس چلے گئے۔

۲۴۱ھ ہجری مین ملکہ قسطنطنیہ نے مسلمان قیدیون کو عیسائی ہونے کے لیے کہا جسنے عیسائی مذہب اختیار کیا
بچ رہا۔ اور بارہ ہزار ۱۲۰۰۰ مسلمان شہید کیئے گئے اور نوسو پانچ ۹۰۵ کا عیسائی قیدیون سے تبادلہ کیا گیا ۲۴۲ھ سے
مین المتوکل علی اللہ نے بہت سی فوج رومی ممالک پر روانہ کی جس نے لوٹ مار تاخت و تاراج سے رومیون
کو بہت کچھ ستایا لیکن ۲۴۵ھ ہجری مین رومیون نے دمیاط کے قتل عام وغیرہ سے کسر نکال لی۔ سو سال سے
زیادہ عرصہ تک اسطرح مسلمانون اور رومی عیسائیون مین تلوار چلتی رہی رومی جسقدر اسلامی علاقہ پر آفت لاتے
مسلمان اس سے بڑھ کر قیامت ڈھاتے تھے مگر رومی ضبط و انتظام سے کام کرتے موقعہ پر کبھی نہ چوکتے اگر دیکھتے کہ
کوئی بہادر سپہ سالار سرحدی گورنر ہے۔ اور مجاہدین کے اسلامی جوش سے باقاعدہ کام لینے کی لیاقت رکھتا
ہے تو میعادی صلح کی درخواست کر دیتے۔ اور پھر پرزے نکالنے کے لیے وقت نکال لیتے۔ اور ادھر رومیون کی کو
[illegible] محض سرحدی افسرون اور فوجون پر موقوف تھی خلیفہ بغداد نے کبھی بھولے سے بھی سرحد کا معائنہ نہ کیا
بغداد سے قدم ہی باہر نہ رکھا اور بغداد کی لالچی اور خودغرض امرا صرف خلفا کے عزل و نصب کو ہی اپنا فرض
سمجھتے اور خلیفۃ المسلمین کے سر اڑانے کو ہی جہاد اکبر جانتے تھے [illegible] اور عیسائی معرکون کا اختصار زمانہ سلاجقہ تک

لکہا ہے تاکہ سلسلہ تاریخ کے قائم رہنے کے علاوہ زمانہ حال کے مسلمانون کو بھی اسباب زوال سے پورا علم ہو اور اپنی
موجودہ حالات کا مقابلہ کرکے راہ راست پر آئین متوکل کے سرداران علی بن یحیی ارمنی اور جنرل بلکاجور اور عمرو بن عبیداللہ
اور قریباً بنی رومی علاقہ مین بہت کچہ تاخت وتاراج کی فضل بن قارون نے انطاکیہ فتح کیا۔ اور متوکل کی عہد
کی ہی ایک بڑی فتح تہی ۲۴۷ سنہ ہجری مین المتوکل علی اللہ ترک خادمون کی ہاتہہ سے بسازش پسر خود قتل ہوا
اور نو سال کے عرصہ مین پانچ خلیفہ معزول اور مقتول ہوئے جنکا ذکر پہلے آچکا ہے۔

اس عرصہ مین رومی زیادہ زور سے یورشین کرتے رہے اور سرحدی گورنر علی بن یحیی ارمنی اور عمرو بن
عبداللہ روکتے رہے آخر دربار بغداد کی بے انتظامی اور غفلت سے یہ دونون بہادر شہید ہوگئے معتمد بن متوکل جو
۲۵۶ سنہ ہجری مین خلیفہ ہوا اوسکے عہد مین صاحب الزنج کا فتنہ برپا رہا مگر رومی حملات کی احمد بن طولون اور اس کے
بہادر نائب اور جنرل ازمار ۲۶۳ سنہ ہجری سے ۲۷۰ سنہ ہجری تک مدافعت کرتے رہے چنانچہ ایک جنگ مین ابن
طولون کے نائب خزغانی نے دس ہزار رومی قتل کیے ۲۷۹ سنہ ہجری مین معتمد فوت ہوا اسکا بہتیجا معتضد باللہ
تخت خلافت پر متمکن ہوا اگرچہ شاہزادگی کے ایام مین ایک بیباک بہادر تہا۔ اور صاحب الزنج کی کا
قلع قمع اسی کی جوانمردانہ کوشش سے ہوا تہا۔ مگر تاجداری کا ایسا اثر پڑا کہ کسی معرکہ مین شامل ہوکر قوم کا
حوصلہ نہ بڑہا سکا۔ اسکی کم ہمت فوجین قرامطہ کا استیصال بہی نکر سکین ہان وسط ایشیا مین ایک ہونہار
جوانمرد اسلامی اقبال بڑہا رہا تہا اور وہ اسمعیل بن احمد بن سامان بانی سلطنت سامانیہ تہا جسنے ۲۸۰ سنہ
ہجری مین ترکستان مین فتوحات نمایان حاصل کین اور ۲۸۱ سنہ ہجری مین مجاہدین نے بارہ روز
کے سخت جنگ کے بعد رومیون پر فتح پائی جو ایک نئی ہی غیرت کا نتیجہ تہا ۲۸۳ سنہ ہجری مین ۲۵۰۴ مسلمان
قیدیون کا عیسائی قیدیون سے تبادلہ ہوا ۲۸۵ سنہ ہجری مین راغب غلام موفق نے بحری لڑائی مین تین
ہزار رومی قتل اور چند مقامات فتح کئے ابن اخشید والی مصر نے بہی رومیون سے لڑائی کی ۲۸۸ سنہ ہجری
مین معتضد باللہ نے بہی رومیون کی لڑائی کے لیے فوجین روانہ کین اور چند جگہہ فتوحات بہی کین۔
مگر بے فائدہ تہین ان مقامات مفتوحہ پر قدم جمانے اور تسلط ٹہیرانے کی طاقت خلافت بغداد سے سلب ہوچکی
تہی قتل وغارت ظالمانہ مین دونون فریق کمی نہ کرتے تہے اور یہی ان لڑائیون کا وحشیانہ نتیجہ تہا۔ مگر اسمین
مسلمانون کا زیادہ نقصان تہا کیونکہ انکا زبردست سرپرست کوئی نہ تہا۔ خلیفہ بغداد اہل دربار کو بغیر عضو
معطل تہا۔ اور درباریون مین نفاق حسد بغض۔ کینہ وغیرہ کا زور تہا۔ اور عیسائیون مین اتفاق و انتظام موجود
تہا۔ اسی سال سنہ ہجری مین رومیون نے خشکی اور تری دونو طرف سے حملہ کیا اور عام تاخت و تاراج کے
علاوہ پندرہ ہزار مسلمان قید کرکے لیگئے ۲۸۹ سنہ ہجری مین خلیفہ معتضد باللہ فوت ہوا اور انکا بیٹا مکتفی باللہ تخت نشین

۲۹۱ھ ہجری مین ترکون نے ماوراءالنہر پر حملہ کیا مگر جوانمرد اسمعیل سامانی اور اُسکی بہادر فوج نے جنگ عظیم کے بعد شکست
دی ایسے نازک وقت مین جبکہ عرب اور جنوبی حصہ عراق پر قرامطہ کا غاصبانہ تصرف تہا اور مشرق مین ترک قیامت
بپا کر رہے تہے رومی وہ تین لاکھ کی جمعیت سے اسلامی ممالک فتح کرنے کیلیے بڑہے اس ٹڈی دل کے مقابلہ کی سکت
نہ تو بغداد کی آرام طلب و بے انتظام فوجون مین تہی نہ بے اختیار اور کمزور خلیفہ مین طاقت تہی لیکن رومیون
کی اسقدر گرم جوشی اور تیاری دیکہکر عام مسلمانون کو یقین ہوگیا کہ یہ استیصال اسلام کے لیے سامان کیے گئے ہین
پس ایک عام جوش پہیل گیا اور مجاہدین کا جرار لشکر جمع ہوگیا۔ جو اسلام کے بچانے کے لیے جان و مال قربان کرنے
پر تیار تہے اسلامی جہاد کہ جس سے پیٹر اعظم اور نپولین جیسے عیسائی اولوالعزم شاہنشاہون کا زہرہ بہی آب آب
ہوتا تہا۔ اس عام جوش کو دیکہہ کر رومی ڈر گئے اور واپس چلے گئے۔ اور مکتفی باللہ سے صلح کر لی جسکا ذکر پہلے
ہی آچکا ہے اسی اثنا مین زرافہ غلام نے انطاکیہ کے نواح مین پانچہزار رومی قتل اور اسیقدر قید کیے۔
۲۹۲ھ ہجری مین رومیون نے مرعش کے علاقہ کو لوٹ لیا پانسو مسلمان قیدیون کا فدیہ ادا کیا ۲۹۳ھ ہجری
رومیون نے اسقدر زور پکڑا کہ علاقہ حلب پر حملہ کیا۔ قورس کے مسلمانون نے جان توڑ مقابلہ کیا مگر کچہہ فائدہ
نہ ہوا۔ اکثر شہید ہوگئے رومیون نے جامع مسجد کو جلا دیا اور باقی باشندے قید کر لیے ۲۹۴ھ ہجری مین ابن
کیلغ نے چار ہزار رومی قید کیے اور دوسری دفعہ شمشند اور مش تک فتح کرتا ہوا جا پہنچا۔ اور بہت سے رومی قتل
کیے۔ ایک سرحدی رومی جنرل نے خلیفہ مکتفی باللہ کی اطاعت اختیار کی اور قلعہ کے دو سو مسلمان قیدیون
کو رہا کر دیا اور انکے ہمراہ مین بغداد آنے لگا شاہ روم نے اسکی گرفتاری کے لیے فوج روانہ کی مسلمان قیدیون نے
رومیون کو شکست دی رومیون نے اور تازہ فوج بہیجدی مگر مسلمانون کی کمکی فوج کے پہنچنے پر رومی ہٹ گئے
اور جنرل کو صحیح و سلامت بغداد پہنچا دیا اسی سال مسلمانون نے قونیہ کو ویران کیا اور بدرخواست شاہ روم مسلمان
اور عیسائی قیدیون کا تبادلہ ہوا ۲۹۵ھ مین خلیفہ مکتفی باللہ فوت ہوا اور خود مختار خلافت کا خاتمہ ہوا المقتدر
باللہ بن المعتضد باللہ خلیفہ ہوا پچاس سال سے خلفاء بغداد ترک غلامون کے ہاتہ مین کٹہ پتلی کی طرح تہے اور خلفاء بغداد
مین کوئی ممتاز قابلیت نہ تہی۔ بغداد کی فوجین قرامطہ کے مقابلہ مین بہی نکمی ثابت ہو چکی تہین انہون نے اپنا اعلی
غرض صرف خلفای کا عزل و نصب ہی تصور کیا ہوا تہا۔ اور خلافت عباسی کا ہر ایک دن بدتر ہی آرہا
تہا۔ ایسے وقت اسماعیل سامانی نے عباسی اطاعت کا جوا اتار کر بخارا مین اور عبید اللہ فاطمی نے ۲۹۶ھ
ہجری مین شمالی افریقہ مین خود مختار سلطنتون کی بنیاد ڈال چکے تہے۔ اگرچہ بخارا اور افریقہ کی تین
صدیون کے مجموعی اسلامی طاقت کا یہ پہلا افتراق نہایت ہی رنج افزا سین تہا۔ اور اس وقت
سے الائمۃ من القریش کا اعتقاد اور ایک خلیفۃ المسلمین کی ضرورت کا اعتبار جاتا رہا اور مسلمان

امرا کو بالعموم آرزوئے سلطنت مین کامیابی کا خیال پیدا ہوا۔ لیکن خلافت بغداد کا مرض لاعلاج تھا۔ آرام طلبی
اور عیش عشرت کا بازار گرم تھا۔ تقلید صحابہ کا شوق قطعی نہ رہا تھا۔ شریعت حقہ کا پاس کم ہو گیا تھا۔ ایسی وقت
مین افتراق بلکہ انقلاب ضروری تھا۔ لیکن عباسیون کی جگہہ کوئی اور پرجوش خاندان تمام اسلامی دنیا
پر واحد حکمران ہو جاتا۔ تو اس ورا تر بعہ سے بہتر تھا۔ بہر حال ان جدید آزاد شدہ سلطنتون سے یہ فائدہ
ہوا۔ کہ مشرق مین سامانی اور پھر پرجوش خاندان غزنویہ نے ترقی اسلام مین نہایت سرگرمی دکھائی اور مصر کے
خلفاء عبیدیہ نے افریقہ اور سسلی وغیرہ جزائر واقعہ بحیرۂ روم کو سو سال تک عیسائی تصرف سے نہایت
بہادری سے محفوظ رکھا۔ ان خاندانون کی سرپرستی اور قدردانی سے بخارا۔ مصر۔ غزنی۔ علماء۔ فقہاء
صلحاء۔ حکماء۔ غازی۔ مجاہدین۔ کے ماوا و ملجا بن گئے تھے۔ اور سرگرم مسلمان بغداد چھوڑ کر امصار کو
چلے گئے۔ چونکہ خلافت بغداد کو زیادہ کھٹکا رومیون کی طرف سے تھا۔ اس لیے مقتدر نے ۲۹۶ سنہ ہجری مین
مونس خادم اور ۲۹۷ سنہ ہجری اور ۲۹۸ سنہ ہجری مین جنرل ابن سیما کو اور ۲۹۹ سنہ ہجری مین سرحدی گورنر رستم کو
رومی ممالک پر روانہ کیا۔ جو معمولی تاخت و تاراج کے بعد واپس ہوئے ۳۰۲ سنہ ہجری مین مقتدر باللہ کا وزیر
علی بن عیسیٰ رومیون کے جہاد پر بڑی ٹھاٹھ سے نکلا لیکن خود بھی فنون جنگ سے ناواقف اور ناتجربہ
کار اور فوج بھی آرام طلب کم مشق مذہبی حرارت سے محروم تھی اس لیے بے فائدہ تگ و دو کے بعد واپس
ہوا ۳۰۳ سنہ ہجری مین رومیون نے قلعہ منصور کو غارت کیا۔ اور عبید اللہ نے مصر پر حملہ کیا ۳۰۴ سنہ ہجری مین
مونس خادم نے فتوحات کین اور ثمال خادم نے بحری لڑائیون مین کامیابی حاصل کی ان دونون
سردارون کی یہ مستعدی دیکھکر ناچار روم نے میعادی صلح کی درخواست کی جسکی میعاد ۳۱۰ سنہ مین ختم ہوتے
ہی مسلمانون نے بحری اور بری لڑائیون کا زور دیا اور ملاطیہ فتح ہوا ۳۱۱ سنہ ہجری مین مونس خادم نے کئی رومی
شہر فتح کیے اور ثمال خادم نے رومی جہازی بیڑہ کو تباہ کیا۔ چونکہ ان سردارون کے ہاتھہ سے
رومیون کو عموماً شکستین حاصل ہوئین اور خود رومی ابھی پورے تیار نہ تھے اسلیے خلیفہ مقتدر باللہ کو قیمتی
تحائف بھیجکر میعادی صلح کی درخواست کی جو منظور کی گئی لیکن جون ہی رومیون کی تیاری مکمل ہو گئی عہدنامہ
کو بالائے طاق رکھکر سرحدی اضلاع کو ۳۱۴ سنہ ہجری مین لوٹ لیا۔ ملاطیہ اور دیگر قصبات و دیہات کو ویران
و تباہ کر دیا۔ ملاطیہ والے بغداد پہنچے اور ہال پکار کی لیکن بغداد کے امرا مین سے کوئی فریاد رس نکلا ۳۱۵ سنہ
ہجری مین طرسوس کے مجاہدین نے رومی حصار پر دھاوا کیا مگر سب کے سب شہید یا قید ہو گئے۔
ا بعد رومیون کے عموماً جارحانہ حملات ہونے لگے ۳۱۵ سنہ ہجری مین دمشق ایشیائے کوچک کا رومی گورنر جنرل
فوج کثیر اور ہر ایک قسم کا سامان قلعہ شکن لیکر نہایت شان و شوکت سے اسلامی علاقہ پر حملہ آور ہوا اور ملیل

آفت لایا۔ مگر اس ایک شہر کے محاصرہ مین ہی عام مجاہدین نے اسکا حوصلہ توڑ دیا۔ اور مار کر شہر سے نکال دیا۔
اور دس ہزار رومیون کو تہ تیغ کیا۔ اسی سال ثمال خادم نے رومیون کو منتشر کیا۔ ایک گروڑ رئیس ابن
ضحاک نامی والی قلعہ جعفری مرتد ہو کر عیسائی ہو گیا تھا۔ اور شاہ قسطنطنیہ کے پاس اغراض کے لیے چلا گیا
تھا۔ جس نے انعام و اکرام اور بیش بہا جاگیر سے اسکا حوصلہ بڑھا دیا۔ اپنے علاقہ واقعہ کردستان
کو جا رہا تھا۔ رستہ مین غازیان اسلام نے شکار کر لیا۔ ۳۱۶ھ ہجری مین دمشق رومی گورنر جنرل فوج
کثیر لیکر چڑھا اور خلاط اور بدلیس کو صلح سے لیکر جامع مسجدون پر صلیبین گاڑ دین اور مسجدون کو گرجے بنا لیا
امرائے ان فوق ڈر کر بغداد گئے۔ لیکن کوئی غیور حامی نہ نکلا۔ اسی سال ملیح آرمنی نے سات سو آرمنی بہ بہانہ
حرفت و تجارت ملاطیہ مین بھیجدے تاکہ محاصرہ کے وقت اندر سے دروازے کھولدین مگر بھید کھل
گیا اور وہ سب قتل کیے گئے۔ عیسائی تو اس ادھیڑ بن مین در اسلامی ممالک کے چھیننے کی
کی تجاویز کر رہے تھے اور مرکز اسلام بغداد مین خلیفہ کے خلع کے لیے جال بچھ رہے اور سرحدی حفاظت
اور دشمن کی مداخلت کا مطلق خیال ہی نہ تھا۔ چنانچہ ۳۱۷ھ ہجری مین مقتدر باللہ معزول اسکا بھائی
القاہر باللہ خلیفہ ہوا۔ اور دو دن کے بعد پھر مقتدر خلیفہ بنایا گیا۔ جس سے بغداد مین سخت فتنہ و فساد
برپا ہو گیا۔ اور دونون پارٹیون مین خوب کجدار و مریز ہوئی۔ جس کا مفصل حال تاریخ مین موجود ہے
ایسے نازک وقت مین رومیون نے زیادہ پھرتی دکھانی شروع کی۔ ملاطیہ سمیساط فارقین آمد۔ ارزن
وغیرہ سرحدی مقامات کے مسلمان جو ایک صدی سے زیادہ عرصہ تک بھی اسلامی حمیت اور مذہبی عصبیت
سے ملک و قوم پر قربان ہو کر اسلامی ننگ و ناموس کو بچاتے اور دشمن کی افواج کثیرہ کو بارہا مار مار
کر نکالتے رہے تھے آخر بے سروسامانی اور سلطنت کی بے انتظامی سے تنگ ہو گئے۔ اور مقتدر باللہ
کو اپنی کمزوری اور دشمن کا زور جتلاتے اور طلب امداد کرتے رہتے تھے مقتدر باللہ کو اپنی جان کے لالے
پڑے ہوئے تھے امرا اور دربار خود غرضی اور حسد و نفاق مین گرفتار اور باشندگان اور افواج بغداد
خانگی فتنہ و فساد سے لاچار تھے جب سرحدی مسلمانون نے دیکھا کہ کوئی معاون و مددگار اور کوئی
سرپرست و غمخوار نہین تو مجبور ہو کر رومی اطاعت اختیار کی اور تمام سرحدی علاقہ پر رومی تصرف ہو گیا
۳۱۹ھ ہجری مین ثمال والی طرسوس نے رومیون سے جنگ کیا۔ رومی قتل تین ہزار قید کیے اور بیشمار
مال غنیمت ملا۔ گرمیون مین پھر حملہ کیا اور عموریہ تک جا پہنچا۔ رومی ثمال کی شیرانہ صولت سے ڈر کر شہر خالی
کر گئے۔ ثمال جسقدر اسباب اٹھا سکا لے آیا باقی ذخیرہ وغیرہ جلا دیے۔ اور تاخت و تاراج کرتا ہوا انگورہ
تک چلا گیا۔ رومیون نے کہین جمکر مقابلہ نہ کیا۔ اسی سال مین ابن الدیرانی ارمنی کی تحریک سے رومیون نے

خلاط وغیرہ کے علاقون کو لوٹ کر ویران کردیا اور بے شمار مسلمان عورات اور لڑکے قید کرکے لے گئے مفلح
نام غلام والی آذربائیجان نے بیشکر فوج کثیر اور مجاہدین کو لے کر ابن الدیرانی مذکور کے شہر ارتمیہ کی اینٹ بجادی
اور ایک لاکہہ آرمنی قتل کرکے خلاط کے مسلمانون کا انتقام لیا۔ اسی سال مین رومیون نے سیماط کو فتح کیا
مگر سعید ابن حمدان والی موصل نے سیماط خالی کرا لیا۔ اور ملاطیہ کو واپس لے لیا۔ سنہ ۳۲۰ ہجری مین مقتدر
باللہ قتل ہوا۔ اس بیان سے پہلے مقتدر کی شان وشوکت اور جاہ وجلال کا مختصر حال لکہا جاتا ہے۔ تاکہ
ناظرین پر یہ مضمون

رباعی

آن قصر کہ بر چرخ ہمی زد پہلو | بر در گہ او شہان نہادندی سر
دیدیم کہ بر کنگرہ اش فاختہ | بنشستہ ہمی گفت کہ کو کو کو کو

علامہ نطبی نے اپنی تاریخ مین لکہا ہے کہ مقتدر باللہ چالیس ہزار اونٹ اور گائی اور پچاس ہزار گوسفند عید
کے دن قربانی دیتا اور ہر سال مکہ معظمہ اور حرمین شریفین کے رستہ مین حاجیون کی ضروریات بہم
پہنچانے مین تین لاکہہ پندرہ ہزار دینار خرچ کرتا تہا۔ اُس کے صرف خواجہ سرائے گیارہ ہزار تہے باقی رقم
حبشی تہا۔ یہ غلام اُسکے علاوہ تہے اور کئی گنا زیادہ تہے بیٹون کے ختنے پر ۶ لاکہہ دینار خرچ کروائے ایکدفعہ
شاہ روم کا ایلچی بدرخواست صلح میعادی حاضر ہوا۔ مقتدر نے شان وشوکت دکہانے اور دشمن پر رعب
جمانے کے لیے دار الخلافہ بغداد آراستہ کیا۔ باب شماسیہ سے لیکر دار الخلافہ تک ایک لاکہہ ساٹھ ہزار قیمتی
جگمگاتی وردیان پہنے ہوئے دو رویہ کہڑے تہے اُنکے آگے سات ہزار خادم اور پہر سات سو جنرل تہے اور
تیس ہزار ریشمی پردے دار الخلافہ کی دیوارون پر لٹکائے گئے اور بائیس ہزار قیمتی قالین بچہائے گئے خاص
دربار مین ۷۰۰ ایسے سات پنجھے تہے جو سونے چاندی کی زنجیرون سے جڑے تہے بغداد کے لائق صناعون نے
سونے چاندی کا ایک بوٹا بنایا تہا جسکی ٹہنیون پر مختلف قسم کے جانور سونے چاندی کے بنائے گئے تہے جو ہوا
کے چلنے سے اپنی اپنی خاص بولیان بولنے لگتے اور شاخیں ہلتی اور جہکتی تہین اور یہ حالت اس گئے گذرے
وقت کی ہے کہ جب عباسی سلطنت کو جان بلب خیال کیا جاتا تہا۔ اس سے ہارونی اور مامونی عہد کے جاہ
وجلال اور شوکت واقبال کا بخوبی اندازہ ہو سکتا ہے اب بنظر عبرت ناظرین مقتدر کے ماجرائے قتل کا خلاصہ
لکہا جاتا ہے مونس خادم مقتدر کے باپ معتضد کا غلام خواجہ سرای تہا مقتدر نے خلیفہ ہوکر اسکا منصب بڑہا دیا
اور فوجی جنرل کردیا اور درجہ وزارت تک پہونچادیا سنہ ۳۱۷ ہجری مقتدر اور مونس مین خلاف پڑا۔ مونس ناراض
ہوکر موصل چلا گیا مقتدر نے مونس اور اس کے ہمراہیون کی جاگیرین جائداد مال واسباب ضبط کر لیا اور بنی
حمدان امرای موصل کو مونس سے لڑنے کے لیے لکہا لڑائی ہوئی اور مونس نے فتح پائی۔ اور موصل پر قابض ہوگیا

سال پہلے مونس وسیون کے مقابلہ مین داد شجاعت دیچکا تہا اور فوج وغیرہ پر اعتبار جما چکا تہا اور خلفائے بغداد برسون سے زندہ در گور ہو رہے تہے اُن سے براہ راست کسی نفع و نقصان کی امید نہ تہی اور کئی دفعہ پہلے نتیجہ بہی برخلاف خلفائے ہی نکلتا رہا تہا - اور یہہ حالت اُس سے بہی نازک تہی اسلیئے چارون طرف سے فوجین مونس کے پاس آنے لگین اور جب بغداد پہنچا تو خاص دار الخلافہ کی لالچی اور بیوفا فوجون کا حصہ کثیر بہی مونس سے جا ملا - مقتدر ربانی فوج لیکر مقابلہ کو نکلا متبرک چادر نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام مقتدر کے سر پر تہی جسکے آگے آگے فقیہہ عالم حافظ قرآن کہولے ہوئے تہے اور خلیفہ کی اطاعت کے لیے بلاتے تہے مگر کچھ فائدہ نہ ہوا - مونس بقول - ہر کہ شمشیر زند سکہ بنامش خوانند - کے بازی لے گیا - مقتدر کو شکست ہوئی چند بربری سپاہی مقتدر کو پکڑنے لگے مقتدر نے کہا - ویحکم انا الخلیفہ - انہون نے کہا ہم جانتے ہین اَنْتَ خَلِیْفَۃُ الشَّیْطَان اور ایک تلوار کی دہار سے اسکا سر اوڑا دیا - اور پاجامہ تک اتار دیا اور گڑہا کہود کر زمین مین داب دیا - اور قبر کا نشان مٹا دیا نہایت عبرت کی جگہہ ہے کہ یہ وہی خلیفہ تہا جسکی شان و شوکت کا حال پہلے لکہا گیا ہے آج اسی بیکسی اور ذلت سے جان دیتا ہے فَسُبْحَانَ مَنْ لَا یَزُوْلُ وَلَا یَزَالُ وَلَا یَفْنِیْ مُلْکُہٗ وَتَغَیَّرَ بِہِ الزَّوَالُ وَلَا تُغَیِّرُہُ الشُّئُوْنُ وَلَا حَوْلَ وَهُوَ اللّٰهُ الْكَبِيْرُ الْمُتَعَالُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَحْدَهٗ وَلَا شَرِيْكَ لَهٗ وَلَا ضِدٌّ وَلَا نِدٌّ وَلَا مِثَالَ ۱۲ مقتدر کے بعد اُسکا بہائی القاہر خلیفہ ہوا - جو ظالم می خوار تہا جس نے چند روز بعد مونس کو قتل کر دیا - لیکن ۳۲۲ھ ہجری مین معزول و اندہا کیا گیا - اور اسکی جگہہ الراضی باللہ بن المقتدر خلیفہ ہوا - اسی سال مین دمشق (رومی گورنر جنرل) نے پچاس ہزار فوج لے کر سیاط پر چڑہائی کی چند جگہہ فتح پائین اور ملاطیہ کا طویل محاصرہ کیا - اکثر بہوک کے عذاب سے مر گئے - اور باقی جان بلب تہے یہ حالت دیکہہ کر دمستق نے شہر کے باہر دو خیمہ گاڑ دیے ایک پر صلیب کا نشان تہا جو اُس مین داخل ہوتا اسکا اہل و عیال مال و اسباب صحیح و سلامت رہتا جو دوسرے اسلامی خیمہ مین داخل ہوتا - صرف اپنی جان سے امان پاتا - اہل و عیال وغیرہ کہو جاتا اسیطرح سے اکثر لوگ عیسائی کیے گئے - جو باقی بچے اسلامی علاقہ کو چلے گئے - ملاطیہ کے بعد سماط کو فتح کیا اور گرا کر ویران کر دیا - جوان بوڑہے زن و بچہ سب کو تلوار کی گہات اتار دیا اور ہر ایک قسم کے افعال شنیعہ کا ارتکاب کیا گیا - اور بہی کئی شہر فتح کر کے واپس چلا گیا ۳۲۶ھ ہجری مین ۶۳۰۰ مسلمان زن و مرد قیدیون کا عیسائی قیدیون سے تبادلہ ہوا ۳۲۹ھ ہجری مین الراضی باللہ خلیفہ مر گیا - اُسکے عہد مین بغداد کے باہر حکومت نہ رہی تہی - اور متقی بن المقتدر خلیفہ ہوا ۳۳۰ھ ہجری مین رومیون نے نواح حلب تک لوٹ مار کر کے ملک کا ستیاناس کر دیا اور پندرہ ہزار مسلمان قید کر لیے اسی سال مجاہدین طرسوس کو جوش پیدا ہوا اور رومی فوج کو بہگا کئی ہزار قید کیے ۳۳۱ھ مین شاہ روم نے متقی سے حضرت عیسیٰ کی مندیل طلب کی اور لکہا کہ اگر مندیل شریف

دیدو تو بہت سی مسلمان قیدی رہا کیے جاینگے خلیفہ متقی نے علما و امرا سے مشورہ کیا بہت کچھ رد و قدح کے بعد
قرار پایا کہ مسلمان قیدیون کا چھوڑانا منندیل کے رکھنے سے بہتر ہے پھر منندیل روم بھیجی گئی۔ اور مسلمان قیدی
چھوڑائی گئے ۳۳۲ھ مین روسیون نے نواح آذربائجان پر حملہ کیا اور مسلمانون کی فوج کو شکست دیکر شہر
بردعہ مین دس ہزار مسلمان قتل کیے عورتین لونڈی بنائی گئین۔ مرزبان بن محمد بن مسافر ملک دیلم نے تیس ہزار مسلمانون
کی جمعیت سے روسیونکو شکست دی اور مسلمانان بردعہ کا کافی انتقام لیا اور یہہ روسیون کا مسلمانون پر پہلا حملہ تہا اور
اسوقت تک ابہی روس عیسائی نہین ہوئے تہے کیونکہ روسیون نے عیسائی مذہب ۳۷۸ھ مین اختیار کیا تہا اسی
سال ۳۳۳ھ مین خلیفہ متقی معزول اور مستکفی بن المکتفی بن المعتضد منصوب ہوا ۳۳۴ھ مین معز الدولہ بن بویہ
فوج جرار لیکر بغداد مین داخل ہوا اور خلیفہ المستکفی کو تخت سے اتار کر المطیع للہ بن المقتدر کو خلیفہ مقرر کیا اور اس وقت
سے خلفائے عباسی کا رہا سہا اقتدار بہی جاتا رہا صرف خطبہ و سکہ کے لیے خلیفہ تہے ورنہ امور سلطنت مین انکو کوئی دخل نرہا
اس سے یہ ضرور فائدہ ہوا کہ اب روزمرہ کے عزل و نصب کا بکہیڑا جاتا رہا اور خلفائے عمر طبعی کو پہنچکر فوت ہونے لگے
یہ آل بویہ شاہان فارس کی نسل سے تہے۔ اور دیلمی کہلاتے تہے۔ عرصہ دراز تک عباسی عمال کی ملازمت کرتے رہے
اور بڑہتے بڑہتے فوجی جنرل ہوگئے ۳۳۴ھ مین زور پکڑا ۴۴۷ھ تک انکا تغلب رہا۔ انکے عہد مین رومیون
کا زیادہ زور ہوگیا۔ اور بغداد مین شیعہ عقاید کی علانیہ اشاعت ہونے لگی اب رومیون کے غزوات کا
انتظام سیف الدولہ بن حمدان گورنر حلب و حمص کے سپرد تہا۔ اگرچہ جراءت اور شجاعت سے خالی نہ تہا لیکن
ناتجربہ کار اور خود راے تہا ۳۳۵ھ ۲۰۸۰ مسلمان قیدی چھوڑائے گئے۔ اور ۳۳۹ ہجری مین سیف الدولہ
نے اپنی نادانی سے سخت شکستین کہائین اور قریباً تمام فوج مروادی۔ جسکا تدارک اور تلافی کئی سال تک کرتا رہا۔
۳۴۳ ہجری سیف الدولہ غزا کو نکلا۔ رومیون سے لڑا۔ اکثر قتل اور قید ہوئے۔ قیدیون مین دمستق
کا بیٹا قسطنطین تہا جسکے انتقام کے لیے یورپ کے دیگر اقوام سے بہی مدد لی گئی اور فوج کثیر لے کر
سیف الدولہ سے جنگ کیا۔ لیکن مسلمان مجاہدین نے بہگادیا اور بہت سے سردارون کے علاوہ
دمستق کا خسر اور بہانجا بہی قید ہوگیا ۳۴۵ ہجری مین بہی سیف الدولہ نے کئی قلعہ مفتوح
کیے اور رومی بہ تعداد کثیر قتل اور قید کیے گئے۔ امرائے آل بویہ کے عہد کی یہی اخیر کامیابیان تہین
ان شکستون کا نزلہ میافارقین پر گرا جسکو رومیون نے جلاکر راکہہ کردیا۔ مال و اسباب لوٹ لیا۔ باشندے
قید کرلیے ۳۴۸ ہجری مین یہی حال نواح طرسوس مین ہوا ۳۴۹ ہجری مین سیف الدولہ نے اعلان
جہاد دیا فوج نظام کے علاوہ مجاہدین کا لشکر جرار جمع ہوا۔ اور رومی ممالک کو بڑہتا ہوا بہت سے قلعہ اور شہر فتح
کیے۔ رومیون کو دباتا ہوا دور نکل گیا۔ اور رستہ کے مشکل گذرات کی محافظت کا کوئی انتظام نہ کیا جب بہت سا مال

غنیمت اور قیدی لیکر واپس ہونے لگا تو رومیون نے درہ روک لیا اور رستہ بند کر دیا سیف الدولہ نے بخلاف رای اطرسوس اُسی درہ سے بزور شمشیر گذرنا چاہا جہان تمام مسلمان مارے گئے۔ یا قید کیئے گئے۔ جملہ مال غنیمت چھن گیا سیف الدولہ خود بمشکل تین سو ہمراہون کے ساتھ جان بچا کر نکلا یہ ہولناک واقعہ محض سیف الدولہ کی ناوانی اور ناتجربہ کاری سے ہوا۔ اس شکست سے تمام عمدہ جانباز بہادر کہیت گئے اور سیف الدولہ کا اقتبار سرحد سے اُٹھہ گیا۔ گذشتہ سو سال کے عرصہ مین عیسائی اور مسلمان اس علاقہ مین برابر تلے رہے۔ گاہے ماہے فوج سلطانی اور عموماً بہادر سرحدی سردار اور پرجوش مجاہدین رومی سیلاب کو روکتے رہے اس طویل عرصہ مین ہی مسلمانون نے کروٹ نہ بدلی اور نفاق اور خود غرضی دن بدن بڑھتی گئی۔ اور خلفائے عباسی کا زور گھٹتا گیا۔ حتی کہ اب خلیفہ ایک بہشتخوار یا اسیر سلطانی سے زیادہ وقعت نہ رکھتا تہا عرب کہ جنکو عباسی سلطنت سے خاص قومی تعلق تہا امور سلطنت سے علیحدہ ہو چکے اور جنگی حرارت کہو چکے تہے ترک غلام اور خاندان بویہ کو عروج مین رسوخ اور سرد لعزیزی نہ تہی بخلاف اسکے رومیون کا اتفاق و اتحاد بڑھ رہا تہا ایک بادشاہ کے اشارے پر مرنے مار نے پر تیار ہو جاتے تہے اور کوئی مفید موقعہ فوت نہ ہونے دیتے اب جبکہ دار الخلافہ کے علاوہ سرحدی انتظام بگڑ گیا۔ اور سیف الدولہ ناظم سرحد کا رعب اُٹھہ گیا۔ اسلیے فاتحانہ حملے ہونے لگے ۳۵۱ھ مین دمستق نے لشکر جرار سے عین زربہ کے مضبوط قلعہ کا محاصرہ کیا اور محصورین نے تنگ ہو کر بشرط امان دروازے کہول دیے رومیون نے شہر مین داخل ہو کر منادی کرادی کہ صبح تک جو مسلمان مسجد جامع مین داخل ہو جائیگا اُسکو امان دیجائیگی باقی قتل کیئے جائینگے بہلا ایک مسجد مین کہانتک گنجائش ہو سکتی تہی صرف ایک بہانہ تہا اکثر مسجد سے باہر رہے اور قتل کیئے گئے مسجد والون کو حکم ملا کہ آج ہی شہر سے نکلجاؤ اس اژدہام مین بہی بہت سے کچل کر مر گئے۔ دوپہر کے بعد جو مسلمان شہر مین ملا قتل کیا گیا۔ اور عہد امان کو اس ایمانداری سے پورا کیا۔ جو شہر سے سلامت نکلے وہ بہوک کے عذاب اور رستہ کی تکالیف سے ہلاک ہوئے۔ عین زربہ کے آس پاس کے اور ۵۴ قلعہ رومیون نے فتح کیئے امان یافتہ مسلمان جا رہے تہے ایک عیسائی ارمنی نے کسی شریف مسلمان عورت کو چہیڑا مسلمانون نے جوش غیرت سے تلوارین کہینچ لین۔ اور چند عیسائی مار ڈالے۔ ظالم دمستق نے اسی بہانہ سے سب مسلمان قتل کرادیے۔ اور ایام صیام گذارنے کے لیے واپس چلا گیا اور تمام فوج قیساریہ چہوڑ گیا۔ روزے گذار کر بلا اطلاع جریدہ طور سے قیساریہ پہونچ گیا۔ اور حلب کے لینے کو بڑہا۔ سیف الدولہ بن حمدان جو دمستق کو رومی فوج سے غیر حاضر سمجہا بیٹہا تہا یہ دیکہکر بکا بکا رہ گیا فوج قلیل سے مقابلہ کیا سب ہمراہی شہید ہو گئے داؤد بن حمدان کے خاندان مین سے کوئی نہ بچا سیف الدولہ جان بچا کر بہاگ گیا۔ دمستق نے سیف الدولہ کی کوٹہی بیرون شہر کو لوٹ لیا اور گرادیا حلب کا محاصرہ کیا۔ شہر والے نہایت بہادری سے لڑے۔ اور رومیون

کو مار کر ہٹا دیا۔ رومی فصیل کے جس حصہ کو گراتے تھے مسلمان اُسے راتوں رات درست کر لیتے ایک دن ایسا اتفاق ہوا۔
کہ بازاری لوگوں نے لوٹ مچا دی۔ محافظان فصیل اپنے اپنے گھروں کو بچانے کے لیے فصیل پر سے چلے گئے رومی
اوپر چڑھ گئے دروازے کھول دیئے۔ ۱۲۰۰ سو رومی قیدیوں کو چھوڑا کر ہتھیار دے دیئے اور قتل عام شروع کیا۔
اور جب کہ خود ہی نہ تھک گئے جن کی تعداد دس ہزار صرف لڑکے اور لڑکیاں قید کر لیں اور مال غنیمت اسقدر ملا
کہ رومیوں کی باربرداری کافی نہ ہو سکی اس لیے باقی ماندہ اسباب جلا یا گیا اور یہی سلوک مساجد سے کیا
گیا۔ اس حملہ میں رومیوں کی دو لاکھ فوج تھی جنمیں سے تیس ہزار صرف زرہ پوش اور تیس ہزار پلٹن
سفر مینا کی تھیں جو رستہ بناتیں اور سرنگیں لگاتی تھیں چار ہزار خچروں پر صرف لوہے کے کانٹے خار تھے
جو مسلمان کہ قلعہ میں داخل ہو گئے تھے قلعہ پر دستق کے بہادر بھانجے نے حملہ کیا لیکن قلعہ پر سے ایک ایسا
پتھر آکر لگا کہ وہیں ڈھیر ہو گیا جسکی عوض میں ظالم دستق نے ۱۲۰۰ مسلمان قیدی ذبح کر ڈالے۔ اور لوٹ
رعذرہ کر واپس چلا گیا۔ رومیوں نے اس سال تیس اور قلعہ فتح کیے۔ ابو فراس بن سعید بن حمدان مشہور
شاعر مارا گیا۔ ۳۵۱ ہجری میں رومیوں نے جزیرہ کریٹ پر حملہ کیا مگر معز العبیدی والی افریقہ کی مدد پہونچ
گئی اور رومیوں کو شکست ہوئی ۳۵۲ ہجری میں مسلمانان طرسوس اور بخارا غلام سیف الدولہ نے قونیہ تک
لوٹ مار کی ۳۵۳ میں دستق نے مصیصہ کو گھیر لیا سرنگیں لگا دیں باشندگان مصیصہ نے سخت مقابلہ کیا
اور مار کر ہٹا دیا مصیصہ فتح نہ ہو سکا۔ لیکن متصلہ دیہات و قصبات کو جلا کر را کھ کر دیا۔ اور پندرہ ہزار مسلمان
قید کر کے بباعث قحط واپس چلا گیا۔ اور کسی نے مزاحمت نہ کی۔

غازیان خراسان

یہ حالات سنکر خراسان کے مسلمانوں کو جوش ہوا۔ اور پانچ ہزار مجاہدین کی فوج سیف الدولہ کے پاس
پہونچی جنکے ساتھ وہ رومیوں کے مقابلہ میں نکلا۔ مگر رومی پہلے ہی مراجعت کر چکے تھے قحط کے سبب سے غازیان
مذکور کچھ تو مر گئے اور کچھ بغداد چلے گئے۔ دستق نے واپسی کے وقت اہالیان مصیصہ و طرسوس وغیرہ کو لکھا
تھا میں کسی خوف یا کمزوری سے مراجعت نہیں کی بلکہ غلہ اور چارہ قحط کے سبب واپس جاتا ہوں اور جلدی
ہی آکر تمہاری خبر لونگا۔ اگر میرے آنے سے پیشتر تم نے اپنے شہروں سے نکلکر چلے گئے تو خیر ورنہ سب
کو قتل کر وا دونگا۔ اس سے چند ماہ بعد شاہ روم نے خود طرسوس کا محاصرہ کیا اور کئی سخت معرکے ہوئے
ایک میں دستق زخمی ہو کر گرا اور قید ہونے کو تھا مگر رومیوں نے کئی جانیں دیکر اسکو چھوڑا لیا۔ ایک بہت بڑا
رومی جنرل مسلمانوں نے قید کر لیا۔ اور اس دفعہ طرسوس کو جلد بچا لیا اور یہی حال مصیصہ کا ہوا اور رومی ناکام

طرسوس و مصیصہ کی تباہی

۳۵۴ھ مین خود شاہ روم قیاریہ چلا آیا تاکہ میدان جنگ کے قریب رہ کر فوج کا دل بڑہا سکے ہقدر زبردست تیاریان دیکہ کر بے یار و مددگار مصیصہ اور طرسوس والون نے اطاعت کا پیغام بہیجا۔ اور منظور ہونے کو تہا جو معلوم ہوا کہ مسلمان بہوک سے مر رہے ہین کتے بلی تک نہین چہوڑتے۔ اور وبا بکثرت پہیلی ہوئی ہے موت کا بازار گرم ہے انہین مقابلہ کی طاقت نہین اور نہ کوئی ناصر و مددگار ہے شاہ روم نے اطاعت قبول کرنے سے انکار کیا اور ایلچی کی داڑہی منڈوا کر خط جلادیا۔ اور شکرانہ کو اس بکتار مصیصہ کو بزور شمشیر فتح کیا۔ اور کل باشندگان کو قید کر لیا جنکی تعداد دو لاکہ تہی۔ اور پہر طرسوس کا رخ کیا۔ افسوس یہہ وہی طرسوس ہے کہ جسکے بہادر سپوت ایک صدی سے زیادہ تک رومیون کو بار بار ہہگا چکے تہے آج کسی سرپرست کے نہونے سے بشرط امان شہر حوالہ کرنے کو تیار ہوگئے چونکہ طرسوس والون کی بہادری کا سکہ رومیون کے دلون پر بیٹہا ہوا تہا اسلیے جان اور مختصر سے سامان پر امان دی گئی مسلمان صدیون کے پیارے وطن کو خیرباد کہہ کر انطاکیہ وغیرہ کو چلے گئے شاہ روم نے جامع مسجد کو طویلہ بنا لیا۔ اور منبر کو جلا دیا۔ اکثر باشندے جو جلاوطنی کی طاقت نرکہتے تہے واپس ہوئے اور عیسائی ہوگئے۔ ۳۵۵ھ ہجری مین رومیون نے شہر آمد پر یقین۔ انطاکیہ پر حملے کیے لیکن مفتوح نہ ہوئی ۳۵۶ھ ہجری مین سیف الدولہ مر گیا۔ اور اسکا بیٹا ابو المعالی شریف جانشین ہوا ۳۵۷ھ ہجری مین رومیون نے انطاکیہ پر چڑہائی کی اور بارہ ہزار مسلمان قید کرکے لے گئے۔ ۳۵۸ھ مین شاہ روم خود صوبہ شام مین فوج کثیر سے داخل ہوا طرابلس کو بزور شمشیر فتح کیا قتل و حرق اور اسر و نہب مین کوئی دقیقہ باقی نر کہا اور حمص جیسے شہر پر بلا کسی مزاحمت کے قبضہ کر لیا۔ اور جلا دیا اور ساحل شام کے تمام امصار کو وحشیانہ طور سے جلا کر خاک سیاہ کر دیا مسجدین گرادین منبر جلا دیے۔ دو ماہ تک شام مین خونخواری کرکے واپس ہوا۔ عیسائیون ہیبت چہا گئی ایک لاکہہ مسلمان لڑکے اور لڑکیان اور جوان قید کرکے لے گیا۔ باقی تمام بوڑہے مرد اور بوڑہی عورتین اور نکمے اشخاص مروا ڈالے یا ادہر ادہر نکال دیے اور کثرت وبا اور موت سے واپس ہوا۔

انطاکیہ اور حلب

۳۵۹ھ ہجری مین شاہ روم کے بہائی نے چالیس ہزار فوج سے انطاکیہ کو عیسائی رعایا انطاکیہ کی سازش سے فتح کیا پہلے قتل عام کیا۔ پہر بوڑہے مرد اور عورتون اور شیرخوار بچون کو نکال کر باقی بیس ہزار جوان مرد اور عورتون اور لڑکے لڑکیون کو قید کیا۔ انطاکیہ کے بعد حلب پر چڑہائی کی یہان خود مسلمانون مین تلوار

چل رہی تہے حلب پر سیف الدولہ کا غلام قرعوبہ غاصبانہ قبضہ رکہتا تہا۔ ابو المعالی بن سیف الدولہ نے محاصرہ کیا ہوا تہا۔ رومیون کے آتے ہی ابو المعالی تو کسک گیا رومیون نے شہر کو تو فتح کر لیا۔ اور قلعہ کا محاصرہ کیا آخر اس شرط پر دوامی صلح ہوئی کہ قرعوبہ خراجہ دیا کرے اور جب رومی مسلمانون سے لڑین تو رسد رسانی اور مدد دیا کرے اور خود غرض اور دنیا پرست قرعوبہ نے سب کچہ مان لیا۔ اسی سال مین رومیون نے کردستان کو فتح کیا۔ ۳۶۱ھ ہجری مین رومیون نے علاقہ جزیرہ پر دہاوا کیا۔ اور نصیبین تک تاخت و تاراج سے ملک کو ویران کیا عورتین مرد قید کیے مسجدین جلادین اور یہی حال دیار بکر مین ہوا۔ باشندگان جزیرہ بغداد کو بہاگ گئے۔ اور جامع مسجدون وغیرہ مین حالات سنا سنا کر لوگون کو ڈرا دیا اونکی ہمراہ اہل بغداد بہی ہوگئے اور خلیفہ المطیع اللہ کا قصد کیا اس نے دروازے بند کر لیے لوگ گالیان دیتے ہوئے واپس ہوئے۔

دمستق کا قید ہونا

اب رومی کئی سال سے فتوحات حاصل کر رہے تہے۔ کوئی مانع نہ رہا تہا بڑے بڑے شہر انکے قبضہ مین آچکے تہے اور لاکہون مسلمانون کو قتل اور قید کر چکے تہے خلیفہ بغداد لاشی محض تہا۔ اب ۳۶۲ھ ہجری مین دمستق افواج کثیر لیکر آمد کو بڑہا یہان ہزار مرد غلام ابی الہیجاء بن حمدان تہا اس نے ابی تغلب بن ناصر الدولہ کو اطلاع دی جس نے بہادر بہائی ہبۃ اللہ بن ناصر الدولہ کو روانہ کیا۔ دونو بہادر دمستق کے مقابلہ کو روانہ ہوئے۔ اگرچہ مسلمانون کو عیسائی فوج سے کوئی نسبت نہ تہی لیکن ہبۃ اللہ شہادت کے نشہ مین چور تہا اور اسکی قلیل مگر جانباز مشتاق شہادت فوج صرف جان دینے کیلیے آرہی ہے۔ مقابلہ ہوا۔ اور مجاہدین کی کوشش جہاد کام کر گئی۔ رومی بہاگ گئے اور دمستق جو کئی جگہہ بہادری کا سکہ جما چکا ہوا تہا۔ قید ہوگیا۔ ابی تغلب نے اس کے علاج مین نہایت کوشش کی لیکن جان بر نہ ہوا اور ۳۶۳ھ ہجری مین مر گیا۔

اسی سال مین خلیفہ المطیع للہ پر فالج گرا اور معزول ہوگیا۔ اوسکا بیٹا الطائع للہ جانشین ہوا۔ اسطرف جب اسقدر اختلال اور کمزوری چہارہی تہی۔ خلیفہ الحکم کیطرف سے عبد الرحمن ناصر اور اسکا وزیر بہادر منصور جنوبی یورپ مین فتح کے نشان اوڑا رہا تہا۔ جسکا ذکر حالات ہسپانیہ مین آئیگا۔

رومی اختلاف اور روسیون کا عیسائی ہونا

دمستق کی شکست اور قید سے رومیون کی ترقی رک گئی۔ اور عیسائیون کا حوصلہ ٹوٹ گیا۔ بلکہ خیال یہ پڑ گیا جس سے چند سال کے لیے مسلمانون کو آرام ملا یہ فساد رومیون مین اسقدر بڑہا کہ وردا آلرومی نے ابا تغلب

بن ناصر الدولہ والی موصل حلب سے مدد طلب کی اور رابطہ اتحاد بڑھانے کے لیے اپنی بیٹی اباتغلب کو دیدی اباتغلب نے رومیون کے اس فساد کو غنیمت سمجھا اور جہاد کا اعلان کیا مسلمان جو کسی بہادر اولوالعزم سردار کی نہ ہونے سے پست ہمت ہو رہی تھے چارون طرف سے امنڈ آئے اور لشکر کثیر جمع ہوگیا اور ثابت کردیا کہ اگر کوئی اسلامی حرارت سے کام لینے والا ہو تو وہ ہر وقت موجود ہوتی ہے ابا تغلب نے رومیون کو شکست دی اور فتح کا نشان اوڑاتا ہوا قسطنطنیہ کو بڑھا اور ورد والرومی بھی ساتھ تھا۔ عیسائی بہ تعداد کثیر اُس کے ساتھ ہوگئے۔ مگر ورد والرومی کو شکست ہوئی اور اسلامی ملک کو چلا آیا اور سپاہ فارتین کے باہر آ اوترا۔ اور عضد الدولہ بن بویہ کی اطاعت منظور کی جو خلفائے بغداد پر متغلب تھا قسطنطنیہ والون نے تحفہ تحائف اور دوستانہ داد و رسوم سے عضد الدولہ کو قابو کرلیا اور ورد الرومی قید ہوگیا۔ اور عضد الدولہ کی سن وفات ۳۷۲ سنہ ہجری مین ہوئی پانچ سال کی قید کے بعد صمصام الدولہ نے اس شرط پر رہا کیا۔ کہ مادام الحیات مسلمانون سے جنگ نہ کرے اور سات رومی قلعہ معہ علاقہ حوالہ کرے اور رسم سے مسلمان قیدی چھوڑ دیے۔ جب عہدنامہ لکھا گیا۔ تو ہر ایک قسم کا ساز و سامان دیکر ورد الرومی کو روانہ کیا عیسائی بہ تعداد کثیر اُس کے ساتھ مل گئے اور ملاطیہ بزور شمشیر اُسنے فتح کرلیا۔ اور وردلیس بن لاران سے نصف ملک پر قبضہ کرلیا وردلیس نے اُن سے فراغت پاکر قسطنطنیہ کا محاصرہ کیا جہان دو بہائی مشترک شاہی کرتے تھے انھون نے شاہ روس کو اپنی بہن کے رشتہ کا لالچ دیکر مدد کو بلایا۔ بہن نے ایک مخالف عیسائی مذہب سے نکاح کرنے سے انکار کیا۔ محبت بُری بلا ہے شاہ روس نے عیسائی مذہب اختیار کیا۔ یہہ واقعہ ۳۷۵ سنہ ھ مین کا ہے اور اسوقت سے روس مین عیسائی مذہب پھیلنا شروع ہوا۔ روسیون نے وردلیس کو شکست دیکر مار ڈالا اور ورد الرومی سے صلح کی گئی۔ جو مدت طویل کے بعد زہر سے ہلاک کیا گیا۔ رومیون کا یہ باہمی نفاق و فساد کوئی پچاس سال سے زیادہ تک رہا مگر افسوس کہ مسلمان اس سے کچھ فایدہ نہ اُٹھا سکے خلیفہ بغداد برائے نام خلیفہ تھا اسلامی دنیا مین کئی ایک مدعی سلطنت بنے بیٹھے تھے۔ امرائے آل بویہ جو خاص بغداد اور عراق پر قابض تھے کم ہمت اور اسلامی ترقی سے بالکل ناآشنا اور لاپرواہ تھے۔ سرحدی امیر سلطنتون کی مقابلہ کی طاقت نہ رکھتے تھے اسلیے جون ہی رومیون کا نفاق مبدل بہ وفاق ہوا اسلامی علاقہ پر حملات ہونے لگے ۳۸۱ سنہ ھ مین خلیفہ الطائع اللہ معزول اور القاہر باللہ احمد بن اسحق بن المقتدر خلیفہ بغداد ہوا ۳۸۲ سنہ ہجری مین شاہ روم نے آرمینا پر حملہ کیا۔ اور خلاط۔ ملازکرد۔ وغیرہ کا محاصرہ کیا لوٹ مار کر دس سال کی میعادی صلح کرکے واپس چلا گیا۔ اور یہہ واپسی رومیون کے خانگی فسادون اور بے انتظامی کے سبب سے تھی جو پچاس سال تک برابر رہی اور مسلمان بچ گئے ۔اسی سال مین ترکون نے بخارا پر حملہ کیا۔ اور شکست کہائی اور ۳۸۳ سنہ ہجری مین مسلمانون کے نفاق اور فساد کے سبب سے بخارا فتح کرلیا اور ۳۸۷ سنہ ھ

مین سبکتگین والی غزنی فوت ہوا۔ اور سلطان محمود رح قومی خدمات کرنے لگا۔

چینیون کا حملہ اور اسلامی جوش

اب مسلمان اسقدر کمزور ہوگئے کہ چینیون نے اسلامی ملک پر حملہ کیا خیمون کی تعداد تین لاکھ لکھی ہے اس سے آدمیون کا اندازہ ہوسکتا ہے یہہ ٹڈی دل تمام ماوراء النہر پر چھا گیا۔ دیندار سلطان طغان خان والی بخارا اسقدر سے بیمار تھا۔ خدا سے دُعا مانگی کہ صحت عطا ہو تاکہ کفار سے انتقام لے سکون بعد ازان حسب مشیت جو چاہیے سو معرض ظہور مین لا خدا نے اسکی دُعا منظور کی اور صحت ہوگئی طغان خان نے جو پابندی شریعت حقہ اور محبت علماے اور صوفیائی مین ممتاز تھا۔ اور تقلید صحابہ کرام کا فخر رکھتا تھا جہاد کا اشتہار دیدیا شائقین غزا ہر طرف سے آنے لگے چنانچہ ایک لاکھ بیس ہزار مجاہدین جمع ہوگئے چینی مسلمانون کا یہ جوش سنکر واپس گئے مگر الوالعزم خادم اسلام طغان خان نے پیچھا نہ چھوڑا اور تین ماہ کے سفر طویل کے بعد چینیون کو خاص انکے علاقہ مین جا لیا اور جنگ عظیم مین حق غزا ادا کیا اور دو لاکھ قتل اور ایک لاکھ چینی قید کیے۔ سونے چاندی۔ چینی کے برتن اور چارپائے خیمہ وغیرہ لاکھون کا مال غنیمت مین ملا۔ اور یہہ عظیم الشان فتح پاکر واپس ہوا اور آتے ہی بیمار ہوکر فوت ہوا۔ اِنّا لِلّٰہِ وَاِنّا اِلَیہِ رَاجِعُونَ۔ یہ واقعہ بجنسہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالی عنہ کے مشابہ ہے جو غزوہ خندق مین مجروح ہوئے تھے اور دعا کی تھی کہ بنی قریظہ سے انتقام لینے تک زندگی عنایت کر چنانچہ دعا قبول ہوئی اور زخم اچھا ہوگیا جب بنی قریظہ سے انتقام لے چکے تو زخم بہنے لگا اور فوت ہوگئے رومیون نے خانگی فسادات کے سبب سے چند سال تک شام پر کوئی زبردست حملہ نہ کیا مگر اس حالت مین بھی مسلمانون کی کمزوری اور غفلت کی وجہ سے رومی بھی ہاتھ پاؤن ہلاتے اور رعایت جماتے رہے ۴۲۱ھ شاہ روم تین لاکھ فوج جرار لیکر قسطنطنیہ سے فتح شام کے لیے نکلا اور بلا روک ٹوک حلب تک پہنچ گیا۔ فوج کو پانی کی کمیابی سے سخت تکلیف ہوئی اور عربون کے جہادی جوش سے ڈر کر واپس ہوا۔ عربون۔ دیہاتون حتی کہ عیسائی ارمنون نے لوٹ مار شروع کردی [illegible] مال و اسباب کی لدی ہوئی لوٹ لی اور رومی بہ تعداد کثیر ہلاک ہوئے بادشاہ سب زر و مال دیکر بمشکل سلامت واپس گیا۔ اس بلا سے نجات تائید الٰہی [illegible] کہ پانی کی کمی سے پیاس مین مبتلا ہوئے اور مسلمانون کی مستعدی اور جہادی جوش سے حواس باختہ ہوگئے۔

لیکن مسلمان امراء کا نفاق دن بدن بڑھ رہا تھا۔ شہر رہا مین دو مضبوط برج بطور قلعہ تھے دونون مین علیحدہ علیحدہ ابن عطیر اور ابن شبل نامی دو حاکم تھے اور ایک دوسرے کے مخالف تھے جب ابن عطیر اپنے حریف سے عہدہ برا نہو سکا تو قومی غداری پر کمر باندھ لی اور اپنا قلعہ معہ علاقہ بیس ہزار دینار لیکر شاہ روم

کے حوالہ کردیا رومیون نے شہر مین داخل ہوکر ابن قشبل کی فوج کو تہ تیغ کردیا مسجدین گرادین یہ واقعہ سنہ ۴۲۲
کا ہے نصر الدولہ بن مروان والی کردستان رہا کو چھوڑانے چلا اور بزور شمشیر شہر فتح کرکے رومیون کو قتل کیا
لیکن دوسری لڑائی مین شکست کہائی اور شہر کہو دیا۔ بلکہ حران اور سروج بہی دیدیا۔ اور اسلامی علاقہ باجگذار ہوگیا
اسی سال سنہ ۴۲۲ ہجری مین عالم منصف خلیفہ القادر باللہ اکتالیس سال تین ماہ کی سند نشینی کے بعد فوت ہوا۔ اور اسکی
جگہہ اسکا بیٹا القائم باللہ جانشین ہوا۔

سنہ ۴۲۳ ہجری مین مسلمان حکام شام مین سخت اختلاف پڑگیا حسان طائی شاہ روم کا ملازم جا ہوا۔ اور
عیسائی فوج اور صلیبی علم لیکر مسلمانون کے قتل و غارت کو چلا قلعہ افامیہ کو بزور شمشیر فتح کرکے مسلمان باشندون
کو قتل او سقید کیا۔ اور لوٹ کر واپس ہوا۔ اس واقعہ سے اُسوقت کے مسلمان سردارون کے ضعف ایمان اور عدم
تعمیل احکام قرآن کا بخوبی پتہ لگتا ہے جب صریح احکام شرعی کے خلاف ذاتی طمع و لالچ سے مسلمان بہائیون کا
گلا کاٹنا اور کفار کے مدد کرنے سے دریغ نہ ہو تو پہر زوال اور ادبار جسقدر آئے کم ہے ہر ایک ملک اور قوم کی ترقی قومی ہمدردی
پر موقوف ہی جس قوم مین ہمدردی کا جوش ہمیشہ موجود ہوتا ہے وہ ترقی کے اسباب مہیا کرسکتی ہے اور بڑہ
سکتی ہے جون ہی یہ احساس دور ہوا۔ اقبال اعزاز کا شیشہ چکنا چور ہوا۔ یورپ آج اسی اہلی وصف کے باعث تمام
دنیا کا ٹھیکہ دار بنا بیٹھا ہی۔ ممکن نہین کہ کوئی یورپین اپنے ملک اور قوم کے برخلاف ہتھیار اُٹھا سکے اگر کہین اٹھائے
بہی تو اپنی قوم کو نقصان ہرگز نہین پہونچائے گا۔ اور قوم کی زندگی اور موت کا اسیبات پر مدار ہے۔

سنہ ۴۲۵ ہجری مین سودان بن مخلان نے ابی الہیجا والی قلعہ برکوی واقعہ آرمینیہ کے کی نقصان رسانی کے لیے شاہ
روم کو قوم کو فوج کشی کی تحریک کی اور خود بہی مدد دی رومیون نے شہر فتح کرلیا خلیفہ بغداد نے یہہ بات سنکر سودان
اور ابی الہیجا دونون مین صلح کرادی لیکن قلعہ واپس لے سکے سنہ ۴۲۷ ہجری مین مسلمان مجاہدین نے چند مسلمان
سردارون کے ماتحت جنمین سے بعض نے عیسائیون کی دوستی سے نقصان اُٹھا لیا تھا سارما وغیرہ کو بزور
شمشیر فتح کرلیا اور ۲۵۰۰ سو رومی قتل اور بیشمار رومی قید کرلیے۔ ایک جنرل بھاگ گیا۔ اور بہا پنجہزار رومی فوج
لیکر پہرا۔ ابن وثاب اور نصر الدولہ نے شکست دی کچھ رومی قتل اور کچھ معہ جنرل مذکور قید ہوئے بہت کچھ مال
کثیر غنیمت مین ملا حسان طائی جسکا ذکر اوپر آچکا ہے رومیون کی مدد پر آپہنچا مگر ابن وثاب سے شکست کہائی
اور میدان جنگ مین فوج کثیر کٹوائی۔ اس شکست یافتہ اور مقہور فوج مین کچھ عرب بہی تہے جو رومیون کے نوکر
ملازم تہے۔ جب یہان تک ایمانی ضعف ہوگیا۔ تو خدا تعالی نے ایک دوسرے پرجوش خاندان کو اسلام کا محافظ بنا دیا
گیا۔ جسکا ذکر ذیل مین آتا ہے۔

خاندان سلجوقی

دوسو سال کے زمانہ زوال کا حال باختصار و اجمال اس غرض سے لکھا گیا ہے کہ ایک تو ان حادثات کا تاریخی سلسلہ قائم رہے جو عیسائیون کے ہاتہہ سے مسلمانون کو پیش آتے رہے دوم اسباب زوال کے اظہار کے ساتہہ ہی زمانہ حال کے حیرت زدہ مسلمانون کو لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ تعالیٰ کے کرشمے دکہائے جائین - ان واقعات سے معلوم ہوچکا ہے کہ عام مسلمانون کی حرارت جنگی ہر وقت مین موجود تہی صرف قصور کام لینے والون کا تہا - جبتک خلفائے خود شمشیر زن رہے سوار پابند شرع محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام رہے مسلمانون کا حال ترقی پذیر رہا جون ہی آرام طلبی اور تکلفات اور غیر مشروع امور کا رواج ہوا - اور خلیفہ کے رسوخ و اعتبار مین فرق آیا - بغاوت و سرکشی نے سر اُٹہایا - امراء و وزراء نے قومی فواید کو بالائے طاق رکہکر اپنے اختیارات بڑہانے اور کشید زر کا راستہ نکالنے پر ہمت صرف کی عام مسلمانون پر اگرچہ ان اہل دول کا اثر ضرور پڑا لیکن باوجود اسکے جب کبہی کوئی پرجوش جان باز سردار مل گیا تو بہت کچہ کر دکہایا - ان دوسو سال مین گاہے ماہے فوج سلطانی اور عموماً قومی جان نثار مجاہدین ہی عیسائیون کو روکتے رہے خلافت کی باگ اول تو ترک غلامون کے ہاتہہ مین رہی جنہون نے خلفائے کے قتل و عزل اور خلافت کی مذہبی اعتبار و عزت کو مٹانے کے سوا اور کچہہ نہ کیا - امراء آل بویہ جو در اصل خود مختار سلطان تہے اور اُن مین عضد الدولہ وغیرہ باقبال شمار ہوئے ہین لیکن شمالی سرحد کو رومیون سے محفوظ نہ کر سکے بلکہ آل بویہ کے عہد مین رومیون نے بڑی بڑی فتوحات حاصل کین جنکا ذکر اوپر آچکا ہے - اور بغداد عراق مین بجائے سنیون کے شیعون کا زور ہوگیا - اور فساد بڑہ گئے - خلیفہ بغداد امراء آل بویہ کا ایک ملازم شمار ہونے لگا خلافت کی کوئی وقعت نہ رہی اسلیے میرے نزدیک قومی خدمات کے لحاظ سے یہہ خاندان بہی کسی مورخانہ تعریف کا مستحق نہین ہے اس خاندان کی جگہہ خاندان سلجوقی قائم ہوا جو پرجوش اسلامی گروہ تہا اس خاندان کے ممبر اسلام کا سچا جوش رکہتے تہے - پابند شریعت اور شائق غزا تہے اسی وجہ سے مسلمانون نے انکا خیر مقدم کہا اور اس خاندان نے اسلامی حرارت سے باقاعدہ کام لے کر اُس رومی قوم کو جو چارسو سال سے بہادران اسلام کے سامنے اَڑی اور آج کل بہت ہی بڑہی ہوئی تہی تہ تیغ کر کے ایشیا سے نکال دیا اور دکہا دیا کہ اسلام کے حقیقی جوش کا مقابلہ کوئی قوم نہین کر سکتی - بشرطیکہ سرپرست کوئی اسلام کا سچا خادم مقلد صحابہ کرام ہو - اب اس معزز خاندان کے فتوحات کا مختصر حال بیان کیا جاتا ہے جس سے ہمارے اوس دعوی کی تصدیق ہوتی ہے جو لن یصلح امر اٰخر هذہ الامة الا بما صلح الاولون ہے -

خاندان سلجوقیہ ماوراء النہر کے ترکون اور افراسیاب کی نسل مین شمار ہوتا ہے - سب سے پہلے سلجوق بخوشی خود مسلمان ہوا

جسکے ہمراہ اُس کی قوم کے اکثر لوگون نے اسلام قبول کیا اور کفار ترکون سے مدت تک لڑتا بہرتا رہا۔ اس قوم کا اسطرح
سے محض صداقت اسلام کو دیکھکر ایمان لانا اور مخالفین دین سے سینہ سپر ہونا اُسی سچے اسلامی جوش کی کافی دلیل
ہے کہ جسکے سبب سے یہ خاندان دن بدن بڑہتا رہا اور اسلام کے دلون مین گہر کرتا رہا۔ اور مخالفون پر فتوحات
پاتا رہا۔ سنہ ٣٦٥ ہجری مین سلجوق معہ اپنی مسلمان قوم کے دار الحرب سے دار السلام کو ہجرت کر گیا۔ چونکہ
اسوقت سلطنت سامانی کے اجزا متفرق ہو چکے تھے۔ شاہ بخارا نہایت کمزور تہا۔ خود غرض در لالچی امرا باہمی
کشت و خون مین لگے تہے اسلیے سلجوق کی طاقت روز بروز بڑہتی گئی اُسکی اولاد مین میکائیل۔ اسرائیل زبردست
سردار تہے اسرائیل تو پولیٹیکل شبہ مین سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کے حکم سے قلعہ کالنجر واقعہ ہندوستان
مین قید کیا گیا۔ اور وہین مر گیا جسکے سبب سے سلجوقیون اور غزنویون مین بہت سے محاربات ہوئے اور خراسان سے
غزنویون کو دست بردار ہونا پڑا۔ میکائیل کی اولاد مین۔ طغرل بیگ۔ جعفر بیگ مشہور گذرے ہین طغرل بیگ
نے سنہ ٤٣٢ھ مین سلطان مسعود بن سلطان محمود غزنوی کو ٹوٹ مرو مین شکست دی اور خراسان پر مستقل قبضہ
جمالیا اور پہر ایران اور عراق کو امرائے آل بویہ سے یکے بعد دیگرے چہین لیا اور قومی ضروریات کے تعلقات
سے عموماً مسلمانون نے اس انقلاب کو پسند کیا۔ جب طغرل بیگ ایرانی مسلمانون کا تفرقہ مٹا چکا اور رومیون
کے جہاد کو نکلا سنہ ٤٤٠ ہجری مین بسر کردگی ابراہیم انیال اپنے بہائی کی فوج جرار روانہ کی یہ لشکر ظفر پیکر
لیکر عیسائیون کو کاٹتا اور دباتا ہوا اور کردستان ارض روم قالیقلا کو فتح کرتا ہوا اطرابزون پہونچگیا۔ یہان رومیون
نے پچاس ہزار فوج سے میدان مین جمکر مقابلہ کیا۔ اور کئی ایک خونخوار معرکہ ہوئے جنمین کبہی رومی اور کبہی مسلمان
فتحیاب ہوتے رہے۔ لیکن آخر الجنۃ تحت ظلال السیوف پر ایمان رکہنے والے بازی لے گئے اور رومی بہاگ
نکلے۔ اکثر مارے گئے کچھ بہاگ گئے اور کچھ قید ہوگئے ان قیدیون مین بڑے بڑے نامور بہادر جنرل تہے مشہور
بہادر قاریطہ بہی قید ہو گیا جسکا فدیہ تین لاکہہ دینار نقد اور ایک لاکہہ کے تحائف رومیون نے پیش کیئے
لیکن مآل اندیش طغرل بیگ نے قاریطہ کی رہائی کو اسلامی مصلحت کے خلاف سمجہا۔ اور فدیہ کی رقم کثیر لینے اور
قاریطہ کو چہوڑنے سے انکار کیا۔ سلجوقی بہادرون کا جوش جہاد بہت بڑہا ہوا تہا اس فتح کے بعد اور آگے بڑہے
اور رومی ممالک مین اسلامی شمشیر کی چمک دکہلانے اور غازیانہ رعب جمانے قسطنطنیہ سے ۵ ارذہ کے فاصلہ پر
جا پہونچے اور جسقدر تاخت و تاراج سے رومیون نے آل بویہ کے ایام تسلط مین مسلمانون کا نقصان کیا
تہا اسکی کسر نکال لی۔ اور ایک لاکہہ قیدیون اور گہوڑے اور خچرون چارپایون کے علاوہ جسکی تعداد لاکہون تک
تہی صرف مال و متاع اور زر و سیم و سنہرا خچرون پر لاد کر بہیجا گیا۔ انمین صرف زرہ ہی دس ہزار تہین سلجوقی بہادر آگے
پیش قدمی کرنے کو تہے۔ مگر شہنشاہ روم نے شائقین غزا کے استقلال و ہمت اور عزم بالجزم کو دیکہہ کر یقین

لیا کہ اب مسلمانون کی عنان حکومت ایک ایسے اولوالعزم بہادر کے ہاتھہ مین ہے جو اسلامی جوش سے باقاعدہ کام لے سکتا ہے اور مسلمان اسکو اسلام کا سچا خادم جانکر اسکے جھنڈے تلے جانین قربان کرنے سے نہین چوکتے ایسے وقت مین انکساری اور عاجزی کے سوا بچاؤ مشکل ہے اسلیے نہایت قیمتی تحفہ بہجکر ۴۴۶ھ مین صلح کی درخواست کی طغرل بیگ نے اس شرط پر صلح منظور کی کہ خاص قسطنطنیہ مین شاہ روم اپنی لاگت سے ایک عالی شان مسجد تعمیر کرے اور جو مسلمان قسطنطنیہ مین موجود ہین اس مین اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ کی صدائے گونج سے اسلام کی منادی کرسکین اور نمازین آزادی کے ساتھہ پڑہین اور طغرل بیگ کا خطبہ پڑہا جاوے۔ غور کا مقام ہے کہ اتنا بڑا اعزاز جو طغرل بیگ کو حاصل ہوا محض حقیقی جوش سے حاصل ہوا تہا۔ اور یہہ جوش تقلید صحابہ کرام کی بدولت ملا تہا۔ جو کتاب کی تالیف کا مدعا ہے۔ اس قوم نومسلم نے پچاس سال کے عرصہ مین پابندی احکام قرآن سے اتنا ہی اعزاز حاصل کیا۔ اور ان اسلامی اقوام پر جو صدیون سے مسلمان تہے مگر عدم تعمیل شریعت سے جوش کہو چکے تہے غالب آگئے اور ایک صدی کے اندر ہی اندر رومی طاقت کا ایشیا سے استیصال کردیا۔

غزوہ دیگر

۴۴۷ھ ہجری مین سلطان طغرل بیگ نے آرمینا پر چڑہائی کی اور قلعہ ملاذکرد کو گہیر لیا۔ اور رومیون کو بسخت تنگ کیا۔ اشیاء کو لوٹ لیا۔ شہر ویران کردیا اور فتح کرتا ہوا اور رومیون کو قید و قتل کرتا ہوا ارزن روم تک جا پہونچا اور برف باری کے سبب سے آذربائجان کو واپس چلا آیا۔

جبکہ سلجوقی بہادر رومی ممالک کو فتح کر رہے تہے سلطان طغرل بیگ کا چچیرا بہائی قتلمش نے قونیہ اور اقصر وغیرہ وسیع علاقہ پر تصرف کرلیا جسکی اولاد دولت عثمانی کے ظہور تک قونیہ۔ اقصر سیورس قوقات۔ انگوریہ ملاطیہ بلاد استان۔ قیساریہ۔ سیکنا۔ اناتیہ پر حکمران رہی ۴۴۷ھ ہجری مین طغرل بیگ بغداد مین داخل ہوا۔ اور آل بویہ کی طرح خلیفہ القائم بامر اللہ کا سرپرست ہوا اور خلیفہ کی بیٹی سے نکاح کیا۔

الپ ارسلان

سلطان طغرل بیگ کئی ایک فتوحات اور انتظام سلطنت کے بعد ۴۵۵ھ ہجری مین فوت ہوا۔ اور اسکی جگہہ اسکا بہتیجا الپ ارسلان محمد بن داؤد بن میکائیل بن سلجوق تخت نشین ہوا۔ خوانداں سلاجقہ مین نہایت عظیم الشان اور بہادر شایق غزا گذرا ہے یہہ سلطان علماء و فضلاء کا قدردان اور احکام مذہبی کی تعمیل مین بہت

ہی سرگرم تھا اس کے وقت مین علوم و فنون کی بہت ترقی ہوئی ۶۵۶ھ ہجری مین سلطان الپ ارسلان نے عیسائی ممالک پر چڑھائی کی اور دار السلطنت سے آذربایجان کو روانہ ہوا۔ اور تنگ اور دشوار گذار درون اور رستون سے گذرتا ہوا نقجوان پہونچ گیا۔ اور کشتیون کے ذریعہ دریائے ارس کو عبور کیا۔ اور باشندگان خوئی و سلماس کی شرارت پسند طبائع کو درست کیا۔ یہان ہر طرف سے سرداران اسلام اپنی اپنی فوجین لیکر اور عام مجاہدین بکثرت جمع ہوگئے جنکو صرف قومی خدمات کا اور حصول شہادت کا شوق تھا۔ بہادر الپ ارسلان یہان سے کردستان کو روانہ ہوا۔ اور اپنے بیٹے ملکشاہ اور فاضل اور مشہور وزیر نظام الملک کو آگے روانہ کیا جنھون نے ایک مضبوط قلعہ فتح کرکے رومیون کو تہ تیغ کیا اور فرحت افزا قلعہ سرمارین اور ایک اور قلعہ کو فتح کیا اور یہان سے فارغ ہو کر شاہزادہ اور وزیر مذکور شہر مریم نشین کو گئے جو عیسائیون کی ایک مقدس زیارت گاہ تھی۔ اور راہب پادری قسیس اور معزز عیسائی سردار اور ملوک اور عوام حصول تقرب اور ثواب کے لیے یہان رہتے تھے فصیل بڑے بڑے مضبوط پتھرون سے بنے ہوئی اور مختلف دہاتین گلا کر محکم کی گئی تھی ایک ندی بہت بڑی اُسکے قریب بہتی تھی نظام الملک نے کشتیان اور دیگر سامان حملہ تیار کر لیا اور شہر پر دہاوا کیا۔ کئی دن رات لگاتار لڑائی ہوتی رہی مگر نگین سخت پتھریلی زمین و بنیاد کے سبب سے نہ لگ سکین بہادران اسلام نے سخت حملہ کیا۔ رومی چونکہ کئی دن کی متواتر لڑائی سے تھک گئے تھے حملہ آورن کو نہ روک سکے مسلمان سیڑھیان لگا کر فصیل پر چڑھ گئے اور رومیون کو مار کر دروازے کھول دیے ملکشاہ اور نظام الملک شہر مین داخل ہوئے اکثر لوگ مارے گئے اور باقی نے اسلام قبول کر لیا۔ الپ ارسلان شاہزادے کی ان بہادرانہ کارنامون کو سنکر بہت خوش ہوا۔ اور واپس بلا لیا۔ واپسی کے وقت ملکشاہ نے کئی ایک رومی قلعے فتح کئے اور بیشمار مخالف قید کئے الپ ارسلان اور ملکشاہ و نظام الملک سب ملکر شہر تبنید کی فتح کو چلے گئے ایک سخت خونخوار معرکون اور بہت سے مسلمانون کی قربانی کے بعد یہ شہر فتح ہوا۔ اور پھر شہر اعال لال کا رُخ کیا یہ شہر ایک اونچے پہاڑ پر واقعہ تھا دو طرف سے پہاڑ اور دو طرف سے ایک بڑی نہر سے محیط تھا پہاڑ پر چند مضبوط قلعے تھے حملہ کی طرف سے ممکن نہ تھا تسخیر محال نظر آتی تھی لیکن اولوالعزم سلطان الپ ارسلان جو ؎

ہر کارے کہ ہمت بستہ گردد اگر خارے بود گلدستہ گردد

کا حقیقی نمونہ تھا ذرہ نہ گھبرایا۔ اور نہر پر پل باندھ کر حملہ کا رستہ نکال لیا۔ فریقین نے خوب دل کھول کر مقابلہ کیا محصورین اگرچہ مدافعت کا زیادہ قومی سامان رکھتے تھے اور مجاہدین زیادہ تر خطرہ و ہلاکت مین تھے لیکن مسلمان شہادت کا نشہ مین اپنی جانین فدا کرتے ہوئے قلعہ والون کی تندی و تیزی پر غالب آگئے اور شہر سے دو شخص نکلکر طالب امان ہوئے اور کچھ فوج لیکر شہر کو واپس گئے۔ جون ہی فصیل سے گذرے شہر والون نے گھیر لیے

اور سب کے سب لڑکر شہید ہوگئے اس واقعہ سے شہر والونکا حوصلہ بڑہ گیا اور باہر نکلکر مسلمانون پر حملہ آور ہوئے اسوقت سلطان نماز پڑہ رہا تہا دشمن کے زبردست اور غالبانہ جنگ کی خبر دی گئی لیکن خداپرست اور مستقل مزاج سلطان پر ذرہ اثر نہوا۔ بدستور خشوع وخضوع کے ساتہ نماز مین مشغول رہا۔ نماز سے فارغ ہوکر سوار اور کفار کے مقابل ہوا سلطان کی غازیانہ آن پر مسلمان قربان تہے۔ جب اللہ اکبر کی موحدانہ گونج سے مخالفون کے لون کو ہلاکر حملہ کیا۔ تو سطوت جبروتی اسباب ناسوتی پر غالب آگئی اور عیسائی بہاگ کر شہر مین داخل ہوگئے مگر مسلمان بہادر بہی ساتہ ہی گہس گئے جنکی ہمراہ اُن کا بہادر سلطان تہا شہر پر سلطان کا قبضہ ہوگیا۔ کچہ عیسائی ایک برج مین محصور ہوگئے۔ جب کسی طرح اطاعت پذیر نہ ہوئے تو ناچار برج کو آگ لگا جلادیا۔ سلطان کیمپ کو واپس چلا گیا۔ رات کو آندہی چلی۔ برج تندکور کی آگ اُڑ کر شہر کو جا لگی اور جلاکر بہسم کردیا۔ اور یاس کے قلعہ مضبوط پر سلطان کا قبضہ ہوگیا اس بڑی فتح کے بعد فارص کو گیا اس نواح مین لوگ بہ طیب خاطر مسلمان ہوگئے۔ یہان سے شہر آنی کو گیا۔ جو نہایت حصین اور مستحکم تہا۔ دریائے روس پر آباد تہا۔ اس مین صرف اگرچہ پانچسو تک تہی آبادی بیشمار تہی محاصرہ کیا گیا۔ لیکن کارگر نہوا۔ مسلمان فتح سے مایوس ہوگئے۔ لیکن سلطان نے ایک لکڑی کا برج قلعہ کے برابر اونچا بنادیا اور بہادرون کو اُس مین بٹہلادیا۔ متواتر تیر بارانی سے مخالف فصیل پر سے ہٹ گئے اور مسلمان سرنگین لگانے لگے مگر تائید ربی سے فصیل کا کچہ حصہ خود بخود گر پڑا۔ اور سلطان کا اقبال کام کر گیا۔ مسلمان شہر مین داخل ہوگئے اور اسقدر عیسائی مقتول ہوئی کہ مردون کی لاشون کی کثرت سے مسلمانون کا شہر مین داخل ہونا رک گیا۔ اور اسیقدر قید ہوئے اور اس فتح کے بشارت نامہ تمام اسلامی بلاد مین روانہ کیے گئے اور فتح نامہ دارالخلافہ بغداد مین پڑہا گیا۔ خلیفہ نے الپ ارسلان کو خط لکہا اور الفاظ ثنائیہ اور دعائیہ درج کیے۔

الپ ارسلان جرار لشکر ایک بہادر امیر کی ماتحتی مین چہوڑکر واپس ہوا۔ اور شاہ کردستان سے بشرط ادائے جزیہ میعادی صلح کی گئی ۴۶۲ھ ہجری مین شاہ روم بہت بڑی فوج لے کر قسطنطنیہ سے شام پر حملہ آور ہوا اور شہر منبج لوٹکر اور باشندون کو قتل کرکے قحط سالی کے سبب سے واپس ہوا۔

الپ ارسلان کی فتح عظیم

بہادران سلجوق کے غازیانہ عزم اور مجاہدانہ ازم سے اہل یورپ نے سمجہ لیا کہ اب اسلامی حرارت سے باقاعدہ کام لینے والے نکل آئے ہین اگر متفقہ کوشش سے اس سیلاب کو نہ روکا گیا۔ تو یورپ ایک ایک دن ضرور اپنا ماتم کرتا پہرے گا۔ اس لیے ارمانوس قیصر روم نے یورپ کی کئی ایک ملکون۔ مثلاً۔ اٹلی۔ یونان۔ فرانس۔ روس

جو بنی اسشرت کی چیدہ بہادر فوجون کو اپنے ساتھ ملالیا۔ اور نہایت شان وشوکت کے ساتھ ۴۶۳ھ ہجری مین بلاد اسلام کی طرف چلا۔ چونکہ اب کی دفعہ قیصر روم کے پیش نہا دخاص دار السلام بغداد کا فتح کرنا تہا اس لیے فراہمی فوج اور ساماں اور تالیف قلوب اور ترغیب وتحریص مین کوئی دقیقہ باقی نرکہا۔ اہل یورپ کے حوصلہ ہر طرح سے بڑہائے گئے اور جب یہہ ٹڈی دل اسلامی علاقہ مین داخل ہوا تو آلپ ارسلان عیسائی فوجون کی کثرت سنکر حیران رہ گیا۔ اور دشمن کے قریب ہوپہنچنے کے سبب اپنی فوجون کو جمع نہ کرسکا اس لیے نازک حالت خیال کرکے تمام فالتو مال واسباب وخزانہ وغیرہ وزیر اور بیگمات کے ساتھ ہمدان کو بہیجدیا۔ اور خود صرف پندرہ ہزار چیدہ شاہ سوار لیکر بیشمار عیسائی لشکر کے مقابلہ کو روانہ ہوا۔ اور کہا کہ انی اقاتل محتسباً صابراً۔ اگر فتح پائی تو سب کچہ ہمارا ہے۔ اگر شہید ہوگیا تو ملک شاہ میرا بیٹا ولی عہد ہے۔ جب دونون فوجین قریب پہنچین تو دونون ہراولونکا مقابلہ ہوگیا۔ عیسائیون کے ہراول پر وسنہار روسی فوج تہی اسلامی ہراول نے فتح پائی اور روسی سردار قید ہوگیا جسکو سلطان نے تشہیر کے لیے بغداد بہیجدیا۔

سلطان قلت فوج کے سبب سے لڑائی سے پہلو بچانا چاہتا تہا۔ اس لیے قیصر روم سے صلح کی درخواست کی مگر مغرور قیصر نے عام انسانی اوصاف اور سابقہ اسلامی احسانات کو بالائے طاق رکہکر یہہ جواب دیا کہ دار السلطنۃ (رَے) کے لینے کے بعد اس تمہاری درخواست پر غور کیجائیگی۔ آلپ ارسلان یہ سنکر گہبرا گیا۔ مگر اسوقت شاہی امام اور فقیہہ ابو نصر محمد بن عبد الملک بخاری حنفی نے پرجوش تقریر سے سلطان کا حوصلہ بلند ہوا دیا۔

خلاصہ تقریر فقیہہ ابو نصر محمد رحمۃ اللہ علیہ

اللہ جل جلالہ وعم نوالہ اپنی مقدس اور متبرک کتاب مین فرماتا ہے اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ الطَّاغُوْتِ فَقَاتِلُوْٓا اَوْلِیَآءَ الشَّیْطٰنِ اِنَّ کَیْدَ الشَّیْطٰنِ کَانَ ضَعِیْفًا۵ سورۂ نساء پارہ (۵) مسلمان تو محض اسلام کی حمایت اور توحید کی اشاعت کے لیے ہتہیار اُٹہاتے ہین اور کفار گمراہی وبداخلاقی وملذائذ جسمانی وہواجس نفسانی۔ مادہ پرستی وغیرہ شیطانی امور کے پہیلانے کے لیے لڑتے ہین اللہ تعالی نے ایسی لڑائیون مین فتح کا وعدہ کیا ہے اور جو لوگ اُس کے امرونہی کو ماننے والے اور اہلیت اسلام رکہنے والے ہین انکے ذریعہ سے اسلام کا غلبہ یقینی ہے چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہین "لایزال ھذا الدین ظاھرًا علی کل من ناواہ حتی تقوم الساعۃ واھلہ ظاھرون" چونکہ یہ صفات اہلیت اسلام کی آپ کی ذات مین موجود ہین اور کفار محض استیصال اسلام کے لیے آرہے ہین امید کرنا ہون کہ فتح آپکو ضرور حاصل ہوگی حملہ جمعہ کے روز بعد زوال کے کیا جاوے جبکہ تمام اسلامی ممالک

ممالک مین ممبرون پر خطیب " اللھم انصر من نصر دین محمد واخذل من خذل دین محمد " کے دعا مین مانگ رہے ہون اُسوقت حملہ کیجئے خدا تعالی فتح دیگا۔ اس تقریر سے الپ رسلان اور اُسکی قلیل مگر جانباز فوج کا حوصلہ بڑھ گیا۔ جمعہ کے دن سلطان نے پہلے نماز پڑہی اور سخت زار زار روکر " اَللّٰھُمَّ اَفْرِغْ عَلَیْنَا صَبْرًا وَّ ثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْکٰفِرِیْنَ " کی دعائین مانگی سب نے امین کہی پہر ہمراہیون کو کہا مین تو موت کے دریا مین تیرنے لگا ہون تم مین سے جو واپس جانا چاہتا ہے چلا جاوے مین باز پرس نہین کرونگا مگر ان خادمان اسلام اور عاشقان خیر الانام نے جو " فَضَّلَ اللّٰہُ الْمُجٰھِدِیْنَ بِاَمْوَالِھِمْ وَاَنْفُسِھِمْ عَلَی الْقٰعِدِیْنَ دَرَجَةً " پر دل سے یقین رکہتے تہے اور شمولیت معرکہ کارزار کو اپنی نجات اور اسلام کے حمایت کا باعث جانتے تہے سلطان سے عرض کیا کہ یہہ کوئی آپکا ذاتی کام نہین آپ محض قوم و ملت پر قربان ہونے لگے مین جسکی شراکت شاہ و گدا امیر و فقیر زن و مرد سب پر یکسان فرض ہے اس لیے اس ڈیوٹی کے ادا کرنے مین آپ اور ہم سب برابر ہین دیکہئے ہم راہ خدا مین کیسی جانین فدا کرتے ہین اور یہہ غازیانہ جواب سُنکر الپ رسلان نے حکم دیا کہ تیر و کمان پہینکدو صرف تیغ و سپر لے لو۔ سفید لباس پہن لیا اور خوشبو لگالی۔ اور کہا کہ اگر مین مارا گیا تو یہی میرا کفن ہوگا۔ جب دونون فوجین قریب پہونچ گئین تو پہر گہوڑے سے اتر کر سربسجود ہوا۔ اور زار زار رو کر دعائے فتح مانگی اور سوار ہوکر ایسے مجاہدانہ جوش سے حملہ کیا کہ چند ہزار بہادران اسلام دو لاکھ رومی فوج کے صفون کو شیرون کی طرح چیر پہاڑ کر رومی فوج کے عین قلب مین جا پہونچے۔ رومیون نے چارون طرف سے مسلمانون پر حملات شروع کیئے۔ لیکن جان فروش غازیون نے جو زندگی سے ہاتہہ دہو کر ایسے بحر بے کران مین غوطہ زن ہوئے تہے اور " جنت الفردوس زیر سایہ شمشیر ہمت " کا عملی نمونہ دکہا رہے تہے عیسائی جوش پر غالب آگئے اور ہزارہا مخالفون کو گاجر مولی کی طرح کاٹ کاٹ کر خاک ذلت پر ڈال دیا۔ رومی بہاگ نکلے اور مقتولون کی لاشون سے زمین پٹ گئی۔ اور شاہنشاہ روم ایک غلام کے ہاتہہ قید ہو گیا جسکا آقا قیصر روم کو سلطان الپ رسلان کے پاس لے گیا۔

کہتے ہین کہ جب وزیر نظام الملک کے سامنے جانباز مجاہدین پیش ہو رہے تہے تو اس غلام کو بہی اُسکے آقا نے پیش کیا چونکہ غلام مذکور بدصورت کوتاہ قد تہا نظام الملک نے اُسکے انتخاب سے انکار کیا۔ آقا نے غلام کا کمال شجاعت ایسا بیان کیا وزیر نظام الملک نے یہہ کہکر کہ شاید یہی غلام قیصر روم کو قید کرکے لے لیا دا مر یہی ہوا جو اُس بیدار وزیر کے منہ سے نکلا تہا۔ فَاعْتَبِرُوْا یٰاُولِی الْاَبْصَارِ۔

اس فتح عظیم کے اسباب و نتائج پر اون لوگون کو غور کرنی چاہیے جو اسباب و تعداد کی کثرت پر مرتے ہیتھے

مین الپ ارسلان کی فوج کو رومی فوج سے کوئی نسبت ہی نہ تہی۔ لیکن الپ ارسلان اور اسکے بہادر ہمراہیان مین اسلام کا سچا جوش موجود تہا۔ اور تقلید صحابہ کرام حمایت اسلام کے لیے جان دینے کا اعلی جوہر اُن مین پایا جاتا تہا۔ غیر اقوام کا رعب و ہراس اُنکے پاس نہ پہٹکتا تہا۔ استقلال و ہمت ہر وقت اُنکے ساتہہ تہا۔ انہین اوصاف سے قوم کی عزت و عظمت قائم رہ سکتی ہے اتباع شریعت کے بغیر کبہی بہی حقیقی جوش پیدا نہین ہو سکتا۔ اور سچے جوش کے بغیر کوئی قومی کام نہین چل سکتا۔ الپ ارسلان کا یہہ واقعہ امت محمدی علیہ الصلوۃ والسلام کے لیے نہایت ہی باعث افتخار ہے جب قیصر ارمانوس سلطان کے پاس قید کر کے لایا گیا۔ تو خدا پرست سلطان نے کہا کہ کیا مین نے تجہہ سے صلح کی درخواست نہین کی تہی۔ اور تم نے نامنظور کی دیکہو وہ قادر مطلق احکم الحاکمین جو سب مغروروں متکبروں کا غرور مٹانے والا ہے اُسی نے تمکو غرور کا نتیجہ دیا ہے قیصر نے کہا کہ اب ملامت نہ کیجئے سلطان نے کہا اگر تم مجہکو قید کر لیتے تو کیا سلوک کرتے قیصر نے جواب دیا کہ مین بہت بُری طرح سے پیش آتا۔ سلطان نے کہا کہ اب تم مجہ سے کیا امید رکہتے ہو۔ قیصر نے کہا پہلے مجہے قتل کروگے اور پہر میری لاش ممالک اسلام مین تشہیر کروگے دوسری امید عفو بعوض ادائے زر فدیہ بعید از قیاس ہے۔ سلطان منجملہ عباد الرحمن تہا کہنے لگا کہ چونکہ اللہ تعالی جل شانہ نے مجہ ناچیز بندے کو ایسی عظیم الشان فتح دی ہے اس کے شکرانہ مین مین وہی سلوک کرتا ہون جو تمہارے خیال مین ناممکن دکہائی دیتا ہے اور تمکو زندہ چہوڑتا ہون قیصر کو ایک تکلیف خیمہ مین اتارا گیا۔ اور دس ہزار دینار طلائی بطور ضیافت بہیجے گئے اور اُسکی خوشنودی کے لیے کئی ایک جلیل القدر رومی سردار رہا کیے گئے اور انکو قیمتی خلعت دیے گئے اس قدر رحم سلطانی دیکہہ کر شاہ روم اپنے خیمہ مین ہی ٹوپی اتار کر سلطانی تعظیم بجا لایا۔ اور پچاس سال کی میعادی صلح بدین شرائط قرار پائی (۱) قیصر کا زر فدیہ پندرہ لاکہہ دینار دیا جاوے (۲) رومی فوج کو جس وقت سلطان طلب کرے حاضر کیا جائے۔ (۳) جسقدر مسلمان قیدی ممالک روم مین موجود ہین سب چہوڑ دیے جائین اس قرارداد کے بعد قیصر کو سلطانی فوج کے ایک دستہ کی ہمراہ نہایت عزت سے واپس روانہ کیا گیا۔ اور نہین کوس تک سلطان نے متابعت کی۔ قیصر ارمانوس زر فدیہ مین سے صرف دو لاکہہ دینار اور نوے ہزار کے جواہرات ادا کر سکا اور باقی کے لیے اپنی ناداری کا عذر پیش کیا۔ اس فیاض اور رحمدل سلطان نے باقی بارہ لاکہہ دینار معاف کر دیے یہ واقعہ ۴۶۳ہجری کا ہے۔

جنگ سے پہلے قیصر کا متکبرانہ جواب اور فتح کے بعد سلطان کا رحیمانہ سلوک عیسویت اور اسلام کی عملی تعلیم کے کہلے نظائر ہین زر فدیہ بمقابلہ ان تمام نقصانون کے جو اسلامی علاقہ کے تاخت و تاراج اور خرچہ جنگ سے ہوئے بہت کم ہے دوسری شرط زمانہ مستقبل سے تعلق رکہتی ہے جو کبہی ایفا نہ ہوئی اور ہوتی بہی تو عیسائیون کے مقابلہ مین

کیا کام ویتی البتہ تیسری شرط مفید توم تہی مگر عباسیون کے حق مین کچہ ضرر رسان نہ تہی۔ سلطان نے کوئی سخت شرط پیش کی جس سے سلطان کی اعلی درجہ کی الوالعزمی اور سیرچشمی ثابت ہوتی ہے ہان ضمنا یہ نتیجہ نکلا کہ سلجوقیون کا رعب رومیون پر سخت چہا گیا اور انکی متفرق سلطنت کے جزو واقعہ ایشیا رکوچک تو رکچہ صلیبی مجاہدین سے بہی بچ بچا کر ظہور سلطنت عثمانیہ تک موجود رہے۔

قتل الپ ارسلان

سنہ ۴۶۵ھ مین سلطان نے بخارا پر چڑہائی کی جہان کے سلمان بادشاہ شمس الملک باغی ہوگیا تہا بیس دن کے عرصہ مین جیحون جیسے دریا پر پل باندہ کر اتر گیا۔ فوج مین سوار صرف دو لاکہہ تہے ایک باغی قلعہ دار یوسف خوارزمی کو پکڑ کر حاضر دربار کیا گیا۔ سلطان نے سزا دینی چاہی وہ سخت کلامی سے پیش آیا سلطان نے غصہ مین آکر تیر و کمان پکڑ لیا اور اپنی اعلی درجہ کی تیراندازی پر اعتماد کرکے غلامون کو کہا کہ ہٹ جاؤ مین ابہی اسکو نشانہ بناتا ہون سلطان جسکا کبہی نشانہ خطا نہین ہوا تہا دشمن کو نہ لگا۔ یوسف نے سلطان پر حملہ کیا سلطان تخت سے اٹھ کہڑا ہوا پاؤن جلدی سے لڑکہڑایا اور گر پڑا۔ یوسف نے سلطان کو چھری سے مجروح کیا۔ اور آپ وہین ترکون کے ہاتہہ سے قتل ہوگیا۔ الپ ارسلان اسی زخم مہلک سے چند روز بعد مر گیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ اس سلطان نے جو کچہ مرتے دم کہا ہے وہ مغرور سلاطین کے لیے ایک عمدہ سبق ہے۔ جب سلطان زخمی ہوا۔ تو کہا جب مین کسی دشمن سے لڑا۔ یا کوئی کام شروع کیا ہمیشہ پہلے خدا تعالی سے مدد مانگ لیتا۔ اور اپنی کمزوری اور ضعف کا اقرار کرتا لیکن جب مین کل اس ٹیلہ پر چڑہا تو فوج کی کثرت دیکہہ کر مجہے ایسا معلوم ہوا کہ زمین میرے پاؤن تلے کانپ رہی ہے مینے کہا کہ مین دنیا کا بادشاہ ہون اور کوئی مجہکو شکست نہین دے سکتا۔ ان متکبرانہ خیالات کا نتیجہ ہے کہ آج اسنے اپنی ایک ادنی مخلوق سے مجہکو عاجز کردکہایا اور لاکہون مددگارون مین سے کوئی کام نہ آیا۔ اب مین توبہ کرتا ہون خدا تعالی مجہکو مغفرت عطا کرے آمین الپ ارسلان نے ۴۵۵ھ سے ۴۶۵ھ ہجری تک دس سال حکومت کی خلیفہ القائم بامراللہ ۴۶۷ھ ہجری مین فوت ہوا۔ اور اسکی جگہہ اسکا پوتا المقتدی بامراللہ بن محمد بن القائم خلیفہ ہوا۔ الپ ارسلان کی وفات کے بعد اسکا بیٹا ملکشاہ تخت نشین ہوا جسکو پہلے تو اپنے خاندان کے ایک دو شخصون سے دست و گریبان ہونا پڑا۔ پہر قیصر روم سے بگاڑ ہوا۔ اور شکار مین قید ہوا۔ مگر دشمن نے معلوم نہ کیا کہ یہی ملکشاہ ہے وزیر نظام الملک نے مشہور کردیا کہ سلطان شکار سے واپس کیمپ مین آگیا ہے اور قیصر سے صلح کر لی اور سلطان کو رہا کرا لیا۔ بعد رہائی لڑائی سخت ہوئی ملکشاہ نے فتح پائی اور قیصر روم نے قید کی ذلت اٹہائی اور چند شرائط پر خلاصی پائی۔ کل ایشیا روم کا علاقہ سلطان نے لے لیا اور سلجوقی امرا مین تقسیم کردیا۔ اس سلطان کا عہد علمی ترقی کے لیے مشہور ہے بغداد کا نظامیہ کالج اسی کے

وزیر نظام الملک کے نام نامی کی یادگار تہا جو ۴۵۹ھ ہجری مین مکمل ہوا۔ یہ زمانہ اسلام کے لیے مبارک تہا۔ نظام الملک کا
ایک ہمعصر سلطان ابراہیم غزنوی محمود غازی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کا پوتا تہا۔ جو اپنے عقل و فراست اور ہمت و شجاعت
سے ہندوستان مین دور دراز تک نشان فتح گاڑ رہا تہا اور محض اپنی تدبیر و دانش سے غزنویون اور سلجوقیون
کی قدیمی مخالفت کے دور کرنے میں کامیاب ہوا۔ اور اپنے بیٹے کی شادی ملک شاہ کی بیٹی سے کر کے رشتۂ اتحاد
و اخوت کو قائم کیا۔ اس عہد مین مراکو کا دیندار سلطان یوسف بن تاشفین سپین مین عیسائی دنیا کو اسلامی
شمشیر کے جوہر دکہا رہا تہا۔ ملک شاہ ۴۸۵ھ ہجری تک بیس سال کی سلطنت کے بعد راہی فردوس برین ہوا
کہتے ہین کہ حسن بن صباح کے کسی مرید نے زہر سے ملک شاہ کو ہلاک کیا تہا اور اس سے ایک ماہ بیشتر نیک نہاد فاضل
وزیر نظام الملک اس حسن بن صباح کے ایک مرید کے ہاتہہ سے جام شہادت نوش کر چکا تہا جسکا ذکر آگے آئیگا
اور ۴۸۷ھ ہجری مین خلیفہ المقتدی بامر اللہ فوت ہوا۔ اور المستظہر باللہ بن المقتدی خلیفہ ہوا جسکے عہد مین فرنگیون
نے بیت المقدس کو تاراج کیا۔ اور شام پر قبضہ کر لیا۔ اور حسن بن صباح نے زور پکڑا۔ افسوس کہ ملک شاہ کے
مرتے ہی زوال شروع ہو گیا۔ اور ولی عہد کے کسی خاص قاعدہ کے نہ ہونے سے سرداران سلجوقیہ مین نفاق
پڑ گیا۔ اور ایک کی جگہہ کوئی نصف درجن خود مختار سلطان بن بیٹہے۔ اور جو مجموعی طاقت مخالفان اسلام
کے برخلاف استعمال کیجاتی تہی اب بکہر کر اپنی ہی بیخ کنی کرنے لگی اگر خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کی تقلید
کی جاتی اور جمہوری انتظام اور عام انتخاب پر امارت کا انحصار رہتا تو یہہ تباہی نہ آتی۔ اس زمانہ مین حسن
بن صباح عقائد کے بگاڑ سے اسلامی جہتہ کو سخت نقصان پہونچا رہا تہا اور چیدہ اور کام کرنے والے سلاطین
و امراء و علماء و فضلاء کے قتل سے مسلمانون کو برباد کر رہا تہا اور آیندہ نسلون کے لیے الحاد و بیدینی کا زہریلا
بیج بو رہا تہا۔ اور جدید عقائد کی اشاعت کی تحریک کا مادہ بہم پہونچا رہا تہا۔ اور مخالفت اسلام کا حوصلہ بڑہ رہا
تہا۔ اسکا حال آگے فرقہ اسمعیلیہ مین بیان کیا جاوے گا۔ ملک شاہ کے انتقال کے بعد اس کے بیٹے
برکیارق اور محمود مین فساد ہوا۔ مگر محمود چند ماہ بعد مر گیا۔ طمع سلطنت نے تین چچاؤن کو برکیارق سے
شمشیر بکف اور آرزوئے سلطنت مین برباد کیا۔ پہر محمد بن ملک شاہ برسرپیکار ہوا۔ ان ہی دنون مین شام
پر مجاہدین یورپ نے قبضہ کر لیا۔ اور بیت المقدس مین ستر ہزار مسلمان ہلاک کیے گئے۔ ۴۹۲ھ ہجری مین
دونون بہائیون نے ملک تقسیم کر کے صلح تو کر لی لیکن طاقت سلطانی کو گہٹا دیا ۴۹۸ھ ہجری مین سلطان
برکیارق فوت ہوا۔ اور سلطان محمد واحد سلطان عجم مقرر ہوا۔ پہلے تو اسکو ملک شاہ بن برکیارق سے لڑائی پیش
آئی اور پہر ملحدین فدائیون کی طرف متوجہ ہوا۔ جنہون نے برکیارق اور محمد کے مفسدات کے دنون مین بہت زور پکڑ
لیا تہا۔ ملحدین کو سخت محصور کیا۔ مگر محمد کا وزیر سعد الملک بہی باطنی ملحد تہا بادشاہ کے مارنے کے فکر مین

لگا۔ بادشاہ ہر ماہ فصد کھلواتا تھا۔ وزیر نے فصاد کو کہا کہ زہر آلودہ نشتر سے فصد کرے بادشاہ کو پتہ لگ گیا اور بیمار بن بیٹھا۔ فصاد کو بلایا جب وہ فصد کرنے لگا بادشاہ نے گھور کر دیکھا۔ فصاد ڈر گیا اور تمام حال کہدیا۔ سلطان نے اُسی نشتر سے فصاد کو ہلاک کیا۔ اور وزیر کو معہ متعلقین قتل کرا دیا۔ مگر قلعہ کا محاصرہ چھوڑ دیا یہ سلطان سطوت آبائی رکھتا تھا۔ لیکن اپنے خانگی فسادون اور ملحدین کی شرارت سے شام مین کوئی قومی خدمت نہ کر سکا۔ اور عیسائی بدستور قابض شام رہے۔ سلطان محمد ۵۱۱ھ ہجری مین فوت ہوا اسکا جانشین اُسکا بیٹا سلطان محمود ہوا۔ مگر سلطان سنجر بن ملکشاہ سے شکست پا کر طالب امان ہوا۔ سنجر نے حکومت عراق حدود شام تک محمود کو دیدی اور سلطان کا علاقہ چین سے لے کر مصر کے مغرب تک اور بحیرہ خزر سے لیکر یمن تک پھیل گیا۔ اور باپ دادے کی شوکت حاصل ہوگئی۔ مگر مسلمان امراء و سلاطین سے زیادہ لڑتا بھرتا رہا چین پر حملہ کیا۔ اور سخت شکست کھائی اور تمام عمر کا اندوختہ کھو دیا۔ اور ۵۱۹ھ ہجری مین ایک باغی سردار نے قید کر لیا۔ اور ایک سائیس کے برابر تنخواہ مقرر کی پس سلطان ۵۲۲ھ ہجری مین فوت ہوا سلطان سنجر کے بعد محمود خان ساڑھے پنج سال حکمران رہا جس سے سلطان محمود بن محمد بن ملکشاہ والی عراق نے تمام سلطانی علاقہ پر تصرف کر لیا۔ اور ۵۲۵ھ ہجری مین فوت ہوا۔ اُسکو ہی اسکی بھائی مسعود نے آرام نہ لینے دیا۔ بعد ازان سلطان سنجر طغرل بن محمد تخت نشین ہوا جسکی مسعود سے لڑائیان ہوتی رہین اور پھر مسعود سے صلح ہوگئی اور ۵۲۹ھ ہجری مین فوت ہوا اور سلطان مسعود بن محمد بن ملکشاہ سلطان ہوا۔ اسی نے خلیفہ الرشید باللہ کو معزول و مقتول کیا۔ اور خلیفہ المقتفی لامر اللہ کا تمام مال و اسباب چھین کر مفلس و قلاش بنا دیا تھا مسعود اور اسکے بھتیجے داؤد مین لڑائیان ہوئین ہین جس سے اپنی بیٹی کا نکاح کیا اور ولی عہد مقرر کر دیا مگر ۵۳۳ھ مین داؤد ایک فدائی کے ہاتھ سے مقتول ہوا مسعود کو پھر کئی ایک مسلمان سردارون سے مقابلہ کرنا پڑا انہین خانہ جنگیون مین ۵۴۵ھ تا ۵۴۷ھ ہجری مین یہا ہی ملک بقا ہوا۔ اور خلفای بغداد بھی پنجہ سلاطین سے جو بظاہر نائب السلطنت اور در اصل خود مختار خلیفہ ہوتے تھے خلاص ہوئے اور یکایک سلاطین سلاجقہ حقیقی نائب السلطنت نور الدین ہوا جسنے کمال بے غرضی اور فتوحات عظیمہ سے خلافت عباسیہ مین جان ڈالدی اُس کے بعد برائے نام سلطان و نائب السلطنت ملکشاہ بن محمود۔ محمد بن محمود۔ سلیمان بن محمد۔ ارسلان بن طغرل۔ طغرل بن ارسلان۔ سنجر بن سلیمان۔ قزل ارسلان۔ وغیرہ برائے نام سلجوقی سلطان ہوئے۔ لیکن اُن کے عہد مین سوا باہمی کشت و خون کے اور کچھ نتیجہ نہ نکلا۔ یہانتک کہ انکے زیر تحت ملکون ماوراء النہر۔ رے وغیرہ مین خاندان خوارزم شاہی کا تسلط ہوگیا۔ اور اُسکے متفرق اجزاء ایشیا کوچک اور جزیرہ اور فارس کے جنوبی اضلاع مین حکمران رہے۔

ملک شاہ کی سنہ وفات سے لیکر نور الدین محمود کے نائب السلطنت ہونے تک المستظہر باللہ ۴۸۵ھ ہجری سے ۵۱۲ھ ہجری تک اور المسترشد باللہ بن المستظہر ۵۱۲ھ تک اور الراشد باللہ بن المسترشد ۵۲۹ھ تک خلیفہ بغداد رہے لیکن سلجوقی سلاطین کے کٹھ پتلی تھے اسکے بعد المقتفی بن المستظہر خلیفہ ہوا جسکو ابتدا مین سلطان مسعود نے سخت تکلیفین دین مگر مسعود کے مرنے کے بعد ۸ سال تک سلطان نور الدین محمود کی نیابت کے زمانہ مین عزت و شوکت کے ساتھ ۵۵۵ھ مین عالم اور عادل خلیفہ فوت ہوا اور اسکی جگہہ اسکا بیٹا المستنجد باللہ خلیفہ بغداد ہوا اور اسکے بعد ولی اللہ المستضئی بامر اللہ ۵۶۶ھ ہجری مین خلیفہ ہوا۔

فرقہ اسمٰعیلیہ

جب اسلام مین موروثی سلطنت کی بنیاد پڑی اور جو شخص مقدس عہدۂ خلافت پر ممتاز ہونے لگا وہ اشاعت توحید مین سنت یا بالکل غافل نکلنے لگا۔ اور عقائد اسلام مین رخنہ اندازی ہونے لگی اس لیئے اس ہولناک اندیشہ کو بھانپ کر بعض مقدس علما، باعمل نے تبلیغ احکام قرآنی کے لیے اپنی زندگی وقف کردی اور ایک خاص اسلامی مشن مقرر ہوگیا۔ جو اپنے شاگردون مریدون کو زہد و تقوی صبر و قناعت رضا و تسلیم کی تعلیم کرتے اور متوکلانہ اور بلاغرضانہ زندگی اور سادگی اور تحمل شدائد کی مستقل عادت ڈلواتے اور اشاعت اسلام پر لگاتے گروہ تابعین مین ایسے معلم روحانی **امام زین العابدین خواجہ حسن بصری**۔ قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہم وغیرہ اصحاب ممتاز گذرے ہین یہ مقدس گروہ دن بدن اپنے اعمال صالح اور بے لوث افعال کے سبب اہل اسلام مین موثر اور ہر دلعزیز ہوگیا۔ یہی لوگ صوفی کہلاتے ہین مجاہدہ و ریاضت کے مفید اصول سے نفس کشی کیجاتی اور انوار روحانی جسمانی تعلقات پر غالب آتے۔ اور اور خوارق عادات دکھلاتے۔ اور عوام کی ارادت صادقہ بڑھاتے۔ بنی فاطمہ آل نبی ہونے کے سبب اور روحانی فوقیت رکھتے تھے بنی امیہ کے زوال و بنی عباس کے اقبال کا بھی باعث ہوئے تھے ظاہری سلطنت انکو نہ ملی مگر مذہبی حکومت کے عموماً یہی مالک رہے۔ ان مین سے جعفر صادق رضی اللہ عنہ اپنے زمانہ مین فضیلت صوری و کمالات معنوی اور قبولیت عامہ اور ہدایت تامہ کے کمال معراج پر پہونچ چکے اور بڑے بڑے علما، و فضلا آپ کی بیعت سے مشرف ہوکر ہدایت خلائق پر مامور ہوئے۔ اہل سنت جماعت اور شیعہ دونون فرقے آپکے صلح کل اور صوفیانہ روش کے معتقد رہے۔

گو واقعہ کربلا کے بعد امام زین العابدین اور انکے مقدس فرزند اور پوتے امام محمد باقر اور جعفر صادق رضی اللہ عنہم نے تو بالکل ظاہری حکومت کے ادعا سے علیحدگی رکھی۔ مگر زید بن امام زین العابدین اور انکے فرزند ارجمند یحیی بن زید رضی اللہ عنہ نے سلطنت کے لیے برخلاف سلاطین بنی امیہ علم مخالفت بلند کیا اور دونون بزرگوارون۔

سے عزیز جانین مع ہزار ہا رفقا کے قربان کین۔ مگر شیعہ زیدیہ کی بنیاد پڑ گئی جو حضرت امام المومنین علی کرم اللہ وجہہ کو افضل مانتے مگر نہ خلافت اصحاب ثلاثہ سے انکار کرتے اور نہ برا بہلا کہتے محمد المعروف بہ النفس الزکیہ بن عبداللہ محض بن حسن مثنی بن حسن بن علی بن ابی طالب نے حسنی سادات مین سے عہد منصور عباسی ۱۴۵ھ ہجری مین دعوی خلافت کیا جس کی بیعت امام ابو حنیفہ رح اور امام مالک وغیرہ اس وقت کے مجتہدین علما نے کی اور مکہ مدینہ پر قابض ہو گیا مگر منصور عباسی کی فوج کے ہاتھ سے شہید ہو گئے اور انہین کے چچا زاد بہائی حسین بن علی بن حسن مثنی رضی اللہ عنہم نے خلیفہ ہادی کے برخلاف مکہ معظمہ پر قبضہ کر لیا۔ مگر شہادت کے سوا اور کچھ حاصل نہ کیا۔ ان تمام واقعات مین امام جعفر صادق رضی اللہ تعالے عنہ اپنی سلامت روی اور امن پسندی کے سبب الگ رہے تہے اور انہون نے کبہی اپنی گفتار و کردار سے سلطنت کو بدگمانی کا موقعہ نہ دیا۔ مگر اپنی تقدیس و صلاحیت کے سبب کل اسلامی دنیا مین اپنی امامت کا سکہ بٹہلا دیا اور اپنے مریدون کے صابر و قانع گروہ صوفیون کے ذریعہ مختلف ممالک مین اپنے خاندان کی کامل محبت کا بیج بو دیا۔ امام جعفر صادق کا ایک بیٹا اسمعیل تہا۔ وہ بخلاف باپ دادا پر دادا کے ظاہر حکومت کا خواہان تہا۔ اور چونکہ سادات کبہی بہی دعوی سلطنت سے دست بردار نہین ہوئے تہے اور ہمیشہ ہاتھ پاؤن مارتے رہے تہے اسمعیل کو اپنے پدر بزرگوار کی عظمت و قبولیت دیکہکر امارت ظاہری کا خیال پیدا ہوا۔ مگر امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ جو اپنے بزرگون کی دنیوی ناکامی سے کافی تجربہ رکہتے تہے ایسے ارادہ کو کب پسند کرتے تہے۔ اس سبب سے اور دیگر وجوہات سے امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے امامت اپنے دوسرے بیٹے امام موسی کاظم رضی اللہ عنہ کو دیدی۔ اور اسمعیل محروم رہا۔ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد بعض انقلاب پسند اور فتنہ انگیز شیعہ اسمعیلیہ ہو گئے۔ گو امام موسی کاظم رضی اللہ تعالے عنہ کی امامت حقہ کے سامنے اسمعیلیہ دعوی نہ چل سکا۔ مگر ایک اور جدید فرقہ شیعہ اسمعیلیہ کی بنیاد پڑ گئی۔ اسمعیل کا بیٹا محمد بہی بدستور اپنی امامت کا مدعی رہا۔

اسی پہوٹ کا نتیجہ تہا کہ بانی مذہب قرامطہ نے بہی شروع شروع مین اسی محمد اسمعیل کے بیٹے یا پوتے کی امامت کے دہوکہ مین ہزارون شیعون کو اپنے ساتھ ملا لیا اور بہت کچھ عروج پا لیا۔ چونکہ ایشیا مین امام موسی کاظم اور انکے لائق مقدس فرزند امام علی رضا رضی اللہ عنہ اور انکے پاس نفس جانشینون اور مریدون کے سامنے ہر جگہہ فرقہ اسمعیلیہ ناکامیاب نکلا اسلیے ان لوگون نے عراق سے دور جو امامت کا وطن تہا شمالی افریقہ مین اڈا جمایا۔ چونکہ وہان نہ بغداد کے خلیفہ کا اور نہ اب عباسی گورنر افریقیہ کا زور تہا۔ وہان اس گروہ کو اپنے عقائد پہیلانے اور مرید بڑہانے کا میدان مل گیا۔ اور بظاہر صوفیانہ وضع اور شکل و شباہت مین اشاعت اسلام کے مدعی بنکر اپنے پیرو بڑہانے لگے مجھکو اس گروہ کے عقاید پر بحث کرنا

اس کتاب مین مطلوب نہین۔ اسلیے صرف اتنا لکھا جاتا ہے کہ یہ لوگ اپنے عقاید کی تہہ بتہہ خفیہ تعلیم دیتے تھے۔
اور ہر ایک مسئلہ کا ظاہر و باطن مانتے تھے اور احکام قطعی مین بھی تاویل کر لیتے۔ اس وجہ سے ان کو باطنی بھی کہتے تھے
آج کل کے فرِمین کی طرح انکے ہان کئی عہدہ دار ہوتے۔ سب سے بڑا داعی الدعات ہوتا۔ تعلیم کے سات طبقہ
تھے جنکا بڑا مدرسہ (فریمسین ہوس) قیروان واقعہ شمالی افریقہ مین بنایا گیا۔ اس مذہب کے داعی اور نقیب ہر ایک
ملک مین جاتے اور خلافت عباسیہ اور امامت کاظمیہ کے برخلاف خیالات پھیلاتے منصور بن محمد
جعفر حبیب تینون مخفی امام شمار ہوئے ہین جنکو سلطنت نہ ملی اور خفیہ سلطنت کے لیے سازشین کرتے
رہے۔ اسکے بعد عبید اللہ مہدی ہوا جسنے طرابلس الغرب بغدادیون کی براے نام حکومت سے آزاد کر کے
خاندان فاطمین کی بنیاد ڈالی یہان ہمکو عبید اللہ کے عقیدہ سے غرض نہین مورخانہ نگاہ سے اسکی خدمات
کو دیکھنا ہے۔ یون صدی گذر گئی تقدس مآب خلافت بغداد کا ہر ایک دن ابتر ہی آتا رہا۔ مامون معتصم
واثق۔ جو بہت بڑے جلیل القدر خلفا گذرے ہین اور مامون اور واثق زبردست عالم بھی تھے مگر معتزلہ
ہو گئے۔ اور علما کو ستاتے رہے۔ المتوکل نے گو احیاے سنت کا کیا۔ مگر بقول سیوطی لذات
و شراب مین غرق رہا۔ اور چار ہزار کنیزکون سے فائدہ اٹھا چکا تھا۔ اُس کے بعد المستنصر المستعین المعتز
نے سواے عزل و ہی مقتولی کے خلافت سے اور کچھ فائدہ نہ اٹھایا۔ المہتدی کو عالم پرہیزگار تھا۔ لیکن
سرکش و لالچی امراے اسکا بھی حشر کیا ۲۵۶ھ ہجری مین معتمد خلیفہ ہوا جسکی چوبیس ۲۴ سالہ حکومت
مین رومیون نے ایشیاے کوچک و شام مین اودہم مچا دیا اور خراسان کرمان پر احمد نام باغی قابض
ہو گیا۔ پس ایسے وقت مین جبکہ ارادت خلفائی جاتی رہی تھی اور اسلامی دنیا مین ایسی کوئی واحد طاقت
موجود نہ تھی۔ جو ہارونی عظمت کو قایم رکھ سکے اور مسلمانون سے قومی ترقی کا کام لے سکے۔ عبید اللہ
نام ایک شخص ظاہر ہوا۔ اسکو اکثر مسلمان مورخ خوارستان کا یہودی کہتے ہین اور اسکا فاطمی
ہونا تسلیم نہین کرتے۔ اور لکھتے ہین کہ چونکہ فتح خوارستان مین عبید اللہ کے یہودی بزرگون مسلمانون
سے تکالیف پہونچی تھین۔ اس لیے عبید اللہ نے بخیال انتقام مسلمانون مین نفاق ڈالنے کی کوشش
کی اور علم و فضل کے سبب اسکی تصانیف علماے اسلام کی کتابون مین مل گئی۔ لیکن فقیر راقم کے
خیال مین یہہ درست نہین اس سے پہلے نفاق و افتراق موجود تھا جسکی ابتدا شہادت امیر المومنین عثمان
رضی اللہ عنہ اور تکمیل ظالمانہ واقعہ کربلا تھی۔ بنی ہاشم و بنی امیہ کی مخالفت گو پولیٹیکل تھی لیکن ہر ایک
فریق نے اسکو مذہبی رنگ دیدیا۔ اور سیکڑون حدیثین اپنی اپنی فضیلت اور تقدم و فوقیت حقوق
کی وضع کر کے مخبر صادق صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ملہمانہ صداقت وَمَا یَنطِقُ عَنِ الْهَوٰی

کے جیسا کہ خلاف مشہور ہو کر دین سادات زید یحییٰ نفس زکیہ حسینی کی امویہ - اور عباسیہ خلفاء سے دار وگیر
ہوچکی تھی۔ شیعہ امامیہ و زیدیہ کا اختلاف موجود تھا۔ پس عبید اللہ کو مسلمانون کے نفاق کا موجب
قرار دینا درست نہین۔ ہان جسطرح کہ بنی ہاشم نے حصول سلطنت کے لیے راستے نکالے اسیطرح یہ بھی چند زائد قواعد
کے رواج و عمل سے کامیاب ہوگیا۔ گو وہ قواعد اکثر جم غفیر کے معیار عقیدت کے مطابق نہ تھے تقیہ تو پہلے
ہی شیعون مین موجود تھا اس نے اسکو وسیع کر دیا۔ اور اسی سے عمدہ کام لیا اور (فری مسن) کی طرح اپنے
مذہب کو راز ہی راز بنا دیا ایسے آزاد مشرب بلند نظر پولیٹیکل آدمی کے لیے عام مروجہ اصول دین مین قطع برید
کرنا کچھ مشکل نہین تھا۔ جبکہ ہر ایک بات خفیہ بتلائی جاتی تھی۔ حسب موقعہ ہر ایک کو سمجھا دیا معتمد کے زمانہ میں
جبکہ سلطنت مذہبی اور ملکی مخصوصون مین ستبادلہ تھی۔ اور بانی مذہب قرمطہ نے محمد بن عبد اللہ بن محمد بن اسمعیل بن
جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی محبت کی آڑ مین لاکھون شیعون کو اپنا گرویدہ بنا کر امام مہدی علیہ السلام کے آمد
آمد کا شہرہ کر دیا تھا۔ پس ایسے مفید اور مناسب موقعہ پر [illegible] سنہ ہجری مین عبید اللہ نے دعوی مہدویت کیا
چونکہ عالم باعمل اور مدبر اور اپنے دل کے راز پر قابو رکھنے والا تھا اور اپنی نسب کو عبد اللہ بن حبیب بن جعفر بن
منشور بن محمد بن اسمعیل بن جعفر صادق سے ملاتا تھا لوگ ایسے پرشور و شر زمانے مین وجود مہدی کی
ضرورت کے سبب چندان اسکے مخالف نہ ہوئے [illegible] سنہ ہجری مین اس نے حج کیا۔ اور ہو کنانہ اسکے
ہمراہ مغرب چلے گئے جہان میدان خالی تھا خلفائے عباسی کا دبدبہ اٹھ چکا تھا اغلب تمیمی کا خاندان گل ہوچکا
تھا۔ گورنر مصر کمزور تھا جہان صوفیانہ لباس مین پیرو بڑہانے لگا۔ اور کوئی معترض
نہ ہوا۔ قیروان مین ایک کمیٹی (لاج) فری مسن کی طرح قائم کی اس کے سات درجے مقرر کیے جسکی تعلیم کا ماحصل
قرآن مین تاویل بلا ضرورت تکلفات شرعیہ سے آزادی اور بنی فاطمیہ کی حکومت کا استقلال
تھا۔ یہہ تعلیم آہستہ آہستہ مرید کے عقائد کے امتحان کے بعد دیجاتی۔ اور مذہب کے داعی
مبلغ مقرر کیے جو عام مسلمانون مین مل جل کر خفیہ اپنے عقائد کی اشاعت کرتے پس زیادہ
سے زیادہ یہہ لوگ انہین باتون سے باطنی کہلاتے تھے عبید اللہ کے جب مریدون کی خاصی جمعیت
ہوگئی تو امام سے خلیفہ بن گئے اور کمزور عباسی حکام کو مار کر شمالی افریقہ کا خلیفۃ اللہ بن بیٹھا۔ اور خاندان
اسمعیلیہ عبیدیہ فاطمیہ کا بانی ہوا۔ اور جدت ارادت کے سبب ایک پرجوش گروہ پیدا کر دیا جسکی کہ
مسلمانون کو سخت ضرورت تھی۔ سنہ ۲۹۶ ہجری مین خود مختار خلیفہ ہوا۔ اور سنہ ۳۰۱ ہجری مین چالیس ہزار لشکر سے مصر پر حملہ
کیا۔ لیکن ناکام پھرا۔ اور اسکندریہ اور فیوم پر قابض ہوگیا۔ سنہ ۳۰۶ ہجری مین القائم بن عبید اللہ مصر اور سعید
پر قابض ہوا۔ سنہ ۳۰۲ ہجری مین علاقہ جزیرہ فسطاط پر قبضہ کر لیا۔ عبید اللہ اپنی ملکی اور مذہبی وقعت

مذہبی قائم کرنے کے بعد ۳۲۲ سنہ ہجری مین مرگیا۔ اور القائم بامر اللہ جانشین ہوا جو باپ سے زیادہ سرگرم مذہب اور
قاتل علماء تہا۔ ۳۴۱ سنہ ہجری مین مرگیا اسکا بیٹا منصور خلیفہ ہوا اسی سال اخشید والی مصر مرگیا۔ اور کافور کے بعد
عام علاقہ مصر پر عبیدیون کا تسلط ہوگیا۔ اور اسمعیلیہ مذہب روز بروز ہر طرح سے رواج دیا گیا منصور ۳۴۱ سنہ ھ
مین مر المعز الدین اللہ خلیفہ ہوا۔ جسنے قاہرہ آباد کیا۔ اور ۳۶۱ سنہ ہجری مین جامع ازہر تعمیر کی اور کل صوبہ
بہی قابض ہوگیا۔ ۳۶۵ سنہ ہجری مین مرگیا۔ اسکی ماتحت سسلی بہی تہی سسلی کا جنگ عظیم اسی عہد مین ہوا
تہا۔ اسکے بیٹے نزار کے عہد مین حلب حمص جزیرہ یمن پر عبیدیون کا تسلط ہوا تہا نزار ۳۸۶ سنہ ہجری
مین فوت ہوا۔ اور الحاکم بامر اللہ خلیفہ ہوا۔ الحاکم بامر اللہ اپنے بزرگون کیطرح اسمعیلیہ مذہب کا سرگرم حامی تو
تہا ہی امامت وخلافت کے علاوہ خود بہی ایجادی طاقت رکہتا تہا۔ اب مصر۔ طرابلس الجزائر مع علاقہ
شام حجاز۔ یمن۔ جزیرہ پر اسکا تسلط تہا۔ جنوبی عراق۔ سندہ مین اسمعیلیہ مذہب پہیل چکا تہا مقابل
پر خلیفہ بغداد مہرہ شطرنج سے زیادہ وقعت نہ رکہتا تہا۔ اس لیے اسقدر کامیابی دیکہہ کر انسانیت کے درجہ سے
برتری کا خیال پیدا ہوا۔ اور خداوند جل وعلا کا مظہر کامل بنکر الوہیت کا دعوی کیا اور نزول کی ڈینگ ہانکنے لگا جسے
علما نے انکار کیا انکو قتل کرایا گیا مسجدون دروازون اور شارع عام پر صحابہ کرام کو گالیان لکہہ کر لگائین
شراب ناسور کا گوشت حلال کردیا۔ اور تاویل معانی آیات کی آزادی جو عبید اللہ مہدی نے قائم کی تہی
اس سے اسقدر کام لیا گیا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بہی کہا گیا کہ آپ قرآن کے معانی حقیقی نہین جانتے
انکا جاننے والا صرف الحاکم ہے اسکے مقلد آجکل شام کے اسمعیلی دروز وغیرہ ہین یہہ الحاکم جسکو اسلام سے بہرہ نہین
اور ثانی فرعون تہا۔ اپنی بہن ہی کے اشارے سے ۴۱۱ سنہ ہجری مین مقتول ہوا جبکہ وہ پہاڑ پر وحی اور خدا
کا پیغام لانے کے لیے گیا تہا۔ ظاہر ہے کہ اسقدر ظلم سفاکی کا نتیجہ نفرت اور کراہت اور بددلی تہی اور اسماعیلیہ
خاندان کی ترقی رک گئی اسکے بیٹے الظاہر لاعزاز اللہ نے ۴۲۶ سنہ ہجری تک حکمرانی کی مگر حلب و شام کا
بڑا حصہ قبضہ سے نکل گیا۔ الظاہر کے بعد اسکا بیٹا المستنصر خلیفہ ہوا جسکے عہد مین دو بار مغرب پر مغرب
بادیس نے قابض ہوکر عباسیون کا خطبہ پڑہا اور یہی حال حجاز و شام کا ہوا مگر ان تمام نقصانون کے تلافی
ایک ہی شخص کے ظہور نے کردی جسنے صرف عقائد اسمعیلیہ کو نہین پہیلایا۔ بلکہ جن علاقون مین اسمعیلیہ داعی قدم
نہین رکہ سکتے تہے وہان ایک زبردست سلطنت کی بنیاد ڈالی۔ عقاید مین وہ دلخوش کن ترمیمین اور ایزاد
کین کہ خود بدولت مہدی کے فرشتون کو بہی خبر نہ تہی۔ مخالفون کے مٹانے اور ہیبت جمانے کے لیے وہ
ترکیبین نکالین کہ دنیا کے پردے پر آج تک بڑے سے بڑے پالٹشن کو نہ سوجہی ہون تقدس کے
اعتبار بڑہانے اور مریدون کو سرفروشی کا سبق پڑہانے کا جوگر یہ شخص جانتا تہا کبہی کسی کو نہین سوجہا تہا

حسن بن صباح کو اسمٰعیلی مذہب کا اگر آدم ثانی کہا جاوے تو بیجا نہ ہوگا خاندان عبیدیہ جسکو فاطمیہ بھی کہتے ہین ڈیڑہ سو سال تک افریقہ مین باقبال رہا۔ اسکے بعد مستنصر ۴۸۷ھ ہجری مین مرا۔ اسکا بیٹا مستعلی مقرر ہوا جو ۴۹۵ھ مین فوت ہوا۔ اُس کے عہد مین اہل یورپ نے بیت المقدس فتح کیا مستعلی کے الآمر باحکام اللہ ۲۹ سال بعد حکمران رہا اور الآمر مرا تو اُسکی جگہہ اسکا چچیرا بہائی عبدالمجید بن محمد بن مستنصر مقرر ہوا جو ۵۴۴ھ ہجری مین مرگیا۔ اور اسکا بیٹا ظافر جانشین ہوا اور ۵۴۹ھ ہجری مین مقتول ہوا۔ اور اسکا کمسن بیٹا فائز عیسٰی والی مقرر ہوا۔ اور فائز کے بعد عاضد سلطان مصر ہوا جس سے نورالدین کے سرداران اسدالدین شیرکوہ اور اسکے بہتیجے صلاح الدین نے حکومت مصر لی۔ اور عبیدیہ خاندان کا خاتمہ ہوا۔

حسن بن صباح

حسن بن صباح چوتہی صدی ہجری کے ابتدا مین طوس قصبہ خراسان مین پیدا ہوا تہا اسکا باپ ایک معمولی شخص تہا۔ اور وجہ معاش کی کمی کے سبب تنگدستی سے گذارہ کرتا تہا مگر اپنی نسب کو قدیم عربی سردار صباح حمیری سے ملاتا تہا۔ جو یوسف حمیری بادشاہ یمن کی اولاد سے تہا حسن کا نسب نامہ اسطرح ہے۔ حسن بن صباح بن علی بن محمد بن جعفر بن حسین بن محمد الصباح مذکور۔ حسن کا آبائی مذہب شیعہ تہا۔ اور بقول سنی تہا۔ سات برس کی عمر مین ہی مذہبی تحقیق اور خیالات کی اصلاح کی طرف متوجہ ہوگیا۔ اور بچپن ہی مین فارس کے مشہور زاہد فاضل امام موفق الدین کے مدرسہ مین بٹہلایا گیا۔ جہان اسکو اور دو رفیق اسی درجہ کے ذہین اور فہیم ملگئے ایک تو ہیکا ہمنام حسن تہا۔ جو آخر اپنی خداداد لیاقت سے دربار سلجوقی مین نظام الملک کے معزز خطاب سے سرفراز ہوا۔ اور تیسرا عمر تہا جسکو دنیاوی ثروت تو حاصل نہ ہوئی مگر ایک زبردست مہندس اور فلسفی تہا جو عمر خیام کے نام سے مغرب و مشرق ہر جگہہ مقبول عام ہوا۔ ان تینون رفیقون نے ایام تعلیم مین اقرار کیا۔ کہ جو ہم مین سے دنیوی جاہ و جلال دولت و شوکت حاصل کرے وہ باقی کو بہی اپنی دولت مین شریک حصہ دار بناوے تعلیم سے فارغ ہوکر حسن ادہر ادہر پہرتا رہا۔ مگر کہین پاؤن نہ جما اور نہ حسب مراد کامیابی ہوئی اس عالم مایوسی مین سنا کہ اُسکا رفیق حسن نظام الملک دربار سلجوقی مین وزیر اعظم ہے فوراً وہان پہونچا اور طالبعلمی کا وعدہ یاد دلایا اُس پاک نفس اور نیک طبیعت وزیر نے بادشاہ سے ملاکر فوراً اپنے برابر کے معزز عہدہ پر ممتاز کرادیا۔ مگر حسن صباح کی طبیعت کب ایک ماتحت عہدہ پر قناعت کرکر رہنے والی تہی نظام الملک کے وسیع اختیارات اُسکو کب گوارہ تہے اسلیئے اپنے محسن نظام الملک کے گرانے کے درپے ہوگیا ایک دن ملکشاہ نے وزیر سے اپنی وسیع سلطنت کی ہر ایک صیغہ کی آمدنی و خرچ کی مکمل رپورٹ طلب کی چونکہ اُن دنون

وفاتر کا حساب صاف نہ تہا وزیر نے دو سال مہلت طلب کی مگر چالاک حسن بن صباح نے چالیس دن مین رپورٹ پیش کرنے کی ڈینگ ہانک دی۔ یہ کام اُسکے سپرد کیا گیا چالیسوین روز رپورٹ پیش تو کی گئی۔ مگر جب ملک شاہ نے پڑتال شروع کی تو حسن تسلی بخش جواب نہ دے سکا رپورٹ کے جعلی اور غلط ثابت ہونے پر بادشاہ سزا دینے لگا مگر ابو مسلم کی سفارش سے بچ گیا اور وہان سے چلدیا۔ ایسے فطرتی اور لائق شخص کو اسطرح چھوڑ دینا خالی از خطرہ نہ تہا۔ یہ وہ زمانہ تہا جبکہ قاہرہ کی زبردست اسماعیلیہ کیشی دلاج اُسکے داعی اور نقیب ہر جگہ پہنچکر سازشون اور رازداری کے جال پہیلا کر سلطنت اسلام کی جڑ کہوکہلی کر رہے تہے ان لوگون کا ظاہر مین کچہ مذہب ہوتا تہا باطن مین کچہ۔ چونکہ بنی امیہ کے بخلاف بنی ہاشم کے داعی اور نقیب اسی خفیہ سازشی طریقہ سے کامیاب ہوچکے تہے اس لیے فاطمین مصر نے بہی آبائی طریقہ سے عباسی خلافت کی محبت مٹانی چاہی۔ چونکہ مقتدر سلاطین سلجوق ایشیا کے اکثر اسلامی ممالک پر شاہانہ تسلط رکہتے تہے اور خلفائے عباسی کی عظمت خلافت کے قیام کے حامی تہے۔ اور یہی حال سلاطین غزنویہ کا تہا اس لیے حسن بن صباح کو جو ملک شاہ سے عداوت رکہتا تہا اپنی کامیابی کے لیے فاطمین مصر کی طرف رجوع کرنا پڑا۔ شروع مین ایک دو اسماعیلی رفقا کی ملاقات اور مذہبی مباحثہ اور پہر ایک اسماعیلی داعی مومن نام کی تلقین سے حسن جیسا فلاسفر اور آزاد مشرب اسماعیلی ہوگیا۔ اور جلد ہی عبدالملک داعی عراق نے اس کو اسمعیلی داعی دمشتری مقرر کردیا اور تہوڑی مدت بعد خلیفہ المستنصر باللہ کی زیارت کے لیے مصر کو روانہ ہوگیا۔ حسن کی لیاقت و قابلیت کا شہرہ پہلے ہی مصر مین پہونچ چکا تہا۔ المستنصر باللہ نہایت عزت اور مروت سے پیش آیا۔ مگر بدر جمالی سپہ سالار مصر کی رقابت کی وجہ سے مصر سے نکالا گیا۔ جس جہاز پر سوار ہوکر گیا اُسکو طوفان نے آگہیرا اہل جہاز گہبرا اُٹہے۔ مگر حسن نے نہایت اطمینان سے کہا کہ خدا نے مجہے وعدہ کیا ہے کہ ہم نہین ڈوبین گے۔" یہ پیشگوئی دو پہلو رکہتی تہی۔" ڈوب گئے تو جہٹلانے والا کون رہیگا۔ بچ گئے تو ولایت و کرامت کا سکہ بیٹھ ہی جائے گا بہرحال کچہ ہو طوفان جاتا رہا۔ اور اہل جہاز حسن کی بزرگی کے معتقد ہوگئے اور سب اسمٰعیلیہ ہوگئے ساحل شام پر پہونچکر شام ایشیائے کوچک۔ جزیرہ عراق مین مذہب اسمعیلیہ کی منادی کرتا ہوا خوزستان۔ اصفہان کرمان پہنچا اور ملتان پہنچا تین سال یہان مذہب اسمعیلیہ کی اشاعت کرتا رہا۔ اور معتقد بناتا رہا بعدازان اور مختلف علاقون مین اپنا اثر پہیلا کر آخر قلعہ الموت مین ڈیرا لگا دیا۔ الموت صوبہ رودبار یا طالقان کے علاقہ مین تہا۔ یہ قلعہ دشوار گذار پہاڑون کے اندر نہایت بلند پہاڑ کی چوٹی پر تہا۔ سلاطین دیلم کا بنایا ہوا تہا۔ یہان کا قلعہ دار مہدی نام فاطمی اور حسن کا معتقد تہا۔ حسن جس قسم کے محفوظ اور مستحکم مقام کی تلاش مین تہا وہ قلعہ مذکور دیکہا گیا۔ یہان پر وہ ہر ایک قسم کی پولیٹیکل کاروائی کرسکتا تہا

دور دراز پہاڑی مقام مین ہر ایک قسم کے منصوبہ ہو سکتے تہے۔ ایک ایسا شخص جو بظاہر صوفی مشرب باتوکل عزلت
پسند متشرع ہو اُسکے خلاف کوئی بدگمانی بہی پیدا نہین ہو سکتی۔ یہ قلعہ حسن نے نہایت فریب سے لیا سادہ لوح قلعہ دار
کو کہا گیا کہ یہ مقام میری گوشہ نشینی کے لیے موزون ہے مگر مین بغیر ادائے قیمت رہنا خلاف شرع جانتا ہون
تین ہزار دینار کے عوض صرف ایک چمڑہ بہر زمین بیچ دیجائے قلعہ دار اس چال کو نہ سمجہا اور بیع نامہ لکہدیا حسن نے
ایک بیل کی کہال کی باریک باریک دہجیان کاٹ کرا تنا بڑا حلقہ بنا لیا کہ سارا قلعہ اُس کے اندر آگیا۔ قلعہ دار گہبرایا
مگر خوش اعتقاد مسلمانون نے حسن جیسے زاہد خدا شناس کی تائید کی اور قلعہ دار جبراً قلعہ سے نکال دیا گیا۔

اب حسن زیادہ نڈر ہو گیا۔ مذہبی لباس مین سارے رودبار پر قبضہ کر لیا۔ نوبت یہانتک پہونچ گئی کہ ملک شاہ اور نظام
الملک کو حسن کے خلاف فوج کشی کرنی پڑی قریب تہا کہ نظام الملک حسن کا قلعہ قمع کر دیتا۔ مگر حسن نے ایک جانباز مرید کو
نظام الملک کے قتل پر مامور کیا یہ شریر النفس ایک عرضی لیکر رستہ مین کہڑا ہو گیا۔ جون ہی نظام الملک عرضی
پڑہنے لگا چہری سے ہلاک کیا گیا۔ ملک شاہ کو سخت رنج ہوا۔ ایک ماہ نہین گذرا تہا۔ کہ خود ملک شاہ بہی راہی ملک
بقا ہوا۔ یا اسی حسن کے اشارے سے قتل کیا گیا بادشاہ اور وزیر کے مرنے کے بعد قلعہ کا محاصرہ اُٹھ گیا
اور حسن زیادہ آزادی کے ساتہ اپنے عقائد کی اشاعت کرنے لگا۔ ملک شاہ کی اولاد کے خانگی فساد سے حسن کو
اور موقعہ مل گیا۔ اور کہلم کہلا مذہبی ارادت کے دوش بدوش سلطنت پہیلانے لگا نظام الملک کے قتل
مین جو کامیابی ہوئی تہی اُس تدبیر کو زیادہ وسیع کیا گیا۔ اور ایک جانباز فوج فدائی نام مقرر کی گئی جنکے
سپرد خاص کام سلاطین۔ اُمرا۔ فضلا۔ علما۔ کا قتل تہا۔ اس خفیہ طریقہ سے حسن اور اُسکے جانشینون نے
نے دنیا مین ایک تہلکہ برپا کر رکہا تہا۔ اور محفوظ سے محفوظ جگہہ مین یہ فدائی لوگ پہونچکر اپنے ارادون
مین کامیابی حاصل کرتے تہے۔

حسن مین وہ تمام دلکش حرکات وسکنات موجود تہین جو ایک سرغنہ کو مقدس وسو قربانے کے لیے مطلوب
ہوتی ہین زبردست مدبر اور فاضل ہونے کے علاوہ استقامت مین کمال رکہتا تہا چنانچہ قصر الموت مین اس
شان متوکلانہ وآن بزرگانہ سے بیٹہا کہ ۳۰ سال کے عرصہ مین صرف دو دفعہ زینہ سے نیچے اترا تہا۔
جو الاستقامۃ فوق الکرامۃ کا نمونہ تہا۔ خاص لوگون کے سوا کسی کو نہ ملتا۔ روحانی ریاضتین کرتا اپنے عقائد کے
متعلق تصنیف وتالیف مین لگا رہتا قواعد شرعیہ کی پابندی مین اسقدر سرگرم تہا کہ ایک بیٹے کو بجرم قتل اور
دوسرے کو بجرم شراب خواری بلا تامل قتل کرا دیا ایک اور شخص کو بانسری بجانے کے جرم مین جلاوطن کر دیا بہلا
ایسے شخص پر بظاہر کیا اعتراض ہو سکتا تہا۔ اور اُسکی کامیابی مین کیا رُوکاوٹ ہو سکتی تہی جبکہ حکومت
اور سلطنت کا زور بہی حاصل ہو گیا تہا۔ حکما کو عقلی اور علما کو نقلی۔ فقرا کو روحانی دلائل سے گرویدہ

کریا۔ دنیا داروں کے لیے تو دنیا اور حکومت موجود تہی رہے عوام کالانعام جنہیں سے فدائی مرید انتخاب ہوا کرتے تہے
وہ حسن کے اشارے پر جان دینا نجات ابدی تصور کرتے تہے انکی تصدیق مذہبی اور یقین قلبی کے لیے ایک ایسی
نو کہی تدبیر نکالی جو آج تک کسی کے خیال تک بہی نہ گزری تہی۔ التموت کے سر سبز اور شاداب پہاڑون ایک جنت
بنائی گئی خوب صورت اور مرغوب محل تعمیر کیے گئے اور وہان چیدہ خوبصورت نازنین نورانی لڑکیان رکہی گئی تہین
اور نہرین کاٹ کر لائی گئی تہین۔ ہر ایک قسم کے میوہ دار درخت لگائے گئے ناقص عقل انسانی کے مطابق ہر ایک
چیز مہیا کی گئی۔ بہنگ جسکو عربی مین حشیش کہتے ہین ایران مین سب سے پہلے حسن نے ہی اس سے کام کیا۔ نہایت
طاقتور اور تومی ہیکل دیہاتی اور کوہستانی نوجوان جو سادہ لوح اور بلا اعتراض ایمان لانے کی استعداد
رکہتے اور فدائی بننے کے قابل ہوتے انتخاب کیے جاتے اور اُنکے خیالات و عقائد جانچنے کے بعد حشیش
کے اثر سے بیہوش کر کے خاص رستون مین سے جنت مذکورہ مین پہونچائے جاتے جہان وہ پری وشین
حورون کی گود مین آنکہہ کہولتے اور وہان کے دل فریب نظارہ کو اپنے حوصلہ اور خیال سے بہت ہی بالا
پاتے۔ جو چیزین انہون نے خواب مین بہی نہ دیکہی تہین وہان بلا تردد افراط سے ملتین۔ ان نفسانی اور
شہوانی لوگون نے جنت کا جو خاکہ ناقص سمجہ کے مطابق اپنے اپنے حیوانی بہیمی خیالات مین کہینچ رکہا
تہا۔ اُن کا ہو بہو نقشہ دیکہہ لیتے اور اپنے پیر و مرشد کا نتیجہ فوری پا لیتے۔ سات آٹہہ روز کی ایسی
مسرت انگیز زندگی کے بعد پہر انکو بہنگ کا جام پلایا جاتا اور عالم بے ہوشی مین حسن کے قدمون مین پہنچا دیا جاتا
اور پہر فدائیانہ خدمات کے ادا کرنے پر اس جنت مین بہیجنے کی امید دلائی جاتی۔ بس جن لوگون نے کہ جنت
کا مزا چکہا ہوا تہا۔ وہ حسن کے ہر حکم کی تعمیل خواہ وہ کیسا ہی ظالمانہ اور وحشیانہ ہوتا طاقت سے زیادہ کوشش
اور مستعدی دکہاتے ایسی جماعت کا کون مقابلہ کر سکتا ہے۔ ملک شاہ کے بیٹے محمد نے چڑہائی کی لیکن اسکا
وزیر ہی مرید حسن نکلا۔ اور حسن بچ گیا۔ سلطان سنجر بن ملک شاہ نے جو تمام خاندانی فسادون کو مٹا کر
تاتار۔ ایران۔ عرب۔ روم۔ علاقہ قاف کا واحد زبردست سلطان ہو گیا تہا حسن کی بیخ کنی پر کمر
باندہی۔ حسن بہادرانہ طور سے کیا ایسے طاقتور سلطان کا مقابلہ کر سکتا تہا۔ وہان بہی داؤ کہیل گیا
سلطان سنجر کی خوابگاہ مین پوشیدہ خنجر رکہا گیا۔ اور سلطان کو لکہا کہ اگر مین سلطان کا دشمن ہوتا تو یہہ
خنجر سلطان کے سینہ مین تیرا ہوا ہوتا۔ سلطان خنجر دیکہہ ہکا بکا رہ گیا۔ کہ اسقدر پہرہ گار داور عقیدہ
و حفاظت کے باوجود خاص خوابگاہ مین حسن کی رسائی ممکن ہے۔ تو میدان جنگ اور دیگر مقامات مین کیا
کچہ نہین کر سکے گا۔ اس خوف سے اس چڑہائی کا ارادہ ملتوی کر دیا۔ علاوہ اس کے حسن نے اپنے عقائد کو
اسطرح بیان کیا۔ جو قرآن و سنت کے عین مطابق تہے یعنی یہہ جانا کہ حسن اس دفعہ ہی بچ گیا

اور ان تین شرائط پر صلح کی گئی۔
(۱) اسمعیلیہ فریق والے کوئی جدید فوجی عمارت نہ بنائین (۲) جدید اسلحہ جنگ اور گولہ اندازی کی کلین نہ خریدین
(۳) حسن کسی نئے شخص کو مرید نہ بنائے۔

سلطان سنجر نے اگرچہ ان شرائط سے حسن کی ترقی کو روکنا چاہا۔ لیکن جن لوگون کا ہر ایک فعل رازداری سے خالی نہ ہو۔ اور ظاہر باطن کی عدم موافقت ایک ضروری مذہبی اصل ہو۔ وہان یہ تیسری شرط کیا فائدہ دے سکتی تہی۔ حسن کی صوری و معنوی شہرت تو ہو چکی تہی۔ اسکے داعی (مناد) اسلامی ممالک مین پہیل چکے تہے جو بظاہر زاہد متورع عالم صوفی مشرب ہوتے اور جیسا موقعہ دیکہتے کارروائی کرتے۔ حسن نے مریدون کے تین درجے۔ رفیق (مجتہد)۔ داعی (مناد) فدائی مقرر کیے تہے ان مین سے فدائی سخت خونخوار تہے جنکے ایمان کی جزو اعظم مسلمانون کا قتل تہا۔ اور اسیوجہ سے انپر کفر کے فتوے لگائے گئے اور ہر ایک جگہہ فدائی مارے گئے مگر تقیہ ایک ایسا حفاظتی آلہ تہا جسنے پہر بہی بہتون کو بچا لیا اور فدائیون کو زیادہ محتاط بنا دیا کوئی طبقہ و گروہ فدائیون کے ہاتہہ سے نہ بچا جہان انکے ظالمانہ سفاکیون لائق اشخاص کی کمی نہ کی ہو۔ ہر شہر اور قصبہ بلکہ ہر خاندان مین یہ لوگ پائے جانے لگے۔ جس بدقسمت شخص کا التموت کے شیخ الجبال کی فہرست کشتنی اشخاص مین نام لکہا گیا۔ پہر اسکو نہ زبردست فوجون کا جہرمٹ اور نہ قلعہ کی مضبوطی بچا سکتی تہی۔ افسوس ایسے جانباز اور تابعدار عقیدتمند گروہ سے کوئی مفید قومی کام نہ کیا گیا۔ صرف سلاطین امراء کو پولیٹیکل رقابت سے اور علماء کو اپنی مذہبی اشاعت کا مانع جانکر بزدلانہ طور سے قتل کرایا گیا حسن بن صباح ایک اولعزم لیڈر گذرا ہے مگر اسلام کو اس سے کوئی فائدہ نہین پہنچا۔ اگر یہ اپنی طاقت کو غیر اقوام کے مقابلہ مین صرف کرتا تو بیت المقدس مین ستر ہزار مسلمان تیغ ظلم سے ہلاک نہ ہوتے۔ مگر حسن کو حقیقی اسلام سے کوئی تعلق نہ تہا۔ اور اب اسمعیلیہ مذہب مین بہی ترمیمین کر چکا تہا حرام کو حلال اور حلال کو حرام جاننے کی وسعت پہیلا چکا۔ گویا ایک جدید مذہب کا موجد تہا۔ اسلام صرف ایک ٹٹی کی آڑ تہی جو ہمیشہ مدعیان اصلاح عوام کو پہسلانے کے لیے ایک جال بنائے رکہتے۔ آخر حسن نے سالہائے دراز کی عزلت و خلوت اور پینتیس برس کی حکومت کے بعد جمادی الثانی ۵۱۸ ہجری مین مرض موت مین مبتلا ہوا اور کیا بزرگ کو حاکم اعلی اور دیدار علی کو ملکی انتظام حسن قصرانی کو فوجی کام سپرد کیا۔ اور اسطرح اپنی سلطنت کو ایک کونسل کے ہاتہہ دیکر ۲۶ ماہ مذکور کو مر گیا اگرچہ اس سے آگے اس خاندان کا ذکر کرنا ہماری کتاب کی غرض تالیف سے خارج ہے کیونکہ زوال کے وجوہات مین حسن بن صباح کے معاونت لکہنی جسقدر ضروری ہے لکہی گئی ہے مگر بخیال تکمیل تاریخی واقعات مختصراً چند ورق لکہے جاتے ہین کیا بزرگ نے بہی فدائیون کے پرجوش بنانے مین کوتاہی

کی اور سلطان سنجر کی جانشین سلطان محمود بن محمد بن ملکشاہ نے قلعہ التموت پر قبضہ کر لیا۔ مگر محمود کے مرنے
التموت پر کیا بزرگ امید پھر قابض ہو گیا۔ حکمران موصل پر آٹھ فدائیوں نے حملہ کیا اور قتل کر دیا ساتوں تو وہین
مارے گئے ایک بھاگ کر بچ گیا۔ ماں نے پہلے تو اس کی موت کی خبر سنکر خوشی سے کپڑے بدلے
خوشبو لگائی خوش و خرم بیٹھی تھی کہ بیٹے کو زندہ سنا۔ رونے پیٹنے لگی بہت کپڑے پھاڑ کر کہنے لگی کہ میرا
بیٹا درجہ شہادت سے کیون محروم رہا۔ یہ تھا حسن کی تعلیم کا نتیجہ جو عورتون تک کو ایثار نفس کا سبق پڑھا
دیا اسی عہد مین فدائیون کے ہاتھ سے خلیفہ مسترشد خلیفہ بغداد۔ ابو سعید ہروی دولت شاہ والی اصفہان
آق سنقر حاکم مراغہ۔ ابو القاسم حسن مفتی قزوین وغیرہ جیسے مشہور اور معتقد اصحاب شہید کیے گئے۔ اسی عہد
مین ابو ہاشم نام سید نے دعوی امامت کیا مگر ان ظالمون نے مذہبی حریف سمجھ کر زندہ آگ مین جلا دیا۔
کیا بزرگ کے بعد اسکا بیٹا محمد تخت نشین ہوا۔ اسی کے عہد مین الرشد باللہ خلیفہ بغداد کو فدائیون نے
ذبح کیا۔ محمد کے بعد حسن ثانی اسکا بیٹا جانشین ہوا جو عالم فاضل اور حسن بن صباح سے بھی چالاک تھا
مہدی موعود کا فرضی خط بنا کر اپنی امامت کو مضبوط کیا۔ اور اپنی تصدیق و اطاعت کے صلہ مین مریدونکو
قطعی جنتی اور بہشتی قرار دیکر جملہ قیود اور تکالیف شرعیہ سے آزاد کر دیا اور دیگر مسلمانون مین ملحد کا ناپاک
خطاب حاصل کیا اور اپنے آپ کو نزار بن مستنصر باللہ خلیفہ مصر کی اولاد سے جتا کر خود فاطمی بن گیا اور خلفاء
مصر کی خلافت و امامت کا جوا گردن سے اتار دیا مگر چار سال کی حکومت کے بعد سالے کے ہاتھ سے قتل ہوا
حسن کے بعد اسکا بیٹا محمد ثانی جو فلسفہ اور عام علمیت مین باپ سے بھی بڑھا ہوا تھا۔ تخت پر بیٹھا اسی کے
عہد مین امام فخر الدین رازی کے تلامذہ مین ایک فدائی سات ماہ داخل رہا اور ایکدن موقعہ پاکر امام موصوف
کے سینہ پر چڑھ بیٹھا اور خنجر نکال کر قتل کرنے لگا اور جبتک کہ امام ممدوح سے ملحدین مذہب کی مخالفت
کا اقرار نہ لے لیا سینہ سے نہ اترا اسی عہد کے قریب سلطان صلاح الدین ایوبی جبکہ عیسائیون سے
جہاد کر رہا تھا۔ چار فدائیون نے سلطان پر یکے بعد دیگرے حملہ کیا۔ اور سلطان محض تائید ربانی سے
بال بال بچا رہا۔ جب شام کے عیسائیون سے بگاڑ ہوا۔ تو عیسائی سردار بھی مسلمانون کی طرح تہ تیغ ہونے
لگا صلیبی جنگون مین رچرڈ شاہ انگلستان نے اپنے مخالف سردار کراڈ کو ایک فدائی کے ہاتھ سے ہی
مروایا تھا۔ اس محمد دوم کو بھی بیٹے نے زہر دیکر ہلاک کیا۔ اور حسن بن محمد دوم تخت نشین ہوا۔ اس کا
عقیدہ خلاف آبا و اجداد عام مسلمانون کے موافق تھا۔ اُس نے عموماً اپنے آپ کو ایک سچا اور پکا
مسلمان ثابت کیا۔ حسن بن صباح کی تمام کتابین جلا دین اور دیگر شاہان اسلام سے میل ملاپ
بڑھا کر عام نفرت کو دور کیا مگر اسی وجہ سے زہر سے مارا گیا۔ اور اسکا بیٹا علاؤ الدین محمد ثالث جانشین ہوا

جنسے بالغ ہوتے ہی حسن بن صباح کا مذہب اختیار کیا۔ مگر ظلم و جبر اور عیش و عشرت سے انتظام بگاڑ لیا۔ مگر فدائی جوش کم نہ ہوا۔ شاہ خوارزم کا ایک سردار قتل کیا۔ وزیر خوارزم کے گنج کے ملازمون مین پانچ فدائی پائے گئے اور وزیر نے ڈر کر علاؤالدین کی ذلیل شرطون کو مان لیا۔ یہہ علاؤالدین بہی ایک خادم کے ہاتہہ سے قتل ہوا۔ اسکی جگہہ رکن الدین خود شاہ تخت نشین ہوا۔ جو بگڑی ہوئی انتظام کو نہ سمہال سکا۔ خواجہ نصیر الدین طوسی جسکو خلیفہ بغداد سے عداوت تہی قلعہ التموت مین پہونچا اور وزیر سلطنت ہوگیا۔ مگر جب رکن الدین کو خلیفہ بغداد کے برخلاف مستعد نہ پایا یا کوئی اور سبب ہوا تو باطنی لوگون کی بیخ کنی کے لیے ہلاکو خان مغل کو بلا لیا۔ جسکی زبردست طاقت نے باطنیون کی ڈیڑہ سو سال کی سلطنت کا خاتمہ کر دیا اور دنیا کو اس خونخوار گروہ کے ہاتہہ سے نجات دی گو اب وہ فدائی لوگ اصلی صورت اور جوش مین کہین بہی نظر نہین آتے مگر میری خیال مین یورپ کو انارکسٹ اور مسلمانون مین بہنگ نوش ملنگ فقیر انہین فدائیون کی یادگار رہین۔ جائے غور ہے کہ حسن بن صباح کی علمیت اور ظاہری صلاحیت نے لوگون کو کسقدر دہوکا دیا۔ اور اسکو کسقدر کامیابی ہوئی۔ پس صرف علم و صلاح ظاہری کو ہی معیار اسلام قرار دینا غلطی ہے مدعیان صلاح ہمیشہ نئے نئے روپ بدل کر ظاہر ہوتے رہے ہین زمانہ حال کے مدعیان صلاح کے حالات کو بہی حسن بن صباح وغیرہ کے واقعات سے مقابلہ کر لینا چاہیے اور اسی خیال سے اس کتاب مین ایسے لوگون کے حالات لکہے گئے ہین۔

صلیبی جنگ

افسوس کہ سلجوقی زمانہ اقبال ملکشاہ کے انتقال پر ختم ہوگیا سرداران سلجوقیہ مین نفاق پڑ گیا ایک کی جگہہ کوئی نصف درجن سلطان اسلامی دنیا مین حکمران بن گئے عام طور سے امرائے سلطنت خود غرضی اور نفس پرستی مین غرق ہوگئے ہونہار اور لائق امرا و علما اور سلاطین کو حسن بن صباح کی جماعت فدائی چن چن کر روانہ ملک عدم کر ہی تہی اور خود حسن مذکور غیر اقوام کی جگہہ مسلمانون کا مار آستین بن رہا تہا۔ لہذا قوم مین تفرقہ ڈال رہا تہا نفاق کی مرض کا زور تہا۔ عباسی جلال مدت کا مٹ چکا تہا۔ مصر کے اسمعیلیہ خاندان کا چراغ بہی ٹمٹما رہا تہا۔ اور بحیرہ روم مین اسلامی بحری طاقت کا خاتمہ ہوچکا تہا۔ سپین کی عظیم الشان سلطنت امویہ مین طوائف الملوکی و افتراق آچکا تہا۔ اور سپین کے چند صوبون کے تسلط سے عیسائی مسلمانون پر فاتحانہ اثر ڈال چکے تہے علاقہ شام مختلف سردارون کے باعث بدامنی کی زندگی بسر کر رہا تہا۔ ایسے وقت مین ایک یورپین پادری پطرس نامی شام کے مقدس مقامات کی زیارت کے لیے آیا وہ ایک عقلمند غیور اولوالعزم عالم تہا

مسلمانون کے باہمی نفاق اور بے انتظامی کو دیکھکر اسکو خیال پیدا ہوا کہ بیت المقدس وغیرہ عیسائیون کی متبرک زیارتگاہون کا مسلمانون کے قبضہ مین رہنا اور عیسائی زائرین کا خائف و ترسان آنا جانا عیسائی مذہب کے لیے سخت بے عزتی کا نشان ہے چونکہ آج کل مسلمان بہوٹ کی سبب سے کمزور اور منتشر ہے ہہار ہو رہے اگر یورپ مجموعی طاقت سے شام پر چڑہائی کرے تو فتح یقینی ہے ان خیالات کے ساتہہ وہ اٹلی پہونچا اور پوپ روم سے شام کی حالت اور اپنی رائے بیان کی۔ پوپ نے جو پہلے ہی اس تاک مین لگا تہا اُس کی رائے سے اتفاق کر لیا اور فرمایا کہ اس خیال کی اشاعت کے لیے منادی عام یورپ مین کی جائے پوپ کی تحریک سے بطرس کے ہم خیال کئی ایک پرجوش عیسائی فاضل اور منادی کے لیے بلاد یورپ کو روانہ ہو گئے۔ پطرس مذکور اٹلی سے فرانس پہونچا اور وہان سے دیگر ممالک و امصار یورپ مین مسلمانون سے لڑائی اور بیت المقدس کی رہائی کے وعظ کرتا اور عیسائیون کو اوکساتا پہرا۔ اسی اثنا مین پوپ روم نے اٹلی اور فرانس مین کئی ایک کمیٹیان کین عام لوگون کے سامنے اسلام کی برائی اور مسلمانون کی لڑائی کے بارہ مین دہوان دہار تقریرین کی گئین۔ اور عام جوش پہیلانے کے لیے کوئی دقیقہ اٹہانہ رکہا عام لوگون کو انعام و اکرام و معافی خراج کی امیدین دیکر اوبہارا گیا۔ مذہبی جنگ کا اعلان دیا گیا۔ سب سے پہلے ایک بزرگ پادری نے کہا کہ پہلا مجاہد مین بنتا ہون جسکو پوپ نے صلیبی نشان عطا کیا عیسائی بہ تعداد کثیر اور بیس اسکے ساتہہ ہوئی اور مذہبی جوش بڑہانے کے لیے ہر ایک کے سینہ پر صلیب کا نقش کیا گیا۔ اور یہی سرخ نشان صلیب۔ جہنڈون۔ نشانون علمون تیرون وغیرہ پر کیا گیا اسواسطے ان لڑائیون کو صلیبی جنگ کہتے ہین اور یہ پہلا صلیبی جنگ تہا۔

ان تدابیر سے عیسائیون کا دل اور حوصلہ اسقدر بڑہ گیا کہ انکو فتح و ظفر کے تصورات اور خیالات آنے لگے اسی اطمینان قلبی اور یقین کا حکمی نتیجہ تہا۔ کہ آسمان پر سوار گہوڑے ہتہیار دیکہنے لگے جنپر صلیبی نشان کا نقش متخیل ہونے لگا خود بہی بعض چالاک اشخاص نے کپڑون پر صلیب کی تصاویر اس مصالحہ سے بنائین کہ نہ آگ مین جلتی اور نہ پانی مین دہوئی جاتی۔ عوام کالانعام نے اسکو صلیب کی تائید آسمانی خیال کیا اور فتح کا یقین کر لیا علاوہ اسکے اور چند آسمانی نشان بہی قدرتی طور سے ظاہر ہوئے ستارے آسمان سے ٹوٹتے تہے اور بعض ستارون کے ٹوٹتے ہی افق آسمان پر خونی سرخ نشان دکہائی دیتا اور حربہ کی شکل کا آفتاب کے قریب ایک ناری عمود نظر آتا۔ ان تمام اسباب سے عیسائیون کے حوصلہ بڑہ گئے اور تین لاکہہ جوان صلیب کے نام پر جان دینے والے شاہ بردویل کی ماتحت جمع ہو گئے جسکا شاہ سسلی سے قریبی رشتہ تہا۔ بردویل نے چاہا کہ بحیرہ روم کو عبور کرتا اور شمالی افریقہ کو گہوندتا ہوا شام پہونچ جائے اور اس رستہ مین مشکلات بہی کم تہین لیکن شاہ سسلی نے بردویل کے ایلچی کو کہا کہ ارا ہ چونکہ تم بیت المقدس کو چہوڑانا

چاہتے ہو اس لیے بہتر ہے کہ اپنا تمام زور شام کے مسلمانون کے مقابلہ مین خرچ کرو اور براہ آبنائی قسطنطیہ پر حملہ کرو و نیز امیر افریقہ بنی تمیم کے ساتھہ میرا عہدنامہ صلح ہے مین عہد شکنی کرنی نہین چاہتا لیکن در اصل وجہ انکار یہ تہی کہ چونکہ خلفائے فاطمیہ مصر جنکا تعلق شمالی افریقہ شمالی سے تہا کمزور ہو گئے تہے شہر شہر ضلع بضلع حاکم خود مختار بن بیٹھے تہے ابن تمیم مذکور نے شاہ سسلی کا تابعدار اور خلعت یافتہ تہا اسکو یقین تہا کہ ایک ایک دن افریقہ کا ہڑپ کرنا اُس کے لیے نہایت آسان ہے وہ اپنے شکار کو دوسرے کے ہاتھہ مین کسطرح دیسکتا تہا (۲) اُسنے خیال کیا کہ ہر ایک قسم کی امداد و رسد وغیرہ تمام میرے علاقہ سے لی جائے گی (۳) بصورت فتح میرا رسوخ افریقہ مین کم ہو جائیگا اور بحالت شکست بوقت واپسی میری ملک کے نقصان پہونچیگا۔ (۴) جسقدر اسباب تجارتی حقوق ہمکو حاصل ہین وہ تمام یورپ کو منتقل ہو جائین گے اور یہ خیالات بجنسہ اوسی قسم کے ہین جیسے کہ آج کل کے اقوام یورپ دیگر ممالک سے برتتے ہین۔

یورپ کی چڑہائی

غرضیکہ یہہ ٹڈی دل قسطنطیہ کو روانہ ہوا۔ اور شاہ قسطنطیہ نے اس شرط پر رستہ دیا کہ بصورت فتح انطاکیہ اسکو دیا جاوے۔ اس فوج کا مقدمۃ الجیش پطرس تہا جسنے سیدہا سادہا راہبانہ لباس پہنا ہوا تہا اور اپنی ہر ایک جوشیلی ادا سے ساتہیون کا دل بڑہاتا۔ ان لوگون نے رستہ کے عیسائی رعایا کی لوٹ گہسوٹ مین کوئی دقیقہ باقی نہ رکہا۔ آخر یہہ تمام لشکر قسطنطیہ مین جمع ہوا۔ اور شاہ قسطنطیہ کے جہازات پر سوار ہو کر ایشیا مین داخل ہوئے۔

جنگ (۱)

نواح قونیہ مین ملوک سلاجقہ کی اسلامی فوجون سے سخت گہمسان کی لڑائی ہوئی جسمین مسلمانون نے کامل فتح پائی عیسائیون کا تمام جنگی سامان میگزین اسلحہ رسد وغیرہ چہین لیا اور قتل عام کیا بہت تہوڑے زندہ بچکر گئے۔ الوالعزم پادری پطرس اس لڑائی مین شامل نہین ہوا تہا۔ فوج کی بے انتظامی دیکہہ کر قسطنطیہ کو واپس چلا گیا تہا۔ اس شکست کی خبر سُنکر بہت غمناک ہوا اور قسم کہائی کہ جبتک مین خود لڑائی نہین لڑونگا واپس نہین جاونگا۔

قونیہ (۲)

اب کی دفعہ اہل یورپ نے نہایت جوش و انتظام کے ساتھ قونیہ پر حملہ کیا۔ سلطان قلیج ارسلان سلجوقی نے نہایت دلیری سے مقابلہ کیا مگر شکست کھائی اور قونیہ پر عیسائیون کا تسلط ہوگیا اور انطاکیہ کی جانب رخ کیا۔

انطاکیہ (۳)

انطاکیہ ایک بہت بڑا عظیم الشان شہر تھا۔ ابتدائے اسلام سے ۳۵۸ھ ہجری تک مسلمانون کے قبضہ مین رہا بعد ازان رومیون نے فتح کیا اور ۱۱۹ سال کے بعد سلطان ملکشاہ سلجوقی کے عہد مین سلیمان بن قتلمش سلجوقی نے ۴۷۷ھ ہجری مین فتح کیا اب ۴۹۱ھ ہجری مین پھر یورپ والون نے حملہ کیا۔ سوقت یہان کا حاکم باغیان ترکمان تھا جس نے کمال شجاعت اور استقلال و ہمت اور عزم بالجزم سے کئی ایک بہادرانہ لڑائیان کین۔ آخر نو ماہ کے محاصرہ کے بعد جبکہ اسکو کسی طرف سے مدد کی امید نہ رہی رسد وغیرہ نے جواب دیدیا قلعہ سے نکل کر دشمن کی بیشمار فوج پر حملہ آور ہوا۔ اور تاج شہادت پہن کر راہی ملک بقا ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اہل یورپ نے شہر انطاکیہ مین داخل ہوکر تمام مرد و زن شیخ و شاب عورتون بچون کو قتل کرکے عیسائی تہذیب کا نمونہ دکھلایا شہر لوٹ لیا گیا۔ جبکہ گورنر موصل امیر قوام الدولہ ابوسعید کربوقا نے یہ حال سنا اپنی تمام فوج مرج وابق مین جمع کی اور حلب حمص سنجار کے سوا اور تمام علاقہ شام کا اسلامی لشکر عرب و ترک بغرض حصول ثواب جہاد قوام الدولہ سے آملا۔ مسلمانون کا یہ جوش دیکھکر عیسائیون کے چھکے چھوٹ گئے۔ اگرچہ مسلمان نسبتاً قلیل تھے مگر انطاکیہ والون نے بشرط امان انطاکیہ مسلمانون کے حوالہ کرنے کی خواہش ظاہر کی مگر قوام الدولہ نے جسکو انطاکیہ کے بیگناہ مسلمانون کا قتل عام یاد تھا انکار کیا۔ اور کہا لَا تَخْرُجُونَ اِلَّا بِالسَّیْفِ اور محاصرہ پر زور دیا۔ محصورین کی رسد کم ہوگئی آخر لاچار ہوکر شہر سے نکلے اور سخت لڑے لیکن شکست پاکر شہر کو واپس ہٹے۔ اسوقت عیسائیون کا استیصال بالکل آسان تھا۔ لیکن قوام الدولہ کے غرور و تکبر سے اس کے ہمراہی امرا وملوک دل لگاکر کام نہ کرتے تھے۔

عیسائیون کے ساتھ ایک بڑا معزز بارسوخ جہاندیدہ عقلمند راہب تھا اُس نے عیسائیون کا دل بڑھانے کے لیے تجویز کی کہ ایک پرانی عمارت مین ایک قدیم وضع کا حربہ دفن کردیا۔ اور کسی روایت کے حوالہ سے مشہور کردیا کہ اگر وہ حربہ مل گیا تو تم فتح پاؤ گے۔ وصول حربہ کے لیے پہلے عیسائیون کو تین دن روزہ رکھنے اور نماز و دعا کی تاکید کی پھر چند اشخاص کو لیکر مکان معلومہ کی عمارت کو کھود ڈالا۔ بڑی تلاش کی بعد حربہ ملا جسکو دیکھ کر عوام مین نہایت جوش پھیل گیا۔ اور فتح کا یقین کامل ہوگیا۔ ایسی حالت مین جو نتیجہ ہوتا ہے وہی ہوا کہ عیسائیون

شہر سے نکلکر حملہ کیا مسلمانون نے نکلنے والون کو قتل کرنا شروع کیا لیکن قوام الدولہ نے روک دیا اور کہا کہ سبکو
نکل لینے دو جب کل عیسائی نکل چکے مسلمانون نے حملہ کیا مگر عیسائیون کے تازہ جوش پر غالب آسکے اور مقابلہ ہوتے
ہی بہاگ نکلے اور کچہ بہی نہ لڑے عیسائی حیران ہو گئے اور دہوکہ سمجہ کر تعاقب مین نہ گئے۔ چند مسلمان شہادت کی
آرزو مین اڑے اور خوب لڑکر مرے عیسائیون کو مال کثیر غنیمت ملا مین قیدیون مین بہ تعداد کثیر نہین۔

معرۃ النعمان[3]

اس شکست نے عیسائیون کے حق مین غالبانہ فیصلہ کر دیا۔ اور مسلمانون کی پراگندہ طاقت کو اور کمزور بنا دیا شام
مین تو پہلے ہی کوئی زبردست الوالعزم سردار نہ تہا یہ بہی موصل کے گورنر کی جو فیصلی کاروائی کا نتیجہ تہا جو ایک
ہی شکست مین فرو ہو گیا اب عیسائی اطمینان سے آگے بڑہے اور معرۃ النعمان کو گھیر لیا مسلمان باشندے
سخت مقابلہ سے پیش آئے عیسائیون کا بہت نقصان ہوا۔ اور فتح مشکل ہو گئی مگر آخر مسلمانون مین پہوٹ
پڑگئی۔ اور شہر فتح ہو گیا تین دن تک قتل عام ہوتا رہا ایک لاکہ سے زیادہ مسلمان عورت مرد زن
و بچہ مارے گئے اور ہزارون قید ہوئے۔

عرفہ و حمص[4] (5)

چالیس یوم تک عیسائی فوجین معرۃ النعمان مین مقیم رہین پہر عرفہ کا محاصرہ کیا۔ اور چار ماہ کے بعد صلح سے
فتح کیا پہر حمص گئے اور یہ مضبوط شہر بغیر جنگ کے عیسائی رعب کے سبب صلح پر آمادہ ہو گیا۔ پہر یورپین افواج
عکا کو بڑہین لیکن فتح نہ کر سکین۔

بیت المقدس[6]

بعد ازان عیسائیون نے تمام طرف سے سمٹ کر دس لاکہ کی جمعیت کثیر سے بیت المقدس کو جا گہیرا چونکہ ایسی مقدس
جگہ کے لیے یورپ نے تلوار اٹہائی تہی اس لیے حملہ آورون کو جوش کی کوئی انتہا نہ تہی وہان کا گورنر افتخار الدولہ تہا
او مصر کے سلاطین بنی فاطمہ کے ماتحت تہا چالیس دن تک بحالت محاصرہ لڑتا رہا۔ مگر عہدہ برآ نہو سکا۔
شعبان کو آخیر ہفتہ ۴۹۲ھ ہجری بزور شمشیر بیت المقدس فتح کیا گیا۔ اور کئی ہفتہ تک قتل عام کا بازار گرم رہا
ستر ہزار سے زیادہ مسجد اقصی مین مسلمان قتل کیے گئے جنمین اکثر بڑے بڑے امام مجتہد۔ عالم۔ عابد۔ زاہد۔ صوفی۔ مترّاض
گوشہ نشین تہے اور جنکو لڑائی سے کوئی تعلق نہ تہا۔ اسلام عیسائیون کے ایسے اشخاص کی محافظت کی تاکید کرتا ہے مگر

عیسائیت کا نتیجہ دیکھیے کہ فوجی و غیر فوجی زن و بچہ جوان و بوڑھے مین کوئی تمیز نہ رکھی عہد فاروقی مین جب بیت المقدس
فتح کیا گیا۔ تو ایک قطرہ خون کا بھی گرا تھا اور بزور شمشیر فتح کرنے کی رائے کو رد کیا گیا تھا آج عیسائیون نے خاص مسجد اقصی مین
خون کے دریا بہا دیے او معمولی رحم اور حرمت مسجد اقصے کو بالائے طاق رکھا بیشمار مال غنیمت لوٹا گیا۔ چنانچہ صرف متبرک
صخرہ کے پاس سے چاندی کی چالیس بڑی قندیلین تھین جنمین ہر ایک کا وزن ۳۶۰۰ درہم ۱۵۰ چاندی کی چھوٹی
قندیلین تھین ایک چاندی کا تنور وزنی بیس سیر اور بیس سونے کی قندیلین تھین ان تمام اشیا کے علاوہ لاکھون
روپے کا قیمتی سامان مسجد کا اور کروڑون کا مال باشندگان شہر کا لوٹا گیا۔ چند مظلوم بیکس کسی طرح بچ بچا کر قاضی
ابو سعید ہروی کے ساتھ بغداد پہونچے روتے پیٹتے دربار خلافت مین حاضر ہوئے تمام دردناک حالات بیان
کیے۔ جنکو سن سن کر لوگ چیخ چیخ کر رونے لگے۔ دل قابو مین نہ رہے۔ کلیجہ مونہ کو آئے ایک عام
کہرام مچ گیا جمعہ کے دن جامع مسجد مین رو رو کر استغاثہ کیا گیا لوگ روزہ دار تھے مگر یہ دردناک حالات سنکر
اسقدر اضطراب و بیقراری ہوئی کہ روزے افطار کرنے پڑے یہ واقعہ خلیفہ مستظہر باللہ ابن المقتدی
بامر اللہ عباسی کے عہد کا ہے جبکہ سلاطین سلجوقیہ مین اختلاف اور پھوٹ پڑی ہوئی تھی اور عراق مین فتنہ
و فساد برپا تھا۔ اس لیے ان مظلومون کی فریاد کا کوئی نتیجہ نہ نکلا۔ مصر کے سلطان نے فوجین بھیجین جو
شکست پاکر عسقلان مین گھبر گئین۔ بارہ یا بیس ہزار دینار دیکر محاصرہ سے نکلین اور مصر کو چلی گئین
اس فتح نے سوا اہل شام کے اکثر شہر اور قلعہ اہل یورپ کے قبضہ مین آگئے۔ یافا کو بعد استحکام جنرل قمص
کے حوالہ کیا گیا ۴۹۶ھ ہجری مین شہر عکا پر چڑہائی کی مگر فتح نکر سکے علاقہ قدس بقول بعض بردویل یا
کسی اور یوریمین کو دیا گیا اور عیسائیون کا یہ تصرف ۹۱ سال تک رہا حتی کہ سلطان صلاح الدین ایوبی نے اسکو فتح
کیا۔

سروج و حیفا و قیساریہ

اسی سال مین اہل فرنگ نے علاقہ جزیرہ کی طرف رخ کیا اور شہر سروج پر قابض ہوکر باشندون کو قتل کیا عورتون
کو قید کرکے مال لوٹ لیا۔ اور یہی حشر حیفا اور قیساریہ کا ہوا لاکھون بندگان خدا تعالی تیغ ظلم سے ہلاک ہوئے

طرابلس الشام و قلعہ طوبان

۴۹۵ھ ہجری مین طرابلس شام پر چڑہائی ہوئی۔ وہان کے باشندے خوب دل کھول کر لڑے اور تین سو ۳۰۰
فرنگی مارے گئے آخر زر نقد گھوڑے لیکر میعادی صلح پر فیصلہ ہوا۔ اور یہان سے طرسوس کو گئے چند روز
کے روز کے محاصرہ کے بعد شہر پر تصرف کرلیا اور مسلمان مرد بچہ شیخ و شاب بالتمام قتل کیے گئے پہر طوبان

وہان کا حاکم ابن العریض اپنی قلیل جماعت کے ساتھہ مقابلہ پر آیا اور بہت کچھ کرو کہا یا آیات شہو بہادر جنرل قید کر لیا جسکا زر فدیہ ہزار دینار قرار پایا۔ لیکن ابن العریض نے منظور نہ کیا۔ اسی سال شاہ ضجیل نے حمص کا محاصرہ کیا اور اس کے مضافات پر تصرف کر لیا۔

عکا کا حملۂ ثانی

جنرل قمص لے فوج کثیر سے عکا کا محاصرہ کیا۔ سمندر کی طرف سے ستر جنگی جہاز قلعہ پر آگ برساتے تھے قلعہ شکن اور منجنیقین اسقدر مضبوط اور قلعہ کے نزدیک تھین کہ محصورین کو زندہ درگور کر رکہا تہا یہ حال دیکھہ کر سواحل شام کو عام اہل اسلام کو مذہبی جوش پیدا ہوا جسکے صدمہ کی برداشت عیسائی مجاہدین نہ کرسکے عیسایون کی منجنیقین اور جہاز جلا کر ہونا کئے گئے اور شکست فاش نے عکا سے محاصرہ اٹھانے پر مجبور کردیا۔ یہان سے ہٹ کر بیروت کو جا گہیرا مگر باوجود محاصرہ کے فتح نہ کر سکے۔

جنگ عسقلان

اسی سال ماہ رجب میں مصری فوج عسقلان میں پہونچی اور عیسایون نے بسرکردگی بردویل گورنر قدس سخت مقابلہ کیا مگر شکست پائی اور اکثر مارے گئے بردویل بہاگ کر ایک نیستان میں جا چہپا جسمین مسلمانون نے آگ لگادی بردویل کا جسم بہی کسیقدر جہلس گیا مگر دور بہاگ کر رملہ جا پہونچا مسلمانون نے تعاقب نہ چہوڑا۔ اور رملہ کو گہیر لیا بردویل کو یہان سے نکلنا پڑا ہزارون عیسائی قید اور قتل کیے گئے۔ بردویل یافا کو چلا گیا جہان مسلمان نہین جاسکتے تہے لیکن اس فتح سے شام کے مسلمانون کے حوصلہ بڑہ گئے۔

سنہ ۴۹۶ ہجری مین تازہ دم فوج مصر سے آگئی اور عیسائیون سے کئی ایک معرکے ہوئے جنمین کبہی عیسائی اور کبہی مسلمان فتح پاتے رہے اور کچھ فیصلہ نہ ہوا۔ عسقلان کے سوا تمام علاقہ فلسطین عیسائی تصرف مین رہا۔

طرابلس

جنرل ضجیل نے طرابلس شام کو گہیر لیا۔ مگر وہان کے بہادر گورنر افتخار الملک ابن عمار نے باوجود نہایت قلیل فوج کے دشمن کو مات کردیا جنگی کشتیان سمندر مین چہوڑ دین اور عیسایون کے مقبوضہ امصار کو تاخت و تاراج کرتا رہا۔ سنہ ۴۹۷ ہجری میں عیسائیون نے رقہ اور قلعہ جبیر پر چڑہائی کی مسلمانون کو قید کرکے مال و متاع لوٹ کر چلے گئے اسی سال نیشاپور سے امدادی جہاز پہونچ گئے اور طرابلس پر پہر حملہ کیا گیا اور خشکی اور تری دونون طرف محاصرہ ہوا کئی روز تک لڑائی رہی مگر کامیابی نہ ہوئی اسلیے وہان سے اٹہہ کر جبل کو گہیر اسلمان مقابلہ سے پیش آئے آخر قلت کے وقت سے ناچار ہو کر امان کے خواہان ہوئے جو نہ دی گئی اور شہر بزور

تہ شمشیر کیا گیا اور تاراج کیا گیا مسلمان باشندے طرح طرح کے عذاب سے مارے گئے۔

عکا پر تیسرا حملہ

ان چند فتوحات سے عیسائیون کے دل بڑھ گئے اور عکا پر تیسرا حملہ کیا اس دفعہ آس پاس کے مسلمان بسبب متواتر صدمات اور محاربات کے اس قابل نہ رہے تھے کہ عکا والون کو کچھ مدد دے سکیں اسلیے چند یوم کے محاصرے کے بعد شہر پر عیسایون کا قبضہ ہوگیا۔ اور باشندون کے ساتھ ہر ایک قسم کا ظالمانہ وحشیانہ برتاؤ کیا گیا اور شرمناک افعال شنیع عمل مین لائے گئے

حران و ارتاح

عکا کی فتح کے بعد حران کو میدان جنگ بنایا گیا جہان اکثر مسلمان فتح پاتے رہے ان لڑائیون مین بارہ ہزار عیسائی قتل اور قید کیے گئے انکا بہادر جنرل قمص بھی قید ہوا جسکا زر فدیہ پینتیس ۳۵۰۰۰ ہزار دینار طلائی اور ساٹھ مسلمان قیدیون کی رہائی قرار پائی اس کے بعد قلعہ ارتاح پر عیسائی جا پڑے مسلمان سخت جنگ کے بعد بھاگ نکلے ہزارون قید اور قتل ہوئے۔ قلعہ پر عیسائیون کا قبضہ ہوگیا۔

حصن زرقیہ۔ افامیہ

قلعہ حصن دمشق سے دو یوم کے فاصلہ پر تھا۔ وہان مسلمانون اور عیسایون مین سخت جنگ ہوئی مسلمانون نے فتح پائی صرف دو سو سوار عیسائی تہ تیغ ہوئے اسیطرح قلعہ زرقیہ پر لڑائی ہوئی مسلمانون نے فتح حاصل کی پانچ سو عیسائی سوار مقتول ہوئے اسی سال عیسائیون نے قلعہ افامیہ کو جو شام کا نہایت مضبوط قلعہ تھا فتح کر لیا جس قدر وہان مسلمان تھے قتل کیے گئے۔

طرابلس اور بیروت

سنہ ہجری مین شاہ قسطنطنیہ اور یورپین حملہ آورون مین نا اتفاقی پڑ گئی اور سخت لڑائی ہوتی رہی جسمین قسطنطنیہ والے اکثر فتح یاب ہوتے رہے اس سے بظاہر اگرچہ مسلمانون کو کچھ آرام ملا لیکن چونکہ اسلامی طاقت کا شیرازہ کھلا ہوا تھا۔ اور کوئی واحد طاقتور سرپرست نہ تھا آپا دھاپی پڑی ہوئی تھی اسلیے عیسایون کی بوٹ سے مسلمان کچھ فائدہ نہ اٹھا سکے بلکہ عیسایون نے اس حالت مین بھی طرابلس اور بیروت کا برابر محاصرہ رکھا اور اپنی ہوا نہ بگڑنے دی اور آخر ۵۰۳ سنہ ہجری مین ان دونون شہرون کو لے لیا مر دونکو

قتل عورتین بچے قید کیے گئے۔ اُس کے بعد بانیاس۔ صیدا۔ صور۔ اوتاب۔ کو نواح حلب تک فتح کیا گیا اور سوائے حمص او حلب۔ حماۃ کے تمام شام عیسائیون کے قبضہ مین آگیا۔

مصر پر چڑہائی

سنہ ۵۱۱ یا ۵۱۴ھ ہجری مین بردویل نے مصر پر چڑہائی کی اور غزہ تک بلا روک ٹوک پہونچا راستہ مین مسجد مین جلائی گئین اسلامی عمارتین گرائی گئین۔ مرد و عورت زن و بچہ قتل کئے گئے یا قید کیے گئے فتح مصر مین کوئی شک نہ تہا کہ اتنے مین بردویل بیمار ہوگیا۔ اور راستہ ہی مین مر گیا اور مصریون کے سر سے یہ بلا ٹل گئی۔ یہ واقعہ المستظہر باللہ کے آخری عہد کا ہے ۵۱۲ھ مین فوت ہوا۔ اور المسترشد باللہ اسکا بیٹا خلیفہ ہوا ۵۲۲ھ تک عیسائیون کا اسیطرح زور رہا کہ سلاطین سلجوقیہ مین بجائے نفاق کے اتفاق کی صورت نظر آنے لگی۔ تیس سال کی متواتر مصائب و صدمات اُٹہا اُٹہا کر مآل کار کو سوچنے اور اپنی حالت پر غور کرنے لگے اور موصل کو امرائے متغلبین سے چہین کر عماد الدین زنگی والد سلطان نور الدین محمود رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے حوالہ کیا گیا۔

اقبال کا دوسرا دور عماد الدین زنگی اور عروج اسلام

سابقہ اوراق مین لکہا گیا ہے کہ سلطان طغرل بیگ الپ ارسلان۔ ملک شاہ بہادر اور زبردست سلطان گذرے ہین انہین اسلام کا سچا جوش تہا۔ وہ حمایت اسلام کو اپنا اعلی فرض جانتے تہے۔ شریعت محمدی کے سخت پابند تہے انکا دربار علما و فضلا کی کان تہا۔ وہ جانتے تہے کہ ترقی اسلام بہ تقلید صحابہ کرام ہے اس وجہ سے انہون نے بڑی بڑی فتوحات حاصل کین مگر ملک شاہ کے بعد آل سلجوق مین نفاق پڑ گیا۔ اور کئی ایک سر گروہ نکل آئے علاوہ اسکے حسن بن صباح نے سخت ہل چل ڈال رکہی تہی مسلمان کسی لائق اور دیندار سلطان کی عدم موجودگی سے بیدست و پا ہو رہے تہے اس لیے سنہ ۴۹۱ھ سے ۵۲۲ھ ہجری تک عیسائیون کا زور رہا۔ لیکن اب انکے زوال کا وقت آگیا تہا۔ جو بیج سلاطین سلجوق نے بویا تہا اُس کے پہل لانے کا وقت آگیا ملک شاہ کا غلام قسیم الدولہ آق سنقر تہا جسنے اپنے آقا سے ولی نعمت کی دینی حمیت سے پورا حصہ لیا تہا اُس کے خلف الرشید اولو العزم خادم اسلام مقلد صحابہ کرام عماد الدین زنگی نے موصل و حلب کی گورنری پر ممتاز ہوتے ہی اپنی ساری ہمت عیسائیون کو شام سے نکالنے پر صرف کی اُس کی مجاہدانہ ہمت دیکہہ کر مسلمانون مین پہر تازہ جوش آگیا۔ اور گذشتہ تیس سال کی کسر نکالنی شروع کی اور ثابت ہو گیا کہ اسلامی حرارت سے

اگر کوئی باقاعدہ کام لینے والا ہو تو وہ ہر وقت موجود ہوتی ہے۔
عماد الدین زنگی کا باپ ایک لڑائی مین مارا گیا تہا اسوقت عماد الدین کی عمر صرف دس سال کی تہی اور سب سے پہلے
عماد الدین کو اپنی تلوار کے جوہر عیسائیون کے برخلاف ہی ظاہر کرنے پڑے اور یہہ ایک آیندہ کے لیے نیک
فال تہی۔ مودود کی توجہ کے ساتہہ طبریا مین کے مشہور معرکہ مین شامل تہا اور اسی جانباز بہادر نے شہر کے
دروازے پر سب سے پہلے نشان جا گاڑا تہا۔ اس کے بعد وہ سلطان محمود بن محمد بن ملکشاہ سلجوقی والی
ایران عرب عراق وغیرہ کی ملازمت مین داخل ہوا۔ اور بغداد اور عراق مین نائب دشحنہ مقرر ہوا اور ۵۲۲ھ مطابق
۱۱۲۷ء مین ابہوروسکی کے انتقال پر موصل کا گورنر مقرر ہوا۔ اور یہہ وہ نازک وقت تہا کہ زنگی جیسے مشہور خادم
قوم کی مسلمانون کو سخت ضرورت تہی مسلمان سلاطین وامرا مین نفاق اور پہوٹ پڑی ہوئی تہی انکی کمزوری
حد سے بڑہ چکی تہی انکی آنکہون کے سامنے لاکہون مسلمان شام بہ تیغ ہوئے پیغمبرون کی یادگار بیت المقدس
چہن گئی۔ فاروقی نشان فتح مٹ گیا لیکن ان خود غرض کم ہمت امراء و سلاطین سے کچہ نہو سکا۔ یورپ
کے حوصلہ فلسطین کی فتح سے بڑہ گئے اور ایشیا کو اپنے حرص و طمع کا شکار گاہ تصور کر کے ہر وقت مسلمانون
کے ستانے اور اپنا علاقہ بڑہانے کی تاک مین رہتے اور اکثر فائدہ اُٹہاتے۔ اور روز بروز اپنی سلطنت کو تسلط
اور قوی کرتے جاتے۔ العریش۔ (حد مصر) سے لیکر ماردین تک انکا شاہی تسلط تہا صرف دمشق
حلب حمص حماۃ باقی مگر جان بلب تہے۔ عیسائیون کے حوصلہ اسقدر بڑہے ہوئے تہے عراق سے نصیبین اور
راس العین تک بلا خوف و خطر لوٹ مار اور قتل و غارت کر جاتے قافلون کی آمد و رفت بند ہو گئی تجارت تباہ
ہو گئی رہا اکثر شہر جو فتح نہیں ہوئے تہے وہ عیسائیون کو خراج دیتے یا کسی اور طور پر باجگذار رہتے۔ عیسائیون
کا رعب اور رسوخ بہت بڑہ گیا شام کے جدید عیسائی سلطنت خود ہی بیت المقدس کی حفاظت کی کافی قوت
رکہتی تہی اور یورپ کی پشت گرمی سے اسلام کے مٹانے کو ہی اپنا ایک فرض جانتے تہے گو جزویات
مین عیسائیون مین کبہی اختلاف ہو جاتا تہا مگر مسلمانون کے برخلاف انکی ایک آواز تہی اور ضرورت
کے وقت سب ایک ہو جاتے اور مسلمانون کی تخریب پر اپنی ساری ہمت صرف کرتے۔ ناظرین سمجہ سکتے
ہین کہ یہہ زمانہ جسکا ذکر کیا گیا ہے موجودہ زمانہ کی حالت اسلامی سے بڑہ کر کمزور تہا۔ اگر کمزور
نہین تہا تو مشابہ ہونے مین تو کوئی کلام نہین اور ضرور ہر وقت کے مسلمان بہی جو صدیون سے عباسی
کا تخت دمشق بن رہے تہے آج کل کیطرح نہایت مایوس ہونگے اور حرمین شریفین زادہما اللہ
شرفاً اور دار الخلافہ بغداد کو معرض خطر مین دیکہہ کر حال کی طرح چار چار آنسو روتے ہونگے کہ ایسی حالت نا
امیدی مین عماد الدین زنگی کا ظہور ہوا جو اسلام کی پوری اہلیت رکہتا تہا اسی وجہ سے حسب ارشاد سرہاربرٹ ناقی

جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم "لایزال ھذا الدین ظاھراً علی کل من ناداہ حتی تقوم الساعۃ واھلہ ظاھرون" مخالفان اسلام کا کاٹنے لگا۔ اور مسلمانون نے اسکے وجود کو رحمت الٰہی تصور کیا۔

زنگی نے موصل کی گورنری لیتے ہی مسلمان امیرون کی منقسم طاقت کو ایک واحد طاقت بنانیکا فکر کیا فرات کے شرقی علاقہ جزیرہ سنجار نصیبین کو لے لیا۔ پہر ۵۲۳ھ مطابق ۱۱۲۹ء مین حلب پر قبضہ کیا دوسرے سال حماۃ کو فتح کیا۔ اور ہر ایک جگہ مسلمانون نے اس کے اسلامی جوش کو دیکھ کر اسکا خیر مقدم کیا۔ دمشق پر ایبر تغتگین قابض تہا جسکے ہان اسمٰعیلیون کا اسقدر رسوخ ہوا کہ بانیاس جیسا کارآمد اور مضبوط قلعہ اسمٰعیلی سردار کو دیا گیا اور اس فرقہ نے یہان تک زور پکڑا کہ تغتگین کے مرنے کے بعد اس کے بیٹے شمس الملک بوری کا وزیر بہی ایک اسمٰعیلی ہوا۔ آخر غدار نمک حرام وزیر نے ۱۱۲۹ء مین دمشق عیسائیون کو دیڈالنے کی سازش کی تہی جسکی پاداش مین چھ ہزار اسمٰعیلی قتل کیے گئے اور اسمٰعیلیون نے اسی غصہ سے قلعہ بانیاس عیسائیون کو دیدیا جو تین برس بعد واپس لیا گیا۔ شمس الملک نے عیسائیون کو دل تہام یا عماد الدین زنگی کے رعب مین آکر دمشق کو زنگی کے تحت حکومت مین تسلیم کر لیا۔ مگر خود غرض امرا نے اس یکجہتی کو برا سمجہا اور رعایا اور شمس الملک کی ماں کو بہڑکا کر شمس الملک کو مروا ڈالا۔ زنگی نے دمشق کا محاصرہ کیا۔ لیکن ناکام پہرا زنگی نے ۱۱۳۹ء مین پہر دمشق پر حملہ کی تیاری کی اہل دمشق نے عیسائیون سے مدد مانگی اور بانیاس دینے کا وعدہ کیا زنگی نے دونون فوجون سے لڑنا مناسب جانا اور واپس چلا گیا۔ اور بانیاس عیسائیون نے لے لیا۔ ۱۱۴۳ء مین یورشلم کا عیسائی بادشاہ مرگیا اور اسکا جانشین اسکا بیٹا بالڈون سیزدہ سالہ ہوگیا۔

زنگی کی تدبیر بہادرانہ اور عزم شجاعانہ نے عیسائی سلطنت کی وسعت کو روک دیا تہا۔ اب یورشلم کے بادشاہ کے مرنے سے اور ضعف آگیا۔ زنگی نے اگرچہ ۵۲۴ھ مطابق ۱۱۳۰ء قلعہ اثرب کے پاس عیسائیون کے متفقہ افواج کو شکست فاش دیکر ایک صدی کے عیسائی غرور اور طاقت کو توڑ کر مسلمانون کے دلون سے عیسائی رعب دور کر دیا تہا۔ مگر زنگی خانگی تنازعات مین مبتلا تہا۔ اس کے دارالخلافہ موصل کے لینے کی لیے ایک سلمان رقیب ۵۲۳ھ مین کوشش کر چکا تہا۔ ۵۲۵ھ ہجری سے لیکر برابر بارہ برس تک سلجوقیون کی باہمی لڑائی جہگڑون مین حصہ لینا پڑا انہین حادثون مین خلیفہ المسترشد فدائیون کے ہاتھ سے ۵۲۹ھ مین شہید ہوا اور اسکا بیٹا الرشد باللہ خلیفہ ہوا اور ۵۳۲ھ مین قتل ہوا اور المقتفی لامر اللہ بن المستظہر خلیفہ ہوا اور اسکا نہایت قیمتی وقت اس طرح ضائع ہوگیا۔ اور دل کہول کر

ہمیشہ دین بیضے اسلام ہر مقابل پر غالب ہی رہیگا یہانتک کہ قیامت آجاوےگی اور مسلمان غالب ہی ہونگے۔ مایوسونکو یہ حدیث
شافی ہے۔

عیسائیون کی خبر نہ لے سکا آخر ۵۳۸ھ مطابق ۱۱۴۳ء مین سلطان مسعود سلجوقی سے صلح کرکے پیچھا چھوڑا مگر اس عرصہ تنازعات مین بھی وہ اپنی سلطنت بڑھاتا رہا۔

اس جوانمرد کو جون ہی تنازعات خانگی سے فرصت ملی بجلی کی طرح عیسائی حملہ آور پر جا گرا ۵۳۹ھ ہجری مطابق ۱۱۴۴ء مین اڈیسہ (عزاز) کا محاصرہ کر لیا جو عیسائی سلطنت کی حکومت اور طاقت کا نہایت زبردست مرکز تھا۔ اٹھائیس دن کی متواتر لڑائی کے بعد شہر فتح کر لیا۔ اور عیسائی سلطنت کو صدمہ عظیم پہونچایا اسی تاریخ سے عیسائیون کی ایشیائی سلطنت کا زوال شروع ہوا۔ عیسائیون نے نہایت پیش بیش کر تجویزین کین لیکن زنگی کے اسلامی جوش کے آگے کچھ پیشرفت نہ گئی۔

عزاز کی فتح کے بعد زنگی اپنی فتوحات بڑھاتا اور عیسائیون کو دباتا جارہا تھا۔ کہ قلعہ شہر کے محاصرہ کے وقت ایک غلام کے ہاتھ سے ۵۴۱ھ مطابق ۱۱۴۶ء مین سوتا ہوا قتل کیا گیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

اگرچہ بہادر عماد الدین زنگی کی ایسی ناگہانی اور بے وقت موت نے اسلامی جوش کو کچھ دیر کے لیے روک دیا اور زنگی کی شہادت سے جسقدر مسلمانون کو غم و الم ہوا۔ اسیقدر عیسائیون کو خوشی ہوئی لیکن عماد الدین کی حرکات غازیانہ اور افعال مجاہدانہ نے مسلمانون کو کام کرنے کا رستہ بتا دیا تھا کہ اپنی اولاد کو عمدہ تربیت سے ایک سچا فرض مسلمان بنا چکا تھا اسکا ایک بیٹا نور الدین حلب مین اور سیف الدین دوسرا بیٹا موصل مین حکمران تھے مگر قدرت نے قومی جہاز کی ناخدائی نور الدین محمود کے نام لکھی تھی۔ جسکا ذکر خیر اگلے اوراق مین لیا جائیگا۔

مشائخ عظام کی خدمات

ایک سو سال سے زیادہ عرصہ کے ضعف اور کمزوری کے بعد مسلمانون کا اسطرح سے ابھرنا اور بغیر کسی سلطان یا خلیفہ کی شمولیت یا تحریک کے ایک معمولی گورنر عماد الدین کا عیسائیون کو زک دینا حضرات صوفیائے کرام اور علمائے عظام کی سعی جمیلہ کا نتیجہ تھا جو وہ اسلامی اصول کے اشاعت سے مسلمانون کے مردہ جوش کو تازہ کر رہے تھے برسون کی زہد و ریاضت توکل و قناعت سے اپنی ذات کو نیک نمونہ اخلاص و ایثار بنا کر قوم کے سامنے پیش کر کے ارشاد و ہدایت کی مسند کو مزین فرما رہے تھے اور قوم بھی ایسے مقلدین صحابہ کرام علماء کے فرمان واجب الاذعان کی تعمیل مین نہایت سرگرم تھی ان بزرگون نے مسلمانون کی تہذیب نفسانی و تربیت روحانی اصول

اسلامی کے مطابق کرنے مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا - اس روحانی فرقہ کا اسوقت نہایت زور
تہا - بڑے بڑے زبردست علمار وفضلا تبلیغ احکام الٰہی کے لیے دنیا کے لذائذ سے منہ موڑکر
فقر وسفر کے مشکلات برداشت کر رہے تہے - اور کمال درجہ کی صبر وشکر رضا وتسلیم سے اشاعت
اسلام فرمارہے تہے علمی کمال وروحانی جلال سے اختلاف عقائد کو مٹا رہے تہے اور جو عقائد مخرب اسلام
عرصہ سے اسلامی دنیا کی ضلالت وفساد کا موجب ہورہے تہے اونکا اپنی براہین قاطعہ وکمالات
ساطعہ سے قلع قمع کر رہے تہے ایسے بزرگوار ہر ایک ملک مین اپنے فرائض کو عمدگی سے ادا کر رہے
تہے خاص دار الخلافہ بغداد مین اسوقت حضرت غوث الاعظم حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالےٰ
عنہ مسند افاضت کو زیب دے رہے تہے چنانچہ بقول ابن خلقان آپکا تولد ۴۹۱ھ مین ہوا اور وفات
۵۶۱ھ ہجری مین واقعہ ہوئی - عماد الدین کی وفات کے وقت آپکی عمر ۴۳ سال کی تہی اور پرجوش علمار
کی طرح تعلیم وتدریس فرماتے تہے نور الدین محمود کی وفات ۵۶۹ھ ہجری مین ہوئی اس حساب
سے حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ اور سلطان نور الدین محمود رحمۃ اللہ علیہ ہم عصر گذرے ہین -
حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے اپنی فضیلت صوری اور کمال معنوی سے عموماً ان لوگون کو جو
مختلف عقائد رکہتے تہے امت کے جم غفیر اہل السنن کی طرف جہکا لیا تہا - اور قرامطہ اسمعیلیہ ملاحدہ
کی علاوہ اثنا عشریہ مین سے گروہ در گروہ خلائق کو اپنی ارادت وعقیدت مین لاکر ایک جہتی اور اتحاد
قومی کی حبل المتین مین جکڑ لیا تہا - اور نفاق اور اختلاف کو مٹارہے تہے - ان مختلف
فرقون کے زبردست اور بااثر لیڈر آپ کی کرامات اور خوارق عادات کو دیکہہ کر خلوص دل سے
آپ کی تقلید اختیار کرتے جن کی تفصیل کا یہ محل نہین ہے -
یہی حال دیگر علمار کرام کا تہا جو تصوف کے رنگ مین رنگے ہوئے تہے - خواجہ عثمان ہارونی رح
۵۲۶ھ مین اور خواجہ بزرگوار خواجہ معین الدین چشتی رض ۵۳۷ھ ہجری مین پیدا ہوئے جنکی
اسلامی خدمات سے خطہ ہندوستان منور ہوا غرضیکہ عماد الدین اور اسکے بہادر بیٹے نور الدین کے
عہد مین قوم کے اندر ایسے ایسے زبردست صاحبان اثر عالم موجود تہے جنہون نے قومی بہبودی کے
لیے کوئی کسر باقی نہ رکہی اور اسی کوشش کا نتیجہ تہا کہ مسلمان یکبارگی ایسے اٹہے کہ زمانہ کو خیر القرون کا
فاتحانہ سمان دکہادیا - اور جماعت قلیل نے لاکہون کا منہ پہیر دیا اس پاکیزہ عہد نے خلفائے نیک نفس
کو دیا المقتفی باللہ - المستنجد باللہ - المستضی بامرہ - الناصر الدین اللہ فقیہ محدث فاضل خلیفے ہوئے
جان ومال کا حمایت اسلام مین خرچ کرنا انکا شعار ہورہا تہا - دشمن کا ملک سے نکالنا ہی ہر وقت

انکے مد نظر تہا کچہ عرصہ پہلے جو امراد ارکین عیاشی و کاہلی کی زندگی بسر کر رہے تہے اب قومی جوش سے بہادر سپاہیون کی طرح کڑاکے کے جاڑے اور بہوک پیاس کی سختیان نہنی خوشی سے برداشت کرتے تہے اس مبارک زمانہ کا روشن چراغ سلطان نورالدین محمود تہا جسکی قسمت مین دوسرے صلیبی جنگ (کروسیڈ وار) کا مقابلہ لکہا تہا عماد الدین کے عزاز (اڈیسہ) کی فتح کرنے سے عیسائیون کو بہت رنج ہوا تہا عماد الدین کے مرتے ہی عزاز پر حملہ کیا گیا مسلمان محصور ہو گئے۔ مگر نورالدین برق کی طرح پہونچ گیا۔ اور نورالدین اور قلعہ کی فوج نے حملہ کیا عیسائیون کو درمیان مین لے کر پیس ڈالا۔ اور انکا سردار قید ہوتے ہوتے بچ گیا۔ شہر آتاح اور رفاد غیرہ کو عیسائیون سے بزور شمشیر چہین لیا۔ عیسائیون نے اگرچہ کئی سال تک نورالدین کا مقابلہ کیا۔ مگر نورالدین کے بہادر غازیون سے ہر ایک جنگ مین نیچا دیکہا ان حالات اور مسلمانون کے عام قومی جوش کو دیکہہ کر شام کے عیسائیون نے اپنا بچاؤ سوائے یورپ کی امداد کے کہین نہ دیکہا۔ اور فلسطین اور ارمنی پادریون کا ایک زبردست ڈپوٹیشن یورپ کو روانہ ہو گیا۔

دوسرا صلیبی جنگ

عماد الدین اور نورالدین کے مجاہدانہ تردداتٖ اور غازیانہ حملات نے ایشیائی عیسائیون کو ہسقدر حواس باختہ اور اپنی کمزوری اور خستہ حالی کا یہان تک یقین کرا دیا کہ اب انکو خواب مین بہی شکست و ہزیمت کی آنے لگین اور تصورات مین ہسقدر تذبذب اور اضطراب پیدا ہوا کہ ہر ایک چیز سے وہ عیسائیونکی مغلوب ہونا گمان کرنے لگے۔ گرجون پر بجلی کا گرنا۔ اور دمدار ستارے کا چمکنا یا کسی خلاف معمول امر کا ظہور مین آنا ضعیف الاعتقاد عیسائیون کو سخت خوف دلا رہا تہا یورپ سے مدد مانگنے کے واسطے جو انٹیاک کے فریادی پادریون اور عیسائیون کا گروہ پوپ یوگنس کے پاس پہونچا اور اپنی ہولناک داستان ایسی موثر الفاظ مین بیان کی کہ پوپ کے آنسو نکل آئے اور یہی حال جملہ حاضرین کا ہوا قومی ہمدردی اور غمخواری کا عام جوش پہیل گیا اور بیت المقدس کہ جسکو فتح کئے ہوئے ابہی نصف صدی نہین گذری تہی اس کے بچانے کے لیے کمال شوق اور جوش سے ہتہیار اٹہائے گئے جوش یہان تک بڑہا کہ تارک الدنیا خلوت نشین بہی میدان مین نکل آئے برگنڈے ایک امیر کا بیٹا سنٹ برنارڈ جو پندرہ سال سے دنیا کو چہوڑ چہاڑ کر راہبانہ تجرد مین درویشانہ زندگی بسر کر رہا تہا یورپ کو روسیڈ پر آمادہ کرنے مین زیادہ سرگرم نکلا۔ اس نامور اور آتش زبان الوالعزم واعظ نے اپنی غیر معمولی قوت بیانی اور فصاحت لسانی سے عیسائیون مین معمول سے زیادہ جوش بہر دیا اور اپنی دہوان دہار تقریرون

سے یورپ کے دلون کو بالعموم گرما دیا اُن کے مذہبی جوش اور بہادرانہ حرکات نے مجاہدین کو دیوانہ بنا دیا۔
سنہ ۵۴۱ھ مطابق سنہ ۱۱۴۶ء مین بمقام ویزلی کونسل ہوئی اس پر جوش واعظ کے ہاتھ سے لوئیس ہفتم شاہ فرانس
نے صلیب لی اور کروسیڈ مین شامل ہونے کا اقرار کیا۔ اُس سے عوام الناس اور متوسط اشخاص کا
جوش بہت بڑھ گیا۔ یہان سے جرمنی پہونچا خوش اعتقاد عیسائی بہت سے معجزات اور کرامات سنٹ
برنارڈ سے منسوب کرتے ہین واقعی اُسکے عادات اور اطوار بھی خرق عادات کے درجہ تک پہونچے ہوئے تھے
شہنشاہ جرمن کانرڈ ثالث نے پہلے تو کروسیڈ کی شمولیت سے انکار کیا لیکن ایک موقعہ پر سنٹ برنارڈ کی ورد
ناک تقریر نے شہنشاہ کے دل کو ہلا دیا اور برنارڈ کے ہاتھون سے صلیب حاصل کی پس عظیم الشان سلطان
فرانس اور جرمن کا شامل ہونا امرا و عوام الناس کی تحریک کے لیے بھاری اسباب تھے شہر کے گاؤن قلعہ خالی
ہوگئے اور لوگ جہاد کے لیے نکل کھڑے ہوئے۔ زر و دولت جنس و متاع کروسیڈ کے لیے پیش کردیا
شہنشاہ لوئس کی ملکہ ایلنیر کے علاوہ بیشمار عورتون نے صلیبین لے لین اور جنگی سپاہیون کیطرح
مسلح ہوگئین جو باقی رہا لعن طعن کا نشانہ بنایا گیا۔ شہنشاہ فرانس ایک لاکھ کروسیڈر اور شہنشاہ
جرمنی اس سے بھی زیادہ فوج کے ساتھ روانہ ہوا۔ شہنشاہ جرمنی سب سے پہلے قسطنطنیہ پہونچا راستہ
کی تکالیف اور کمسریٹ کی بے انتظامی سے سخت مصیبتین اُٹھائین جون ہی ایشیا مین قدم رکھا
سلجوقی ترکون نے جنکے زیر حکومت ایشیا کوچک تھا اپنے ملک کے بچانے کے لیے سخت بہادری
سے مقابلہ کیا۔ اور ایسی سخت شکست دی کہ شہنشاہ جرمنی فوج کا حصہ کثیر کٹا کر بمقام نیسا شہنشاہ
فرانس سے جا ملا۔ دونون نے فلسطین جانے کا قصد کیا۔ مگر شہنشاہ جرمن ترکون کی مدافعت
اور سردی کی شدت کے خوف سے آگے بڑھنے سے رک گیا۔ شہنشاہ فرانس نہایت
انتظام اور احتیاط سے بڑھا۔ اور امن امان کے ساتھ کچھ راستہ طے کر گیا مگر جان باز ترکون نے ایک
موقعہ پر ایسا آ دبوچا کہ سارے انتظام غارت ہوگئے فرانسیسی فوج دو حصون پر کوچ کر رہی تھی جبکہ
پہلا حصہ گذر چکا تو بہادر ترک اللہ اکبر کے نعرے مارتے ہوئے پچھلی فوج پر جا پڑے۔ عیسائی
کروسیڈر مسلمان غازیون کے حملہ کی تاب نہ لا سکے اور پریشانی کے ساتھ بھاگ نکلے شہنشاہ
کے پہلو مین اعلے درجہ کے تین امیر قتل کیے گئے خود شاہنشاہ اگر بھاگ نجاتا تو ضرور ترکون کا شکار
ہو جاتا۔ شہنشاہ بہزار جرثقیل بھاگ کر اگلی فوج سے جا ملا۔ اس ہولناک صدمہ نے فرانسیسی
فوج کو سخت نقصان پہونچایا۔
چونکہ ترکون کے علاقہ ایشیا کوچک سے صرف گذرنا مقصود تھا۔ اس لیے عیسائیون نے صرف ترکان

سے پیچھا چھوڑانا ہی غنیمت سمجھا اور ترک بہی زیادہ گلے نہ پڑے - اور شہنشاہ فرانس نے بہی ترکون سے ڈرکر بجائے خشکی کے سفر کے تری کا راستہ اختیار کیا - اور بندر اطالیہ سے جہازون پر سوار ہوکر ۲۳۵ھ مطابق ۱۱۴۸ع کو انطاکیہ پہونچا - جہان اُسکو اپنی فوج صرف چوتھائی نظر آئی باقی فوج رستے کے مشکلات اور ترکون کے غازیانہ حملات کی نذر ہوگئی - یہہ تمام اسباب سلطان نورالدین رحمۃ اللہ علیہ کے لیے تائید غیبی تھے کہ یورپ کے وہ پرجوش اور بہادر کروسیڈر جو نورالدین کا نام و نشان مٹانے کے لیے آرہے تہے اس طرح دمشق پہنچنے سے پہلے ہی ضائع ہوگئے شہنشاہ فرانس کچھ عرصہ فوج کی کلفت وعسرت دور کرنے کے لیے انطاکیہ ٹہیرا جہان اُسکو اپنی اور اپنے چچا والی انطاکیہ کے تعلق کی نسبت بدگمانی پیدا ہوگئی - اس لیے وہان سے جلدی چلدیا اور شہنشاہ جرمن بہی براہ سمندر فلسطین پہونچ گیا تہا - یہین نواح انطاکیہ مین سلطان نورالدین محمود نے جو بہادران یورپ کے انتظار مین تہا - مقابلہ کیا - عیسائی کروسیڈر جو اسی نورالدین کے خون کے پیاسے تہے اور اسی کو مقدس یروشلم کا مہیب وخونخوار دشمن جانتے تہے نہایت جوش سے لڑے کئی روز تک لڑائی رہی - اور عیسایون نے خوب دانت پیس پیس کر حملے کیے مگر ہر بار" لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَاءٌ " الخ

پر ایمان رکھنے والون سے شکست فاش کہائی شہنشاہ فرانس نے جب دیکہا کہ سلطان نورالدین کا راستہ سے ہٹانا مشکل ہے تو ناچار واپس ہوا اور براہ سمندر بیت المقدس کو چلا راستے مین جرمنی کی افواج کو ساتہہ لے کر علاقہ قدس مین داخل ہوا - اور دمشق کا کئی بار محاصرہ کیا گیا - مگر ہر دفعہ مسلمانون سے زک اٹہا کر واپس ہوا ۵۴۳ھ مین نورالدین نے انطاکیہ کے نواح مین عیسائیون کی مجموعی فوج سے مقابلہ کیا گو عیسائی فوج مسلمانون سے کئی گنا زیادہ تہی - اور یورپ ایشیا کی عیسائی دنیا یکدل ہوکر ایک دو صوبون کے مسلمان گورنرون سے مقابلہ آرا تہی مگر گورنرکون تہا سلطان نورالدین رحمۃ اللہ تعالی علیہ جس کے اعمال صالحہ اور اتباع شریعت نے مسلمانون کو ایثار و اخلاص کا بہولا ہوا سبق یاد کرا دیا تہا - اور افضل الاعمال الایمان باللہ والجہاد فے سبیل اللہ کی پرجوش منادی سے ایک تازہ کام کرنیوالی روح پہونکی گئی تہی - میدان مین کٹ کے مرنا اور جان دینا بہی سلطان نورالدین کے ہمراہی غازیون کے لیے بفحوائے افضل الجہاد ان یعقر جوادک و یہراق دمک ایک جاودانی زندگی تہی دشمن سے اپنی قوم و ملک کو بچانا اُن کا فرض تہا - بہلا ایسے جان فروش بہادرون سے کون بازی لے سکتا تہا آخر کئی روز کے سخت

ـــــــــــــــــــ

ا سب عملون سے بہتر عمل اللہ کے ساتھ ایمان لانا اور اللہ کے راہ مین جہاد کرنا ہے - ۲ سب افضل جہاد یہہ ہے کہ تیرا گہوڑا بسینہ لسیسینہ ہوجاوے اور تو خون خون آلودہ

جنگ کے بعد عیسائیون کو شکست فاش ہوئی اور جن امیدون کو لیکر وہ وطن سے نکلے تہے وخواب وخیال ثابت ہوئین۔ بہادر نورالدین کے مقابلہ مین تمام شہنشاہی کروفر صدائے برخاستہ ہو گئے ہر ایک موقعہ پر عیسائیون نے بہادران اسلام سے شکست کہائی عیسائی اسکا سبب عیسائی سردارون کا باہمی نفاق بغض حسد قرار دیتے ہین لیکن یہہ اسی قسم کا عذر ہے جو بالعموم بعد شکست کئے جاتے ہین جو لوگ یورپ سے ہزارون کوس طے کرکے اور مصائب اٹہا کر محض مذہب بچانے کے لیے آئے ہون اُن مین بغض حسد جو دنیوی اغراض کا لازمہ ہے کیونکر تسلیم کیا جا سکتا ہے اور عنان سالاری بہی شہنشاہون کے ہاتہہ ہو۔ یورپ کے دینی پیشوا اور نامور فضلا اپنی فصاحت لسانی اور آتش بیانی سے کروسیڈرون کو جوش دلا رہے ہون۔ مقدس اور متبرک مقامات یوروشلیم اور بیت لحم وغیرہ کا تہرا دینے والا نظارہ سامنے موجود ہو۔ غرضیکہ اس ناکامیابی کا سبب سوا اسکے اور کچہ نہ تہا۔ کہ نورالدین جیسا سلطان مقلد صحابہ کرام مسلمانون کا سرپرست تہا جس کے غازیانہ اعمال اور مجاہدانہ افعال نے قوم مین جہادی جوش قرن اولی کی طرح پیدا کر دیا تہا۔ کفار کو پیٹہہ دکہانا بہ تعمیل آیۃ شریف "ومن یولہم یومئذ دبرہ" گناہ کبیرہ جانتے اور سربازی اور جان نثاری کو اعلی شعار سمجہتے اور اللہ و رسول اور امیر کی اطاعت سے سرمو انحراف نہ کرتے واقعی اسلامی جہاد کے مقابلہ مین دنیا کی تمام تدبیرین ناکارہ ہین بشرطیکہ نورالدین جیسا پاکباز تربیت و انتظام کے ساتہ کام لینے والا ہو پس یورپ کو ناکامی بہی اسلام کے سچے جوش سے ہوئی۔ دمشق سے باوجود کئی بار کے حملات کے ناکام واپس ہونا پڑا۔ عسقلان کا محاصرہ بہی مایوسی کے ساتہہ چہوڑنا پڑا۔ انہیں متواتر ناکامیون سے گہبرا کر شہنشاہ جرمن لاکہہ سے زیادہ قیمتی جانین غازیان اسلام کی نذر کرکے واپس چلا گیا چند روز اور شہنشاہ فرانس فلسطین مین رہا اور ہاتہہ پاؤن مارتا رہا مگر نورالدین رحمۃ اللہ علیہ کی بہادرانہ تدابیر سے لاچار ہو کر سنہ ۱۱۴۹ء کو یورپ کو واپس چلا گیا۔ اور اسطرح سخت ناکامی کے ساتہہ دوسرا کروسیڈ ختم ہوا۔

اب غور کرنا چاہیے کہ یورپ کا مقابلہ مسلمانون نے کسطرح کیا۔ اور کسطرح زور پکڑا۔ نہ قوانین شرعی مین ذرہ بہر کمی کی گئی نہ کسی جدید خیال کی تقلید کی گئی وہی قرآن و سنت جو صحابہ کرام کے حرز جان تہے۔ مسلمانون نے ہاتہہ مین لے لیے اور جس اتحاد و اخوت کی تعلیم اسلام دیتا ہے اسکو اختیار کیا اور مدبران اندلس حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کے قول کے موافق "لن یصلح امر آخر ہذہ الامۃ الا بما صلح اولہا" صدیون امت کی بگڑی ہوئی کل کو درست کرکے

چلادیا اور صلاح امت کا نتیجہ دکھادیا۔ اس وقت کے مسلمانون کی اسلامی عادات کا نمونہ دکھلانے کے لیے
سلطان نورالدین کے اخلاق حسنہ کا اختصار ہی کافی ہے اسلامی لیڈرون کو تجربتاً دیکھنا چاہیے
کہ قوم مین حقیقی تحریک اور سچا جوش پیدا کرنے کے لیے خود لیڈر کے افعال مین عملی صداقت کی کہان تک
ضرورت ہے۔ اور قول وعمل کی مطابقت کا اثر کسقدر پایدار اور زبردست ہوتا ہے۔

سلطان نورالدین کے عادات و اطوار

سلطان موصوف امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی فقہ کا ماہر اور زبردست عالم تھا اور اُس زمانہ کے
مشہور فقہائے حنفی مین شمار ہوتا تھا۔ جب ذرہ فراغت ہوتی کتب دینی کا مطالعہ کرتا اور شوق اتباع سنت
نبوی علیہ الصلوۃ والسلام کو بڑھاتا۔ اور جماعت علمائے کے ساتھ عام طلبہ کی طرح درس حدیث مین شامل ہوتا
اور نہایت ادب و توجہ سے سماع حدیث کرتا۔ اور عمل مین لاتا۔ اسکا دربار مجلس نبوی علیہ الصلوۃ والسلام
کا نمونہ تھا ادب وحیا حکمت وصلاح علم دین۔ قرآن وحدیث وتاریخ وتسیر۔ تذکرہ مجاہدین صالحین
کے سوا اور کوئی ذکر اُس کی مجلس مین نہ ہوتا تھا۔ کوئی بات لغو اور خلاف شرع اس کی مجلس مین نہ کہی جاتی
تھی رعب وسیاست کا یہ عالم تھا کہ بڑے بڑے دل چلے اُس کے سامنے بات کرنے سے جھجکتے تھے
مگر باین ہمہ جب کوئی عالم۔ فقیہہ۔ صوفی۔ درویش۔ آتا تو سلطان سروقد اُٹھہ کر تعظیم کرتا اور اسی
طرح مشایعت مین عزت بجا لاتا۔ اپنے برابر بٹھلاتا اور ساتھ ملاکر کھانا کھلاتا۔ اور ایسے بزرگوارون
کو اپنے ہاتھ سے خطوط لکھتا۔ اور جو وہ کہتے تسلیم کرتا۔ جب کسی عالم یا فقیہہ کو دیتا تو کہتا کہ بیت المال
انہین لوگون کا حق ہے۔ اگر یہ لوگ کچھ نہین مانگتے تو انکا احسان ہے۔ اتقا وورع کا یہ عالم تھا کہ سلطان
کو ایک شیخ بزرگ ملا عمر رحمۃ اللہ علیہ پر بہت اعتقاد تھا جو موصل مین رہا کرتا تھا۔ باوجود کثرت رجوع
خلائق کے کسی سے کوڑی نہ لیتا تھا چونہ جلاتا اور اسی سے قوت لایموت پیدا کرتا سلطان کے لیے
حلب مین نان وچپاتی افطاری کے لیے بھیجتا اور سلطان شیخ عمر رحمۃ اللہ علیہ کے لیے اپنی خاص
کمائی سے افطاری روانہ کرتا جب سلطان موصل مین آتا تو شیخ عمر کے زاہدانہ سادہ کھانے کے
سوا اور کہین سے نہ کھاتا اور کُونُوا مَعَ الصَّادِقِیْنَ کی صداقت سے فیضان حاصل کرتا۔
ایک دفعہ اُسکی بیگم نے شکایت کی کہ مجکو گذارہ کم ملتا ہے اور خرچ زیادہ ہے سلطان نے اپنی تین
دکانین زرخرید واقع حمص بیگم کو دیدین جنکا کرایہ صرف تیس دینار سالانہ تھا۔ بھلا ایک ملکہ اور
سلطان کا اس قلیل رقم کرایہ سے کیا بنتا تھا۔ مکرر عرض کی سلطان کا چہرہ سُرخ ہوگیا اور نہایت

غصے سے کہا کہ تم چاہتی ہوگی کہ بیت المال (خزانہ شاہی) سے تم کو بیش بہا رقم دیجائے۔ اس مین میرا کچھ اختیار نہین وہ مسلمانون کا حق ہے اور اس کا مصرف اسلامی مصالح کے سوا اور کچھ نہین۔ مین تمہاری محبت کے لیے دوزخ مین جلنا نہین چاہتا۔ مین صرف ایک خزانچی و امین ہون شرع کے خلاف ایک کوڑی بہی خرچ نہین کرسکتا۔ باوجود اسقدر جہادی لڑائیون کی مصروفیت و امور سلطنت کی مشغولیت کے عبادت الہٰی مین زمانے کے زاہدین سالکین سے کسی طرح کم نہ تہا۔ نماز باجماعت مسجد مین ادا کرتا اور بلا ناغہ مقدس قرآن مجید کی تلاوت کرتا۔ رات کو عبادت الٰہی مین مشغول رہتا تہجد نافلہ تک ادا کرتا۔ اوراد و وظائف مثل زاہدان مرتاض پڑہتا۔ اور نماز باخشوع سے۔ قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلٰوتِهِمْ خَاشِعُوْنَ کا نمونہ دکہاتا شریعت کا سخت پابند تہا۔ ایک دفعہ موصل کا علاقہ مین ڈاکہ رہزنی کے واردات کی کثرت ہوگئی۔ عیار اور چالاک ملزم چشمدید شہادت واقعہ کے نہ ہونے یا شہادت استغاثہ کے کمزور و مشتبہ ہونے کے سبب سزا سے بچنے لگے ذمہ وار منتظم حکام وقت کو ایسے چوری پیشہ دکاندارون کو جانتے تہے۔ لیکن بوجہ عدم ثبوت ہاتھ نہین ڈال سکتے تہے اس سے ایسے بدمعاش اشخاص کے حوصلہ بڑہ گئے حکام موصل نے عمر ندکور خدمت مین حاضر ہوکر عرض کی کہ اگر کوئی جنگل مین مارا جائے تو چشمدید گواہ کہان سے آئین۔ اگر مشتبہ چلن کے اشخاص کو گرفتار کرکے سخت سزائین دیجائین تو انتظام ہوسکتا ہے۔ جسکا مطلب یہ تہا کہ ایسے حالات مین قانون شرعی پر عمل کرنے سے انتظام بگڑتا ہے۔ ملا عمر نے یہہ درخواست نورالدین کے پاس بہیجدی جون ہی یہ خط سلطان نورالدین کو پہونچا فوراً اسکی پشت پر لکہا۔ کہ اللہ تعالے جو خالق مخلوق ہے ہمسے زیادہ اُن مصالح کو جانتا ہے کہ جن سے بنی آدم کی اصلاح ہوسکتی ہے تو اعد شرعی جو اللہ تعالی نے مقرر کئیے ہین وہ مصالح انسانی پر موقوف ہین۔ انہین قوانین سے بہتری خلائق مقصود ہے جو بوجہ اکمل نازل ہوچکے ہین اگر شریعت مین کمی بیشی کے امکان کی گنجائش ہوتی تو اللہ تعالی "اَلْیَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِیْنَكُمْ" کیون فرماتا پس ہم احکام شرعی مین سے کہٹا بڑہا نہین سکتے۔ شہادت اثبات جرم۔ سزا دہی مین بغیر قانون شرعی کے نہین چل سکتے۔ اور سچی اور واقع کی شہادت کے بغیر ملزم کو محض شبہ سے سزا نہین دے سکتے یہہ خط جب ملا عمر کو پہنچا تمام باشندگان موصل کو جمع کرکے سلطان کا خط سُنا دیا اور کہا دیکہو جو زاہد نے بادشاہ کو اور بادشاہ نے زاہد کو لکہا یعنے مجہہ زیادہ بادشاہ پابند شریعت ہے مین غلطی پر تہا واقعی احکام شرعی مین ترمیم

۵ خلاصی پالی ان ایماندارون نے جنہون نے نماز بین خشوع عاجزی کی + ۲ آجکے دن مینے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کردیا ہے

وتنسیخ کا خیال مذہب اسلام مین خلل و فساد ڈالنے کا باعث ہے اور تقلید شریعت کی بغیر اصلاح امت ممکن نہین۔

زمانہ حال کے مسلمانون کو سلطان نورالدین کے اس قول زرین پر غور کرنی چاہیے کہ سو قت بہی اسلامی طاقت کمزور تہی۔ افغانستان ہندوستان کے سوا کہین بہی اسلامی جلال نظر نہ آتا تہا عیسائیون نے ہسپانیہ۔ افریقہ۔ روم مین مسلمانون کی ملکی مالی جنگی طاقت کو بہت کچہ نقصان پہونچا دیا تہا۔ امراء اسلام مین اتفاق کا وجود نہ تہا۔ ملاحدہ لائق امرا و علماء کا استیصال کر رہے تہے۔ خاندانی سلاطین سلاجقہ آپس مین ہی جہری کٹاری ہو رہے تہے۔ خود یہ جوش سلطان نورالدین خلیفہ بغداد کا نام لیوا اور سلجوقیون کا ماتحت گورنر تہا اسکی طاقت موجودہ امیر کابل سے کم تہی لیکن سلطان کے دل کش عمل بالشریعت نے اُس کی رعایا اور دیگر مسلمانون مین وہ جوش قومی بہر دیا کہ مثل زمانہ خیر القرون باوجود قلت مایحتاج و افواج دشمن کی اصفاف مضاعف فوجون کو مار کر فنا کر دیا اور نورالدین اور اس کے بہادر جانشین صلاح الدین نے عیسائیون کو اُن ممالک سے مار کر نکال دیا کہ جنپر وہ ایک سو سال سے مسلط تہے۔

نورالدین اور صلاح الدین نے کوئی کمی وبیشی احکام دین مین نہین کی اور نہ کبہی انکو مصلحت کے لیے ایسا بیہودہ خیال پیدا ہوا کہ فلان حکم شرعی قابل تعمل نہین رہا۔ یا اسکی جگہہ فلان امر کا رواج ضروری ہے قرآن کا جو مطلب صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین کے اجماع نے سمجہا۔ اور بذریعہ علماء کرام اُون تک پہونچا تہا اسی پر انکا عمل تہا۔ حضرات صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اعمال و افعال جنکا بیان مختصر صدر کتاب مین کیا گیا ہے انکے پیش نظر تہے اور یہی وجہ ترقی اقبال کی تہی۔ پابندی شریعت کا ہی نتیجہ تہا کہ ایک دفعہ اُس کے وزیر موفق الدین خالد بن القیسرانی نے خواب دیکہی کہ وہ کپڑے دہو رہا ہے جب یہہ خواب سلطان سے بیان کی تو سلطان نے کسی قدر غور و تامل کے بعد حکم دیدیا کہ جملہ محصولات ٹکس (غیر شرعی) دور کیے جائین اور وزیر کو کہا کہ تمہاری خواب کی تعبیر یہہ ہے کہ ٹکس) نورالدین سے پہلے والیان امصار نے خلاف شرع لگا رکہی تہے اور جابرانہ اصول سے وصول ہوتے تہے اور اس مین یہان تک افراط ہوتی تہی کہ رعایا کی آمدنی سے ۵۰ فی صدی تک وصول کیا جاتا تہا۔ سلطان نے یہ سب کچہہ دور کر دیا اور اور صرف عشر شرعی دس فیصدی محصول رکہا۔

زمانہ حال کے سلاطین کے سلوک بابرانہ پر غور کیجیے کہ رعایا سے پچاس فی صدی لے کر بہی ازداب

وعدل کا دعوی کرتے ہین مگر اسلامی قانون کے مقابلہ مین یہہ بے اصل دعوی طبل تہی کی آواز سے زیادہ وقعت نہین رکہتا۔ سلطان نورالدین جب یہہ کام کرچکا تو اُن لوگون کو بلایا جن سے یہ روپیہ وصول کیا گیا تہا۔ اور کہا کہ جو روپیہ تم سے وصول کیا گیاہے وہ مجاہدین کے ساز و سامان جنگی مین خرچ ہوا ہے آج مخالفون سے جہادی لڑائیان ہو رہی ہین اس لیے مین درخواست کرتا ہون کہ جو روپیہ پہلے وصول ہوچکاہے اُسکا حق بخشدین کیونکہ مین کثرت اخراجات کے باعث وہ روپیہ واپس کرنے کے قابل نہین ہون۔ سب نے وہ روپیہ بخوشی خود بخشدیا۔ اس نیک نیتی کا اثر تہا کہ فتوحات کثیرہ سے جو مال غنیمت ملا اور تجارت و زراعت کی ترقی سے اسقدر آمدنی بڑہی کہ معاف شدہ رقوم سے کئی گنا زیادہ تہی۔

عدالتی کامون مین ادنی اعلی فقیر و امیر سب برابر تہے۔ ہر ایک کے معروضات خود سنتا تہا کا دروازہ ہر ایک کے لیے کہلا رہتا۔ کوئی دربان آردلی چپڑاسی روکنے والا نہ تہا۔ ہفتہ مین دو روز دربار عام لگاتا۔ تمام علما فقہا قضات جمع ہوتے۔ کہتے ہین کہ ایک شخص نے نورالدین کے نام قاضی کی عدالت مین جہوٹا دعوی کردیا۔ قاضی نے حسب ضابطہ طلب کیا۔ سلطان نے کہلا بہیجا کہ آج میری تعظیم نہ کی جائے عام فریقین کی طرح سلوک کیا جائے۔ مقدمہ پیش ہوا۔ اور باضابطہ شرعی کارروائی شروع ہوئی مخالف اپنے دعوی کو ثابت نہ کرسکا اور ہار گیا۔ مگر نورالدین نے شے متنازعہ اُسی کو دیدی اور کہا کہ اگرچہ مین جانتا تہا کہ یہہ شخص حق پر نہین ہے۔ لیکن اگر مین حاضر عدالت ہوکر اُسکو ثبوت پیش کرنے اور مقدمہ چلانے کا موقعہ نہ دیتا تو صریح ظلم تہا اب چونکہ قانوناً فیصلہ ہوچکا ہے۔ اس لیے اُسی کو دیتا ہون اور یہہ امر عدل و انصاف سے بڑہ کر درجہ احسان تک پہنچتا ہے"۔ فرحم اللہ ہذہ النفس الزکیۃ الطاہرۃ المنقادۃ للحق"۔ خواہ کوئی کتنی ہی شکایت کرے لیکن وہ شخص ظن و تہمت سے سزا نہ دیتا اور سزا شرعی سے تجاوز نہ کرتا۔

ایکدفعہ یہہ سلطان خزانہ مین گیا بہت سا روپیہ دیکہہ کر پوچہا کہ کہان سے آیا ہے خزانچی نے عرض کی کہ قاضی کمال الدین نے بہیجا ہے سلطان کو شک پیدا ہوا اور کہا کہ اسطرح کا مال بیت المال کے قابل نہین واپس کرو قاضی نے لکہا کہ سلطان عادل کو کہدو کہ یہہ مال خود کمال الدین کا اپنا ہی مگر دیندار سلطان کا شک رفع نہ ہوا اور کہا کہ روپیہ واپس کردو اور لکہو کہ کمال الدین اسکا بوجہ اُٹہا سکتا ہے نورالدین کی گردن پتلی و کمزور ہے وہ بوجہ سہار نہین سکتی یعنے قیامت کو جواب ہی نہین کی جاسکتی رحمۃ اللہ علیہ۔

اسطرح لکھتے ہین کہ ایک دفعہ ایک سوداگر مرگیا اور صغیر سن بچہ چھوڑ گیا۔ جہادی لڑئیان ہو رہی تہین
اور جیساکہ ایسے وقتون مین بادشاہون کو اخراجات کثیر کی ضروریات لاحق ہوتی ہین اور قرضہ کے اوٹ
مین روپیہ بٹورتے ہین سلطان کو بہی اشد ضرورت تہی۔ عہدہ داران سلطانی نے تجویز کی کہ وارث
کم سن ہے اُسکا مال کارت جائے گا بہتر ہے کہ خزانہ شاہی داخل ہو جائے اور تا سن بلوغ گذارہ
کے لیے کچھ کچھ دیا جائے اور بالفعل یہ روپیہ جنگی کامون مین لگایا جائے اور یہہ انتظام آج کل کے
کورٹ آف وارڈوس کے بالکل متشابہ تہا کہ سرکاری خزانہ مین روسا نا بالغ کا روپیہ جمع کیا جاتا ہے
اور کوئی زیادہ سود نہین دیا جاتا اور ضرورت کے موقعہ پر سرکار اُسکو خرچ بہی کر سکتی ہے اور بظاہر
اس مین کوئی نقص بہی معلوم نہین ہوتا لیکن اُس پاک باز متورع محتاط سلطان نے جو عام شاہان سے
زیادہ خدا پرست اور باز پرس عقبی سے زیادہ ڈرنے والا تہا وہ ایسے مال مشتبہ کو کب ہاتہ لگاتا
تہا۔ فوراً عرضی کی پشت پر لکہدیا۔ کہ خدا متوفی پر رحم کرے بچہ کو عمر طبعی عطا کرے مال کو بڑہائے اور
مال لینے والون پر خدا کی لعنت ہو یہ عادات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت حقہ کی تقلید کامل
کا نتیجہ تہا شاہان زمانہ حال کے جنکا دائرہ اقتدار سلطان نورالدین مرحوم سے کئی درجہ وسیع
ہے مگر طمع اور جاہ طلب امرا دولت کے اُن کارروائیون کو بنظر استحسان دیکھتے ہین کہ جن سے
کشید زر اور وسعت ممالک کے وسائل پیدا ہوتے ہون خواہ کسقدر ظلم وجور کو برتین اور مخلوق خدا کے
حقوق کو سلب کرین لیکن لمبے چوڑے خطابون اور ترقی مناصب سے اور لوگون کو بہی اس ہیبتناک جابرانہ
رستہ پر چلنے کی تحریک دیتے ہین اور مردم آزاری اور حق تلفی کی ترقی کا خوفناک الہ بنتے ہین اسکا
خیال تہا کہ ہمارا صرف یہی کام نہین کہ چورون ڈاکوؤن کو سزا دین بلکہ دین کی حفاظت بہی ہمارا فرض ہے
بدعتی شخص خواہ کیسا ہی بارسوخ کیون نہو سزا سے نہ بچ سکتا تہا۔ چنانچہ دمشق مین ایک شخص یوسف
بن آدم زاہد۔ عابد و قانع رہتا تہا لوگ اُسکی کمال عزت کرتے تہے اور جیساکہ اکثر ایسے اشخاص اپنی
ظاہری صلاحیت کے دہوکہ مین اکثر کسی نہ کسی خبط مین پڑجاتے ہین اور کسی غلط عقیدہ کی اشاعت کرتے ہین
یوسف مذکور بہی بدعت تشبیہ مین پڑگیا۔ اور یہ تشبیہ اُس قسم کی تہی کہ جیسے آج کل کے جاہل
صوفیون مین **وحدت وجود** کے ناسمجھنے سے متعین کو یقین قرار دیتے ہین اور ظاہر
باطن مین کچہ فرق نہین کرتے جو ہندوؤن کے اوتارون اور عیسائیون کے اقانیم ثلاثہ کے مشابہ
ہے اور جن سے اسلامی نورانی توحید بالا تر ہے جو وحدت وجود فرعوم حضرات صوفیائے کرام
ہے وہ اس سے اعلی ہے۔

سلطان نورالدین جو ایک فقیہہ عالم تہا اس بدعت کی حرابیون کو سمجھ گیا اور گدہے پر سوار کرکے تشہیر کیا۔
اور دمشق سے نکال کر حران کو بہیجدیا اور منادی کرائی گئی کہ جو شخص وہان مین کوئی بدعت نکالے گا اُسکی
بہی سزا ہوگی خوشامدی الفاظ سے سخت نفرت رکہتا تہا ایک دفعہ سلطان نے ابن قیسرانی مشہور فاضل
کو لکہا۔ کہ خطیبون کے لیے ایک دعا تصنیف کردے جو خطبون مین پڑہی جایا کرے اور تعلی و تکلف
سے مبرا ہو۔ فاضل مذکور نے اللّٰھمّ اصلح عبدک الفقیر الی رحمتک الخاضع لھیبتک المعتصم
بقوتک المجاھد فی سبیلک المرابط لاعداء دینک ابا القاسم محمود بن زنگی بن
اق سنقر امیر المؤمنین وغیرہ الفاظ لکہے۔ سلطان منکسر مزاج تہا اور دیگر بادشاہون کی طرح
شاعرانہ تعریفی الفاظ کو پسند نکرتا تہا بمفوائے آیۂ کریمہ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ کُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ۔ ان معمولی
الفاظ کو بہی بنظر استحسان ندیکہا اور خط کے سرے پر لکہدیا کہ مین چاہتا ہون کہ منبر اسلام پر جہوٹ
نکہا جاوے اور جو اوصاف مجہ مین کافی نہین ہین اُن سے مجہے منسوب کیا جاوے اور اُس خط
پر لکہہ دیا کہ " اللّٰھم اصلحہ الحق اللّٰھم اسعدہ اللّٰھمّ انصرہ اللّٰھمّ وفقہ " وغیرہ دعائیہ
الفاظ لکہدیے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ سلطان نورالدین کس قدر راست باز حق پرست پابند قرآن
وسُنت تہا۔ خوشامدی مؤرخ اور دروغ گو شاعر تمام دنیا کے تعریفی الفاظ مغرور بدچلن ظالم بادشاہ
کی تعریفون مین صرف کردیتے ہین اور ایک ایک شعر کے عوض مین خزانے اُلٹ دیئے جاتے
تہے جو قومی ادبار کے پہل تہے مگر نورالدین جسکا دل و دماغ اسلامی تنویر سے روشن ہوچکا تہا۔
ایسی تعریفون کو نفرت سے دیکہتا تہا مستحقین کو زر کثیر دیتا مگر خود کہانے پینے مین تکلف نکرتا
سادگی برتتا کبہی فحش کلمہ اُس کے منہ سے نہ نکلتا۔ خواہ کتناہی ناراض ہو۔ کلمہ حق کے سُننے
اتباع سُنت مین ہمیشہ کوشان رہتا۔ ابن اثیر لکہتا ہے کہ مینے تاریخ زمانہ قدیم وحال کو پڑہا
ہے سلیمان علیہ السلام اور خلفاء الرشدین و عمر بن عبدالعزیز کے سوا اور کوئی بادشاہ
نورالدین کے عادات حسنہ عدل و انصاف۔ عبادت و ریاضت زہد و تقوی انعام احسان سے
بڑہ کوئی نہین ہوا۔ شجاعت مین بےنظیر تہا۔ شہسواری مین فرد تہا جرنیل و سپاہی دونو
کے فرائض ادا کرتا۔ بذات خود لڑتا اور کہتا کہ مین شہادت کے لیے لڑتا ہون اور نہین ملتی
ایک لڑائی مین امام قطب الدین شافعی نیشاپوری نے یہی الفاظ سلطان کو کہتے سُنا امام مذکور
نے کہا کہ یہ خیال دل سے دور کردیجئے اگر آپ مارے گئے تو ایک مسلمان بہی نہین بچے گا۔ اسلامی
ممالک دشمن چہین لے گا اسلام کمزور ہوجائے گا سلطان ناراض ہوکر کہا کہ محمود

کون ہے جو اسلام کی حفاظت کرسکے مجہ سے پہلے کون محافظ اسلام تہا۔ مین اُس حافظ حقیقی کا ایک ناچیز
بندہ ہون جو اسلام کی حفاظت کا ذمہ دار ہے۔ اسی قوت ایمان کا نتیجہ تہا کہ یورپ کی اجتماعی طاقت سے
ذرہ نہ ڈرا اور جس حفاظت آلہی پر اسکو بہروسہ تہا اُسی نے لاکہون بہادر مخالف نور الدین تک پہونچتے
پہونچتے رستہ ہی مین فنا کر دے اور باقی کو غازیان نوریہ نے گاجر مولی طرح کاٹ کر نور الدین کے جنگی اور
پولیٹیکل لیاقت کا ڈنکہ تمام عالم مین بجادیا۔ پولیٹیکل چالون مین سلطان نور الدین اہل یورپ کو ہمیشہ
مدت دیا کرتا تہا۔ اکثر امصار و بلاد عیسائیون سے باتون ہی مین اخلاقی اور کاغذی تدابیر کے ذریعہ چہین لیے
اور ایک خون کا قطرہ بہی نگرنے دیا بلکہ عیسائیون کو عیسایون سے لڑادیا۔ اور اپنا مددگار بنا لیا اسی حکمت
عملی کا نتیجہ تہا کہ آرمینا جو ایک مستقل عیسائی سلطنت تہی علاقہ کوہستان دشوار گذار ناممکن التسخیر تہا
اسلام کے میدانی علاقہ کے تاخت و تاراج شاہ ارمینا کے لیے نہایت آسان تہی خصوصًا ایسے وقت مین
کہ سلمان اہل فرنگ سے برسرپرخاش تہے مگر مدبر سلطان ایسی چال چلا کہ شاہ ارمینا کو گانٹہ لیا اور عہد کرلیا
کہ وہ مخالفان سلطان سے لڑے گا۔ چنانچہ اہل فرنگ کی لڑائیون مین آرمینی فوجین مسلمانون
کے ہمراہ ہوکر پورپین عیسایون سے لڑتی رہین۔ نور الدین کے بعد یہ پالیسی ترک کی گئی اور آرمینا والون
نے بہت سا علاقہ ارمینی چہین لیا۔

سلطان کوئی کام دینی مصلحت اور قومی بہبودی کی نیت کے سوا نہ کرتا چنانچہ ایک تنگ خیال زاہد نے
سلطان کو گہوڑ دوڑ اور نیزہ بازی مین علی التواتر مشغول دیکہہ کر کہا کہ اس سے گہوڑون کو بیفائدہ
تکلیف دیجاتی ہے اور نیز لہو لعب ہے۔ سلطان نے کہا کہ مین ہرگز لہو لعب کا مشتاق نہین ہون۔ بلکہ ہمیں
فوجی ضرورت مرکوز ہے دشمن ہر وقت تاک مین لگا رہتا ہے رات دن سردی گرمی مین جہاد کے لیے
تیار رہنا پڑتا ہے اگر ہمارے گہوڑے دوڑ دہوپ کے عادی نہ ہون اور ایک جگہہ باندہے رہین
تو دہاوے کے وقت دم توڑ کر بیٹہہ جاوینگے۔ سوار بہی آرام طلب ہوجائینگے۔ یہہ جنگی مشق
جو روزمرہ کرائی جاتی ہے محض بہ نیت تیاری جہاد ہوتی ہے تفریح طبع کے لیے نہین اس موقعہ پر
فاضل مورخ ابن اثیر سلطان کی نسبت لکہتا ہے۔

"فانظر الی هذا الملك العظیم العدیم النظیر الذی یقل فی اصحاب الزوایا المنقطعین الی
العبادة بمثله فان من یجیٔ فی اللعب به نیته صالحة حتی یصیر من اعظم العبادات
واکبر القربات یقل فی العالم مثله وفیه دلیل علی انه کان لایفعل شیٔا الا بنیة صالحة
وهذه الافعال العلماء الصالحین العاملین تعلیمهم"۔ قبولیت خدمات کے بارہ مین صرف

[ہاشیہ:] [illegible]

ملہ پڑہنے والے اس بادشاہ عظیم الشان بے نظیر کہ حالات پر غور کریں کہ اس کی نظیر تارک الدنیا گوشہ نشین زاہدون مین بہی کم ہے یہ سب اگر کوئی

ایک اور روایت بیان کی جاتی ہے جو تاریخ مدینہ مین جسکا نام خلاصۃ الوفا فی اخبار دار المصطفیٰ ہی درج ہے
لکھا ہے کہ سلطان نے ایک رات حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تین مرتبہ خواب مین دیکھا آپ
ہر بار ہر بار ارشاد فرماتے ہین کہ اے محمود ان دو اشقر شخصون سے مجھے چھوڑاؤ سلطان نے وزیر کو
طلب کیا اور خواب بیان کی اور کہا کہ مدینہ منورہ مین کوئی سخت امر واقع ہوا ہے۔ فورًا ایک ہزار سوار
سبک رفتار لیکر ایلغار کرتا مدینہ شریف پہونچا اور کسی کو خبر نہ تہی حکم کیا کہ کل باشندگان مدینہ کے
نام انعام و صدقہ دینے کے لیے لکھے جائین ان دونون شخصون کو حسب نشان وہی جناب رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پہچاننے کے لیئے خود اپنے ہاتھ سے صدقہ دینے لگا سب لوگ حاضر ہوئے
اور صدقہ لے کر چلے گئے مگر وہ نشان اشقر کسی مین نہ پایا گیا۔ سلطان حیران ہوا کہ فرمودہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کبھی غلط نہین ہوسکتا پوچھا کہ کوئی شخص مدینہ مین باقی تو نہین رہا لوگون نے کہا کہ دو
ہسپانیہ کے دو درویش زاہد رہ گئے ہین جو تارک الدنیا خلوت نشین ہین اور کسی سے تعلق نہین رکہتے
جو حجرۃ النبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس رباط مین رہتے ہین۔ فورًا دونون بلائے گئے۔ اور
نشان مذکورہ پائے گئے جنہون نے کہا کہ ہم ہسپانوی مسلمان ہین شوق زیارت روضۂ نبوی
کے لیے مقیم ہین مگر سلطان کے دہمکانے اور ڈرانے سے اقرار کر لیا کہ ہم عیسائی ہین اور ہمکو عیسائی
بادشاہون نے جسد مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نکالنے کے لیے مقرر کیا ہے۔ تلاشی سے
معلوم ہوا کہ انہون نے ایک سرنگ مسجد کے نیچے سے حجرہ شریف تک لگائی ہے اور سرنگ کی مٹی اپنے
رباط کے چاہ مین ڈالتے رہے ہین۔ اس جرم مین دونون قتل کیے گئے غالبًا ضعیف الاعتقاد عیسائی
ترقی و حفاظت اسلام کا مدار جسد مبارک و مطہر کو سمجھتے تہے۔ یا زیارت روضہ مبارک کو اسلامی جوش کا
باعث جانتے تہے یا دنیا کے مسلمانون کی باہمی میل ملاپ و اتحاد و اتفاق کا ذریعہ جانتے تہے افسوس
کہ زمانہ حال کے عیسائیون کے خیالات ویسے ہی کمزور ہین مثال کی ضرورت نہین اخبار بین بخوبی واقف
ہین واقعی یہ سعادت نورالدین محمود کے حصہ مین لکھی تہی۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَآءُ نورالدین کے
افعال و اعمال حرکات و سکنات نے اہل السنن کے سوا شیعہ خصوصًا اسمعیلیون کو بہی گرویدہ کر لیا۔
اور مصریون کی مخالفت کو خیرباد کر کے مسلمانون کا حقیقی معاون اور اسلام کا محافظ نورالدین محمود
کو ہی خیال کیا۔ اور مصر کے خلیفہ اسمعیلیہ نے نورالدین کو مدد کے لیے لکہا جسکا حال آگے سلطان
صلاح الدین کے حال مین بیان ہوگا۔ یہ مثال ہر دل عزیزی بجنسہ امیرالمومنین خلیفۃ المسلمین خادم
حرمین شریفین سلطان عبدالحمید خان حرسها اللہ عن الآفات و البلیات کی ہے سلطان

حال ٹرکی کے مشابہ ہے کہ ایران میں غیر دحاجب کو دخل در معقولات کو دیکھکر مقدرین مجتہدین و معتبر کی علما شیعہ نے حضرت شاہ کجکلاہ فلک پایگاہ عالیجناب مظفر الدین شاہ قاچار زاد اقبالہ وجلالہ کے حضور میں سلطان ترکی کی جانب میلان کی اطلاع دیدی تھی اور سلطان عبد الحمید خان سلمہ کے اسلامی خدمات اور قومی جذبات حضرات شیعہ کے دلوں میں بہت کچھ ہر دلعزیزی پیدا کر چکے ہیں اگر دونوں معزز سلطان اور معظم علمائے دین نے توجہ کی تو کوئی مخالف قوم اسلام کی طرف نظر اٹھا کر نہ دیکھ سکے گی۔

ملک الناصر سلطان صلاح الدین یوسف اعظم انار اللہ برہانہ

صلاح الدین یوسف ۵۳۲ھ ہجری میں قلعہ تکریت میں پیدا ہوا کردوں کے قبیلہ ... ہادوازی میں سے تھا اسکا باپ نجم الدین ایوب اور چچا اسد الدین شیرکوہ تھا یہی اس خاندان کے پہلے دو شخص ہیں جنکا نام اسلامی تاریخ میں لکھنے کے قابل ہوا نجم الدین کا باپ تقی الدین عمر شادی تھا۔ اس سے اوپر کا نسب نامہ گمنام ہے نجم الدین سلطان محمد بن ملک شاہ کا ابتدا میں ملازم تھا جسنے نجم الدین کو حاکم تقرریت کر دیا۔ اور سلطان مسعود کے عہد میں بھی مجاہدین کی طرف سے حاکم تکریت رہا۔ اور نور الدین کے باپ عماد الدین زنگی کے ساتھہ اوسوقت سے تعلق پیدا ہوا تھا جبکہ عماد الدین زنگی داؤد بن سلطان محمود سلجوقی کے ہمراہ عراق سے شکست پاکر تکریت سے گذرا تھا اور نجم الدین نے ہر طرح سے مدد اور کی تھی اور اسی رفاقت اور شناسائی کی امید پر نجم الدین اور اسکا بھائی اسد الدین شیرکوہ جبکہ بخوف قصاص خون ۵۳۲ھ کو خود تکریت سے نکل گئے یا نکالے گئے۔ عماد الدین زنگی کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ کہتے ہیں کہ جس رات صلاح الدین پیدا ہوا اسی رات اسکا باپ نجم الدین حکومت تکریت سے علیحدہ ہوکر نکالا گیا۔ تولید کو منحوس خیال کیا گیا۔ مگر بمضمون عسیٰ ان تکرھوا شیئا وھو خیر لکم مشیت ایزدی کی کسکو خبر تھی کہ جسکو نحس خیال کیا جاتا ہے ایکدن روئے زمین کا روشن ستارہ ہوگا وہ اپنے باپ ایوب کا نام ہی روشن نہیں کریگا بلکہ اسلام کا محافظ اور سچا خادم بنے گا۔ ایسے واقعات زمانہ میں ہوتے رہے ہیں۔ نور جہان بھی ایسے ہی منحوس وقت میں پیدا ہوئی تھی جو آخر خاندان کے لیے مسعود نکلی۔

قدر شناس اور عماد الدین زنگی نہایت عزت سے پیش آیا اور بعلبک کا حاکم کر دیا عماد الدین کے مرنے پر اسد الدین شیرکوہ تو عماد الدین کے بیٹے ملک العادل نور الدین کے پاس چلا گیا اور قیمتی خدمات کے صلہ میں جلدی ہی سپاہ سالار بنایا گیا۔ نجم الدین ایوب جو عماد الدین کے مرنے کے بعد سپاہ سالار مجیر الدین والی دمشق تھا۔ اپنے بھائی اسد الدین کے کہنے سے نور الدین سے آملا۔ اور شجاعت اور انتظامی لیاقت کی

لے یہ شاہ آخر ۱۹۰۷ء میں فوت ہوگئے ہیں اب انکے فرزند شاہ محمد علی قاجار ایران ہیں ۱۲

کے سبب دونون بہائی نورالدین کے مقرب ہوگئے۔ دوسرے صلیبی جنگ (کروسیڈ) روار ۵۴۲ ہجری مین جبکہ جرمنی اور فرانس کی متحدہ فوجون نے دمشق پر حملہ کیا تو نجم الدین ایوب نے کمال بہادری سے یورپ کی فوجون کا منہ توڑ مقابلہ کیا تہا اسی لڑائی مین نجم الدین ایوب کا بڑا بیٹا توران شاہ شہید ہوا تہا جسکی غازیانہ خدمات کی یادگار مین اہل دمشق نے قیمتی مقبرہ سنگ مرمر بنا کر قائم کی تہی جس قسم کا سلطان نورالدین مجاہد تہا اسی قسم کا شیرکوہ تہا۔ لڑائیون مین نورالدین سے بڑھکر حصہ لیتا تہا اور نورالدین کے ہر ایک مخالف کے مقابلہ کے لیے شیرکوہ ہی موجود ہوتا تہا غرضیکہ سلطان نورالدین کو اسدالدین شیرکوہ اور نجم الدین ایوب ایسے جانباز بہادر ملے تہے جنکی نوک شمشیر کے سامنے ہر ایک مشکل آسان تہی ۵۵۱ھ مین جبکہ یوروشلم کا عیسائی بادشاہ نورالدین۔ کی حاضری مین دمشق پر حملہ آور ہوا تو اسی نجم الدین ایوب نے عیسائیون کو شکست دی تہی ان لڑائیون مین صلاح الدین برابر حصہ لیتا رہا۔ ان دنون وہ دمشق کا شحنہ تہا جسکو کمال ایمانداری سے پورا کیا چورون بدمعاشون کا قلع قمع کر دیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ پہلا اثر جو نورالدین کے دل پر پڑا اسی کارگذاری کا نتیجہ تہا۔ صلاح الدین کا مخالف ابی سالم جام گدہے پر سوار کرکے اور ڈاڑہی منڈوا کر تشہیر کیا گیا۔ اور صلاح الدین خاص مقربان سلطانی مین داخل کیا گیا۔ چوگان بازی اور شاہ سواری کی اعلی لیاقت اور مہارت دمشق کے سبب سلطان نورالدین کے ساتھ حضر وسفر مین رہنے لگا۔ کیونکہ سلطان نورالدین اس مردانہ کہیل کا دل سے شیفتہ تہا۔ سلطان کی تاثیر صحبت نے صلاح الدین کے خواص طبعی کو بہت کچہ بڑہا دیا۔ شوق جہاد۔ حلم وسخا۔ اتقا و ورع ۔ ایثار۔ صحبت علما۔ جفاکشی وغیرہ صفات اُس کے مستقل عادات ہوگئین۔ مدبرانہ استقلال اور بہادرانہ عزم۔ اور عام ملکی تدبر مین یکتا ہوگیا تہا۔ علوم دینی فقہ حدیث تو بچپن ہی مین پڑہ چکا تہا۔ اب عمل مین بہی بے نظیر ہوگیا۔ معزز باپ کی صداقت اور انتظامی لیاقت اور بہادر چچا شیرکوہ کی شجاعت و لیاقت سے صلاح الدین نے پورا حصہ لیا تہا۔

صلاح الدین کے مصری خدمات

سلطان نورالدین دوسرے صلیبی جنگ مین عظیم الشان فتح پاکر شاہان یورپ کو ناکام واپس کر چکا تہا۔ فلسطین کے عیسائی بادشاہ پر بہی اپنا رعب جما چکا تہا۔ عراق اور ایران مین گو کئی ایک سلجوقی اور اتابک سلطان اور سردار موجود تہے مگر بغداد مین صرف ایک نورالدین ہی حقیقی نائب السلطنت کے سچے خطاب سے ممتاز تہا۔ اور صدیون کے بعد خلیفہ بغداد اسی نورالدین کی بدولت مردہ سے زندہ شمار

ہونے لگا تہا۔ اور المقتفی لامر اللہ المستنجد باللہ المستضی بامر اللہ جیسے عالم فاضل و بیدار خلفا بغداد خلافت
کے کاروبار بلا مانع کرنے لگے یہ تینون خلفائے عہد نور الدین مین گذرے ہین۔
المقتفی لامر اللہ ۵۵۵ھ مین فوت ہوا اور المستنجد باللہ ۵۶۶ھ اور المستضی بامر اللہ ۵۷۴ھ مین فوت
ہوا۔ اور مصر۔ یمن۔ سوڈان۔ برقہ۔ توزر۔ مین بہی عباسیون کا خطبہ پڑہا گیا انہی اسلامی نظارات سے
نور الدین محافظ دین اور بے غرض مجاہد شمار ہونے لگا تہا۔ ایسے وقت مین مصر کی خلافت فاطمیہ یا اسمعیلیہ
کا اخیر خلیفہ عاضد الدین اللہ تہا۔ اور چار پانچ پشت کی متواتر کمزوریون سے جسکا ذکر حالات فرقہ اسمعیلیہ مین
کیا گیا ہے۔ اب محض زبردست امرا کا پیشخوار تہا۔ عاضد کے عاصد وزیر شاور کو اسکی مخالف ضرغام نے
مار کر نکال دیا۔ جو سلطان نور الدین کے پاس بطلب امداد دمشق پہنچا نور الدین جو مصریون کی کمزوریون
سے واقف تہا۔ اسکو اندیشہ ہوا کہ کہین عیسائی ہی کسی بہانہ سے مصر کو نہ دبا لین۔ اور ایک قیمتی ملک
اسلامی تسلط سے نکلجائے اسلیے شیر کوہ کو تہوڑی سی فوج دیکر شاور کے ساتہ روانہ مصر کیا۔ شیر کوہ نے
صلاح الدین کو اپنی فوج کا ہراول اور علم بردار مقرر کیا یہ لشکر ماہ جمادی الثانی ۵۵۹ھ کو مصر پہنچا
اور ضرغام کے بہائی نے مجاہدین کا مقابلہ کیا مگر شیر کوہ کی تربیت یافتہ اور جنگ آزمودہ فوج کے
سامنے مصری آرام طلب کب ٹہر سکتے تہے پہلے ہی حملہ مین بہاگ نکلے ضرغام اور اسکا بہائی دونون
شاور کے اشارہ سے قتل کیے گئے۔ اور شاور وزارت کے منصب پر مقرر ہو گیا۔ شاور نے نور الدین سے
وعدہ کیا تہا کہ شیر کوہ ہمیشہ مصر مین رہیگا۔ اور اسکی فوج کے خرچ کے لیے آمدنی کا ایک ثلث دیا جائیگا
اب صرف تین ۳ ہزار دینار ہی دیکر ٹالنے لگا۔ مگر شیر کوہ کب مانتا تہا آخر شاور نے قاہرہ کے دروازے
بند کر لیے۔ اور لڑائی شروع ہو گئی۔ اور یہہ جرأت شاور کو شیر کوہ کی فوج کی قلت دیکھہ کر ہوئی تہی مگر فوج
اگرچہ کم تہی لیکن شیر کوہ اور صلاح الدین جیسے بہادرون کے ماتحت جانباز نوریہ تہے اسلیے مقابلہ سے نہ گہبرائے
اور باوجود قلیل فوج کے مصری خود کچہ بہی نہ کر سکے اور شاور نے یروشلم کے بادشاہ اموری کو مدد کے
لیے بلایا اور علاوہ رسد کے فی پڑاو ہزار دینار دینا مقرر کیا۔ اموری نے اس دخل کو فتح مصر کا پیش
خیمہ سمجہا۔ اور فوج کثیر لیکر مصر کو روانہ ہوا۔ اور مقام بلبیس پر شیر کوہ کی قلیل فوج کو محصور کر لیا۔ سلطان
نور الدین یہہ خبر سنتے ہی شام کے عیسائی علاقون پر ٹوٹ پڑا اور انطاکیہ اور طرابلس کے دو مشہور
گورنرون کو قید کر لیا۔ اور مال کثیر لوٹ لیا یہ خبر سنتے ہی مصر سے عیسائی فوجین اپنے گروہ کو بچانے کے
لیے مصر سے واپس آئین جو نور الدین کے حملہ کی اصل غرض تہی۔ مگر نور الدین کے کامیاب حملہ کا
شیر کوہ کو کچہ علم نہ تہا۔ اس لیے شاور سے ساٹھ ہزار دینار لے کر چلا آیا۔ اس مہم مین

مین صلاح الدین نے ہر ایک موقعہ پر اپنی لیاقت اور شجاعت دکہا کر شیرکوہ اسقدر گرویدہ کر لیا تہا کہ صلاح الدین
کی پسندیدہ رائے کے بغیر کوئی معاملہ طے نہ ہوتا تہا۔ گو شیرکوہ بیباک بہادر تہا۔ لیکن اس مہم کی کامیابی کا تمام
مدار اسکے لائق بہتیجے صلاح الدین کی لیاقت اور شجاعت پر رہا۔ دمشق پہونچ شیرکوہ اور صلاح الدین نے سلطان
نورالدین سے ظاہر کر دیا کہ مصر ہرگز اس قابل نہین رہا۔ کہ اپنی حفاظت آپ کر سکے اور اسکی مرض اسقدر لاعلاج
ہوگئی ہے کہ اگر ہمنے اسکو اپنے تصرف مین نہ کیا تو ضرور عیسائی اس کمزوری سے فائدہ اُٹہا کر قابض
ہوجائینگے بہتر ہے کہ ہم خود مصر پر قبضہ کر لین اور اسلامی ملک کو عیسائی دستبرد سے بچالین سلطان
نورالدین نے اس رائے سے اتفاق کر لیا اور ربیع الاول ۵۶۲ھ ہجری کو شیرکوہ مع صلاح الدین مصر
روانہ کیا گیا۔ مگر دوراندیش عیسائی اس سے پہلے مصر پہونچ چکے تہے شیرکوہ بہی نہایت عجلت کے ساتھ دشمن
سے بچتا ہوا مصر پہونچ گیا۔ جہان عیسائی اور مصر کی اسلامی فوجون نے ملکر مقابلہ کیا۔ دشمن کی کثرت
فوج دیکہکر اکثر سردار لڑائی کے برخلاف تہے مگر بہادر شرف الدین نے رائے دی کہ لڑکر مرنا
بہاگنے سے بہتر ہے جسکی تائید شیرہ اور صلاح الدین نے بہی کی۔ لڑائی مین صلاح الدین قلب لشکر مین
کہڑا کیا گیا۔ تاکہ دشمن شیرکوہ کو قلب مین خیال کرکے اودہر زور دین۔ شیرکوہ خود ایک چیدہ دستہ
فوج لیکر الگ ہوگیا۔ اور یمین و یسار کی کمان بہادر جرنیلون کو سپرد کرکے لڑائی شروع کر دی گئی شیرکو نے
جیسا خیال کیا تہا عیسائیون نے اپنے حملہ کا زور صلاح الدین کی فوج قلب پر دیا اور صلاح الدین حسب تجویز
شیرکوہ پیچہے ہٹنے لگا اور دشمن کی فوج کے حصہ کثیر کو اپنے تعاقب مین لگا لیا۔ شیرکوہ نے جو ایسے موقعہ
کا منتظر کہڑا تہا باقی ماندہ عیسائی فوج پر حملہ کر دیا اودہر سے صلاح الدین مڑکر بجلی کی طرح گرا اور
کو دو طرفہ حملے سے حواس باختہ کر دیا۔ اور میدان جیت لیا۔ اس فتح عظیم کے بعد صلاح الدین نے سکندریہ
پر اور شیرکوہ نے صعید پر قبضہ کر لیا۔ عیسائیون نے صلاح الدین کی قلیل فوج دیکہہ سکندریہ کو جا گہیرا اور تین
ماہ تک صلاح الدین کے ہمراہیون کو محاصرہ کی سخت تکالیف برداشت کرنی پڑین۔ شیرکوہ یہ سنکر
قاہرہ کی فتح سے ناکام سکندریہ کو روانہ ہوا۔ راستہ مین اسکو مصری اور عیسائی قاصد صلح کا پیغام لاتے
ملے۔ عیسائیون کو نورالدین کے کامیاب حملے شام مین واپس بلا رہے تہے اور شیرکوہ سکندریہ کے محصورین
کی تکلیف سے بیتاب ہو رہا تہا۔ آخر صلح اسبات پر ہوئی کہ وزیر شاور علاوہ مال غنیمت کے پچاس ہزار
دینار شیرکوہ کو اور ایک لاکہ دینار حسب وعدہ عیسائیون کو دے اور دونون مصر سے چلے جائین۔ مگر اموری
کی شادی جب قسطنطنیہ کے شاہنشاہ منیوئل کی بیٹی سے ہوئی تو تمام عہد نامون کو بالائے طاق
رکہہ کر مصری لقمہ کے لیے منہ مین پانی بہر آیا۔ اور قسطنطنیہ کا زبردست بیڑا لے کر مصر پر چڑہ گیا

اور بلبیس کو فتح کر کے قتل عام کیا شاور نے فرنگیون کے خوف سے شہر مصر کو جو قاہرہ کے پاس تہا اگ لگا دی جو
چون ۵۴ روز تک جلتا رہا۔ عاضد خلیفہ مصر نے جب دیکہا کہ ملک و دولت کے علاوہ اسلامی اور خاندانی ننگ و ناموس
عیسائیون کے ہاتہہ سے برباد ہونے والا ہے اور جس نشان فتح کو صحابہ کرام نے گاڑا تہا قریب ہے کہ
بیت المقدس کی طرح یہان سے بہی اکہاڑا جائے اور جامع ازہر مین بہی بجای اللہ اکبر کے ناقوس و تثلیث
کے گیت گائے جائین سوا اس کے کوئی چارہ نہ دیکہا کہ نور الدین سے جو عام اسلامی خدمات سے
محافظ اسلام ہو چکا تہا التجا کرے۔ ایک عرض داشت دردناک لکہی اور اپنے حرمون کے بال اور
خون آلودہ پارچات کے ٹکڑے اور مراسلہ کو سیاہ ماتمی کپڑون مین لپیٹ کر نور الدین کے پاس
روانہ کیا۔ نور الدین جسکو خدا نے اسواسطے پیدا کیا تہا کہ مسلمانون کو عیسائیون کے ہاتہہ سے بچائے
شیرکوہ جسکو بڑہ رستہ ہی تحریرین پہونچ چکی تہین بہاری سامان و فوج دیکر مصر کو روانہ کیا۔ عیسائی
شاہ اموری یہہ دیکہہ کر کہ اب شیرکوہ بہی خوب تیار ہو کر آیا ہے اور مصری بہی برخلاف ہین مقابلے سے
جی چرا گیا۔ اور پہلو بچا کر شام کو لوٹ گیا۔ شاور نے ہرچند شیرکوہ کو عیسائیون کے گلے پڑنے کی
تحریک کی مگر مآل اندیش شیرکوہ شاور کے منافقانہ مشورے پر کاربند نہوا خلیفہ عاضد نے قیمتی
خلعت اور تحائف شیرکوہ کے پاس بہیجدیے اور رات کو شیرکوہ سے ملاقات کر کے منجملہ دیگر امور کے ایک بات
یہی کہا کہ وزیر شاور کو قتل کیا جاوے مگر شیرکوہ نے تعمیل از وقت خیال کیا۔ چند سال سے شاور کا دستور
تہا کہ کبہی مسلمانون کو اور کبہی عیسائیون کو بلا کر کام نکال لیتا تہا پہر وعدہ پورا نکرتا تہا اس دفعہ خود عاضد نے
بلایا تہا اور جاگیرین اور انعام دینے کا وعدہ کیا تہا مگر شاور جسکو شامی فوج کے قیام کے علاوہ خود
خلیفہ عاضد کی دست اندازی بہی منظور نہ تہی اس دفعہ بہی ان وعدون کے ایفا مین جو خود خلیفہ نے کیے
تہے لیت و لعل کرنے لگا۔ اور اسنے دن رات کاوشین پیدا کرنے لگا شامی اسکو پہلے ہی شریر اور بیوفا جانتے
تہے اور خود خلیفہ عاضد بہی اسکے قتل کا مشورہ دے چکا تہا اس لیے صلاح الدین اور عز الدین جرد یک
نے پہلے اسکو قید کر لیا اور پہر خلیفہ عاضد کے حکم سے عز الدین نے شاور کا سر کاٹ کر عاضد کے پاس بہیجا
عاضد ایسا جلا ہوا تہا کہ اس نے شاور کے بیٹون کے سر بہی کاٹ دیے اور خلعت وزارت شیرکوہ
کے پاس بہیجدیا۔ شیرکوہ شاور کی قید اور قتل کے وقت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے مقبرہ کی زیارت
کو گیا ہوا تہا۔ اگرچہ یہہ تمام کارروائی شیرکوہ کی غیر حاضری مین ہوئی لیکن اس مین شک نہین کہ اس
نے شاور کے قتل پر کوئی ناراضگی بہی ظاہر نہین کی اور کچہہ نکرتا جبکہ ایک مخالف بادہ سطلی جسے دور
ہو گیا۔ اب شیرکوہ ملک منصور امیر الجیوش کا خطاب پا کر عاضد کا وزیر اعظم مقرر ہوا۔ اور صلاح الدین

کی عقل و دانش سے ملک کا انتظام درست ہوگیا مگر شیرکوہ جلدی ہی ۲۲ جمادی الآخر ۵۶۴ھ ہجری کو راہی ملک عدم ہوا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

شیرکوہ کے مرنے پر اگرچہ چند اور امیر بھی مدعی وزارت تھے لیکن شیرکوہ کی وصیت اور خود عاضد کی میلان خاطر کے سبب صلاح الدین وزیر ہوگیا۔ اور ملک الناصر کے خطاب سے ممتاز ہوا۔

صلاح الدین وزارت حاصل کرنے کے بعد بڑی فیاضی اور داد و دہش سے تالیف قلوب میں ہر طرح کوشش کی رعایا اور اہل کار سب کو گرویدہ کر لیا۔ تمام خزانے سپاہ اور رعایا اور علما و فضلا پر لٹا دیے اور اتقا و ورع کے کامل نمونے دکھا کر مسلمانوں کو اپنا عاشق بنا لیا۔ اپنی سنجیدگی اور دیانت سے امرا کے دلوں میں اپنا رعب اور عزت کا سکہ جما دیا اپنی عقلمندی اور انسانی ہمدردی سے آیندہ کے لیے عظیم الشان امور کا سر انجام کرنے والا ثابت کر دیا اُس نے اپنی سخاوت و مروت اور لیاقت و شجاعت سے ادنے اعلی کے دلوں میں یہ نقش جما دیا کہ صلاح الدین واقعی قوم کا سچا خادم اور اسلام کی عظمت کا باعث ہوگا۔ اگرچہ بظاہر مصر میں صلاح الدین کا کوئی مخالف نظر نہ آتا تھا مگر حبشیوں کی پچاس ہزار کی کثیر تعداد جو شیعہ مذہب تھی اور خلیفہ عاضد پر حاوی تھی اپنے سردار خواجہ سرای موتمن الدولہ کے بہکانے سے برخلاف ہونے لگے اور موتمن الدولہ نے عیسائیوں کو مصر میں بلانے کی کوشش کی جس کی پاداش میں موتمن الدولہ گرفتار ہو کر مارا گیا۔ اور حبشی لڑ بھڑ کر فنا ہوئے۔

عیسائیوں کا دمیاط پر حملہ

۵۶۵ھ میں شامی اور رومی عیسائیوں نے ملک صلاح الدین کو مصر سے نکالنے کے لیے حملہ کیا صلاح الدین نے دمیاط کو خوب مضبوط کر لیا تھا۔ اور باوجود سخت محاصرہ کے صلاح الدین برابر اپنی فوج کو بزور شمشیر قلعہ میں داخل کرتا رہا اور خلیفہ عاضد نے بھی دل کھول کر نقدی سے مدد دی۔ ادہر صلاح الدین نے عیسائیوں کو خشکی پر قدم نکالنے نہ دیا۔ دوسری طرف سلطان نورالدین نے شام کے عیسائی امصار کو حملات اور تاخت و تاراج سے خوب خستہ کر دیا۔ جب عیسائیوں کو یہ ہولناک خبریں پہونچیں اور ادہر صلاح الدین کو امید سے بڑھ کر مستعد اور جان فروش پایا۔ اور نیز صلاح الدین نے ہر طرف سے عیسائیوں کو ایسا تنگ کیا کہ محصورین کی نسبت محاصرین زیادہ خطرہ میں پڑ گئے اور انکو بہزار یاس و حرمان واپس جانا اور نقصان کثیر اٹھانا پڑا۔ اور فتح صلاح الدین کے ہاتھ رہی صلاح الدین نے اپنے دوستوں اور عزیزوں کو اور اپنے والد نجم الدین ایوب کو مصر بلا لیا سلطان نورالدین نے اجازت دیدی اور نجم الدین ابھی کل ۲۴

جائداد واقعہ شام کو وقف کر گیا۔ جب مصر پہنچا تو صلاح الدین اور خلیفہ عاضد نے استقبال کیا۔ اور
ملک افضل خطاب دیا اور بجائے وزارت کے جو صلاح الدین دینی چاہتا تہا نجم الدین نے صرف خزانے
کا چارج اپنے اہتمام میں رکہا۔ سلطان نورالدین نے ایوب کو حسب منشاء خلیفہ مستنجد باللہ عباسی کے
تاکید کی تہی کہ مصر میں بجائے عبیدیون کے عباسیون کا خطبہ پڑہا جاوے مگر صلاح الدین نے یہ وقت مناسب نہ دیکہا
اور عاضد کے دل کو دکہانا نہ چاہا۔ اگرچہ عاضد برائے نام خلیفہ تہا۔ اور وہ کچہ کر بہی نہ سکتا تہا۔ مگر مروت
وحیلتے صلاح الدین کو ایسا نہ کرنے دیا۔ البتہ عباسی خطبہ کے موانع آہستہ آہستہ دور کرتا رہا
سنہ ۵۶۶ ہجری میں شیعہ قاضی کی جگہہ سنی قاضی صدرالدین عبدالملک مقرر ہوا۔ اور اذان میں سے حی
علی خیر العمل بند کرا دیا اسی سال ماہ ربیع الثانی میں خلیفہ مستنجد باللہ فوت ہوا۔ اور اسکا بیٹا المستضئ بامراللہ
خلیفہ ہوا۔ اسی سال صلاح الدین نے عسقلان اور رملہ پر حملہ کیا اور ربض غزہ کو لوٹ لیا۔ شاہ فلسطین
بہت سی فوج لیکر مقابلہ کو نکلا جسکو صلاح الدین نے ایسی سخت شکست دی کہ قید ہونے سے بمشکل بچا۔
اور صلاح الدین مظفر و منصور مصر کو چلا گیا۔ پہر کچہ دم لے کر ایلہ کو خشکی و تری سے محصور اور فتح کر لیا۔ اُس کے
بہائی شمس الدولہ نے صعید کے عربون کو مطیع کیا۔ اور خود صلاح الدین اس سال باقی حصہ میں عیسائیون سے
چہوٹی چہوٹی لڑائیان کرتا رہا۔ اور کامیاب ہوتا رہا۔ اب ۵۶۷ھ شروع ہوا اور عاضد خلیفہ مصر سخت بیمار
ہوگیا۔ اُسکی زیست کی امید منقطع ہوگئی اور سلطان نورالدین کی عباسی خطبہ کے لیے تاکید جاری تہی
پس ماہ محرم کے پہلے جمعہ کو المستضئ بامراللہ خلیفہ بغداد کا خطبہ پونے تین سو سال بعد پہر مصر میں سلطان
نورالدین اور صلاح الدین کی ہمت سے پڑہا گیا۔ اسمٰعیلیون نے جسقدر خلاف شرع امور اور بدعتیں جاری
کر رکہی تہین سب دور کی گئین۔ اور عاضد بہی بقول سیوطی عاشورہ کے دن ۵۶۷ھ ہجری کو مر گیا
اور اس دلخراش خبر کو نہ سن سکا۔ عاضد کے پس ماندگان سے صلاح الدین نے اچہا سلوک کیا۔
انکی تعظیم و تکریم کرتا رہا۔ فراخدلی سے خرچ وغیرہ دیا۔ شاہی اسباب میں سے کچہ سلطان نورالدین کو
اور کچہ خلیفہ بغداد کو اور باقی ہمراہیون اور دوستون رشتہ دارون میں تقسیم کر دیا۔ اور اسطرح سے سلاطین
عبیدیہ کی صدیون کی کمائی کو آن واحد میں لٹا کر امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کا پاک نمونہ
دکہا دیا۔ گو نقدی تو پہلے ہی شاور وزیر اور دیگر غاصبین عبیدیہ خزانے سے اڑا چکے تہے۔ مگر یہ نادر
اور قیمتی اسباب ہی کرورون کا تہا صرف دریکتا سات سو عدد اور زمرد کی چیزین ہی کچہ کم قیمت نہ
رکہتی تہین طبل قولنج جسکے بجانے سے درد قولنج جاتا تہا حکمت کی عجیب یادگار تہی ۵۶۸ھ میں
صلاح الدین نے کرک اور شوبک پر حملہ کیا مگر اپنے باپ ایوب کی جلدی کی خبر سنکر

محاصرہ اٹھا کر واپس مصر چلا گیا۔ نجم الدین کو چوگان بازی کا بہت شوق تہا اور چوگان کہیلتا ہوا گہوڑے سے گرا اور نو دن کے بعد ۲۷ ذوالحجہ ۵۶۸ھ کو فوت ہوا۔ اور اپنے بہائی شیرکوہ کے پاس دفن کیا گیا اور دو سال بعد دونوں کی لاشوں کے صندوق مدینہ منورہ مین وزیر جمال الدین اصفہانی کے مقبرہ مین دفن کیے گئے اسی سال یا کچہ پہلے صلاح الدین نے سلطان نور الدین کے حکم سے چونگی وغیرہ تمام محصول جو غیر شرع تہے معاف کردیے اس سال حبشیون نے نوبہ سے نکل کر جنوبی مصر کو لوٹ لیا جنکو صلاح الدین کے بہائی شمس الدولہ نے شکست دیکر واپس نوبہ کو بہگا دیا۔ اور قلعہ ابریم فتح کرکے مسلمان قیدی چہوڑا لیے۔

رجب ۵۶۹ھ ہجری مین صلاح الدین نے شمس الدولہ کو یمن کی فتح پہ مامور کیا جہان ایک خارجی مذہب عبدالنبی بن مہدی درست عدن زیان کر رہا تہا شمس الدولہ نے مقام زبید پر عبدالنبی کو شکست دیکر صلاح الدین کا سکہ جاری اور خلیفہ بغداد اور سلطان نور الدین کا خطبہ پڑہوا دیا۔ گو صلاح الدین عادل امن پسند تہا۔ اور مسلمانون کے کسی فرقہ کی دل آزاری نہ کرتا تہا مگر لالچی دنیا پرست جنکو صرف خود غرضی سے کام تہا عبید یہ خاندان کی خیر خواہی کی آڑ مین سازشین کرنے لگے اور شام اور سسلی کے عیسائیون کو لکہا کہ ہماری مدد کے لیے لشکر روانہ کرو ہم صلاح الدین کو نکالدینگے عیسائی جو مسلمانون کا نفاق خدا سے چاہتے تہے اور صلاح الدین کی تازہ دولت کے انقراض کا موقعہ تاڑ رہے تہے دو سو جہاز فوج کہ جسمین پچاس ہزار پیادہ اور ڈیڑہ ہزار سوار تہے اور چند بڑے جہاز آلات حرب اور چالیس مد وغیرہ کسریٹ سے بہر کر عین غفلت مین اسکندریہ پہونچ گئے سکندریہ والون نے باہر نکلکر مقابلہ کرنا چاہا مگر حاکم سکندریہ نے بہ سبب قلت فوج قلعہ بند ہونا مناسب خیال کیا اور صلاح الدین کو اطلاع دی گئی۔

عیسائیون نے سخت حملہ کیا اور صبح سے شام تک لڑائی ہوتی رہی مگر کچہ فیصلہ نہ ہوا دوسرے روز عیسائیون نے پہر حملہ کیا اور قلعہ کی دیوار تک پہونچ گئے کہ اتنے مین وہ اسلامی فوج جو نواح اسکندریہ مین تہی آ پہونچی جس سے قلعہ والون کا حوصلہ بڑہ گیا۔ مگر اس دن بہی لڑائی برابر تول کی رہی تیسرے روز شہر والے جو دروازے کہول کر تکبیر کے نعرے مارتے ہوئے عیسائیون پر جا پڑے اور بیرونی فوج اسلامی نے بہی حملہ کر دیا۔ عیسائیون نے غضب کا مقابلہ کیا اور مسلمانون کو کئی بار پسپا کیا مگر آخر (الجنۃ تحت ظلال السیوف) جنت الفردوس زیر سایہ شمشیر ہست۔ پر ایمان رکہنے والے غازی جانون پر کہیل کر عیسائیون کے مورچون تک پہونچ گئے اور انکے قلعہ شکن آلات جلا دیے اور ہزارہا عیسائی مار کر اور بہت سا مال لوٹ کر فتح و ظفر کے ساتہہ خوش و خرم شام کو واپس قلعہ ہوئے اسی مین

بوقت عصر صلاح الدین کا قاصد ہوا سے باتین کرتا ہوا اسکندریہ آپہونچا جسنے صلاح الدین کی صبح و شام پہنچنے
کی اطلاع دی اسیوقت منادی کرا دی گئی اور خوشی کے شادیانے بجائے گئے۔ مسلمانون کے حوصلہ تازہ ہوگئے
صلاح الدین کے ہونچتے ہی محصورین کے تمام رنج و غم بھول گئے اور لڑائی کے لیے نکل پڑے ہر ایک یہی خیال
کرتا تہا کہ صلاح الدین اس کے ساتھ موجود ہے اور اسکی مجاہدانہ جانفشانیون کو خود صلاح الدین دیکھ رہا ہے
جو صلاح الدین کے اسلامی اخلاص و ایثار کا نتیجہ تہا۔ عیسائی صلاح الدین کا نام اور مسلمانون کا جوش دیکھ
گھبرا گئے اور خیال کیا جبکہ اسکندریہ کی مٹھی بہر جماعت نے صرف شہر کو ہی نہین بچایا۔ بلکہ کہلے میدان لڑکر
نقصان عظیم پہونچایا تو باوجود صلاح الدین کا مقابلہ جارحانہ کوئی کہیل نہ تہا۔ آخر مسلمانون نے خود ابتدا
کی اور رات کی اندہیرے عیسائی کیمپ پر جا پڑے اور اسلحہ وغیرہ اسباب لوٹ لیا اور عیسائی بہ تعداد
کثیر قتل اور قید اور زخمی ہوئے کچھ بہاگ کر کشتیون پر سوار ہوگئے جنکو مسلمان غواصون نے پانی نہین
تیر کر کشتیون کو چیر پہاڑ دیا اور سب کو غرق کر دیا۔ صرف تین سو بہادر ایک ٹیلہ پر گہر گئے جنکو صبح سے
شام تک لڑکر قتیل یا اسیر کیا گیا۔
اس فتح کے بعد صلاح الدین کا سکہ بیٹھہ گیا۔ اور عمارہ یعنی شاعر وغیرہ باغیون کو جنہون نے عیسائیون
کو بلایا او رعبیدیہ خلافت کو سرسبز کرنیکا ارادہ کیا تہا پہانسی دیا گیا۔ اب مصر اور سوڈان۔ یمن۔ حجاز
مین صلاح الدین کی حکومت بلا مانع تہی وہ سلطان نورالدین کا نائب اور گورنر تہا۔ اور سلطان نورالدین
کی تعمیل حکم مین اپنی سعادت جانتا تہا سلطان نورالدین ۱۲ شوال ۵۶۹ھ کو راہی ملک بقا ہوا انا للہ
و انا الیہ راجعون سلطان نورالدین اگرچہ فلسطین سے عیسائیون کا اخراج نہ کر سکا۔ لیکن اس
امر کے لیے نورالدین سے کافی سے زیادہ سامان بہم پہونچا دیا تہا اُس کے باپ عمادالدین کو
جسقدر فرصت ملی قوم کی پراگندہ حالت یکجا کرنے اور جہادی جوش کے زیادہ کرنے مین خرچ
کی وہ سلطان محمد بن ملکشاہ کی وفات کے بعد کئی سال تک سلجوقی جھگڑون ہی مین گرفتار رہا۔ اور اسکی
عمر کا قیمتی حصہ انہین بادی بخش خانگی جھگڑون مین صرف ہوا۔ مگر جب مسعود کے آخری دور مین کچھ ان
فسادون مین کمی ہوئی تو عمادالدین نے عیسائیون پر حملہ کرنے شروع کئے اور جو رعب ان سے
مسلمانون کے دلون پر بیٹہا ہوا تہا دور کیا۔ اور مردہ جوش کو زندہ کر گیا اور اپنی حکومت کو سیف
الدین اور نورالدین کے لیے چہوڑ گیا۔ نورالدین جسکو نور نبوت سے کافی حصہ ملا ہوا تہا اسلام کی
پراگندہ طاقت کو مجتمع کرنے لگا۔ پس کبھی لڑائی سے کبھی صلح سے اور کبھی پند و نصائح سے بعضون کو مطیع
اور اکثرون کو اتحاد یک جہتی مین شامل کر لیا۔ اور یہ اتحاد اُسی قسم کا تہا جیسا کہ آج کل یورپ مین ہے

کہ غیر قومون کے اور خصوصاً مسلمانون کے مقابلہ مین کل یورپ کی آواز ایک ہوجاتی ہے۔ اسمین نورالدین
کو خاص کامیابی ہوئی ایران کے سلجوقی سرداروں کے علاوہ ایشیاء کوچک کے سلجوقی سلاطین بہی اس ضرورت
کو محسوس کرنے لگے اگرچہ نورالدین کو کوئی مفید مدد نہ دے سکے مگر فرنگیون کی چالون کو سمجہنے لگے۔ اس کام
مین مشائخ عظام اور علمار کرام نے نہایت ہی قیمتی خدمات کین حضرت غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی
جیسا کہ پہلے لکہا گیا ہے اس بارہ مین ممتاز تہے عراق اور بغداد مین شیعہ سنی کا فتنہ مدت سے چلا آتا
تہا اور خونخوار فساد کرا چکا تہا۔ صرف حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے یمن انفاس سے شیعون کے معتقد
گروہ اہل سنت جماعت ہوگئے اور جو تفریق کلمہ مانع اتحاد تہا جاتا رہا چنانچہ ۵۶۷ھ مین بغداد مین
بقول سیوطی بالکل زور نرہا اور انہین حضرات کے بابرکت عہد کا نتیجہ تہا کہ تخت خلافت پر بہی اس عہد مین
الراشد باللہ۔ المقتضی لامر اللہ۔ المستنجد باللہ۔ اور المستضی بامر اللہ۔ اور الناصر لدین اللہ جیسے
سخی عادل۔ عالم فاضل۔ متشرع ولی اللہ۔ جلوس فرما ہونے لگے غرض کہ عمادالدین نے جس عالی شان
عمارت کا خاکہ کہینچا تہا اور اس عمارت کی وسیع بنانے پر نورالدین نے صرف بنیاد ہی نرکہی بلکہ اس کے
لیے ہر ایک قسم کا مصالح مہیا کر دیا جسکا استعمال مین لانا اُس کو لائق جانشینون کی قسمت مین لکہا تہا۔
ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ

ملک صالح ولد سلطان نورالدین مرحوم اور صلاح الدین کی انتظامی کوشش

سلطان کی وفات کے بعد اسکا خورد سال گیارہ سالہ بیٹا ملک صالح تخت نشین ہوا جسکا خطبہ و سکہ
مصر اور یمن اور حجاز ولائک محروسہ نورالدین مین بہی پڑہا گیا۔ اور صلاح الدین نے نہایت عقیدت
اور اخلاص سے ملک صالح کو مراسلہ تہنیت جلوس اور امرا نوریہ کو باہمی اتفاق و اتحاد اور ملک صالح
کی اطاعت کے مراسلے لکہے تہے اور جسطرح کہ ایک نمک حلال وفادار کو حق نمک ادا کرنا چاہیے اسطرح
سے صلاح الدین نے اپنے آقا سلطان نورالدین کے جانشین کی امداد مین آمادگی ظاہر کی
عیسائی جو تاک مین تہے سلطان نورالدین کے اس احسان کو بہولا کر جو نورالدین نے شاہ فلسطین کے
مرنے اور خورد سال بچے کے مالک تاج و تخت ہونے کے وقت حملہ کرنے کے مشورہ کو محض انسانی
مروت اور اسلامی فتوحات سے ستر و کیا تہا۔ نورالدین کے ملک پر حملہ کر دیا امرائے نوریہ نے کچہ حصہ
ملک دیکر صلح کر لی اور عیسائیون کو ٹال دیا۔ صلاح الدین جو عیسائی حملہ کی خبر سُنکر مصر سے چل پڑا
تہا راستہ مین یہہ ذلیل صلح سنکر حیران و ششدر رہ گیا۔ اور ملک کا کچہ حصہ دینا اور قیدیون کو چہوڑ دینا

سراسر ہتک خیال کیا۔ اس واقعہ کے بعد قطب الدین سیف الدین ملک صالح کے چچازاد بہائی نے
دیار جزیرہ پر قبضہ کر لیا۔ اور صلاح الدین کو خبر تک نہ کی گئی ۔
اس واقعہ سے صلاح الدین کو یقین ہو گیا۔ کہ اُس کے آقائے نامدار سلطان نورالدین کی سلطنت کو
صلاح الدین کی علیحدگی سے نقصان پہونچ رہا ہے۔ اور امرائے نوریہ کم سن سلطان کے حقوق کی
حفاظت نہیں کرتے اور نہ کر سکتے ہین ۔ اور جو ذلیل صلح عیسائیون سے کی گئی ہے اُس مین اس اتحاد
یک جہتی کو ضرر پہونچنے کا صریح اندیشہ ہے کہ جسکی بنیاد عمادالدین نے عمارت سلطان نورالدین مرحوم نے
تعمیر کی تہی صلح مین صرف مسلمانان شام شامل کیئے گئے تہے اور چالاک عیسائیون نے اس سے دیگر ممالک مصر
وغیرہ کے ستانے کے لیے رخنہ رکہہ لیا تہا ۔ اور اُن کا خیال تہا کہ اسطرح شام اور مصر مین تفرقہ ڈال کر
اول مصر کو اور پہر شام کی خبر لینگے۔ مگر صلاح الدین جو نورالدین کا تربیت یافتہ اور ملکی اور پولیٹیکل تدبر مین
نورالدین ثانی تہا۔ ان تمام قباحتون کو تاڑ گیا کہ عیسائی داو کہیل گئے اور اسلامی اتحاد کو نقصان پہنچا
گئے اس لیے اُس نے ملک صالح کو بہی لکہا کہ قطب الدین کی بیجا مداخلت اور عیسائی دستبرد کی مجہکو کیون اطلاع
نہین دی گئی مین ہر ایک موقعہ پر جان مال سے اپنے آقا کا ملک بچانے کے لیے تیار رہتا ۔ اور امرائے دمشق
کو تہدیداً لکہا کہ تمنے اپنے آقا ملک صالح کی سرپرستی کا حق ادا نہین کیا اور اس کے ملک کا ایک حصہ
اُس کے ہاتہہ سے نکلنے دیا اب مین پہونچتا ہون اور ملک صالح کی سرپرستی اپنے ذمہ لیکر تمکو تمہاری غفلت
کی سزا دونگا۔ تمنے عیسائیون کے حوصلے بڑہا دیے ۔ اور مسلمانون مین تفرقہ پیدا کر دیا ہے جو مال
جنگ کفار کے لیے تہا۔ وہ کفار کی معاونت پر خرچ کیا گیا ہے۔ طبریہ کے قیدی اور سوار جو مسلمانون
کے خوفناک دشمن تہے چہوڑ دیے گئے یہہ غفلت اور سستی جو نورالدین مرحوم کی مرتے ہی تمنے ظاہر کی
یہہ آخر تمہین سخت عاجز اور تنگ کرے گی ۔ مین جنگ کفار کے لیے بالکل تیار ہون اگر ابہی ہمنے
مستعدی دکہائی تو دشمن آیندہ حرکت نہین کرے گا اگر فوجین منتشر کر دی گئین تو دشمن نواح حارم
کی طرف بڑہے گا اور مسلمانون کو مصیبت مین ڈالے گا اس کے علاوہ شمس الدین ابن مقدم سپہ
سالار دمشق کو علیحدہ عتاب آمیز خط لکہا مگر اُس خودغرض نے الٹا صلاح الدین کو الزام دیا کہ تم
اپنے آقا نورالدین کے ملک کا طمع کرتے ہو۔ صلاح الدین نے اگرچہ اس بہتان کی بہی نہایت عمدگی اور
نرمی سے تردید کی ۔ مگر اُسکی آتش حسد نہ بجہی ۔
صلاح الدین کی مآل اندیشی بالکل درست نکلی جبکہ وہ شامی مسلمانون کے فساد کے دور کرنے کی تجاویز سوچ
رہا تہا۔ کہ عیسائیون نے جنکو بسبب صلح شام کے مسلمانون کی طرف سے اطمینان تہا ۲۶ ذی الحجہ

سنہ ۵۶۵ھ کو مضبوط جنگی بیڑوں سے اسکندریہ کو آگھیرا۔ اور لڑائی کے بعد یکم محرم سنہ ۵۷۰ھ کو شکست کھا کر واپس گئے اب صلاح الدین خود مجبور ہو گیا۔ کہ شام کے انتظام مین خود دخل دے کیونکہ جسقدر دیر ہوتی تہی اسیقدر شام اور مصر کے اتحاد اور اتفاق مین کمی آتی جاتی تہی اور کسی آیندہ ضرورت کے وقت دونون ملکون کو مسلمانون کا جمع کرنا مشکل نظر آرہا تہا۔ اس کمزوری اور تفریق سے فائدہ اٹہانے کے لیے بغلی گہونسہ کی طرح موجود تہے سلطان نورالدین مرحوم کا بھتیجا حاکم موصل خودغرضی کو کام مین لاکر ملک صالح کو اور کمزور کررہا تہا۔ امرائے نوریہ عیسائیون اور دیگر بیرونی مخالفون کے روکنے کے بجائے خود باہمی فساد مین مبتلا تہے ان تمام حالات کا صحیح اور صاف نتیجہ یہہ تہا کہ سلطان نورالدین مرحوم کی تمام قیمتی کوششین خاک مین ملجائین اور اسکی قومی تمناؤن کا خون کیا جائے اور عیسائیون سے صرف شام ہی نہین بلکہ مصر اور عراق اور مقدس ارض حجاز کو بہی معرض خطر مین ڈالا جائے مگر صلاح الدین جسکو خدا نے نورالدین مرحوم کی خواہشون کے پورا کرنے کے لیے پیدا کیا تہا۔ ان باتون کو کب دیکہہ سکتا تہا۔ اور اپنے آقا کے ملک کو کسطرح عیسائیون کے ہاتہہ مین جانے دیتا تہا فوراً شام کو بڑہا اگرچہ یہ روانگی خالی از مشکلات نہ تہی عیسائی تاک مین لگے ہوئے تہے اور مصر اور شام پر ہر طرف سے حملہ کرنے کو تیار رہتے تہے مگر صلاح الدین کی الوالعزم طبیعت نے مصر کا انتظام اور اسکندریہ قاہرہ وغیرہ کی مرمت و درستی خوب کردی اور ہر ایک ممکن الوقوع اندیشہ کی طرف سے اطمینان کرکے روانہ شام ہوا۔ ملک صالح جو امرا کے ہاتہہ مین تہا۔ حلب چلا گیا۔ اور دمشق مین بلا مزاحمت اخیر ربیع الاول کو صلاح الدین داخل ہو گیا۔ راستہ کے حکام اور تمام مسلمانون نے صلاح الدین کو خیر مقدم کہا کیونکہ وہ سمجھ چکے تہے کہ جو ابتری اور تباہی سلجوقیون کے زوال پر آئی تہی وہی اب امرا کے نفاق سے پیش آنے والی ہے۔ اس بربادی سے بچانے والا صرف ایک صلاح الدین ہے جسکو غازی نورالدین مرحوم کی طرح عیسائیون کی لڑائی سے بڑہ کر دنیا مین کوئی چیز خوش نہین اور بیت المقدس کی فتح ہی ایک تمنا ہے جو صلاح الدین کو ہر وقت پیش نظر رہتی ہے۔ پس علما فضلا واعظین کہ جنکے دلون کو صلاح الدین نے اپنی اسلامی اخوت سے قابو کر لیا ہوا تہا۔ لوگون نے مسلمانون کو صلاح الدین کی اطاعت پر مائل کر دیا صلاح الدین نے بہی اس مفید گروہ علما کی عزت وتعظیم اور عام داد و دہش مین کوئی کسر اٹہا نہ رکہی غیر شرعی محصول تو پہلے سلطان نورالدین مرحوم ہی دور کر گیا تہا اب فروغ تجارت کے لیے تجارتی محصول بہی معاف کردیے اور احکام شرعی کی پابندی کی سخت تاکید کی گئی۔

ابن اثیر کا قول ہے کہ امرائے دمشق والی موصل کے حوالہ دمشق کرنا چاہتے تہے کہ صلاح الدین نے

دمشق پر قبضہ کر لیا۔ غیر کچھ ہو صلاح الدین نے دمشق پر قابض ہو کر ملک صالح کا سکہ و خطبہ جاری رکھا
اور کہا کہ مین ملک صالح کا ملک اُن کے دشمنون سے بچانے کے لیے آیا ہون۔ مگر حلبیون نے اس کے
قیمتی الفاظ کی کچھ قدر نہ کی اور قطب الدین سفیر کی زبانی دہمکایا ڈرایا اور طعن و طنز سے بہی گریز نہ کیا
متحمل مزاج صلاح الدین نے سکی درشت کلامی اور نیت سکلہ دیکھکر سامنے سے ہٹا دیا۔ اور اپنے بہائی سیف
الاسلام کو دمشق مین چہوڑ کر حلب کو روانہ ہوا۔ اور حمص و حماۃ پر قابض ہو گیا عز الدین جرو یک والی
رستن کو بطور سفیر اہل حلب کی طرف روانہ کیا تاکہ ملک صالح کے امرا کو صلاح الدین کے نیک ارادون
سے مطلع کرے اور اتفاق اور اتحاد کی ضرورت ظاہر کر کے مصالحت کی ترغیب دے۔ مگر یہان وہ قید ہو کر
کنوئین مین ڈالا گیا۔ صلاح الدین جو رستن مین ٹہیر کر عز الدین کے آنے کی انتظار کر رہا تہا یہ خبر سنکر صلح
سے ناامید ہو گیا۔ اور حلب کو چلا حلب پہونچکر بہی صلح و صفائی کے لیے بے سود کوشش کرتا رہا۔ مگر حلبی
امیر تو صلاح الدین کی جان کے درپے تہے وہ کب چاہتے تہے۔ انہون نے سنان کے اسمعیلیہ سردار کو
رشوت اور لالچ دیکر چند خونخوار فدائیون کو صلاح الدین کے قتل پر مامور کر دیا۔ یہہ ظالم صلاح الدین
کے لشکر مین جا کے ملگئے مگر والی بوقبیس نے جو انکی سرحد کا ایک امیر تہا پہچان لیا اور خود مع چند ہمراہیون
کے ظالمون کے ہاتہہ سے شہید ہوا۔ اور ایک فدائی صلاح الدین کے خیمہ تک پہونچگیا۔ جسکو پہرہ والون
کے سردار نے قتل کیا۔ اور باقی فدائی بہی اسیطرح مارے گئے۔

حلبیون نے اسکے بعد عیسائیون سے سازش کی اور عیسائیون کی اجتماع فوج سے صلاح الدین کو بہت
کچھ ڈرایا دہمکایا مگر صلاح الدین ان گیدڑ بہبکیون مین آنے والا نہ تہا فوراً لڑائی کے لیے تیار ہو گیا۔
اور عیسائی ہٹ گئے۔ صلاح الدین بعلبک پر قابض ہو گیا۔ سیف الدین والی موصل جسنے ملک صالح
کے کچھ علاقہ کو چہینا ہوا تہا۔ اور آیندہ بہی طمع رکہتا تہا صلاح الدین کی مستعدی اور جرأت دیکہہ کر
گہبرا گیا۔ اور اپنے بہائی عز الدین مسعود کو روانہ کیا جو حلبیون کو لیکر لڑائی کے لیے نکلا صلاح الدین
نے ہرچند صلح کی کوشش کی مگر مخالف نے ایک نہ سنی اور لڑائی ہوئی۔ نہایت صلاح الدین کو فتح
ہوئی۔ اور تمام قیدیون کو احسان و اکرام کے ساتہہ چہوڑ دیا۔

اب پہر صلح کا سلسلہ ہلایا گیا۔ اور صلاح الدین نے ہر ایک مطالبہ مان لیا۔ تمام مفتوحہ قلعے شہر
اور خزانہ ملک صالح کو واپس دیا اور دمشق پر قانع رہ کر بطور ماتحت نائب ملک صالح کے انتظام کرنا
منظور کیا۔ مگر جب حلبیون نے دیکہا کہ اب واقعی صلح ہونی چاہتی ہے اور مشکلات پیدا کردین اور
وہ علاقہ طلب کیا جو ناصر الدین محمد بن شیرکوہ کا تہا۔ بہلا غیر کا علاقہ صلاح الدین کسطرح دے سکتا

تہا۔ اسپر حلبی بگڑ کر لڑائی پر آمادہ ہوگئے مگر لڑائی کے وقت بہاگ نکلے۔ صلاح الدین نے تعاقب اور سفر سے روک دیا۔ اب ملک صالح کے مراسلے بہی صلح کے لیے پہونچ گئے۔ اور صلاح الدین نے بلاتامل لکہہ دیا کہ ملک صالح کے ہر ایک دشمن کے روکنے کے لیے صلاح الدین بذات خود حاضر ہوا کرے گا اور سکہ و خطبہ ملک صالح کا جاری رکہے گا۔

اگرچہ حلب کے لالچی امرا نے صلاح الدین کے ارادون کی قدر نہ کی مگر دیگر مسلمان اس نیک نیت اور عاشق اسلام کی قومی خدمتون کی دل سے قدر کر رہے تہے اور اسکی مشکلات کے دور ہونے کے آرزومند تہے اور وہ جان چکے تہے کہ ایک صلاح الدین ہی ہے جو سلطان نور الدین کی طرح اسلام کا حقیقی سرپرست بنکر عیسائیون سے بیت المقدس چہوڑا سکتا ہے اور جہاد فی سبیل اللہ کے لیے امام المومنین بن سکتا ہے یہہ حالات دیکہہ کر متشرع اور عالم خلیفہ المستضئی بامر اللہ نے بہی خلعت اور علم اور مصر و شام کی حکومت کا فرمان بہیجدیا۔

اب صلاح الدین سلطان ہو چکا تہا مگر پہر بہی اُس نے کوئی ایسی حرکت نہ کی جس سے ملک صالح نابالغ کی ہتک منظور ہو۔ وہ سلطان نور الدین کی یادگار کی دل سے عزت کرتا تہا۔ اور اُسکو خود غرض امرا کے پنجے سے نکالنا منظور تہا۔ اور عیسائیون کے مقابلے کے لیے تمام مسلمانون کو متفق کرنا چاہتا تہا مگر افسوس کہ ابہی صلاح الدین کو مسلمانون کے ہاتہ سے تکلیف اُٹہانی باقی تہی۔ حلبیون اور موصلیون نے معاہدہ صلح کو توڑ کر غدر کر دیا صلاح الدین نے خلیفہ بغداد کو لکہا کہ مجہکو دو دشمنون نے گہیر رکہا ہے ایک کفار عیسائیون نے دوسرے نام کے مسلمانون نے ان مسلمانون کو شرم نہین آتی کہ بیت المقدس جسکو مقدس خلیفہ عمر نے فتح کیا تہا اب مفتوح فرنگیون کے ہاتہ ہے آپ خلیفہ ہین ان مسلمانون بادشاہون کو کہین کہ باہمی نفاق کو چہوڑ دین اور عیسائیون کی لڑائی کے لیے میرے ساتہ شریک ہوجائین اگر لڑائی مین حصہ نہین لیتے تو کم از کم مجہ سے لڑ کر اسلامی طاقت کو تو کم نہ کرین۔ خلیفہ کی تحریرون کا اسوقت کچہ زیادہ نتیجہ نہ نکلا۔ سیف الدین والی موصل حلب ہو چکا اور حلبیون کو ساتہ لیکر ماہ شوال ۵۷۱ھ کو سلطان صلاح الدین سے جا لڑا۔ اگرچہ سیف الدین اور صلاح الدین کی فوج مین ہیں اور ایک کی نسبت تہی مگر اخلاص کا بہی کچہ اثر ہوتا ہے سیف الدین کو شکست فاش ہوئی اور تمام مال و اسباب خزانے وغیرہ فاتح فوج کے لیے چہوڑ گیا۔ سیف الدین کے کیمپ مین سو سے زیادہ گویا عورتین۔ (ارباب نشاط) بربط و سارنگی وغیرہ کانے بجانے کے سامان اور شراب خواری کے اسباب اور بلبلین۔ فاختہ۔ قمریان۔ طوطے۔ قیدی جانورون کے پنجرے بہی موجود پائے۔ یہ غیر مشروع چیزین

دیکھ کر پاکباز سلطان کو مسلمان سلاطین کے اخلاقی ناپاک حالت پر سخت رنج ہوا۔ اور نعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیات اعمالنا الخ پڑھا۔

اس کامیابی کے بعد سلطان صلاح الدین آبزعہ اور منبج کو لیتا ہوا اعزاز داڈلیہ پہونچ گیا۔ اور ۳۸ یوم کے محاصرہ کے بعد اس مشہور تاریخی مقام کو فتح کر لیا۔

ہنگر فدائی جو لائق مسلمانان کے قتل کرنے کو ہی اپنے مشن کا اعلی غرض جانتے تھے اور صلاح الدین کے قتل کو سب سے مقدم فرض خیال کیے ہوئے تھے۔ اور ایک دفعہ پہلے ناکام ہو چکے تھے اب پھر اعزاز کے محاصرے کے دنون مین جبکہ سلطان لڑائی کے انتظام مین سخت مصروف تھا چار فدائیون نے یکے بعد دیگرے سلطان پر حملہ کیا ایک نے چہرہ سے سلطان کا رخسارہ زخمی کیا جبکا سر شیر دل سلطان نے پکڑ کر زمین پر پٹخ دیا۔ اور سیف الدین سپاہی نے قتل کیا۔ دوسرا فدائی حملہ کرنے کو بڑھا جسکو امیر داؤد نے اپنی جان دیکر ہلاک کیا۔ تیسرا فدائی ناصر الدین بن شیرکوہ کے ہاتھ سے اور چوتھا بھاگتا ہوا مسلمانون کے ہاتھ سے واصل جہنم ہوا۔ اس حادثہ کے بعد سلطان زیادہ احتیاط کرنے لگا چونکہ اس حادثہ مین حلبیون کی ترغیب کا بھی شک تھا اس لیے اس دفعہ سلطان صلاح الدین پختہ عزم حلب کے فتح کرنے کا لیا۔ مگر گمشتگین اتالیق ملک صالح سلطان کو صلح کا دھوکہ دے گیا۔ جب سلطان کے ایلچی ناکام واپس ہوئی تو سلطان نے حلب کا محاصرہ کیا۔ اور تنگ آکر حلبی خواہان صلح ہوئی جو فوراً منظور کی گئی اور حلب و عزاز کا علاقہ ملک صالح کو دیا گیا۔ اس صلح مین قرار پایا کہ مصر۔ شام۔ حلب موصل دشمنون کے مقابلہ مین ایک ہونگے اور ان مین جو کوئی عہدنامہ کے خلاف ورزی کرے گا باقی معاہدین اسکو سزا دینگے۔

سلطان نور الدین کے بعد صلاح الدین کی تمام کوشش جو حلب و موصل کے مقابلہ مین ہوتی رہی اور بعض دفعہ اُسکو تلوار سے بھی جواب دینا پڑا صرف اسی حصول اتحاد کے لیے تھی کہ نور الدین مرحوم کے وقت مین جن ممالک مین اتحاد تھا وہ بدستور قائم ہوا۔ اور وہ کچھ کر دکھایا کہ جس کے لیے آج تک یورپ دانت پیس رہا ہے اس موقعہ پر ہم زمانہ حال کے عیسائی ارادون پر تعجب کرتے ہیں جنکو اخبارون مین حجاز مقدس کے لینے کے لیے رائے زنی کیجاتی ہے اور ان نادان اخبار نویسون کو یہ خیال نہین آتا کہ جب بیت المقدس جو حرمین شریفین سے دو درجہ پر مذہبی وقعت رکھتا ہے اور عیسائیون کی سب سے اول درجہ کی مقدس جگہ ہے سلطان عیسائی تصرف کو نہین دیکھ سکے اور تمام یورپ کے مقابلہ پر ایک مصر کا سلطان نے چند اور صوبون کے امرا کی شمولیت سے بیت المقدس کو جان سے زیادہ عزیز سمجھا تو

کیا آج صلاح الدین سے جارجیند طاقت کا سلطان اور تمام مسلمان بیت الحرام کو عیسایون کے ہاتہہ مین دیکہہ سکین گے ماناکہ صلاح الدین کا ساجوش اور ہمت موجودہ سلطان مین نہین یا وہ مشکلات مین ایسا پہنسا ہوا ہے کہ یورپین پالیسی مین اکثر ڈوب جاتا ہے مگر مسلمان ایسے مشکل وقت مین کسی خاندانی سلطان کا انتظار نہین کرین اور دکہادینگے کہ ضرورت پر ان مین صلاح الدین پیدا ہو سکتے ہین۔ خیر جو کچہ ہوگا آمدم برسر مطلب۔

سلطان صلاح الدین ماہ جمادی الاول ۵۷۳ھ مین لشکر مجاہدین لیکر مصر سے روانہ ہوا اور ماہ مذکور کو عسقلان پہونچ گیا عیسائی صلاح الدین کی چڑہائی کی خبر سُنکر پہلے ہی عسقلان کو خالی کر گئے تہے اسلیے لشکر اسلام عسقلان سے رملہ پہونچا۔

شکست صلاح الدین

چونکہ مسلمانون نے خیال کیا تہا کہ عیسائی اپنی طاقت کو جمع کرنے کے لیے پیچہے ہٹ گئے اور علاقہ چہوڑ گئے ہین اس لیے اطمینان سے فوجین ادہر ادہر انتظام اور تصرف امصار کے لیے گشت کر رہی تہین صلاح الدین کے ساتہہ بہت قلیل فوج تہی۔ اور دریا عبور کر رہی تہی کہ اچانک عیسائی لشکر آپڑا جو سلطانی فوج سے کئی گنا تہا۔ سلطان کو ہٹنا مشکل ہوگیا لڑائی شروع ہوگئی طرفین سے بہت ہی آدمی مارے گئے۔ صلاح الدین کا بہتیجا تقی الدین عمر کا خوبصورت نوجوان بیٹا اور جہاد دیدہ ہوا شہید ہوا۔ آخر مسلمانون کو شکست ہوئی چند بہادر عیسایون نے سلطان پر حملہ کیا ایک جوانمرد عیسائی نے بڑہکر سلطان پر وار کیا سلطان جو جنگی کرتبون اور زور بہادری مین بے نظیر تہا دشمن کی وار سے بال بال بچ گیا اور آپ جو تلوار اٹہائی دشمن کو مارکر ڈہیر کر دیا اور باقی دو ایک کو جو سلطان پر حملہ آور ہوئے تہے سلطان کے ساتہیون نے تہ تیغ کر لیا۔ اور سلطان کو اپنی درمیان لے لیا۔ بہادر سلطان ان جان بازہمراہیون کے پیچہے ہٹنے لگا اور اُسکی ہمت اور شجاعت مین ذرہ فرق نہ آیا جب دشمن قریب پہونچ جاتا تو مڑکر دشمن کو زور آزمائی کے ہاتہہ دکہلاتا اور انکی جمعیت کو توڑکر اور فرصت پاکر کچہ فاصلہ بہاگ جاتا۔ اسیطرح رات تک لڑتا بہڑتا ایک جنگل مین گہس گیا۔ اور دشمن اندہیرے مین منہ تکتا رہ گیا۔ بیابان اور ریگستان مین خوراک اور پانی کے نہ ملنے کے سبب سخت تکلیف اٹہائی سواری اور بار برداری کے جانور بہوک پیاس سے ہلاک ہوگئے۔

یہ حال تو خود سلطان اور اُسکی قلیل فوج کا ہوا۔ باقی لشکر جو متفرق دستون مین گہوم رہا تہا اُن مین

سے اکثر مقتول ہوگیا۔ قیدیوں میں مشہور فقیہہ عیسیٰ ہکاری تھا جو ایک بہادر غازی اور شجاع فاضل مجاہد اور اس کا بھائی ظہیر تھا۔ چونکہ ان جہادی لڑائیوں میں علماء و فضلا کی تقریر و تحریر اور غازیانہ ہمتوں سے اہل اسلام کو کمال درجہ کی مجاہدانہ تحریک ہوتی تھی اس لیے صلاح الدین نے اپنے خدام دین کی رہائی پر کروڑوں روپیہ عیسائیوں کو دیا۔ صرف فقیہہ عیسیٰ کا فدیہ ساٹھ ہزار دینار ادا کیا گیا تھا اور ایسی محبت اور قدردانی کا نتیجہ تھا کہ صلاح الدین کے پسینہ کی جگہہ لوگ خون بہاتے تھے۔

حماۃ اور حارم

اس شکست کے بعد عیسائی دلیر ہوگئے۔ اور شہر حماۃ پر چڑھ گئے حماۃ کا گورنر شہاب الدین حارمی تھا اگرچہ اُس کے پاس فوج قلیل تھی لیکن دل کا مضبوط اور اسلامی تھوڑے سے پورا حصّہ رکھتا تھا مقابلہ پر جم گیا عیسائیوں نے شہر کے کچھ حصہ پر قبضہ کر لیا۔ لیکن مسلمانوں نے چوبیس گھنٹوں کی متواتر لڑائی کے بعد عیسائی فوج کو مار کر شہر سے نکال دیا۔ یہاں سے ناکام ہوکر حارم کو جا گھیرا مگر وہاں سے بھی شکست کھائی۔

ربیع الاول ۵۷۳ھ میں عیسائیوں نے پہلا داغ شکست مٹانے کے لیے چیدہ اور بہادر اور کافی سامان لیکر حماۃ پر چڑھائی کی۔ آبادی کو جلاکر خاک سیاہ کر دیا۔ عورتوں بچوں کو قید کر لیا لوٹ مار کا بازار گرم کر دیا۔ حماۃ کے اسلامی لشکر نے جب یہ داستان سنی تو ان سے رہا نہ گیا گو بہت ہی قلیل تھے مگر "کَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيرَةً" پر اعتقاد رکھکر مقابلہ کفار کے لیے شہر سے نکل پڑے اور سخت جنگ کے بعد میدان جیت لیا۔ ہزاروں کو قید اور قتل اور تمام مال غنیمت واپس لے لیا سلطان تو آئندہ معرکہ کے لیے انتظام کر رہا تھا اور رملہ کی شکست کے انتقام کے لیے فوج کو اور رسد کو فراہم کر رہا تھا اور عیسائی حماۃ کو مجاہدین اسلام ہی بلا مدد سلطان روکتے رہے۔

حماۃ کے مقتول عیسائیوں کے سر اور زندہ قیدی سلطان کے پاس بھیجدیے گئے اور بنظر احتیاط قتل کیے گئے کیونکہ چھوڑنے سے دشمن کی تعداد بڑھتی تھی اور قید رکھنے سے حفاظت کی مشکلات کا سامنا تھا اور امیر المومنین کو قیدیوں کے چھوڑنے اور قتل کرنے کا شرعاً اختیار ہے

جنگ دمشق

چونکہ رملہ کی شکست کے بعد سلطان نے خود کوئی حملہ نہیں کیا تھا۔ سلطان کی اس خاموشی اور یورپ کی تازہ امداد سے عیسائیوں نے دلیر ہوکر دار السلطنت دمشق پر چڑھائی کردی اور فوج کی کمان خود فلسطین کے عیسائی بادشاہ نے

کی قتل عام اور لوٹ مار سے علاقہ دمشق برباد کیا گیا۔ سلطان نے کمکی فوج فرخ شاہ اپنے بھتیجے کی پاس روانہ کی جو دمشق سے نکلکر لڑائی پر تیار ہو گیا۔ فریقین نے شجاعت کے خوب جوہر دکہائے۔ لیکن مسلمان جو جانون سے ہاتھ دہو کر شہادت کی آرزو میں نکلے تہے بازی جیت گئے اور عیسائی بہاگ نکلے دشمن کی لاشون سے میدان بہر گیا اور بڑے بڑے مشہور عیسائی سردار مارے گئے انہیں میں جنرل ہنفری تہا جو بہادری مین ضرب المثل تہا۔

بیت یعقوب

۵۷۴ھ ہجری مین عیسائیون نے بانیاس کے قریب ایک مضبوط اور وسیع عالیشان قلعہ بیت یعقوب کے پاس تعمیر کیا جس سے مسلمانون کو بہت نقصان پہنچنے کا احتمال تہا۔ سلطان نے عیسائیون کو لکہا کہ ساٹھ ہزار دینار لیکر بغیر جنگ و جدل قلعہ گرا دو۔ انہون نے انکار کیا۔ سلطان جنگ کو ٹالنا چاہتا تہا۔ مگر جلد باز عیسائی بادشاہ نے سلطان کی فوج کو جو کمسرٹ کے لیے جا رہی تہی روک لیا۔ سلطان خبر پاتے ہی فوراً امداد کو روانہ ہو گیا عین حالت جنگ مین سلطان پہونچ گیا۔ عیسائیون نے چند متواتر حملون سے مسلمانون کو حواس باختہ کر دیا۔ لیکن سلطان کا استقلال کام کر گیا جون ہی دشمن کا جوش دہیما ہوا سلطانی لشکر نے جو ایک قلعی طور سے گھر رہا تہا مورچون سے نکلکر ایسا سخت حملہ کیا۔ کہ دشمن تاب نہ لاسکا۔ اور بہاگ نکلا عیسائی بادشاہ بالڈون بہ مشکل چند ہمراہیون کے ساتہہ جان بچا کر میدان سے زندہ نکلا باقی تمام کہیت رہے یا قید ہو گئے قیدیون مین ابن ہنیری گورنر رملہ و نابلس اور اسکا بہائی گورنر جہبیل اور طبریہ تہے علاوہ اُس کے اور کئی ایک مشہور اور بہادر جرنل اسیر ہوئے تہے اب مجبوراً شاہ بالڈون کو صلح کرنی پڑی اور سلطان نے بموجب الصلح خیر کے دو سال کے لیے منظور کر لی۔ ابن ہنیری ڈیڑہ لاکہ دینار زر فدیہ دیکر رہا ہوا۔ مگر عیسائی کب عہد و پیمان پر قائم رہتے تہے۔ اب پہر اول انہون نے ہی غدر کیا۔ اور سلطان کو سزا دینی پڑی۔
۵۷۷ھ ہجری مین ملک صالح درد قولنج سے فوت ہو گیا۔ اور مخالف امرا کا ذریعہ مخالفت جاتا رہا۔

جنگ حصن

سلطان نے حصن کو جا گہیرا۔ اور سرنگ لگا کر قلعہ کی فصیل مین شگاف کر دیا اور مسلمان بزور شمشیر قلعہ مین داخل ہو گئے۔ بہت سے عیسائی قتل اور اسیر کیے گئے اور قلعہ کو گرا کر زمین کو ہموار کر دیا کیونکہ قلعہ کے لیے کافی فوج نہ تہی اور اندیشہ تہا کہ کہ عیسائی قبضہ نہ کر لین۔ تمام شام کے عیسائی اس قلعہ کے بچانے کے لیے طبریہ مین جمع ہو رہے تہے۔ مگر سلطان کی چستی نے انکے پہونچنے سے پہلے ہی اس بے نظیر قلعہ کو فتح کر لیا۔ اور عیسائی

کف افسوس ملتے رہ گئے۔
ان فتوحات کے بعد عیسائی قوت توڑ کر سلطان مصر گیا اور دیکھ بھال اور مصر کے انتظام کے بعد شام کو واپس آرہا تھا کہ عیسائیون نے فوج کثیر لیکر کرک پر ڈیرہ ڈالدیے اور رستہ روک لیا مگر اس موقعہ کو صلاح الدین کے بھتیجے فرخ شاہ والی دمشق نے غنیمت سمجھا عیسائی علاقہ پر چڑھ گیا اور بوریہ اور سقیف کو فتح کر لیا۔ اور بیشمار عیسائی قید کر لیے یہ وحشتناک خبر سنکر عیسائی فوج کا کچھ حصہ شام کو گھرون کی خبر لینے چلا گیا۔ اور صلاح الدین دمشق پہنچگیا

بیسان و بیروت کو کب اور بحری لڑائی

صلاح الدین کے بھتیجے نے بیسان فتح کیا اور بیشمار مال غنیمت لوٹ لیا اور فتح کرتے کرتے عکا تک پہنچگیا اور اس اثنا مین جبل کوکب کے پاس عیسائیون کو شکست دی اور بیروت فتح کیا گیا۔ اس جگہ خبر ہو چکی کہ یورپ سے امداد آرہی ہے اسلامی بیڑے نے ہجری مین ۶۷ھ ہجری سپاہی قید ہیے اور اکثر ڈوب گئے سلطانی بیڑہ سمندر مین گشت کر رہا تھا اسلامی بیڑے کا تین سو عیسائی جہازون سے مقابلہ ہو گیا۔ جو یورپ سے سامان جنگ اور مجاہدین لیکر آرہا تھا۔ اسلامی بیڑے نے ایسی آگ بھائی کہ عیسائیون کو شکست ہوئی اکثر مارے گئے یا ڈوب گئے۔ جو بچے قید ہو گئے۔ تمام سامان سلمانون کے ہاتھ لگا۔

طبریہ کا جنگ عظیم

اب سلطانی دا دو دہش شروع ہوئی چھوٹتے ہی کرک اور نابلس کی مضبوط چھاؤنی کو برباد کیا اور علاقہ مین رعب جمادیا۔ اور طبریہ پر حملہ کیا۔ یہ مقام نہایت ضروری اور عیسائی فوجون کا مرکز تھا اس لیے عیسائی بادشاہ فلسطین طبریہ بچانے کے لیے۔ لشکر جرار لیکر آپہونچا۔ سخت گھمسان کا معرکہ ہوا۔ عیسائیون نے کئی دفعہ سلمانون کو مار مار کر پیچھے ہٹادیا۔ مگر آخر صلاح الدین کا بہادرانہ استقلال اور اسکے ہمراہی غازیون کے مجاہدانہ جلال نے میدان جیت لیا۔ عیسائی بھاگ نکلے تیس ہزار قتل اور اسیقدر قید ہوئے اور خود بادشاہ معہ سرداران جلیل القدر کے قید ہو گیا۔ تمام مشہور سردارون مین ایک ریمنڈ والی طرابلس بچا۔ جو پچھلی فوج مین متعین تھا۔ مگر وہ بھی طرابلس پہنچکر اسی غم مین مر گیا۔ یہ لڑائی کوہ حصین کے قریب ہوئی تھی اس لڑائی مین عیسائی نائب و سوار سر سے پاؤن تک لوہے کی زرہون مین ایسے ڈوبے ہوئے تھے کہ سوا آنکھون کے انکے جسم کا اور کوئی حصہ نظر نہ آتا تھا اور کوئی ہتھیار اثر کارگر نہ ہو سکتا تھا اس لیے سلمان پہلے گھوڑے کو قتل کرکے سوار کو زمین پر گرا دیتے تھے اور پھر سوار کو ذبح کر دیتے تھے

اس حصے کوئی قیمتی گھوڑا غنیمت مین نہ ملا۔ جائے غور ہے کہ مسلمان بہادرون کو کس قدر ہمت اور طاقت سے دشمن کو زیر کرنا پڑا۔ گھوڑے اور سوار کے مارنے مین دو چند سے زیادہ زور لگانا پڑا تھا۔ گویا انکو لوہے کے پہاڑ توڑنے پڑے تھے۔ فریقین کی فوج کی تعداد قریبًا مساوی تھی عیسائی جوش کی کوئی انتہا نہ تھی سوداگرون تک نے تجارتی کاروبار چھوڑ کر ہتھیار اٹھا لیے مگر قوم اور مذہب کے سچے خادم صلاح الدین نے مسلمانون کو ایسا جانباز سرفروش بنادیا تھا کہ انکی شجاعت و تہور کے سامنے کوہ ہمین بہی ہیچ معلوم ہوتے تھے عیسائی قیدیون کی اسقدر کثرت اور محافظین کی اسقدر قلت تھی کہ تیس تیس اور چالیس چالیس عیسائی قیدی ایک رسی مین باندہ کر ایک ہی مسلمان سپاہی ہانکتا لیے جاتا تھا۔

فتح کے بعد تمام سلطانی قیدی صلاح الدین کے دربار مین حاضر کیے گئے۔ عیسائی بادشاہ کو سلطان نے اپنے برابر بٹھایا۔ اور نہایت عزت سے پیش آیا۔ یروشلم کا اصلی بادشاہ گو مجذوم اور ناکارہ بالڈون تھا۔ مگر سب کام اسکا بہنوی گوئی نائب السلطنت کے خطاب سے کرتا تھا۔ اور حقیقت مین یہی بادشاہ تھا۔ جنگی اور ملکی کارخانون پر خود مختار رہتا تھا۔ بالڈون صرف بادشاہ تھا اسکو کاروبار سلطنت سے کوئی تعلق نہ تھا۔ گوئی مذکور سلطان کے سامنے کانپ رہا تھا۔ سلطان نے سردپانی پینے کو دیا اس نے رینالڈ کو دینا چاہا مگر سلطان نے روک دیا کیونکہ پانی دینے سے امان لازم ہوجاتی تھی۔ اس رینالڈ نے کئی دفعہ عہد نامون کو توڑا تھا مسکین حاجیون اور سوداگرون کو لوٹا۔ اور مظلوم عورتون اور بچون کو بے رحمی سے قتل کیا تھا۔ حرمین شریفین پر حملہ کرنے کو گیا تھا اور صلاح الدین کے متعینہ دستہ کے ہاتھہ کل ہمراہی کٹوا کر واپس ہوا تھا۔ آنحضرت سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت گستاخانہ اور بیہودہ کلمات بکتا تھا۔ یہہ سنکر سلطان نے قسم کھائی تہی کہ اسکو مین اپنے ہاتھہ سے قتل کرونگا۔ پہر سلطان نے قسم پوری کی اور رینالڈ موذی کو داخل جہنم کیا۔ اور شاہ گوئی اور باقی قیدیون کو دمشق بہیجدیا۔ اتوار کے دن سلطان طبریہ مین داخل ہوا۔ اور ریمنڈ والی طرابلس کی بیگم کو جو مسلمانون کے ہاتھہ آگئی تہی عزت و حرمت کے ساتھہ اس کے خاوند کے پاس طرابلس بہیجدیا۔

اسلام کی اعلی درجہ کی پاکیزگی اور مروت کو ظاہر کیا جسکی مثال اس وقت کو عیسائی دنیا مین نہین ملتی۔

فتح عکا

آخر ربیع الاول ۵۸۳ ہجری کے آخری چارشنبہ کے روز سلطان عکا کو روانہ ہوا۔ یہہ مشہور بندرگاہ یورپ اور ایشیا افریقہ کی منڈی تہی ہر ایک قسم کا تجارتی مال بہرا ہوا تہا۔ اور اپنی مضبوطی اور استحکام کے سبب سے

عرصہ تک اپنا بچاؤ کرسکتا تھا۔ لیکن طبریہ کی فتح سے سلطان کا رعب عیسائیون کے دلون مین بیٹھ گیا اور ایسی ہمت ہاردی کہ دو روز ہی مین امان کی درخواست کردی ۔ سلطان نے اہل شہر کو امان دیدی اور آزادی ساتھ اپنا قیمتی مال اسباب جسقدر لیجا سکین لیجانے کی اجازت دیدی اور سلطان جمعہ کے روز شہر مین داخل ہوا اور یہی پہلا جمعہ ہے جو ساحل بحر کے علاقہ مین پڑھا گیا ۔ عکا وہی تاریخی مقام ہے کہ جہان پر ایک صدی تک مسلمانون کی چھوٹی سی جماعت نے یورپ کے کروسیڈرون کو دو دفعہ شکست فاش دیکر اپنی قومی شجاعت و بسالت کو قائم رکھا تھا اور عرصہ دراز تک عیسائیون کو پاس تک پھٹکنے نہ دیا تھا۔ اور آج اسلامی جلال دیکھتے ہی بغیر ہاتھ دیکھے دکھائے گردن جھکادی ۔

دیگر فتوحات

طبریہ اور عکا کی فتوحات سے عیسائی کمزور ہوگئے ۔ اور سلطان کا شاہی رعب سواحل بحر پر چھا گیا اس سے پہلے جسقدر مسلمانون نے فتوحات کی تہین وہ تاخت تاراج سے زیادہ وقعت نہ رکھتی تہین ۔ اور حقیقت مین پہلی فتح عظمٰے طبریہ کی شمار ہوتی ہے اور دوسری فتح عکا اس چودہ سالہ تاخیر کی وجہ یہ ہے کہ سلطان نورالدین جو سنہ ۵۶۹ ہجری مین فوت ہوا اسکے تمام ممالک محروسہ مین کئی ایک خود سر حاکم بن بیٹھے اصلی وارث ملک صالح تو خورد سال تھا ۔ اسکا چچازاد بھائی والی موصل خاندانی عظمت کے غرور سے صلاح الدین کو نہ مانتا تھا اور امرا اسے نورالدین کو حسد و بخل صلاح الدین سے متفق نہ ہونے دیتا تھا ۔ اسلیے ایک طرف تو صلاح الدین مسلمان امرا و حکام سے لڑتا رہا اور انکو اسلامی جہتہ مین شامل کرنے کی کوشش کرتا رہا ۔ اور دوسری طرف عیسائیون کے دستبرد کو روکتا رہا ۔ اور یہ صلاح الدین ہی تہا کہ دو طرفہ لڑائی سے نہ گہبرایا اور اپنے اخلاص اور حقیقی محبت اسلام سے مسلمان امرا و حکام کی ذاتی اغراض پر غالب آکر خانگی فسادون سے نکل گیا پہر خانگی فتنہ و فساد کے سبب سے صلاح الدین عیسائیون سے کوئی فیصلہ کن جنگ نہ کرسکا اب جو سنہ ۵۸۳ھ مین تمام مسلمان حکام کو اپنے ساتھ ملا لیا ۔ اس لیے دلجمعی کے ساتھ طبریہ کے میدان مین لڑا اور فتح پائی ۔

عکا کی فتح کے بعد سلطان نے اسلامی فوج کو عیسائیون کے مقبوضہ شہرون کے فتح کرنے کے لیے روانہ کیا جس مین سے اکثر تو امن و صلح سے لیے گئے ۔ اور بعض جگہہ کم و بیش مقابلہ ہوا مفتوحہ امصار ذیل مین درج ہین ۔ طبریہ ۔ عکا ۔ یافہ ۔ ناصرہ ۔ قیساریہ ۔ معلیا ۔ اسکندرونہ ۔ زیب ۔ شقیوف ۔ بیتین ۔ ہونین ۔ عور صفوریہ ۔ تولہ ۔ ارعین ۔ نابلس ۔ لجون ۔ اریحا ۔ سنجل ۔ بیرہ ۔ ارسوف ۔ صفا ۔ صرفند ۔ صیدا ۔ بیروت

قلعہ علی الحسن جبیل ۔ نجدل جبل الجلیل مجد الجناب ۔ دار روم ۔ غزہ ۔ تل صافیہ ۔ تل احمر ۔ نظرون ۔ بیت جبیل جبل الخلیل ۔ بیت اللحم ۔ لاب ۔ ریلا ۔ قریا ۔ وغیرہ وغیرہ پر سلطانی قبضہ ہوگیا ۔ ان مین سے قلعہ جبل کی نہایت ہی گران قیمت دینی پڑی جبل کا عیسائی گورنر دمشق مین قید تہا اُس نے سلطان کو کہا کہ مجھکو رہائی بخشی جائے تو مین قلعہ جبل حوالہ کر دونگا سلطان نے قلعہ کی حوالگی اور مسلمان قیدیون کی رہائی کے عوض گورنر مذکور کو رہا کر دیا جس نے آیندہ مسلمانون کو سخت تکلیفین دین ۔ اور بہت مشکلات کا ہی باعث ہوا ۔

اب سلطان عسقلان اور بیت المقدس کی فتح کے فکر مین لگا ۔ عسقلان تو مصر اور شام کے رستہ مین تہا اُس کی فتح بغیر مصر کی آمد و رفت خطرہ سے خالی نہ تہی ۔ اور بیت المقدس کی فتح کا خیال اُسکو نامور نور الدین مرحوم سے ورثہ مین ملا تہا ۔ جہان سے کمال درجہ کی شہرت اور ناموری کے علاوہ ثواب عقبے کا حصول متصور تہا ۔ پہہ پہلے عسقلان کا قبضہ کرنے کے لیے ایک طرف سے سلطان خود اور دوسری طرف سے اُسکا بہائی سیف الدین عادل مصر سے فوجین لے کر آ گیا ۔ ۶ جمادی الاول ۵۸۳ھ ہجری کو اسلامی فوج عسقلان پر جا اُتری ۔ اسیر شاہ گوئی کو ساتہہ لیتا گیا ۔ اور اُسکو کہا کہ اگر عسقلان اور قدس بغیر جنگ ہمارے حوالہ کیے جائین تو تمکو چہوڑ دیا جائے گا ۔ شاہ فرنگ نے عسقلان والون کو لکہا کہ شہر دیدو مگر انہون نے انکار کیا ۔ سلطان نے اس تجویز سے مایوس ہو کر حملہ کا حکم دیا ۔ مگر متواتر حملات سے کچہہ فائدہ نہ نکلا ۔ شاہ فرنگ نے پہر اہل عسقلان کو لکہا کہ قلعہ دیدو اور مجہے چہوٹنے دو مین یورپ سے تازہ کمک منگا کر مسلمانون کو فلسطین سے نکال دونگا ۔ لیکن عسقلان والون نے نہ مانا آخر جب سلطان نے سرنگ لگا کر فصیل قلعہ مین شگاف کر لیا اور مسلمانون نے متواتر حملون کے تار باندہ دی اور کسی طرف سے امداد کی امید نہ رہی تو درخواست صلح کی فیاض اور بہادر سلطان نے اُنکی بہادری کی داد دیکر نرم شرائط پر انکو امان دیدی اور صلح کر لی اور چودہ روز کے محاصرہ کے بعد عسقلان پر سلطان کا قبضہ ہوگیا ۔ اور تمام عیسائی عسقلان سے صحیح و سلامت مع جملہ مال و اسباب کے بیت المقدس کو چلے گئے اور ہر ایک قسم کا سامان جنگی وغیرہ ساتھ لے گئے ۔

ملکی مصلحت کے لحاظ سے سلطان کا یہ نرم سلوک صریح غلط معلوم ہوتا تہا کہ وہ کمزور دشمن کو پہر اپنی پراگندہ طاقت اور متفرق قوت کو جمع کرنے کا موقعہ دے رہا تہا جسکا خمیازہ بہی اُسکو بہگتنا پڑا ۔ مگر سلطان کی عام فیاضی اور احسان و مروت اس قسم کی پولیٹکل غلطی سے اوسکو روک نہ سکی اور عیسائی سلطان سے بہلا بر فائدہ اُٹہا کر امن و امان سے بچکر عیسائیون کے جنگی مرکز مین جمع ہوتے رہے ۔ اس سال

سلطان نے دس ہزار سے زیادہ مسلمان قیدی عیسائیون کے پنجہ سے رہا کرائے۔

بیت المقدس

عسقلان کے بعد اب بیت المقدس کا نمبر آگیا جس پر کمال احتیاط او رتامل اندیشی سے چڑہائی کی گئی۔ اور اس کار خیر مین شامل ہونے کے لیے اُن خاندانی اتابک شاہزادون نے بہی درخواست کی کہ جو ابتک صلاح الدین کے اغراض سے متفق نہین ہوئے تہے مگر صداقت مین بہی ایک ایسا زبردست اور دل ہلا دینے والا اثر ہوتا ہے کہ جو آخر کار سخت سے سخت دلون کو بہی قائل کر لیتا ہے۔ صلاح الدین کے اسلامی خدمات اور بلاغرضانہ فتوحات نے آخر موصل و ربخار کے اتابک امرا کو بہی قائل کر دیا۔ کہ صلاح الدین واقعی مجاہد فی سبیل اللہ ہے۔ اُس کے غزوات محض کفار سے سرزمین شام کو صاف کرنے اور پیغمبرون کی یادگار بیت المقدس کو چہوڑانے کے لیے ہین۔ مسلمانون کا عام مذہبی جوش ہر طرف صلاح الدین کے پاک ارادون کی تائید مین بے تابانہ طور سے لبیک لبیک کہہ رہا ہے۔ پس تمام حکام حملہ بیت المقدس مین شامل ہوگئے۔

بیت المقدس کو مآل اندیش اور مدبر سلطان نے سب سے پیچہے اس لیے رکہا تہا کہ بیت المقدس ایک مذہبی مکان تہا جسکے لینے کے لیے ایک صدی پہلے یورپ نے جانین لڑادی تہین۔ وہان کسی ذریعہ امید وبیم کی ترغیب کی ضرورت نہ تہی ہر ایک عیسائی بیت المقدس کے بچانے کو اپنا اعلی فرض جانتا تہا اور ایسے قومی اور مذہبی جوش سے ہر ایک گورنمنٹ پہلو بچاتی ہے۔ گو صلاح الدین تمام کوشش بیت المقدس کے لیے کر رہا تہا۔ لیکن شروع مین ہی بیت المقدس کے مسئلہ کو چہیڑ کر عیسائی دنیا مین مذہبی جوش کی آگ بہڑکانی خلاف عقل تہی۔

دوسری وجہ تاخیر یہہ تہی کہ عقلمند سلطان نے پہلے امصار و قلعجات واقعہ ساحل بحیرہ شام کیے بعد دیگرے فتح کیا تاکہ ان بندرگاہون کے ذریعہ سے بیرونی امداد کا سلسلہ منقطع ہوجائے اور اسی غرض کے لیے اسلامی بیڑا سمندر مین گشت کرتا رہتا تہا۔ اور جس عیسائی جہاز یا بیڑے کو پاتا تباہ کر دیتا اور سلطان اطمینان کے ساتہ خشکی پر کارروائی کرتا رہا۔

بیت المقدس کا انتظام ایک جلیل القدر متبرک پادری معظم کے ہاتہہ مین تہا جو نفاذ احکام مین بادشاہ سے زیادہ اختیار رکہتا تہا۔ اور اُس کے ساتہہ بالیان ابن بنیرزان گورنر رملہ تہا جو ایک دن کے لیے باجازت سلطان صلاح الدین اپنی بیوی کو ملنے آیا تہا۔ اور خلاف وعدہ یہین رہ گیا تہا۔ ایک لاکہہ

عیسائی تھے جن مین جنگجو سپاہی ساٹھ ہزار بیان کیے گئے تھے تمام مشہور سردار اور جرنل بچ بچا کر اور عیسائی سپاہی اور رعایا بھاگ کر سلطان سے امان پاکر بیت المقدس مین جمع ہو گئے تھے۔ اور سب مرنے مارنے پر تیار تھے اور بیت المقدس پر جان و مال قربان کرنے کو مستعد تھے انھون نے برج و بارہ کو خوب مضبوط کر لیا تھا قلعہ پر منجنیق (کلین) لگا لی تھین۔ تمام مورچے مضبوط کر لیے تھے رسد و سنگ زین کا ذخیرہ مدد کے لیے موجود تھا۔ غرضیکہ عیسائی ہر طرح سے مقابلہ پر آمادہ تھے

اب صلاح الدین کے پاس بھی ہر طرف سے شائقین غزا علما فضلا۔ امرائے وغیرہ ہر ایک قسم کے کامل مفتق لوگ آگئے تھے اور صلاح الدین نے اپنے پاکیزہ اعمال در خالص اسلامی اخوت کا نمونہ دکھا کر تقلید صحابہ کرام کا جوش ہر ایک فرد مین بھر دیا تھا اور خیر القرون کا نقشہ جما کر ہر ایک کو یسارعون فی الخیرات کا شائق بنا دیا تھا علما نے اپنی پرجوش تقریرون سے اَلْجَنَّۃُ تَحْتَ ظِلَالِ السُّیُوْفِ کا یقین واثق کر دیا تھا

تقریر سلطان صلاح الدین

جب بیت المقدس کے قریب پہونچ گئے اور اسلامی ہراول سے عیسایون کا ایک مقابلہ بھی ہو گیا۔ تو سلطان نے ایک عام مجلس منعقد کی اور حمد و صلوٰۃ کے بعد کہا کہ آج ہم ایک ایسی کام کے لیے جمع ہوئے ہین جو موجب برکت و سعادت ہے، یہ وہی بیت المقدس ہے کہ جس کی شان مین خدا تعالیٰ جل شانہ سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰی اسی سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معراج ہوا۔ اور وہ بزرگ پتھر جس پر جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معراج پر جانے کا منہاج بطور یادگار قائم ہے یہین موجود ہے اسی جگہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم براق برق رفتار پر سوار ہو معراج کو تشریف لے گئے۔ اسکا ایک دروازہ باب الرحمۃ ہے یہین ہمارے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تمام انبیا کی امامت کی جبکہ روح الامین بھی ساتھ تھے۔ یہ وہی پاک مسجد ہے جسکی بنا حضرت داؤد علی نبینا و علیہ السلام نے ڈالی تخت سلیمان یہین ہے۔ اسی مین حضرت مریم کا وہ محراب ہے جسکی شان مین خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔" کُلَّمَا دَخَلَ عَلَیْھَا زَکَرِیَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِنْدَھَا رِزْقًا " یہ پیغمبرون کا وطن انبیا کا مولد برکتون کا چشمہ۔ اولیا صلحا کا مسکن علما فضلا کی معدن فرشتون کی زیارتگاہ نیکون اور پرہیزگارون کی پناہ آسمانی نعمتا کا مقام نزول۔ ایمانی مدارج کی ترقی کا ذریعہ حصول ہے اسکا علو شان " اَلَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَہٗ " سے ظاہر ہے۔ اس کی توصیف احاطہ قدرت سے باہر ہے۔ مسلمانون کا پہلا قبلہ یہی ہے حرمین شریفین زاد ہما اللہ شرفاً کے بعد اسکا درجہ تقدیس ہے چونکہ ہمارا نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم وارث الانبیا ہے اسی

استحقاق وراثت سے خدا تعالی نے ظہور اسلام سے چند سال بعد ہی زبردست عیسائی طاقتون کو پامال کرکے فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو اسکا وارث بنا دیا جسنے ایک قطرہ خون تک گرایا اور ایک تنکے تک اٹھایا اور حرمت انصاف تقلید انبیاء علیہم السلام کمال تک پہونچا دیا چارسو اسی سال تک خدا وحدہ لاشریک کی خالص عبادت ہوتی رہی اور زیارت گاہ مومنین و معبد مسلمین بنا رہا جو ہی مسلمانون مین حسد و نفاق عادات رذیلہ کا ظہور اور عقائد و اعمال کا فتور ہوا کفار نے اس پاک مکان کو لے لیا اور کفر و شرک سے ناپاک کردیا۔ اکیانوین برس مین ایک لمحہ بہی خدا واحد کی عبادت نہین ہوئی۔ کفار نے اسکو اپنا تیرتہہ بنا رکہا ہے افسوس صد افسوس کہ مسجد عمر شہید کی جائے اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ واشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ کی جگہہ تثلیث اور بت پرستی کا رواج ہو اور ہم مسلمان دیکہتے رہین خدا کو کیا جواب دینگے اور اسکے رسول کو کیا منہ دکہائین گے خلفاء راشدین کے سامنے کیونکر جائینگے صحابہ کرام کی امانت کی عدم حفاظت کی بازپرس سے کسطرح بچین گے اب اس مقام کا لینا تمہاری عزت و سعادت کا معراج ہے۔ اور اعلاء کلمۃ اللہ کا روشن سراج ہے۔ بزرگون کی روحین جنہون نے اس مقام پر نشان فتح گاڑا تہا۔ اعلی علیین سے نہایت شوق سے دیکہہ رہی ہین کہ تم انکے سعادتمند اخلاف انکی پاک آرزؤن کو کسطرح سے اپنی غازیانہ طاقت اور مجاہدانہ ہمت سے پورا کرتے ہو۔ مین دیکہتا ہون جسطرح سے تمنے فلسطین کے دیگر معرکون مین اسلامی شمشیر کے جوہر دکہا کر کفار کی ایک صدی کی طاقت کے پرخچے اڑا دیے ہین اسیطرح تمہاری تیز تلوارین کفر و شرک کے ناپاک مادہ سے اس مقدس مقام کو صاف کرکے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صادقانہ پیشگوئی کو صحیح کر دکہاوینگے حدیث شریف لا تزال طائفۃ من امتی یقاتلون علی الحق ظاہرین علی من ناواہ حتی تقوم الساعۃ۔ اس پرجوش تقریر کو خاتمہ پر سلطان نے قسم کہا کر کہا کہ جبتک مین بیت المقدس پر اسلامی جہنڈا نصب کرلون نہ ہٹونگا۔ اس تقریر نے سامعین کے دلون کو گرما دیا اور مذہبی جوش سے بہر دیا اور الجہاد الجہاد کی جوشیلی گونج سے زمین و آسمان کو ایک کردیا اور شوق شہادت نے انکو بیتاب کردیا

للمؤلفہ

ہزار بار بمیریم و باز زندہ شویم ہنوز شوق شہادت بیان نتوان کرد

۱۵ رجب سنہ ۵۸۳ ہجری سلطان بیت المقدس کے مغرب کی طرف جا اترا اور عیسائیون کو کہا کہ بغیر کشت و خون کے جسکو وہ ایسے مقدس مقام مین پسند نہ کرتا تہا۔ اطاعت قبول کرلین لیکن فوج کی کثرت اور سامان کی عدت اور قلعہ و فصیل کے استحکام اور پورشیم کے جوشیلے نام نے انکو لڑائی پر آمادہ کیا۔ صلاح الدین مجبورا حملہ اور نقب کی تدابیر کرنے لگا سلطان پانچ روز تک ٹہیرا رہا اور شہر کے اردگرد پہر کر حملہ کا موقعہ تاڑتا رہا جدہر دیکہتا تہا حملہ ناممکن نظر آتا تہا۔ آخر شمالی جانب دروازہ عمودیہ یا گرجا صیہون کے پاس سے ۲۰ رجب کو راتورات منجنیق وغیرہ نصب کرلیں

اور صبح ہوتے ہی قلعہ شکن آلات سے کاروائی شروع ہوئی۔ محصورین نے بہی اندر سے ترکی بہ ترکی جواب دیا اور ہر ایک فریق نے حمیت مذہبی سے قومی لڑائی کا خوب حق ادا کیا۔ عیسائی بہادرون کی جسارت اور جرأت بہت بڑہی ہوئی تہی ہر روز شہ سوار قلعہ سے نکلتے اور کئی ایک کو مار کر واپس چلے جاتے تہے۔

ایک دن مسلمانون نے سخت حملہ کیا اور امیر عزالدین بن مالک جیسا شجاع جنرل شہید ہو گیا جو اپنے مشہور انہ جوش اور اعلی درجہ کی قومی خدمات اور ہمدردی اسلام کے سبب مجاہدین اسلام مین نہایت ہی محبوب تہا۔ بہادر عزالدین کی لاش دیکہہ کر مسلمانون کا انتقامی جوش بڑہ گیا اور یکبارگی ایسا حملہ کیا کہ عیسایون کو مارتے دباتے فصیل قلعہ سے جا چمٹے تیر اندازی اور سنگباری سے اہل قلعہ کے ایسے ہوش بہلا دیے کہ قلعہ والون کو اندر چلنا پہرنا مشکل ہو گیا اور مسلمانون نے خاطر جمعی سے سرنگ لگا کر فصیل کو گرا دیا۔ عیسائی فوج کو مسلمانون کی اس جانبازی اور بے دہڑک دلیری اور حیرتناک کامیابی سے سخت بیدلی کے ساتھ اپنی یقینی ہلاکت کی تصویر نظر آنے لگی اور سوائے امان کے کوئی چارہ نہ دیکہا۔

معززین شہر سلطان کے پاس امان طلب کرنے کے واسطے آئے مگر سلطان نے کہا کہ مین تمہارے ساتہہ وہی سلوک کرونگا جو تم نے ۴۹۲ھ ہجری مین بوقت فتح مسلمانون سے کیا تہا۔ کیونکہ جزاء سیئۃٍ سیئۃٌ مثلہا وکلا ناامید ہو کر واپس چلے گئے تو چالاک بالیان خود حاضر ہوا اور منت سماجت کی رحم کا طالب ہوا۔ مگر سلطان کہ جسکے خیال مین ۴۹۲ھ ہجری کا واقعہ ہائلہ سمایا ہوا تہا اور ستر ہزار بیگناہ مسلمانون کا دریائے خون ابہی اسکے سامنے موجزن تہا کسطرح مان سکتا تہا۔ آخر بالیان نے کہا کہ جب ہم امان سے مایوس ہو گئے تو پہلے پانچہزار مسلمان قیدیون کو قتل کرینگے مسجد اقصے کو گرا دینگے۔ مقدس سنگ صخرہ کو توڑ پہوڑ دینگے تمام مذہبی یادگارون کو مٹا دینگے اپنے بال بچے عیال اطفال مویشی گہوڑے ٹٹو کو ہلاک اور مال و اسباب کو جلا کر خاک کر دینگے تمہارے لوٹنے کے لیے ایک تنکا بہی نہ چہوڑینگے۔ اور پہر جانون سے ہاتہہ دہو کر لڑینگے اور میدان مین مرینگے۔

سلطان کو اگرچہ اپنی فتح کا یقین کامل تہا۔ اور اسلامی شمشیر کے سامنے یہ تمام طراری بیکار نظر آتی تہی لیکن پیغمبرون کے تبرکات اور مقدس نشانات کی بربادی اور مسجد اقصی کی تباہی کا الزام اپنے ذمہ کسطرح لے سکتا تہا۔ جن چیزون کی بچانے کے لیے وہ اسقدر جان توڑ کوشش کر رہا تہا۔ جب وہی نہ رہین تو اس جہاد کا نتیجہ ہی کیا نکلا اور جن مقدس مقامات کی زیارت کے شوق مین مسلمان ایک صدی سے بیتاب ہو رہے تہے جب انکا ہی نشان نہ رہا تو اس تمام جد و جہد سے کیا فائدہ ملا۔ گو اس بربادی کا موجب عیسائی ہوتے لیکن صلاح الدین بہی اس جرم سے بری نہین ہو سکتا تہا۔ اور اسکے لیے فخر و مباہات کا کوئی موقعہ نہ تہا اور یہ واقعہ بہی

واقعات تحت نصر مین شامل کیا جاتا اور فاروقی فاتحانہ ناموری اُس کے نام سے منسوب ہو سکتی۔ علاوہ اسکے پانچ ہزار مسلمانون کی قیمتی جانین دنیا کے خزائن سے بڑھکر تھین اور یہہ نقصان اور الزام سب بھاری تھا سلطان جسکو ایک ایک مسلمان اپنی جان سے عزیز تھا بالیان کی تقریر سُنکر متردد ہو گیا۔
سب سے بڑہکر اللہ جل شانہ کا یہ حکم کہ جب کفار ہتھیار رکھین اور ذلت کے ساتھ جزیہ دینا چاہین تو پھر لڑائی نہ کرین اس صورت مین لڑائی فساد فی الارض اور منافی اصول جہاد تھی صلاح الدین جیسا متشرع اور عامل قرآن سلطان نے اپنے جذبات نفسانی کو احکام رحمانی کے مقابلہ مین ہیچ سمجھ کر بمشورہ امراء۔ علماء فقہا۔ اس شرط پر امان دیدی کہ ہر ایک مرد دس دینار اور ہر ایک عورت پانچ دینار اور ہر ایک بچہ دو دینار ادا کرے اور چالیس روز کی میعاد تک ور جو ادا نکرے۔ وہ مسلمانون کی غلامی مین آجائے گا۔
صرف ایک دروازے داؤدی سے عیسائی مقررہ زر فدیہ دیکر نکلنے لگے۔ جو لوگ زر فدیہ نہین دے سکتے تھے اُن مین سے بالیان نے تیس ہزار دینار دیکر چھوڑا لیے۔ اور سلطان کے فیاض بھائی ملک العادل نے دو ہزار قیدیون کو زر فدیہ اپنی گرہ سے دیکر رہائی دلائی صلاح الدین نے خود اور اُسکے شاہزادون نے بھی اس فیاضانہ مثال کی پیروی کی لیکن اب بھی چودہ ہزار عیسائی رہ گئے ملک عادل نے اپنی خدمات فتح بیت المقدس کے عوض مین ایک ہزار اور عیسائی غلام لیکر آزاد کرائے بطریق اعظم کے سفارش سے سات سو اور بالیان کی سفارش سے پانچسو قیدی رحمدل سلطان نے چھوڑ دیے۔ اسکے بعد نہین کی بہر خاص اپنے نام سے کل بوڑہی معمر عیسائی رہا کر دیے۔ ایک بہت بڑی تعداد عورتون کی سلطان کے تخت کے قریب گئین اور درد ناک چیخین مار مار کر رونے لگین کہ ہمارے خاوند اور بچے قید ہین انکے بغیر ہم بے یار و مددگار رہینگی اور ہماری جلاوطنی کی مصیبتین ناقابل برداشت ہونگی رحیم و کریم سلطان کا دل اسقدر مصیبت زدہ خاندانون پر بھر آیا اُس نے فوراً انکے ماؤن کو پاس اور خاوند جورویون کے پاس بھجدیے معلوم ہوتا ہے کہ یہہ صرف رہائی کے بہانے تھے سلطان فیاض اور نرم دل قیدیون کی رہائی کے لیے موقعہ نکال رہا تھا۔ اور عیسائیون نے جو ۴۹۲ھ ہجری کے فتح کے وقت ستر ہزار بیگناہ مسلمان شیخ و شاب زن و بچے بھیڑون کی طرح ذبح کر کے مسجد عمر مین گھوڑون کے گھٹنے تک خون بہایا تھا۔ اُسکا معاوضہ سلطان اسطرح سے ادا کر کے عیسویت اور اسلام کی رحیمانہ تعلیم کا مقابلہ تاریخ کے کھلے ورقون مین ہمیشہ کے لیے چھوڑنا چاہتا تھا۔
سب سے پہلے بیت المقدس کا لاٹ پادری بطریق اعظم سجد اقصٰے اور تمام گرجاؤن کا قیمتی سامان حضرت مسیح علیہ السلام کی مقدس قبر کے زیورات اور اسباب آرائش جنکی قیمت کو خدا ہی جانتا تھا اس کے علاوہ اپنا تمام ذاتی مال و اسباب جو لاکھون کا تھا لیکر نکلا۔ سلطان سے کہا گیا کہ بطریق کا مال تمام تف پر کوئی حق نہین

صرف ذاتی اسباب لیجانے کا استحقاق رکھتا ہے مگر دیندار سلطان نے کہا کہ مین عہد شکن غدار بننا نہین چاہتا اسسے بہی وہی دس دینار لے لو اور جانے دو اس کے بعد قیدی بادشاہ کے ملکہ اپنی تمام دولت اور بیشمار زر و جواہر بیکر نوابون اور سوارون کے ساتھہ نکلی تو اُس سے بہی وہی پانچ دینار وصول کیے گئے اور جب اُس نے نہایت عاجزانہ طور سے قیدی شوہر کے پاس جانے کی درخواست کی تو رقیق القلب سلطان آنکھون مین آنسون بہر لایا۔ اور جملہ متعلقین اور ملازمین سمیت قلعہ نابلس مین جہان عیسائی بادشاہ قید تہا انعام و اکرام و بکر عزت و حرمت کے ساتھہ بہیجدیا۔

یہہ اسلامی احسان اور مروت مین جسکی نظیر یورپ کی تاریخ مین ہرگز نہین مل سکتی۔ عہدنامہ کے روسے یہ ہزارہا قیدی سلطان کے اختیار مین تہے اگر بقول متعصبین اسلام تلوار سے پہیلا ہے تو اس سے بڑہ کر اور کون موقعہ ہو سکتا تہا عیسائی کئی شکستون کے بعد اب یوروشیلم بہی دے چکے اور آسمانی مدد کے ڈہکوسلے بہی طے ہو چکے اگر اسلام پیش کیا جاتا تو ان مایوس العوف زدہ قیدیون مین سے ہزارون اسلام کو اپنی زندگی کا ذریعہ گردانتے اور جو اسلام قبول کرتے انکو تلوار کے گہاٹ اتار کر ہمیشہ کے لیے اسلامی مخالفت کا مادہ دور کیا جاتا مگر اللہ تعالی کا پاک حکم "لَا اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ قَدْ تَبَیَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَیِّ" اسکے صریح خلاف تہا سلطان جو رضائے مولا اور اتباع نبوی پر مرمٹا ہوا تہا۔ بہلا ایسا کیونکر کر سکتا تہا۔ اُس نے قیدیون کو نہایت عالی ظرفی اور فیاضی کے ساتھہ رخصت کر دیا جسکا خمیازہ بہی آخران احسان فراموش آزاد شدہ عیسائیون سے بہگتنا پڑا۔ مگر سلطان اپنی کریمانہ فطرت اور فیاضانہ طبیعت سے مجبور تہا۔ غرض کہ زمانہ گذر گیا اور گذرتا رہے گا۔ خودغرض یورپ ایسی عدیم النظیر مثال نہ کبہی پیش کر سکا اور نہ کر سکے گا۔ یہہ تمام فیضان علماء اسلام کی محبت کا تہا جن سے حدیث و سیر سننا اور درس لینا اور اخلاق نبوی علیہ الصلوۃ والسلام کا تتبع کرنا اور تقلید صحابہ کرام مین ساعی رہنا جو ہمیشہ اسلامی ترقی کا مدار رہے اور ہمارے پر آشوب زمانہ مین مفقود ہے۔ الغرض نیک نیت سلطان ۲۷ رجب المرجب ۵۸۳ھ ہجری بروز جمعہ عین نماز جمعہ کے وقت شہر مین داخل ہوا یہ وہ مبارک اور متقدس دن تہا جبکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مدارج روحانی طے کرا کر مکہ معظمہ سے بیت المقدس مین دخول اور بیت اقصے سے آسمانی عروج حاصل ہوا تہا اور یہہ رات باعث نزول برکات لیلۃ المعراج عاشقون الہی و عارفان رموز کماہی مین شب وصال سے موسوم تہی اس مطابقت نے صلاح الدین کو مقبول الہی اور محبوب رسالت پناہی ثابت کر دیا اور اُسکی خدمات حسنہ کو محمود اور مساعی جمیلہ کو مسعود بنا دیا سچ ہے۔

بیت

این سعادت بزور بازو نیست ‏ ‏ ‏ تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

عیسائیون نے مسجد اقصےٰ کی ایسی حالت بگاڑ دی تہی کہ اُس مین نماز پڑہنا ممکن نہ تہا۔ عیسائیون نے مسجد کے قدیم محراب کو ایک جدید گرجا مین داخل کر لیا تہا۔ اور محراب کو دیوارون مین غایب کر دیا تہا۔ محراب کے نصف حصہ مین بیت الخلا اور باقی نصف مین غلہ بہر دیا تہا۔ صخرہ مبارک پر سنگ مرمر کا فرش لگا یا گیا تہا۔ تاکہ عیسائی اُس کے ٹکڑے توڑ کر قسطنطنیہ وغیرہ مین نہ بیچ سکین۔ اور پہر اسپر ایک گرجا بنا دیا تہا۔ اور صخرہ کی اصلی ہیئت کو کہود دیا تہا اور اسپر بڑی بڑی تصویرین لٹکا دین۔ اور خنازیر کی تصویرین بنائی تہین۔ قربان گاہ کو برباد کر کے غلیظ اشیا سے بہر دیا تہا۔ قدم مسیح علیہ السلام پر ایسی عمارت بنا دی تہی کہ زیارت کرنی مشکل ہوگئی تہی سنگ مرمر کی گنبر التعداد بت تہاں لگے تہے غرضیکہ ان تمام تبرکیا دگارون کی شکل وصورت بگاڑ و اقعی بت خانہ (مندر) بنا دیا تہا۔ سلطان نے مسجد اقصےٰ کی درستی اور تعمیر اور گلاب سے تطہیر کرا دی صخرہ کا بالائی فرش اکہڑوا دیا اور اُسکا گرجا گرا دیا تصاویر اور بتونکو توڑ دیا دیا۔ صخرہ پر خوب صورت عمارت بنوا دی امام و قاری اور حافظ مقرر کر دیے جنکو گران بہا تنخواہین۔ جاگیرین معافیات دی گئین اور قیمتی قرآن مجید اور خوش خط سپارے رکہوائے گئے۔ ناقوس و گھنٹہ کی جگہہ اللہ اکبر اللہ اکبر کی اذان ہونے لگی ۴ شعبان ۵۸۳ھ کو پہلا جمعہ اس نورانی مسجد مین پڑہا گیا۔ ہر ایک ملک کے علماء و فضلاء مشائخ وصوفیاء جو سلطان کے ساتھ رہتے تہے اُسوقت موجود تہے اور ہر ایک طبقہ کے مسلمان اس جمعہ کی شمولیت کے لیے جمع ہوگئے تہے مسلمانون کے چہرے خوشی سے اور غیر معمولی جوش سے چمکتے نظر آتے تہے سلطان کے خطیب قاضی محی الدین ابو المعالی محمد بن زکی الدین قرشی نے اس فصاحت و بلاغت سے خطبہ پڑہا کہ سامعین کے دلون کو ہلا دیا اور مسجد اقصےٰ کے تاریخی واقعات سُنا کر ہر ایک کو محو حیرت کر دیا اور نماز جمعہ کے بعد زین العابدین ابو الحسن علی بن نجا مشہور واعظ نے اپنی معجز بیانی اور خوش الحانی طلاقت لسانی کے اثر سے حاضرین کو خوف خدا سے رولا دیا۔

سلطان نور الدین محمود رحمۃ اللہ علیہ نے اس واقعہ سے تیئس ۲۳ سال پیشتر مسجد اقصےٰ مین رکہنے اور بعد فتح اسپر خطبہ پڑہے جانے کے لیے ایک عالیشان بیش قیمت منبر بصرف زر کثیر کامل فن صناعون اور کاریگرون کے عرصہ دراز کی محنت اور سعی سے بنوایا تہا۔ اور اُسکو اپنے خزانے مین محفوظ رکہا تہا۔ مگر اسلام کے سچے خادم نور الدین کو موت نے مہلت نہ دی کہ اس آرزو کو پورا کرتا۔ صلاح الدین نے جو باخدا سلطان نور الدین کا روحانی بیٹا تہا۔ بقول ؎ اگر پدر نکند پسر تمام کند۔ ولی اللہ سلطان نور الدین رحمۃ اللہ علیہ کی پیشنگوئی کو صحیح ثابت کر کے حد کمال تک پہونچا دیا اور بعد فتح اُس عدیم النظیر منبر کو مسجد اقصےٰ مین رکہہ کر خطبہ پڑہا اور اپنے آقائے نور الدین کی روح کو خوش کیا۔

لمؤلف

اے صلاح اصلاح است این چنین ۔ کردہ چون نور دین اندر زمین۔
بیت اقدس را مقدس کردہ ۔ خوش نمودی روح خیر المرسلین

سلطان نے جسقدر پیغمبر دین کی یادگارین تہین اور عیسایون کے ہاتھ سے خراب ہو گئین تہین سب درست کردین مسجدین تعمیر کرائین موذن اور امام مقرر کردیے اور اُسکی جملہ ضروریات کو پورا کردیا اور ایک بہت بڑے پیمانے پر شافعی بیت العلوم بنایا۔ اور حضرت صوفیائے کے لیے مہمان خانے اور خانقاہین تعمیر کرائین اور تمام علوم کے لیے مدرسے بنائے عیسائی بیوگان اور یتامی کو زرکثیر دیا۔ اور زخمی و بیمار عیسایون کے لیے شفاخانے بنوائے۔ اور صلاح الدین جیسے فیاض اور الوالعزم و بیدار سلطان سے بیت المقدس کی عظمت اور بزرگی کے شایان جس اہتمام اور سلوک کی امید تہی کی گئی۔ اور جس تقلید مین اسکے نامور خاندان کے جانشینون نے بہی بیت المقدس کے شان شوکت بڑہانے مین کوتاہی نہ کی۔

سلطان نے ستر خطوط اس مبارک فتح کے متعلق اطراف و جوانب کے سلاطین۔ آمرا۔ علما۔ مشائخ۔ صوفیا کے نام عماد کاتب سے لکہوائے اور دربار بغداد کو ایک طویل مراسلہ مین محاربہ اور فتح کے مفصل حالات اور تصرف و تقدیس کے تمام واقعات لکہے اور ہر ایک خط مین اس کامیابی کو محض تائید الٰہی سے منسوب کیا اور اپنے آپ کو ایک بندۂ عاجز و مغلوب ظاہر کیا جو خداپرستی کا نشان تہا۔

تمام ممالک اسلام مین خصوصاً بغداد مین اس مژدہ راحت افزا پر خوشیان منائی گئین اور ہر ایک طرف سے سلطان کو مبارکباد کے خطوط آنے لگے شعرا نے مبارکباد کے قصائد پڑہے جو بجائے خود ایک دفتر عظیم ہین اور عماد کاتب کا طویل قصیدہ اور دیگر شعرا کے قصائد عربی تاریخون اور ادب کی کتابون مین محفوظ ہین ان فضلا کے اعلی مضامین کا ترجمہ کرنا بہی انکے خیالات کا خون کرنا ہے فقیر مؤلف محض جوش محبت سے چند شعر لکہہ کر نذر کرتا ہے اور صلہ خدا تعالی سے خاتمہ بالخیر کا چاہتا ہے۔

از مؤلف

مژدہ باد ای بیت اقدس یافتی عز و علا ۔ از ید سلطان غازی سالک راہ ہدی
در صداقت بوبکر فاروق در انصاف و داد ۔ در حیا عثمان و لی اندر غزا شیر خدا
یادگار خالدی را باز برپا کردہ ست ۔ بوعبیدہ را نمودہ شاد و خرم از غزا
آن نبی محترم ہرچہ نمودہ در حرم ۔ ہمچنان کردہ صلاح الدین با قصی برملا
کہ شادی میکند از حالت ارض قدس ۔ از سما روح الامین گوید ترا صد مرحبا

جای ناقوس و جرس تکبیر گویان رفتہ	بت پرستی رفت و توحید الٰہی شد بجا
جای صخرہ بد تصاویر خنازیر و صنم	وز شکستی ہمگنان را اسے غلام مصطفےٰ
یکصد سے نگذشت ذکر لا الہ ہرگز نشد	سہ بیک اندران سا این غلط رشد سوا
از نفاق مومنین شد اجتماع کافرین	کل مومن اخوۃ را تازہ کردی اے شہا
خانہ داؤد را مثل سلیمان ساختی	اے سلیمان زمان بر تو جہان جملہ فدا
عہد تو چون قرن اولی جامع علم یقین	کفر و بدعت را ربودی دین را دادی ضیا
کردہ کار صحابہ اسے صلاح الدین ولی	من ترا مہدی بگویم یا عمر صاحب لوا
ای صلاح صلاح امت را عجب کردی پدید	حق سلطانی و شاہی خوب تر کردی ادا
یا الٰہی باز سلطان صلاح الدین برار	تا کہ امت را اوہد از دو دولت و شفا

صور پر چڑھائی

سلطان ۲۵ شعبان ۵۸۳ھ ہجری تک بیت المقدس مین رہا اور سعادت روحانی حاصل کرتا رہا۔ اب شہر اور مضبوط مقامات مین صور کا قلعہ عیسایون کے قبضہ مین رہ گیا تھا۔ جسکی فتح کا سلطان کو بہت ہی فکر تھا اس لیے بیت المقدس سے روانہ ہوکر ۹ رمضان ۵۸۳ھ کو صور پہنچگیا اور نہر پر ڈیرے ڈالدیے جہان سے شہر صور نظر آتا تھا۔ جب تمام اسلامی فوج آچکی تو یہان سے چلکر شہر کے قریب ایک اونچے ٹیلے پر جا اترا جہان سے لڑائی کا نظارہ بخوبی کرسکتا تھا۔ اور محاصرہ شروع کیا۔ صور سمندر کے کنارے پر تو تھا ہی اور ایک دو طرف سے پانی اُس کی حفاظت کررہا تھا۔ مرکیس والی صور نے بڑی بڑی گہری خندقین کہودکر اور پانی سے بہرکر صور کو پانی کے درمیان جزیرہ بنادیا جسکے قریب پہنچنا مشکل تھا۔ سلطان نے ہرچند تمام قلعہ شکن آلات اور کلون سے کام لیا مگر فائدہ نہ ہوا۔ اسلامی لشکر نے وقت تقسیم کرلیا تھا ہر ایک فوج باری باری سے ہمت و شجاعت کے جوہر دکہاتی تہی صلاح الدین کا خاندان بڑہ بڑہ کر جانبازیان دکہاتا مثلاً شاہزادہ افضل اور ظاہر غازی اور سلطان کا بہائی الملک العادل بن ایوب اور سلطان کا بہادر بھتیجا تقی الدین وغیرہ اس معرکہ کی جان تہے اور یہی حال دیگر سرداران لشکر کا تہا۔ فرنگی بیڑے نے مسلمانون کو سخت تنگ کردیا کیونکہ ایک طرف سے قلعہ والے آگ برسا رہے تہے دوسری طرف سے عیسائی بیڑا طوفان ڈہاتا تھا۔ جگہہ اور مکان کی تنگی کے سبب عیسایون کا کوئی نشانہ خطا نہ جاتا تھا۔ مسلمان برابر گرتے اور مرتے تہے۔ اس لیے فصیل تک پہونچنا مشکل ہوگیا۔ سلطان نے مصری جہازون کو جو عکا مین مقیم تہے صور بلا لیا اس اسلامی

بیڑے نے عیسائی بیڑے کا ناکہ بند کر دیا اور مسلمانون پر حملہ کرنے سے روک دیا اسوقت محاصرین کو اطمینان سے لڑنے کا موقعہ ملا۔ اور عیسائیون کا قافیہ تنگ کر دیا اور قریب تہا کہ ایک دو حملہ مین شہر فتح ہو جاتا۔ لیکن ناگہان ایسا واقعہ پیش آیا جس سے معاملہ بگڑ گیا مسلمانون کے پانچ جہاز خلیج صور کے مقابل عیسائیون کی آمد و رفت روکنے کے لیے متعین تہے ایک دفعہ رات رات بہر پہرہ دیتے رہے صبح صادق کے وقت اطمینان سے سو گئے کہ ناگہان مخالف کے جہازون نے آکر گہیر لیا۔ اور قتل کرنا شروع کیا کچہہ مارے گئے اور کچہہ قید ہو گئے۔ اور کچہ ڈوب گئے۔ چند تیر کر بچ گئے سلطان نے دیکہا کہ باقی جہازون کی تعداد اسقدر نہین کہ مخالف کا مقابلہ کر سکے اسلیے اس شکست یافتہ بیڑے کو بیروت جانے کا حکم دیدیا مگر عیسائیون نے تعاقب نہ چہوڑا جہازی مسلمان یہ حالت دیکہہ کر خشکی پر اتر پڑے اور بچ گئے۔ اور جہازون کو سلطان نے توڑ کر نکما کر دیا۔ اور صور پر خشکی کی طرف سے لڑائی کا زور ڈالا مگر جگہہ کی تنگی کے سبب سے مسلمان دل کہولکر لڑ سکتے نہ حملہ کر سکتے تہے۔

ایک دن عصر کے وقت بہادر عیسائی شہر سے نکلکر لڑے اور دونون فریق کمال بہادری سے لڑے اور غروب آفتاب تک کٹتے مرتے رہے ایک عیسائی بہادر شہسوار کمال درجہ کا تہور دکہا کر مسلمانون پر حملہ آور ہوا اور بہتون کو مار کر قید ہوا۔ اور اسطرح کئی روز تک لڑائی ہوتی رہی سلطان اسقدر طول محاصرہ کو دیکہکر فتح سے مایوس ہو گیا۔ اور آخر شوال ۵۸۳ھ ہجری کو محاصرہ چہوڑ کر صور سے عکا کو چلا گیا۔

یہ ناکامی بقول مورخین سلطان کو اپنی بے احتیاطی کے سبب سے حاصل ہوئی سلطان جب کسی شہر اور قلعہ کو فتح کرتا اور اُسکے عیسائی باشندون اور فوجی اشخاص کو امان دیدیتا۔ چنانچہ عسقلان۔ عکا۔ بیت المقدس وغیرہ کے جنگی اور ملکی عہدہ دار اور سپاہی تاجر اور مہاجر وغیرہ ہر ایک قسم کے عیسائی تمام زر و مال اور سامان جنگ لیکر صور مین پناہ گزین تہے اور حفاظت صور پر رقم کثیر خرچ کی گئی تہی اور جزائر بحیرہ روم کے عیسائیون سے مدد مانگی تہی اور یورپ مین بہی بیت المقدس کے ماتمی گرم جوش پہونچکر آسمان کو سر پر اٹہا رہے تہے جنہون نے مدد دینا منظور کیا اور لکہا تہا کہ صور پہونچنے تک صور کی پوری حفاظت کیجائے تاکہ سر زمین شام کے عیسائیون کی دار الہجرت قائم رہے اسی وجہ سے اہل صور کی ہمت بڑہ گئی تہی اور مقابلہ سخت کرنے لگے تہے اور یہی صور آیندہ ناسور بن گیا۔

سلطان نے عکا پہونچکر فوج کو اپنے اپنے وطن جانے کی رخصت دیدی تاکہ جاڑے کے دن گہرون مین گذار کر موسم بہار مین واپس آئین۔ مصری۔ شامی۔ موصلی۔ عراقی۔ عربی۔ فوجین اپنے گہرون کو چلی گئین۔ اور شیر دل سلطان کے ساتہ صرف فوج خاصہ رہ گئی۔

بوقت محاصرۂ صور ہونین کو فتح کیا گیا تھا۔ چونکہ سلطان سے نکمان بیٹھنا مشکل تھا۔ اب ماہ محرم ۵۸۴ھ ہجری کو سلطان اپنی قلیل فوج کے ساتھ قلعہ کرک پر حملہ آور ہوا۔ یہہ پہاڑی قلعہ اردن کے قریب تھا اور مسافرون کا رستہ بند کر رکھا تھا ہمیشہ ڈاکہ زنی سے تجار اور حجاج کے لیے ایک مصیبت تھی۔ سلطان کا خیال تھا کہ قلعہ مین فوج قلیل ہوگی اور فتح آسانی سے ہوگی لیکن کرک پہونچ کر دیکھا کہ قلعہ اونچے پہاڑ پر مضبوط جگہہ واقع ہے ہر چند کوشش کی گئی مگر فتح میسر نہ ہوئی۔ اس لیے سلطان بہت تھوڑی فوج محاصرے پر چھوڑ کر خود دمشق کو چلا گیا۔ اور جمع آوری کے احکام جاری کئے۔ چونکہ شام کے مغربی اور جنوبی حصہ کو فتح کر چکا تھا اسلیے اب شمال کی طرف رخ کیا۔ دمشق سے حمص پہنچا اور عیسائی علاقہ کو تہ وبالا کرتا ہوا طرابلس گیا۔ اور وہان سے حصن اکراد کو چلا تاکہ عماد الدین والے موصل اور مظفر الدین والی حلب کا استقبال کرے جو کہ جہاد کے عزم سے آرہے تھے۔ نہر عاصی پر مجاہدین کا ملاپ ہوا۔ اور اسی جگہہ قبائل عرب کے مجاہدین بھی پہونچ گئے۔ حصن الاکراد کے ارد گرد کے قلعہ فتح کرتا رہا۔ اور اپنے بیٹون شہزادہ ملک ظاہر اور ملک مظفر کو انطاکیہ کے قریب حاضر رہنیکا حکم دیا تاکہ دشمن کو حملہ کرنے کا موقعہ دین۔ ماہ ربیع الاول سطرح گذر گیا۔ ۴ جمادی الاول ۵۸۴ھ کو انطرسوس کو جا گھیرا اور اسکو فتح کر کے جبلہ کی طرف بڑھا شہر پر تو قبضہ ہوگیا۔ مگر اہل قلعہ نے مقابلہ کیا۔ اور ۱۹ ماہ مذکور کو عاجز آکر قلعہ حوالہ سلطان کر دیا۔ ۲ جمادی الاول کو لاذقیہ کو چلا یہہ تین پہاڑی قلعہ تھے۔ عیسائی قلعہ بند ہوگئے مگر مسلمانون نے سرنگ لگا کر قلعہ کی جڑون کو اکھاڑ ڈالا جس سے قلعہ والون نے تنگ ہوکر تین دن کے بعد امان لے کر قلعہ دیدیا۔ اور جزیہ دینا قبول کر کے بدستور سابق آزادی کے ساتھ لاذقیہ کے سرسبز اور شاداب اور فرحت افزا دلکشا شہر مین رہنے لگے۔ اس خوبصورت اور آباد عالی شان شہر اور اسکے بندر کو دیکھہ کر سلطان نے خدا تعالیٰ کی عنایات کا ایک ادنیٰ مخلوق کی طرح شکریہ ادا کیا۔

سلطان نور الدین کی وفات کے بعد کچھہ تفرقہ اور فساد مسلمانون مین پیدا ہوگیا۔ اسی سے شام کے عیسائی منہ اوریان کرنے لگے اور چند ایک کامیابیون خصوصاً صلاح الدین کو عسقلان کی شکست دینے سے انکو قوی یقین ہوگیا تھا کہ مسلمانون کو ایک ایک کر مار لینگے۔ اور یورپ کو بھی امید بندھہ گئی تھی کہ شامی عیسائی بلا مدد اپنے آپ کو سنبھال ہی نہین لینگے بلکہ اسلامی سلطنت کے متفرق اجزا کو جلدی ہی تباہ کر سکینگے مگر طبریہ کے نزدیک حطین کی شکست نے عیسائیون کو چونکا دیا۔ اور یورپ مین واویلا مچانی شروع ہوگئی۔ مگر جب بیت المقدس بھی چھین گیا تو شیون و بکا کی کوئی انتہا نہ رہی کئی ایک بزرگ اور عیسائی یورپ پہنچ اور ہر ایک قسم کی طبعزاد فسانون سے عیسائیون کو بھڑکایا۔ اور قبر مسیح علیہ السلام کے چھوڑانے کی ترغیب تیر ہری متعلق

ان دنون ایک بردست سلطنت تہی اور شام کے قریب تہی مسلمانان افریقیہ پر اپنی تلوارین چلا کر جہادی جوہر مین شہرۂ آفاق تہے اس لیے سب سے پہلے انہین کے ساتہہ جہاز پہنچے اور سسلی کے امیر البحر نے سلطان صلاح الدین کی خدمت مین حاضر ہوکر کہا کہ جو کچہ آپنے عیسائیون کے ساتہہ کیا وہ کر چکے اب وہ تمام مفتوحہ ملک واپس دیجیے ورنہ سمندر کی طرف سے اسقدر یورپ سے فوجین آئیں گی کہ آپکو پیچہا چہوڑانا مشکل ہوجائے گا بدیں قبر مسیح کی حفاظت کسی غیر مسیحی قوم کے ہاتہہ دیکہہ نہین سکتا۔ ورنہ بیت المقدس کو کہو سکتی ہے مشہور سلطان ان گیدڑ بہبکیون کب آنیوالا تہا جواب مین "حَسْبِیَ اللّٰهُ نِعْمَ الْوَکِیْلُ نِعْمَ الْمَوْلیٰ وَنِعْمَ النَّصِیْر" پڑہکر کہا کہ یورپ کو وہی مزہ چکہایا جائے گا جو انکے اور بہائی چکہہ چکے ہین۔

یہ جواب دندان شکن سُنکر امیر البحر چلا گیا۔ اور جان لیا کہ یہان دال نہین گلتی اور سطرح فتحکا سہرہ سر نہین باندہ سکتا۔ اور بغیر امداد یورپ ساحل شام پر قدم نہین جما سکتا اس لیے صور کو جو عیسائیون کے قبضہ مین تہا۔ چلا گیا۔ اور فرانس و انگلستان کے باہمی نزاع کے سبب سلطان کو فرصت ملگئی اور شمالی ساحل کے علاقہ کے فتح کرنے کو درپے اطمینان سے ہوگیا۔ انطاکیہ جواب تک سلطانی حملات سے بچا ہوا تہا اُس کیطرف متوجہ ہوا اور اس کے متعلقہ علاقہ کو سر کرنے لگا۔ انطاکیہ کے سر پر شہزادہ افضل ظاہر غازی بیٹہے ہوئے تہے کہ والی انطاکیہ نے سر اُٹہایا نہین کہ کوئی شہباز کی طرح دبوچہ نہین۔ سلطان بلاد و امصار واقعہ انطاکیہ کو بلا مزاحمت فتح کرنے لگا جہان کہین فتح مین دیر واقع ہوئی وہ صرف وہان کے مقامی مشکلات سے پیدا ہوئی۔ بلند پہاڑی مضبوط قلعون تک پہونچنا مشکل ہوتا تہا۔

فتح قلعہ صیہون

۲۷ جمادی الاول ۵۸۴ھ کو سلطان لاذقیہ سے صیہون کو روانہ ہوا۔ یہہ قلعہ ایک بلند پہاڑ کی چوٹی پر آسمان سے باتین کر رہا تہا۔ اسکے گرد ایک نہایت عمیق کہائی ایک سو بیس گز چوڑی پانی سے لبریز تہی قلعہ کے گرد پانچ پختہ فصیلین کمال مستحکم بنی ہوئی تہین۔ قلعہ کا فتح ہونا مشکل نظر آتا تہا۔ صلاح الدین قلعہ کے متصل پہاڑ پر جا اترا منجنیقین کلین لگا دین مگر فایدہ نہ ہوا۔ سلطان نے اپنے بیٹے ظاہر غازی والی حلب کو بلا بہیجا جسکی فوج ان دنون مین قلعہ شکنی مین نہایت مشاق اور شہرۂ آفاق تہی حلب کا لشکر ایک تنگ مکان مین اُترا۔ اور کلین لگا دین۔ عیسائی بہادر بس قلعہ سے نکلکر لڑتے اور حق شجاعت ادا کرتے تہے۔ ایکدن سلطان نے فوج کی کمان خود لی اور لشکر اللہ اکبر کے نعرے مار کر پہاڑ کی ایک چوٹی پر قابض ہوگیا۔ اور تہوڑی دن کی آڑ مین لیٹ لیٹ کر قلعہ والون کے نشانون سے بچتا ہوا یہ مسلمان اور

اسی طرح جانون پر کھیل کر فصیل سے جا چمٹے اور کٹتے مرتے سیڑھیان لگا کر فصیل پر چڑھ گئے اسطرح تمام فصیلون پر تصرف کر لیا۔ اور تمام گودام اور اسباب لے لیا۔ عیسائی قلعہ آرک مین محصور ہوگئے اور بہادرانہ طور سے لڑے مگر ناکے تنگ آگئے اور امان کے طالب ہوئے۔ سلطان نے جن شرائط پر بیت المقدس والون کو امان دی تہی۔ انہین شرائط پر امان دیدی سلطان کا قبضہ ہو گیا۔ اور عیسائی صحیح سلامت چلے گئے اور یہہ سلامتی جان ومال اسلام کے فیاضانہ احکام کی بدولت تہی جو سلطان کو بصورت خواہش امان تلوار اٹہانے سے روکتی تہی صفت رحم جو قرآن کی ابتدائی تعلیم (بسم اللہ الرحمن الرحیم) سے ہی شروع ہوتی ہے صلاح الدین جیسے متخلق باخلاق اللہ خلیفہ رسول مقبول کو جنگجو مگر شکستہ کمر بے یار و مددگار دشمن پر مہربان کرتے تہے۔ سلطان نے قلعہ کا حاکم امیر ناصر الدین کو مقرر کیا۔ اور قلعہ کو سابق سے بہی زیادہ مستحکم کر دیا۔

دیگر قلعے

فتح صیہون کے بعد۔ بلاطنوس۔ عید۔ جماہرین۔ پر قبضہ جماتا ہوا قلعہ بکاس مین پہونچا جہان کی فوج قلعہ شغر مین چلی گئی تا کہ دونون جگہہ کی فوج ملکر ایک مضبوط مقابلہ سے شغر کو بچا سکین یہہ قلعہ بہت اونچا تہا اور وہان تک پہنچنا مشکل تہا۔ مگر چونکہ سلطانی علاقہ شام کا آسان اور کم مسافت رستہ پر یہہ دونون قلعے تہے انکا سر کرنا ضروری تہا۔ آخر قلعہ شکن آلات لگائے گئے مگر باہر سے ایک پتہر بہی اندر نہ جا سکتا تہا اور مسلمان حیران تہے کہ سلطان صلاح الدین معہ سرداران فوج قلعہ کی فتح کی تجاویز سوچ رہا تہا۔ کہ کسی نے کہا یہ وہ قلعہ ہے جسکے حق مین خدا فرماتا ہے " فَمَا اسْطَاعُوا أَن يَظْهَرُوهُ وَمَا اسْتَطَاعُوا لَهُ نَقْبًا " فاضل سلطان نے فوراً جواب دیا کہ " أَوْ يَأْتِيَ اللَّهُ بِنَصْرٍ مِّنْ عِندِهِ وَفَتْحٍ " سلطان کی یہ کرامت سمجہو یا نور فراست ابہی یہہ بات ختم نہ ہونے پائی تہی کہ ایک عیسائی نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ تین دن تک انتظار کرین یا قلعہ تسلیم کرا دونگا۔ یا خود چلا جاؤنگا۔ سلطان سے اپنی اور اپنے متعلقین کی جان ومال کی امان لے کر واپس گیا اور تین روز کے بعد قلعہ حوالہ سلطان کر دیا۔ اس واقعہ کی اصل یہہ تہی کہ قلعہ والے اگرچہ مدت تک مقابلہ کر سکتے تہے لیکن سلطانی سبب بن گئے اور والی انطاکیہ کو مدد کے لیے لکہا کہ اگر تین دن تک کمکی فوج نہ آئی تو قلعہ حوالہ سلطان کیا جائے گا عیسائی مذکور نے اسی واسطے تین دن کی میعاد رکہی تہی کہ اگر انطاکیہ سے مدد آگئی تو خیر ورنہ میری جان تو بچ جائے گی نفسانیت سے کوئی قوم خالی نہین یہ قومی ہمدردی کی لن ترانیان وقت پر سب بہول جاتی ہین اور نفسی نفسی کی صدائین دینے لگتے ہین۔ اس قلعہ پر سلطان نے قلیچ نامی جنرل کو مقرر کیا۔

سلطان کے بیٹے ظاہر غازی نے سرمینہ کو بزور شمشیر فتح کیا۔ یہہ تمام قلعے ۲ ماہ مین فتح ہوئے اور سب سے

مسلمان قیدی رہا کرا کر انعام واکرام دیکر گہرون کو روانہ کیئے گئے۔

قلعہ برزیہ

سلطان قلعہ ششغر سے قلعہ برزیہ کو روانہ ہوا جو افامیہ کے مقابل ایک بلند پہاڑ پر واقع تہا دونون کے درمیان ایک جہیل تہی جسمین بارش اور کوہ برزیہ کے قدرتی چشمون اور آبشارون کا پانی آکر جمع ہوا کرتا تہا۔ اسکی شمالی اور جنوبی جانب کو ہسقدر اونچے پہاڑ تہے کہ ادہر سے چڑہنا اور گذرنا ممکن ہی نہ تہا۔ مشرق کی طرف سے تنگ رستہ تہا جہان اہل قلعہ دست بشمشیر تیار بیٹھے تہے۔ مغربی طرف وادی تہی جہان اگرچہ کوہستانی سلسلہ موجود تہا مگر سوا اسکے اور کسی طرف سے حملہ کا امکان نہ تہا اسلیے اسی طرف سے حملہ کیا گیا اور کلین نصب کی گئین۔

اسی لڑائی مین ابن اثیر مشہور مورخ ثواب جہاد کے لیے شریک جہاد تہا صلاح الدین کے قومی جوش کا اس سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ مورخ بہی لڑائیون مین حصہ لیتے تہے جنگی شرکت قومی کامون مین نہایت ضروری تہی ان لوگون کو تندادی کی طبائع پر بہت کچھ پڑ سکتا ہے افسوس کہ چند صدیون سے سلاطین اسلام کی غفلت یا علمار کی کم ہمتی سے یہہ مفید گروہ صرف کتاب کا کیڑا بن گیا یا بنا یا گیا اور انکی طبائع پر وہمن وجبن یہانتک طاری ہوگیا کہ عورات بلکہ عورات سے زیادہ بزدل شمار ہونے لگا اور عموماً عزلت وخلوت شیوہ اور قبول صدقات کو بیشہ سمجہنے لگے اور اپنی حفاظت کے قابل بہی نرہے۔ جیسا کہ تیمور کا سلوک مشہور ہے کہ لشکر کے پیچہے عورتون کو اور عورتون کے پیچہے علمار کو رکہا کرتا تہا۔ مگر اس مین سلاطین زمان کی ذاتی تعیش اور شرعی نفرت کا زیادہ قصور ہے کہ وہ علمار کو اپنی نفسانی اغراض کے حصول مین سدراہ جانتے تہے۔ اور عیاش اور غیر متشرع خلیع العذار اشخاص کو ندیم ومشیر بناتے تہے۔

تاریخ صاف بتا رہی ہے کہ حضرت علمار وصوفیار وصلحا کے وجود باجود سے ہر ایک زمانہ حوادث مین امت محمدی علیہ الصلوۃ والسلام کو بہت کچہہ کامیابی حاصل ہوئی ہے زمانہ حال مین جہان جہان اسلامی چراغ ٹمٹما رہے ہین وہان اس پاک گروہ کی روحانی تاثیر سے کبہی کبہی قومی جوش کی لہر نظر آجاتی ہے ورنہ حریص مخالفون کو درمقصود ہاتہہ مین لانے سے روکتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ چالاک مخالفین اسلام کا جہان جہان بس چلتا ہے اس گروہ کی تائید کرنے مین کوئی حکمت عملی اُٹہا نہین رکہتے خیر یہہ ہمارا رونا بطور جملہ معترضہ تہا آمدم برسر مطلب سلطان نے جب دیکہا کہ منجنیقون سے قلعہ والون کا کچہ نقصان نہین ہوتا تو عام حملہ کیلیئے فوج کے تین حصے کیئے پہلا حصہ ردوبدل کرتا حب حملہ سے تنگ ہوجاتا تو دوسرا حصہ ہاتہہ بٹاتا اسطرح تیسرا حصہ کام

کرتا اور اسطرح ہر ایک حصہ کو آرام ملجاتا۔ اور اسطرح کئی روز لڑائی کا زور رہا۔ ایک دن ۲۷ جمادی الاخرہ کو ایک حصہ فوج ارڈویزن انے قلعہ پر حملہ کیا اور عیسائی بھی قلعہ سے نکلکر بہادرانہ طور سے بڑہے مگر مسلمان ڈالون کی آڑمین تیر برساتے بڑہے چلے گئے اور پہاڑ تک جا پہنچے مگر پہاڑی چڑہائی اور قلعہ کی اونچائی اور مخالفون کی تیر باری اور سنگ غلطانی نے سو ہا سیکڑون کی شہادت کر کوئی فائدہ نہ دیا۔ اس حصہ کی ارسل و ماندگی دیکھکر دوسرا حصہ بڑہا جسکی کمان خود سلطان کرماتہ تہی سلطان صفون مین گہومتا تہا اور جنگی جوش کو ابہارتا اور جہاد کے فضائل بیان کرتا۔ **المؤلفہ**

شہید یکہ جان در رہش میدہد ٭ بحشر بسر تاج عشرت نہد
نمرد انکہ در راہ حق جان بداد ٭ بفردوس اعلیٰ قدم درنہاد
سعادت کسی رہست کو در بشر ٭ عدو را شمارد یکے ہیچ مرد
خلود جنان از جہاد آمدہ ٭ ازین در رضائی خدا آمدہ
گناہان شوند شستہ از آب تیغ ٭ چو آرایش گلبن از ابر میغ
چو رفتن ضرورست زین راہ گذر ٭ ہمان بہ کہ میری بہ تیغ و تبر

سلطان کی اس غازیانہ صدا نے مسلمانون کو شوق شہادت سے بیتاب کردیا اور دوسری ڈویزن کے تہکتے ہی تمام فوج نے حملہ کردیا جسکا مقابلہ عیسائی محصورین نے کمال درجہ کی جان فروشی سے کیا۔ لیکن اسلامی سیلاب کو نہ روک سکے اور مسلمان بزور شمشیر عیسائیون تک پہونچ گئے اور عیسائی قلعہ مین لوٹ گئے۔ جنکے ساتھ ہی چند بہادر مسلمان گہس گئے! ور مشرقی جانب سے بھی مسلمان فصیل پر چڑہ گئے اور قلعہ فتح کرلیا عیسائی قلعہ ارک مین محصور ہوگئے مسلمان سرنگ لگانے لگے عیسائیون کے پاس جسقدر مسلمان قیدی تہے انکو رسون اور لکڑیون سے باندہ کر قلعہ پر سے دکہلا دیا کہ اگر تم قلعہ اڑاؤ گے یا ہمکو کوئی نقصان پہنچاؤگے تو اسقدر مسلمانون کو آگ مین بہون ڈالین گے۔ واقعی یہہ نظارہ نہایت ہولناک تہا خصوصًا قیدیون کے پاس حرمان اور ہمت و حوصلہ کی فقدان اور انکے استقلال ایمان کے امتحان کا سخت نازک موقعہ تہا مگر ان عاشقان اسلام نے جونہی ان بیرونی موحدین محاصرین کا آوازۂ تکبیر سُنا وہین قید کی حالت مین اللہ اکبر کی مہیب گونج سے قلعہ کی در و دیوار کو ہلا دیا اور ثابت کردیا کہ سچے مسلمان اخیر دم تک بہی قوم کی بہبودی اور بہتری کا خیال نہین چہوڑتے قوم کی جان فروشی اور امت محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بہتری کے واسطے قربان ہونا سچے مسلمانون کے نزدیک کوئی بڑی بات نہین ہے اس پاک گروہ کی خلوص نے اپنا اثر دکہایا اور قلعہ والون نے ان قیدیون کی بیخوف و خطر قربانی سے سمجھ لیا کہ ان کی موت ہماری اور متعینین

زیادہ ہونگی۔ اس لیے ڈر کر ہتہیار ڈالدیے اور قلعہ حوالہ سلطان کردیا۔ حاکم قلعہ جو گورنر انطاکیہ کا ہمزلف تھا۔
کبھی سلطان سے اتحاد رکھتا تھا۔ اُسکی سفارش سے عیسائی قیدی چھوڑ دیے گئے۔
قیدیون مین والی انطاکیہ کی بیوی اور بیٹی بہی تہی جنکا قابو رکھنا پولیٹیکل خیال سے نہایت مفید تھا۔ اور غالباً
انہین قیدیون کی وجہ سے انطاکیہ فتح یا کم سے کم زر کثیر ادا کرتا۔ لیکن سلطان کو شاہی خاندان کی
مستورات کو ستانا۔ اور عورتون کو اپنی فتوحات کا موجب بنانا اسلامی ننگ و ناموس کے خلاف اور اپنی
سچی بہادرانہ شرافت کی منافی دکھادیتا تھا۔ اس لیے ان شاہی قیدیون کو معہ انکے متعلقین کے عزت و حرمت
کے ساتھ انطاکیہ کو روانہ کردیا۔

فتح دربساک

سلطان یہان سے فارغ ہوکر ماہ رجب کو دربساک پہونچا۔ یہان فرنگیون کا میگزین وغیرہ اڑی وقتون کے
لیے جمع رہتا تھا۔ اس لیے اُس کی فتح ضروری تہی۔ سلطان نے محاصرہ کیا اور دو روز کی سخت لڑائی کے بعد
مدد سے مایوس ہوکر بشرط امان قلعہ حوالے سلطان کیا گیا۔

فتح بغراس

اس کے بعد سلطان نے قلعہ بغراس کی فتح کا ارادہ کیا۔ امرائے لشکر مین اختلاف رائے ہوگیا بعض کہتے
تہے کہ چونکہ یہ عالیشان قلعہ انطاکیہ کے قریب ہے اس لیے ہمین انطاکیہ کی فوج کے روکنے اور ناکہ بندی کرنے
کے لیے بہت سی فوج درکار ہوگی باقی قلیل فوج سے اس عالی شان قلعہ کا محاصرہ نہین ہوسکیگا۔ دیندار
سلطان نے استخارہ کیا بشارت فتح کا اشارہ ہوا اسلیے شیر دل سلطان نے اپنی فوج کا حصہ کثیر انطاکیہ کے
مقابل متقرر کیا جن بہادرون نے صرف فوج انطاکیہ کو ہی نرد کا بلکہ علاقہ انطاکیہ اور مضافات مین شوکت
سلطانی اور شمشیر اسلامی کا سکہ بٹہلادیا۔ بہادر سلطان نے عون آلہی پر بہروسہ کرکے قلیل فوج کے
ساتھ اس ناممکن الفتح قلعہ کا محاصرہ کیا۔ اگرچہ آمد فوج کی جمعیت بہت ہی تہوڑی تہی مگر انکا کمانیر وہ جوانمرد
تہا کہ جسکی مجاہدانہ نگاہ مین ہر ایک مشکل آسان تہی قلت فوج کا معاوضہ اس کی الوالعزمی کردیتی تہی۔
قلعہ شکن کلین لگائی گئین مگر قلعہ اسقدر اونچا تہا کہ کوئی نشانہ قلعہ تک پہونچ سکتا تہا۔ بظاہر فتح محالات
سے دکہائی دیتی تہی مسلمانون نے آس پاس کے اونچے پہاڑون پر مورچے قائم کرلیے مگر وہان پانی کی کمیابی
سے منونہ حشر نے رنگا الوالعزم سلطان نے نیچے سے پانی اوپر پہونچا کر کئی حوض بہروادیئے اور

اس حملہ مین آسانی ہوگئی۔ گو ایسی قلعہ کی تسخیر دور تہی مگر سلطانی اقبال کام کر گیا۔ اور قلعہ والے ہمت ہار کر خواہان امان ہوئے جو منظور کی گئی اور قلعہ معہ حملہ ذخائر وسیگزین وغیرہ سلطان کے ہاتہہ لگا۔ چونکہ سقدر وسیع قلعہ کے لیے سلطان کے پاس فوج کافی نہ تہی قلعہ گرا یا گیا جسکا افسوس سلطان کو عمر بہر رہا اس جگہہ این الیون شاہ ارمینا نے قلعہ بنا کر مسلمانون کو بعد مین تنگ کیا اور علاقہ حلب کو تاخت وتاراج کیا۔ اور برباد کیا۔

انطاکیہ اور میعادی صلح

بغراس اور دربساک کے فتح ہونے سے انطاکیہ اکیلا رہ گیا۔ اور ان مفید اعضا کے کٹنے سے نہایت ہی کمزور ہو گیا۔ اب سلطانی افواج نے انطاکیہ کو گہیر لیا۔ والی انطاکیہ کے پاس اگرچہ فوج وسامان بہت تہا مگر اُس نے جہٹ درخواست صلح پیش کر دی اگرچہ اس عظیم الشان شہر کی فتح ہونے مین مشکلات بہی تہین مگر صلاح الدین کی ہمت اور غازیون کی شجاعت اور عام اسلامی رعب سے جو عیسائیون کے دلون پر بیٹھ گیا انطاکیہ چند ہفتہ سے زیادہ اسلامی سیلاب کے سامنے نہ ٹہیر سکتا تہا۔ لیکن سلطان بفحوای الصلح خیر صلح پر مجبور تہا۔ مُسلمان قیدی چہوڑائے گئے اور آٹہہ ماہ کی میعادی صلح کی گئی۔

والی انطاکیہ نے تو بلا مقابلہ فوراً اس لیے صلح کی درخواست کر دی کہ شام کے عیسایون نے کاغذی گہوڑے دوڑا کر یورپ کو سلطان کے برخلاف ٹہرکا دیا تہا۔ اور یورپ مین نہایت وسیع پیمانے پر تیاریان ہو رہی تہین انطاکیہ والے چاہتے تہے کہ مجاہدین یورپ کے آنے تک بہادران اسلام سے جان بچائی رکہین اکیلے لڑتے تو وہی حشر ہوتا جو اُنکے بہایون کا ہر جگہہ ہوا۔ وہ جانتے تہے کہ دیندار سلطان بپابندی احکام قرآن صلح سے انکار نہین کرسکتا اور قتل نفوس سے بہی اُسکو طبعًا نفرت ہے۔ اس سے وہ فائدہ اُٹہا گئے اور بچ بچا کر آئندہ صلیبی جنگ مین حصّہ لے سکے۔

مگر اُدہر سلطان بہی ایسا نادان نہ تہا۔ ایک تو وہ کسی طرح بہی رد نہ کرسکتا تہا۔ دوئم یورپ کے شور وشغب سے بہی بے خبر نہ تہا۔ اُسکی فوج متواتر لڑائیون سے اوگتا گئی تہی اور وطنون سے نکلے سپاہیون کو عرصہ گذر گیا تہا۔ جاڑے کا موسم آگیا تہا۔ اور یورپ کی چڑہائی کی خبرین سرگرم تہین اسلیے سلطان کو ایک بہت بڑی مہم کے لیے تیار ہونا تہا۔ فوج کو رخصت پر بہیجنا اور آئندہ معرکہ کے لیے کمال اہتمام سے انتظام جنگ کرنا ضروری تہا۔ اور اس کے لیے فرصت واطمینان بکار تہی پس مآل اندیش سلطان بہی اس صلح سے خسارہ مین نہ رہا اور صلح سے عام جلال اسلامی بٹہا کر واپس ہوا۔ اور ماہ رمضان مین دمشق پہونچ گیا۔

ان تمام فتوحات مین امیر عزالدین علوی حسینی امیر مدینہ منورہ زاد اللہ شرفاً ثواب جہاد کے لیے سلطان کے ہمراہ رہا جسکے صلاح و مشورہ کی سلطان نہایت عزت کرتا اور اسکو تبرکاً ہر ایک جنگ مین ساتھ رکھتا۔ سلطان کی کامیابیون کا یہہ بہی ایک راز تہا کہ اپنے عہد کی متبرک صلحا صوفیا۔ علما رکو شریک جہاد رکہتا تہا۔

کرک

جب سلطان انطاکیہ کے علاقہ کو فتح کررہا تہا اُس کے بہادر بہائی ملک العادل نے قلعہ کرک کے طویل محاصرہ کے بعد قلعہ والون کو تنگ کردیا۔ گودام کے ذخیرے ختم ہوگئے سب زبان چارپایون پر ہاتھ صاف کیا گیا۔ جب چارپاؤن نے جواب دیا اور کچھ کہانے کو نرہا تو بشرط امان قلعہ دیدیا اس پاس کے قلعہ شوبک سلع وغیرہ بہی فتح کیئے اور کرک سے جو ہمیشہ سلمانون کو خوف رہتا تہا وہ دور ہوگیا۔

قلعہ صفد

سلطان دمشق مین یکم رمضان کو پہنچا اور فوج کو رخصت دیکر گہرون کو بہیجدیا اگرچہ ماہ رمضان قدرتی آرام کا سامان تہا۔ مگر سلطان جو وقت کی قدر جانتا تہا کہنے لگا کہ زندگی کا اعتبار نہین موت سرپر کہڑی ہے اب عیسائیون کے ہاتھہ مین قلعہ صفد اور کوکب رہ گئے ہین۔ یہ قلعہ عین اسلامی ممالک کے درمیان مین ہین جبتک یہ کانٹا نہ نکلے خطرات شدید کا سامنا رہیگا اس لیے سلطان نے نصف رمضان کو دمشق سے چلکر صفد کو جا گہیر اور متواتر حملون سے قلعہ والون کو تنگ کردیا اور امان دیکر قلعہ لے لیا۔ قلعہ صفد کی محاصرہ کے ایام مین صور سے منچلے جانباز عیسائیون کی ایک فوج صفد کی امداد کو آرہی تہی جو رات کو چلتی اور دن کو چہپتی۔ ایک دن ایک مسلمان شکار کہیلتا ہوا جنگل مین پہر رہا تہا کہ ایک مشتبہ شخص نظر پڑا۔ اصرار و اضرار سے اوس شخص نے اپنے عیسائی بہائیون کا پتہ دیدیا جسکو قید کرکے اسلامی کیمپ مین لایا گیا۔ اور چند سو ار قیدی کی ہمراہ بہیجکر بیخبری مین سب کو قید کرلیا جسمین دو مشہور بہادر عیسائی سردار تہے چونکہ قومی مجرم تہے قتل کا حکم دیا گیا جسکے سنتے ہی ایک عیسائی سردار نے کہا کہ سلطان کی مبارک شکل دیکہہ کر مجہ کو یقین ہوگیا تہا کہ اب کسی قسم کی تکلیف نہین پہنچیگی اور ہمسے مجرمون کی جان بخشی کچہ مشکل نہ ہوگی عالی ہمت فیاض سلطان نے یہ کلمہ سنتے ہی فوراً رہا کردیا۔

فتح کوکب

یہہ قلعہ بلندی مین سچ مچ کوکب ہی تہا۔ سلطان نے قلعہ والون کو قلعہ تسلیم کرنیکا پیغام دیا مگر مسترد کیا گیا

اور دلیرانہ مقابلہ کیا فوج سلطانی نے حملات متواترہ سے قافیہ تنگ کر دیا مگر کئی رات دن کی بارش نے حملہ آوروں کی تدابیر پر پہیر دیا لیکن جون ہی بارش تہمی اور ہاتھ پاؤن کہلے مسلمان لگاتار حملوں سے عیسائیوں کو دبائے لئے مارتے فصیل قلعہ تک پہنچ گئے اور سرنگین لگاکر دیوار گرادی عیسائیوں نے بشرط امان قلعہ دینے کی درخواست کی جسکی منظوری ہوی عیسائی توصور کو چلے گئے اور قلعہ پر نصف ذیقعدہ کو اسلامی تسلط ہوگیا اور فتح کرک سے تمام اسلامی فتوحات کا سلسلہ ملگیا اور عریش سے لیکر حجاز تک . . . . اور کرک سے شوبک تک تمام راستہ کہل گیا۔ اور صور کے سوا علاقہ ساحل بیروت تک اور انطاکیہ کے تمام قلعے بلکہ سرحدی قلعہ جبلہ اور لاذقیہ بہی بلاد لاوون تک اسلامی تصرف میں آگئے۔ طرابلس کی تسخیر کی تجویز در پیش در پیش تہی جسکو قہر سلطانی سے بچانیوالا شام مین کوی نظر نہ آتا تہا۔

ان فتوحات سے فارغ ہوکر سلطان ملک العادل عید اضحی تک بیت المقدس رہا اور فیض روحانی اور تجلیات رحمانی حاصل کرتا رہا بعد ازان عسقلان گیا اور انتظام ملکی مین مصروف رہا اور ملک عادل کو معہ شاہزادہ عزیز عثمان مصر کو روانہ کیا اور خود عکا کو چلا گیا سرحدی حفاظت اور فوج کی نئی بہرتی اور سامان کی درستی اور عکا کے مستحکم عمارات کی تعمیر کراتا رہا اور دمشق پہنچکر رعایا کی امن وامان اور تبدیلی حکام اور ملکی انتظام اور جنگی اہتمام مین مصروف تو رکو نشین کرتا رہا۔ سلطان عکا سے دمشق پہونچا جہان بغداد کے سفیر کی واپسی پر بیش قیمت اور نادر تحائف اور عیسائی قیدیون کے علاوہ عیسائی بادشاہ کا تاج اور صلیب اعظم بہی تہی جو صخرہ مقدسہ پر نصب کی ہوی تہی ۳ ربیع الاول سنہ ۵۸۵ھ کو سلطان نے شقیف ارنوم کو فتح کیا سلطان نے اس سے ایکسال پہلے گوی عیسائی بادشاہ کو جو جنگ حطین و رقع طبریہ کے وقت سے قید تہا اس کی حالت پر رحم کرکے کہا تہا کہ تمکو ایکسال بعد چہوڑ دیا جائیگا اب نوال الکریم اذا وعد وفی سلطان نے گوی کو اس شرط اور انجیل مقدس پر قسم دیکر چہوڑ دیا کہ وہ کبہی سلطان کے برخلاف تلوار نہ اٹہائے گا۔ گوی نے انجیل کی حرمت اور اپنے وعدہ کی عزت جوکی وہ آیندہ معلوم ہوجائے گی۔ عیسائیون کی بد عہدی اور وعدہ شکنی کا تجربہ سلطان کو بارہا ہو چکا ہوا تہا۔ اور جانتا تہا کہ عیسائی عہد کوی شے نہین لیکن سلطان جو لفظ زبان سے نکال چکا تہا اسکو واپس نہین لے سکتا تہا۔ وہ اپنی غلطی کا ثمر بہگتنے کے لیے تیار تہا۔ مگر وعدہ خلافی کا الزام اپنے مبارک نام اور سچے اسلام پر نہین لاسکتا تہا۔

مورخین کا اعتراض ہے کہ سلطان نے جو مقامات مفتوحہ کے عیسائیون کو جان و مال سے امان دیکر چہوڑ دیا اور وہ سب صور مین جمع ہوتے رہے اور یہان بڑے بڑے بہادر سپاہیون ہمکہ رہا شدہ و شکست یافتہ جمعیت فراہم ہوتی رہی اس مین سلطان نے غلطی کہائی جسکی سزا اسکو آیندہ بہگتنی پڑی کہ یہہ تہا

فراہم شدہ عیسائی آیندہ حملہ آوران یورپ کی تقویت اور رہنمائی کا باعث ہو جائے۔

مگر ہمارے خیال مین یہ اعتراض درست نہین۔ اگر عیسائی آزاد نہ کیے جاتے تو یا تو انکو مفتوحہ قلعون مین رہنے دیا جاتا اور اطاعت کا حلف لیا جاتا لیکن یورپ کے حملہ کے وقت یہہ تمام عیسائی ا رستین بن کر سخت تکلیف کا باعث ہوتے۔ دوسری صورت مین سبکو قتل کیا جاتا۔ اور اسطرح سے اس ہونے والی مادہ سے ملک شام کو صاف کیا جاتا مادہ صود مین جمع نہ ہونے دیتا۔ مگر یہ رائے بہی اسلامی اصول کے خلاف اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام کی تقلید حقہ کے برخلاف تہی۔ ایک سچا مجاہد اور متشرع سلطان جسنے اپنی جان ومال کو محض حمایت اسلام کے لیے وقف کر دیا ہو۔ اور کوئی کلام اللہ اور اُس کے رسول کے خلاف نہ کرتا ہو۔ اور خلاصہ ملاہ حضر سفر مین شریعت محمدی کا پابند ہو۔ اُس سے اللہ تعالی کے حکم "فاما منا بعد واما فداء حتی تضع الحرب اوزارها" کے برخلاف کس طرح عمل ہو سکتا تہا۔

قرآن کی تعمیل کے علاوہ ظالم جہان سوز اور سفاک اور خونریز کا ذلیل خطاب ایکر ہمیشہ کے لیے لعن وطعن عوام کا مورد بننا نہین چاہتا تہا۔ زمانہ گذر گیا۔ لیکن یہی اوصاف جلیلہ ہین کہ جن کے رو سے صلاح الدین مخالفین مین بہی تعریفین حاصل کر رہا ہے اس مذہبی اسلامی انقیاد اور رحم طبعی کے علاوہ سلطان کی یہ کارروائی تدبر ملکی کے خیال سے بہی اعلی پایہ رکہتی تہی سلطان چاہتا تہا کہ یورپ والے بیت المقدس کے لیے ترددہن مین سے کوئی کوشش اُٹھا نہین رکہین گے اور نتیجہ خدا کو معلوم تہا۔ پس وہ چاہتا تہا کہ جسقدر ہو سکے جلد عیسائیون کو ورہبانی شہرون سے اور قلعون سے نکال اور سا تک کر ایک طرف کر دیتا تا۔ شام کے عیسائی اور انکی جنگی طاقت حملہ یورپ کے وقت بغلی گہونسہ کا کام نہ دین۔

اور نیز اولوالعزم سلطان یورپ کی فوجون کے آنے سے پیشتر فتح کا ڈنکا بجانا چاہتا تہا۔ سلطان کی اس تدبیر نے ایسا فائدہ اُٹہایا کہ حملہ یورپ کے وقت عیسائیون کو خشکی کی طرف سے آیا ستہ کا ہی نہ ملتا تہا۔ اور نہ کہین قدم ٹکانے کو کوئی جگہہ تہی جس سے سلطان کی بیدار مغزی اور تدبیر کامل سے انکار نہین ہو سکتا اگر سلطان عیسائیون کو امان نہ دیتا صرف تلوار ہی دکہاتا اسقدر جلدی یہ تمام مضبوط قلعے فتح ہو کر دشمنون سے صاف نہ ہو سکتے۔ اور نہ فلسطین کی فتح کامل کا سہرا سر پہ باندہ سکتا۔

پس معترضین کا اعتراض شرعا اور عقلاً درست نہین ہے۔

شقیف ارنوم

سلطان صور کی چڑہائی سے پہلے ۸ ربیع الاول ۵۸۵ھ مطابق ۱۱۹۱ء کو قلعہ شقیف ارنوم کی تسخیر کو روانہ ہوا

جنکی فتح کے بغیر صور کے رستہ کا قابو مین رکہنا مشکل تہا یہ مضبوط قلعہ ایسا موقعہ پر واقع تہا کہ [illegible] وغیرہ
کو بآسانی گذرنے نہین دیتا تہا۔ والی قلعہ ارناط مدبر چالباز تہا سلطان کے پاس حاضر ہوا اور دوستانہ
لہجہ اور بطیبانہ الفاظ مین کہا کہ مین قلعہ سپرد کر دیتا مگر میرے عیال و اطفال صور مین موجود ہین اگر کہین والی
صور نے سن لیا تو میرے خاندان کی خیر نہین ہوگی اسلیے اتنی مہلت دین کہ لواحقین کو بخیریت نکال سکون پہر
قلعہ سپرد کر کے حضور کی حلقہ بگوشی کو اپنا فخر سمجہون گا۔ صاف دل سلطان نے اسکی بات کو صحیح مان کر اخیر ماہ جمادی
الآخر تک مہلت دی اور اختتام میعاد تک وہین مرج عیون مین پڑا رہا۔ اگرچہ مشیران باتدبیر نے صاف صاف
کہدیا کہ والی شقیف کا مطلب ہے کہ صور والون کا اجتماع کامل اور وہ حملہ کے قابل ہوسکین اور پہر یہ ارناط
بہی کہلم کہلا مخالفانہ چال چل سکے مگر سلطان غدار بن کر عقبی کی سخت بازپرس کی ذمہ داری اٹہا نہین سکتا
تہا۔ اس مشورہ پر کاربند نہ ہوا اور جب میعاد مقررہ مین صرف تین دن رہ گئے تو شقیف ارنوم کے قریب
جا اترا۔ ارناط حاضر ہوا اور قلعہ دینے سے انکار کیا جو قید کر کے دمشق بہیجا گیا۔ مگر اس عقلمند قوم کے
خیرخواہ نے قلعہ بچا لیا کیونکہ سلطان نے جب قلعہ پر زور ڈالا تو اسی وقت صور کے عیسائیون کی نسبت
خبر پہونچی کہ وہ لڑائی کے لیے تیار ہوکر نکلے ہین اور ایک سلطانی لشکر سے بہی بہڑ گئے ہین جسکا ذکر آگے کیا جائیگا
سلطان کے لیے یہ وقت سخت نازک تہا کہ ایک طرف والی انطاکیہ کی میعاد صلح قریب الاختتام تہی دوسری طرف یورپ
سے فوجون کے لگاتار پہنچنے کی خبرین بہی آرہی تہین اسی بل پر صور والے نکلے تہے اور گوئی بادشاہ جسکو ابہی
سلطان نے انجیل پر قسم دلا کر رہا کیا تہا کہ کبہی وہ سلطان کے مقابل نہ ہوگا معظم پادری کی تحریک پر
سب تمام عہد و پیمان کو بالائے طاق رکہہ کر سلطان کے سامنے دم ٹہونک کر کہڑا ہوگیا اول تو سلطان
کو گوئی کی بدعہدی پر یقین نہ ہوا اور ہوا تو چندان مضر خیال نہ کیا مگر جبکہ وہ دس ہزار عیسائی لیکر مجاہدین
یورپ کے استقبال اور اپنی عزت کے حصول کے لیے عکا لینے نکلا تو سلطان کو بہی رنج ہوا۔

عیسائی دنیا اور سلطان کا مقابلہ

حطین (طبریہ) کی شکست اور گوئی شاہ یوروشلم اور دیگر مشہور اور بہادر سرداران کی قید اور قتل سے شام
کے عیسائیون کی امیدین منقطع ہوگئی تہین اور یورپ کے آگے بلبلانے لگے تہے مگر فتح بیت المقدس کے وقت
سے کئی ایک آتش زبان پادری راہب یورپ کو دوڑ گئے تہے۔ سب سے زیادہ زبردست واعظ ولیم آرچ بشپ
آف ٹائر تہا۔ گو اسوقت یورپ مین خانگی فساد تہے اور فرانس و انگلستان [illegible] ہو رہا تہا۔ مگر بیت
المقدس کی جانگداز خبر نے انکی تمام مصیبتون کو بہلا دیا۔ پوپ اربن ثالث اسی غم و غصہ سے مرگیا انگلنڈ

فتح بیت المقدس کی خبر فوراً ہی یورپ خصوصاً پوپ کو پہونچ چکی ہوگی۔ پادری اس قسم کی تصویرین جا بجا لیے پہرتے
تہے کہ جسمین حضرت مسیح کی قبر کو گہوڑون کے سم روندرہے تہے ایک تصویر بنائی گئی تہی جسکے چہرے مبارک
سے خون جاری تہا اور ایک عربی شخص مار رہا تہا۔ اور جوشیلے آوازین باواز بلند بازارون کوچون مجلسون
مذہبی مجمعون مین کہا جاتا تہا کہ یہہ عربی مسلمانون کا محمد ہے (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) جسنے ہمارے مسیح علیہ
السّلام کو مار کر لہولہان کردیا ہے علاوہ اسکے یروشلم کے بادشاہ عیسائی نائٹون اور خداوند کی کنواری
عورتون کے دردناک گیت سُناکر یورپ کے عوام کے جوش کو جنون تک پہونچا دیا۔ علاوہ اسکے کئی ایک بیہودہ
اور لغو قصّے اور فسانے مشہور کیے گئے۔ مثلاً جب صلاح الدین بیت المقدس مین داخل ہوا۔ چاند زمین
پر گرا اور عیسائی ولیون کی تصویرون سے خون کے آنسو بہ نکلے ان تحریک دینے والی باتون کا اثر مردون
تک ہی محدود نہ رہا بلکہ عورتون نے بہی کافی حصّہ لیا۔ بیوہ عورتون تک نے اپنے گہربار بیچکر اکلوتے بیٹون
کو بڑی خوشی سے روانہ کیا۔ اور زیور اور ملبوسات تک دیدیے پادری ولیم نے اپنی دہوادہار اور دلون کو
ہلا دینے والی تقریرون سے فرانس اور انگلستان کی لڑائی کو موقوف کرادیا اور ہنری شاہ انگلستان اور
فلپ آگسٹس شاہ فرانس جیسے جانی دشمنون کو گلے ملا دیا۔ اور صلیب بردار بنا لیا انکے سوا ہنری کے بیٹے رچرڈ
کونٹ آف برگنڈی وغیرہ معزز سردارون اور شبیون نے صلیب اٹہا لی اور ارض مقدس کے چہوڑانے کی قسم
کہائی اس مقدس مہم کے لیے روپیہ کی جو ضرورت تہی وہ عشر صلاح الدین (ٹیکس صلاح الدین) لگا کر
وصول کیا گیا جس سے صلاح الدین کا خوف ہیبت جو یورپ کے دلون پر چہا رہا تہا بخوبی ظاہر ہوتا ہے اور صلاح
الدین کی فاتحانہ ناموری اور بہادرانہ شہرت اور شمشیر بران کی دہشت کا جو اثر عیسائی دنیا کے دلون پر بیٹھ
گیا تہا وہ اس عشر صلاح الدین سے ہمیشہ کے لیے تاریخ کے صفحون پر ثبت رہیگا۔ مگر اس مہم کی روانگی
مین اس بے توقف ہوگیا کہ فرانس اور انگلستان مین پہر جنگ ہوگئی اور خود ہنری اور رچرڈ و باپ بیٹون
مین اسقدر بگاڑ ہوگیا کہ ہنری رچرڈ کو کوستا ہوا مرگیا۔ اور رچرڈ نے تخت پر بیٹھ کر بیت المقدس چہوڑانے
کے لیے تیاری کی۔

ولیم فرانس سے جرمن پہونچا اسوقت جرمن کا شہنشاہ فریڈرک باربروسہ تہا وہ ایک بہادر اور نامور
شاہنشاہ اور چالیس ایک لڑائیون مین شامل ہوکر شجاعت و بسالت کا تمغہ پا چکا تہا۔ اُسکا ظاہری جلال
اور دنیوی کمال مشہور خاص و عام تہا اگرچہ بوڑہا تہا۔ لیکن ہمعصر سلاطین مین ناموری اور مذہبی شہرت
حاصل کرنے کا کم شائق نہ تہا جرمن مین عام اشتہار دیا گیا۔ اور ہر ایک ممکن الوقوع تحریک سے مذہبی جوش
پہیلا دیا گیا۔ اور ایک عام جلسہ مین جملہ والیان ممالک اور امرا مذہبی پیشوا حاضر ہوئے اور ترغیب جہاد

کی تقریرون کے بعد مقدس ولیم آف ٹائر کے ہاتھ سے شہنشاہ اسکے بیٹے ڈیوک آف سوابیا۔ لیوپوڈ ڈیوک آف اسٹریا۔ برتہولد ڈیوک آف بریویا۔ ڈیوک آف بیڈان۔ کونٹ آف نسو۔ وغیرہ نے صلیبین حامل کین اور بیت المقدس چہوڑانے کی قسمین کہائین۔ تمام گرجاؤن مین جنگ کا وعظ کیا گیا۔ اور عوام کو بہڑکانے کے لیے زور شور سے معجزات کا بیان کیا گیا جسکا اسقدر اثر ہوا کہ عوام کے جوش کے ٹھنڈا کرنے کے واسطے تدبیرین کرنی پڑین فریڈرک جو دوسری کروسیڈ مین اپنے چچا کانرڈ کے ساتھ گیا تہا وہ ان مصیبتون سے واقف تہا جو رسد کی کمی اور مجاہدین کے سبب برداشت کرنی پڑی تہین اس لیے شرط لگائی گئی کہ جو تین مارک سکہ چاندی کے اپنے ساتھ لیجاسکین وہی شامل ہوسکین اس سے خزانے شاہی پر بہی بوجہ کم پڑا اور آوارہ گرد شخص رہ گئے۔

فریڈرک نے روانگی سے پہلے صلاح الدین کو لکہا ہمنے سنا ہے کہ آپ نے ارض مقدس کو ناپاک کردیا ہے جو ایک مجرمانہ دلیری ہے ہم چونکہ فلسطین کے محافظ اور شاہنشاہ ہین آپ کو بارہ ماہ کی میعاد دیتے ہین کہ اس عرصہ مین ارض مقدس کو چہوڑ دو ورنہ فلسطین کی پاک زمین کو بزور شمشیر چہوڑایا جائیگا۔ یورپ کے فلان فلان بادشاہ امرا وغیرہ اسکام مین معاون ہین سلطان نے بہی ہر ایک فقرہ کا ترکی بترکی جواب دیا اور لکہا کہ اگر عیسائی خیریت چاہتے ہین تو دو چار شہر جو انکے قبضہ مین ہین انکو بہی چہوڑکر چلے جائین ورنہ وہ بہی اسیطرح بزور شمشیر فتح کیے جائین گے۔ فریڈرک ایک لاکہہ منتخب فوج لیکر روانہ ہوا۔ اور ہنگری اور بلگیریا کو عبور کرکے ایڈریانوپل تا قسطنطنیہ کے علاقہ مین داخل ہوا جس نے صلاح الدین کے عہد و پیمان یا حملہ آورون کی کامیابی سے ڈرکر فریڈرک سے خفیف سا مقابلہ کیا یہان سے گذرکر قونیہ کے ترکون سے مقابلہ ہوا۔ مگر وہ برابر بڑہتا گیا۔ دریائے سلف سے عبور کرتے یا نہاتے وقت غوطے کہاتا ہوا نیم جان دریا سے نکالا گیا۔ اور تہوڑی دیر بعد یوروشلیم کی طرف منہ کرکے نہایت حسرت و یاس کے ساتہہ جان بحق ہوا۔ فوج نے سخت ماتم کیا۔ فوج کی کمان اسکے بیٹے فریڈرک آف سوابیا نے ہاتہہ مین لی مگر بہوک اکال بیماری سے صرف فوج کا بیسوان حصہ رہ گیا۔ جو عکا پہونچا۔ یہہ ہے آسمانی امداد اور الٰہی نصرت جسکا نظارہ أَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِأَصْحَابِ الْفِيلِ ۔ أَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ فِي تَضْلِيلٍ مین دکہاکر مغرورون کو عبرت آمیز سبق دیا گیا ہے۔

سلطان اور اعلان جہاد

سلطان کو جب یورپ کے بادشاہون کی حرکت اور عیسائیون کی آمد آمد اور گوئی شاہ یوروشلیم کی بغاوت اور

صوبہ والون کی تیاری مقابلہ کی خبر پہونچی فوراً فرانس نے اعلان جہاد دیدیا اور منشتر خطوط مختلف امرا مشائخ علما کے نام روانہ کیے جنکا مطلب قریب قریب ذیل مین درج کیا جاتا ہے۔

اعلان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ھَلْ اَدُلُّکُمْ عَلٰی تِجَارَۃٍ تُنْجِیْکُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِیْمٍ ۝ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَتُجَاھِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ بِاَمْوَالِکُمْ وَاَنْفُسِکُمْ ذٰلِکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ اے حامیان اسلام و اے عاشقان سید المرسلین آپ جانتے ہین کہ کفار فرنگ نے ۴۹۱ھ مین بیت المقدس غصب کر لیا۔ اور خدا کے اس مقدس مکان کو بتخانہ بنا دیا صخرہ مبارک کو ناپاک کر دیا مسجد عمر رضی اللہ عنہ کو گرجہ بنا لیا۔ صحابہ کرام کا نشان فتح مٹا دیا۔ ایک خدا کی جگہہ تین کی پرستش ہونے لگی اور کفر اور بدعت ترقی پانے لگا۔ اسلام کو جلا وطن کیا گیا۔ توحید کا نام تک اڑ گیا۔ یہہ وہی مکان تہا جہان ستر ہزار بے گناہ مسلمان بہیڑون کیطرح ذبح کیے گئے مسلمان ضعف ایمان اور تفرقہ اور کمزوری کے سبب سے کچھہ نہ کر سکے بارے اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے مسلمانون کی ایمانی طاقت کو از سر نو مضبوط اور اسلامی زنجیر کی مختلف کڑیونکو باہم مربوط کیا۔ اور نور ایمان سے کفار کی چالون کو سمجھنے اور تدبیر فرنگ کو روکنے کے قابل ہوئے ۔ وَاَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ[۲] کی مفید اور مستحکم فلاسفی پر عمل کر کے اتحاد اور اخوت کی حبل المتین کو مضبوط پکڑ لیا۔ اور بہ تعمیل وَاَخْرِجُوْھُمْ مِّنْ حَیْثُ اَخْرَجُوْکُمْ[۳] بیت المقدس کو ایک سو سال کے بعد دوبارہ جہاد دیکر اور جانون پر کہیل کر کفر و شرک سے پاک کیا۔ جہان پر تصویرین اور کہنٹے تہے اب وہان اللہ کی پاک کلام مجید کی تلاوت اور وحدہٗ لاشریک کی عبادت ہوتی ہے۔ اب پہر کفار فرنگ اس پاک خانہ خدا کے چہیننے کے لیے آ رہے ہین اور طاقت سے بڑہ کر حوصلہ دکہا رہے ہین ۔ استیصال اسلام کے لیے قسمین اٹہائی ہین امریکہ سے قیصر اور شام سے گدا تک ابہی جوش سے دیوانہ ہو رہا ہے۔ اور مسلمانون کو شام سے نکالنے اور انکے قتل و غارت کے لیے یورپ کا سمندر جوش مار رہا ہے۔

یہہ خیال کرین کہ صرف ملک و دولت ہی چہین جائیگا۔ بلکہ ملکی زوال کے ساتہہ ہی اسلام غریب الوطن بن جائیگا

[۱] ...مسلمانو ترجمہ اے ایماندارو کیا مین تمکو ایسی تجارت بتاؤن جو دینی و دنیوی مصیبتون سے نجات دلائے وہ تجارت یہہ ہے کہ خدا اور رسول پر ایمان لاؤ اور اللہ کی راہ مین جان و مال سے جہاد کرو یہہ تمہارے لیے بہلائی ہے اگر تم سمجہو ۔ [۲] اور اللہ رسول و اپنے امیر کی تابعداری کرو ۔ [۳] اور انکو نکالو جہان سے انہون نے تم کو نکالا +

جائیگا۔ توحید کی جگہہ تثلیث اور اسلام کی جگہہ عیسویت کا دور ہو جاے گا۔ عیسائی سلطنت ہوئی نہین کہ مذہب
اسلام کے کمزور کرنے کا ڈہونڈا اور عملی جال پہیلا نہین۔ بس ہر صورت مین یورپ کی چڑہائی اسلام کے انہدام
کے لیے ہے پس یہہ ایسا اڑا وقت ہے کہ مخالفین کے مقابلہ مین ہر ایک مسلمان کو ہتہیار اٹہانے فرض
مین اور تعمیل حکم الٰہی "انفروا خفافاً وثقالاً وجاهدوا باموالکم وانفسکم فی سبیل الله
ذلکم خیر لکم ان کنتم تعلمون" اس جہاد مین فوراً بلا تامل شامل ہوکر ثواب دارین حاصل
کرنا چاہیے اور سعادت کونین حاصل کرو ملک و مذہب کو مخالفون کے دست برد سے بچاؤ۔ جہاد ایک ایسی تجارت
ہے کہ جسمین ہر طرح سے نفع ہی نفع ہے۔ مر تو شہید جسکے صلہ مین "الشهید یوضع علی راسه تاج
الوقار" کا معزز تاج پہن کر ابدی زندگی اور دوامی بقا پائین گے اور سچے اور مضبوط فرمان الٰہی "ولا تحسبن
الذین قتلوا فی سبیل الله امواتا بل احیاء عند ربهم یرزقون" کے مطابق حیات جاوید اور
رزق مولا کی تائید پائین گے۔ اور بغیر شہادت ان درجات علیہ کا حصول محال ہے۔ ایسے قومی جان نثاران
کا نام ہمیشہ آسمان صداقت پر چمکتا رہے گا۔ اگر زندہ رہے تو غازی مذہب کے حامی قوم کے خادم ملک
کے محافظ قرآن وحدت کے عامل مسلمان کامل کہلائے۔ بصورت فتح لاکہون انسان کفر و شرک سے
نجات پانے کا موقعہ پائینگے معبود حقیقی وحدہ لاشریک لہ کی خالص عبادت بجالانے کے لیے حقیقی آزادی حاصل
کرین گے یہہ ہی وہ تجارت ہے کہ جسکی طرف "هل ادلکم علی تجارة تنجیکم من عذاب
الیم" مین اشارہ کیا گیا ہے۔ عیسائی دنیا نہایت جوش سے بہری ہے اور مسلمانون کو فلسطین
سے نکالنے کے لیے قسمین بادشاہون نے اٹہائی ہین اور اجتماع کثیر کرلیا ہے یہہ وہ حالت ہے کہ جسمین ہر
مسلمان کو مالی جانی لسانی امداد جو بن پڑے کرنی ضروری ہے جو ایسے قومی مشکل کے وقت پہلو بچا
وہ بفحواے من مات ولم یحدث نفسه مات منافق کے درجہ مین گرتا ہے ایمان باللہ کے
بعد کوئی عمل۔ قوم۔ ملک۔ مذہب کے حفاظت سے بڑہ کر نہین اور ایسی واقعی جنگ کا
نام جہاد ہے۔ جو افضل الاعمال الایمان بالله والجهاد فی سبیل الله کے مطابق
فضیلت تام رکہتا ہے۔

اگرچہ عیسائی جوش کی کوئی انتہا نہین۔ لیکن تم ان بہادرون کے سپوت ہو جنہون نے جنگ یرموک
جناد مین دسوین حصہ فوج کے ساتہ عیسائیون کو شکست یافتہ اور کامل اسلحہ لشکر کے دہوین بکہیر کر زبردست
شاہنشاہ ہرقل بہزار حسرت و یاس ؎

شام وسلم لازم و ملزوم شد
این فراق از دست ما معدوم شد

اقرار کرالیا تہا۔ اب بہی وہی عیسائی اثر دہام ہے وہی اسلامی مطلوب ہی عیسائی مرغوب ہی زمین و آسمان ہی
صلیب و قرآن ہے یا فیصلہ جو تمہاری تلوارون کے ہاتہہ ہے ان نامور مقدس فاتحین شام کی روحین جنہون
نے اپنی عزیز جانون پر کہیل کر تثلیث کی جگہہ توحید کا نشان گاڑا تہا آسمان پر سے دیکہہ رہی ہین کہ تم انکی تقلید
مین اسلامی حمیت اور قومی خدمت کا کسطرح حق ادا کرتے ہو۔ پہر حق اسلام یہی ہے کہ اسوقت مقابلہ کفار
کے لیے تن من دہن سے مدد کی جائے اور ایسے گروہ کی فتح یقینی ہے چنانچہ اللہ جل شانہ فرماتا ہے:
ومن یتول اللہ ورسولہ والذین آمنوا فان حزب اللہ ہم الغالبون۔

عیسائی دنیا

جب سلطان صور کی فتح کے ارادہ پر نکلا تہا۔ اور رستہ مین تشقیف رنوم کے چالاک حاکم نے سلطان کے کئی روز دم جہانسون مین ضائع کردیے اسوقت گوئی بادشاہ یورشلیم جسکو ابہی سلطان نے قسم دیکر رہا کیا تہا آمادہ کہہی سلطان کے مقابلہ پر ہتہیار نہین اٹہائے گا۔ مجاہدین یورپ کی آمد آمد کی خبر سنکر اور عہد و پیمان کو توڑکر دس ہزار کی جمعیت سے عکا کو بڑہا تا کہ یورپ سے آنیوالی فوجون کے ساتہہ شامل ہوسکے اور اپنی گئی گذری عظمت کو حاصل کرسکے۔

راہ پر صور کے عیسائی بہی کامل ساز و سامان سے نکل کہڑے ہوئے سلطانی نکلٹ جو صور کے مقابل مقرر تہے اطلاع دی کہ عیسائی صور کا مشہور پل عبور کرآئے ہین اور صیدا کو جارہے ہین سلطان نے بقول جہانگیری توقف برنتابد۔ فوراً جریدہ طور سے چند جانباز بہادرون کو روانہ کردیا۔ اسلامی بکٹ جوش تہور مین مقابلہ کردیا اور رستہ روکنا چاہا۔ طرفین سے جماعت کثیر مقتول و مجروح ہوئے لیکن مسلمان زیادہ شہید ہوئے جنمین سے ایک صلاح الدین کا غلام تہا وہ شوق شہادت سے تن تنہا تلوار کہینچ کر عیسائی صفون مین گہس گیا اور سیکڑون مارکر شہید ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اس قلیل مگر جانباز اور غیور فوج نے دشمن کی کثیر فوج کو واپس جانے پر مجبور کردیا اور صیدا کو بچا لیا۔

لڑائی کے بعد صلاح الدین بہی یلغار کرتا ہوا آپونچا اور ایک چہوٹے سے معمولی خیمہ مین اتر پڑا عیسائیون کے لوٹنے کی انتظار کرنے لگا کہ سلطان شہدا کا انتقام لیکر دل ٹہنڈا کرے ایک دن اسی جگہہ عرب و عجم کی مجاہدین زوالنشیر شوق غزا سے آپہنچے اور جیسا کہ ان لوگون مین افراط جوش کے باعث بے احتیاطی ہوتی ہی ہے بلا احمدہ حملہ سے دشمن کے علاقہ مین گہس گئے اور سلطان کو پیچہے چہوڑکر عیسائی لشکر کے قریب پہنچ گئے۔ محتاط اور دوراندیش سلطان نے چند امرا کو بہیجکر مجاہدین کو واپس کرنا چاہا۔ لیکن جوشیلے غازیون نے ایک نہ سنی اور حملہ

کردیا عیسائی یہ خیال کہیں پیچھے ہٹے گئے مگر جب معلوم ہوا کہ حملہ آوروں کے پیچھے کوئی مدد اور گھات نہیں اور اسلامی فوج سے جدا ہوگئے ہیں دلجمعی سے حملہ آور ہوئے اور سخت لڑائی کے بعد مسلمان بہ تعداد کثیر شہید کیے گئے جنمیں بڑے بڑے نامور امرا اور علما شامل تھے اس واقعہ ہونناک سے صلاح الدین اور تمام مسلمانوں کو سخت رنج ہو یہ لڑائی ۹ جمادی الاول کو ہوئی تھی سلطان یہ حالت سنکر ہمراہی فوج کے ساتھ عیسائیوں پہ ایسے وقت میں جا پڑا کہ وہ پل عبور کر رہے تھے کچھ دریا میں ڈوب گئے اور کچھ مارے گئے باقی صور چلے گئے اور سلطان براہ تبنین عکا گیا جسکی دیکھ بھال کے بعد کیمپ کو واپس آیا یہاں پتہ لگا کہ صور کے عیسائی اسلامی ممالک پر تاخت و تاراج کرنے کو نکلے ہیں سلطان نے جنگل میں گھات لگادی اور تھوڑی سی فوج کو عیسائیوں پر حملہ کرنے کا حکم دیا اور سمجھا دیا کہ شکست کی صورت دکھا کر مخالف کو کمین تک لے آئیں لیکن مقابلہ کیوقت مسلمان شہسواروں نے بھگیل نام رکھانا پسند نہ کیا۔ اور ثابت قدمی سے مقابلہ شروع کیا۔ لڑائی کے طول کھینچا۔ گھات والے انتظار کرتے کرتے تھک گئے اور بتردد ہوکر گھات سے نکل پڑے ان میں چار امیر قبائل ربیعہ اور طی میں سے تھے اور اس علاقہ سے ناواقف تھے جنگل میں رستہ بھول گئے جنکو عیسائیوں نے جنگل ہی میں کاٹ ڈالا۔ مگر صلاح الدین کا ایک غلام ساتھ تھا گھوڑے سے اتر کر ایک چٹان پر بیٹھ گیا اور تیر و کمان پکڑ لیا۔ اور بہتوں کو موت کا نشانہ بنایا۔ اور اکثر مجروح ہوئے۔ مگر وہ بھی تیروں سے چھد کر چھلنی ہوگیا۔ اور بیہوش ہوکر گرا۔ عیسائی مردہ سمجھ کر چھوڑ گئے۔ دوسرے روز وہاں مسلمان پہنچے۔ مگر زندگی سے مایوس دیکھ کر وہیں چھوڑ گئے جب پھر لوٹ کر آئے تو وہ غلام کچھ طاقت پاکر ہوش میں تھا۔ جو علاج سے صحت یاب ہوگیا۔ اور بعد کے جنگوں میں شامل ہوکر کارہائے نمایاں کا باعث ہوا۔

صُور کے عیسائیون کی حرکت

صور کے عیسائی یورپ کے مجاہدین کی آمد آمد کی خبر سنکر ۸ رجب ۵۸۵ ہجری کو صور سے نکلے اور کثرت فوج سے بحر شید دریا بلز یدر دوھم کا نقشہ دکھا دیا علاوہ اس تمام ساز و سامان مال و دولت کے جو پہلے ہی انکے پاس موجود تھا سمندر کی طرف سے انکو ہر ایک قسم کی مدد پہونچتی تھی اسی امید پر وہ ساحل سمندر کو نہیں چھوڑتے تھے۔ جب سلطان صلاح الدین نے سنا کہ صور سے عیسائی عکا کو جا رہے ہیں وہ بھی چلا اور امرا سے مشورہ کیا کہ تمہاری کیا رائے ہے دشمن جس راستہ سے جا رہا ہے اسی راستہ چل کر مقابلہ کیا جائے یا دوسری راستہ سے نکلکر انکو عکا پہنچنے سے پہلے ہی غازیوں کی شمشیر خارا شگاف کا طعمہ بنایا جائے اور صلاح الدین دوسری رائے کو پسند کرتا تھا۔ لیکن امرائے لشکر نے کہا کہ جس رستہ آپ فوج لیجانا چاہتے ہیں وہ تنگ پہاڑی راستہ

ہے مشکلات اور تکالیف کا سامنا ہوگا اسی سے بہتر ہے کہ وسیع رستہ چلین اور عکا پہونچ کر دشمن کا مقابلہ کیا جائے سلطان نے کہا کہ اگر عیسائی عکا پہونچ گئے تو ہر ایک مفید اور کار آمد موقعہ پر عیسائیون کا قبضہ ہو جائیگا اور عکا گہر جائیگا لیکن امرا نے سلطان کی رائے سے مخالفت کی اور مجبوراً کثرت رائے پر فیصلہ کرنا پڑا۔ سلطان نے چند بہادر امرا کو منتخب فوج کے ساتھ مقرر کر دیا کہ رستہ مین جہان موقعہ ملے عیسائیون پر حملہ کرین۔ اس قلیل فوج نے عیسائیون کا دم ناک مین کر دیا۔ اور عیسائیون کو حوصلہ نہ ہوا کہ اس تہوڑی سی جماعت سے جو شمشیر بکف ہون اگر دور اندیش سلطان کی رائے پر عمل کیا جاتا تو صور کے عیسائی کبہی اسلامی فوج سے عہدہ برآ نہ ہو سکتے کیونکہ انکا سہارا صرف یورپ کی امداد پر تہا اور اس امید پر وہ عکا جا رہے تہے۔ اگر صور کی جمعیت پراگندہ کی جاتی تو یورپ والے بہی بشتر بے مہار کی طرح فلسطین مین قدم نہ دہرتے مگر سچ ہے "اِذَا اَرَادَ اللّٰہُ اَمْرًا هَيَّأَ اسبابہ"

بیت

قضا چون ز بالا فرو ہشت پر ہمہ زیرکان کور گردند و کر

سلطان جب عکا پہونچا تو دیکہا عیسائیون نے عکا جانے کے تمام راستے روک دیئے ہین۔ اور تمام ضروری اور مفید مقامات پر قبضہ جما لیا ہے۔ اس لیے سلطانی خیمہ تل کیسان پر لگایا گیا۔ اور فوج میمنہ تل عیاضیہ تک اور میسرہ نہر جاری تک پہیل گیا اور سامان رسد میگزین وغیرہ مقام صفوریہ مین اتار دیا اور خطوط بطلب کمک اسلامی دیار مین بہیجدیے ہر ایک جگہہ سے امداد آپہونچی مسلمانون کو خشکی کی طرف سے اور عیسائیون کو سمندر کی طرف سے امداد آتی تہی۔ کئی ایک چہوٹی چہوٹی لڑائیان ہوتی رہین۔ مگر سلطان عکا تک نہ پہنچ سکا۔ اور ماہ رجب گذر گیا۔ یکم شعبان ۵۸۵ھ کو نماز جمعہ کے بعد سلطان نے سخت حملہ کیا اور عیسائیون کو ہلا دیا رات تک جنگ ہوتی رہی۔ فریقین نے مسلح اور محتاط ہو کر رات بسر کی صبح ہوتے ہی مسلمانون نے چارون طرف سے شدت کے ساتھ حملہ کر دیا۔ اور عیسائیون نے خوب بہادری سے مقابلہ کیا نماز ظہر تک برابر تول کی لڑائی رہی لیکن ظہر کے وقت صلاح الدین کے بہادر بہتیجے جنرل تقی الدین نے فوج میسرہ کے ساتھ مقابل فوج پر اس شدت اور تیزی سے حملہ کیا کہ عیسائی تاب مقابلہ نہ لا سکے اور مورچے چہوڑ کر بہاگ گئے مسلمانون نے زیادہ زور دیا عیسائی نیادہ بدحواس ہو گئے اور نصف جگہہ خالی کر گئے جسکی جگہہ تقی الدین نے ڈیرے ڈالدیے جس سے شمال کی طرف سے مسلمانون کے لیے قلعہ کی آمد و رفت کا رستہ کہل گیا۔ سلطان خود بہی ظہر کے وقت عکا مین جا داخل ہوا اور فصیل پر چڑہ کر عیسائی فوج کا ملاحظہ کرتا رہا۔ اگلا دن شہر اور لشکر کی فوجون کی تبدیلی مین گذرا اور سلطان اس اہم کام مین یہان تک مصروف رہا کہ جمعہ سے اتوار تک سلطان نے کوئی طعام نہ کہایا اور رہی تمام فوج کے

انتظام اور قلعہ کے مزید استحکام مین مصروف رہا۔ اور تازہ فوج شہر مین داخل کر کے بہادر اور جری افسر مقرر کر دیے۔

جنگ دوم

ششم شعبان کو مسلمان میدان مین نکلے لعد بہادران اسلام عیسایون کو للکارتے اور لڑائی کے لیے پکارتے اور شرم دلاتے رہے لیکن عیسائی مورچون سے باہر نہ نکلے۔ جہان حملہ کرنا خلاف عقل تہا۔ اسی اثنا مین عربون کی ایک جماعت نے سنا کہ عیسائی دوسری طرف سے سامان رسد لا رہے ہین عربون نے گہات لگا کر تمام قافلہ کو تہ تیغ کیا۔ اور سر کاٹ کر صلاح الدین کے پاس بہیجدیے۔ جس نے عملی تحریک سے غازیون کے حوصلہ اور بڑہا دیے۔

عکا کا جنگ[۳]

۱۱ یا ۱۲ شعبان تک مسلمان ہر روز عیسایون کو پیغام جنگ دیتے رہے اور تاخت و تاراج سے ستاتے رہے لیکن عیسایون نے اپنے مورچون سے سر نہ نکالا۔ آخر عیسایون نے مشورہ کیا کہ ابہی سلطان کی کچہ فوج انطاکیہ اور طرابلس کے مقابل پڑی ہے اور کچہ فوج حمص مین اور کچہ فوج جرمنی کے روکنے کے لیے سرحد پر کہڑی ہے اور نہ ابہی مصر سے فوج آئی ہے اور سلطان نے موجودہ فوج سے ہی ہم کو چنے چبائے ہین اگر مصر وغیرہ سے امدادی فوج پہونچ گئی تو سخت مشکل ہو گی اور چونکہ عیسایون کو ممالک یورپ سے امدادی فوجین آ پہونچی تہین اور نہایت مشہور بہادر سپہ سالاران مین موجود تہے اس لیے انہون نے سلطان صلاح الدین سے اور اسلامی فوج کے پہونچنے سے پہلے ایک فیصلہ کن جنگ کی تجویز کو پاس کیا۔ اور ۱۱ یا ۱۲ شعبان ۵۸۵ھ کی صبح کو جبکہ مسلمان نماز وغیرہ عبادت الٰہی مین مصروف تہے مور و ملخ کی طرح خندقون سے نکل کہڑے ہوے گویا بادشاہ کے آگے تخت پر ایک انجیل رہتی جو اطلس کے جزدون مین ڈہپی تہی اور چار آدمیون نے تخت انجیل کو اوٹہایا ہوا تہا۔ مذہبی اشخاص نے پرجوش تقریرون سے عیسایون کو مسلمانون کا تشنہ خون بنا دیا تہا۔ عیسایون کو اپنی مضبوطی اور طاقت پر اسقدر اعتماد تہا۔ کہ ایک عیسائی نے جوش مین آکر باواز بلند کہا۔ کہ خدا کو اسوقت خاموش ہو رہنا چاہیے۔" اور فتح ہماری ہے۔" اسلامی لشکر جو ہر وقت تیار و لیس رہتا تہا فوراً مقابلہ پر تیار ہو گیا اور سلطان نے فوج کی کمان تقی الدین ملک مظفر۔ ملک ظاہر ظہیر الدین موصلی قطب الدین والی حصین حسام الدین عمر والی نابلس۔ ملک افضل اور سیف الدین علی امیر کلی مجاہد الدین

سپہ سالار فوج سنجار - اور مظفر الدین بن زین الدین بے سپر کی میمنہ میسرہ قلب اول پر بہادر سردار مقرر کیے گئے سلطان کی
فوج کی ترتیب اس عمدگی سے کی گئی تہی کہ عیسائیون کو دریا اور سمندر کے درمیان محیط کر لیا تہا - عیسائی شکست کہاتے
تو انکی رہائی کی کوئی صورت نہ تہی عیسائی تیر انداز اور سوار پہلے تقی الدین کی فوج میسرہ پر حملہ آور ہوئے تقی الدین بہی بڑہا
سلطان نے قلب سے اسکی امداد کیلیے فوج بہیجدی عیسائی پہلے ہی تقی الدین کی بہادرانہ عام شہرت سے جہجکتے تہے قلب
کو کمزور دیکہہ کر سلطان پر ٹوٹ پڑے قلب کی فوج قلیل بہاگ نکلی چند بہادر ثابت قدم رہے جنکو جام شہادت نوش
کرنا پڑا - عیسائیون کو روکنے والا قلب مین کوئی نہ رہا اس لیے بڑہتے بڑہتے تل کیسان تک پہونچ گئے اور خیمہ سلطانی
کے محافظون کو قتل کر دیا سلطان چند مملوکون کے ساتہہ قلب مین موجود رہا اور بلا خوف و ہراس تجربہ کار بہادر
جرنیل کی طرح ایک لمحہ کے واسطے بہی استقلال کو نہ چہوڑا میسرہ کی فوج تو بدستور میدان مین جمی ہوئی تہی
میمنہ اور قلب کے باقی ماندہ اور شکست یافتہ فوج کو فرمان الٰہی "وَمَنْ يُوَلِّهِمْ يَوْمَئِذٍ دُبُرَهُ إِلَّا
مُتَحَرِّفًا لِقِتَالٍ أَوْ مُتَحَيِّزًا إِلَىٰ فِئَةٍ فَقَدْ بَاءَ بِغَضَبٍ مِنَ اللَّهِ وَمَأْوَاهُ جَهَنَّمُ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ" کے
جوشیلے آواز سنا کر جمع کر لیا اور ترتیب دیکر شیر ببر کی طرح مڑا اور دشمن کے فوجون کو چیرتا ہوا تل کے نیچے آ کہڑا
ہوا جہان خیمہ سلطانی نصب تہا دوسری طرف مسلمانون کی فوج میسرہ نے جب دیکہا کہ خاص سلطانی خیمہ
پر دست تاراج دراز ہو رہا ہے بیتاب ہو حملہ کر دیا اور عیسائی حملہ آورون کا رستہ روک کر عیسائی لشکر سے
انکو علیحدہ کر دیا اور ایک طرف سے سلطان صلاح الدین اور دوسری طرف سے فوج میسرہ نے جس کے ساتھ ملک
مظفر بہی شامل ہو گیا تہا - عیسائیون کو کاٹنا شروع کیا - اور اسقدر قتل عام ہوا کہ صرف اس موقعہ پر دس
ہزار عیسائی مقتول ہوئے - سمندر کی طرف مقتولون کی تعداد اس کے سوا تہی کچہہ عیسائی بہاگ کر اپنے خیمون تک
جا کر رہے مگر وہان بہی مسلمانون نے پیچہا نہ چہوڑا - اور جب تک تہک گئے اپنے مقام پر واپس آئے تمام میدان
عیسائیون کی لاشون سے بہرا ہوا تہا - بڑے بڑے نامی اور مشہور سردارون کی لاشین ان مقتولون مین پڑی تہین
سلطان نے ان لاشون کو نہر مین ڈالدیا جہان سے کہ عیسائی پانی پیتے تہے قیدیون مین تین یورپین عورتین
بہی تہین جو مردون کی طرح گہوڑون پر چڑہ کر لڑتی اور قومی جنگ کا حق ادا کرتی تہین اگر فوج میمنہ شکست کے
سبب پراگندہ نہ ہو جاتی تو صلاح الدین آج ہی عیسائیون کا قلع قمع کر دیتا -

صلاح الدین جس دن تنہا چند وفادار مملوکون کے ساتہ میدان جنگ مین کہڑا رہ کر اپنی بے نظیر استقلال
اور حوصلہ کا ثبوت دیا سپہ سالاری کا ثبوت دیکر پراگندہ اور شکست یافتہ فوج کو ترتیب دیکر حملہ آور ہوا تہا - اور فوج
میسرہ نے بکمال جانبازی سے عیسائیون کی امدادی فوج کو کاٹ کر اسلام کی آبرو کو بچا لیا - اور اس وقت

ترجمہ جو شخص میدان جنگ مین بلا ضرورت جنگی پیٹہہ پہیرے وہ ضرور عذاب الٰہی مین گرفتار ہوگا اسکا ٹہکانا جہنم ہے اور وہ بہت
بری جگہہ ہے ۱۲

عیسایون کی میمنہ اور قلب پر حلب اور موصل و بخار کے شاہزادگان اتابکیہ نے جو نور الدین کے خاندان سے تھے تقی الدین عمر کی شمولیت سے حملہ کیا۔ اور اس پر جوش جنگ کو دیکھہ کر عکا کے مسلمان محصورین سے بھی نہ رہا گیا اور بھرے ہوے شیر کی طرح شہر سے صف بستہ نکلکر عیسایون پر بلاے ناگہانی کی طرح ٹوٹ پڑے اور کشتون کے پشتے لگا دیے نتیجہ یہ ہوا کہ عیسائی فوج کا ہر ایک حصہ بھاگ نکلا۔ اور مسلمان دباتے ہوئے کیمپ کے کنارے تک پہونچ گئے اگر خندقون کی گہرائی مانع نہ ہوتی تو کیمپ کی کامل بربادی اور عیسایون کی ہلاکت مین کوئی دقیقہ باقی نرہا تھا۔
جنگ کے وقت صلاح الدین ایک ہی وقت مین ہر ایک جگہہ نظر آتا تھا۔ تل کیسان پر غلبہ پاتے ہی میمنہ کو اور وہان تازہ جوش پھیلا کر اور جنگ تازہ کرکے قلب مین اور قلب سے میسرہ کو نکل گیا۔ اور جو سامنے آیا اسکو مار کر فنا کیا اس روز سلطان نے دس دفعہ عیسائی فوج کی صفون کو بے خوف وخطر عبور کیا۔ ہر ایک رسالہ کو حملہ کی ہدایت خود دیتا رہا جو اسکی کمال درجہ کی شجاعت اور نڈر اور بے نظیر جرنیلی لیاقت کا کافی ثبوت ہے۔
اور اسلامی فوج برابر لڑ رہی تھی کہ کسی نے بلند آواز سے پکارا کہ مسلمانون کا مال و اسباب لٹ گیا ہے جسکی وجہ یہہ تھی کہ شکست کی صورت دیکھہ کر لشکر کے اوباش اشخاص نے لوٹ مچادی اس خبر کو سنکر مسلمان دل شکستہ ہوگئے اور صلاح الدین کی رائے کے موافق نہ لڑ سکے اور عیسائی بچ گئے سلطان نے وہ مال و اسباب جو اسلامی کیمپ سے فراری لے گئے تھے واپس منگا کر اصل مالکون کو دیدیا۔

سلطان کی بیماری اور عکاسے روانگی

جبکہ اسقدر فرنگی قتل کیے گئے انکی لاشون کی تعفن سے ہوا بگڑ گئی یہانتک کہ پہیل گئی سپاہی دھڑادھڑ بیمار ہونے لگے۔ حتی کہ خود سلطان بھی صاحب فراش ہوگیا۔ اور سخت درد قولنج مین مبتلا ہوا۔ جو اسکو پہلے بھی ہوا کرتا تھا۔ یہ حالت دیکھہ کر امرائے لشکر نے سلطان سے عرض کی کہ یہان کی آب و ہوا بگڑ گئی ہے۔ ہماری سب فوج کی حالت نازک ہورہی ہے حضور خود بھی بیمار ہین کیمپ کا یہان سے تبدیل کرنا مناسب ہے۔ چونکہ عیسائیوں کو ہمنے تنگ کیا ہوا ہے اس لیے یقین ہے کہ ہماری نقل مکانی کو غنیمت سمجھہ کر عکا سے چلے جائینگے ہمارا عین مدعا ہے اگر نہ گئے تو جبکہ آپ کو اور فوج کو بیماری سے افاقہ ہوگا تو پھر لوٹ کر خوب خبر لینگے سلطانی اطبا نے بھی اس رائے کی تائید کی اور سلطان کو بھی مجبورًا عام رائے سے اتفاق کرنا پڑا۔
پس ۴ رمضان کو سلطان خروبہ کی طرف کوچ کر گئے۔ اور عکا والون کو سبب نقل مکانی سے اطلاع دیدی اور حفاظت کی تاکید کی افسوس کہ امرائے اسلام کا مشورہ غلط نکلا۔ اور انہونے جو خیال کیا تھا کہ اس طرح

عکا محاصرہ سے چہوٹ جائے گا۔ نتیجہ برخلاف پیدا ہوا۔ سچ ہے "اِذَا اَرَادَ اللّٰہُ بِقَوْمٍ سُوْٓءًا فَلَا مَرَدَّ لَہٗ وَمَا لَہُمْ مِّنْ دُوْنِہٖ مِنْ وَّالٍ" سلطان کے چلے جانے سے عیسائی خوش و خرم اور مطمئن ہو گئے اور عکا کا محاصرہ کر لیا اور اہل اسلام کی بہادرانہ ساعی کو جو ماہ شعبان میں جانون پر کہیل کر دکہائی تہی خاک مین ملا دیا۔ خشکی مین عیسائی خندقین کہودنے لگے اور مٹی کے پشتے اور مورچے بنانے لگے۔ عیسائی جہازون نے سمندر کی طرف سے اہل قلعہ کا دم ناک مین کر دیا۔ مسلمان قلعہ سے نکلکر حملہ کرتے لیکن عیسائی سوا بچاؤ کے کوئی زیادہ حصہ لڑائی مین نہ لیتے اور خندقون کے کہودنے مین لگے رہتے کیونکہ وہ صلاح الدین سے بچاؤ اسی مین تصور کرتے تہے۔ اب جن امیرون نے عکا سے چلے جانیکی رائے دی تہی اپنی غلطی پر پچہتانے لگے مگر بیفائدہ سلطان بکثرت ربیزک عیسایون کی روزمرہ کی کارروائیون کی سلطان کو خبر دیتے تہے مگر سلطان بیماری سے لاچار تہا۔ ہل بھی نہ سکتا تہا۔ پیچ و تاب کہاتا تہا مگر کچہ انتظام نہ کر سکتا تہا لامراے لشکر نے صلاح دی کہ آپ یہین رہین اور تمام فوج کو عکا بہیجدین تاکہ لڑ بہڑ کر عیسایون کو خندق کہودنے اور دیوار بنانے سے مانع ہون مگر اس دوراندیش طبیب قوم سلطان نے صاف صاف کہدیا کہ جب مین خود ساتہہ نہو نگا تو تم کچہ بہی نہ کر سکوگے اور شاید موہوم فائدہ کی جگہہ نقصان زیادہ اٹہانا پڑے اس وجہ سے سلطان کی شفایابی تک اسلامی فوج کو خروبہ مین ہی بے دست و پا رہنا پڑا۔ دشمن نے اس عرصہ مین اپنے آپ کو خوب مضبوط کر لیا۔ ہر ایک انتظام کو درست کر لیا قلعہ کے جانبازان نہنگ مسلمان ہر روز قلعہ سے نکلکر محاصرین پر حملہ کرتے اور سیکڑون کو مار کر اور داد جہاد دیکر صحیح و سلامت قلعہ مین چلے جاتے جب صلاح الدین کو صحت ہوئی اور کام کرنے کے قابل ہوا۔ تو موسم جاڑا کا آگیا۔ برف باری نے ہاتہہ پاؤن باندہ دیے اسلیے مجبوراً وہین ٹہیرنا پڑا لیکن سلطانی بکہون راطلائع نے دشمن کا پیچہا نہ چہوڑا۔ عیسائی فوج کو جب رسد وغیرہ کیلیے باہر نکلنا پڑتا تو یہہ لوگ انکو لوٹتے مارتے قید کرتے غرضیکہ باہر قدم رکہا نہین کہ مسلمانون نے شکار کیا نہین جس سے عیسایون کو رسد و چارہ کی طرف سے بہت تکلیف اٹہانی پڑی جب سمندر کی طرف سے کوئی جہاز آجاتا تو تکلیف رفع ہوتی ورنہ اکثر روزہ ہی رہتا۔

نصف ماہ شعبان مین مصری لشکر بہی آپہونچا۔ جنکا سردار صلاح الدین کا بہادر بہائی ملک العادل سیف الدین تہا جو ہر ایک قسم کے سامان جنگ اور آلات قلعہ شکن و سامان محاصرہ بکثرت ساتہہ لایا تہا جسکو دیکہکے مسلمانون کے دل بڑہ گئے ملک العادل کے ساتہہ پیدل فوج بکثرت تہی جسکی یہان سخت ضرورت تہی مصری بری فوج کے پہونچنے کے بعد ماہ ذی قعدہ مین پچاس مصری جہازون کا بیڑا امیر حسام الدین لولو کے زیر حکم آپہونچا جو اپنے وقت کا مشہور بہادر امیر البحر تہا۔ سمندر کے حالات اور محاربات اور فن جہازرانی مین بے نظیر تہا۔ یہہ امیر البحر نے

امیرالبحر اپنے بیڑے کو ایسی حکمت عملی سے لایا کہ عیسائیون کو خبر تک نہ ہوئی اور بلائے ناگہانی کی طرح انکے سر پر آپڑا
عیسائی جہازون کو متفرق اور پریشان کر کے اموال و آلات چھین لیے اور فرنگیون کے دو بیڑے جہاز پکڑ لیے۔ جو رسد
و سامان جنگ سے لدے ہوئے تھے اُس کے بعد کسی فرنگی جہاز کو جرأت نہوئی کہ اسکا راستہ روک سکین
اور وہ بخیریت عکا پہونچ گیا۔ اور عکا مین ہر ایک قسم کا سامان ضروری پہونچ گیا۔ ماہ صفر ۵۸۶ ہجری مین
عیسائیون نے سنا کہ سلطان شکار کو چلا گیا ہے اور کیمپ سلطانی مین فوج قلیل ہے اور عکا کے نواح مین کیچڑ
بکثرت ہے جو اسلامی فوج کا مانع ہے اس وقت خندقون سے نکل کر مسلمانون کے کیمپ مین آپڑی۔
مسلمانون نے تیر و کمان پر ہاتھ رکھا لیکن عیسائیون کو روک نہ سکے اور وہ بڑھتے بڑھتے گھ آپڑے مسلمانون
نے بیحد بزرگانہ قدمی دکھائی اور کمال صبر و استقلال سے کام لیا۔ اور رات تک کشت و خون کا بازار گرم
رہا رات کے اندھیرے نے عیسائیون کو واپس جانے پر مجبور کیا۔ مگر سلطان صلاح الدین نے لڑائی کی خبر سنتے
ہی ہمراہیون کو اپنے بھائیون کی مدد کے لیے روانہ کر دیا جنکے پہونچنے سے پہلے ہی عیسائی لوٹ گئے
تھے۔

مسلمان رؤسا کی آمد

سلطان نے عام اعلان جہاد کے علاوہ جبکا اثر علما و مشائخ و عظیمین اسلام نے نہایت عمدگی سے مسلمانون
مین پھیلا دیا تھا مسلمان رؤسا کو خاص فرامین اور خطوط لکھے تھے دربار بغداد کو بھی ایک خط لکھا تھا جسکا مختصر
مضمون ذیل مین درج ہے۔ تین ماہ سے تثلیث اور توحید کا جنگی مقابلہ ہو رہا ہے اور سمندر کے پار تمام
ممالک کفار مین کوئی شہر۔ قصبہ گاؤن جزیرہ علاقہ ایسا نہین جہان مسلمانون کے برخلاف عیسائی جوش کو ہر ایک
ممکن طریق سے نہ ابھارا جاتا ہو اور اسلام کے ستانے کے لیے ہر ایک متنفس کو نہ بھڑکایا جاتا ہو۔ انہون نے
اپنے خزانے دفینہ اسی کام کے لیے وقف کر دیے ہین جنگی جہازات کثرت سے تیار کیے جاتے ہین
پیغمبرون کی یادگار زمین قدس کو لینے آرہے ہین۔ جوش یہان تک بڑھا ہوا ہے کہ امن سے زندگی
بسر کرنے والے اور گھرون عبادت گاہون مین خاموشی سے بیٹھنے والے لوگ بھی اپنے مال و متاع کو قربان
کر کے ہتھیار اٹھائے چلے جاتے ہین۔ گرجاؤن سے پادری مذہبی دفینے کرا دیے رہبان و مرتاض پالیسی کو چھوڑ کر برجوش
صلیبی جنگجو سلحشور بنکر نکل آئے ہین چھنے ہوئے صلیب کو واپس لینے کے لیے جو عیسائیون کے لیے ایک مصیبت عظیم ہے
مور و ملخ کی طرح آرہے ہین اگرچہ اب تک ننانوے ہزار سے زیادہ کفار پیادہ و سوار غازیون کی شمشیر بران کا طعمہ بنچکے
ہین۔ لیکن پھر بھی کمی نہین ہوتی جتنے مرتے ہین اُس سے زیادہ اور آجاتے ہین اُنہون نے اپنی نجات

کام دار صرف مسلمانون کے ستانے اور مارنے پر سمجھ رکھا ہے یہ وہی حالت ہے کہ ایک مسلمان پر جہاد دفاعی کر لیے
ہتھیار اٹھانا فرض ہے۔ اس کے بعد سلطان نے لکھا ہے کہ ایک جہاز مین تین سو حسین عورتین جزائر سے آئی
ہین جو عیسائیون کو اپنے حسن پر فریفتہ کرتی ہوئین مسلمانون کو لڑائی پر ابھارتی ہین اور خواہشمند مردون
سے کچھ دریغ نہین کرتین اور گناہگاری کیطرف بلاتی ہین۔ عیسائی فوج کی اس خدمت کو اعلی ثواب خیال کرتی
ہین۔

ایک خاندانی عیسائی بیگم اپنے جہاز مین پانچ سو شاہسوارون کو سوار کرلائی ہے! انکے ہمراہ نوکر غلام بھی ہین خرچ
وخوراک وغیرہ کے علاوہ حاجتمند کی نفسانی خواہشون کو بھی پورا کرتی ہے۔ ان کے علاوہ اور بھی کئی فرنگی عورتین شاہسوار
ہین جو زرہ بکتر پہنکر میدان جنگ مین شریک ہوتی ہین اور مردون کے دوش بدوش کھڑی ہوکر اپنے زنانہ
نازونیاز اور مردانہ ہمت سے سپاہیون کے دلون کو بڑھاتی ہین اور قربانی پر آمادہ کرتی ہین اور گھرون مین
انکی اور حاجتون کو پورا کرتی ہین اور اسکو عبادت اور ذریعہ سعادت جانتی ہین۔

ناظرین اخبار بین اس واقعہ کی اصلیت مین ہرگز شک نہین کرسکتے جنہون اخبارون مین پڑھا ہوگا۔
کہ انتخاب کے وقت ایک مشہور لارڈ کی بیگم نے ایک رائے دہندہ (ووٹر) کے رائے اپنے خاوند کے حق
مین حاصل کرنے کے لیے اُس رائے دہندہ کو بوسہ دیدیا تھا۔

سلطان نے نوجون کی طلبی اسوقت کی تھی جبکہ شاہنشاہ فریڈرک والی جرمنی کی آمد آمد کی متواتر خبرین
سلطان کو پہنچ رہی تھین جنکے غرق ہونے کا حال سابق مین ذکر کیا گیا ہے اگرچہ مسلمانون کا اسوقت کچھ
وہی حال تھا جیسا کہ خدا تعالی فرماتا ہے۔ "إِذْ جَاءُوكُم مِّن فَوْقِكُمْ وَمِنْ أَسْفَلَ مِنكُمْ وَإِذْ زَاغَتِ الْأَبْصَارُ
وَبَلَغَتِ الْقُلُوبُ الْحَنَاجِرَ وَتَظُنُّونَ بِاللَّهِ الظُّنُونَا هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُونَ وَزُلْزِلُوا زِلْزَالًا شَدِيدًا"
مگر شیر دل سلطان جو کوئی زمانہ حال کا سلطان نہ تھا کہ عیسائیون کی گیدڑ بھبکیون مین آجاتا اور محض کاغذی چال
بازیون سے ڈر کر یورپین دعاوی کو تسلیم کرلیتا اور اسلامی علاقہ فرنگیون کے حوالہ کرکے اسلام کو ہمیشہ کیلیے
غریب الوطن بنالیتا۔ اور قوم مین جبن و وہن کا مادہ بیج بوکر فرنگی جلال کو قائم کرتا اسکا نام صلاح الدین
اسم بامسمے تھا وہ اسلام کے نام پر قربان تھا اُس کے جملہ افعال تقلید صحابہ کرام اور تمام اعمال متبع خیرالانام
تھے مورخون نے سچ کہا ہے۔ "لو کان فی عصر النبی نزلت فی ذکرہ آیات" **مولف**

صلاح الدین اگر بودی بعہد حضرت نبوی — شدے آیت بشانش نزول از حضرت ربی
چو فاروق و علی در کار دین سرگرم او ماندہ — ہمیشہ تیغ خود را بر سر اعدای دین راندہ

ایسے پاکباز مجاہد فی سبیل اللہ کے آگے ایسی چالین کیا اثر کرسکتی تھین جواب دندان شکن دیا۔ جسکا ذکر

پہلے کیا گیا ہے اور خود فریڈرک قبل اس کے کہ اپنے اور صلاح الدین کے تحریری الفاظ کی صداقت کو معیار شمشیر پر
پرکھتا۔ موت کا شکار ہوگیا۔ مگر صلاح الدین نے شاہ جرمنی کی آمد آمد کی افواہین سُنکر حفاظت سرحد کے لیے شاہزادہ
ملک ظاہر اور ملک مظفر اور ناصر الدین بن تقی الدین اور عز الدین ابن المقدم کو فوجین دیکر سرحد پر روانہ کردیا۔
اور شاہزادہ ملک افضل بیمار ہوکر دمشق چلا گیا۔

عیسایون کا حملہ

عیسایون نے یہہ دیکھہ کر کہ مسلمانون کی فوج کم ہوگئی ہے اور بعض بہادر سردار چلے گئے ہین اور نیز یورپ
کی قومون مثلاً فرانسیون۔ انگریزون۔ فلمنش نے بمعہ مشہور سپہ سالار جیوفیس کے ماتحت اور جنوا۔ وینس۔
پیسا۔ اور صوبجات اٹلی کی فوجون نے جو پہلے عکا پہونچکر لڑائی مین حصہ لے چکی ہین اسی خیال سے کہ جرمنون
کے پہونچنے سے پہلے عکا کی فتح کی نیکنامی حاصل کرین۔ ۲۰ جمادی الاول ۵۸۶ھ ہجری اچانک مسلمانون
کے لشکر پر حملہ کردیا اور لشکر مصر پر جسکا سردار ملک عادل تہا ٹوٹ پڑے سخت گہمسان کا رن پڑا
مصریون نے عیسایون کو جنگی چہاؤنی تک آگے بڑہا لیا۔ جون ہی عیسائی لوٹ کی طرف جہکے مسلمانون نے
سخت حملہ کردیا۔ دوسرے دستے مصری نے عیسایون کی خندقون کی طرف جاکر رستہ روک لیا۔ اور کمکی
فوج کی آمد کو بند کرلیا۔ دونون طرف سے عیسایون کو مسلمانون نے بیچ مین لے لیا اور انسان و حیوان کو تلوار
کے گہاٹ اتار دیا۔ عیسائی حواس باختہ ہوگئے۔ دس ہزار عیسائی قتل کیے گئے۔
سلطان کی طلبی افواج پر بعض جگہہ سے وعدے اور بعض جگہہ سے فوجین آرہی تہین چنانچہ ملک عادل تو مصر کی
بری اور بحری فوج کے ساتھہ پہونچ ہی چکا تہا۔ اب سابق الدین والی شیراز اور عز الدین بن ابراہیم اور
ملک ظاہر حلب سے اور عماد الدین بن بہرام اور مظفر الدین اور عماد الدین زنگی بن مودود صاحب سنجار اور سنجر
شاہ بن سیف الدین غازی اور زین الدین بن یوسف والی اربل وغیرہ اور ترک و عرب مجاہدین پہونچگئے
خلیفہ بغداد نے بارود اڑانے والے اور چند ہوشیار کاریگر اور کام کرنیوالے آدمی اور بیس ہزار اشرفیان
روانہ کیے مگر سلطان نے دینار واپس کردیے جسکا یہہ مطلب تہا کہ یہان محب وطن سرفروش اشخاص کی
ضرورت ہے نہ کہ روپیہ کی واقعی وطن اور قوم کی سچی محبت کے لیے روپیہ پیسہ کی کوئی وقعت نہین ہوتی
اور زرپرست اچہی قوم کبہی ابہر نہین سکتی۔ سلطان تمام یورپ کا روپیہ سے کسطرح مقابلہ کرسکتا تہا
اور کرایہ کے ٹٹو بناکر مسلمانون سے کسطرح کام لے سکتا تہا اُسکا مددگار اور راہنما قومی جوش تہا جسکی
ہوتے نہ خزانے کی ضرورت ہوتی ہے اور نہ دفینہ کی ایسے قومی جوش نے نادار عربون کو دولتمند ایرانیون

اور دیمیون پر مظفر اور منصور کیا اور اس جوش نے یورپ کے ٹڈی دل سے شام کو بچایا جس جوش کے نہ ہونے سے آج مسلمانون مین ہر طرف سے سستی چہا رہی ہے اور جہان کہین جوش کم و بیش موجود ہے وہان مفلس و نادار بے سلاح و سلب مسلمان دولتمند قوم کے تربیت یافتہ افواج کا منہ توڑ مقابلہ کر کے اپنے ملک و قوم کی آبرو سنبھالے بیٹھے ہین روپے کی کمی کو حب قومی پورا کر سکتی ہے جسطرح کہ صلاح الدین نے کیا اور خواہ خود مصر کا والی تہا اور شام کے چند امصار اسکے قبضہ مین تہے باقی جملہ امرا اپنی اپنی ریاستون مین خود مختار حاکم تصور ہوتے تہے خلیفہ بغداد کے برائے نام ماتحت تہے۔

اس لڑائی مین محض قومی عصبیت سے ہر ایک شامل ہوا۔ اور اپنی اپنی فوج کا کفیل رہا گویا کہ متفرق دولت اسطرح جمع ہو گئی جن شرائط سے آج کل یورپ کی چہوٹی چہوٹی ریاستین قیام رکہتی ہین یہی طریق صلاح الدین نے ہر ایک رئیس سو رداخلیہ ریاست مین خود مختار تہا مگر فرنگیون کی لڑائی مین سب کی آواز ایک ہی تہی۔ یہہ اتحاد نور الدین اور صلاح الدین کی کوششون کا نتیجہ تہا۔ اور علمائے اسلام اور مشائخ کرام کی مساعی جمیلہ کا باعث تہا۔ اور اسی اتحاد کی آج کل اسلام کو ضرورت ہے جسکے دوبارہ بار آور نہ ہونے دینے کیلیے آج کل یورپ ہر ایک ممکن الوقوع تجویز عمل مین لا رہا ہے اور ہم روزمرّہ اخبارات مین پڑہتے ہین کہ کہین ذرہ بہی اس اتحاد کا گمان پڑتا ہے تو اہل یورپ آسمان کو سر پر اٹہا لیتے ہین اور اس اتحاد اسلامی مین مشکلات پیدا کرتے ہین خدا تعالی مسلمانون کو چشم بینا و گوش شنوا عطا کرے اور یورپ۔ کے بہرو پ سے نجات دے

آمدم بر سر مطلب۔

برجون کا جلایا جانا

عیسائیون نے مدت قیام عکا مین تین برج لکڑی کے بنا لیے تہے ہر ایک کا ارتفاع ساٹھ گز تہا اور فصیل قلعہ سے اونچے تہے ان برجون کو چمڑے۔ سرکہٹی وغیرہ دوا و ن سے جسکو آگ نہ لگ سکتی تہی لیپ محفوظ کیا گیا تہا۔ ہر ایک برج مین پانچ منزلین تہین ہر ایک منزل مین بہادر سپاہی بٹہائے گئے تہے جو رال کی ہانڈیان تیر و تبر قلعہ پر مارتے تہے ان برجون کو آہستہ آہستہ قلعہ۔ کے نزدیک لاتے تہے ۲۰ ربیع الاول ۵۸۶ھ کو تین طرف سے قلعہ پر حملہ کیا گیا اور محافظان فصیل کو مار کر ہٹا دیا اور خندق قلعہ کو مٹی سے بہرنے لگے قریب تہا کہ قلعہ بزور شمشیر فتح ہو جائے قلعہ والون نے سلطان کو ایک سمندری تیراک عیسی کے ذریعہ اطلاع دی کہ برجون کی آتش فشانی سے عنقریب ہم اور قلعہ لیے دشمن کے ہاتھ پڑ جائینگے صلاح الدین تمام فوج لیکر چاروں طرف سے ٹوٹ پڑا عیسائیون نے

کچھ فوج تو قلعہ کے مقابل چھوڑ دی اور باقی فوج لیکر سلطان سے معرکہ آرا ہوئے یہہ لڑائی برابر آٹھ روز
تک رہی ضرور قلعہ والون کو تو کچھ تخفیف ہو گئی مگر چونکہ عیسائی اپنے مورچون اور خندقون سے باہر نکلکر نہ لڑتے
تھے اس لیے سلطان کی کوئی پیش نہ گئی۔ اور مسلمانون کو یقین ہو گیا کہ قلعہ ہاتھ سے جاتا رہیگا کیونکہ برجون
کی آتش فشانی نے قلعہ والون کا دم ناک مین کر رکہا تہا۔ اور برجون کے جلانے کی جملہ تدابیر ناکام رہ چکی تہین
اس عرصہ مین ایک شخص مسمی علی بن حریف قوم ٹھٹھیا ساکن دمشق نے جو علم کیمیا کا بڑا ماہر تہا ایک مصالح تیار
کیا جسکے آتشی مادہ کو مٹی سرکہ وغیرہ کوئی چیز روک نہ سکتی تہی اور برجون کو جلا سکتا تہا جب مصالح تیار ہو چکا تو
امیر قراقوش حاکم عکا کے پاس حاضر ہوا۔ اور عرض کیا کسی برج پر میری تیار کردہ دوائی کی ہانڈی پہینک
دی جائے۔ برج جل جائے گا امیر قراقوش حاکم قلعہ نے جو جملہ تدابیر سے مایوس ہو چکا تہا جھڑک کر کہا کہ
سب صناع کاریگر تدبیرین کرتے کرتے تہک گئے اور تم ایسی شیخی بگھارتے ہو لوگون نے کہا کہ اس کو بہی اپنی
تدبیر کر لینے دو شاید خدا فائدہ کرے امیر نے منظور کیا اور صناع مذکور نے اپنی تیار کردہ دوا ہانڈی مین ڈالکر بذریعہ
منجنیق ایک برج پر پہینکدی چونکہ اس سے پہلے قلعہ والون کے جملہ آلات آتشی نکمے ثابت ہو چکے تہے اس لیے عیسائی
سپاہی متعینہ برج بے خوف و خطر ناچتے کودتے وہین جمے رہے مگر یہہ ہانڈی برج پر لگتے ہی بہڑک اوٹھی
علی مذکور نے پے در پے دوسری تیسری ہانڈی پہینک کر برج کو آگ لگا دی اور جو سپاہی پانچون منزلون
مین مقیم تہے معہ جملہ سامان جل کر بہسم ہو گئے۔ اسی طرح دوسرے اور تیسرے برج کو جلا کر راکہہ کیا گیا۔
جنکے سپاہی خوف کے مارے بہاگ گئے تہے یہہ تائید آسمانی دیکھہ کر صلاح الدین اور اس کے ہمراہی مارے خوشی کے
جامون مین نہ سمائے اور سجدات شکر آلہی بجائے علی صناع کو صلاح الدین کے پاس بہیجا گیا۔ سلطان نے
چاہا کہ انعام کثیر اور بیش بہا جاگیر عطا کرے لیکن اس سچے مسلمان نے اس کا صلہ لینے سے انکار
کر دیا۔ اور کہدیا کہ مین اس قومی خدمت کا صلہ صرف خدا سے چاہتا ہون۔

یہ صلاح الدین کی نیک نیتی اور سچی خیر خواہی قومی کا اثر تہا کہ اہل حرفہ تک بلا معاوضہ قومی کامون مین حصہ
لینا اور امت محمدی علیہ الصلوۃ والسلام کا بجا لانا اپنا فرض جانتے تہے۔ اور ایک عام مسلمانون کو کوئی بہاری
سی بہاری طمع اور لالچ اسلامی خدمت سے نہ روک سکتا تہا سلطان نے اس تائید غیبی کے بشارت نامہ تمام اسلامی
بلاد مین بہیجدیے اور مشرقی افواج کو طلب کیا۔ چونکہ سلطان نے اپنے ذاتی افعال اور جہادی حرکات
سے اسلامی دنیا کو خواب غفلت سے جگا دیا تہا۔ اور اپنے پرجوش قومی خدمات سے قوم کو ہمدردی اور اخوت کا
بہولا ہوا سبق یاد کرا دیا تہا۔ ما ترک قوم الجہاد الا عمہم العذاب "کا مضمون نتیجہ کا عینی مشاہدہ کرا دیا
تہا اس لیے وہ اس سچے اور دل سوز قومی خیر خواہ السلطان کی تعمیل ارشاد پر مستعد ہو گئے

اور شوق غزا کے لیے سلطان کی خدمت مین پہونچ گئے یہ سردار پہنچتے ہی میدان جنگ کو چلے جاتے اور کسی قدر
زد و کد کرتے اسی اثنا مین مصری جہازات کا بیڑا آپہونچا عیسائی جہازون نے روک لیا۔ لڑائی شروع ہوئی
سلطان نے خشکی کی طرف سے حملہ کیا لیکن عیسائی جہازون کی توجہ کو نہ ہٹا سکا عیسائیون نے مسلمانون کا اور
اور مسلمانون نے عیسائیون کا ایک ایک جہاز گرفتار کر لیا۔ باقی اسلامی جہاز سلامت عکا پہونچ گئے۔ اور
لڑائی مین عیسائی زیادہ مارے گئے خون کی ندیان بہ گئین ملک عادل کے خیمون سے لیکر سلطان کے خیمون تک
تین کوس کے فاصلہ تک عیسائی مردون کی لاشون سے میدان بھرا ہوا تھا۔ اس معرکہ مین عیسائی ایسے بدحواس
ہو گئے تھے گو کہ اپنی دس ہزار قیمتی جانون کے عوض مین صرف دس مسلمان مار سکے۔ سلطان نے اس فتح کے
بشارت نامے تیس چالیس خطوط لکھ کر ہر طرف روانہ کر دیے۔ عیسائیون کی پسپائی اور پراگندگی دیکھکر
مسلمانون نے قلعہ سے نکلکر عیسائی کیمپ پر حملہ کر دیا اور دل کھول کر مال و اسباب کے علاوہ عیسائی عورتین اور بچے
بہ تعداد کثیر قید کر کے قلعہ مین واپس چلے گئے کروسیڈر عیسائی جنکو محض رات کی تاریکی نے بچا لیا تھا جب واپس
آئے تو کیمپ کے تاخت و تاراج اور زن و بچہ کی گرفتاری سے سخت آہ و بکا کرنے لگے اس اثنا مین شاہ
فریڈرک کے غرق ہونے اور اسکی بہادر فوج کے ضائع ہونے کی خبر عیسائیون نے سن لی جس سے انکی بدبختی
اور مصیبت کی کوئی حد نہ رہی سرداران کو اسقدر مایوسی ہو گئی کہ اکثر یورپ جانے اور سلطان سے ذلیل
شرائط پر صلح کرنے کو تیار ہو گئے کہ دو یوم بعد یورپ سے ایک بڑا جہازات کا جسمین نئی قسمی انگریز اطالوی
فوجین تھین بسرکردگی ہنری کونٹ آف شامپین عکا پہونچ گئین جس سے عیسائیون کی پھر ایک دفعہ
ڈھارس بندھ گئی۔

کونٹ ہنری جسکو مسلمان مورخ رچرڈ شاہ انگلستان کا بھانجا اور فلپ شاہ فرانس کا بھتیجا کہتے ہین وہ
بہت کچھ نقد و جنس لیکر پہونچا تھا۔ اس کی خاص اپنی فوج دس ہزار تھی اٹلی فرانس اور دیگر بلاد کی فوجین اس کے علاوہ
تھین گویا جسقدر عیسائی سابقہ معرکون مین مارے گئے اس سے کئی گنا زیادہ دم پرجوش عیسائی آپہونچے
اور جسقدر زر و مال لٹا تھا اس سے بہت زیادہ زر و مال و اسباب آگیا اور یہی وجہ تھی کہ عیسائی ابتک سلطان
کے مقابلہ مین اٹے رہے اور سلطان باوجود سخت کوشش اور متواتر شکست دینے کے عیسائیون کا استیصال نہ
کر سکا۔ مگر پھر بھی یہ صلاح الدین کا مردانہ حوصلہ تھا کہ باوجود کثیر فوج کے اسی فوج کو یورپ کے بیحد ملخ تازہ دم
لشکرون سے لڑاتا رہا اور ہر موقعہ پر کامیابی حاصل کرتا رہا اوس نے کبھی ایک دم کے لیے حوصلہ کو نہین ہارا
اور ذرہ [illegible] نہین ہوا۔ جون جون عیسائی فوجین یورپ سے آتی تھین دون دون اسکا شیرانہ غضب تیز
[illegible] اور اپنی [illegible] طاقت کے سامنے اہل یورپ کے اجتماع کو چڑیون کا ڈار سمجھتا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ فتح

نصرت فوج کی کثرت پر نہین ہے بلکہ صبر وتحمل ہمت وبسالت کے علاوہ تائید الٰہی پر موقوف ہے یہی اوصاف تھے جو صلاح الدین کی حوصلہ کو ہمیشہ مضبوط رکھتے تھے۔

کونٹ ہنری (کندہیری) کی کوششین

کونٹ ہنری کے آنے سے عیسایون کے حوصلہ بڑہ گئے اور جوش تازہ ہوگئے تھے اور انہون نے پھر مسلمانون سے قسمت آزمائی کا ارادہ کیا سلطان کا جہان کیمپ تہا وہان مردون کی لاشون سے ہوا بگڑ گئی تہی۔ اور میدان جنگ بہی تنگ تہا۔ اس لیے سلطان نے ۲۷ جمادی الآخر کو موضع خروبہ کی طرف کیمپ بدل لیا جس سے بہادران اسلام کے لیے میدان وسیع ہوگیا۔ کونٹ ہنری نے عکا کے گرد منجنیقین اور تیر مارنے اور آتش فشانی کی کلین نصب کرین اور عکا پر متواتر حملے شروع کردیے مگر محصور مسلمانون کی پرزور مدافعت اور پرجوش شجاعت کے سامنے کچھ پیش نہ گئی بلکہ قلعہ سے نکلکر ایسا زور سے حملہ کیا کہ عیسایون کو بہگا کر انکی تمام کلین جلادین اور قلعہ شکن سامان توڑ تاڑ کر لوٹ لیا۔ اور ہزارون کو مار کر اور فتح کا نشان اُڑاتے ہوئے قلعہ کو واپس چلے گئے۔ بہادران اسلام قلعہ سے ایسے نکلتے جیسے کوئی مشتاق شکاری شکار کے لیے نکلتا ہے اور حسب پسند شکار کہیل کر واپس چلا جاتا ہے اور یہ انکا روزمرہ کا معمول تہا تین سال تک اسی طرح لاکہون کے سامنے ہزارون کا اڑا رہنا سوا عکا کے مسلمانون کے اور کہیں نظیر نہین ملتی محصور مسلمان ایک ایسے لمبے محاصرہ کے مصائب اور تکالیف نہایت مردانگی اور شجاعت اور بہادرانہ استقلال سے برداشت کرتے تہے امیر قراقوش اور مدلکوب اپنے سپاہیون کے دل بڑہانے کی کوششون سے کبہی نہ تہکتے تہے کبہی زور سے اور کبہی مدلاست سے کام لیتے تہے ہر ایک خطرہ کے موقعہ پر ہوشیار اور جانباز جرنیلون کی طرح خود موجود ہوتے قلعہ سے نکلکر کئی دفعہ عیسایون پر حملہ کیا اور کلین جلا دین اور قتل وغارت اور قید ونہب سے عیسایون کو نقصان پہونچاتے رہے اور مار بہگاتے رہے اور عکا کا اس قدر دراز تک محصور رہنا اس امداد اور کمک کی وجہ سے تہا جو سلطان پہنچاتا محصورین کو پہنچاتا رہتا تہا سمندر کی طرف سے کمک اور ذخائر غلہ وغیرہ پہنچتے رہتے تہے۔ کندہیری کی کئی جو کلین جلائی گئین تو پہر ادسنے اور کلین اور منجنیقین لگائی چاہین۔ لیکن عکا کے بہادرون نے چند اور حملون سے کونٹ ہنری (کندہیری) کو کامیاب ہونے نہ دیا۔ اسکے بعد کونٹ ہنری نے شہر سے دور مٹی کا ٹیلہ بنانا شروع کیا اور مٹی ڈالکر اسقدر قلعہ کے نزدیک لے آیا کہ قلعہ شکن آلات مناسب موقعہ پر نصب ہوسکین لیکن عکا والون نے اس تدبیر پر بہی پانی پہیر دیا۔

اسوقت عکا والون کے پاس خوراک کم ہوگئی صلاح الدین نے اسکندریہ حکم بہیجا کہ غلہ گوشت وغیرہ اشیا خوردنی جہازون مین بہر کر عکا بہیجدین مگر اس کی تعمیل مین دیر ہوگئی اس لیے صلاح الدین نے اپنے نائب بیروت کو لکہا جس نے چند جہاز ہر ایک قسم کے سامان سے بہر کر عکا کو روانہ کیے ان جہازون نے یورپین وردی پہن لی اور جہازون پر صلیبی نشان کہڑا کر دیا عیسائی جہازون نے اپنا قومی جہاز تصور کر کے کچہ روک ٹوک نہ کی اور جہاز بخیریت عکا پہونچ گئے جس سے مسلمان باغ باغ اور قوی دل ہوگئے اور پہر اسکندریہ سے بہی رسد وغیرہ ضروری سامان پہونچ گیا۔ اس سے پایا جاتا ہے کہ اسوقت مسلمانون کی جہازی تعداد گو کم تہی اور تمام یورپ کی اقوام کے مقابلہ مین کم ہی ہونی چاہیئے تہی لیکن جہازی اور بحری لیاقت مین مسلمان عیسائیون سے فائق تہے جو اس طرح ڈہونڈہاتے ہوئے عکا پہونچ جاتے تہے اسی اثنا مین یورپین ملکہ ایک ہزار چیدہ سوار کروسیڈر لیکر فلسطین کو آرہی تہی جسکے جہازون کو اسکندریہ کے نواح مین مسلمانون نے پکڑ لیا۔ اور ملکہ کو قید کر لیا۔

کبوتر اور پیراک

عکا کے محاصرہ مین نامہ بر کبوترون نے خوب کام دیا۔ سلاطین شام مین سے شاید سب سے پہلے نورالدین محمود نے نامہ بر کبوترون کی ڈاک کی چوکیان جنمین شہور مشہور چالیس کے قریب تہین اپنے تمام ممالک مین ایران سے لیکر مصر اور حلب کی شمالی حد تک مقرر کین اور اس مفید اور کارآمد جانور کی تربیت و تعلیم کے لیے خاص محکمہ مقرر کیا۔ چنانچہ محاصرہ عکا کے وقت لشکر سلطانی اور محصورین عکا کے درمیان کبوتر دونون طرف سے خبرین لاتے تہے خطوط کو کبوترون کے پرون یا گلے مین باندہ کر اڑا دیا جاتا تہا جو اپنی بلند پروازی کے سبب دشمنون کی ہر ایک زد سے بچ کر بخیریت منزل مقصود پر پہونچ جاتے تہے کبوترون کے علاوہ پیراک لوگون کی ایک جماعت تہی جو فن شناوری مین کمال رکہتی تہی جو بے خوف و خطر سمندر عبور کر کے خطوط پہونچاتے۔ اور بعض دفعہ اسباب کو بہی اپنے پیٹون سے باندہ کر عکا پہونچا دیتے۔ ان لوگون مین ممتاز عیسیٰ نام شناور تہا جسکو فن شناوری مین اسقدر کمال تہا کہ عیسائیون کے جہازون کے نیچے سے غوطہ لگا کر نکل جاتا۔ اور شہر مین خطوط اور نقدی پہونچا دیتا۔ ایک دفعہ عیسائیون کے جہازون کے نیچے سے گذرتا تہا کہ کسی نامعلوم حادثہ سے فوت ہوگیا۔ جب رسیدی کبوتر نہ آیا تو مسلمانون کو تردد ہوا۔ آخر لہرون نے اُس کی لاش کو کنارے پر ڈالدیا۔

اور خطوط اور ہزار دینار کی تہیلی اُسیطرح اُس کی کمر مین بندہی ہوئی ملگئی جس سے پایا گیا کہ کسی دریائی

حادثہ سے مرا ہے۔

شہنشاہ فریڈرک کے بیٹے کا عکا پہونچنا

جب کونٹ ہنری ہر ایک تدبیر مین ناکام رہ چکا اور اُسکے تازہ جوش ٹھنڈے پڑ چکے تو شاہ فریڈرک کا بیٹا فریڈرک ڈیوک آف سوابیا ایک لاکھ فوج کے باقی پانچ ہزار حصہ کو لیکر عکا پہونچ گیا۔ اور نامورِی حاصل کرنے کے لیے سرگرم ہوا اور اُس نے نہایت عجیب غریب دو کلین بنائین جن مہیب کلون کو دیکھکر مسلمان بہی متردد ہو گئے مگر مصریون نے جو اس فن مین استاد تہے تیرون کو نفط مین جلا کر چرخیون کے ذریعہ سے ان کلون پر مارا اُنہا جن سے دونون کلین جل کر خاک سیاہ ہو گئین۔ اور اہل جرمن کی تمام شیخی بہی کرکری ہو گئی۔

برج ذبان پر حملہ

عیسائیون نے سمجھ لیا کہ جب تک عکا مین فوج آلات جنگ علی برابر پہونچتا رہیگا۔ عکا فتح نہین ہو سکیگا۔ اس لیے اُنہون نے وسائل آمد و رفت کو روکنے کے لیے کوشش کی اور تجویز کی کہ عکا کا برج ذبان جلا کر وہان قبضہ کیا جائے یہہ برج بندر عکا کے منہ پر سمندر مین ایک پتھر پر بنا ہوا تہا اُسمین مسلمان سپاہی رہتے تہے جو مخالف جہازون کو روکتے اور مسلمان جہازون کی آمد و رفت کے وقت امداد اور حمایت کرتے اس برج کی طفیل شہر کے مسلمانون کو اپنے جہاز کی امداد کرنے مین کوئی سدّ راہ نہ ہوتی اور عیسائی روکنے سے عاجز ہو جاتے عیسائیون نے برج ذبان پر قبضہ کرنے کے لیے تجویز کی کہ اپنے جہازون پر ایک بلند برج تیار کیا جسکو بارود اور ایندھن سے بہر دیا اور ایک دوسرا جہاز اسیطرح کا اسکی مدد کے لیے تیار کیا گیا جس سے غرض یہہ تہی کہ برج ذبان کے پاس پہونچکر آگ لگا دی جائے اور برج اور اس کے ساکنین کو جلا کر راکہہ کیا جائے ایک روز ہوا موافق تہی عیسائی اپنے جہاز برج ذبان کے پاس لے گیے اور آگ لگاتے ہی ہوا مخالف ہو گئی اور عیسائیون کو ہی جلانے لگی۔ اور ڈیوک آف ہسٹریا کے سوائے جس نے سمندر مین کود کر جان بچائی تہی تمام عیسائی سمندر مین غرق ہو گئے۔ اور مَنْ حَفَرَ بِئْرًا لِأَخِيهِ فَقَدْ وَقَعَ فِيهِ۔ کے قدرتی عذاب مین مبتلا ہو گئے۔

عیسائیون کا حملہ اور شکست

انہین دنون پوپ صاحب کا خط پہونچا جسمین بہادرانہ ترغیب و تحریص اور مذہبی جوش دلانے مین کوئی دقیقہ باقی نہ رکہا اور اطلاع کہ تمہاری مدد کے لئے تمام یورپ سے لگاتار کمک بہیجی جارہی ہے ہمت کرو اور بیت المقدس کو مسلمانون سے چہین کر نجات حاصل کرو۔

ان تحریرون سے عیسائیون کے حوصلے بڑہ گئے اور کونٹ ہنری نے کچھ فوج عکا کے محاصرہ پر چہوڑ کر باقی تمام فوج کا مع دل بیکر ۱۱ ماہ شوال کو نہایت جوش و خروش سے اپنی خندقون سے نکلا۔ سلطان صلاح الدین تو یہ بات مدت سے چاہتا تہا۔ فالتو اسباب کو تین فرسنگ پیچہے مقام ہیمون کو بہیجدیا۔ اور نہایت عمدہ انتظام سے مقابلہ ہوا۔ اپنے بیٹے افضل اور ظاہر ظافر کو قلب مین اور اپنے بہائی عادل ابوبکر کو معہ فوج مصر میمنہ مین اور عماد الدین والی سنجار اور تقی الدین والی حماۃ اور سیف الدین والی جزیرہ وغیرہ امرا کو میسرہ مین کہڑا کیا۔ اور خود چیدہ فوج لیکر الگ کہڑا ہوگیا۔ تاکہ جدہر ضرورت ہو وقت پر پہونچ کر مدد دے سکے لیکن عین موقعہ جنگ پر سلطان کو وہ درد شروع ہوگیا۔ جو اسکو ہمیشہ ہوا کرتا تہا اس لیے پہاڑی پر ایک مختصر سا خیمہ لگادیا۔ جہان سے وہ نقشہ جنگ دیکھ سکتا تہا۔ عیسائی پہلے تو نہر کی شرقی جانب چلے اور نہر کے سرے پر پہونچکر اسلامی لشکر کے انتظام اور بے بدل ترتیب کو دیکہ کر دہک گئے اور سمجھ لیا کہ ایسے منتظم اور تو عددان بہادر صفون پر حملہ کرنا جانون کو مفت گنوانا ہے مگر اسلامی ہراول نے بڑہ کر حملہ کردیا اور تیر بارانی کی کثرت سے جو آسمان کو تیرہ تار کردیا۔ عیسائی یہ دیکہہ کر نہر کی غربی جانب کو پہرے۔ لیکن اسلامی ہراول نے پیچہا نہ چہوڑا اور عیسائیون کو تنگ کردیا۔ اسلامی ہراول کی اس چہیڑ چہاڑ سے یہ غرض تہی کہ عیسائی جوش مین آکر آگے بڑہین اور حملے کے جوش مین اسلامی صفوف کے قریب آجائین اور کہلے میدان مین اسلامی شمشیر کے جوہر دکہا کر جنگ فیصلہ کن دکہائین۔ لیکن عیسائی مسلمانون کی اسقدر بیباکانہ مستعدی اور تندی دیکہہ اپنی خندقون سے نکلنے پر نادم ہوئے اور وہین ٹہیر گئے اور جون تون رات کاٹ کر صبح کے وقت عکا کو واپس ہوئے تاکہ خندقون کی پناہ مین شاہان یورپ کی آمد تک اپنا بچاؤ کرسکین واپسی کے وقت سلطانی ہراول نے دشمن کے بازون پر بہادرانہ ستبرد سے بہتون کو تیرون سے چہید ڈالا اور اکثرون کو تلوار و نیزہ سے مار ڈالا۔ دشمن اس خیال سے کہ مسلمانون کو ہماری مصیبت کا علم ہو۔ اپنے مردون کو اٹہا لے گئے۔ اگر صلاح الدین بیمار نہ ہوتا تو آج ہی عیسائیون کی طاقت کا فیصلہ کردیتا۔ سچ ہے " انما اللہ فی کل شئ حکمۃ ولہ امر ھو بالغہ ولا

۲۳ ماہ شوال کو مسلمانون کی ایک جماعت نے یہ گہات لگائی اور کچھ مسلمان بہادر کیمپ پر جا پڑے مسلمانون کی قلیل جماعت جانکر چار سو سوار نکل پڑے مسلمان بڑہتے بڑہتے عیسائی سوارون کو گہات سے آگے نکال لائے جنکے پیچہے گہات والے مسلمان قضائے مبرم کی طرح تلوارین کہینچ کر آپڑے

اور تمام عیسایون کو تہ تیغ کر ڈالا اس وقت سلطان نے عیسایون کا دم ناک مین کر دیا ہوا تہا۔ مورچون سے کوئی عیسائی نکلتا نہین کہ مسلمانون نے شکار کیا نہین رسد کی اسقدر قلت تہی کہ ایک دانہ تک خشکی کی طرف سے انکو نہ پہونچ سکتا تہا۔ یورپ کے جہاز ہی نہین پہنچے تہے۔ سابقہ ذخیرے ختم ہو چکے تہے سخت قحط نمودار تہا گندم کا ایک غرارہ (پیمانہ کا نام) دو سو دینار کو بکنے لگا۔ فاقہ کشی کا یہان تک زور ہوا کہ مویشی اور گہوڑون تک کہا گئے۔ جاڑے اور سمندری طوفانون کے سبب بحیرہ شام مین کوئی جہاز نہ آسکتا تہا۔ عیسایون نے موجودہ جہازون کو بہی جو خلیج عکا مین نہین ٹہر سکتے تہے مجبوراً صور کو بہیجدیا۔ جس سے عکا کا بحری رستہ کہل گیا اور محصورین عکا نے صلاح الدین سے محاصرہ کی طویل مصائب اور تکالیف کی شکایت کی صلاح الدین نے اپنے بہائی ملک العادل کو تبدل افواج پر مقرر کیا جو کوہ حیفا مین جا اترا اور تمام اسلامی جہاز اور کشتیان منگالین جنکے ذریعہ عکا کی محصور فوج باہر نکال لی اور انکی جگہہ جدید فوجین اندر بہیجدین ان جدید افواج کے ساتھ بیس امرا داخل کئے گئے۔ لیکن یہہ انتخاب درست نہ تہا۔ یہہ لوگ تکلیف کی برداشت کرنے اور تجربہ و استقلال مین اُن پہلے محصورون کے طرح جفاکش نہ تہے جنہون نے مدت دراز تک حوصلہ اور مردانگی سے عکا کو بچایا تہا۔ جو امرا داخل کئے گئے وہ بہی کوئی خوشی سے داخل نہین ہوئے تہے۔ غرض کہ اس انتخاب مین سخت تساہل کیا گیا۔ جسکا نتیجہ بہگتنا پڑا۔

اس تمام جاڑے کے موسم مین سلطان بیمار رہا۔ اور رفتہ رفتہ ضعیف ہوتا گیا مگر فریقین مین برابر چہوٹی چہوٹی لڑائیان ہوتی رہین جاڑے مین مسلمانون کے ہاتھ پاؤن ہی بند تہے مگر زیادہ تر سلطان کی بیماری نے ہرج ڈالدیا۔ ورنہ ضرور سلطان عیسایون کی اسقدر کمزوری اور فاقہ کشی سے فائدہ اُٹہا لیتا۔ مگر مدبرون نے جب دیکہا کہ وہ خود تو کام کرنے کے قابل نہین۔ اور اسلامی امرا اور فوجین عرصہ دراز کی متواتر جنگون سے اکتا گئی ہین اور اپنے گہرون اور بال بچون کی ملاقات کو ترس رہے ہین انکو اپنے گہرون کو رخصت کیا۔ سلطان کے پاس سوائے چند امرا اور خاص اردلی رسالہ کے اور کوئی باقی نہ رہا۔ عیسائی لشکر مین ہرگز یہ جرأت نہ تہی کہ وہ سلطان کو تنہا رہنے کی صورت مین خائف کرسکین کیونکہ قلت رسد کو علاوہ مردون کی تعفن سے متعدی بیماریون نے عیسائی فوج مین عام ماتم برپا کیا ہوا تہا۔ اور بڑے بڑے نامور سردارون کو ہلاک کردیا تہا چنانچہ فریڈرک ڈیوک آف سوابیا شاہزادہ جرمنی بہی اسی موت کا شکار ہو گیا۔

فلپ شاہ فرانس اور رچرڈ شاہ انگلستان کا عکا پہونچنا

جون ہی جاڑے کا زور کم ہوا۔ فلپ شاہ فرانس ور رچرڈ شاہ انگلستان کی آمد آمد کی خبرین مشتہر ہوئی تو سلطان نے بہی اسلامی فوجون کی طلبی کے واسطے خطوط لکہے۔ واعظین خطیبون اور علما نے اسلامی بلاد مین جہاد کا وعظ شروع کیا اور موسم بہار کے آتے ہی امرائے اسلام اور مجاہدین کا آنا شروع ہوا مگر پہلے کی طرح امرا کی کثرت نہ تہی تقی الدین عمر نے تو غلطی سے اپنے گرد و نواح کے علاقہ سے جنگ شروع کر دی اور اسوجہ سے شامل جہاد نہ ہو سکا۔

۱۲ ربیع الاول ۵۸۷ھ ہجری کو یورپ سے امدادی شروع ہوئی اور نئی فوجین مور و ملخ کی طرح آنے لگین سب سے پہلے فلپ شاہ فرانس چہ بڑے جہازون کے ساتھ وارد عکا ہوا خود تو سلطان مقابلہ کو تیار ہو گیا اور حاکم بیروت کو حکم بہیجدیا کہ جنگی جہازات یورپین بیڑے کے لیے روانہ کرے جسکی تعمیل مین اسلامی جہازون کا مقابلہ پانچ انگریزی جہازون سے ہو گیا۔ یہہ جہاز رچرڈ شیر دل نے پہلے روانہ کیے تہے اور خود جزیرہ سائپرس مین ٹہیر گیا تہا۔ جہازی لڑائی مین مسلمانون نے فتح پائی اور مال و اسباب لوٹ لیا۔ اور سپاہی قید کر لیے۔ رچرڈ دہوکہ سے سائپرس پر قابض ہو گیا۔ جو پہلے یونیون کے قبضہ مین تہا اور سائپرس مین تاخت و تاراج کا بازار گرم کیا۔ سائپرس کو فتح کرتا ہوا۔ رچرڈ ۲۵ جہازون کے ساتہ ۱۳ جمادی الاول کو عکا پہونچ گیا جسکی آمد پر تمام عیسائی لشکر مین چراغان کی گئی اور پر جوش خوشیان منائی گئین۔ اور عیسائیون کے حوصلے بہت ہی بڑہ گئے۔ ایک سلطانی جہاز نے جوش تہور سے رچرڈ کا مقابلہ کیا لیکن مایوس ہو کر کپتان جہاز نے اپنے جہاز کے تختے توڑ دیے اور اسباب غرق کر دیا اور دشمن کو فایدہ نہ اٹہانے دیا۔

اب عکا کی دیوارون کے نیچے وہ تمام سپاہ سالار اور جنگجو بہادر موجود تہے۔ جن کی ذات پر یورپ کو فخر تہا۔ فرنگیون کے کیمپ سے شاہانہ ہیبت کا نظارہ دکہائی دیتا تہا۔ اور دیکہنے والون کے دلون کو ہلا دیتا تہا۔ اور اسباب ظاہری پر مٹنے والون سے عیسائیون کی کامیابی کا اقرار کرا لیتا تہا یورپ کی اسقدر مختلف قومین اس صلیبی جنگ مین شریک تہین کہ انکے قیدیون کی زبان سمجہنے کے لیے بہی مسلمانون کو مترجم نہین ملتے تہے۔ یورپ کے ہر ایک خطہ نے اس لڑائی مین حصہ لیا لیکن اسلامی دنیا کا حصہ کثیر۔ مراکو۔ بربر۔ سپین۔ ہندوستان۔ ترکستان۔ شرقی ایران نے کوئی حصہ نہ لیا۔ صرف مصر اور شام کے بعض امصار جو سلطان کے زیر حکم تہے۔ اُس کے علاوہ۔ عراق جزیرہ اور شام کے باقی بلاد کے امرا اور بعض عرب

مجاہدین بھی اس معرکہ مین شامل ہوسکے جنکی تعداد یورپ کی افواج سے بہت ہی کم تھی مگر یہ فوج سلطان صلاح الدین کے ماتحت تھی۔ جو بہادرون کا سرتاج۔ اسلام کا خادم۔ قوم کا ہمدرد۔ امت کا خیرخواہ نانہ شناس بے نظیر سپہ سالار تہا۔ اس کے ساتھی گو قلیل تھے مگر اسلام کا سچا جوش رکھتے تھے وہ اسلام کی حمایت پر اپنی جانین قربان کرنا ہیچ سمجھتے تھے "وہ فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجَاهِدِيْنَ عَلَى الْقَاعِدِيْنَ" کی عزت بخش فلاسفی کو بخوبی جانتے تھے۔ انکو یقین تہا کہ جنگی طاقت کے بغیر قوم کی ہستی قائم نہین رہ سکتی اور اس حرارت کے بغیر قوم عزت کی زندگی نہین پاسکتی۔ اگر آج یورپ کے دانت کھٹے نہ کیے گئے۔ تو بیت المقدس ہی نہین بلکہ تمام مقدس مقامات معرض خطر مین آجائینگے۔ یہہ سعادت خدا تعالی نے صلاح الدین کے حصّہ مین لکھی تہی۔ کہ یورپ خواہ کسقدر زور لگائے۔ لیکن اسلامی اتحاد کے مقابلہ مین کچھ نہین کرسکتا اسی جنگ صلیبی سے یورپ نے یہہ مفید سبق سیکھ لیا ہے۔ کہ جہان تک ہوسکے سلاطین اسلام مین اتحاد نہ ہونے دین اور مسلمانون کے جتھہ کو وجود مین نہ آنے دین۔ مگر یاد رہے کہ فرمان الٰہی يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّحِقَّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَيَقْطَعَ دَابِرَ الْكٰفِرِيْنَ۔ لِيُحِقَّ الْحَقَّ وَيُبْطِلَ الْبَاطِلَ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ[۱] ہر ایک زمانہ مین اپنی صداقت کا ظہور دکھاتا رہے گا۔ بشرطیکہ مسلمان اُس کے احکام و کلمات پر عمل کرین۔ اور حق و باطل کی تمیز کے لیے قرآن و سنت کو معیار قرار دین۔ اور غیر اقوام کے قومی ملکی مذہبی دباؤ مین آکر خالص اسلامی مذاق کو نہ کھوئین۔ اور خدا کا شکر ہے کہ ابہی تک ایسے پاکباز اشخاص موجود ہین اور رہین گے جو اپنی اعلی فراست ایمانی سے غیر اقوام کی پیش کردہ مشکلات سے قوم کو بچانے کی کوشش کر رہے ہین۔ اور یقین ہے کہ وہ دن دور نہین کہ مسلمانون کی موجودہ کمزوری دور ہو جائے گی اور غیر اقوام کا رعب موہوم جاتا رہے گا۔

عکا پر رچرڈ اور فلپ کے حملے

عیسائیون کی ان بیشمار فوج کو جو تازہ جوش اور تازہ روح رکھتی تہی اپنے ارادون مین کوئی چیز روکنے والی نہ تہی انہین نے ، کلین پھینکنے کی کھڑی کردین اور رچرڈ سے پہلے ہی ۲ جمادی الآخر کو حملات شروع کردیے سلطان صلاح الدین جو دشمن کی مدافعت سے کبہی ایک لمحہ بہی غافل نہوا تہا فوراً عیسائی لشکر پر حملہ آور ہوا اور ایسی سختی سے حملہ کیا کہ عیسائیون کو مجبوراً شہر کی طرف سے رخ پھیرنا پڑا اسادر مسلمانان عکا نے شہر سے نکلکر عیسائی کلین بن جلا دین رچرڈ کے آنے پر بہی عکا پر متواتر حملے ہوئی لیکن ہر دفعہ ناکامی کے سوا کچھ فائدہ نہ ہوا۔ اسی اثنا مین فلپ و رچرڈ دونو بادشاہ بیمار ہوگئے۔ مجبوراً باقریباً سلطان سے خط و کتابت شروع کی سلطان نے محض شاہانہ خیال سے میوی

[۱] سورہ انفال پارہ ۹۔

اور برف وغیرہ جنکے لیے وہ ترس رہے تہے بہیجدیے اور کسی چال مین نہ آیا۔ رچرڈ اور فلپ کے صحت یاب ہونے پر نہایت جوش سے حملہ ہونے لگے اور کئی دفعہ بہادر (کروسیڈر) شہر کی دیوارون تک پہونچ گئے۔ لیکن جانباز محصورون نے ہر دفعہ انکو مار مار کر ہٹادیا۔ اور باہر سے شیر دل سلطان نے ان تہک غازیانہ کوششون سے عیسائی صفون کو چیر کر اور عیسائی ساعی کو ملیامیٹ کرکے قلعہ والون کے حوصلہ بڑہاتا تہا۔ اور "فاضربوا فوق الاعناق واضربوا منہم کل بنان" کا حق ادا کرتا تہا۔ اور یورپ کے بہادرون کو اسلامی شمشیر کے جوہر دکہاتا تہا۔

ابیات مؤلف

بجولان درآورد تازی نژاد — تزلزل در ایوان یورپ فتاد
ز تیغ اژدہا را دہن برکشاد — بصید نصاریٰ قدم در نہاد
کسی کو بجنگش سر افراختی — اگر کوہ بودے سرش باختے
چہ شیر و ہژبر و نہنگ و پلنگ — کہ حملہ بپیشش چہ روباہ لنگ
بہر سو کہ بازو برافراختے — سران یلان را بر انداختے
ز تیغ صلاح رچرڈ و شیردل — درافتاد حیران چو خر در وحل
نہ رائے کہ بہر دفاع جہد — نہ راہے کہ پس تر قدم در نہد
ہمہ آبروئے یلی باختہ — خنادیق را ماتمے ساختہ
شہ تیغ زن تیغ باری نمود — ز جملہ یلان گوئی سبقت ربود

سلطان کی یہ تمام پرجوش غازیانہ ترددات اور مجاہدانہ حرکات تمام غازیان اسلام کو فرمان رسول مقبول "افضل الجہاد ان یعقر جوادک ویہراق دمک" کا مصداق بنا رہا تہا۔ ہر ایک سردار فوج قومی جنگ کا حق ادا کرتا تہا۔ سلطان کا بہادر بہائی ملک العادل بڑہ بڑہ کر تہور اور شجاعت کے نمونے دکہاتا تہا۔
اس جنگ عظیم کا نتیجہ یہہ ہوا کہ قلعہ والون نے عیسائیون کی کلین وغیرہ پہر جلادین اور لوٹ مار کر قلعہ مین چلے گئے گو قلعہ کی فوج اب مرتی کہپتی بہت قلیل رہ گئی تہی۔ اور عیسائیون نے خشکی اور تری دونون طرف سے بیرونی امداد کو ہر طرح سے روکا ہوا تہا مگر باوجود اسقدر قلت اور شکستہ حالی کے پہر بہی بارہا قلعہ سے نکلکر یورپ کی مور و ملخ فوج پر حملہ آور ہوتے رہے کلین جلادین خندقین بہر دین۔ مورچے توڑ تاڑ دیے دمدمون کو اکہاڑ پہینکدیا اور جہاد حقا بڑا محتسبا۔ کا حق ادا کرتے رہے مگر افسوس کہ محاصرہ نہ اٹہہ سکا اور قلعہ کی فوج بہی متواتر لڑائیون سے تہک گئی۔

اب عیسایون نے جب یکہا کہ کلین ۔ وہا یے جلائے جاتے ہین ۔ اس لیے اب کی بار اپنے کیمپ کے نزدیک
مٹی کی ایک پہاڑی بنا کر کہڑی کر دی اور اُسپر متواتر مٹی پہینک پہینک کر اس مٹی کے ٹیلہ کو شہر کے نزدیک
پہونچا دیا ۔ یہانتک کہ ایک تیر کی مار کا نصف فاصلہ شہر تک رہ گیا جو شہر کو دہمکی دے رہا تہا مسلمان تلوارین
گینیان بیلچے لے کر شہر سے نکل آئے ۔ گو اُس عیسائی فوج کو جو تودہ کو بڑہا رہے لیے آتی تہی مار کر ہٹا دیا ۔ مگر
اُس عظیم تودہ کو اُٹہا کر نہ پہینک سکے کیونکہ لاکہون عیسایون نے جو کام کئی ہفتون مین کیا تہا وہ سیکڑون
مسلمان چند گہنٹون مین کس طرح کر سکتے تہے ۔ ہان اتنا کیا کہ اُس کے رستہ مین فراخ اور گہری
خندقین کہود ڈالین ۔

عکا کی مایوس حالت

اب قلعہ کی فوج قلت ۔ بیماری ۔ قحط سے دن بدن کمزور ہوتی جاتی تہی اور اپنی تکلیف اور مجبوری کی خبرین
کبوترون کے ذریعہ سلطان کو لکہتی تہی جس سے سلطان نہایت رنج و غم مین مبتلا تہا ۔ اور غمون سے
حواس باختہ ہو رہا تہا ۔ وہ دن رات بے چینی اور سواری مین گذارتا ۔ اور راتون کو نہ سوتا بہت کوشش سے
تہوڑی سی فوج قلعہ مین داخل کر سکا ۔ مگر فوج کی کمی بدستور رہی فصیلون کی حفاظت اور کلون کو ادہر
ادہر لیجانے اور عیسائی کلون کا جواب دینے کے لیے کافی سپاہی نہ تہے اور فصیل کا کچھ حصہ بہی
گر چکا تہا سلطان کے پاس اول تو بمقابلہ عیسایون کے فوج ہی کم تہی دوم عیسائی تو اپنے مورچون سے
باہر سر نکالتے ہی نہ تہے اور اُنکے مضبوط مورچون پر حملہ کرنا مسلمانون کو مفت کٹوانا تہا یورپ
سے مدد عیسایون کو برابر پہونچ رہی تہی ۔ اور قلعہ والون کے پاس فوج کے علاوہ سامان جنگ
وغیرہ بہی نہ رہا تہا ۔ عیسایون نے جو مٹی کا ٹیلہ بنایا تہا وہ شہر کے قریب پہونچ چکا تہا جسکی اوٹ
مین عیسائی اطمینان سے سرنگ وغیرہ لگا رہے تہے اور محاصرے مین شدت دکہا رہے تہی ۔ اس
ناامیدی کے عالم مین امیر سیف الدین علی بن احمد الہکاری المعروف بہ مشطوب جو امراے عکا
مین سب سے بڑا بارسوخ تہا فلپ شاہ فرانس کے پاس حاضر ہوا ۔ اور درخواست کی کہ اگر مسلمانون کو صحیح
و سلامت قلعہ سے نکلجانے دین تو حوالہ کیا جائے ۔ مگر شاہ فلپ نے یہ شرط پیش کی کہ مسلمان تمام بلاد
ساحل کو جو جنگ طبریاس کے بعد فتح کیے تہے دیدین یہ جواب سنکر امیر مشطوب نے کہا کہ مین اور میرے ہمراہی
شہر کے نیچے مر جاینگے اور عکا کی ایسی حفاظت کرینگے جیسا شیر اپنے گہر کی کرتا ہے مگر جو علاقہ ایک
دفعہ اسلامی تصرف مین آچکا ہے وہ عیسایون کو نہین دیا جا سکتا ہے مگر یہ صلح مذکور سے مایوس ہو کر اہل قلعہ

مین چلا گیا۔ اور شہر کے مسلمانون پر ضعف چھا گیا۔ افسوس کہ صلاح الدین نو سیکڑون جگہہ عیسایون کو اسی طرح امان دے چکا تھا اور عیسایون نے ایک جگہہ بہی اپنی انسانیت اور عیسویت کے لمبے چوڑے دعوون کو ثابت نہ رکہا۔

گو اب بہی شہر والے عیسایون کے حملہ کا جواب دیتے تہے۔ مگر وہ حفاظت کا پہلا پر جوش پہلو چہوڑ دیا گیا تہا۔ اسی اثنا مین رات کے وقت دو مسلمان امیر خفیہ طور سے مع متعلقین قلعہ سے نکل گئے جس سے قلعہ والون کی حوصلے اور پست ہو گئے۔ ہمتین ٹوٹ گئین۔ فوج پہلے ہی کم تہی۔ اس لیے اب ہلاکت کا صحیح نقشہ آنکہون کے سامنے پہر رہا تہا۔

عیسایون نے سلطان صلاح الدین کو قلعہ تسلیم کرنے کو لکہا جس نے اس شرط پر منظور کیا کہ جسقدر عکا مین مسلمان ہین اسیقدر عیسائی قیدی مین چہوڑ دونگا۔ لیکن عیسایون کی صلیب اعظم وغیرہ کے شرائط نے صلح نہ ہونے دی۔ سلطان نے عکا والون کو لکہا کہ رات کو جریدہ طور سے عکا سے نکل جائین اور باہر سے سلطان نے جملہ انتظام حفاظت درست کر لیا تہا۔ لیکن شہر سے نکلتے نکلتے صبح ہو گئی۔ اور دو عیسائی غلامون نے باہر کے عیسائی محاصرین کو خبر دیدی جنہون نے تمام رستے اور ناکے بند کر دئے اور قلعہ پر تمام فوج نے حملہ کر دیا۔ قلعہ والون نے جہنڈیون کے ذریعہ اپنی ہولناک حالت سلطان پر ظاہر کی جسکو دیکہ کر مسلمان فرط رنج و غم سے زار زار رونے لگے۔ اور عیسایون پر ٹوٹ پڑے۔ اسحملہ مین صلاح الدین سب سے آگے شیر غضبناک کی طرح تہا۔ حملہ ایسا سخت ہوا کہ عیسایون کے تمام بیرونی مورچے حفاظت کا بیر مسلمان حملہ آور فتح کرتے ہوئے انکی خندقون مین جا گہسے اور تلوارون سے دشمن کو ڈہیر کرنے لگے مگر ابہی خندقون سے گذرنے نہ پائے تہے کہ عیسایون کی فوج مور و ملخ کی طرح عکا کے مقابلہ پر تہوڑی سی فوج چہوڑ کر سلطان کے مقابل آ گئی۔ اب مسلمانون کو بڑہنا مشکل ہو گیا و ہین دیر تک گہمسان کی لڑائی ہوتی رہی۔ سلطان کے اس حملہ سے سوا اس کے اور کوئی فائدہ نہ نکلا کہ چند ہزار عیسائی تہ تیغ کیے گئے اور عکا کی فصیل پر صلیبی نشان لہرانے مین کچہ وقفہ پڑ گیا

عکا پر عیسائی قبضہ

امیر مشطوب مذکور کو جب یقین ہو گیا کہ سلطانی ساعی سے عکا کو کچھ فائدہ نہین پہونچ سکتا۔ اور خود عکا کی قلیل اور بے سر و سامان جان ہار فوج مدافعت نہین کر سکتی ناچار عیسائی کیمپ مین آیا۔ اور قرار پایا کہ مسلمان عکا سے صحیح و سلامت مع مال و اسباب نکلجائین اور قلعہ اور دو لاکہ دینار نقد

اور صلیب اعظم اور پانچسو معزز عیسائی قیدی دیے جائین علاوہ اسکے چودہ ہزار دینار نقد مرکبن والی صور
کو سلطان ادا کرین ۔
اور ایفائے وعدہ اور ادائے زر و مال کی مدت دو ماہ قرار پائی جب عہدنامہ پر دست خط ہو چکے اور قسمون
سے اطمینان کرچکے تو قلعہ عیسائیون کے حوالے کیا گیا ۔ اور یہہ واقعہ ۷ جمادی الآخر ۵۸۷ھ بروز جمعہ ہوا
سلطان جو کہ شہر کو بچانے کے لیے ایک آخری کوشش کرنے کی تیاری کر رہا تہا ۔ اور اس امر کے لیے بڑے بڑے
امرا اُس کے خیمہ مین مشورہ کر رہے تہے کہ صلیبی جہنڈے فصیل اور برجون پر اُڑتے دیکہے یہہ دیکہہ
سلطان حیران اور ششدر رہ گیا اور اُسکے رنج و غم کی حد نہ رہی سلطان کا رنج اس شفیق والدہ کی
طرح تہا جو اپنا پیارہ بچہ کہو بیٹہتی ہے مسلمان اُسکو تسلی دیتے تہے اور اُسکو کسی طرح تسلی نہین آتی
تہی ۔
عیسائیون نے قلعہ مین داخل ہوتے ہی عہدنامہ کو بالائے طاق رکہا اور عکا کے تمام مسلمانون کو قید
کرلیا ۔ اور بہانہ یہہ کیا کہ جب نقدی صلیب اعظم نہ دی جائے تو نہین چہوٹ سکتے ۔ اور سلطان سے
اس عہدنامہ کے شرائط پورا کرنے کے لیے خط و کتابت ہو رہی تہی لیکن سلطان کو اگرچہ ان شرائط
کا ماننا ناگوار تہا لیکن مسلمانون کی عزیز جانون کی رہائی کے لیے تیار تہا ۔ کہ عیسائی قیدی اور صلیب
دیدے چنانچہ دمشق سے قیدی منگوا لیے تہے اور ایک لاکہہ دینار بہی جمع کر لیے تہے ۔ لیکن فرنگیون کی بدعہدی
سے ڈر کر یہہ رائے قرار پائی کہ جب تک جدید قسمین نہ اٹہائین اور عیسائی فرقہ داویہ جو جملہ عیسائیون مین ایفائے
عہد مین مشہور تہا ضامن نہوا ۔ کہ مسلمان قیدیان عکا کو چہوڑ دیا جائے گا ۔ کچہہ بہی نہ بہیجا جائے اس لیے
سلطان نے شاہان یورپ کو لکہا کہ ایک لاکہہ دینار اور صلیب اعظم اور عیسائی قیدی بضمانت فرقہ داویہ
دینے کو تیار ہون اور باقی کے عوض رہن دیتا ہون تم مسلمان قیدیون کو چہوڑ دو ۔ مگر فرقہ داویہ نے
ضامن ہونے سے انکار کیا ۔ اور صاف کہدیا کہ ہمکو اہل یورپ کی قول و فعل پر کچہہ اعتماد نہین ۔ اور
شاہان یورپ نے جواب دیا کہ تم تو نقدی اور قیدی اور صلیب اعظم بہیجدو ہمارا اختیار ہوگا کہ جس مسلمان
قیدی کو چاہین رہا کرین اور جسکو چاہین قید رکہین اس سے عیسائیون کی غداری اور بیوفائی کا حال
کہل گیا ۔ عیسائیون کا یہہ منشا تہا کہ ادنی درجے کے مسلمانون مثلاً سپاہیون ۔ شاگرد پیشہ خدمتگارون
کم حیثیت اشخاص کو چہوڑ دین اور امرائے لشکر اور معتبر دولتمند ونکو قید رکہین اور بہاری زر فدیہ لیکر
رہا کرین ۔ مگر سلطان ایسا دہوکہ مین آنے والا کہان تہا ۔ اور ایسی کڑوی شرطین صرف مسلمانان
عکا کی رہائی کے لیے منظور کر رہا تہا ۔ ورنہ کوئی پست ہمت نہ تہا ۔ کہ اس طرح دب کر رقم کثیر اور

اور صلیب پینے کو تیار ہوجاتا۔

فلپشاہ فرانس بعض ضروری انتظاموں کے لیے صور چلا گیا اور رچرڈ ایک لاکھ فوج کے ساتھ عکا رہا۔ ۲۰ رجب ۵۸۷ ہجری منگل کے دن تمام عیسائی سوار و پیادہ شہر سے نکلکر مقابلہ سلطان کو روانہ ہوئے جو پہلے ہی اس انتظار میں بیٹھا تہا کہ کبھی عیسائی اپنے مضبوط مورچون اور خندقون سے نکل کر سامنے آئین۔ بس عیسائی فوج دیکھتے ہی بھرے ہوئے شیر کی طرح حملہ آور ہوا۔ **لمؤلفہ**

چو شیر گرسنہ کہ بر صید گور — در افتد بروجان شیرن بزور
ہمین سان در آمد شہ تیغ زن — نظام عدو را فگندہ ز بن
کسی را نہ آرزوئے نبرد — کہ پیشش در آید چو مردان مرد
چہ پیل و نہنگ و چہ شیر و پلنگ — ز تیغش کجا جان برد روز جنگ
بنوک سنان گردنان را ز زین — بر آورد سلطان و زد بر زمین۔
بہ رچرڈ و بماند ایچ تاب و توان — کہ شیر از نہ صولت نماند عیان
بعکا برفت او بجان حزین — ز سلطان شکستہ کمر شد چنین

مسلمانون نے پر زور حملون سے عیسائی مورچے چہین لیے اور چند بہادر جانباز مسلمان عیسائی صفون مین گہس گئے اور انسان حیوان کو یکسان تلوار کی گہاٹ اُتارنے لگے اور رات تک کشت و خون کا بازار گرم رہا رچرڈ جو عیسائیون مین شیر دل مشہور تہا اسلامی شیر کے سامنے گیدڑ نکلا اور نہایت یاس و حرمان کے ساتھ ہزارون بہادرون کی قیمتی جانین مفت گنوا کر عکا کو واپس ہوا۔

مگر اس شکست کا بدلہ لینے یار و مددگار بے دست و پا مسلمان قیدیون پر گرا کر اپنے نام کو ظالم سفاک غدار و مکار بیرحم کے ناپاک خطابون سے مخاطب کروایا جسقدر عکا کے مسلمان قیدی تہے ان مین سے چند امرا اور اہل دول کے سوا سب کو رسیون مین باندہ کر قتل کر دیا۔ اور پانچ ہزار یا تین ہزار مسلمان تہ تیغ کر کے بزدل اور نامردون کی طرح اُن مقتول عیسائیون کا بدلہ لیا کہ جنکو بہادران صلاحی نے میدان جنگ مین عین مقابلہ کے وقت شجاعت کے جوہر دکہا کہا کر ہلاک کیا تہا جو انسان ذرہ بہی رحم کا مادہ اور انسانیت سے مس رکہتا ہے وہ کبہی ایسی ذلیل حرکت کو نفرت اور کراہت بغیر نہین دیکہیگا یسلمان مورخ نہین بلکہ خود عیسائی مورخ رچرڈ کے اس مجنونانہ فعل پر تاسف کرتے ہین رچرڈ کو صرف قیدیان عکا پر ہی دسترس ہوئی مگر وہان اپنی شرافت اور انسانیت کا کچھ بہی ثبوت نہ دے سکا اور صلاح الدین نے سیکڑون امصار اور قلعہ فتح کیے مگر کسی عیسائی داخل امان کا قتل تو کجا بلکہ اُسکا مالی نقصان بہی کوئی روا نہین کیا یہ کہلے واقعات ہین جنسے رچرڈ اور صلاح الدین کے اخلاق و عادات کا مواز

بخوبی ہوسکتا ہے اور مذہب کی جانچ پڑتال کے لیے مقلدین مذہب کے افعال ہی کچھ وزن رکھتے ہین تو اسلام کا
پلڑا نہایت ہی جھکا ہوا دکھائی دیتا ہے -

سلطان نے جون ہی یہہ دلخراش خبر سنی تو ہوش حواس جاتے رہے رنج وغم کا کچھ ٹھکانا نہ رہا - بیقراری
وگریہ وزاری کرنے لگا واقعی ان مظلوم بہادرون کی یاد مین رجنہون نے برسون مذہب اور قوم کا نشان اعلم بر پا
کی چھلا کہہ فوج کے سامنے کمال استقلال اور تہور انہ جلال سے قائم ہی نہ رکھا تھا - بلکہ سیکڑون دفعہ قلعہ سے نکلکر
کی تمام تدبیر محاصرہ کو جلاکر خاک کرتے اور ہزارون کا گاجر مولی کی طرح کاٹ کر صحیح وسلامت نکلجاتے رہے
اسطرح رسون مین باندہ کر جانورون کی طرح ذبح کیے جا مین ماجسقدر رشیون دبکا کیا جاتا کم تہا -
سلطان جسکو ایک ایک مسلمان مجاہد فرزندون سے زیادہ عزیز تہا - اور اس حادثہ سے سخت بیتاب تہا
اگر پابند حکم خدا ورسول نہوتا اور اَوْفُوْا بِعَهْدِيْ اُوْفِ بِعَهْدِكُمْ [1] اسکے مد نظر نہوتا تو وہ بہی چند خونخوار کیطرح
عیسائی قیدیون کو جو ہزارون کی تعداد مین تہے ذبح کر ڈالتا مگر وہ پابندی شریعت محمدی سے مجبور تہا وہ قیدی پروار کرد
خصائل اور بہادرانہ عادات کے برخلاف جانتا تہا - اس لیے اس نے ایسی کوئی حرکت نہ کی جس سے وہ اخلاقی مجرم بنتا
ہان رجرڈ ونے آیندہ اسکو یہہ سبق پڑہایا کہ آیندہ معرکون مین وہ عیسائیون کی مدارات اکثر تلوار سے ہی کرتا
اب جبکہ امر کے لیے سلطان طالب صلح تہا جبہی ہاتہہ سے جاتا رہا یعنی مسلمان قیدی شہید کیے گئے اس لیے
لاکہہ دینار جمع شدہ بانٹ بونٹ دیے اور عیسائی قیدی اور صلیب دمشق بہیجد لیے اور نہایت جوش سے شہدا
عکا کا انتقام لینے کے لیے بہادرون کی طرح کہڑا ہوگیا - اور حملہ کردیا اس حملہ مین سلطان حملہ آورون کو
ہدایت کرتا اور خود ہی کمان کرتا - اور ہر ایک موقعہ پر خود ہی موجود ہوتا عیسائیون نے کوئی جرأت نہ کی
اور عیسائی میدان سے ہٹ گئے جسکا نتیجہ سوا اسکے اور کچھ نہ نکلا کہ سلطان نے ہزارون عیسائی میدان مین
اپنا دل ٹہنڈا کیا - اور مسلمان شہدا کی بیگور وکفن لاشون کو دیکھ کر گریہ وزاری کا عالم برپا کیا -

فرنگیون کا عسقلان کو کوچ کرنا

صلاح الدین بلاد ساحل کے انتظام کے احکام دیکر کچہ آگے بڑہ کر عیسائیون کی انتظار مین پڑ رہا اور عیسائی
کے ارادے سے حیفا کو چلے ساحل سمندر کو نہین چہوڑتے تہے عیسائی جہاز بڑی فوج کے ساتہہ ساتہہ محاذی چلتے
دو وجہہ تہین ایک تو عیسائیون کی رسد خوراک وغیرہ کا مدار جہازون ہی پر تہا کیونکہ خشکی کی طرف سے مسلمان
چہین لیتے تہے - دویم عیسائی فوجین صلاح الدین سے اسقدر مرعوب تہین کہ کسی سخت وقت پر صرف جہازون
کو ہی اپنے لیے جائے پناہ سمجہتی تہین گویا عکا کی گران قیمت فتح نے مسلمانون کی بہادری کا سکہ انکے دلون پر بہ

[1] پارہ ۱ سورہ بقرہ ۱۲

دیا تھا تین ہزار مقتول قیدیون مین عکا کے باشندے اور دکاندار اور خدمتگار وغیرہ لوگ داخل تھے پس انکو بعد
جنگجو مسلمان چند سو ہی رہ جاتے ہین مگر ان سیکڑون نے جس تہور سے لاکھون کا منہ پھیر پھیر دیا اور باہر
سے صلاح الدین نے باوجود قلیل فوج کے جس جان فروشی سے بارہا عیسائی کیمپ پر حملہ کیا۔ اور ہزارون کو
قتل کر کے واپس ہوا اُس سے عیسائی اسلامی شجاعت کا اندازہ کر چکے تھے اُنہون نے جان لیا تھا کہ جب عیسائی
صد چرا اور چند قلیل بہادران اسلام کو نہین روک سکین اور چھ لاکھ کی جمعیت سلطان کو نہین ڈرا سکی تو اب
ایک لاکھ یا اُس سے کچھ زیادہ فوج کیا کارروائی کر سکتی ہے اس خیال سے وہ اپنے بچاؤ کے لیے جہازات کو ساتھ
رکھتے تھے۔ سلطان بھی عیسایون کی روانگی کی خبر سُنکر مقابلہ کو روانہ ہوا۔ اور راستہ مین چارون طرف
سے ستانا شروع کیا۔ جب موقعہ پاتے عیسائی فوج پر اسطرح گرتے جسطرح شہباز چڑیون کی ڈار یا تیر شکار
پہ پڑتا ہے تیرون کی بوچھاڑ سے ان کو تیر و تار کر دیا۔ اور عیسائی فوج ساقہ کو مار کر بہتون کو قید کر لیا اور مقدمہ
سلطانی فوج نے تنگ کیا کہ قیساریہ تک پہونچنے مین جو بارہ فرسنگ کا فاصلہ تہا۔ ۶ دن لگ گئے۔ قیساریہ
پر سخت مقابلہ ہوا جسمین عیسایون کا بہت نقصان ہوا۔ یہان کچھ عیسائی فوج لشکر سے جدا ہو گئی جسکو مسلمانون نے
بعد جنگ قید کر لیا۔ قیساریہ سے عیسائی فوجین ارسوف کو روانہ ہوئین جہان سلطان پہلے ہی پہنچ گیا
تھا ارسوف تک راستہ تنگ قابل جنگ تھا اس لیے کہین بھی سلطان جم کر نہ لڑا اور ارسوف کے میدان
وسیع کو میدان جنگ قرار دیکر عیسایون سے پہلے مفید مقام پر ڈیرہ لگا لیا۔

ارسوف کا جنگ عظیم

سلطان نے ۱۴ رمضان ۵۸۷ ہجری کو ایسا سخت حملہ کیا۔ کہ عیسائی فوج کو مسلمان دباتے دباتے سمندر تک لے گئے
اور کئی ایک ڈوب گئے اور ہزارون قتل ہوئے یہ حالت دیکھ عیسایون کے بہادر سالارون نے نہایت عمدہ انتظام
سے دو دفعہ حملہ کیا اور دونون دفعہ پسپا کیے گئے۔ اس لڑائی کی جان رچرڈ شاہ انگلستان تھا جسنے ہر دفعہ
کمال شجاعت اور مردانگی سے مسلمانون کے حملہ کو روکا ہی نہین بلکہ خود بڑھ کر حملہ کیا اور اسلامی صفون میں
تزلزل ڈالدیا۔ مگر مسلمانون کے ایک منتخب دستہ فوج نے بحکم سلطان حملہ آور فوج کا بڑھ کر مقابلہ کیا اور "من
جاھد بنفسه وماله في سبيل الله فاذا لقي العدو يقتل فذلك الشهيد الممتحن في خيمة الله تحت
عرشه" کا اعزاز حاصل کر کے عیسائی حملہ آوری کی تندی اور جوش کو روک لیا اور شمشیر و سنان سے دست
بدست لڑائی ہونے لگی اور بہادرون کے خون کی ندیان بہنے لگین یہ حال دیکھ کر رچرڈ کو ہٹنا پڑا۔
مگر یورپ کی مختلف قومون کے پرجوش سالارون نے پھر مجتمع ہو کر ایسی تندی سے حملہ کیا کہ مسلمانونکی اگلی صفیں

نا نہ لاسکین اور بہاگ کر قلب مین پناہ گزین ہوئین جہان کہ وقار سلطان صلاح الدین خود موجود تہا میدان جنگ کے پاس ہی ایک گہنا جنگل تہا وہان مسلمان گہس گئے عیسائیون نے اس خیال سے کہ کہین عکا والی شکست نہ ہو جہان عیسائیون نے نقصان کثیر اٹہایا تہا اور یہان ابہی بہادر سلطان کافی فوج کے ساتھہ قلب مین موجود تہا اسلیے اس صورت شکست کو ایک فتح ہو کر سمجہہ کر آگے نہ بڑہے اگر بڑہتے تو ضرور سلطان فائدہ اٹہا لیتا الحق عیسائی تہ سنبہل گئے اس لڑائی کا نتیجہ ہر ایک فریق نے اپنے حق مین مفید جانتا تہا لیکن حق یہہ ہے کہ پہلے عیسائیون کو شکست ہوی اور پہر مسلمانون کو فرق یہہ ہے کہ رچرڈ شکست یافتہ فوج کے ساتھہ خود بہی اپنی جگہہ چہوڑ گیا تہا اور صلاح الدین بیخوف و خطر قلب مین جما رہا اور خود دشمن ہی خطرات سے ڈر کر میدان جنگ سے ہٹ گیا۔ واقعی اس لڑائی مین فریقین نے کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کیا اور قومی جنگ کا بخوبی حق ادا کیا۔ اس لڑائی مین عیسائیون کے صرف ایک ہزار سوار ہی قتل ہوئے تہے عیسائی یافا کو چلے گئے مگر یہان کوئی مسلمان نہ تہا اس لیے بلا مانع قابض ہوگئے اور صلاح الدین رملہ کو چلا گیا۔

عسقلان کی بربادی

صلاح الدین نے جب سنا کہ جب عیسائی عسقلان کا ارادہ رکہتے ہین اوسنے تمام سرداران فوج کی کمیٹی کی سب نے یہی رائے دی کہ ہم عسقلان کی حفاظت نہین کر سکتے کیونکہ ہماری پاس فوج اسقدر نہین جو عسقلان کو بہی بچا سکے اور دشمن کا مقابلہ بہی کر سکے اس لیے بہتر یہی ہے کہ عسقلان گرا دیا جائے تاکہ دشمن فائدہ نہ اٹہا سکے۔ پہلے عکا کی فتح سے دشمن کی طاقت بڑہ گئی ہے اور ہماری گہٹ گئی ہے اگر عسقلان جیسا مضبوط اور مفید شہر بہی عیسائی تصرف ہوگیا تو مسلمانون کے لیے دگنی مصیبت ہو جائیگی۔ سلطان نہین چاہتا تہا کہ عسقلان جیسے خوبصورت اور عالی شان شہر کو اپنے ہاتہون سے ویران کرے اس لیے اسنے اس رائے سے اختلاف کیا اور قلعہ مین فوج داخل کرنے کی تجویز کو پیش کیا۔ مگر امرا نے کہا کہ جبتک تم خود یا تمہارے بیٹے ہمارے ساتھہ داخل نہین ہونگے ہم ہرگز قلعہ مین پاؤن نہین دہرینگے تاکہ عکا والون کی طرح ہمکو بہی مصائب و تکالیف کا نشانہ بننا نہ پڑے۔ واقعی امرا کا یہہ عذر نہایت معقول تہا کیونکہ عکا کی دیوارون کے نیچے سو لڑائیان اور تو بڑی معرکہ عظیم عیسائیون اور مسلمانون مین ہوئی تہے اور محصورین عکا نے فوق العادۃ شجاعت کے ساتھہ بارہا قلعہ سے نکلکر دشمن کی تدبیر محاصرہ کو خاک مین ملایا اور ہزارون کو تہ تیغ کیا تہا اور سلطان اور اسکی ہمراہی فوج نے کئی بار جانون پر کہیلکر عیسائیون پر حملہ کئے اور باوجود قتل و بیماری سے کئی لاکہہ عیسائیون کے ضائع ہونے کے عکا نہ بچ سکا۔ اور رچرڈ کی ظلم و سفاکی کے سامنے صلح و امان اطاعت حلف عدہ کوئی بہی بہادرون کی جانون کا ضامن نہو

فوج کی شکست اسپر اور مستزاد تھی عسقلان مین فوج رکہی جاتی تو اسلامی طاقت تقسیم ہو جاتی - اور رملا مین قوت ہوتی ان تمام وجوہات سے سلطان کو اوسکے گرانے کی بات ماننی پڑی - اور عسقلان کو روانہ ہوا اور گرانیکا حکم دیا فوج کو فصیل وغیرہ کے گرانے پر مقرر کیا - اور خود رات دن کہڑی ہوکر نگرانی کرتا رہا - پہر ان کو پانی مین پہینکدیا شاہی گودام مین جسقدر غلہ وغیرہ وغیرہ موجود تہا لٹوا دیا - جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ذخائر اسقدر کثیر تہے کہ جلدی اٹہوائی نہین جاسکتے تہے یا کمی باربرداری سے اٹہا نہین سکتا تہا -

سلطان نے یہ دیکہہ کر کہ دشمن کے پہنچنے سے پہلے گرانیکا کام مکمل نہین ہوسکتا - آگ لگادی عسقلان کی بربادی سے سلطان کو اپنی اولاد کے ضائع ہونے کے برابر غم تہا لیکن اسلام کی ہمدردی اور مصلحت ملکی سے مجبور تہا - اگر عسقلان بحالت درستی عیسائیون کے قبضہ مین آجاتا تو عکا کی طرح انکے لیے ایک صدی تک عیسائیون کا محافظ اور مسلمانون کے لیے مار آستین بن جاتا -

۱۷ شعبان ۵۸۷ھ ہجری کو عسقلان ویران ہوا - اور یہان سے چل کر صلاح الدین رملہ پہونچا اور اسکا قلعہ گرادیا اور وہان سے بطور حزم بیت المقدس پہونچا اور اسکو مضبوط اور مستحکم کردیا - غلہ بارود وغیرہ ایک ضروری اشیا کو بیت المقدس مین بہردیا - اور ناقابل فتح بنادیا اور سب انتظام ٹہیک کرکے ۸ رمضان کو کیمپ کو واپس ہوا رچرڈ عسقلان کی بربادی دیکہہ کر متاسف ہوا - اسکی مرمت اور درستی مین مصروف ہوا - اور تمیس ہزار جنگجو سپاہی اس کام پر لگائے گئے جو دل سے ناخوش تہے جس سے پایا جاتا ہے کہ رچرڈ وقت ٹالنے کے لیے بہانا ڈہونڈتا تہا - اور صلاح الدین کی لڑائی سے جی چراتا تہا - ورنہ وہ ایک ویران شدہ جگہہ کی تعمیر پر روپیہ اور عزیز وقت کیون کہوتا - مرکس والی صور نے رچرڈ کی غداری معلوم کی تہی کہ وہ اس سے صور لینا چاہتا ہے اس لیے عکا سے بہاگ کر صور چلا گیا - اور اسکو مضبوط کرلیا - یہ شخص بڑا بہادر اور صاحب تدبیر تہا ان صلیبی لڑائیون کی روح رواں تہا اس نے رچرڈ کو لکہا کہ تم عیسائی فوج کی افسری کے لائق نہین ہو تمنے سنلیا ہوگا کہ عسقلان کو صلاح الدین نے ویران کردیا ہے جو اسکے ضعف پر دلالت کرتا ہے اگر مین تمہارے ساتہ ہوتا تو آج عسقلان پر صلیبی جہنڈا لہراتا نظر آتا اس سے پایا جاتا ہے کہ رچرڈ کوئی مدبر جنرل نہ تہا - خود اسکے ہم مذہب اسکو برا جانتے تہے وہ کسی طرح بہی صلاح الدین سے نسبت نہین رکہتا تہا -

فلپ شاہ فرانس تو عکا کی دندان شکن فتح اور صلاح الدین کی تیز دستی اور عیسائی لشکر پر بیبا کانہ تاخت و تاراج قتل و غارت کا بازار گرم دیکہہ کر سمجہہ چکا تہا کہ جب ایک شہر کے فتح کرنے مین چہہ لاکہہ عیسائیون کو پورے تین سال لگے ہین اور جسپر یورپ کے لاکہون بہادرون کی جانین قربانی دی گئی ہین اور کرورون کا خزانہ پانی کی طرح بہایا گیا ہے تو معلوم نہین کہ بیت المقدس پہنچنے تک کیا کیا مشکلات پیش آئینگے - اور جب ساحل سمندر پر جہان ہر ایک قسم کا

امداد یورپ سے پہونچ سکتی ہے وہان بار ہا قحط ۔ فاقہ و وبا مین مبتلا ہونا پڑا تو خشکی پر ساحل سے دور خصوصاً اسلامی علاقہ مین پہیر کیا کیا مصیبتین نازل ہونگی مسلمانون کا مذہبی جوش بہی غالب آتا اور بیت المقدس کا لینا آسان کام نہین اسلیے وہ اپنے دس ہزار اور پانچ سو سوار ڈیوک آف برگنڈی کے ماتحت چہوڑ کر فرانس چلا گیا ضرور رچرڈ کے ظالمانہ تشدد اور متکبرانہ انداز کا بہی اثر ہوگا لیکن فرانسیسی مورخ کے قول کے مطابق صرف اسی امر کو وجہ مراجعت قرار دینا واقعات کے خلاف ہے فلپ شاہانہ جاہ و جلال کے ساتھہ ٹھاٹھہ کا خیال رچرڈ سے کم نہین رکہتا تہا ۔ وہ فوج کثیر اور کمال مذہبی جوش کے ساتھہ بیت المقدس چہوڑانے آیا تہا ۔ وہ اس کام مین اپنے کسی حریف کے پیچہے رہنا پسند نہین کرتا تہا ۔ جبکہ رچرڈ اور دیگر امرائے یورپ صلاح الدین کے مقابلہ پر ابہی جمے بیٹہے تہے تو اسکا فرانس کو کہسک جانا قومی جرم اور مذہبی غدر کے علاوہ صاف بزدلی اور نامردی کا نشان تہا ۔ اگرچہ رچرڈ و بد مزاج تہا لیکن فلپ کوئی اس کے ماتحت نہ تہا ۔ وہ اکیلا بہی بہت کچہہ کرسکتا تہا ۔ جہہ کبہی باور نہین آتا کہ فرانسیسی مغرور قوم کا شہنشاہ انگریزی بادشاہ کے لیے اسطرح واحد حکومت اور اختیارات کا وسیع میدان خالی چہوڑ جاتا اور رچرڈ کو فتح فلسطین کی ناموری کیلیے اکیلا موقعہ دیتا ۔

بہرحال یہ امر صاف ہے کہ شاہ فرانس صلاح الدین کی بے نظیر جنگی لیاقت اور اُسکی فوج کی بہادرانہ بسالت دیکہکر سمجہہ چکا تہا ۔ کہ جن تمناؤن اور ارادون کو ساتہہ لیکر ہم وطن سے نکلے ہین انکا پورا ہونا محض خواب و خیال ہے ۔ بہتر یہی ہے کہ عکا کی فتح کو ہی کافی جانکر آبرو کے ساتہہ واپس چلا جائے ۔ واقعی فلپ کی فراست درست نکلی اس کے چلے جانے کے بعد رچرڈ نے قدم قدم پر ٹہوکرین کہائین اور غازیان اسلام کے سامنے کوئی بہی شیرانہ صولت نہ کہائی بلکہ ہمیشہ روباہ بازی اور گیدڑ بہبکیون سے پیچہا چہوڑاتا رہا ۔ اور جسکا جواب شیر دل سلطان کی طرف سے ہمیشہ

عروس ملک کسی در کنار گیرد چست کہ بوسہ بر لب شمشیر آبدار زند

کے بہادرانہ الفاظ مین دیا جاتا رہا ۔

۱۷ شعبان ۵۸۷ھ کو عسقلان ویران ہوا اور محرم ۵۸۸ھ مین رچرڈ نے عسقلان کو تعمیر کرنا شروع کیا ۔

سلطان کی مستعدی

صلاح الدین عسقلان سے ہٹ گیا اور اسکا قلعہ گرا دیا اور وہان سے جریدہ طور سے بیت المقدس پہنچا اور اسکو مضبوط اور مستحکم کر دیا ۔ غلہ بارود ہر ایک قسم کی ضروری اشیا بیت المقدس پہنچا دین اور سب انتظام کیا

ہلاک کر کے ۸ رمضان کو واپس کیمپ چلا آیا۔ یافا کی اقامت کے دنون مین رچرڈ چند سپاہیون کے ساتھ فرودگاہ سے نکلا اور تھوڑے سے مسلمانون سے مقابلہ ہو گیا۔ اور رچرڈ قید ہونیکو تھا کہ اُسکے ایک فادر فرانسیسی سپاہی نے رچرڈ کی جان بچائی اور خود مردانہ وار رچرڈ پر قربان ہو گیا۔ اسیطرح اور کئی واقعات بھی فریقین مین پیش آئے جنمین اکثر مسلمان غالب رہے۔

رچرڈ کو یافا سے قدم باہر نکالنا مشکل ہو گیا اور کوئی سپاہی فوج سے الگ ہوا نہین اور مسلمانون نے شکار کیا نہین اور عکا کے مظلوم مسلمانون کے بدلہ مین قتل کیا جاتا۔ سلطان خشکی کی طرف سے ایک تنکا بھی عیسائیون کو نہ لینے دیتا۔ بیت المقدس کے درمیانی مضبوط چوکیات کے علاوہ سلطان نے فرشتہ اجل کیطرح رچرڈ کا پیچھا نہ چھوڑا۔ کبھی ہراول کو جا لیتا۔ اور کبھی بازون کو تہ تیغ کر ڈالتا۔ اور جب کوئی مفید موقعہ نظر آتا فائدہ اٹھانے سے نہ چوکتا۔ سلطان کی مستعدی اور تھوڑے مسلمانون کی جانبازی کو دیکھ کر رچرڈ اور اُسکے ہمراہی حواس باختہ تھے۔

صلح کی تحریک

مرکیس والی صور نے یہ دیکھ کر کہ تمام یورپ کی فوجین مسلمانون کے پر جوش دلون پر کوئی اثر نہین ڈال سکین اور اُنکی مجموعی طاقت نے ایک شہر عکا کو بھی نہایت ہی گران قیمت سے فتح کیا ہے اب ساحل سمندر کے سہارے بغیر عیسائی فوجین خشکی کے علاقون مین قدم دھرنے سے ڈرتی ہین شاہ فرانس انہین مشکلات سے واپس چلا گیا ہے اور رچرڈ سلطان کے مقابلے سے جی چراتا ہے یہ بھی یون ہی کھسک جائیگا۔ پھر صلاح الدین سے عہدہ برآ ہونا مشکل ہے اسلیے مرکیس نے صلاح الدین سے خط و کتابت شروع کی اور لکھا کہ اگر مجھکو رچرڈ کی شرارت سے بچایا جاے تو مین عکا واپس دلا دیتا ہون سلطان کو اول تو اس عہد کی بات کا اعتبار نہ تھا دوم یورپ کے برخلاف اُنکی دوستی کا کچھ وزن نہ جانتا تھا سوم اُسکو اپنی فوج کی اسلامی جوش و شجاعت پر یقین تھا کہ یورپین فوجین زیادہ عرصہ تک مقابل نہین ٹھہر سکینگی اسلیے اس نے مرکیس کی درخواست پر توجہ نہ کی۔

رچرڈ نے بھی دل شکستہ ہو کر سلطانی [illegible] کے افسر عز الدین کے ساتھ صلح کی سلسلہ جنبانی کی جسکا جواب لڑائی مین ملا۔ پھر سلطان کے بھائی ملک العادل سے خط و کتابت شروع کی اور ملک العادل جو سلطان کی نسبت زیادہ نرم تھا اُس کے ساتھ رسل و رسائل سے رچرڈ کو کامیابی ہوئی اور ملاقات کی خواہش ظاہر کی اور گفتگوئے صلح کے درمیان جب بلاد ساحل کو طلب کیا تو ملک العادل نے ایسا سخت جواب دیا کہ رچرڈ ہکا بکا رہ گیا ملک العادل نے کہا کہ جب تک سلطان کی فوج کا آخری سپاہی بھی نہ مارا جائے وہ اسلامی فتوحات کو نہ چھوڑے گا۔

جب رچرڈ کی یہہ تدبیر بہی نہ چلی تو پہر لڑائی کیلئے ہاتھ پاؤن مارنے لگا مگر تہوڑی سی حرکت مذبوحی کے بعد پہر ملک العادل سے خط وکتابت شروع کردی اور شرائط مین یہہ ترمیم پیش کی کہ اگر صرف یوروشلیم اور صلیب اعظم دیجائے تو وہ یورپ کو چلا جائے گا۔ صلاح الدین نے جواب دیا کہ یوروشلیم کا چہوڑنا ہمارے لئے مذہبی گناہ ہے وہ ہماری مقدس عبادت گاہ ہے صلیب کی لکڑی ایک نشان بت پرستی ہے۔ اسکو واپس دیکر خدا اور رسول کے نزدیک بت فروش اور شرک پہیلانے والا نہین بن سکتا۔ یہہ وہی صلیب اعظم ہے جس کے لیے شہنشاہ قسطنطنیہ اور جارجیا مجکو بڑی بڑی بہاری رقم کا لالچ دے چکے ہین۔ لیکن مین عیسائیون کو صلیب دیکر پہر بت پرستی کی شرمناک رسم کو تازہ کرکے خدا و رسول کے نزدیک شرمسار نہین ہونا چاہتا۔ پس اس دفعہ بہی رچرڈ کی مراد پوری نہ ہوئی۔

تنبیہ

زمانہ حال کے مسلمانون کو صلاح الدین کی مضبوطی ایمان اور اتباع قرآن پر غور کرنا چاہیے کہ صلیب کی پرستش کو بت پرستی خیال کرکے نہ روپیہ کے لالچ سے اور تلوار کے خوف سے کسی طرح بہی گوارہ نکیا کہ اپنے عقیدہ کو دنیوی فوائد پر قربان کرے اور آج مسلمانون کے عقائد کا یہہ حال ہے کہ تصویرین کہچوائی جاتی ہین کمرون مین لٹکائی جاتی ہین اور سنگین بتون کی لاگت مین چندہ دیئے جاتے ہین اور ایسے جلوس مین بخوشی داخل ہوتے ہین حالانکہ اگر ذرہ بہی اخلاقی جرأت ہو اور اپنی ایمانی طاقت سے اسلامی عقیدہ کو ظاہر کردین تو اس آزادی کے زمانہ مین کوئی بہی مجبور نہین کرسکتا۔ مگر ایمان کی کمزوری سے خدا پرستی اور بت پرستی سے کوئی فرق نہین کیا جاتا جسکا نتیجہ یہہ ظاہر ہو رہا ہے کہ دن بدن مسلمان حقیقی اسلام سے دور ہوتے جاتے ہین اور اسلامی حمیت وحمیت کا مادہ کم ہوا جاتا ہے اور کوئی قومی کام بہی تکمیل کو نہین پہونچتا۔ اور مخالف اپنے مطالب نکال لیتے ہین۔

رچرڈ کی انوکہی چال

جب اس سے مطلب نکلا اور سلطان کی خواہش جنگ زیادہ قوی دیکہا۔ تو اب رچرڈ نے نئی چال چلا۔ اور یوروشلیم اور صلیب کی شرط چہوڑکر اور ملک عادل کے پہانسنے کے لیے اپنی بہن ملکہ جین کا نکاح ملک العادل سے کرنے کا ارادہ ظاہر کیا۔ یہ ملکہ شاہ سسلی کی بیوہ تہی اور اپنے خاوند کی جگہہ اکثر جزائر واقعہ بحیرہ روم کی مالک تہی رچرڈ نے چاہا کہ بیت المقدس اور دیگر بلاد ساحل سمندر مقبوضہ اہل اسلام ملک عادل کے قبضہ مین رہین اور عکا وغیرہ مقبوضہ فرنگ جین کے متعلق رہین اور اس طرح سے ملک العادل اور جین دونون فلسطین کے مالک تصور کیے جاوین۔

کہ عادل نے بذریعہ عماد یہہ تجویز سلطان کے سامنے پیش کی اگرچہ سلطان اور علماء اسلام کو اس حیرت انگیز تجویز
سے نہایت تعجب ہوا۔ لیکن انکار نہ کیا کیونکہ بظاہر اس مین مسلمانون کی عزت اور عیسائیون کی ذلت تہی۔
اگرچہ اس تجویز مین رچرڈ کی خاص ذاتی۔ ملکی۔ قومی۔ فوائد مضمر تہے اور شاید کبہی اسکا اثر عیسائیون کے لیے مفید نکلتا
لیکن پادریون نے بہن بہائی دونون کو دہمکایا۔ اور کلیسا سے خارج کرنے کا ڈر دکہایا۔ اور پوپ کے غضب و قہر
سے ڈرایا اس لیے یہہ نکاح رہ گیا۔ پادریون کی مخالفت کی وجہ صرف یہی نہین تہی کہ وہ مسلمانون کو بیدین
سمجہتے تہے۔ اور غیر مسیحی سے نکاح جائز نہین جانتے تہے بلکہ سوا اسکے وہ ایسی لڑائیون کو اپنی گرم بازاری
کا باعث جانتے تہے اور لڑائی کی مصیبت برداشت کرنے کا انکو بہت کم موقعہ ملتا تہا۔ پوپ صاحب کے نزدیک میدان
رزم یکسان تہی انہون نے کبہی اسلامی شمشیر کا ہولناک نظارہ نہ دیکہا تہا یہی پوپ صاحب کے چیلون اور جنگ آزما رچرڈ کے خیالات مین اتحاد
اس طرح ہو سکتا تہا۔ اور نہ وہ بہادر رچرڈ کی مشکلات کا اندازہ کر سکتے تہے جس نے ایسے نازک رشتہ کو ذریعہ صلح قرار دیا تہا۔
ان رد و پیغام اور انعقاد صلح کے دنون مین ملک عادل اور رچرڈ کئی دفعہ آپس مین ملے مل کر کہانا کہایا رقص و سرود
کی مجلسین منعقد ہوئین اور رابطہ اتحاد بڑہانے کی تجویز پر کہلے طور سے بحثین ہوتی تہین۔
جب نکاح رک گیا اور صلح نہ ہو سکی تو مشہور ہوا کہ رچرڈ بیت المقدس پر حملہ کرنا چاہتا ہے۔ اس لیے صلاح الدین
نے فالتو اسباب قلعہ نظرون مین چہوڑ کر رملہ کو کوچ کیا۔ اور عیسائی فوج کے قریب جا اترا اور راستہ روک لیا۔
مدت تک عیسائیون کے بڑہنے کی انتظار کرتا رہا۔ لیکن رچرڈ اور اسکے ساتہیون کا حوصلہ نہ پڑا کہ سلطان
سے مقابلہ کرین۔ ہان اس عرصہ قیام مین کئی ایک چہوٹی چہوٹی لڑائیان فریقین مین ہوتی رہین جنہین
مسلمان فتح پاتے رہے سلطان رچرڈ کو اکسانے اور تحریک دینے مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرتا تہا
رچرڈ کا راستہ روک لیا کہ واقعی وہ رچرڈ شیردل ہوتا تو صلاح الدین کو راستہ سے ہٹانے کے لیے شمشیر بکف ہوتا
اور شیرانہ لقب کا ثبوت دیتا۔ مگر حملہ تو ایک طرف رہا بمشکل اپنا بچاؤ کرتا رہا۔ اور صلاح الدین کا رچرڈ
سے کہہ دینا کہ حملہ کرنا فوج کو مفت کٹوانا اور اپنی جنگی لیاقت کو بٹہ لگانا تہا۔ اس لیے جب صلاح الدین
نے دیکہا کہ رچرڈ میدان مین نہین نکلتا۔ اور جنگ فیصل نہین کرتا تو لاچار ہو کر قلعہ نظرون کو چلا گیا
سلسلہ رسائل صلح مین سلطان نے یہ فائدہ اٹہا لیا۔ کہ یوروشیلم کو نہایت مستحکم و مضبوط کر لیا۔
جب جاڑے کا موسم آگیا اور سردی شدت سے پڑنے لگی۔ مینہ کی کثرت اور برف و باران
نے ہاتہہ پاؤن باندہ دیے اور دشمن بہی مقابلہ سے ہٹ گیا۔ اور فوج متواتر سلاح بندی
سے اور بے خوابی کڑاکے کے جاڑے اور طویل بیکاری سے گہبرا گئے اس لیے سلطان نے
کچھ فوج کو گہرون مین جانے اور آرام کرنے کے واسطے رخصت دیدی اور خود باقی فوج لیکر بیت المقدس

ملا گیا اور شہر مین داخل ہو گیا اور فصیل کی مرمت کا حکم دیا۔ اور جسطرف سے شہر پر حملہ ہوتے اور جسجگہہ دشمن کی کامیابی کا اندیشہ تہا اُنکو مضبوط اور ناقابل فتح بنا دیا۔ حلب وغیرہ سے عمدہ عمدہ کاریگر منگوا کر اور تمام وضیع و شریف اسکام پر لگا دیے تہے حتی کہ سلطان خود اور اوسکے شاہزادے عام مزدورون کی طرح کام کرتے تہے ایک دفعہ کاریگرون کے پاس پتھر نہ ہے سلطان خود دور دراز فاصلے سے پتھر چار پاؤن پر لاد کر لاتا تہا جس کی تقلید جملہ امرا اور سردارون لشکر اور فوج کو کرنی پڑی۔ صلاح الدین کا یہہ کارنامہ بجنسہ جنگ خندق کے مشابہ ہے جہان آنحضرت صلے اللہ علیہ آلہ وسلم اور اصحاب کبار خندق کہودتے رہتے تہے۔ اور صلاح الدین کی کامیابی کا یہی راز تہا کہ وہ جو قومی کام کرنا چاہتا تہا اُسکی ابتدا اپنی ذات اور اپنے خاندان سے حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کی طرح کرتا اور ہر ایک کام مین حصہ لیتا۔ اور مسلمانون کے حوصلے بڑہاتا اسلامی فتوحات اور گذشتہ تاریخی حالات سُنا سُنا کر ساتہیون کی سرگرمی بڑہاتا۔ اور عکا کے مظلوم شہدا کی ہول خیز شہادت قتل یاد کرا کر مسلمانون کو پر جوش بناتا۔

ماہ ربیع الاول ۵۸۸ھ مین دو شخص اسماعیلیون نے مرکیس والی صور کو قتل کر دیا یہ واقعہ قتل صلاح الدین کے اشارے سے ہوا یا رچرڈ نے کرایا۔ بہرحال عیسائیون نے ایک نہایت بہادر مدبر جفاکش سردار کہو دیا اور مسلمانون کو ایک خوفناک دشمن سے نجات ملی۔ مرکیس کی بیوہ کا نکاح اپنے رشتہ دار کونٹ ہنری سے کرا دیا اور اُسکو صور کا حاکم بنا دیا۔ اور اس رشتہ داری کی سلطنت بڑہانے کے لیے رچرڈ کو بہر جوش پیدا ہوا۔ اور ۹ جمادی الاول ۵۸۸ ہجری کو قلعہ داروم فتح کرکے برباد کر دیا۔

بیت المقدس پر رچرڈ کی چڑہائی

چونکہ صلاح الدین نے بسبب جاڑے کے اپنی فوج کو رخصت دیدی تہی اور اسوقت اُس کے پاس فوج کم تہی۔ رچرڈ یہہ خیال کرکے کہ صلاح الدین کے پاس مقابلہ کے لیے کافی فوج نہین بیت المقدس پر چڑہائی کی لیے تیار ہو گیا۔ صلاح الدین نے پہلے ہی انتظام شہر کی طرف سے اطمینان کر لیا تہا۔ برج وبارہ مین بہادر اور معتبر امرا کو مقرر کرکے باقی فوج قلیل کو لے کر مقابلہ کفار کے لیے نکل کہڑا ہوا۔ جو بیت المقدس سے دو فرسنگ کے فاصلہ پر آ پہونچا تہا۔

سلطان کے اسطرح بے باکانہ نکلنے کی چند وجوہات ہو سکتے ہین

(۱) وہ بار ہا تجربہ کر چکا تہا کہ کہلے میدان مین بہتسواران اسلام کے سامنے یورپ کے جوانمرد نہین ٹہیر سکتے۔

(۲) اسکو عکا کے محاصرہ سے تجربہ ہو چکا تہا کہ اگر فوج اور سامان جنگ قلعہ مین کافی ہو تو اہل یورپ قلعہ
فتح نہین کر سکتے اور بیت المقدس کا استحکام عکا سے بہی زیادہ تہا۔ اسکو اعتماد کلی تہا کہ رچرڈ بیت المقدس فتح
نہین کرسکتا۔ (۳) اگر وہ خود محصور ہو جاتا۔ تو بلادِ اسلام مین ایک ہن پڑ جاتا۔ اور مسلمانون کی بیرونی
فوج سے جسکے آنے کی بہت جلد امید تہی کوئی مفید کام نہ لیا جا سکتا۔ کیونکہ شیر پنجرے مین وہ کام نہین کرسکتا
جو کہلے میدان مین کرسکتا ہے۔

(۴) وہ فتح و شکست کو کثرت و قلت فوج سے وابستہ نہین جانتا تہا بلکہ اسکو خدا کی حکم "کَمْ مِنْ فِئَةٍ قَلِیْلَةٍ
غَلَبَتْ فِئَةً کَثِیْرَةً" پر یقین کامل تہا۔ وہ تلوار کا دہنی۔ ہمت کا قوی۔ دل کا مضبوط۔ غزا کا شائق
جہاد مین فائق۔ عزم کا پکا۔ تہور و شجاعت مین یکتا تہا۔ اسکو اپنی قلیل مگر مشتاق شہادت اور منتظم جنگ آزمودہ
فوج پر یقین تہا۔ کہ اسکی غازیانہ نگاہون مین دشمن کی کثرت کوئی وقعت نہین رکہتی۔ جن باتون سے اور لوگون
کا حوصلہ پست ہوتا ہے اون صلاح الدین کا دل زیادہ دلیر ہوتا تہا۔ دشمن کی کثرت جمعیت نے کبہی اسکو خوف
زدہ نہین کیا تہا۔ محاصرہ عکا کے وقت ایک دفعہ یورپ کے سیکڑون جہاز آ پہونچے اور مصاحبون کو ہراس ہوا
لیکن شیر دل سلطان کی پیشانی پر بل تک نہ آیا۔ اور جیسا کہ شیر بہیڑون کو یا شہباز چڑیون کو ہیچ جانتا ہے
اسیطرح سمجہتا رہا۔ صلاح الدین نے فوج سوارہ کے چند منتخب دستے مقرر کر دیے جنہون نے عیسائی فوج پر
ترکتازی (گردآوری) سے آفت برپا کی اور تاخت و تاراج اور غارتگری سے رچرڈ کا دم ناک مین کر دیا
اور ایک قدم نہ بڑہنے دیا۔ اب رچرڈ نہ تو صلاح الدین پر حملہ کرنے کا حوصلہ رکہتا تہا۔ اور نہ اسکو رستہ سے
ہٹا کر بیت المقدس پہنچ سکتا تہا۔ رسد کا ایک پرکاہ بہی بلا قیمت مسلمان لینے نہین دیتے تہے اور جو
رسد ساحل بحر کی طرف سے آتی تہی اسکو بہی سلطانی فوج سالم نہین پہنچنے دیتی تہی اور بیرونجات سے بہی مجاہدین
کی آمد شروع ہو گئی۔ پس رچرڈ نے آگے بڑہنا ناممکن اور وہان ٹہیرنا ہلاکت اور محصوری کا باعث سمجہا اسنے
شامی عیسائیون کو کہا کہ سب کے سامنے بیت المقدس کا نقشہ کہینچو۔ نقشہ سے معلوم ہوا کہ صرف شمالی جانب
ایک چہوٹی سی تنگ جگہ کے سوا اور سب طرف سے شہر ایک وادی سے محیط ہے رچرڈ نے وادی اور اسکی گہرائی کا
حال دریافت کیا۔ جواب ملا کہ نہایت عمیق ہے رچرڈ نے کہا کہ جب تک صلاح الدین زندہ ہے اور مسلمانون
مین اتفاق ہے بیت المقدس کا محاصرہ فضول اور تسخیر محال ہے کیونکہ اگر ہم شمالی جانب اترے تو باقی اطراف
غیر محصور رہین گین اور ہر ایک قسم کی امداد اندر پہونچتی رہے گی اگر ہمنے فوج تقسیم کر کے ایک طرف سے احاطہ کر لیا
تو صلاح الدین جسطرف نکلکر حملہ کرے گا اوسکا صفایا کر دے گا اور ہمارے ایک مورچے کی فوج دوسرے مورچے
والون کو محصورین کے حملہ کے خوف سے کوئی مدد نہین دے سکے گی۔ ورنہ تمام مال و اسباب لٹ جانیکا اندیشہ ہے

علاوہ اسکے محاصرہ بہت طول کھینچیگا اور ایام محاصرہ مین ہمکو خوراک و چارہ کی سخت ضرورت ہوگی اسلامی سوار علاقہ خشکی سے ایک تنکا تک لینے نہین دیتے ہر ایک چیز ساحل سمندر سے چلی آتی ہے جنکو مسلمان سلامت نہین پہنچنے دیتے اس لیے واپس ہونیکی تجویز پیش کی فوج جو پہلے ہی اسلامی بہادرون کی جانبازی سے حوصلہ ہار چکی تھی جنرل کی عمرا کو پسند کیا۔

یہہ اسباب جو رچرڈ نے بیان کیے ٹہیک تہے۔ اس سے وہ صلاح الدین کے عزم بالجزم استقلال و ہمت شجاعت استقامت اور مسلمان بہادرون کی غازیانہ جان فروشی کا صریح اعتراف اور اپنی اور اپنی فوج کی کمزوری اور ناقابلیت کو تسلیم کر رہا تہا۔ صلاح الدین کے لیے اس سے بڑہکر اور کیا فخر ہوسکتا ہے کہ بہادر دشمن اسکی بے نظیر لیاقت جنگی کا اقرار کر رہا ہے واقعی رچرڈ نے جو سوچا درست تہا عکا کے چند ہزار مسلمانون نے تین سال تک لاکہون کا بہادرانہ مقابلہ کیا تہا۔ اب بیت المقدس کی مضبوطی و استحکام کے علاوہ اسکا مذہبی تقدس مسلمانون کے لیے جانے لڑانے کے لیے بڑا محرک تہا اور صلاح الدین جیسے شیر کو محصور کرنا کوئی آسان کام نہ تہا۔ رچرڈ کو گو عیسائی مورخ شیردل وغیرہ القاب خطابات نادرہ سے ملقب کرتے ہین لیکن اس لقب کا مستحق رچرڈ نہین بلکہ صلاح الدین ہے جسکے دل پر ذرہ بہر بہی کبہی خوف و ہراس نہین آیا۔ رچرڈ کا صلح کے لیے خواستگار ہونا اور بار بار نرم شرائط بدل کر پیش کرنا اور نہایت نازک رشتہ کا واسطہ ڈالنا۔ صریح واقعات ہین جن سے رچرڈ کی غیر مطمئن حالت اور واپسی کے لیے بہانے ڈہونڈنے اور پیچہا چہوڑوانے کا راز کہل جاتا ہے۔

یوروشلیم سے واپسی کے وقت رچرڈ یوروشلیم کی طرف منہ کر کے کہڑا اور منہ کے سامنے ڈہال رکہکر کہا کہ جس شہر کے فتح کرنے کے واسطے مین آیا افسوس کہ اسکی طرف مین دور سے دیکہنے کے لائق بہی نہین ہون۔ سلطان سلطان نے عیسائیون کو واپسی کے وقت زیادہ ستایا اور بہت کچہ نقصان پہنچایا۔

اب رچرڈ نے مار دہاڑ شروع کی جسمین بہی مسلمان نفع مین رہے۔ سلطانی فوج نے چند فرنگی سوارون کو معہ ایک قافلہ رسد قید کر لیا اور تمام مال و اسباب لوٹ لیا۔

رچرڈ نے ایک مصر کا قافلہ لوٹ لیا اور سلطان نے یافہ کو دو روز مین بزور شمشیر فتح کر لیا اور لاکہون کا مال لوٹ لیا۔ عیسائی بہ تعداد کثیر قتل اور قید کر لیے رچرڈ بہی مدد کو پہونچ گیا۔ اور کچہ مقابلہ ہوا مگر نتیجہ نہ نکلا ایک مسلمان مبارز تن تنہا عیسائی فوج پر حملہ آور ہوا۔ اور کوئی مقابل نہ ہوسکا۔ پس دونون صفون کے بیچ مین کہڑا ہوکر کہانا مانگا۔ اور گہوڑے سے اتر کر کہانا کہایا۔ اور صحیح سلامت واپس آیا یہ ایک اسلامی جہو تہا۔ جسکا اثر دشمن پر ہولناک پڑا۔ مؤلف

جوانے برآمد بکردار باد جو شیر ژیان درمیان ایستاد

بہ تن زندہ پیل و بقوت فزون — بسے گردنان را نمودہ زبون
جوانے تنومند و شمشیرزن — جہان سوز و خونخوار و لشکر شکن
فنون سواری بدشمن نمود — میان طلب کرد و جولان نمود
ز فوج فرنگی نیامد کسے — کہ تا ورد جوید بدو اندکے
نصاری ازو روئے برتافتند — کہ در پہلوانی فزون یافتند
باخر فرود آمد از پشت بور — میان دو صف برنشستہ چو ہور
طعامے بیاوردہ پیشش نہاد — بخورد آن یل تیز و فرخ نژاد
نشان تہور عیان ساختہ — بدشمن ہراسے در انداختہ
عنان تافتہ مرد روشن روان — بہ لشکر پس آمد چو پیل دمان

صلح مابین سلطان و اہل فرنگ

رچرڈ نے پھر صلح کا سلسلہ ہلایا اور ساتھ ہی مشہور کردیا کہ یورپ سے دولکہ مجاہد اور یورپ سے بھیجے ہین غرض یہ تھی کہ سلطان ڈر کر صلح پر آمادہ ہو جاوے مگر شیردل سلطان ان فرنگی چالون کو خوب جانتا تھا۔ اگر دولاکھ آبھی جاتے تو سلطان کے مضبوط ہاتھون اور نڈر دل پہ کیا اثر ہو سکتا تھا۔

جب اس سے مطلب نکلا تو رچرڈ نے عاجزی اور انکساری سے صلح کی درخوست کی سلطان گو علانیہ پیغام جنگ دیتا تھا مگر ادہر سے سوا صلح کی گونج کے اور کچھ سنائی نہ دیتا جب یہان تک نوبت پہنچ گئی کہ دشمن صلح کے سوا اور کوئی لفظ ہی منہ سے نہین نکالتا ملاعین ہتھیارون پر ہاتھ ہی رکھتا تو عاشق کلام سلطان کو فرمان الہی "وَإِن جَنَحُوا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ" کے سامنے گردن جھکانی پڑی اور بصورت فتح کامل کے صریح خواہش سے دست بردار ہو کر نواح رملہ مین امرائے اسلام کی مجلس منعقد کی سلطان نے اپنی افتتاحی تقریر مین صاف صاف کہدیا کہ ہم بہت کچھ کر چکے ہین اور بہت تھوڑا باقی ہے اسکو ادہورا چھوڑنا مناسب نہین ہی جس قادر مطلق نے اتبک ہمین فیروزمند کیا ہے وہ آیندہ بھی مدد کریگا۔ اور شاید اس میعادی صلح مین موت مجھے نہ چھوڑے اور فلسطین سے فرنگیون کے نکالنے کا کام نا مکمل رہے سچ ہے "ملوک عادل را بملکوت راہ می باشد" سلطان نے جو کہا وہی ہوا۔

اگرچہ امرا سلطان کے اس استقلال و ہمت و مجاہدانہ بسالت پر بظاہر عش عش کیے بغیر نہ رہ سکے لیکن ملک عادل

پارہ ۱۰ سورہ انفال۔ اگر دشمن صلح کی طرف میلان کرین تو تو بھی صلح پر آمادگی کر اور اسپر بھروسہ کر وہی سننے والا اور جاننے والا ہے۔

اور دیگر امرا نے متفق ہوکر کہا کہ رچرڈ جہاز پر سوار ہوسے اور اپنے ملک واپس جانے کے لیے صلح کرنا چاہتا ہی اگر ہمنے صلح منظور نہ کی اور جاڑا آگیا تو سمندر مین جہاز پر جانا رک جائیگا اور اسکو مجبوراً آیندہ سال تک یہین رہنا پڑیگا جبسے مسلمانون کی تکالیف بڑہ جائینگی اب دیندار سلطان کو تعمیل قرآن در شوریٰ مسلمانان سے باہر نکلنا مشکل ہوگیا اور اب رچرڈ کے پیغام صلح کی طرف توجہ کرنے لگا اور چونکہ کئی بار کے رد و بدل کے بعد رچرڈ کو اپنی تمام شرائط چہوڑکر صرف سلطانی شرائط کو ہی ماننا پڑا اس لیے اب سلطان کے لیے انکار کی کوئی گنجایش نہ رہی۔ اور ۲۲ شعبان ۵۸۸ھ کو تین سال ۸ ماہ کے لیے عہدنامہ صلح لکہا گیا۔ اور سلطان صلاح الدین اور شاہ رچرڈ اور طرفین کے امرا نے دستخط ثبت کردیے اس عہدنامہ کی بڑی بڑی شرائط یہہ تہین۔

(۱) عیسائیون کو بیت المقدس کی زیارت کی اجازت دیجائی جو سلطان نے پہلے ہی ہر ایک عیسائی کو دے رکہی تہی

(۲) صور اور عکا عیسائیون کے قبضہ مین رہے صور پہلے ہی انکا تہا اور عکا کو اب تازہ فتح کرچکے تہے۔

(۳) عسقلان جسکو عیسائیون نے تعمیر کرکے نئے سرسے آباد کیا تہا اسکو دوبارہ گرا دیا جائی یہ شرط عیسائیون کے لیے مضر اور مسلمانون کے لیے مفید تہی۔

(۴) رملہ اور سمہ عیسائیون اور مسلمانون مین نصفا نصف رہے یہ علاقہ گذشتہ لڑائیون مین کبہی عیسائیون کے پاس اور کبہی مسلمانون کے پاس رہتے تہے علاوہ اسکے جسقدر علاقہ مسلمان عیسائیون سے فتح کرچکے تہے وہ تمام مسلمانون کے ہاتہہ رہا۔

غیر اس عیسکے کہ رچرڈ روامین یورپ نے چہہ لاکہہ کے عوض مین ایک شہر عکا لیا۔ باقی تمام علاقہ فلسطین جو سلطان صلاح الدین نے عیسائیون سے تازہ فتح کیا تہا اُس سے ایک بالشت ہی سلطان نے اہل فرنگ کو نہ دیا اس صلح مین مسلمانون کا پلہ بہاری رہا اہل فرنگ کا تمام جوش و خروش اہل اسلام کے غازیانہ شجاعت کے سامنے گاؤخورد ہوگیا۔

سلطان نے صلح کے بعد اپنی سلطنت مین منادی کرادی کہ مسلمانون اور عیسائیون مین صلح ہوگئی ہے۔ اور فریقین ایک دوسرے کے شہرون مین بآزادی تمام آمد و رفت کرسکتے ہین حج کا رستہ کہل گیا ہے صلح کے انجام پر کیلیین اکہاڑے جشن کیے گئے جنمین مسلمان اور عیسائی نہایت تپاک اور محبت سے ملتے رہے۔ اس صلیبی جنگ مین جسقدر عیسائیون کو نقصان پہنچا۔ وہ بالیان بن بازران الی رملہ و نابلس کے بیان سے ظاہر ہوتا ہے جب یہہ سردار صلاح الدین کے پاس بوقت انعقاد صلح حاضر ہوا تو کہا جو کام حضور نے کیا ہے وہ کبہی کسی مسلمان سے نہین ہوا اور جسقدر نقصان آپ سے عیسائیون کو پہنچا ہے وہ کبہی نہین پہونچا یورپ سے چہہ لاکہہ عیسائی آئے تہے جسمین صرف چند ہزار بچکر واپس گئے ہین۔ کچہہ مسلمانون کے ہاتہہ سے قتل ہوئے اور کچہہ قحط و وبا سے

سے اور کچھ سمندر مین ڈوب گئے۔

بہادران یورپ تو باجازت سلطان بیت المقدس کی زیارت کرکے روانہ یورپ ہوگئے اور سلطان نے عسقلان کی فصیل گرانے اور عیسایون کو وہان سے نکالکر شہر منہدم کرنے کے واسطے آدمی مقرر کردیے۔ اور خود رمضان المبارک گذارنے کے لیے بیت المقدس چلا گیا۔ اور اس مقام مہبط انبیا اور ماہ رمضان کے تنویر سے اپنے قلب مطمئن کو منور و معمور کرلیا۔

۵ شوال ۵۸۸ھ کو بیت المقدس سے روانہ ہوکر سرحدی مقامات کا دورہ کرتا ہوا۔ اسی ماہ مین دمشق جا پہونچا۔ دمشق سے نکلے ہوے سلطان کو چار برس گزر گئے تھے۔ اہل دمشق اپنے عزیز سلطان کے دیدار کو ترس گئے تھے دمشق مین سلطان کی تشریف آوری سے گھر گھر عید تھی۔ لوگ ہر طرف سے سلطان کی زیارت کے لیے جوق جوق دوڑے چلے آتے تھے اور سلطان کی سخاوت و کرم سے فائدہ اٹھاتے تھے متعدد شاہان کے سفیر دربار سلطانی مین تہنیت کے لیے حاضر ہوے۔ سلطان نے اپنی مشہور فیاضی سے کسی کو محروم نہ رکھا سلطان کا ارادہ حج کرنے کا تھا۔ لیکن امرانے مشورہ دیا کہ عیسایون کے قول و قرار پر اعتبار نہین اسلیے ایسی حالت مین حج کے لیے جانا ضرر سے خالی نہین جب قافلہ حاجیون کا واپس ہوا تو استقبال کے لیے باہر نکلا اور حرمین شریفین اور مجاہدین وغیرہ کے حالات پوچھ پوچھ کر خوش ہوا۔

اس صلح کے بعد سلطان نے اپنے بھائی ملک العادل و بیٹے ملک افضل سے مشورہ کیا کہ فرنگیون کی اس صلح کے زمانے مین بیکار رہنا مناسب نہین ہے کیا کرنا چاہیے ملک عادل نے فتح خلاط اور ملک افضل نے فتح روم کا مشورہ دیا۔ مگر اس اولوالعزم سلطان نے کہا کہ دونون پر ایک ہی وقت مین حملہ کرنا چاہیے۔ ملک عادل اور شاہزادہ افضل خلاط پر حملہ کرے اور مین خود روم پر حملہ کرونگا۔ اس تجویز پر سلطان نے ملک عادل کو کرک کی طرف تیاری کے واسطے بھیجا۔ مگر یکایک سلطان بیمار ہوگیا۔

وفات سلطان

۱۶ صفر ۵۸۹ھ ہجری کو سلطان مرض تپ سے بیمار ہوا۔ اور مرض دن بدن بڑھتا گیا شہر مین ہل چل مچ گئی۔ حیرانی پریشانی چھا گئی۔ ہر ایک اپنے پیارے سلطان کے لیے اپنی جان قربان کرنے کو تیار تھا۔ اگر اس کے عوض سلطان کی صحت یابی ہوسکتی۔ مگر خدائی کارخانون مین کسی کو دخل نہین اور سوائے ذات ایزد متعال کے کسی کو ثبات نہین اس لیے بقول ؎

ہر انکہ زاد بناچار بایدش نوشید | زجام دہر مئی کُلّ مَنْ عَلَیْہَا فَان ہے

۲۷ صفر ۵۸۹ھ ہجری یوم بدھ نماز صبح کے وقت بمصداق "کُلُّ مَنْ عَلَیْهَا فَانٍ وَّیَبْقٰی وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ"
سلطان کا روح پرفتوح اعلیٰ علیین کو پرواز کر گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اخلاق و عادات سلطان صلاح الدین رحمۃ اللہ علیہ

سلطان صلاح الدین ۵۳۲ھ ہجری میں پیدا ہوا اٹھارہ سال مصر میں ۲۴ سال اور شام و مصر میں ۱۹ سال سلطنت کی
سال کی عمر پائی۔ دمشق میں فوت ہوا اور وہیں دفن کیا گیا۔ ۱۷ بیٹے اور ایک بیٹی چھوڑی۔ لیکن کوئی جائداد
گھر زمین وغیرہ نہ چھوڑی۔ اُس کے خزانے سے ۴۷ درہم اور ایک دینار کے سوا اور کچھ نہ نکلا۔
مقام غور ہے کہ جو لوگ صرف کثرت روپیہ پیسہ اسلام کی ترقی کا خیال کرتے ہیں انکو سلطان صلاح الدین کے حالات
پر غور کرنی چاہیے کہ جس سلطان کے خزانے میں ۴۷ درہم اور ایک دینار کے سوا اور کچھ برآمد نہ ہوا وہ یورپ کے
زبردست سلاطین اور متمول اقوام کا برسوں تک کسطرح مقابلہ کرتا رہا۔ اور جیتتا رہا وجہ یہہ تھی کہ اپنے ایثار نفس
اور بیجی ہمدردی سے مسلمانوں کو اخوت کے مضبوط سلسلہ میں جکڑ دیا تھا۔ اور انکو سیلف ہلپ یعنی اپنی مدد آپ کرنیکا
سبق دے دیا تھا۔ اور اپنے مقدس نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تقلید میں امتی امتی کی جگہہ قومی قومی کی صدائیں
الفاظ اُس کے مُنہ سے نکلتے تھے اسلیے کہ جسطرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غزوات میں اصحاب رضوان
اللہ علیہم اجمعین اپنے تمام مال و دولت تک پیش کر دیتے تھے
اسیطرح سلطان سے مسلمان روپیہ پیسے دریغ نہیں کرتے تھے سلطان نے اپنے عادات و اطوار سے بخوبی اہل
اسلام کے ذہن نشین کر دیا تھا کہ میں تمہارا سلطان نہیں بلکہ خادم قوم ہوں سلطنت کے لذائذ اور حکومت کے
فوائد سے صرف یہی حصہ لیا ہے کہ کڑاکے کے جاڑے اور برف و باران کی شدت میں ایک مختصر خیمہ میں
بسر کردن چھتر سلطانی کی جگہہ نیزوں کے پہرے اور ڈھالوں کے سایہ میں دن گذاردن تخت شاہی کی
جگہہ گھوڑے کی پشت اور بزم کی جگہہ رزم مجھے مرغوب ہے، بیت المال خزانہ شاہی میرے لیے نہیں بلکہ مساکین
و عاملین کا حق ہے۔ میں صرف امین ہوں۔ پس ایسے سلطان کے پاس اگرچہ کوئی محفوظ خزانہ نہ تھا۔ لیکن
تمام مسلمانوں کا زر و مال صلاح الدین ہی کا تھا۔
صلاح الدین کی جان فروشی اور قومی حمیت نے مسلمانوں میں سچا جوش پیدا کر دیا تھا۔ جس جوش کی ضرورت زمانہ
حال کے مسلمانوں کو ہے۔ اور مخالف قومیں اسی جوش کے فرو کرنے میں ہمہ تن مصروف ہیں
روپیہ اتنا کام نہیں کر سکتا جسقدر کہ سچا جوش فائدہ پہونچا سکتا ہے۔ گمنام جاپان نے اسی عملی جوش سے
روس کو گرایا۔ اور سلطنت افغانستان اسی جوش کی طفیل جیتی جاگتی اور پھولتی پھلتی ہے۔ ترقی کا جامہ

حیات جسکے ابھارنے کے لیے یورپ ہمہ تن مصروف ہے محض ترکون کے قومی جوش پر موقوف ہے جسکے اُبھارنے اور بڑھانے مین سلطان ترکی کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین کر رہا۔ اسی جوش کا چشمہ سرزمین ایران مین پھوٹا ہے جس سے غیر ممالک کے قرضہ کو دہنکار رہا اور ایرانیون نے اپنا زر و مال قومی اور ملکی مصالح کے لیے پیش کر دیا ہے پس مسلمانون کو عملی جوش کی ضرورت ہے جو بغیر اتباع شریعت غرا و نقل صحابہ کرام ممکن نہین۔ بیدین اور غیر شرع لیڈر کا کوئی اثر نہین ہوسکتا اور عشرت پسند امرا و سلاطین مسلمانون سے کوئی مفید قومی کام لے سکتے ہین۔

سلطان صلاح الدین بہت بڑا عالم شافعی المذہب صالح حلیم متواضع صابر و شاکر خلیق اور صاحب افعال جمیل تھا جہاد کفار مین بہت بڑا مستعد و سرگرم تھا۔ اسکی فتوحات اسبات پر دلالت کرتی ہین وہ اللہ کی راہ مین بہت کچھ خرچ کرتا تھا تین سال کے عرصہ مین سلطان نے اٹھارہ ہزار گھوڑے مجاہدین کو بخشش کیے تھے یہ اُسکی عام بخشش کا ہی نتیجہ تھا کہ جو گھوڑا لڑائی کے وقت اسکی سواری مین ہوتا وہ کسی مجاہد کو دیچکا ہوتا یا دینے کا وعدہ کیا ہوتا۔ اور لڑائی کے بعد فوراً سائل کو دیدیتا۔ اکثر دفعہ لڑائیون مین مستعار گھوڑے پر سوار ہوتا۔ اور جونہی گھوڑے سے اترتا مالک کے حوالہ کرتا۔ اسکی مجلس علما فضلا کا مجمع تھا دور دور سے اہل علم و ہنر اُس کی اسلامی حمیت اور عام فیاضی کا شہرہ سُنکر اُس کے دربار مین جمع ہو گئے تھے۔ انہین صوفیائے صالحین اور علما معززین اور پرجوش واعظین کی تحریکین اور مذہبی ترغیبین مسلمانون کو جانبازی کا جوش دلاتی تھین سلطان کے سامنے ہمیشہ عالمانہ بحثین ہوتین اور سلطان بھی خود بحث مین حصہ لیتا۔ اور بڑے بڑے دقیق اور مشکل مسائل فقہی مین رائے دیتا۔ علما کی اسی دائمی صحبت کا نتیجہ تھا۔ کہ وہ اکثر علما سے بڑھکر احکام اور دلائل شرعیہ سے ماہر ہو گیا تھا۔ وہ علما و صلحا کی نہایت عزت و تکریم کرتا۔ وہ صلوۃ خمسہ کا نہایت پابند تھا۔ اس سے کبھی کوئی نماز قضا نہین ہوئی تھی اور نہ بغیر جماعت نماز پڑھی تھی جو اُسکی کمال استقامت کی دلیل تھی وہ درگذر اور عفو تقصیرات مین بے نظیر تھا اُس نے کبھی کسی کو گالی نہین دی اسکی مجلس مین سوا ذکر جہاد یا سماع حدیث و قرآن یا عدل و احسان کے اور کوئی ذکر نہ ہوتا تھا۔ حیا و شرم مین لاثانی تھا۔ سخاوت مین بے عدیل تھا۔ ریا سے نفور تھا۔ وہ ہمیشہ ہشاش بشاش رہتا تھا۔ اُس نے کبھی کسی سائل کو رد نہین کیا تھا۔ اور نہ کبھی کوئی قائل اُس کے روبرو شرمندہ ہوا۔ ایک دفعہ ایک میر غزا مین شامل نہ ہوسکا۔ سلطان نے سبب دریافت کیا امیر نے بارہ ہزار قرضہ بیان کیا جسکو سلطان نے فوراً ادا کر دیا۔ تمام خاص و عام امیر و وزیر غلام و آزاد افسر و سپاہی سلطان کی تقلید مین بڑھ بڑھ کر فیاضیان دکھاتے تھے سلطان کے زہد و ورع کا یہ عالم تھا کہ ایک دفعہ عماد کاتب چاندی کی دوات مین لکھ رہا تھا سلطان نے بُرا سمجھا۔ عماد نے کہا کہ امام جوینی ایسی دوات کی جواز کی وجہ لکھتے ہین سلطان نے کہا کہ مین ایسی جواز کا اتباع نہین کر سکتا۔ یہہ ہے پابندی شریعت کہ اختلافی مسائل تک احتیاط کی جاتی تھی

اسی ترک احتیاط سے امرا و سلاطین کا گروہ بالعموم آرام طلب و خلیع العذار ہو کر ننگ اسلام ہو رہا ہے اور اُن لوگون کی
تن پرستی عیاشی سے اسلام کی جبہ گہو ہیلی ہو گئی ہے خدا تعالی اس گروہ کو راہ رست پر لائے تاکہ عام مسلمان
بہی بقول الناس علی دین ملوکہم دامن شریعت کو مضبوط شوق سے پکڑین ۔

سلطان ہمیشہ اوراد و اذکار مین مشغول رہتا تہا ۔ اُس کے تمام اوقات علمی ۔ عملی ۔ بدنی ۔ روحانی ۔ عبادات مین خرچ
ہوتے تہے دنیا کی لذتون کو اُس نے خیرباد کہہ رکہی تہی ۔ اور دنیوی محبت دل سے نکال دی تہی ۔ اسکو سماع حدیث کا
نہایت شوق تہا ۔ ایکدفعہ اُسکو کہا گیا کہ آپنے حدیث ہر ایک موقعہ پر سماع کی ہے لیکن عین جنگ مین صفوف کے
درمیان حدیث شریف کا سماع نہین کیا اور یہہ ایک سنت رہ گئی ہے اسیوقت حدیث شریف کی چند اجزا منگواکر
پڑہے گئے ۔ اور سلطان اور اُسکی فوج بحالت سواری نہایت ادب کے ساتہہ سر جہکا کر سنتی رہی ۔ اور بعدازان اکثر موقعہ
جنگ مین حدیث شریف کی قرات ہوتی تہی جو مسلمانون کی جانبازی کی راہ نما تہی سلطان بہت بڑا شجاع بہادر
قوی دل نڈر بے باک مستقل مزاج اولوالعزم جوانمرد تہا ۔ دشمن کی کثرت فوج سے کبہی اسکے چہرہ پر ہراس ظاہر نہین ہوا
تہا ۔ بلکہ دشمن کی کثرت سے اسکا مجاہدانہ حوصلہ اور بہادرانہ عزم زیادہ جوش مین آتا تہا ۔ وہ قلیل فوج سے اکثر دشمن
کی کئی گنا فوج سے مقابلہ کرتا تہا ۔ دشمن کو اگرچہ متواتر امداد پہونچتی تہی اور سلطان کے پاس ہی کبہی کبہی فوج ہوتی تہی
مگر یہہ امر زیادہ تر اسکی دلیری اور شجاعت بڑہنے کا باعث ہوتا تہا ۔ لکہا ہے کہ عکہ کے ایام محاصرہ مین مسلمانون نے
یورپ سے آنیوالے جدید جہازات کا شمار وقت عصر سے لیکر غروب آفتاب تک ستر تک کیا تہا جس سے باقی وقت ات
دن کا اندازہ ہوسکتا ہے کہ کس قدر جہازات یورپ سے آئے ہونگے یہہ تمام جہازات جنگی جوانون اور سامانون سے
بہرپور تہے سلطان کو جب خبر دیگئی تو اُس بہادر سلطان نے بقول سعدی

زبسیاری گوسفندان چہ باک　　　یکے گرگ را کو بود خشمناک

اسلامی سپہ کی اور متانت کے ساتہہ حَسْبِیَ اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ نِعْمَ الْمَوْلٰی وَنِعْمَ النَّصِیْرُ پڑہکر
کچہہ پرواہ نہ کی اور ایسی شیرانہ جگرداری سے مجاہدین اسلام کی غازیانہ ہمت کو اور بڑہا دیا سلطان کی یہہ عام
عادت تہی کہ جبکہ تنور حرب گرم ہوتا تو فوجون کی صفون مین گہومتا ۔ اور میمنہ سے میسرہ اور میسرہ سے میمنہ کو جاپہنچتا
اور بعض دشمن کی فوج کے گرد بہی گہوم جاتا اور دیکہہ بہال کرتا ہر ایک صف کو پیشقدمی ہٹنے وغیرہ کی ہدایات خود
دیتا اور جنرل اور سپاہی دونون کی ڈیوٹی کو ادا کرتا ۔ غرض کہ صلاح الدین جمیع فنون حرب مین بے نظیر اور یہہ سپہ
سالار تہا دشمن کے مقابلہ مین عین میدان جنگ مین وہ بیمار ہوگیا لیکن کمال صبر و استقلال سے کام لیا ذرہ نہ گہبرایا
اور میدان جنگ مین قیم رہا بیماری کے دورے کے دنون مین کمر سے لیکر گہٹنون تک نکلے ہوئے تہے نہ وہ بیٹہہ سکتا تہا
نہ لیٹ سکتا تہا سہارا یا پہلو پر تکیہ لگائے رہتا تہا ۔ باوجود اسکے وہ ہر روز بلاناغہ صبح سے لیکر نماز ظہر تک گہوڑے

پر سوار رہتا اور فوج کے ہر ایک حصہ کی خبر لیتا اور لڑائی کی ہر ایک ہدایت خود کرتا۔ اور خود بہی لڑائی مین حصہ لیتا اور پہوڑوں کی شدت پر صبر کرتا۔ لوگ سلطان کی شدید بیماری اور عادت صبوری پر تعجب کرتے تہے سلطان کہتا تہا کہ جب مین گہوڑے سے اترتا ہون تمام درد و رنج جاتا رہتا ہے کوئی تکلیف محسوس نہین ہوتی۔ لیکن جون ہی گہوڑے سے اترتا ہون وہ تکلیف عود کرائی ہے یہ بات خرق عادت سے کم نہین۔ جو سلطان سے ہی مخصوص تہی۔ جاڑے کے موسم مین سلطان اپنی فوج کا حصہ کثیر رخصت کر دیتا۔ اور خود قلیل فوج کے ساتہہ دشمن کی اصناف مضاعف فوج کے مقابلہ پر اڑا رہتا جو اسکی کمال تہور اور شجاعت کی دلیل تہی۔ احکام الٰہی اور شعائر نبوی کی نہایت تعظیم کرتا۔ بدعتی اور فلسفی خلیع العذار اشخاص کو سخت سزا مین دیتا تہا تعمیل احکام شرعی مین کسی کی ملامت کی پرواہ نہ کرتا۔ اور نہایت شریف خلیق رحیم کریم تہا۔ وہ عربون کا انساب (نسب جاننے والا) کامل اور تاریخ کا عالم تہا جسکی وجہ سے وہ زیادہ مشہور اور مربر قومی خادم بن گیا تہا۔ دنیا کی جغرافیکل حالت سے بخوبی واقفیت رکہتا تہا۔

حسن اخلاق کا یہ عالم تہا۔ کہ ایک دفعہ سلطان مجلس مین بیٹہا ہوا تہا۔ پیاس لگی۔ پانی مانگا۔ خادم نے نہ دیا حتی کہ متواتر سلطان نے پانچ دفعہ پانی طلب کیا۔ مگر کوئی پانی نہ لایا۔ آخر سلطان نے چلا کر کہا کہ صاحبان مجکو تو پیاس نے مار ڈالا تب پانی لایا گیا۔ اور سلطان نے خادم کو کچہہ نہ کہا۔ بیشک آیت کریمہ "وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ" ایسی ہی بے نفس پاکیزہ بزرگان کی شایان ہے۔

ایک دفعہ ایسا بیمار ہوا۔ کہ قریب المرگ ہو گیا۔ جب صحت یاب ہوا حمام مین غسل کے لیے گیا پانی گرم تہا سرد مانگا۔ خادم سے طاس مین پر گرا اور سلطان پر سرد پانی پڑا ضعف کے سبب سے نہایت تنگ ہو گیا۔ لیکن سوا اسکے اور کچہہ نہ کہا کہ تم مجکو مارنا چاہتے ہو خادم نے عذر کیا اور سلطان نے معاف کیا۔

خاص عکا کے محاصرے مین ۱۸ ہزار گہوڑے اور خچر مجاہدین کو دیے اونٹ اس کے علاوہ تہے چاندی سونے کے برتن اور جنگی آلات اور قیمتی پارچات کا تو کچہہ شمار ہی نہ تہا جو سلطان نے تقسیم کیے تہے۔

جب سلطان علیہ الرحمۃ کو حکومت مصر ملی تہی تو سلاطین اسماعیلیہ عبیدیہ کا بے شمار مال اور متاع اور خزانہ اور نفیس و نادر اشیا سلطان کو ملی تہی۔ لیکن اس خدا پرست تارک الدنیا سلطان نے سب کچہہ مسلمانون مین بانٹ دیا اور آپ کچہہ نہ لیا۔

اسکے پاس صوفی فقیر آتے تہے اور انکے لیے سماع کی مجلسین منعقد کرتا اور جب کوئی صوفی وجد مین آتا پاس ادب فقرا سے کہڑا ہو جاتا اور جب تک وہ فقیر وجد سے فارغ نہ ہو لیتا برابر کہڑا رہتا۔ وہ کبہی کسی سے غرور و تکبر سے پیش نہ آتا۔ اور متکبر سلاطین و امرا کو بہت برا جانتا۔

سلطان نے کبہی اہل نجوم و رمل کے قول پر یقین نہین کیا تہا۔ وہ ذات باری تعالی کو ہی عالم الغیوب جانتا اور

اور ہمیشہ بہروسہ کرتا ہمیشہ توحید کی اشاعت مین سرگرم رہا۔ اور بدعت کے قلع قمع مین مصروف رہا۔ اہل تسنن اور تشبیہ دونون کو برا جانتا۔ اس کے عہد مین امن و امان اور عدل و انصاف رہا امام قطب الدین نیشاپوری نے ایک کتاب تالیف کی جسمین اہل سنت وجماعت کے عقاید کو جمع کیا سلطان نے اسکو یاد کر لیا۔ اور اپنے چھوٹے بچون کو بھی یاد کرادی۔ نماز تہجد تک پڑہتا۔ قرآن مجید سنکر زار زار رونے لگتا۔ وہ جہاد مین ہمیشہ سرگرم رہا۔ اس نے جہاد کی محبت مین اہل وعیال وطن ومسکن کو ترک کر دیا اور سامان سلطنت مین صرف ایک مختصر سے خیمہ پر قناعت کی تہی جسمین سخت آندہیون اور طوفان باد و باران بسر کرتا۔ ایک رات خیمہ آندہی سے اس کے سر پر آپڑا اور بمشکل بچا۔ غرضیکہ صلاح الدین مثل خلفائے راشدین بہ تقلید رسول امین تائید اسلام اور اشاعت توحید مین مصروف رہا۔

اللهم اجعل مقره جنات النعيم وقر عينيه بالنظر الى وجهك الكريم يا ارحم الراحمين واجمع بيننا وبينه في دار كرامتك مع الذين انعمت عليهم من النبيين والصديقين والشهداء والصالحين آمين ثم آمين

محاربات بعد وفات صلاح الدین

صلاح الدین کی تمام عمر مسلمانون کے اجماع واتفاق اور شام سے عیسایون کے اخراج مین ہی گذری اور اخیر مین حروب صلیبی مین اسقدر مشغول رہا کہ اسکو کسی اور امر کے سوچنے کا موقعہ ہی نہ ملا۔ یہہ صلاح الدین کی نیک نیتی کا ثمرہ اور کرامت سمجھنے چاہیے کہ ملوک طوائف جو ہمیشہ بربادی کا موجب ہوا کرتے ہین وہ اس صلیبی جنگ مین اسلام کے لیے موجب رحمت ہوی صلاح الدین نے انسے وہی کام لیا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور انکے خلیفہ برحق صدیق اکبر اور فاروق اعظم نے قبایل عرب سے لیا تہا۔ ان ملوک طوائف کے ساتہہ صرف یہہ تعلق رکہتا تہا کہ وہ خلیفہ بغداد کا خطبہ اپنے ممالک مین پڑہتے تہے ورنہ وہ اپنے اپنے علاقہ مین خود مختار تہے موصل اور بکار وغیرہ مین ملوک اتابک حکمران تہے علاقہ حمص وغیرہ مین اسد الدین شیرکوہ کی اولاد کی حکومت تہی حماۃ مین تقی الدین عمر کا بیٹا راج کرتا تہا۔ باقی علاقہ صلاح الدین مرحوم کے ماتحت تہا۔ اور بوقت وفات صلاح الدین مصر مین ملک العزیز عثمان ولد صلاح الدین مرحوم اور دمشق مین صلاح الدین کا بیٹا ملک الافضل اور حلب مین سلطان کا بیٹا ملک الظاہر غازی گورنر تہا۔ اور ملک العادل سلطان کا بہائی سلطان کی طرح تمام مہمات جنگی کے انتظام مین مصروف رہتا تہا اور ابہی اہل فرنگ کی میعادی صلح کو چند ماہ ہی گذرے تہے کہ سلطان صلاح الدین فوت ہو گیا اور اپنے جانشین کے لیے کوئی انتظام نہ کر گیا جس سے سلطان کے آنکہین بند ہوتے ہی خاندان ایوبی مین فساد پڑ گیا۔ ملک العزیز والی مصر نے دمشق اپنے بہائی ملک الافضل سے چہین لی

ور اپنے چچا ملک العادل کو دیدی اور فضل کو صرخد دیا گیا۔ اور اہل فرنگ سے اور صلح کی میعاد بڑہائی گئی۔ اور سنہ ۵۹۳ ہجری تک قایم رہی۔ بعد ازان بیروت کے مسلمان امیر اسامہ کی زیادتی سے جزائر بحیرۂ روم کے عیسائی اور اہل جرمن بتعداد کثیر چڑہ آئے ملک العادل بہی مصری اور شامی فوجین لیکر ایک ماہ سے زیادہ عین .رت پر پڑا رہا اور یافہ کو بزور شمشیر فتح کرکے نواح صیدا مین عیسایون سے نبرد آزما ہوا۔ اور فریقین کے بہت سے آدمی مارے گئے۔ مگر رات کی پڑجانے سے کوئی فیصلہ نہ ہوا صبح کو عیسائی بیروت کو چلے گئے وہان کا گورنر اسامہ جسکے سبب سے لڑائی شروع ہوئی تہی بہاگ گیا اور بغیر جنگ بیروت کا بے شمار مال غنیمت عیسایون کو ملا۔ مسلمانون نے علاقہ صور کو برباد کردیا اور عیسایون نے قلعہ تبنین کو جا گہیرا۔ اور خود ملک العزیز بہی معہ لشکر جرار مصر سے آپہونچا۔ اور عیسائی ڈر کر عکا کو چلے گئے۔ اور ملک العزیز مصر کو روانہ ہوگیا۔ اور عیسایون اور ملک العادل مین صلح ہوگئی۔ اور اس تگ و دو مین عیسایون کو کچہ نہ ملا۔

عیسایون کی عہد شکنی

سنہ ۶۰۰ ہجری مین کئی ایک لواعث اور لڑائی جہگڑون سے اہل یورپ کا قسطنطنیہ پر قبضہ ہوگیا جسکی تفصیل کا یہ موقعہ نہین ہے قسطنطنیہ کی فتح کے بعد پہر یورپ والون کو بیت المقدس چہوڑانے کا خبط پیدا ہوا۔ اور عکا پہنچکر اسلامی علاقہ کو تاخت و تاراج کرنے لگے۔ اور نواح اردن تک قید و قتل کا بازار گرم کردیا اور سال بہر ملک العادل اور عیسایون کے درمیان لڑائیان ہوتی رہین آخر اسبات پر صلح ہوئی کہ دمشق اور جسقدر شام کا علاقہ ملک العادل کے پاس ہے بدستور رہے اور ناصرہ عیسایون کو دیا جائے اور رملہ وغیرہ پر جو مسلمانون کے حقوق نصفا نصف ہین آیندہ نرہین اسکے بعد ملک العادل مصر کو گیا مگر عیسایون نے حماۃ کو جا گہیرا جہان صلاح الدین کے بہتیجے تقی الدین کا بیٹا ناصر الدین محمد تہا وہ خود بباعث کمی فوج بہاگ نکلا۔ لیکن عام مسلمانون نے عیسایون کو شکست دی اور پہر والی حماۃ اور عیسایون مین صلح ہوگئی سنہ ۶۰۳ ہجری مین ملک غیاث الدین سلجوقی نے انطاکیہ فتح کیا اور عیسایون کو قتل کیا۔

اور سنہ ۶۰۴ ہجری مین عیسایون نے حمص پر حملہ کیا اور وہان کے حاکم اسد الدین شیرکوہ کے بیٹے کو سوا ملک الغازی والی حلب کے کسی مسلمان امیر نے مدد نہ دی اُن دونون کی فوج نے عیسایون کا مُنہ پہیر دیا اور اتنے مین ملک العادل بہی مصر سے فوج کثیر کے ساتہ آپہنچا۔ اور عکا کو آگہیرا عکا کے عیسائی گورنر نے مسلمان قیدی چہوڑ کر اپنا پیچہا چہوڑا لیا۔ یہان سے حمص روانہ ہوا۔ اور قلیعات کو فتح اور تاراج کرتا ہوا طرابلس پہنچا اور جسقدر عیسایون نے اسلامی علاقہ کو برباد کیا تہا اُس سے بڑہ کر انتقام لیا۔ اور پہر صلح کا سلسلہ ہلایا گیا۔ مگر کچہ نتیجہ نہ نکلا مگر حمص عیسایون کے دست برد سے بچ گیا۔

یورپ کی چڑہائی

کئی سال تک اسیطرح کبہی صلح ہوتی تہی اور کبہی ٹوٹتی تہی آخر ۶۱۴ھ ہجری مین پوپ روم نے تمام یورپ مین پہر جہادی وعظ کی آگ لگادی اور ردمن کیتھلک تعداد کثیر مع سامان جنگ عکا پہونچ گئے اور ملک العادل بہی مصر سے شام پہنچ گیا۔ اور بلبیسان مین دونون کا مقابلہ ہوگیا۔ مگر ملک العادل کی فوج چونکہ تمام ابہی نہین جمع ہوئی تہی اُس نے نبظر احتیاط لڑائی کو مناسب جانا اور بیسان سے دمشق کی طرف چلا گیا۔ عیسائیون نے بیسان کو لوٹ لیا مسلمان زن و بچہ قید کر لیے۔ اور بانیاس تک علاقہ برباد کر دیا۔ لاکہون مسلمان قتل اور قید کیے گئے۔ یا غلام لونڈی بنائے گئے جب ملک العادل کا اسلامی لشکر جمع ہوگیا تو اپنے بیٹے عیسی کو عکا کو روانہ کیا۔ اور خود بہی لڑائی کے لیے تیار ہوگیا مگر درحقیقت ملک العادل کی حالت کمزور تہی

دمیاط کا معرکہ

۶۱۵ھ ہجری مین فرنگی جہازات دمیاط کی طرف بڑہے اور وہان کے گورنر ملک الکامل بن ملک العادل نے عیسائیون کو دمیاط کے قریب آنے دیا اور نہایت بہادری سے روک رکہا مگر اس اثنا مین ملک العادل کی فوت ہونیکی خبر پہنچ گئی اور مصر کے امیر عماد الدین المعروف با بن مشطوب نے ملک الکامل کے معزول کرنے کی تجویز کی جس خبر کے سنتے ہی ملک الکامل لڑائی سے ہاتہہ اٹہا کر چلا گیا اور عیسائی بلا روک تہام آنا فی دمیاط مین داخل ہوگئے اور اہل شہر نے سخت مقابلہ کیا مگر ۸ ماہ کے محاصرہ کے بعد جب کہین سے مدد نہ ملی شہر عیسائیون کو دیدیا۔

وفات ملک العادل

ملک عادل جب مرج صفر واقعہ شام مین فوجین جمع کر رہا تہا عیسائیون نے دمیاط پر چڑہائی کر دی تہی اور ملک عادل مصر کو آرہا تہا کہ بمقام عالقین مین پہنچکر بیمار ہوگیا اور ۷۵ سال کی عمر مین ۷ جمادی الآخرہ ۶۱۵ھ کو فوت ہوا اِنا للہ وَ اِنا اِلیہ راجعون۔ دمشق مین دفن کیا گیا۔ مورخین اسلام نے اس کے علم و فضل عقل و تجربہ ہمت و تدبیر حسن اخلاق کی بہت کچہ تعریف لکہی ہے۔ لیکن مورخانہ نگاہ سے دیکہا جائے تو صلاح الدین رحمۃ اللہ علیہ کیطرح کوئی بڑا قومی کام ملک العادل سے نہین نکلا جسکی وجہ صلاح الدین کے جانشین کے معاملہ کا غیر فیصل رہنا تہا۔ صلاح الدین کی اولاد مین سے ملک العزیز عثمان مصر مین اور ملک الافضل نور الدین دمشق مین اور ملک الظاہر غازی حلب مین خود مختار حکمران تہے اور ملک العادل صلاح الدین کے ساتہہ نیابت اور سپہ سالاری کے کام سرانجام دیتا تہا مگر جب صلاح الدین

کے بیٹے ہمت وشجاعت مین ملک العادل سے کم نہ تہے لیکن عام تجربہ مین وہ عادل کو نہین پہنچ سکتے تہے۔ اگرچہ محبت پدری کا اثر مقدم ہوتا ہے لیکن اگر صلاح الدین کو موت مہلت دیتی تو وہ ضرور ملک العادل کو ہی اپنا جانشین مقرر کرتا۔ آخر عام ہمدردی عزیزی اور عقل وتدبیر سے ملک العادل ہی سلطنت صلاحی کا مالک ہوا۔ اور اول اول تو ملک العادل اپنے بہتیجے ملک العزیز والی مصر کا تابع رہا۔ جسنے دمشق اپنے بہائی ملک الافضل سے لیکر ملک العادل کو دیدی ۵۹۵ھ ہجری مین ملک العزیز مصر مین گیا۔ اور اسکی جگہہ منصور تخت پر بیٹہا لیکن ملک العادل نے منصور پر حملہ کرکے مصر پر قبضہ کر لیا اب صرف علاقہ حلب صلاح الدین کے بیٹے ملک الظاہر غیاث الدین کے ماتحت رہ گیا۔ اس خانہ جنگی میں اسلام کی طاقت کمزور ہو گئی۔ جو اتفاق و اتحاد صلاح الدین نے قائم کیا تہا۔ وہ گہٹ گیا عیسایون نے زور پکڑ لیا وہ شام مین ملک عادل مقابل ہو سکا اور نہ کہین لڑ سکا دمشق کا گورنر اپنے بیٹے ملک معظم عیسی کو مقرر کیا جو بقول مولانا جلال الدین سیوطی مصنف تاریخ الخلفا شراب خور تہا۔ اور ملک الکامل محمد کو والی مصر ملک الاشرف موسی کو والی جزیرہ دیار بکر مقرر کیا تہا۔ دمیاط کے محاصرہ کے وقت ملک العادل کا انتقال ہو گیا۔ اور اس سے مسلمانون کی اور ہمت ٹوٹ گئی اور عیسایون کے حوصلہ بڑہ گئے۔ تیز مشطوب کی بغاوت سے ملک الکامل بے دست و پا ہو گیا۔ اور دمیاط جیسا مضبوط اور مفید بندرگاہ جسکے لیے صدیون سے یورپ اور رومیون نے لگاتار کوششین کین اور ناکام رہے تہے مسلمانون کی کمزوری کے سبب جو خود غرضی اور بے اتفاقی کا نتیجہ تہا عیسایون کے قبضہ مین آگیا۔

تاریخی واقعات سے ملک العادل اور اسکی اولاد جسکا ذکر آگے آیگا کسی تعریف کی مستحق نہین ضرور مسلمان مورخین نے ملک العادل اور اسکی اولاد کی تعریف مین بہت کچہ لکہا ہے اور اس سے انکار نہین ہو سکتا کہ ملک العادل و اسکی اولاد قومی حمیت اسلامی عصبیت شجاعت و بسالت علو ہمت مین کم نہ تہے مگر صلاح الدین کا سا خلوص اور ایثار نہ تہا اس وجہ سے مسلمانون کو کوئی مفید متفقہ کلام نہ ہے سکے مشرقی قومون خصوصاً مسلمانون کی بڑی بڑی سلطنتون کو اسی ولی عہدی کے کسی با اصول قاعدہ کے نہ ہونے سے نقصان پہونچتا رہا ہے۔ اور لائق سلاطین کے مرتے ہی خود غرض اشخاص کا داؤ چلتا رہا اور اسلامی طاقت کو پامال کرتا رہا۔ افسوس کہ صلاح الدین کی سلطنت بہی اسی مشرقی مرض سے مضمحل ہو گئی۔ بخلاف اسکے عیسایون مین اتفاق تہا۔ اور جو زک انہون نے صلاح الدین سے اٹہائی اسکے لیے۔ موقعہ تاڑ رہے تہے صلاح الدین کے خاندان سے فساد نے عیسایون کی امیدین بڑہا دین اور شام مین کچہ اسلامی علاقہ ملک العادل سے چہین لیا۔ اور اب دمیاط کی فتح سے مصر کی کنجی بہی انکے ہاتہہ آگئی یورپ مین اس فتح سے گہر گہر عید تہی یورپ سے ہزارون خاندان دمیاط کو دوامی سکونت کے لیے چلے آرہے۔ جو دوامی قبضہ کے لیے ضروری تہا۔ اور یہی تجویز ہے جو آج کل اہل یورپ نے اپنے مقبوضات واقعہ ایشیا و افریقہ و امریکہ مین نئی نئی فرنگی بستیان بسا کر طاقت قوی بڑہا رہے ہین۔

عیسایون نے دمیاط کو جدید جنگی عمارت سے نہایت مضبوط کیا۔ اور ادہر اودہر آس پاس کے علاقہ کو تاخت و تاراج کرنا شروع کردیا۔ اور ملک الکامل دمیاط سے ہٹ کر مقیم ہوا۔ لیکن کچھ کر نہ سکتا تہا۔ ملک العادل کے لڑکیون کو علاوہ ۱۶ بیٹے پیچھے رہے تہے۔

مُسلمانون کی مایوس حالت

اسوقت مین جبکہ دمیاط پر عیسایون کا قبضہ ہوگیا۔ اور یورپ سے عیسائی بتعداد کثیر مشرق کی طرف چلے آرہے تہے۔ اور مشرق مین چنگیزی تاریون نے چین سے لیکر عراق و آذربایجان تک تمام اسلامی ممالک کو تہ و بالا کردیا تہا۔ اور زبردست سلطنت خوارزم شاہی کا نقش مٹادیا تہا۔ علاوہ اسکے نواح بصرہ مین کئی گاؤن زمین مین دہس گئے تہے ان تمام واقعات نے مسلمانون کو سخت خوف زدہ کردیا۔ ملک معظم عیسیٰ ولد ملک عادل نے دیکہا کہ ایسی حالت مین بیت المقدس کا بچانا بہت مشکل ہے۔ نہ اُس کے پاس کافی فوج تہی نہ روپیہ نہ مسلمانون مین اتفاق تہا۔ اس لیے اس نے بیت المقدس کی فصیل اور جنگی مقامات کو گرادیا۔ تاکہ دشمن بصورت فتح اسکو اپنا جنگی مامن نہ بنا سکے۔ جو مسلمانون کی کمال کمزوری کا نشان تہا۔ کہ انکی طاقت اسقدر بہی نہ رہی تہی کہ بیت المقدس جیسے مشہور شہر کو بچا سکین یا کچھ عرصہ کے لیے محصور رہ سکین۔ فَاعْتَبِرُوْا يَا اُولِي الْاَبْصَارِ۔

مصر کے مسلمان ہجرت کرنے اور جلاوطنی کرنے کو تیار تہے۔ مگر ملک الکامل نے روک دیا۔ اور اپنے بہائی ملک المعظم جیسے والی دمشق اور ملک الاشرف موسیٰ والی جزیرہ کو لکہا کہ بذات خود مصر پہونچ جاؤ یا فوجین روانہ کرو۔ ملک الاشرف موسیٰ اسوقت خود خانگی مشکلات مین مبتلا تہا۔ اُسکے کئی مسلمان سردار سرکش اور باغی ہو رہے تہے اس لیے کوئی مدد نہ دے سکا اور ملک المعظم بہی اکیلا مصر نہ آسکا۔ مگر ملک الکامل بدستور عیسایون کے سامنے پڑا رہا کہ ملک مصر کو عیسائی دستبرد سے نہ بچا سکا۔ لیکن عیسایون کو بہی حوصلہ نہ پڑا کہ ملک الکامل کی قلیل فوج پر جا پڑین۔

یہان تک کہ ۶۱۸ ہجری آگیا۔ اور ملک الاشرف کو خانگی موانع بہی دور ہوگئے اور فوراً براہ دمشق معہ فوج مصر کو روانہ ہوگیا۔ عیسائی اسلامی امدادی فوج کی آمد کی خبر سُنکر ملک الکامل کو مقابلہ کو ہو پڑے۔

مسلمانون کی فتح

دریاے نیل پر لڑائی ہو رہی تہی کہ ملک الاشرف موسیٰ بہی پہونچ گیا۔ اور مسلمانون کی ہمت کو بڑہا دیا اور لڑائی بلا فیصلہ بند ہوگئی عیسایون نے پیغام صلح بہیجا۔ مگر بیت المقدس عسقلان۔ طبریہ۔ صیدا۔ جبلہ۔ لاذقیہ۔ وغیرہ بلاد مفتوحہ صلاح الدین اور تین لاکہہ دینار واسطے تعمیر بیت المقدس طلب کیے جو مسلمانون نے نامنظور کیے اور لشکر

اسلام لڑائی کے لیے بیقرار ہو رہا تہا۔ اور عیسائی کثرت فوج کے گہمنڈ پر بے فکر پڑے تہے کہ اتنے مین چند جان فروش
مسلمانون نے دریائے نیل کو چند جگہہ سے کاٹ کر اسکا پانی عیسائی کیمپ پر ڈالدیا اور تمام عیسائی ڈیرون
مین کیچڑ اور دلدل ہوگئی۔ عیسائی فوج کے لیے سوا ایک طرف کے اور کسی طرف چلنے پہرنے کو نہ تہی جسکو کہ ملک الکامل نے
روک لیا۔ اب انکو دمیاط پہنچنا مشکل ہوگیا۔ اسوقت ایک جنگی جہاز سامان جنگ لیے آ رہا تہا جسکو مسلمانون نے لوٹ
لیا۔ عیسائیون نے ہر چند دمیاط پہونچنے کی کوشش کی مگر کچہہ پیش نہ گئی آخر لاچار ہوکر دمیاط بغیر عوض حوالہ کرنے کے
شرط پر امان دی گئی اور دمیاط کی حوالگی تک قلب شاہ فرانس اور نائب پوپ و شاہ عکا وغیرہ قید رکہے گئے ۷ رجب
۶۱۸ ہجری کو دمیاط مسلمانون کے حوالہ کیا گیا۔ مگر یہہ اتفاقیہ فتح اللہ کی مدد سے نہ ہوتی تو مسلمان دمیاط
کے عوض شام کے اضلاع مطلوبہ دینے کو تیار تہے۔ پس اللہ تعالی کی کمال مہربانی تہی کہ اُس نے دمیاط جیسا مفید بندر
بہی دیدیا اور شام کا علاقہ بہی رہنے دیا۔ ۶۲۳ ہجری مین الناصر لدین اللہ خلیفہ بغداد فوت ہوا۔ اسکی جگہہ الظاہر
بامر اللہ خلیفہ ہوا جو نو ماہ بعد مرگیا۔ اور المستنصر اُسکا بیٹا خلیفہ ہوا۔

عیسائیون کا بیت المقدس پر قبضہ

ماہ ذی قعدہ سنہ ۶۲۴ ہجری مین ملک المعظم عیسی والی دمشق مرگیا۔ اور اسکا بیٹا ناصر داؤد حاکم دمشق ہوا جس سے اس کی
چچا ملک الکامل نے دمشق لیکر کرک کا علاقہ اُسکو دیدیا۔ ملک معظم عیسے کے مرنے کی خبر سُنکر یورپ وغیرہ کے عیسائی
بیت المقدس لینے کے لیے لاکہون کی تعداد مین جمع ہوگئے جنکے ساتہہ امپراطور فریڈریک تہا جسکو عرب مورخ
جمہین یا سلی کا بادشاہ بیان کرتے ہین۔ ملک الکامل مصر سے آپہونچا مگر اپنی کمزوری کے سبب بیت المقدس دینے
پر راضی ہوگیا اس شرط پر کہ دوبارہ فصیل نہ بنائی جاوے۔ اور باقی علاقہ مسلمانون کے پاس رہنے دیا جاوے
بیت المقدس کے لینے پر عیسائیون کی خوشی اور مسلمانون کے غم کی کوئی انتہا نہ ہی اور یہہ حوالگی سنہ ۵۲۶ھ مین ہوئی
وَاللّٰہُ یَفْعَلُ مَا یَشَآءُ وَیَفْعَلُ مَا یُرِیْدُ۔

تاریخ ابن اثیر

تاریخ ابن اثیر مشہور بہ تاریخ کامل سنہ ۶۲۸ھ مین ختم ہوئی اور سنہ ۶۳۰ھ مین اُسکا لائق مصنف شہر موصل مین فوت ہوا

عیسائیون کی حلب پر چڑہائی اور شکست

مسلمانون مین سخت اختلاف تہا کہ ملک الکامل نے بیت المقدس عیسائیون کو [illegible] حسرت [illegible]

چھوڑا یا باقی مسلمانون کا عہدنامہ مین کچھ ذکر نہ کیا۔ اس لیئے عیسائیون نے سنہ ۶۳۳ ہجری مین حلب پر چڑھائی کی مگر ملک الظاہر
غازی ولد صلاح الدین کے نائب شہاب الدین سے ایسی شکست کھائی کہ ہزارون میدان مین قتل ہوئے اور ہزارہا
قید ہوئے کروڑون کا مال غنیمت مسلمانون کو ملا اور دوسری لڑائی بقعن ویرساک کے قریب فوج حلب سے ہوئی۔
جسمین طرفین نے خوب حق شجاعت ادا کیا۔ مگر آخر عیسائی بھاگ نکلے اور بے شمار قتل و قید ہوئے۔
سنہ ۶۳۵ھ مین ملک الکامل و ملک اشرف دونو بھائی فوت ہوگئے اور ملک الکامل کی اولاد مین اختلاف
و فساد پڑ گیا۔ ملک الکامل نے ساٹھہ سال کی عمر مین بیس سال مستقل حکومت کی بعد وفات پائی۔

بیت المقدس پر مسلمانون کا قبضہ

سنہ ۶۳۷ ہجری مین الناصر داؤد بن ملک المعظم عیسیٰ والی کرک نے بیت المقدس کو گھیر لیا اور چونکہ کوئی فصیل وغیرہ تھی نہیں اس
لیے جلدی ہی فتح کر لیا۔ اس کے باپ ملک المعظم نے جو فصیل کو گرایا تھا اسکا آج فائدہ نکلا پھر بفعل الحکیم لا یخلو
عن الحکمۃ ۱۱ سال تک عیسائیون کا قبضہ رہا پہلی دفعہ ناصر صلاح الدین نے عیسائیون سے چھوڑایا اور دوسری دفعہ ناصر داؤد
نے یہ عجیب اتفاق ہے۔ سنہ ۶۴۰ ہجری مین خلیفہ مستنصر عباسی کا انتقال ہوا۔ اور اسکی جگہ المستعصم باللہ اخیر خلیفہ عباسی مقرر
ہوا جو سنہ ۶۵۶ھ مین ہلاکو خان کے ہاتھ سے قتل ہوا۔
ملک الکامل کے بعد مصر مین اُسکا بیٹا ملک الصالح ایوب حکمران تھا جسکی لڑائی سنہ ۶۴۲ ہجری مین اسکے چچا ملک الصالح اسمٰعیل
سے ٹھن گئی۔ اسمٰعیل والی دمشق نے عکا کے عیسائی بادشاہ سے مدد مانگی مگر شکست کھائی اور دمشق اور بیت المقدس دونون
پر ملک صالح ایوب کا قبضہ ہوگیا۔

فرانسیسیون کا مصر پر حملہ

سنہ ۶۴۷ھ مین فلپ شاہ فرانس کی شکست کا داغ مٹانے کے لیے سوئس شاہ فرانس نے پچاس ہزار فوج سے دمیاط
کو آگھیرا اور قبضہ کر لیا۔ ملک صالح ایوب لڑ رہا تھا کہ مر گیا۔ اور اسکے بیٹے توران شاہ کے آنے تک ملک صالح
کی بیگم مسمات شجر الدر نے تمام انتظام سنبھالی رکھا۔ اور ماہ رمضان مین فریقین کو درمیان خشکی اور تری پر سخت لڑائی
ہوئی پہلے پہلے تو عیسائیون کا پلہ زبردست رہا مگر آخر مسلمان میدان جیت گئے۔ بروایت مولانا جلال الدین
سیوطی حضرت شیخ المشائخ ولی اللہ شیخ عز الدین بن عبد السلام اسلامی لشکر مین موجود تھے اور عیسائی جہازات غضب
کی آتش فشانی اور سنگباری کر رہے تھے یہ حالت دیکھ شیخ صاحب نے باآواز بلند کہا کہ یا ریح خذیہم یہ کہنا
تھا کہ طوفان آندھی نے عیسائی جہازون کو الٹ پلٹ کر غرق کرنا شروع کر دیا۔ اور جہازون سے نکل نکل کر ڈوبنے

لگے اور مسلمانون نے بہی حملہ کر دیا اور عیسایون کو شکست دیکر ۳۲ جہاز اور ۹ کشتیان جنگی گرفتار کر لین۔ شیخ صاحب کی کرامت دیکہ کر کسی نے چلا کر کہا کہ "الحمد للہ الذی ارانا فی امتہ محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم رجلا سخر اللہ لہ الریح" عیسایون نے دمیاط کا رخ کیا مگر مسلمانون نے تیس ہزار عیسایون کو فنا کر دیا اور شاہ فرانس مع چند سرداران کے دار ابن لقمان مین قید کیا گیا۔ اور آخر شہر دمیاط اور تین لاکہہ نقد دینار دیکر رہا ہوا۔ بعض کا قول ہے کہ شاہ فرانس کا زر فدیہ اسکے بدن کے برابر سونا لیا گیا تہا۔ مگر شاہ فرانس نے وطن پہونچکر پہر لڑائی کی تیاری کی۔ مگر مسلمانون کے دہمکانے سے ڈر گیا۔ اور تین سو کا بیڑا جہازات لیکر ٹونس پر چڑہ گیا۔ اور ۶ ماہ کے محاصرہ کے بعد وہین فوت یا قتل ہوا۔ یہ واقعہ ۶۶۹ھ کا ہے۔

مصر کے حالات خاندان ایوبیہ

پیچہے لکہا گیا ہے کہ جب لوئس نہم شاہ فرانس نے دمیاط وغیرہ پر قبضہ کر لیا اور ملک الصالح ایوب بن ملک الکامل دمیاط کے چہوڑانے کے لیے لڑ رہا تہا کہ مر گیا اور توران شاہ اسکا بیٹا جانشین ہوا۔ دو ماہ بعد معزول کیا گیا۔ اور ملک الصالح ایوب کی ملکہ شجرۃ الدر نے عنان حکومت ہاتہہ مین لی مگر مملوک سردارون کی باہمی نزاع کے سبب یہ عقلمند ملکہ تین ماہ بعد تخت و تاج ملک اشرف کو سونپ کر گوشہ نشین ہو گئی جسنے پانچ سال تک برائے نام حکومت کی۔ اور پہر تخت سے اتارا گیا۔ اور خاندان ایوبیہ کا خاتمہ اور مملوکون کی حکومت کا سلسلہ شروع ہوا۔ یہ مملوک دراصل کوہ قاف وغیرہ کے باشندے زر خرید غلام تہے ملک الصالح ایوب بن ملک الکامل نے بارہ ہزار غلام خرید کرکے تربیت کی جو دیگر سلطنت کے رقیبون اور عیسایون کے مقابلہ مین نہایت کارآمد ثابت ہوئے۔ لوئس ہفتم شاہ فرانس کو اسی بہادر فوج نے بسرکردگی ترکی جرنیل بیبرز کے دار ابن لقمان مین قید کیا تہا۔ ملک الصالح مذکور کی کمزوری کے سبب اخیر ایوبی سلطان ملک اشرف کو معزول کرکے ملک المعز عزالدین ایبک ترکمانی صالحی ۶۵۳ھ مین تخت مصر پر بیٹہا اور سلاطین مملوک کا بانی ہوا جو اڑہائی سو برس تک خود مختار حکمران رہے اور چند سو سال تک سرزمین مصر مین انکا بڑا زور رہا۔ آخر اس بہادر گروہ کا استیصال محمد علی پاشا بانی خاندان خدیویہ مصر کے ہاتہون سے ہوا۔ چنگیز خان مغل نے گو تمام اسلامی دنیا کو برہم کر دیا تہا۔ مگر صرف مصر کے مملوکون سے شکست کہائی تہی جسکا ذکر آگے آئیگا۔

حادثہ تاتار

یہ واقعہ اس غرض سے کتاب ہذا مین درج کیا جاتا ہے کہ اول تو ابتدائی عالم سے اب تک بنی آدم پر کوئی ایسا حادثہ نہیں

خدا کا شکر ہے کہ جسنے ہمکو امت محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مین ایک ایسا بزرگ دکہلایا ہے کہ جسکے لیے ہوا مسخر ہوئی ہے

بخت نصر کے بیت المقدس مین بنی اسرائیل کے ساتھ جو کچھ کیا اور اسکو مورخین یہود و نصاری سب سے بڑا حادثہ شمار کرتے
ہین لیکن حادثہ تاتار کے ساتھ اسکو کوئی نسبت نہین جسقدر مسلمان قتل ہوئی بنی اسرائیل انکا عشر عشیر بھی نہ تھے۔
اور بیت المقدس سے زیادہ آباد اور بارونق شہر چند در چند خاکسیاہ کیے گئے۔ صرف مواضعات اور دیہات کے شمار کے
مقابلہ مین ہی بیت المقدس کی کوئی حقیقت نہین رہتی دوئم قرآن مجید کے اٹل اور سچے حکم "اِنَّ اللّٰهَ لَا یُغَیِّرُ مَا
بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ" کا پورا ثبوت ملسکتا ہے۔ تاتاریون کا مدمقابل سلطان محمد خوارزم شاہ تہا۔
جو تمام وسط ایشیا، اور ایران کا مالک تہا۔ غرور تکبر و عدخلافی کی سزا مین تمام اسلامی دنیا کو لے ڈوبا۔ سوم جب
تاتاری ترکستان۔ افغانستان۔ ایران۔ بغداد۔ خفچاق وغیرہ تمام چیدہ اور اول درجہ کو ممالک اسلام
کے زیروزبر کرچکے اور شاہی تسلط بٹہا چکے اور اسلام کا کوئی حامی و مددگار نہ رہا۔ اور سب کو یہی امید تہی کہ اسلام
کی جگہہ تاتاریون کا مذہب مفتوحہ ممالک مین پہیل جائیگا۔ اللہ تعالی کے فضل و کرم سے جو قیامت تک اسلام کا محافظ
ہے خود بخود اسلام کی حقانیت کا نور چمک اٹہا اور تاتاریون کو جو اسلام کے سخت دشمن تہے۔ اور جنکے ہاتہون ہزارون
علما فضلا صلحا صوفیا محض اسلامی لیڈر ہونے کے جرم مین تہ تیغ ہوئے تہے۔ مسجدین منبر قرآن مذہبی کتابین
جلائی گئین اور کوئی باز پرس کرسکا۔ اب یہی تاتاری اسلام قبول کرتے ہین اور اسلام کے محافظ بنتے ہین۔
اس واقعہ کے پڑہنے سے متعصب مخالفین کا یہ اعتراض کہ اسلام بزور تلوار پہیلا ہے ہرگز نہین رہتا
چہارم یہہ غرض ہے کہ زمانہ حال کے مسلمانون کو دکہایا جاوی کہ جب حادثہ تاتار مین اسلام کو کچھ نقصان نہین پہنچا بلکہ
اپنی صداقت کا اثر اپنے مخالفون پر ڈالکر انہین کو اپنا خادم اور موید بنالیا۔ تو زمانہ حال کی ذلالت و نفرت کا
دور کرنا خدا کے نزدیک کچھہ مشکل نہین رحمت ایزدی سے ناامید ہوکر اسلامی قواعد و اصول سے روگردان
ہونا اسلام کو خود ذلیل کرنا ہے۔ تاریخی واقعات سے ثابت ہوتا ہے کہ یہہ ترقی کا رستہ نہین ہے جو حال کے
زمانہ کے مسلمان ٹٹول رہے ہین۔

حادثہ تاتار سے پہلے جو قدرتی نشان ظاہر ہوئے

سنہ ۵۹۲ھ مین مکہ شریف مین کالی آندہی آئی۔ لوگون پر سرخ ریت برسی اور رکن یمانی سے ایک قطعہ گر گیا۔
سنہ ۵۹۳ھ مین بہت بڑا تارہ ٹوٹا۔ اس کے بعد ایسی سخت آواز آئی کہ جس سے مکان اور دیوارین ہل گئین۔
سنہ ۵۹۶ھ مین مصر مین ایسا سخت قحط پڑا کہ لوگ قبرون سے مردون کو نکال کر کہاگئے۔
سنہ ۵۹۷ھ مین مصر شام جزیرہ مین اسقدر سخت زلزلہ آیا کہ سنگین مکانون اور قلعون تک گر گئے اور مصر کے
پاس بہت سے گاؤن زمین مین دہس گئے۔

۵۹۹ھ ہجری مین اسقدر تارے ٹوٹے کہ ٹڈیون کی طرح اُڑتے ہوئے دکہائی دیتے تہے۔
۶۰۱ھ ہجری مین ایک عورت نے بچہ جنا جسکے دو سر چار پاؤن تہے۔
اسکے بعد ۶۱۶ھ ہجری مین اہل تاتار نے خروج کیا۔
اور بربادی بغداد سے پہلے ۶۵۲ھ ہجری مین عدن مین ایک آگ ظاہر ہوئی جسکے شرارے سمندر کی طرف چلتے معلوم ہوتے تہے۔ اور دن کو دریا سے دہوان نکلتا دکہائی دیتا تہا۔ ۶۵۴ھ ہجری مین مدینہ منورہ کے نواح مین آگ ظاہر ہوئی اور دو روز تک ہی پہلے ایک گرج کی آواز آئی اور پہر زلزلہ شروع ہوا۔ اور پہر قریظہ کے پاس آگ نکلتی معلوم ہوئی جسکے اثر سے وادی شطا مین پانی نکل آیا۔ اور اُس سے ایک بڑے قصر کے برابر شرارے نکلتے دکہائی دیے جس سے بدوالون کی آنکہین چوندہیا گئین اسکی خبر بقول ذہبی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے دیہی ہوئی تہی
۶۵۶ھ ہجری میں القدس بغداد مین قتل عام ہوا اور خاندان عباسی کا چراغ گل کیا گیا۔

مختصر حال اہل تاتار

تاتاریون کا ملک منگولیا چین کے ملحق ہے اور منگولیہ ملک کی طرف منسوب ہے جو مغلون کا جد اعلی اور ترکون کی جد اکبر ترک کا حقیقی بہائی تہا۔ ان کے چہرے چوڑے۔ چپٹے گندمی رنگ ہوتے ہین خانہ بدوش صحرائی ہر ایک چیز کا گوشت کہا جاتے تہے کسی چیز سے پرہیز نہین غیر لوگون سے نفرت کرتے تہے عورتون تک تلوار باندہتی تہین۔ چالاک محنت کش ظالم خونخوار تہے۔ نکاح ان مین کوئی ضروری نہ تہا۔ ایک عورت کو کئی مرد رکہہ سکتے تہے۔ سورج کے سامنے سجدہ کرتے تہے۔ انکو رسد کی ضرورت نہ ہوتی تہی بہیڑ بکریان ساتہ ہوتی انہین کا گوشت کہا کر گذارہ کرتے۔ انکے گہوڑے زمین کہود کر گہاس کی جڑون کو نکال کر کہاتے۔ دانہ بہوسہ کی کبہی ضرورت نہ پڑتی۔ انکے حالات معلوم کرنے بذریعہ جاسوسی مشکل تہے۔ کیونکہ انکی شکل و شباہت کسی ملک کے آدمی سے نہ ملتی تہی اس لیے جاسوس فوراً پکڑا جاتا۔ انسانی جان کی انکے نزدیک کوئی قدر نہ تہی عجز و انکسار اطاعت و تابعداری کوئی چیز انکے سخت دلون کو نرم نہ کر سکتی تہی۔ سکندر یونانی نے اکثر حصہ کو فتح کیا۔ مگر جس قوم نے اظہار اطاعت کیا۔ وہان سکندر نے ہتہیار نہین نکالا اور اس فتح مین اسکی کئی سال خرچ ہوئے مگر تاتاری قتل عام کے علاوہ اور کچہ جانتے ہی نہ تہے اس قوم مین چنگیز خان نامی ہوا جسکی قومی تاریخ لکہنے کا یہ موقعہ نہین یہہ شخص چین کے اکثر ممالک کا بادشاہ تہا۔ ان دنون مین وسط ایشیا کا سلطان محمد خوارزم شاہ بن تکش بن ارسلان بن اطسن بن محمد خوارزم شاہ بن انوش تگین تہا۔ یہہ نوش تگین ملکشاہ سلجوقی کا غلام تہا اور سکا بیٹا اور پوتا خوارزم کے بادشاہ ہوگئے اور سلطان سنجر سلجوقی سے کئی معرکے بہی ہوئے

مگر خوارزم کی سلطنت پر قابض ہو گئے محمد خوارزم شاہ بن تکش کو اسقدر زور ہوا کہ اُس نے بغداد پر چڑھائی کی مگر بوقت
برف باری سے اسکی فوج راستہ مین ضائع ہو گئی اور عام خیال کے مطابق الناصر لدین اللہ خلیفہ بغداد کے لیے تائید
آسمانی تصور کی گئی اسی محمد خوارزم شاہ کی حدود ملک چنگیز خان سے ملتی تہین۔ چند لڑائیون کے بعد صلح ہو گئی۔
اور تاجرون کی آمد و رفت ہونے لگی۔ محمد خوارزم شاہ کے ایک سرحدی گورنر نے چینی تاجرون پر جاسوسی کا الزام
لگایا۔ اور محمد خوارزم شاہ سے عزم احتیاط کا حکم حاصل کیا۔ مگر اس احتیاطی حکم مین ایسے بے احتیاطی کی گئی
کہ چینی تاجرون کو قید کر لیا۔ اور انکے مال و اسباب کو چہین کر سلطان محمد خوارزم شاہ کے پاس روانہ کر دیا مغرور
سلطان نے عہد نامہ کا کچھہ پاس نہ کیا۔ اور وہ تمام اسباب بخارا اور سمرقند کے تاجرون کے ہاتھہ فروخت
کیا۔ چنگیز خان نے سلطان خوارزم شاہ کو لکھا کہ چینی تاجرون کو چہوڑ دے اور تمام مال اسباب واپس کرے مگر سلطان
خوارزم شاہ نے خلاف انسانیت ایلچی اور ہمراہیون کی داڑہی منڈوا کر نکالدیا یا قتل کیا۔ اور نشہ حکومت مین
خود تاتاری علاقہ پر چڑہ گیا۔ اور فتح پاکر واپس آ رہا تہا۔ کہ چنگیز خان سے مقابلہ ہو گیا تین رات دن تک
لڑائی رہی اور خون کی ندیان بہ نکلین بیس ہزار مسلمان اور اس سے زیادہ تاتاری مارے گئے اور ہر ایک فریق
اپنے اپنے وطن کو لوٹ گیا۔

چنگیز خان کی چڑہائی

چنگیز خان تو برابر انتظام فوج کشی مین لگا رہا۔ اور پانچ ماہ بعد فوج کثیر لیکر بخارا کو آگہیرا۔ مگر خوارزم شاہ کی تمام شیخی
ایک لڑائی مین ہی کرکری ہو گئی۔ اور مغلون کا خوف دل پر چہا گیا۔ بخارا مین تین دن تک برابر لڑائی ہوتی
رہی۔ مگر خوارزم شاہ کی فوج مین طاقت مقابلہ نہ تہی۔ اس لیے بخارا کو چنگیز خان کے ظالم ہاتہون مین چہوڑ
کر خراسان کو چلدیا۔ وجہ اس بزدلی کی یہہ تہی کہ صدیون ترکستان اور خراسان کی مسلمان جہادی لڑائیون سے
نابلد ہو رہے تہے کسی بیرونی دشمن سے ہی مقابلہ کم پڑا تہا سلجوقیون کے عہد مین ملک شاہ کے بعد بہی خود مسلمانون
کی آپس مین ہی تلوار چلتی رہی اور ۴۹۰ھ سے لے کر ۵۹۶ھ تک سلاطین خوارزم شاہی بہی مسلمان امرا و سلاطین
کا گلا کاٹتے رہے کسی غیر قوم یا مقتدر بادشاہ سے تیغ زنی کا موقعہ نملا۔ اس محمد خوارزم شاہ نے چڑہائی
کی تو بغداد پر جہان کا خلیفہ ایک گدی نشین پیر طریقت سے زیادہ وقعت نہ رکہتا تہا۔ اور جملہ سلاطین اسلام
عباسی یادگار خیال کر کے اسکی عزت کرتے چلے آئے تہے۔ پس ایسا سلطان قوم سے کیا کام لے سکتا ہے
اور قوم جسکے ہتہیار مدت سے زنگ آلودہ ہو چکے ہون۔ اور جنگ کفار سے ناآشنا ہو رہے ہون [illegible]
کیا کام دے سکتی ہے پس رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے فرمان کا نتیجہ سلطان محمد خوارزم شاہ

اور اسکی تن پرست فوج کو بھگتنا پڑا۔ رسول کریم صلعم فرماتے ہین ما ترک قوم الجہاد الا عمہم العذاب یعنے جب مسلمان جنگی مشق جہاد وغیرہ چھوڑ دین گے تو مصیبتون مین مبتلا ہونگے۔

یہی وجہ تھی کہ سلطان محمد خوارزم شاہ خراسان کو بھاگ گیا۔ اور اہل بخارا کو امان دی گئی۔ اور قلعہ بخارا کی فتح مین لی گئی مسلمان خندق بھرتے تھے اور قلعہ کے مسلمانون سے لڑتے تھے قلعہ مین صرف چار ہزار مسلمان تھے جو ۱۲ روز تک کفار اور بخارا کے مسلمانون کا مقابلہ کرتے رہے اور جبتک ایک ایک شہید نہ ہوگیا۔ قلعہ نہ دیا۔ قلعہ سے فارغ ہو کر چنگیز خان نے حکم دیا کہ چینی تاجرون کا اسباب محمد خوارزم شاہ نے جس جس کے ہاتھہ فروخت کیا ہے دیدے۔ جسکے پاس اسباب تھا لے آیا۔ پھر سب کو شہر سے نکالکر کل مال واسباب لوٹ لیا عورتون کے ساتھہ انکے وارثون کے روبرو فعل شنیع کیے گئے صرف رکن الدین امام زادہ اور اس کے بیٹے اور صدر الدین خان قاضی سے یہ شرمناک حالت ندیکھی گئی تلوارین کھینچ کر کفار پر جا پڑے اور بہتون کو مار کر شہید ہوئے (انا للہ وانا الیہ راجعون) چنگیز خان نے تمام مسلمانون کو شہید کردیا۔ اور کوئی نہ بچا یہ واقعہ ۶۱۶ہجری کا ہے۔

سمرقند کی بربادی

چنگیز خان بخارا کو اجاڑ کر سمرقند پہنچا۔ یہان پچاس ہزار سلطانی فوج تھی۔ مگر نامردون سے کچھہ نہو سکا باشندگان شہر کو جوش پیدا ہوا جو شہر سے نکلکر لڑے چنگیزی پیادہ فوج انکو شہر سے دور کھینچ لائی اور کمین سے لاکر محصور کرلیا اور ستر ہزار کو شہید کیا۔ یہہ حالت دیکھہ کر آئینی فوج نے چنگیز خان کو لکھا کہ ہم ترک تمہارے ہم قوم ہین امان دیجاے۔ چنگیز خان نے ہتھیار لیکر سب کو ہلاک کردیا۔ بخارا اور سمرقند کی جامع مسجدین قرآن مجید ممبر وغیرہ جلادیے (انا للہ وانا الیہ راجعون) کنواری عورتون کی پردہ دری کی گئی۔ زن وبچہ شیخ وشاب سب کو قتل کردیا۔ یہہ واقعہ ماہ محرم ۶۱۷ہجری کا ہے۔ سلطان محمد خوارزم شاہ نے اہل سمرقند کی مدد کے لیے ایک دفعہ دس ہزار سوار اور ایک دفعہ بیس ہزار سوار روانہ کیے مگر دونون لشکر ڈر کر بغیر جنگ واپس چلے آئے۔ یہہ تھی خوارزم شاہی فوج کی اخلاقی حالت اور ایمانی طاقت جس سلطان کی تعریف مین مورخین بہت کچھہ غلو کرتے ہین انہین شاعرانہ تعریفون اور مشرقی تکلفات نے ایشیائی سلطنتون کی اصلی عیوب کو ظاہر نہین ہونے دیا اور برباد کردیا ہے۔

محمد خوارزم شاہ کا خاتمہ

چنگیز خان نے بیس ہزار تاتاری سوار سلطان کی گرفتاری پر مقرر کیے۔ جو ملک الموت کی طرح پیچھے لگ پڑے سلطان غزنی خراسان ہوتے ہمدان میں سے بھاگتا ہوا ماژندران پہنچا اور کشتی پر سوار ہوکر بہاڑی قلعہ کو چلدیا۔ تاتاری فوج کے پاس کشتی نہ تھی۔ اسلیے مایوس ہوکر واپس چلے گئے اور محمد خوارزم شاہ گمنامی کی حالت میں بحالت افلاس مرگیا اور کفن تک اسکو نہ ملا انہیں کپڑون میں دفن کیا گیا جو اس کے بدن پر تھے۔ فَاعْتَبِرُوْا یَا اُولِی الْاَبْصَارِ

سچ ہے

ہمہ ملک و دولت پذیر د زوال نماند بجز ملک ایزد تعال

ماژندران سے ہمدان قزوین پر تاتاری ظلم

محمد بن خوارزم شاہ کی گرفتاری سے مایوس ہوکر امصار ماژندران کو تباہ کرنا شروع کیا اور رہی ہمدان کو لوٹ کر برباد کردیا ہر ایک جگہہ وحشی مغل مسلمانون کے قتل کے علاوہ افعال شنیع کے مرتکب ہوتے رہے اور دیہات والون سے بھی یہی ظالمانہ سلوک کرتے رہے قزوین والے لڑے اور چالیس ہزار ذبح کیے گئے۔ یہی حال آذربائجان کا ہوا۔ اہل سجستان نے سخت مقابلہ کیا لیکن تہ تیغ ہوئے والیان اربل و موصل نے بحکم خلیفہ بغداد الناصر لدین اللہ مقابلہ کی ٹھانی مگر قلت فوج کے سبب مقابل نہ ہوسکے ملک اشرف اور ملک المعظم پسران ملک العادل ایوبی دمیاط کے چھوڑانے کے لیے اہل یورپ سے دست بشمشیر ہو رہے تھے وہ کچھ نہ کرسکتے تھے غرضیکہ تمام ایران ترکستان خراسان افغانستان دست خفچاق۔ سرکشیا بشرقی روس پر ظالم تاتاریون کا غلبہ ہوگیا جسکی تفصیل کا یہ موقعہ نہیں ہے۔ کل مذہبی مکان مسجدین خانقاہین جلائی گئین یا گرائی گئین۔ جو عالم فقیہہ میسر ہاتھہ آیا قتل کیا گیا سوا ان لوگون کے جو دہلی کے دربار بلبنی مین یا مصر مین پہونچ گئے یہ عجیب بات ہے کہ قیدی مسلمانون کو جنگ کی پہلی صف مین رکھتے اور مسلمانون سے لڑاتے اگر پیچھے قدم ہٹاتے تو تاتاری قتل کرتے آگے بڑھتے تو خود مرتے یا مسلمانون کو مارتے ہر صورت مین ان بیچارے مسلمان قیدیون کو مشکل ہی مشکل تھی۔

ہمدان والون سے اسقدر روپیہ مانگا گیا جو وہ ادا نکرسکتے تھے مسلمانون نے ہرچند عذرات تخفیف رقم کے لیے کیئے مگر ظالم تاتاری جو قتل وغارت کے لیے بہانہ ڈھونڈتے تھے ہرگز ملتفت نہ ہوئے۔ آخر مسلمانون نے ہمدان کے ایک عالم فقیہہ کی تہمولیت سے تلوار پر ہاتھہ رکہا مغلون نے شہر کو گھیر لیا۔ خوراک و غذا مسلمانون کو نہ ملتی تھی۔ اور تاتاریون کو غلہ وغیرہ کی ضرورت نہ تھی وہ صرف گوشت خور تھے بھیڑ۔ بکری۔ گائے بھینس۔ گھوڑا۔ اونٹ۔ کتا۔ بلی۔ سور حشرات الارض۔ اور انسان کے گوشت تک کہاجاتے تھے

اور ایسی چیزون کی کمی تہی۔گہوڑے انکے زمین سے گہاس جڑ ہون کو کہود کہود کر کہاتے تہے چارہ اور دانہ کی کچھ ضرورت نہ تہی اسلیے قحط کا اثر مغلون پر نہ پڑتا تہا۔باوجود اس حال کے اہل ہمدان نے شہر سے نکلکر حملہ کیا وہ عالم فقیہہ اور رئیس شہر سب آگے شمشیر بکف تہے مسلمانون کے ہاتہہ سے ہزارون تاتاری قتل ہوے مگر فقیہہ مذکور جو لڑائی کی جان تہا زخمی ہوگیا۔اور مسلمان شہر مین واپس چلے گئے دوسرے دن پہر نکلے اور پہلے دن سے زیادہ تاتاریون کو فنا فی النار کیا۔اس دن فقیہہ مذکور کو اور زخم لگے اگرچہ کئی ایک زخم شمشیر اور نیزہ کے بہادر فقیہہ کے بدن پر موجود تہے اور خون مین تر بتر ہو رہا تہا۔مگر صابر و محتسب تہا۔اور قتل کفار سے مسلمانون کے دل بڑہا تا تہا رات کے پڑنے کے سبب مسلمان شہر مین واپس چلے آے اور تیسرے دن نکلنے کا ارادہ کیا۔لیکن مولوی صاحب (فقیہہ) کو متواتر زخمون نے کمزور کر دیا تہا اور سواری کے قابل نہ رہے تہے۔لوگون نے رئیس شہر کو جو ایک علوی تہا۔بلایا مگر وہ پہلے ہی ایک سرنگ کے رستہ شہر سے نکل گیا اور ایک بلند قلعہ مین معہ عیال پہنچگیا اور قومی غدر اور بے حمیتی کا الزام اپنے ذمہ لے لیا۔ہمدان مین جب کوئی صاحب اختیار نہ رہا تو مسلمان ڈھیلے پڑ گئے اور تاتاریون نے ماہ رجب سنہ ۶۱۸ ہجری کو بزور شمشیر ہمدان مین داخل ہو کر قتل عام شروع کیا تلوارین کند ہو گئیں اور چھریون سے کام لیا گیا۔اور سوا چند ان شخصون کے جنہون نے کہین چھپ کر جان بچائی۔کوئی مسلمان زندہ نہ رہا۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔

تبریز کا شرابی گورنر تو بہاگ گیا۔لیکن مسلمانون نے خود اتفاق کر کے تاتاریون کے مقابلہ پر کمر باندہی اور قلعہ بند ہوگئے تاتاریون نے مسلمانون کی مستعدی دیکہہ کر کچھ نقدی اور پارچات پر صلح کرنے کا ارادہ کیا۔مگر یہ غدار قوم صلح کے بعد موکہ دیکر پوشیدہ طور سے شہر مین گہس آے اور قتل عام شروع کیا اور کوئی نہ بچ سکا یہان سے بیلقان پہنچے جہان پر سخت مقابلہ ہوا مغلون نے شہر مین داخل ہوتے ہی۔چھوٹے بڑے زن و بچہ۔لنگڑے لولے بیمار تو انا کو قتل کرنا شروع کیا۔حاملہ عورتون کے پیٹ چاک کر کے جنین بچون کو نکال کر قتل کیا۔اور عورتون سے بیحیائی برتاؤ کیا۔اور کوئی شخص زندہ نہ رہنے دیا۔پہر تمام مال و اسباب لوٹ لیا۔ابن اثیر کہتا ہے کہ تاتاریون کے ظلم اسقدر ہین کہ آیندہ نسلین ہماری تصنیفات کو پڑہ کر حیران ہونگی اور یقین نہین کرینگی ابن اثیر اس حادثہ کے وقت زندہ تہا اور وہ کہتا ہے اگر کوئی یہ کہے کہ تاتاری بہاگ گئے یا قید ہوگئے تو باور نہ کرو اور اگر کوئی کہے کہ تاتاری قتل ہوگئے۔تو مان لو۔کیونکہ اول تو تاتاری بہاگتے ہی نہ تہے اگر کوئی قید ہوجاتا تو فوراً خودکشی کر لیتا اگر کچھ نہ ملسکتا تو بہر سے ہی سر پہوڑ لیتا۔

دربند شروان

علاقۂ گرجستان کو خاک سیاہ کرتے ہوئے دربند شروان پہ پہونچی مگر یہہ درہ اسقدر مضبوط اور ناقابل عبور تہا کہ تاتاریون کو گذرنا مشکل ہوگیا آخر یہہ چال چلے کہ والی شروان کو لکہا کہ صلح کے لیے دس مسلمان معتبر روانہ کرو شاہ شروان کے معتبرون مین سے ایک کو قتل کیا اور باقی کو کہا کہ اگر درہ سے گذرنے کا رستہ بتا دو تو رہا کیے جاؤگے ورنہ قتل۔ اون کم ہمت امراؤن نے جان کو عزیز جان کر ایک اور رستہ سے تاتاریون کو علاقہ شروان مین پہنچا دیا اور اہل شروان کو تہ تیغ کرادیا۔ یہان اقوام آلان لکز ترک خفچاق نے تاتاریون کا سخت مقابلہ کیا۔ تاتاریون نے اہل خفچاق کو یہہ دم دیکر کہ ہم تم دونون ایک نسل کے ہین اور مذہب بہی تمہارا جدا ہے کچھہ تحفہ تحائف لیکر الگ ہوجاؤ۔ تمہاری ملک و قوم سے ہم آیندہ تعرض نہین کرینگے اہل خفچاق اس دم مین آگئے۔ اور باقی اقوام شکست پاکر قتل اور غارت ہوگئین پہر اہل خفچاق کی طرف رخ کیا۔ جو کچھہ مارے گئے اور کچھہ علاقہ روس مین جو ماسکو سے شمال کی طرف تہا بہاگ گئے اور بحیرہ خزر کا تمام شمالی علاقہ جو اب سرکیشیا کے نام سے مشہور ہے تاتاریون کے قبضہ مین آگیا جنکی نسل مدت تک خوانین تاتار کے لقب سے خود مختار حکمران رہی۔ بادشاہ روس کے بزرگ انکے باج گذار رہے۔

جنگ تاتار و روس

اہل خفچاق روس پہ پہنچگئے تہے روسیون نے تاتاریون کو روکنے کے لیئے اہل خفچاق کی شرکت سے تاتاریون کا مقابلہ کیا اول تو تاتاری ہٹنے لگے اور روسی سمجہے کہ تاتاری ڈرتے ہین دوبارہ یوم تک روسی پیچہے تعاقب کیے چلے آئے جب روسی اس طرح اپنے ملک سے نکل آئے تو تاتاریون نے مڑ کر حملہ کیا کئی دن تک لڑائی رہی آخر روسیون کو شکست ہوئی بے شمار روسی اور اہل خفچاق مارے گئی۔

اہل بلغار

اس فتح کے بعد تاتاری علاقہ بلغار پر چڑھ گئے یہہ قوم جنوبی روس۔ رومانیا۔ بلگیریا وغیرہ مین آباد تہی۔ بلغاریون نے کمین لگاکر تاتاریون کو شکست دی۔ اور ہزارون کو قتل کیا اور بہت کم زندہ بچے اس سے مغرب کی طرف تاتار کی پیش قدمی رک گئی۔ اهل عرب مورخ اس تاتاری لشکر کو تاتار مغرب کہتے ہین۔

واقعات خراسان وغیرہ

ظالمانہ حالات اون تاتار مغرب کے تہے جو سلطان محمد خوارزم شاہ کے تعاقب مین متعین کیے گئے تہے چنگیز خان

نے وہمانہ۔ اور ترمذ بسمرقند بخارا پر تسلط جما کر خراسان پر فوج روانہ کی۔ یہ فوج بلخ وغیرہ کو فتح کرتی ہوئی طالقان پہنچی۔ جو فتح نہ ہوسکا۔ آخر خود چنگیز خان پہونچا۔ اور مسلمان قیدیون کو لڑائی پر حکم دیا۔ چار ماہ تک برابر لڑائی ہوتی رہی لیکن فتح نہ ہوئی۔ آخر جب اندر رسد نہ رہی اور محاصرہ پر زیادہ زور ڈالا تو مسلمان دروازہ کھولکر نکل پڑے۔ سوار تو بزور شمشیر مغلون کی صفون کو چیر کر باہر نکل گئے لیکن پیادہ فوج وہین کٹ گئی شہر قلعہ گرایا گیا جلایا گیا زن و مرد قتل کیے گئے۔

مرو کا واقعہ جانکاہ

تمام مسلمان ادہر اودہر سے بھاگ کر مرو مین جمع ہو گئے۔ اور لڑائی پر آمادہ تہے چنگیز خان نے بلخ وغیرہ کے تمام ماتحت مسلمانون کو جمع کر کے تاتاری فوج کے ساتھ مرو کو روانہ کیا جہان دولاکھ مسلمان مرو کے باہر خیمہ زن تہے لڑائی سخت ہوئی۔ اور مسلمان تاتاریون کے حملون کو استقلال سے روکتے رہے۔ اور بہادرانہ حملہ کرتے رہے مگر تاتاری تو میدان سے بہاگنے کا نام نہ لیتے تہے آخر مسلمان میدان چھوڑ گئے۔ اور بیشمار مارے گئے۔ جو بچے وہ بدین محصور ہو گئے اہل مرو بہی پانچ روز تک مقابلہ کرتے رہے۔ آخر چنگیز خان نے امان دیکر والی مرو کو طلب کیا اور آتے ہی قید ہو گیا۔ اور اُس سے زبردستی خط لکھوا کر اہل شہر کو بلوا لیا اور شہر پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد تمام عہد و پیمان کو بالائے طاق رکھکر امرا اور شرفائے شہر کو عوام کے روبرو طرح طرح کے عذاب سے ہلاک کرنا شروع کیا۔ عورتین بچے تاتاری فوج مین بانٹ دیے۔ اور اسباب لوٹ لیا۔ اور شہر کو گرادیا یا جلادیا۔ سلطان سنجر سلجوقی کی قبر کو جلا دیا۔ باقی قبرون کا گرا کر نشان مٹادیا۔ تین دن تک تو لوٹنے کا بازار گرم رہا۔ چوتھے دن تمام اہل شہر خاص و عام قتل کیے گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ان مسلمان مقتولون کی تعداد بسا تھ لاکھ بیان کی گئی ہے جسکا شمار خود تاتاریون نے کیا تہا۔ ان مقتولون مین بڑے بڑے علما۔ فضلا۔ صوفیا۔ صلحا۔ زہاد۔ عباد۔ اہل صنعت و حرفت تہے۔

نیشاپور

مرو سے فارغ ہو کر نیشاپور پہنچا پانچ دن کے محاصرہ کے بعد شہر پر قبضہ کر لیا عورتون کو قید مردون کو قتل کیا۔ پندرہ یوم تک شہر کو لوٹتا اور اُجاڑتا رہا۔ یہان سے طوس اور مشہد گیا۔ جہان امام علی رضا رضی اللہ تعالے عنہ اور ہارون الرشید رحمۃ اللہ علیہ کی قبر تہی شہر کو ویران کر دیا۔ اور بامغندون کو تہ تیغ کیا۔ اور ہرات کو آٹھ ماہ کے محاصرے کے بعد امان دیکر لے لیا۔ ادہر جلال الدین ولد سلطان محمد خوارزم شاہ مرحوم سے نواح

غزنی کے قریب مقابلہ ہوا۔

تباہی خوارزم

خوارزم میں تاتاریوں کا مسلمانوں نے سخت مقابلہ کیا۔ اور پانچ ماہ تک بحالت محاصرہ لڑتے رہے اور موجودہ تاتاری فوج نے لاچار ہو کر چنگیز خان سے مدد مانگی جس نے فوج کثیر روانہ کی اور محصور مسلمانوں کو کسی طرح سے مدد کی امید نہ تھی اور نہ کوئی سرپرست تھا تاتاری متواتر حملوں سے قلعہ کے قریب تک پہنچ گئے۔ اگرچہ تاتاریوں کا نقصان بہت ہوتا تھا۔ لیکن کثرت فوج سے محسوس کرتے تھے اور مسلمانوں کی عورتیں مرد لڑتے تھے۔ آخر تاتاریوں کا قلعہ پر قبضہ ہو گیا اور جسقدر مسلمان قلعہ میں تھے قتل کیے گئے اور دریا جیحون کا بند توڑ کر شہر خوارزم کو غرق و فنا کیا اور اسیطرح سے اس عالیشان شہر کا نقش مٹا یا گیا۔ اور ظلم و عدوان جسکا پتہ و نشان قدیم زمان میں نہیں ملتا تاتاریوں نے کیے۔

جلال الدین بن خوارزم شاہ اور مغلوں کا مقابلہ

خوارزم شاہ کا بیٹا جلال الدین غزنی میں مقیم تھا۔ اور ساٹھ ہزار فوج کے ساتھ مقابلہ تاتار کیلیے تیار بیٹھا تھا خراسان کی فتح کے بعد تاتاری لشکر غزنی کو بڑھا۔ اور موضع بلق میں جلال الدین سے لڑا تین دن تک لگاتار جنگ صعب ہوتا رہا۔ تیسرے روز تاتاری بھاگ نکلے اور مسلمانوں کو فتح عظیم حاصل ہوئی۔ تعاقب میں ہزارہا مغل قتل کیے گئے اور لاکھوں کا مال غنیمت ہاتھ لگا جو زندہ بچا وہ بھاگ کر طالقان میں چنگیز خان کے پاس پہنچا۔ ہرات والے بھی یہہ خبر سنکر باغی ہو گئے جنکو تازہ فوج بھیجکر چنگیز خان نے برباد و ہلاک کیا۔

اس عظیم الشان فتح کے بعد جلال الدین بہادر نے چنگیز خان کو لکھا کہ جو جگہہ تم پسند کرو وہان کھلے میدان ایک فیصلہ کن لڑائی کی جاوے۔ یہہ خط پہنچتے ہی چنگیز خان نے پہلے سے کئی گنا زیادہ فوج جرار غزنی کو روانہ کی اور حوصلہ افزائی کے لیے اپنے بیٹون کو ساتھہ کر دیا۔ اسلامی فوج نے بڑھ کر استقبال کیا۔ اور خونخوار جنگ کے بعد تاتاریوں کو شکست فاش دی اور ہزاروں کو تہ تیغ کر ڈالا۔ اور لاکھوں کا مال غنیمت ملا بیشمار مسلمان قیدی رہا کرائے گئے۔

مگر افسوس کہ فتح عظیم کا فائدہ اٹھا نہ سکا اسلامی لشکر میں امیر سیف الدین بغراق ترک اور ملک خان خوارزم نظامی جو بہادر اور زبردست امیر تھے مال غنیمت پر جھگڑا ہو پڑا جسمین سیف الدین کا بھائی مارا گیا اسی غصہ میں سیف الدین نے مسلمانوں کا ساتھ چھوڑ دیا۔ جلال الدین گو بہت کچھ منت سماجت کرتا اور رو رہا

اور فضیلت جہاد بتلاتا رہا۔ لیکن سیف الدین تیس ہزار فوج کے ساتھ جدا ہو کر روانہ ہند ہو گیا اور مسلمانون کی کشتی ڈبو گیا۔ اسی نفاق نے مسلمانون کے کئی خاندان اور سلطنتین برباد کی ہین۔ جہان سلطان وقت کمزور ہوا زبردست امرا اپنی اپنی کھچڑی پکانے لگے اور نفاق کا جال تننے لگے اور ملک و قوم کو برباد کرنے لگے۔ خدا مسلمانون کو اتفاق کی توفیق دے۔

جلال الدین کا ہندوستان مین آنا

جب سیف الدین جلال الدین سے جُدا ہو گیا تو چنگیز خان کے آنے کی خبر مشہور ہو گئی جلال الدین غزنی کی قبضہ کی طاقت نہ رکھتا تھا۔ ناچار ہندوستان کو روانہ ہو گیا چنگیز خان بھی یلغار کرتا ہوا آ پہونچا دریای سندھ پر مقابلہ ہوا۔ اور ایسا گھمسان کا رن پڑا کہ پہلے تمام معرکہ اس لڑائی کے سامنے گرد ہو گئے اور تین دن تک برابر ہوتی رہی ملک خان سپہ سالار فوج اسلام قتل ہو گیا۔ اور کفار کی فوج بہ نسبت مسلمانون کے زیادہ قتل اور مجروح ہوئی گو تاتاریون کو صریح فتح تو نہ ملی۔ لیکن مسلمان قلت فوج اور کسی طرف سے مدد نہ پہونچنے کے سبب دریای سندھ عبور کر آئے یہان مختلف رواتین ہین بعض کہتے ہین کہ جلال الدین جب سب طرف سے مایوس ہو گیا۔ اور گرفتاری کا اُسکو یقین ہو گیا تو اپنی والدہ اور بیگمات کو قتل یا غرق قید کے خوف سے کر کے کشتی بغیر گھوڑا دریا مین ڈالدیا اور بہادر جان باز رفیقون نے بھی ایسا ہی کیا۔ صرف چار ہزار دوسری کنارے لگے باقی دریا برد ہو گئے خود جلال الدین بھی مع تین خواصون کے ڈوبتا ڈوبتا بچا اور کہین دور کنارے جا لگا تین دن کے بعد ساتھیون سے ملا چنگیز خان کی فوج سے کسی کا حوصلہ نہ پڑا کہ دریائے سندھ مین گھوڑا ڈالکر جلال الدین کو گرفتار کرے حالانکہ چنگیز خان اپنے بہادرون کو للکارتا تھا۔

اُسوقت ہندوستان کا بادشاہ بلبن تھا۔ اگرچہ ابتدا مین بلبن کے عمال مانع ہوئے مگر جلال الدین نے دو علاقہ سندھ ساگر پر قابض ہو گیا۔ چونکہ جلال الدین بھی ایام گذاری کے لیے ہندوستان ٹھیرا تھا۔ اور بلبن بھی جلال الدین جیسے جلیل القدر سلطان کی مصیبتون سے واقف تھا اس لیے کوئی غلط فہمی نہ ہوئی دو سال تک جلال الدین پنجاب واقعہ ہندوستان مین رہا ۶۲۲ھ مین براہ ملتان و سندھ۔ بلوچستان۔ خوارستان۔ واقعہ ایران مین پہونچا۔ اور کرمان۔ اور اصفہان۔ فارس۔ عراق پر قابض ہو گیا۔ اور تبریز۔ اذربائیجان وغیرہ ممالک پر بھی اسکا تسلط ہو گیا۔ مگر اکثر جگہہ تاتاریون کی طرح قتل و غارت کو کام مین لایا جسکی سزا اُسکو بھگتنی پڑی۔ اب جلال الدین کا اقبال بہت بڑہ گیا۔ ایران کے اکثر صوبہ اور عراق کا علاقہ اُسکے ماتحت تھا۔ اُس کے باپ کے ملازم اور فوج اُس کے پاس جمع ہو گئی مسلمان جو تاتاریون سے ظلم

برداشت کیے ہوئے تھے۔ و انتقام لینے کے لیے تیار تھے اب ۶۲۴ھ ہجری مین تاتاری جمعیت کثیر کے ساتھہ کے قریب ہوپنچ گئے اور جلال الدین کی فوج نے جو نخوار جنگ کے بعد مغلون کو شکست دی اور کئی رات تک تعاقب مین قتل وقید سے ہاتھہ رنگتے رہے ۶۲۴ھ ہجری مین چنگیزخان نے وفات پائی اور اسکی جگہہ اسکا چھوٹا بیٹا طولی خان تخت نشین ہوا جس نے ۶۲۵ھ مین بہت بڑی زبردست فوج جلال الدین کے مقابلہ پر روانہ کی اور فریقین مین کئی ایسے کہ ہوئے جنمین اکثر تاتاریونکی فتح ہوتی رہی آخر مین جلال الدین نے فتح پائی اس فتح کی خبر سنکر طولی خان نے جلال الدین سے خط وکتابت شروع کی اور صلح کے آثار دکہائے جلال الدین تاتاریون کی طرف سے مطمئن ہوکر اطراف جوانب کے مسلمان سلاطین اور امراسے برسر پرخاش ہوا۔ انکا مال ودولت لوٹنے اور ملک چھیننے لگا اور اسلامی طاقت کو کمزور کرنے لگا۔ اس ظلم وسفاکی سے تمام مسلمان اُس کے دشمن ہوگئے۔ حتی کہ اُس کا وزیر بھی علیحدہ ہوکر سرکش ہوگیا۔ وجہہ یہہ تہی کہ جلال الدین ایک خواجہ سرا غلام قلیچ نامی سے کمال محبت رکہتا تہا۔ وہ مرگیا۔ عورتون کی طرح رونے پیٹنے لگا۔ اور فوج اور امرائے لشکر کو پاپیادہ اُس کے جنازے کے ساتہہ تبریز تک کئی میل چلنے کا حکم دیا۔ اور خود بھی پیادہ چلا۔ اور باشندگان تبریز کو تابوت کے استقبال کے لیے حکم دیا۔ سب استقبال کو آئے مگر نہ روئے نہ پیٹے اس لیے معتوب سلطانی ہوئے۔ پہر اُس غلام کی لاش دفن نہ کیا ساتہہ ساتھ لیے پہرتا تہا۔ منہ سرنوچتا روتا پیٹتا۔ کہانے پینے تک چہوڑدیا۔ ہمیشہ کہانا غلام مذکور کی لاش کے پاس بہیجتا ایکدن کسی نے کہادہ تو مرگیا ہے وہ اسی جرم مین قتل کیا گیا۔

جلال الدین کی اس مجنونہ حالت سے امرا تنگ آگئے اور وزیر کے ساتہہ ملکر باغی ہوگئے یہہ حال دیکھہ کر اور سلمان سلاطین اطراف کے خطوط پہونچنے سے تاتاری فوجین چڑہ آئین اور کمزور بیوقوف جلال الدین شہر بشہر اور گاؤن بگاؤن بہاگتا پہرا۔ اور اُسکا کوئی حامی نہ ہوا۔ اقبال کے بعد اپنی سفیہانہ حرکات سے حاصل کیا۔ اور کمال ذلت ونحفت کی حالت مین ایک کرد کے ہاتہہ سے مقتول ہوا۔ فسبحان الذی لا ملکہ و فی ذلک عبرۃ لاولی الابصارط

ابیات

کراو ای از خسروان عجم	کہ کردند بر زیر دستان ستم
نہ آن شوکت و پادشاہی نماند	نہ آن جور بر روستائی بماند
ہمہ ملک و دولت پذیر د زوال	نماند بجز ملک ایزد تعال
اگرچہ بود شہریار جہان	سلیمان بود یا سکندر جوان

	که مرد و غارا شمارید زن		دیار ستم زال شمشیر زن
	بجز ذات ایزد خداوند ما		بدنیا نماند کسی دیر یار

جلال الدین کا قتل ۶۲۸ھ بہ نصف ماہ شوال مین ہوا - اور خوارزم شاہی سلطنت کا بالکل خاتمہ ہو گیا - جلال الدین چونکہ آمد و میا فارقین علاقہ روم کو بہاگ گیا - اور وہین علاقہ آمد مین قتل ہوا - تاتاری بہی اُس کی تلاش مین علاقہ ندکور مین جا پہنچے - اور تمام علاقہ آمد میا فارقین رسنجار موصل کو تباہ کر دیا - اور کسی کو مقابلہ کی تاب ہوئی - جلال الدین کی فوج نے بہی تاتاریون سے کچہہ کم ظلم نہ کیے - گویا وہ برائے نام مسلمان تہے - اور یہی وجہ تہی کہ وہ جہاد نہین کر سکتے تہے اور کفار سے بہاگتے پہرتے تہے ۶۲۸ھ مین تاریخ کامل ختم ہوئی اور ۶۳۰ھ مین اسکا مصنف امام عزالدین علی بن محمد شیبانی المعروف با بن اثیر الجزری ۷۵ سال کی عمر پاکر موصل مین فوت ہوا - اُس نے موصل - بغداد - شام - بیت المقدس مین تعلیم پائی حدیث و تاریخ کا عالم تہا - **اسد الغابہ فی اخبار الصحابہ** اور **تاریخ کامل** کے علاوہ بہت سی کتابیں تصنیف کین - ہمیشہ تصنیف و تالیف مین مصروف رہا - اور شاگردون کو پڑہاتا رہا - اُسکا مشہور شاگرد ابن خلکان مصنف تاریخ ابن خلکان ہے

جب تاتاری جلال الدین کو تباہ کر کے خوارزم شاہی خاندان کا نام و نشان مٹا چکے تو سلاطین روم اور شام کی طرف متوجہ ہوئے - موصل اور سنجار خلاط والون نے تو اطاعت کر لی اور بہت کچہہ تکلیفین اُٹہائین - لیکن غیاث الدین کیخسرو سلجوقی شاہ رومی نے حلبی نوجوان کی مدد سے مقابلہ کیا اور جنگ سخت کے بعد شکست پائی - اور ہزارون رومی مسلمان مارے گئے - اب چونکہ مغلون کا راج چین سے روم تک پہیل گیا - اور کوئی مسلمان سلطان اور امیر نہ تہا جو انکا مقابلہ کر سکے تو اب بغداد کی طرف رُخ کیا -

بغداد پر چڑہائی

۶۵۶ھ مین ہلاکو خان نے بغداد پر چڑہائی کی اور خلیفہ کی فوج نے شکست کہائی مگر خلیفہ مستعصم کا وزیر محمد ابن علقمی خلیفہ کے کل کاروبار اور مزاج پر حاوی تہا مذہب کا شیعہ تہا - بنی عباس کی جگہہ علویون کی خلافت چاہتا تہا اُس نے سوچا کہ تاتاریون کی مدد سے عباسی نقش مٹایا جائے - اور پہر علوی خلافت کا سکہ بٹہایا جاوے - خلیفہ سنت جماعت مگر کنجوس زر دوست تہا تدبیر ملکی سے بے بہرہ تہا -

انہین دنون مین بغداد مین شیعہ سنیون کے درمیان فساد ہوا اکثر شیعہ مارے گئے اس سے ابن علقمی کی آتش انتقام اور بہڑک اُٹہی - اور ہلاکو خان کو لکہا - کہ بغداد حوالہ کرنے کو تیار ہون ہلاکو خان نے لکہا اگر

تم اپنے قول مین سچے ہو تو بغداد کی فوجون کو تخفیف کر دیا وہان سے نکال دو۔
اس خط کے پہنچتے ہی ابن علقمی خلیفہ کے پاس حاضر ہوا۔ اور کہا کہ چونکہ تاتاری شکست پاکر واپس جا چکے ہین اور آیندہ انکو کبہی بغداد پر حملہ کرنے کی جرات نہین ہوگی۔ اب ہر طرح امن ہے امن کی حالت مین اسقدر فوج کثیر جسکی تعداد ایک لاکہہ ہے رکہنی فضول ہے۔ بے سمجہا اور بد دست خلیفہ نے غدار وزیر کی بات مان لی اور وزیر نے فوراً پندرہ ہزار سوار موقوف کر دیے اور شہر سے نکالدیے ایک ماہ بعد بیس ہزار اور فوج موقوف کی اور باقی فوج کا بہی اس کارروائی سے دل توڑ دیا۔ اور ہلاکو خان کو اس کارروائی کی اطلاع دی ہلاکو خان اپنی فوج کثیر کے علاوہ مسلمانون کا لشکر موصل اور خلاط ساتہہ لیکر روانہ ہوا خلیفہ نے باہر نکلکر مقابلہ کیا۔ اگرچہ ہلاکو کی فوج نے بہت کچہہ بہادری دکہائی اور تعداد مین بہی کثیر تہی۔ لیکن بغدادیوں کے پرجوش حملون کے آگے تاتاری نہ ٹہیر سکے اور بہاگ نکلے۔ بغدادوالون نے دور تک تعاقب کیا۔ اور ہزارون کو قتل و قید کیا۔ فتح کے بعد میدان جنگ مین ڈیرے لگا دیے شریر النفس بدخواہ اسلام وزیر نے رات کے وقت اپنے آدمی بہیجکر دجلہ کا بند توڑ کر بغدادیون کے کیمپ پر پانی ڈالدیا اور ہلاکو خان کو اطلاع دیدی بیچارے بغدادی بے فکری مین سوئے ہوئے تہے۔ کہ تمام ڈیرون مین پانی پڑ گیا اور اتنے مین ہلاکو خان بہی قضائے مبرم کی طرح آپہنچا مسلمان تو کیچڑ اور پانی مین تر بتر ہو رہے تہے۔ کیا لڑ سکتے تہے بہیڑون کی طرح ذبح ہونے لگے اور کچہ بہاگ کر بغداد پہونچ گئے۔ ہلاکو خان نے محاصرہ کر لیا۔ اور وزیر نے خلیفہ کو کہا کہ اگر اجازت ہو تو ہلاکو خان کے پاس جا کر صلح کا انتظام کرون مگر وہان جا کر صرف اپنے لیے ہی عہد و پیمان کیے اور خلیفہ کا نام تک نہ لیا اور خلیفہ کو کہا کہ ہلاکو خان اپنی بیٹی کا نکاح آپکے بیٹے سے کرنا اور سلجوقی سلاطین کی طرح زیر فرمان رہنا چاہتا ہے اسکی اور کوئی خواہش نہین آپسے ملاقات کا خواستگار ہے۔ خلیفہ معہ اعیان دولت و علما وغیرہ ہلاکو خان کے پاس واسطے انعقاد صلح حاضر ہوا مگر ظالم ہلاکو نے فوراً خلیفہ اور اس کے ہمراہیون کو قتل کرا دیا۔ اور خلیفہ کا بیٹا بہی ذبح کیا گیا بعض کہتے ہین کہ خلیفہ دریا مین غرق کیا گیا اور پہر بغداد مین داخل ہوکر ۴۰ یوم تک تاخت و تاراج اور قتل و غارت کا بازار گرم رکہا۔ عورت۔ مرد۔ جوان۔ بوڑہے بیمار و تندرست۔ بالغ و نابالغ۔ کوئی ان درندون کے ہاتہہ سے نہ بچا۔ دس لاکہہ تینتیس ہزار انسان واقعہ بغداد مین قتل کیے گئے۔ دار الخلافہ اور شہر بغداد لوٹ لیا۔ کتب خانے جلائے گئے اور لوٹ کے بغداد مین آگ لگا دی اور بڑے بڑے مکان جل گئے دجلہ کا پانی کثرت قتل سے سرخ ہو گیا۔ خلیفہ مستعصم ۴۷ سال کی عمر اور ۱۵ سال ۸ ماہ کی حکومت کے بعد ۶۵۶ ہجری شہید ہوا۔
انا للہ و انا الیہ راجعون ایشیا مین عباسی خلافت کا خاتمہ ہوا۔ ۳۷ سال تک کوئی خلیفہ نہ ہوا۔

ابن علقمی کو جو امیدین تہین پوری نہ ہوئین تاتاریون نے کہا کہ جس نے اپنے بادشاہ کے ساتہہ ایسی بیوفائی کی ہے وہ ہلاکو خان کے ساتہہ کیا وفا کرے گا۔ آخر ذلت سے قتل ہوا۔ اور داغ بدنامی لے لیا۔ اور لاکھون مسلمانون کے خون کا گناہ اپنی گردن پر اٹہا لے گیا۔

پیشنگوئی رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

زوال دولت عباسیہ کی مورخین ... ملک مؤید اور ابن الوردی نے اپنی اپنی تاریخون مین لکہا ہے کہ خلیفہ ولید بن عبد الملک اموی کے عہد مین علی بن عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے تہے کہ "ان الخلافۃ تصیر الی ولدہ" یعنے خلافت میری اولاد مین آجاے گی یہ سنکر خلیفہ ولید نے علی مذکور کو اونٹ پر سوار کرکے تشہیر کیا۔ اور مار اپٹیا۔ کہ یہہ اس شخص کی سزا ہے جو جہوٹ بکتا ہے اور کہتا ہے کہ خلافت اُس کی اولاد مین آجاے گی مگر علی بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ مار کہاتے تہے اور برابر کہے جاتے تہے کہ "ای واللہ لتکونن الخلافۃ فی ولدی ولا تزال فیہم حتی یاتیہم العلج من خراسان" یعنے خدا کی قسم کہاتا ہون کہ ضرور ہی خلافت میری اولاد مین آجاے گی اور مدت تک رہے گی جب تک کہ ایک لنگڑا خراسان کی طرف سے آکر بربادی کرے اور وہ لنگڑا ہلاکو خان تہا۔ یہہ حدیث تہی علی بن عبد اللہ بیان کرتے تہے یہ اپنے زمانہ مین نہایت زاہد متبرک تہے لوگ انکی بہت عزت و تعظیم کرتے ہر روز ہزار رکعت پڑہتے۔ قریش مین ایسی عزت اور کسی کی نہ تہی انکا نام سجاد رہا ایسے زاہد عابد متورع تابعی کی روایت کو بعید نہین کیا جا سکتا۔ اور جس معرض قسم سے بحالت مارپیٹ مضمون حدیث بیان کرتے تہے اس سے روایت کی صداقت زیادہ ثابت ہوتی ہے۔

ابن خلکان لکہتا ہے کہ ایک دفعہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے پاس عبد اللہ بن عباس نماز ظہر کے لیے نہ آئے امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ عبد اللہ بن عباس کے گہر گئے اور بچہ کو دیکہہ کر علی نام رکہا اور فرمایا کہ یہہ ابا الاملاک یعنی بادشاہون کا باپ ہوگا اور جو کچہہ اس شاہ ولایت الوالا ولیا نے فرمایا تہا ویسا ہی ہوا ۱۳۲ سنہ ہجری سے ۶۵۶ سنہ تک ۳۷ خلیفہ علی مذکور کی اولاد سے ہوئے۔

بغداد سے بہاگ کر احمد بن ظاہر بن ناصر عباسی مصر پہنچا اور سلطان ملک ظاہر بیبرس نے بمشورہ علما اُس سے بیعت کی اور فوج لے کر روانہ ہوا مگر تاتاریون سے لڑکر شہید ہوا۔ یہ شخص ۶۵۹ سنہ ھ کے ماہ رجب مین خلیفہ ہوا اور اسی سال کی اخیر مین شہید ہوا۔ اور تین سال تک کوئی خلیفہ اسلام نہ ہوا ۶۶۰ سنہ ہجری کے اخیر مین ایک اور عباسی شاہزادہ احمد بن حسن بن ابوبکر بن علی بن حسن بن راشد بن المسترشد مصر پہونچا اور بیبرس سے

سلطان الظاہر بیبرس نے اور مصریون نے بیعت کی اور اسی کی اولاد عہد سلطان سلیم عثمانی تک برائے نام خلیفہ رہی سلطنت کا اختیار سلاطین مملوک کے ہاتھ مین تھا۔ اور عباسیون کی یہ برائے نام خلافت ۹۲۳ھ تک بطور یادگار رہی۔

تاتاریون کے ہاتھ سے شام کی بربادی

بغداد کی فتح کے بعد ہلاکو خان نے شام پر چڑہائی کی جسکا اکثر علاقہ سلطان صلاح الدین مرحوم کے قبضہ مین تھا اگرچہ اسکا بہادر خاندان صدیون تک عیسائیون سے لڑتا رہا مگر تاتاریون کے حملات کی تاب نہ لاسکا ہلاکو نے ملک الناصر صلاح الدین بن ملک العزیز ظاہر غازی بن سلطان صلاح الدین بن ایوب والی دمشق کو اطاعت قبول کرنے کو لکھا پہلے تو دو دفعہ ملک الناصر ذرا متوجہ نہ ہوا۔ مگر تیسری بار کی تحریر سے ڈر کر تحائف بھیجکر مطیع ہوگیا۔ ملک الکامل محمد بن ملک المظفر بن ملک العادل ابوبکر بن ایوب والی میافارقین مقابلہ سے پیش آیا اور دو سال تک مسلح تاتارہا آخر اطاعت مان لی۔ اب ہلاکو حلب کو روانہ ہوا گویا نظامی نے اسی واقعہ کا خاکہ کھینچا ہے:۔

زمین بر زمین تا باقصائے روم | بجوشید دریا بلر زید بوم
علف در زمین گشت چون گنج گم | زنعل ستوران بیکان سُم

اس چڑہائی سے خوف زدہ ہو کر عز الدین کیکاؤس و رکن الدین قلیج ارسلان پسران کیخسرو سلجوقی والی روم ہلاکو کی خدمت مین حاضر ہوئے اور فتح شام مین ساتھ رہے۔ اور موصل اور حران والون نے بھی اطاعت قبول کی اور حلب کا والی توران شاہ ایوبی تاتاریون سے لڑا۔ لیکن شکست ہوئی اور ۶۵۸ھ مین حلب مفتوح ہوگیا اور چند لوگون کے سوا تمام ادنی و اعلی قتل کیے گئے یہ خبر سنکر ملک الناصر مع فوج دمشق سے مصر چلا گیا۔ اور تمام علاقہ پر تاتاریون کا قبضہ ہوگیا معارہ مین قتل عام اور دمشق اور بعلبک کا قلعہ فصیل گرادی۔

تمام اسلامی لشکر مصر مین جمع ہورہا تھا۔ اور تاتاریون سے بچنے کے لیے تدبیر سوچ رہے تھے آخر سب کی رائے لڑائی پر قرار پائی اور ملک مظفر بیبرس مملوک سلطان مصر کی سرکردگی مین مقابلہ تاتار کیلیے روانہ ہوئے۔

مصریون سے تاتاریون کی شکست

اسلامی لشکر کا مقابلہ تاتاریون سے ۲۵ ماہ رمضان ۶۵۸ ہجری روز جمعہ کو عین جالوت پر ہوا۔ تاتاری فوج کو سخت جنگ کے بعد شکست ہوئی اُنکا سردار قتل ہوا تاتاری بیشمار مارے گئے اور مسلمانون کا ایسا رعب چھایا کہ تمام علاقہ شام خالی کردیا دمشق وغیرہ پر پھر مسلمانون کا قبضہ ہوگیا۔ یہ فتح محض مصر کے سلاطین مملوک کی جانفشانی

اور ہمت کا نتیجہ تہا۔
اور تعجب ہے کہ مسلمانون کے بڑے بڑے عالیشان خاندان خلفاء سلاطین امرا۔ بہادر اقوام نے تاتاریون کے آگے ہتہیار ڈالدیے صرف مصر اور ہندوستان کے خاندان غلامان نے ان تاتاریون کے دانت کہٹے کیے اور شکست دی جسطرح کہ مصر کے مملوک (غلام) سلطان نے تاتاریون کا منہ توڑ مقابلہ کیا اسیطرح ہندوستان مین بلبن نے مغلون کو بارہا مار مار کر ہندوستان سے نکالا۔ اور بے پناہ مسلمانون کے لیے ایک ہندوستان ہی دار الامان تہا۔ ایک وقت مین دربار دہلی مین ۲۶ شہزادے عباسی سلجوقی خوارزمی۔ اتابک وغیرہ پناہ گزین تہے۔ امرا۔ علما۔ عام مسلمانون کا تو کچھ ٹہکانا ہی نہ تہا۔ یہہ فخر ومباہات جو مصر اور ہندوستان کے غلام بادشاہون کو حاصل ہوا محض پابندی شریعت۔ تقوی۔ ورع سے تہا غرور وتکبر اور ظلم وجبر سے انکو نفرت تہی ملک مظفر سلطان مصر اور ناصر الدین محمود بن التمش اور شاہ بلبن سلاطین ہندوستان کے اخلاقی کارنامون سے تاریخین بہری پڑی ہین ایشیا کے دیگر مسلمان سلاطین اور امرا بالعموم شریعت سے نفور تہے خاندانی عجب وغرور انکو عام مسلمانون مین ہردلعزیز نہین ہونے دیتا تہا خود کامی اور نفاقی تعیش سے اُن مین اسلامی حریت کا جوش پیدا نہین ہوتا تہا عوام مسلمان بقول الناس علی دین ملوکھم نہایت بدعملی سے شرم نہین کرتے تہے۔ ایسی حالت مین تاتاریون کے ہاتہ سے جو کچھ ہوا سو وہ انکے اعمال بد کا نتیجہ تہا بیگو اللہ تعالی کے ہر ایک فعل مین حکمت ہوتی ہے اور ہم نادان اسکو نہین سمجھ سکتے تاتاری جو اسقدر خرابی کا موجب ہوئے یہی لوگ صداقت اسلام کا مظہر ہوئے۔ خدا تعالی نے تاتاریون کو مجسم قہر الہی کی صورت مین بہیجا اور جسطرح سابقہ امتون کو طرح طرح کے عذاب سے مصایب یا ہلاکت مین مبتلا کیا۔ اسیطرح تاتاری عذاب نازل ہوا جو تنبیہ کے طور پر تہا۔ ورنہ دیگر امم کی طرح اگر مسلمانون کو بہی تباہ کر دیا جاتا تو کچھ تعجب نہ تہا۔ لیکن خدا تعالی جو اسلام کا حامی ہے اور امت محمدی کی بقا کا ذمہ وار ہے اُسنے اس ظالم گروہ کو اسلام کی صداقت کے لیے ایک معجزہ بنا دیا۔

تاتاریون کا اسلام لانا

ہلاکو خان ۶۶۳ھ کو فوت ہوا۔ ہلاکو خان نے پندرہ بیٹے چہوڑے اُسکا جانشین ابغا خان بن ہلاکو ہوا جسکے ماتحت ایران عراق۔ موصل۔ شام۔ روم۔ خراسان۔ تہے

جب تاتاریون کو فتوحات کامل ہو چکین اور چین سے لیکر مصر اور سندہ سے لیکر بحر اسود وافعہ روس تک اُنکے تسلط کا ڈنکہ بجگیا۔ اور کسی کی چون وچرا کی طاقت نہ تہی اور ہر وقت یہہ خطرہ لگا رہتا تہا کہ دیکہین

ترک تب کی اسلام پر مسلمانون کو مجبور کرتے ہین اور بظاہر مغلون کا میلان بدھ - زردشتی بت پرستی کی طرف زیادہ
تہا اسی مایوسی کے عالم مین نور اسلام چمکنے لگا - اور اپنی صداقت کی پایدار اثر دکہانے لگا - چونکہ تاتاری
نوشت وخواند سے عموماً بے بہرہ تہے اُس لیے انتظام سلطنت کے لیے مسلمان خواندہ اشخاص کے محتاج تہے
اس وجہ سے علما اور مہندس اہل اسلام کو تاتاری دربار مین جگہہ ملنے لگی اور اسلامی اخلاق کا اثر ڈالنے
اور اسلام کے موازنے کا موقعہ نکل آیا چونکہ تاتاری بالعموم مذہباً کسی اصول پر قائم نہ تہے اس لیے اسلام کو مستحکم
اصول کی جانچ پڑتال کی طرف توجہ کرنے لگے۔

ہلاکوخان کے دربار مین کسی تقریب سے اولیائے کرام کا ذکر ہوا - اس علاقہ مین خواجہ ابو یعقوب اور خواجہ محمد سد
بندی مشہور ولی تہے ہلاکو نے دونون بزرگون کو طلب کیا اور امتحان کرامت کے لیے رستہ مین کچہہ
دور تک آگ جلادی اور حکم دیا کہ آگ کے بیچ مین سے چلے آؤ - دونون صاحب متوکل علی اللہ یا اللہ کہکر بے پروا
و سلامتی پڑہکر آگ مین سے نکلکر صحیح وسلامت ہلاکوخان کے قریب پہونچ گئے - اس سے جہنجلا کر ہلاکوخان نے
زہر قاتل کا پیالہ پیش کیا جسکو بلا تامل اُن حضرات نے نوش کر لیا اور کچہہ اثر نہ ہوا - ہلاکوخان نے اب تیسری
بار سنگ گران دیوون کے گلے مین ڈالدیا مگر جس قادر مطلق کے عشق مین وہ اپنی ہستی و وجود کو برسون
کے مجاہدہ سے نیست کر چکے ہوئے تہے - اور جملہ اشیا کی تاثیرات اُسی کی مشیت کاملہ پر موقوف ہین اُس
حقیقی شہنشاہ نے اس فانی و ناچیز ہلاکو کی جملہ تدابیر کو خاک مین ملاکر کرامات محمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تجلیات
کو روشن کرکے ہلاکو جیسے سفاک دشمن اسلام کی دل کو صداقت اسلام کا قائل کر دیا - بعض مورخین کا قول ہے
کہ یہہ کرامت دیکہکر ہلاکوخان مسلمان ہوگیا - لیکن اگر بظاہر مسلمان نہ بہی ہوا ہو تو اسمین کچہہ شک نہین کہ اُسکی
عداوت و قساوت مین ضرور کمی ہوگئی مشائخ وصوفیا کی عظمت اُس کے دل مین بیٹھ گئی - دربار مین مسلمانون
کا قدر بڑہ گیا - اور زیادہ آزادی کے ساتہہ اسلام کی خوبیان بیان ہونے لگین - اور ہلاکو کی اولاد تعلیم کے
لیے علماء اسلام کے سپرد ہوئی - جنکے یمن انفاس سے تاتاری مسلمان ہوگئے - ہلاکوخان ۶۶۳ھ مین فوت
ہوا - ۱۰ دس سال بادشاہ رہا - اُسکا بیٹا ابغا خان ۶۸۱ھ ہجری مین فوت ہوا - جو اسلام کا چندان مخالف
نہ تہا - اُس کے بعد اُسکا بہائی تکدار بن ہلاکو تخت نشین ہوا - جو علانیہ معہ کچہہ قوم اور فوج کے مسلمان
ہوگیا - اور اُسکا نام سلطان احمد خان رکہا گیا - اور مغلون کو مسلمان ہونے کے لیے حکم دیا جس سے فساد بڑا اور
سلطان احمد شہید ہوا - یہہ واقعہ ۶۸۲ھ کا ہے اُسکی جگہہ ارغون بن ابغا خان بادشاہ ہوا اور اسلام سے مرتد
ہوگیا - اور بت پرستی کرنے لگا - سنہ ۶۹۰ ہجری مین بیماری صرع سے مرگیا - کیخاتو بن ابغا تخت پر بیٹہا جو ۶۹۴ھ
مین فوت ہوا - اور بیدو بن طرغائی بن ہلاکو جانشین ہوا - اور ۶۹۵ھ مین قتل ہوا اُسکی جگہہ قازان

بن ارغون الجائیتو کو بادشاہ ہوا۔ اور ۷۰۳ھ مین ہلاک ہوا اب خدابندہ (خربندہ) بن ارغون تخت پر بیٹھا اور اسلام کو رواج دیا اوسکا لقب غیاث الدین مقرر ہوا۔ اسکے بعد تاتاری گروہ اسلام مین شامل ہونے لگے اور مشرقی تاتار مین بھی اسلام بڑھنے لگا۔ اور جو تاتاری ہندوستان پر حملات کرتے تھے انہون نے بھی مسلمان ہوکر دہلی مین عہد علاء الدین خلجی مین مستقل سکونت اختیار کرلی اور اسلامی لشکر مین داخل ہوگئے۔

تنبیہ

جو مخالفان مسلم اعتراض کیا کرتے ہین کہ اسلام تلوار سے پہیلا ہے۔ انکو سوچنا چاہیے۔ کہ تاتاریون نے مسلمانون کی تلوار کو توڑ دیا تہا۔ کوئی خلیفہ یا سلطان اسلامی دنیا مین موجود تہا جو اشاعت اسلام تو ایک طرف مسلمان بیچارے گناہون کی جان و مال کا محافظ ہو کڑوڑون مسلمان تاتاریون کی شمشیر کا طعمہ ہوچکے تہے۔ اور یہان تک یاس و حرمان طاری ہورہا تہا۔ کہ ترک اسلام کا خطرہ ہر وقت دامنگیر تہا۔ اسی حالت مین محض صداقت اسلام اپنا اثر دکہا گئی اور جسطرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور انکی قلیل جلاوطن بے سروسامان جماعت کے سامنے مشرکین عرب کی تند خو سرکش اقوام نے سر تسلیم محض صداقت اسلام کے سبب جہکا دیا تہا۔ اسیطرح چہ سو سال بعد انوار محمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام بذریعۂ اولیائے کرام درخشان ہوئے اور خونخوار بت پرست دشمنون کے دلون کو روشن کر گئے یہ حقیقی صداقت جسکی نظیر دنیا کا کوئی مذہب پیش نہین کرسکتا یہی صداقت ہے جو زبردست مخالفون کا مقابلہ ہر زمانہ مین کرتی رہی اور کر رہی ہے اور کرتی رہے گی۔ اس صداقت کو نہ روپیہ کی ضرورت ہے اور نہ کسی پالیسی کی مخالف اگر ایکطرف روکنے کی تدبیر کرتے ہین تو دوسری طرف سے اسلامی نور چمک اوٹہتا ہے بقول ؎ چو بنی سر از روزن برآرد۔ مخالفین چلاتے ہین کہ ہائے کس طرح بے یار و مددگار اسلام دنیا کو اپنی طبعی کشش دکہا رہا ہے مگر وہ یاد رکہین کہ جب حادثہ تاتار مین جسکی ظالمانہ نظیر تاریخ پیش نہین کرسکتی اسلام نابود نہین ہوا بلکہ تاتاریون کو اپنی مضبوط کشش ثقل کا اثر دکہا کر اسلام کا خادم و حامی بنالیا۔ تو آجکل مخالف خواہ کس قدر زور لگائین اور دانت پیس پیس کر حملے کرین اسلام کو نقصان نہین پہونچ سکتا بلکہ ہم خدا سے امید رکہتے ہین کہ تاتاریون کی طرح کوئی اور پرجوش قوم اسلامی خدمات کا بیڑہ اوٹہائے گی۔

پس مخالفون کا اعتراض کہ اسلام شمشیر سے پہیلا ہے فضول اور واقعات کے خلاف ہے کئی ایک ایسے ممالک ہین جہان کبہی مسلمان بطور فاتح اقوام داخل نہین ہوئے۔ لیکن وہان بہی کروڑون مسلمان آباد ہین مثلاً وسطی و غربی افریقہ مین محض صوفیائے عظام اور علمائے کرام کی پاکیزہ زندگی اور انوار روحانی کے

اثر سے کروڑون مسلمان پائے جاتے ہین جنوبی ہندوستان مین مسلمان حملہ آورون سے صدیون
بیشتر اسلام پہونچ چکا تہا۔ اور والیان ملک تک کو گرویدہ کرچکا تہا۔ جو صرف تاجر مسلمانون کا اثر تہا
جو تصوف کے رنگ مین رنگے ہوے اور اشاعت اسلام کے لیے کمربستہ ہو چکے تہے اور امید ہے
کہ یہہ پاک گروہ مشائخ و صوفیائے علما کے اپنے قدیمی مسلک پر استقلال سے قائم رہ کر حمایت اسلام
کرے گا۔ تاریخ اسلام سے یہہ خوبی ظاہر ہے کہ جسطرح حادثہ تاتار سے یہہ نتیجہ نکلا کہ پہلے سلاطین اور خلفاء
کے کمزور عیاش۔ غیر شرع جائے نشینون کے وجود سے تاتاریون کے آتشی طوفان نے دنیائے
اسلام کو پاک کردیا اور خود بخود اسلام کی منور اور روشن جہلک نے تاتاریون کے تاریک دلون کو روشن
کردیا اسیطرح اس حادثہ کے درمیان ایک اور خاندان کا ظہور ہوا جو ہر وقت سے آج تک برابر اسلام
کی حمایت اور حفاظت کر رہا ہے جسکا نام خاندان عثمانیہ ہے۔ جسطرح کہ اور امرائے اسلام مغلون سے
تنگ آکر ادہر اودہر وطن مالوفہ کو خیرباد کہہ گئے اسیطرح آل عثمان کا مورث اعلی سردار سلیمان شاہ ۶۱۱ سنہ
ہجری مین خراسان سے آرمینا چلا آیا اور چنگیز خان کی وفات کے بعد ۶۲۱ سنہ مین علاء الدین سلجوقی شاہ قونیہ
کی مدد کے لیے ایک جرار فوج لے کر ایشیائے کوچک کو روانہ ہوا۔ اور اپنے عزیز فرزند ارطغرل کو بطور ہراول
آگے روانہ کیا اثر کان قونیہ اور خوارزم شاہی فوج کی لڑائی ہو رہی تہی کہ عین موقعہ جنگ پر ارطغرل بہی
جا پہنچا اور علاء الدین مغلوب ہوا چاہتا تہا۔ کہ ارطغرل کی بروقت بہادری سے فتح یاب ہوا۔ اس خدمت
کے صلہ مین سلیمان سپہ سالار فوج مقرر ہوا۔ جو چند سال بعد فرات مین غرق ہو کر مر گیا۔ سلیمان کے
چار بیٹے تہے دو علاؤالدین کی خدمت سے علیحدہ ہو گئے۔ اور باقی ارطغرل اور عزوندر علاؤالدین کے
ملازم رہے ارطغرل اپنی بہادرانہ خدمات کے عوض قونیہ مین سب سے ممتاز امیر بن گیا۔ اور ۶۸۹ سنہ ھ
مین نیکنامی کے ساتہہ فوت ہوا اُسکی جگہہ اُسکا بیٹا عثمان جو ۶۵۷ سنہ ہجری مین پیدا ہوا تہا امیر مقرر ہوا۔
اور جہادی فتوحات کے سبب عثمان غازی کے لقب سے مشہور ہوا ۶۹۹ سنہ ہجری مین جبکہ علاؤالدین مغلون
کے ہاتہہ سے مقتول ہوا۔ تو عثمان غازی باتفاق اہل قونیہ بادشاہ مقرر ہوا جسنے کہ علاء الدین کی بیٹی سے
شادی کی ہوئی تہی یہی عثمان خاندان عثمانیہ کا بانی ہے۔ جس خاندان کا ذکر آئندہ کیا جائیگا۔

سپین ہسپانیہ

ہسپانیہ کی اسلامی سلطنت کا عروج نزول مسلمانون کی عبرت کا باعث ہے جہان مسلمان آٹہہ سو سال
تک حکومت ہی نہین کرتے رہے بلکہ علم و فضل ہنر و فنون کی کمال سرپرستی سے۔ جرمن فرانس انگلستان

وغیرہ ممالک یورپ کو اپنا شاگرد بنالیا۔ طب۔ تاریخ۔ ریاضی ہیئت۔ علم نباتات۔ فلسفہ۔ انجینیری۔ فلاحت معماری۔ فن جہازسازی۔ نجاری۔ آہنگری۔ ہر ایک قسم کی صنعت و حرفت کا مخزن ایک سپین ہی تہا۔ مگر باوجود ہ تعدد علم و فنون کی کثرت کے بہ سپین کی سلطنت اسلامیہ کا بگڑنا اور بگڑنا ہی ایسا کہ باوجود نو سو سال کے آزادانہ اور خود مختار حکومت اور مستقل سکونت کے آج ایک ہی فرد اسلام کا نام لیوا اُن نظر نہیں آتا اور جو صدمہ اسلام کو سپین میں پہونچا ہے وہ روئے زمین پر کسی جگہہ مسلمانون کو نہین پہونچا۔ پس سپین کے حالات خاص غور کے قابل ہین اور اون لوگون کی خاص توجہ طلب ہین جو صرف مغربی علوم کی تعلیم پڑھتے ہوئے ہین انکو بنظر غائر دیکہنا چاہیے کہ اگر محض فلسفیانہ خیالات ہی ترقی کے باعث ہوتے تو سپین جو فلسفہ وغیرہ علوم کی کان تہا کیون ڈوبتا۔ بعد جستجو ہم تاریخون میں سپین کی ترقی علوم و فنون کا حال پڑہتے ہین لوگ سمجھتا ہے پڑتا ہے کہ کوئی اسلامی ملک سپین کی علمی اور سوفسطائی ترقی کو نہین پہونچ سکتا۔ ہم مغربی علوم کے مسئلہ تدریس کے برخلاف نہین زمانہ کی ضرورت ہمین مجبور کرتی ہے کہ یورپ کے فنون و علوم کو حاصل کرین بلکہ جہان سے ہمکو کوئی اچھی بات ملے ہمکو لے لینی ہین۔ لیکن مغربی علوم پر شیفتہ ہوکر اسلامی صفات اور محمدی اخلاق سے نفرت نہ کرین جو آج کل مغربی علوم کی تعلیم کا عموماً نتیجہ دیکھا جاتا ہے۔

ہم سپین کے حالات نہایت اختصار سے لکہین گے اور زمانہ عروج و اقبال محض تاریخی سلسلہ قائم رکہنے کے لیے لکہا جائے گا۔ عہد زوال کے حالات کی بہی اس خلاصہ مین گنجائش نہین لیکن زمانہ عروج سے زیادہ ہونگے جن لوگون نے یورپین مورخون کی تاریخین پڑہی ہین اگر طرز بیان استدلال یا کہین کہین واقعات مین اختلاف پائین تو معاف کرین کیونکہ نہ ہمارے ماخذ ایک ہین اور نہ غرض تالیف ایک ہے۔

سپین پر اسلامی حملات

خلیفہ ولید بن عبدالملک کے عہد ۹۰ھ ہجری مین گورنر افریقہ موسیٰ بن نصیر ہوا۔ یہ نصیر عبدالعزیز بن مروان کا آزاد شدہ غلام تہا۔ اور ابہی خورد سال ہی تہا کہ فتح عراق مین حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ہاتہہ پڑا۔ اور اسلامی احسان و مروت سے اسکا بیٹا اعلیٰ درجہ کی تربیت پاکر عربی شرفا کا سر عسکر بلاد افریقہ شمالی مین ہوا۔ موسیٰ مذکور نے فتوحات نمایان حاصل کین یہہ شخص اس قسم کا موحد خدا پرست تہا کہ ایک دفعہ افریقہ مین قحط پڑا نماز استسقا پڑہی گئی خطبہ مین ولید کا نام نہ لیا گیا۔ لوگون نے اعتراض کیا اس مرد خدا نے جواب دیا کہ ایسے موقعہ پر سوا ذات حی قیوم کے اور کسی فانی مخلوق کا نام لینا جائز نہین۔

اسی خدا پرست دیندار کا غلام آزاد طارق بن زیاد تہا جو مراکش کے شہر طنجہ کا حاکم تہا۔ یہ شخص بہی مذہبی جسارت

مین اپنے آقا کی طرح صحابہ کرام کا زندہ نمونہ تہا۔ اور شجاعت و تہور اسلام مین بنایت سرگرم اور حامی تہا۔ اور بات
یہہ ہے کہ وہ مبارک زمانہ ہی اس قسم کا تہا کہ ہر ایک مسلمان یہی چاہتا تہا کہ قومی خدمت مین چوٹی پر رہون۔ اور
یسارعون فی الخیرات کا مصداق بنون غلام و آزاد ادنی و اعلی ایک ہی قومی رنگ مین رنگے ہوئے تہے امت
کی ترقی اور اعلاے کلمۃ اللہ کے سوا اور کوئی امر انکے پیش نہاد نہ تہا۔ روپیہ۔ پیسہ خطاب۔ واعزاز۔ اعلی
چیز ہی سواے حمایت اسلام کے انکو پسند خاطر نہ تہی۔

موسی نے ایک ہوشیار جنرل کی طرح عام چڑہائی سے پہلے مسمی طارف کو معہ چار سو آدمیون کے سپین مین حالات
دریافت کرنے کے لیے بہیجا تہا۔ جو مفید معلومات اور لوٹ مار کرکے واپس ہوا۔ اور جزیرہ منجورکا منور
پر تسلط کر لیا۔

اسوقت سپین مین قوم گاتہ حکمران تہی اور دو سو سال سے سلطنت کر رہی تہی اونکا شاہنشاہ رازرک
شاہانہ شان و شوکت مین مشہور تہا۔ گو عیسائی مورخ گاتہ سلطنت کی کمزوری اور امراء کے باہمی نفاق وغیرہ
کی تفصیل دکہا کر اسلامی شمشیر کی برش کو نہ تسلیم کرنے کے لیے رخنہ لگاتے ہین اور ایک عیسائی گورنر
کی منافقت کو وجہ کامیابی بتلاتے ہین لیکن واقعات سے یہہ نتیجہ نہین نکلتا۔

طارق بن زیاد کلیم سات ہزار فوج کے ساتہہ اس سمندر کو طے کرکے ساحل سپین پر پہنچا جو بعد ازان اسی کے نام
سے جبل الطارق (جبرالٹر) مشہور ہوا۔ تحریط کو فتح کرتا اندرونی حصہ سپین کو بڑہا جا رہا تہا کہ گاتہ کے
فوج مڈی دل آنے کی خبر لگی دونون فوجون کا ایک ندی یا وادی بیکا کے کنارون پر مقابلہ ہوا۔ یہان پانچہزار اور
فوج بربری طارق کے پاس پہنچ گئی۔ اور تمام مل ملاکر بارہ ہزار ہوگئی۔ اور شاہ رازرق ایک لاکہہ اور بقول
عیسائی مورخون کے ۷۰ ہزار فوج رکہتا تہا بہرحال عیسائی اور اسلامی فوج مین کوئی نسبت نہ تہی مقامی حالات
بہی عیسایون کے موافق تہے اور عیسائیون نے مقابلہ بہی برابر آٹہہ روز تک کیا۔ اور خوب جم کر کیا اور استقدر
دیر پا مقابلہ مسلمانی فوج کا نہ رومیون سے کبہی ایرانیون سے ہوا کہ حتی المقدور گاتہ نے کوشش اور
کشش مین کوئی فروگذاشت نہین کی ان حالات مین شکست کا نتیجہ شاہ رازرق کی بداخلاقی اور سردارون کی
مخالفت کو قرار دینا سچائی کا خون کرنا اور مسلمان بہادرون کی جانبازی اور تہورانہ کارنامون پر مورخانہ اصول
کے خلاف خاک ڈالنا ہے۔ یہہ عظیم الشان فتح اسلامی فوج اور طارق کی ذاتی شجاعت کا نتیجہ تہا جو مسلمانون
کو جوش دلاکر مخالف کی فوج مین گہس گیا۔ اور شاہ سپین کو خود طارق نے اپنے ہاتہہ سے قتل کیا۔ عیسائی
بہاگ نکلے اور بیشمار قتل و مجروح اسیر ہوئے۔ بہادر طارق نے تعاقب نہ چہوڑا اور عیسائیون نے پہر ایک
مقابلہ کیا۔ اور دست بدست لڑائی ہوئی مگر مسلمان بازی لے گئے اس کے بعد طارق نے اپنی

چھوٹی جمعیت کو تین حصوں مین تقسیم کر کے تمام جزیرہ نما کو چھان ڈالا۔ مگر اسی ایک معرکہ سے ان چند ہزار غازیوں کی تمام سپین مین دہاک بندہ گئی۔ اور کوئی بہاری مقابلہ پیش نہ آیا۔ متواتر شہر و قلعہ مسلمانون کے سامنے سر اطاعت خم کرنے لگے اور مسلمانون کا عام رعب سکہ بیٹھ گیا۔

طارق کا ایک سردار المغیث سات سو آدمیون کے ساتھ قرطبہ کو بڑہا۔ شام کے وقت بارش و باران کے طوفان مین شہر کے قریب پہنچ کر درخت انجیر پر جو فصیل قلعہ سے ملا ہوا تہا ایک چالاک سپاہی چڑہ گیا اور درخت سے کود کر فصیل پر جا پڑا اور اپنے عمامہ کے ذریعہ کئی ایک ساتہیون کو اوپر کھینچ کر کمال چالاکی و چستی سے غافل دربانون کو قید کر لیا اور شہر پناہ کے دروازے کہولدیے۔ سپاہی رسالہ شہر مین داخل ہو کر تمام ضروری مقامات پر قابض ہو گیا۔ گورنر قرطبہ ایک خانقاہ مین جا چھپا مگر تین ماہ کے محاصرہ کے بعد مطیع ہو گیا۔

عیسائی مورخ جو مسلمانون کی بہادری کا اقرار کرتے ہوے جہجکتے ہین اس موقعہ پر بہی یہودیون کو باعث فتح کہتے ہین۔ لیکن یہ انکے تعصب کا نشان ہے۔ مسکین یہودی جو ترانہ بازو کا ندار سود خوار کبہی بہی جنگی حرارت نہ رکہتے تہے اور سپین مین عیسائیون کے تشدد سے محض ناکارہ دولت کی لالچی قوم تہی تلوار کے نام سے ناآشنا تہے۔ بہلا کیا مدد دے سکتے تہے۔ ہان رسد وغیرہ سامان مسلمانون کو دیا ہوگا اور کئی گنا فائدہ اُٹہا لیا ہوگا۔ یہہ تمام فتوحات مسلمانون کی خاص اپنی ہمت و شجاعت کا نتیجہ تہا۔ نہ کہ یہودیون کی مدد اور عیسائیون کے نفاق سے۔ ابتدائی مسلمان کبہی بہی غیرون کے دست و بازو کے دست نگر نہین ہوے۔ سپین کا اسطرح ایک دو معرکون مین ہی چند ہزار غازیون کے سامنے بیدست و پا ہو جانا محض مسلمانون کی مشہور شجاعت کا نتیجہ تہا۔ وہ مسلمانون کی نصف صدی کے اُن کارنامون سے بخوبی واقف تہے۔ جو لاکہون رومیون کے مقابلہ مین اسیطرح چند ہزار بہادر مسلمان عربی شمشیر کے جوہر دکہا کر بڑے بڑے معرکے سر کرتے رہے تہے ہرقل جیسے شاہنشاہ کا مقدس ارض قدس روتے ہوے چہوڑنا۔ اور اسلامی شمشیر کے خوف سے یورپ بہاگ آنا سپین کے عیسائیون کو یاد تہا۔ سپین کے ہمسایہ ملک مین جو کچہ بہادران اسلام کی تلوار نے رومیون اور بربریون سے سلوک کیا تہا اس سے اہل سپین ناآشنا نہ تہے اور خود بہی لاکہون کی جمعیت سے ایک چہوٹا آٹھ دن تک جان توڑ مقابلہ کیا۔ اور تین حصہ فوج کے سامنے سے بہاگنا پڑا۔ پہر ایسی حالت مین سوا مسلمانون کے تہوڑا دہ جان فروشی اور شجاعت کی سپین کا سر تسلیم خم کرنا اور کس امر کا نتیجہ ہو سکتا ہے۔ مسلمانون کا اسقدر رعب چہا گیا۔ کہ سرداران گاتھ باوجود جمعیت کثیر کے سامنے بہی نہ ٹہیر سکے اور مسلمان تعاقب مین زیادہ سرگرم ہوے تو تابعدار خراجگذار بن گئے۔

طارق کو مال غنیمت مین ایک ہزار شاہانہ تلوارین اور ستر ہ سو تاج ہاتھ آئے تھے جس سے سپین کی قدامت سلطنت کا پتہ لگتا ہے طارق نے ۲۰ یا ۲۸ رمضان ۹۲ھ کو یہ فتح حاصل کی۔

بہادر طارق آرکی ڈوڈ۔ مالاگا۔ آلویرا کو فتح کرتا ہوا ٹولیڈو دار سلطنت سپین تک پہنچگیا۔ سرداران گاتھ کچھ تو پہاڑون مین بھاگ گئے اور کچھ طارق سے آملے جنپر عیسائی مورخ غداری بے وفائی کا الزام لگاتے ہین۔ جو انصاف سے بعید ہے وادی بیکا مین یہ لوگ جم کر لڑے شاہ رازرک کے قتل کے بعد ہی ادہر ادہر ہاتھ پاؤن مارتے رہے سارے عزیزون۔ اور متعلقون۔ ملازمون کو لڑاتے۔ تعاقب بھوک۔ پیاس وغیرہ تکالیف مین ضائع کراچکے اور کوئی انکو امن کی جگہہ نظر نہ آئی تو اسوقت انہون نے ہتھیار رکھے اور صرف جان ہی سے نجات نہ پائی بلکہ مسلمانون کی طرف سے بدستور حکومت مین شریک کیے گئے سارے تمام اعلے ذمہ واری کے عہدے انکو دیے گئے۔

موسی گورنر افریقہ کا سپین آنا

جب موسی گورنر افریقہ نے اس عظیم الشان فتح کی خبر سنی بہت خوش ہوا اور ۱۸ ماہ رمضان ۹۳ھ ہجری کو ۱۸ ہزار جوان لے کر طارق سے آملا۔ اس موقعہ پر عیسائی مورخ ایک دور از قیاس بات لکھتا ہے کہ موسی گورنر افریقہ طارق کی اس فتح کی خبر سنکر حسد کرنے لگا اور اسکو سپین مین آگے بڑہنے سے روک دیا۔ مگر یہ امر فضول ہے موسی اور طارق کا تعلق باپ بیٹے کا سا تہا طارق کی فتوحات عین موسی کی فتوحات تہین موسی آقا اور طارق غلام اور موسی کا تربیت یافتہ اور پہر دونون مجاہد فی سبیل اللہ غازی اشاعت اسلام کے حامی ایسے پاک بے نفس لوگون پر حسد کا ذلیل الزام لگانا کمال درجہ کی بیحیائی ہے۔

بہادر موسی کارمونا۔ سیوائل فتح کرتا ہوا ٹولیڈو کے قریب طارق سے جاملا۔ اور یہان سے تمام اسلامی فوج لے کر کوہ پیرنیز تک پہونچ گیا۔ جہان کھڑے ہو کر چارون طرف نظارہ کیا تو اس نے ارادہ کیا کہ فرانس جرمن آسٹریا۔ اٹلی۔ یونان وروم وغیرہ ممالک یورپ کو فتح اور اعلان توحید باری تعالی کرتا ہوا براہ قسطنطنیہ دمشق دار الخلافہ اسلام مین پہونچ جائے نہایت تعجب ہے کہ صرف تیس ہزار فوج کے ساتھہ وہ تمام یورپ کی فتح کا یقین کامل رکھتا تہا۔ حالانکہ اسوقت بہی یورپ آباد اور اس مین زبردست طاقتور سلاطین موجود تھے۔ عیسائی فوجین اور مردم شماری کی تعداد کروڑون تہی مگر موسی وغیرہ مسلمان مجاہدین صحابہ کرام کی تقلید کے حبل المتین کو مضبوط طور سے پکڑے ہوئے تھے قومی کام مین جان ومال قربان کرنا انکے نزدیک کوئی بات نہ تہی کفار کو پیٹھ دکہانا گناہ کبیرہ جانتے تھے

جان دیتے اور بہشت مول لیتے ۔ ایسے بہادرون کو اپنے عزم کے پورا کرنے مین کوئی روک سکتا تہا ۔ موسی فرانس پر چڑہائی کی تیاری کر رہا تہا ۔ کہ خلیفہ ولید نے موسی کو کسی مصلحت سے واپس دمشق بلا لیا ۔ موسی ۹۵ سنہ ہجری مین واپس ہوا ۔ یہہ خیال بہی درست نہین کہ خلیفہ ولید نے کسی بدگمانی سے موسی کو واپس بلایا تہا ۔ اگر ایسا ہوتا تو موسی واپسی کے وقت افریقہ اور سپین کو صرف اپنے تین بیٹون مین ہی تقسیم نکر جاتا ۔ چنانچہ موسی نے سپین مین اپنے بیٹے عبد العزیز کو اور مراکو مین اپنے بیٹے عبد الملک کو اور بربر مین عبد اللہ کو حاکم مقرر کیا اور خود معہ طارق دمشق کو چلا گیا ۔ جہان کہ وہ ولید کی بیماری یا فوت ہونے کے بعد پہونچا تہا ۔ ہماری خیال مین اس واپسی کی وجہ صرف یہہ تہی کہ ولید چاہتا تہا کہ اُس کے بعد اسکا بیٹا خلیفہ ہو اور باپ عبد الملک کی وصیت تہی کہ بعد ولید سلیمان بن عبد الملک خلیفہ ہو اب ولید سلیمان کو ولی عہدی سے خلع کرنا چاہتا تہا ۔ اور بڑے بڑے سرداروں مثلاً قتیبہ بن مسلم فاتح ترکستان وچینی تاتار حجاج ظالم گورنر عراق کو اپنی رائے سے متفق کر لیا تہا ۔ اور موسی بہی چونکہ اسی درجہ کا جلیل القدر عہدہ دار تہا ۔ اسکو بہی اپنا ہم صلاح کرنا چاہتا تہا ۔ اسیواسطے موسی کو بہی بلا لیا تاکہ وقت ضرورت اُس کے بیٹے کی امداد کر سکے ۔

مگر ولید کے مرنے کے بعد سلیمان بن عبد الملک ہی خلیفہ ہوا قتیبہ بن مسلم جیسا بہادر مروا دیا گیا ۔ اور حجاج تو مر چکا تہا لیکن اُسکا بہادر بہتیجا محمد بن قاسم فاتح ہندوستان اس جرم وعداوت کے سبب قتل کرا دیا گیا ۔ موسی کو بہی کوئی ملکی یا جنگی خدمت سلیمان کے عہد مین نملی جس سے ہماری خیال کی تائید ہوتی ہے کہ سلیمان بن عبد الملک موسی اور طارق کی طرف سے صاف نہ تہا ۔ بخلاف اس کے سلیمان نے عمر بن عبد العزیز کو جنہوں نے ولید کی رائے سے اتفاق نہین کیا تہا اور اسی جرم مین تین سال قید بہی کیے گئے تہے اپنا وزیر اور اپنے بعد انہین کو خلیفہ مقرر کرنے کی وصیت کی ۔ پس اور کوئی وجہ موسی کی طلبی کی نہین ہو سکتی ۔

خلیفہ ولید کے انتقال کے بعد ۹۶ھ مین سلیمان بن عبد الملک خلیفہ اسلام ہوا ۔ مگر اسکو اپنی ولی عہدی کے معاملے کے سبب سے ولید کے جرنیلون اور معتبر عہدہ دارون سے بدگمانی رہی اور اسکا عہد خلافت مین اندرونی سرکشیون کا تدارک ہی ہوتا رہا اور قتیبہ اور محمد بن قاسم جیسے بہادر فاتح ہلاک کیے گئے ۔ اس وجہ سے غیر ممالک خصوصاً سپین مین کوئی فتوحات مین ترقی نہ ہو سکی مگر باوجود اس کے اوائل ۹۸ سنہ مطابق ۷۱۹ سنہ ء مین عبد الرحمن بن عبد اللہ غافقی نے فرانس پر حملہ کیا اور فرانس کے جنوبی حصہ المعروف سپٹی مونیا کے امصار کرکاسون اور نربون پر قابض ہو گیا ۔ اور اکوٹی ٹینا پر حملات شروع کر دیے مگر شہر ٹولوز کی فصیل کے نیچے ایوڈیز ڈیوک آف اکوئی ٹینا نے مسلمانون کو شکست دی اس شکست کی وجہ یہہ تہی کہ اسوقت خلیفہ دمشق امیر المومنین عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ تہے جو جنگ وجدل

سے طبعًا نفرت رکہتے تہے انکا زمانہ اُن تمام غیر مشروع امور جبر و ظلم - اور اس نفاق او اختلاف کے دور کرنے مین خرچ ہوا جو عبد الملک کی سیاست حجاج کے ظلم ولید کے جبر دار کردہ سے بنی امیہ کے برخلاف مسلمانون مین پایا جاتا تہا - اس لیے سپین مین جو کارروائی ہو رہی تہی وہ اس جگہہ کے اسلامی جوش کا نتیجہ تہا دربار خلافت سے کوئی مدد نہ تہی ہشام بن عبد الملک کے عہد خلافت مین جب پہر کشور کشائی پر توجہ ہوئی تو مسلمانون نے ۱۰۹ھ ہجری مطابق ۷۲۷ء مین ابوگنن پر قبضہ کر لیا - اور عبد الرحمن گورنر سپین نے تمام فرانس کی فتح کا ارادہ کیا اور ابو ٹویز کو جو فتح ٹونور پر اترا رہا تہا - دریاے گارون کے کنارے پر شکست فاش دیکر ایکوی ٹینا پر چڑہائی کی دوسری طرف سے چارلس شاہ فرانس مقابلہ کو نکلا - ٹورز اور پواکٹرز کے درمیان لڑائی ہوئی جسمین چارلس نے فتح پائی عیسائی مورخ اس لڑائی کو دنیا کی پندرہ فیصلہ کرنے والی لڑائیون مین شمار کرتے ہین اور چارلس شاہ فرانس کی شجاعت اور بہادری کے بارہ مین حد سے زیادہ غلو کرتے ہین اس مین شک نہین کہ چونکہ ابتک عیسائیون نے سپین افریقہ شام بلکہ روم مین بہی کسی جگہہ مسلمانون کو شکست نہین دی تہی اور آج عیسائی فتح پاتے ہین اس خیال سے جسقدر معرکہ ٹورز کو شاندار خیال کرین بجا ہے - اور چونکہ فرانس مین مسلمان نہ بڑہ سکے جس کے کئی اور اسباب تہے اس لیے اس توقف و تساہل جسقدر حاشیہ چڑہائین روا ہے لیکن یہہ نتیجہ نکالنا - کہ فرانسیسیون کی تلوار کے خوف سے مسلمانون فرانس مین قدم نہین رکہا نادرست ہے عبد الرحمن کا یہ دہاوا محض اسلیے ہوا تہا - کہ فتح فرانس مین ایک سونے کا بت غنیمت مین ملا جو موتی جواہرات سے جڑاؤ تہا - عبد الرحمن نے حسب شریعت محمدی بت کو توڑ کر مجاہدین اسلام مین تقسیم کر دیا اور خمس عبیدہ بن عبد الرحمن سلمی گورنر افریقہ کے پاس بہیجدیا جسکی وہ ماتحت تہا عبیدہ اس سے ناراض ہو گیا - کہ کیون سالم بت اس کے پاس نہین بہیجا گیا غازی عبد الرحمن کو ڈرایا دہمکایا وہ پاک باز مسلمان یہ جواب دیکر " اما بعد فان السموٰت والارض لو کانتا رتقا لجعل الله للمتقین بینہما مخرجًا یعنی تان الله قال ان یحیی مما تہددنی بہ " اس کے بعد وہ جانباز بہ نیت غزا چند غازیون کے ساتہہ اشتیاق شہادت مین فرانس مین گہس گیا اور بغیر کسی قسم کی احتیاط کے باوجود فوج قلیل کے ایسے مقام پر جہان کسی قسم کی امید امداد کی نہ تہی شاہ فرانس کے کاسے جا پڑا جسکا نتیجہ صریح شکست تہا - رہا فرانس کی طرف مسلمانون کا نہ بڑہنا اسکی وجہہ یہہ تہی کہ ہشام بن عبد الملک کے عہد مین ہی بنی ہاشم مین سے زید بن علی بن امام حسین نے دعوی خلافت کیا اور یہہ واقعہ ایسا تہا - کہ ہشام کو اسطرف توجہ کرنی ضرور کی تہی - اور ہشام کے بعد دو سال کے عرصہ مین تین خلیفہ مقتول معزول ہوئے اور اخیر خلیفہ مروان الحمار ۱۳۲ھ مین ہی بنی امیہ کی سلطنت کا خاتمہ کرنیوالا ہوا - عباسی خلیفہ عبد اللہ سفاح نے بنی امیہ کے خاندان اور رفقا کو چن چن

ار قتل کیا۔ عبدالرحمن بن معاویہ بن ہشام بن عبدالملک جان بچا کر سپین پہونچا اور ہسپانیہ کے مسلمانون نے
اسکو بادشاہ بنا لیا۔ اور زبردست عباسی مخالفون کا کھٹکا لگا رہا اور اپنی ۳۳ سالہ حکومت مین عباسی چالون
بچتا اور خاص سپین کے اندرونی مشکلات کو بھی دور کرتا رہا۔ اور اس کے بہادر جانشینون کو بھی خلفائے
عباسیہ بغداد کی طرف سے اطمینان نہوا۔ ہارون الرشید خلیفہ بغداد نے شارلمین شہنشاہ فرانس سے صرف
سپین کے خلفائے بنی امیہ کے علی الرغم دوستی کر رکھی تھی ایسی حالت مین سپین کے مسلمان فرانس کو کسطرح فتح
کر سکتے تھے فرانس کی فتح کے لیے خاص اہتمام اور انتظام اور پوری توجہ کی ضرورت تھی جو بوجہ مخالفت خلفائے
بغداد ناممکن تھی تمام شمالی افریقہ مراکو۔ تربر وغیرہ مین عباسی فوجی جلال چھایا ہوا تھا۔ اگر فرانس کی فتح
مکمل کا خلفائے سپین ارادہ کرتے تو غالباً عباسیون کی بربری فوجین سپین پر حملہ کر دیتین۔ انہین وجوہات
سے مسلمانان سپین فرانس کو فتح نہ کر سکے ورنہ انکو فرانسیسی تلوار نے کبھی مرعوب نہین کیا اگرچہ فرانس فتح
نہوا اور نہ کوئی اسلامی فوج کشی دلجمعی سے ہو سکی مگر پھر بھی خلفائے امویہ سپین نے کئی دفعہ فرانس کے
جنوبی علاقہ کو ترکتازان اسلام کا جولانگاہ بنائے رکھا۔ پس عیسائی مورخون کا خلاف واقعات یہہ خیال
ظاہر کرنا ہے کہ ٹورز کی لڑائی نے مسلمانون کو فرانسیسی شمشیر سے ڈرا کر بڑہنے سے روک لیا۔ اور اس لڑائی
کو دنیا کی پندرہ فیصلہ کرنے والی لڑائیون مین شمار کرنا بھی عیسائی مورخون کا خانگی فیصلہ ہے۔ ایکطرف
شہنشاہ فرانس معہ جملہ رعایا برایا کے اور دوسری طرف بہت تہوڑے سے مجاہدین جو محض شہادت کی آرزو
مین بے احتیاطی کے ساتھہ دشمن کے مضبوط اور مامون جنگلی علاقہ مین بے یار و مددگار گہس گئے مگر اس معرکہ
کو صرف اس لیے بڑا عظیم الشان معرکہ کہا جاتا ہے کہ عیسائیون نے فتح اور مسلمانون نے شکست پائی اور
بعد مین اُن بواعث سے جو ہمنے اوپر بیان کیے ہین فرانس بچ گیا۔ اور عیسائی مورخون کو زور قلم دکھانے کا
موقعہ ملگیا۔
عیسائی مورخ یہ بھی لکھتے ہین کہ معرکہ ٹورز نے یورپ کو مسلمان ہونے سے بچا لیا۔ یہہ ایک اخلاقی اعتراض
ہے جو اسلام پر عائد کیا گیا ہے اگر عیسائی مورخ انصاف سے کام لیتے تو ہرگز یہ کلمہ منہ سے نہ نکالتے۔
تاریخ نہین بتا سکتی کہ کہین بھی مسلمانون نے مفتوحہ ممالک کی مطیع اقوام کو زبردستی مسلمان کیا ہو۔
شام روم آرمینیا سسلی وغیرہ جزائر بحیرہ روم۔ ہندوستان۔ یورپ مین ترکی کی مردم شماری اسبات کی صریح نظائر
ہین اگر مسلمانون کا مفتوحہ ممالک مین یہی سلوک ہوتا تو خود سپین مین کروڑون عیسائی امن و امان کے
ساتھہ ان خلفائے بنی امیہ کے ماتحت کسطرح رہ سکتے کہ جنکو فرانس اور یورپ کے انقلاب مذہبی کا موجب تصور کیا
جاتا ہے ہر حالت بھی عیسائی مورخون کا خیال ہے جو محض اپنی تصانیف کو پرجوش اور موثر بنانے کے لیے لکھا گیا ہے۔

ہشام بن عبدالملک خلیفہ دمشق کے عہد میں عنبسہ بن سحیم الکلبی نے عیسائی مقبوضات واقعہ سپین پر حملہ کیا لیکن ان شرائط پر صلح ہو گئی۔ (۱) نصف علاقہ عیسائی مسلمانوں کو دیدیں (۲) مسلمان قیدی معہ ساز و سامان رہا کیے جاویں۔ (۳) جزیہ ادا کریں (۴) مسلمانوں کے دشمنوں سے لڑیں اور دوستوں کی مدد کریں ان شرائط سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ عیسائی قوموں نے پوری اطاعت مان لی تھی۔

سپین کی سلطنت امویہ

جب ۱۳۲ھ میں خاندان بنی امیہ کا اخیر خلیفہ مروان الحمار قتل اور باقی افراد خاندان قتل قید مفرور ہو گئے اور عباسی اقبال کا ڈنکا بج گیا۔ عبداللہ (سفاح) بن علی بن عبداللہ بن عباس بن مطلب بن ہاشم تاجدار ہو گیا۔ عبدالرحمن بن معاویہ بن ہشام بن عبدالملک اموی جریدہ طور سے بھاگا اور دریائی فرات تک سلامت نکل آیا ایک گاؤں میں کچھ دم لے رہا تھا کہ عباسیوں کا سیاہ نشان لہراتا نظر آیا۔ پہلے گھبرا گیا۔ اور پھر کچھ سوچ کر بھائی اور بدنام غلام اور صغیر سن بیٹے کے ساتھ دریا کو بھاگا۔ دشمن نے ہر چند ٹھیرنے کو کہا۔ مگر وہ دریا تیر کر غلام اور بیٹے ساتھ پار اتر گیا۔ اور بھائی دشمنوں کے ہاتھ سے قتل ہوا اب چھپتا چھپاتا۔ دوڑتا بھاگتا پہاڑوں۔ بیابانوں۔ جنگلوں کو طے کرتا ہوا افریقہ پہونچ گیا۔ جہاں اسکو اوسکے خیر خواہ رفقا اور اپنے خاندان کے متعلقین ملنے لگے چاروں طرف نظر اٹھا کر دیکھی تو کہیں امن کی جگہہ نظر نہ آئی آخر ہسپانیہ کی ہجرت اس خیال سے پسند کی گئی کہ ایک تو سمندر پار عباسیوں کے مرکز حکومت عراق سے بہت دور ہے دوئم وہاں کے عہدہ دار تمام خاندان بنی امیہ کے تربیت یافتہ اور ممنون احسان ہیں بہر حال ایک مصیبت زدہ اولو العزم شاہزادہ کو کسی نہ کسی طرف جانا ہی تھا۔ اور ایسی مہاجرت کے لیے سپین سے بہتر اور کون جگہہ تھی سپین پہنچنے سے پہلے شمالی افریقہ کے علاقہ بربر میں پانچ سال ہاتھ پاؤں مارتا رہا۔ اور جب دیکھا کہ عباسی گورنر کا استیصال اُس سے نہیں ہو سکتا۔ اور عباسی خلافت زوال اقبال دن بدن بڑھ رہی ہے ناچار سپین کا ارادہ کیا یہاں اہل شام اور اہل یمن کے دو گروہ تھے جنمیں خلافت کی کمزوری کے سبب نزاع و فساد تھا شامیوں کو تو بنی امیہ کے ساتھ تعلق مخلصانہ تھا ہی مگر اہل یمن کو بھی امیہ سے کوئی عناد نہ تھی عبدالرحمن نے اپنے غلام بدر کو سپین روانہ کیا جو دونوں فریقوں سے بیعت کا پیغام لایا۔

عبدالرحمن کی عمر اسوقت پوری بیس ۲۰ سال کی تھی صورت و سیرت میں ممتاز۔ قد موزون۔ قوائی جسمانی اور شکل اور شباہت میں دلیرانہ اور شاہانہ تمکنت ٹپکتی تھی چند رفقا کے ساتھ جہاز میں سوار ہو کر ۱۳۸ھ میں سپین کا رخ کیا۔ جوں ہی سپین پہونچا عام مسلمان جوش مسرت سے پیش آئے اور اسکو سپین کا

سلیم کر لیا عباسیون کا گورنر سپین اور یوسف گورنر قرطبہ نے اگرچہ مخالفت کی۔ لیکن عبدالرحمن غالب اور سپین پر
قابض ہوگیا ابن مغیث عباسیون کا جنرل افریقہ سے فوج جرار لیکر سپین پر چڑہ آیا۔ اور عبدالرحمن کو کارمونا
مین محصور کر لیا۔ دو ماہ کے محاصرے کے بعد جب عبدالرحمن نے دیکھا کہ عباسی غافل و بے پرواہ پڑے
ہین رات کو سات سو منتخب بہادرون کے ساتہہ شمشیر بکف جان سے ہاتہہ دہو کر عباسی لشکر پر آپڑا اور
سب کو تہ تیغ کر دیا۔ مقتولون کے سر کاٹ کر اور ہر ایک کے نام کا پرزہ لکھہ کر اُسکے کان مین لٹکا دیا اور تمام
سرون کو ایک حجازی سوداگر کے ہاتہہ منصور عباسی خلیفہ بغداد کے پاس بہیجدیا گو یہ ایک وحشیانہ فعل معلوم
ہوتا ہے مگر اول تو عباسیون نے رفقائے امویہ کے ساتہہ بڑہ بڑہ کر وحشت انگیز فعل کیے تہے دوئم اُن سرون
کی روانگی سے فوج و سرداران عباسیہ پر اپنا بہادرانہ رعب جمانا منظور تہا۔ چنانچہ اس کے بعد عباسی کہلم
کہلا عبدالرحمن کے گلے نہ پڑے۔

عباسیون کی شکست فاش سے عبدالرحمن کی کامیابیون کا رستہ کہول دیا۔ چونکہ جن لوگون کے ذریعہ
عبدالرحمن کو تخت سپین ملا تہا وہ اُسکو اپنے ڈہب پر رکہنا چاہتے تہے اور عبدالرحمن اس مزاج کا تہا۔
نہین کہ خلیفہ ہو کر کسی سے دبے اسلیے اکثر لوگ باغی ہوگئے سرداران طلیطلہ (تولیڈو) ہی قید قتل کیے گئے
اور اہل یمن کے سرغنے بہی تباہ ہوگئے اور تمامی اضلاع سرکش سردارون کو بہی مطیع کر لیا۔ اسیطرح عبدالرحمن
کے دس سال بغاوت فرو کرنے مین لگ گئے جسمین اُس نے جبر و ظلم اور تشدد سے بہی کام لیا۔ لیکن ایک
عبدالرحمن جیسے نو دولت کو جسکی مخالفت پر عباسیون کی ماتحت تمام دنیائے اسلام تیار رہے آزاد خیال اشخاص
کا سپین مین رہنا صریح ضرر رسان تہا۔ اسلیے اُن تدابیر سے جو ہمیشہ شاہان وقت اس قسم کی بغاوتون
کے فرو کرنے مین عمل مین لاتے رہے ہین اور بذریعہ سلطانی سیاست رعب جماتے رہے ہین عبدالرحمن مجبور
تہا۔ سپین کے عرب اور بربری جو طارق کے حملے کے وقت سے آباد اور ہر طرح سے اندرونی نظم ونسق مین
آزاد چلے آتے تہے اور دربار خلافت سے دور رہنے کے سبب اور پہر خاندان دمشق کی کمزوری کی حالت مین
اور بہی زیادہ خلیع العذار بن چکے تہے۔ وہ عبدالرحمن جیسے ہوشیار منتظم کے سلسلہ انتظام مین جکڑنا
کب پسند کرتے تہے اسلیے اگر مجبوراً عبدالرحمن کے ہاتہہ سے تشدد ہوا تو اُسکو معذور رکہنا چاہیے عبدالرحمن
کو منصور عباسی صقر قریش کہا کرتا تہا یعنے جسطرح چرغ (باز) اپنے شکار پر گرتا ہے اسیطرح عبدالرحمن
جریدہ طور سے جنگلون سمندرون کو طے کر کے محض اپنی ہمت و استقلال سے سپین پر قابض ہوگیا
غرض یہ اولوالعزم بہادر ۳۳ سال ۴ ماہ کی حکومت کے بعد ۵۹ سال کی عمر مین ۱۷۲ھ ہجری مین فوت ہوا
عبدالرحمن کے ہم عصر بغداد کے خلفائے عباسیہ منصور۔ مہدی۔ ہادی۔ ہارون الرشید گذرے ہین

ہارون الرشید کے زمانے مین صرف دو سال چندماہ عبدالرحمن زندہ رہا۔ یہہ عباسی خلفائے شجاعت
علمیت صلاحیت دیانت مین جملہ صفات امارت رکھتے تھے۔ ایک ہادی کا چلن مشکوک سے جو ایک سال
کے اندر ہی بار خلافت سے سبکدوش کیا گیا۔ ان خلفائے عباسی نے پولیٹکل خیال سے اس اموی خاندان
کے برخلاف ہر طرح سے کوشش کی۔ ہارون الرشید کی شارلمین شہنشاہ فرانس سے دوستی بڑہ گئی اس
اس دوستی کی ابتدا خواہ کس طریق سے ہوی ہو۔ لیکن خلیفہ بغداد اور شاہ فرانس کی کہین بہی حدود نہ ملتی
تہین عباسیون کا مقابلہ عموما رومی عیسایون سے تہا جنکے برخلاف فرانس کے عیسائیون سے مدد کی کیا امید
ہوسکتی تہی جبکہ پوپ روم جیسا زبردست مذہبی سرغنہ فرانس وغیرہ بلاد یورپ مین اسلام کی مخالفت کا
زہریلا بیج بو رہا تہا۔ اس دوستی کا منشا سوائے اسکے اور کیا ہوسکتا تہا کہ سپین کے سلاطین بنی امیہ
کی ترقی کو مسدود کیا جاے اور اس دوستی مین فرانس فائدہ مین رہا۔ کیونکہ عبدالرحمن اور اسکی اولاد گو بہادر تہی لیکن
یہہ طاقت ان مین ہرگز نہ تہی کہ ممالک محروسہ عباسیہ پر حملہ کرسکین۔ اور کوئی نقصان پہنچا سکین ہان فرانس
جسکی بہادرانہ شان مین عیسائی مورخ گیت گا رہے ہین۔ جو اموی جانفروش غازیون کے ہاتہ سے بمشکل بچ سکتا
اوسکو دربرطانیہ کلان بلجیم۔ شاید کوئی مجاہدین شمشیر کے ہاتہ سے نہ بچا سکتا اسی عباسیہ خلیفہ پر جبکہ سپین
کے اکثر سردار عبدالرحمن سے باغی ہورہے تہے شارلمین نے باغی سردارون کی امداد کی امید پر شمالی ہسپانیہ
پر حملہ کیا اور زارا گوزا کی عبرتخیز میدان اور وہ ران سس ولینز مین خوش اقبال عبدالرحمن کے مخالفون کے ہاتہ
سے ہی اپنی نہایت چیدہ بہادرون کو کہو کر ہمیشہ کے لیے سپین کی دست اندازی سے دست بردار ہوگیا۔
اور عبدالرحمن کے لیے مصیبتون کا خاتمہ ہوگیا۔

ہم لکہہ آے ہین کہ فرانس کو چارلس شاہ فرانس کی تلوار نے بقول عیسائی مورخین نہین بچایا بلکہ عباسیون اور مروانیون
کی قدیم رقابت نے بہادران سپین کو فرانس مین اطمنان سے کام کرنے نہین دیا اور خلفاء عباسیہ جنکی تعریف
سے اسلامی تاریخین لبریز ہین اس قومی جرم سے ہرگز بری الذمہ نہین ہوسکتے یا یون کہو کہ اگر غازیون بیش قدمی
سے عیسایت کی جگہہ اسلام نے بقول مورخین یورپ جگہہ لینی تہی تو خلفاے عباسیہ نے اسلام کی اشاعت اور
ترقی کو روک کر ایک بڑے بہاری اخلاقی جرم کا ارتکاب کیا اور ضرور کیا کیونکہ اموی یا عباسیہ سب تہے انسان تہے
خودغرض سلطان تہے اسلامی خلافت اور امامت کے مقدس اور معظم خطاب کا سواے عمر بن عبدالعزیز مروانی رضی
اللہ عنہ کے ایک بہی مستحق نہین مانا کہ ان مین سے اکثر عالم فقیہہ محدث۔ شجاع۔ مجاہد سب تہے لیکن شان خلافت
صرف حضرات خلفاے راشدین رضی اللہ عنہم کی ذات بابرکات مین ہی عیان تہا۔ یہی وجہ ہے کہ خلفاے
عباسیہ سے ایسے صریح قومی غلطی کا اظہار ہوا۔ اس مین شک نہین کہ اس منحوس واقعہ کی ابتدا

اسی عبدالرحمن سے ہوئی کہ اسلام مین دو خلیفہ مقرر ہوئے اس سے پہلے چین سے لیکر کوہ پرنیز اور دریائے گنگ واقعہ ہند سے لیکر سائبیریا علاقہ روس کے بیابانی علاقہ تک ایک خلیفۃ المسلمین کا خطبہ پڑھا جاتا تھا اور صرف ایک شخص کے اشارے پر اسلامی دنیا کا ہیر پھیر تھا۔ اور ایک واحد شخص کے ہاتھ مین ایشیا، افریقہ یورپ کی کل تھی پس دوسرے خلیفہ کا وجود ایک ضرر رسان بدعت تھی جسکا دفعیہ مذہبًا بھی درست تھا مگر ہمین یہان خود غرضانہ پہلو دکھتا ہے جس سے یہ صاف صاف دکھائی دیتا ہے کہ بہادران سپین کا قدم فرانس مین محض عباسی رقابت کے سبب سے نہ جما۔

ہشام بن عبدالرحمن[۲]

ہشام ۱۷۲ھ ہجری مطابق ۷۸۸ء مین تخت ہسپانیہ پر متمکن ہوا۔ اُس کے باپ عبدالرحمن نے مسلم و عیسائی ہر ایک گروہ پر اپنی سیاست کا سکہ بٹھلا دیا تھا۔ اور ہر ایک بانی سلطنت کو جو ابتدائی مین مشکلات پیش آیا کرتی ہین ان پر غالب آکر پورا تسلط جما لیا تھا۔ پس ہشام کے سامنے میدان صاف تھا ہر ایک نے اسکے سامنے سر اطاعت خم کر لیا۔ مگر ہشام طبیعت کا فیاض۔ رحم دل۔ کریم النفس غربا نواز تھا۔ عبدالرحمن جیسے جابر کے بعد اہل سپین کو ہشام ایک فرشتہ معلوم ہوا اس نے انتظام ملکی اور امن و امان کے پھیلانے مین ہر طرح کوشش کی۔ علما و صوفیائے کا اُس کے عہد مین بہت زور ہو گیا۔ ہر ایک کام اس مذہبی گروہ کے اشارے پر ہوتا تھا۔ اگرچہ ہشام رقیق القلب و امن پسند تھا۔ مگر شوق جہاد مین باپ سے کم نہ تھا۔ ہشام ۱۷۵ھ اور ۱۷۶ھ مین علاقہ فرنگ پر حملات کرتا ہوا شہر اریونہ اور جرندہ تک جا پہونچا جہان عیسائیون کی فوج کثیر سے مقابلہ ہوا۔ سخت جنگ کے بعد دشمن بھاگ نکلا دونون شہرون کی فصیل و قلعہ گرا دیے گئے تمام علاقہ فتح کرتا ہوا۔ علاقہ برطانیہ مین جا داخل ہوا۔ وہان کئی ماہ تک کشت و خون کا بازار گرم رہا۔ آخر دشمن کو شکست ہوئی قلعے گرائے گئے۔ اور انکا مال غنیمت لیکر سالمًا غانمًا واپس ہوا۔ اس کے بعد پھر ۱۷۸ھ ہجری و ۱۷۹ھ کو جہاد پر نکلا۔ اور سرحدی اضلاع پر اسلامی رعب جما کر پھر یہ نیک نہاد اور بہادر خلیفہ ۱۸۰ھ ہجری مطابق ۷۹۶ء مین فوت ہوا۔

حکم بن ہشام[۳]

ہشام کا جانشین اسکا بیٹا حکم ہوا۔ اسکے عہد مین فقہائے قرطبہ نے سرکشی کی بعض مورخین اس بغاوت کا الزام ہشام کے نرم انتظام پر دھرتے ہین اور کہتے ہین کہ چونکہ ہشام نے علما و فقہاے کا اختیا

بڑھادیا تھا ہشام کے بعد اُس کے بیٹے حکم کو اسکا پھل کھانا پڑا۔ لیکن ہمارے نزدیک یہ خیال اُن لوگون کا ہو سکتا
ہے جو اسلامی اصول اور قواعد خلافت سے ناآشنا ہین یا سپین کی جدید سلطنت امویہ کی ترقی کے اسباب پر نظر
عمیق نہین ڈال سکے۔

عبدالرحمن اور اسکی جانشینون کو حادثہ جانکاہ ۱۳۲ھ ہجری کا بھولا نہین تھا اور جو کچھ تباہی و بربادی اس
عالی شان خاندان بنی امیہ پر آئی تھی وہ دنیا کے صفحون پر ابتک موجود تھی اس تباہی کے اسباب غرور و
عجب عیاشی بیدینی۔ خودرائی۔ نفس پرستی۔ علم و عمل کی بیقدری تھی اور عباسیہ خلافت کا استقلال نہین خرابیو
اور انکی دینی خوبیون سے ہوا تھا۔ اور اب سپین کے بنی امیہ عباسیہ طاقت کے مقابلہ مین جبہی قائم رہ سکتے تھے جبکہ انمین
عباسیون کی نسبت خاص ممتاز اسلامی وصف ہو۔ اور وہ وصف تہی تھا کہ سپین کی حکومت کو مثل عہد خلافت
راشدہ عام علماء و فقہا کی کمیٹی بنایا جائے تاکہ پارلیمنٹری حکومت کی طرح ہر ایک مسلمان حکومت کے لیے سبب ہو سکے علاوہ
اسکے خلفاء سپین کے لیے صرف ایک عیسائی مغربی اقوام ہی نہین جہان جوہر شجاعت دکھا کر اپنی سلطنت
کو مضبوط یا وسیع کرسکتے تھے اور عیسائیون سے بجز مجاہدانہ خیالات کے جنگ کرنا فضول تھا۔ اور جہادی خیالات
کا پیدا کرنا علماء دین کے ہاتھ ہوا کرتا ہے ہشام نے اپنی ترقی کی اس فلسفی کو سمجھ لیا اور عام قدردانی سے عراق
اور حجاز تک کے علماء فقہا کو سپین کھینچ لیا۔ اور قرطبہ کو مدینۃ المحدثین بنا لیا خصوصاً مدنی محدث امام مالک
رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب موطا کی تعلیم ہونے لگی مذہبی جوش بہت بڑھ گیا جو عیسائیون کی لڑائیون مین بہت
مفید ثابت ہوا۔ یہ کہنا بیجا نہین کہ اُسوقت کے مقتدر اور عظیم الشان خلیفہ ہارون الرشید کی فوج و دربار
مین وہ اسلامی جوش نہ پایا جاتا تھا جو سپین کے غازیون مین موجود تھا۔ یہ حکمت و تدبیر اس قسم کی ہے کہ زمانہ حال
کی مسلمان سلاطین مین سے جس نے یہ مسلک اختیار کیا ہے وہ مخالفون کے صدمات سے کچھ عرصہ کے لیے بچگیا ہے
پس کوئی اعتراض نہین کہ ہشام کی نرم مزاجی اور علماء کے رسوخ سے حکم کو مصیبتین پیش آئین عیسائی
مورخ جو ہمیشہ ایسا تیرہ نتیجہ ہی نکالا کرتے ہین کہ جس سے آئندہ مسلمان فائدہ نہ اٹھا سکین بلکہ اور غلطی کے گڑھے
مین گرین۔ اسپر تو کوئی افسوس نہین لیکن بعض مسلمان مورخ جنکو سلاطین و امراء اسلام کی ہر ایک بات تابع
عیب ہی معلوم ہوا کرتی تھی۔ اور بادشاہ خواہ کیسا ہے قوم و ملت کے واسطے غیر مفید ہو اُس کی عام داد و دہش
اور ظاہری شان و شوکت پر بھی بھول کر اُس کے حق مین لمبے لمبے تعریفی فقرات لکھ دیتے ہین اس حکم کو بھی
کچھ برا نہین بُرا نہین لکھتے۔ اس بغاوت علماء کی وجہ یہ تھی کہ حکم اپنے باپ دادی کی طرح زاہد پرہیزگار پابند
مذہب تھا۔ اور سلطان کی آزاد مشربی رعیت کے فساد عقیدہ کا باعث ہوا کرتی ہے علاوہ اُس کے دمشق کے
اخیر خلفائے امویہ کی بربادی کا موجب بھی شریعت سے بے اعتنائی ہوئی تھی ایسے خلیفہ کے تخت کو تی

لڑائی بہی جہاد وغزا کا درجہ حاصل نہین کرسکتی تہی اور اعتقاد غزا کے بغیر لڑائی بغیر کامیابی محال تہی پس ان وجوہات سے علماے اسلام نے بسرپرستی مولانا یحیی تلمیذ امام مالک رضی اللہ عنہ حکم پر زور دینا شروع کیا کہ اپنے افعال وعادات کو شریعت کے مطابق کرے جب نصیحت اور ملامت سے کام نہ نکلا تو حکم کے معزول کرنے کا منصوبہ کیا۔ اور ہزارون عجمی جو حکم کے معاون تہے بازاریون کے ہاتہہ سے قتل ہوگئے تمام باغی جمع ہوکر حرم سرائے سلطانی کو چلے حکم نے یہ دیکہہ کر ایک منتخب دستہ سوارون اپنے چچازاد کے ماتحت باغیون کے گہرون پر جو جنوبی حصہ شہر مین آباد تہے خفیہ روانہ کردیا جنہون نے جاکر قتل وغارت کا بازار گرم کیا۔ باغی یہ سنتے ہی حرم سرائ سلطانی کا محاصرہ چہوڑکر اپنے اپنے گہرون کو بچانے چلے گئے حکم نے دوسری فوج بہیجکر پیچہے سے مصیبت برپا کردی اور باغی درمیان مین آکر فنا ہوگئے لیکن حکم نے عام باغیون کو ہی قتل کیا۔ اور مقتدر علما وفقہا کا قصور معاف کردیا اس خانہ جنگی کو دیکہہ کر عیسائیون نے شہر برشلونہ (بارشلونا) فتح کرلیا۔ اور ۱۸۷ھ ہجری مین ٹولیڈو بہی لے لیا۔ حکم نے اپنے چچازاد بہائی کو فوج روانہ کیا جسنے دشمن کو شکست دی مگر اسکا حوصلہ پست نہ کرسکا جسکی وجہ وہی تہی جو اوپر لکہی گئی ہے جہادی جوش کم ہوگیا تہا۔ فوج کرایہ کی ٹٹو تہی پس ۱۹۱ھ مین شاہ لذریق نے لشکر جرار لے کر طرطوشہ کو آگہیرا۔ اب حکم کی آنکہین بہی کہلین بعد مشورہ علما پابند شریعت ہوکر جہاد کا اعلان دیا۔ ہزارون مجاہدین جمع ہوگئے حکم نے اپنے بیٹے عبد الرحمن کو سرعسکر بناکر روانہ کیا اور قبل اسکے کہ عیسائی اسلامی علاقہ مین قدم رکہین۔ اسلامی لشکر عیسائیون پر جا پڑا طرفین کے بہادرون نے خوب بہادری ومردانگی دی اور قومی خدمت کا خوب حق ادا کیا مگر مسلمان غازی عیسائی جوش پر غالب آگئے اور میدان جیت گئے عیسائی اکثر قتل اور قید ہوگئے۔ عبد الرحمن بہت سا مال غنیمت لیکے واپس ہوا۔ ۲۰۰ھ ہجری مین اپنے وزیر عبد الکریم بن مغیث کو غزا کے لیے روانہ کیا جو متواتر مصار فتح کرتا اور دشمنون کے قلعے گراتا ہوا عیسائیون کے وسط علاقہ مین جا پہونچا۔ عیسائیون نے اسوقت متفقہ کوشش سے مقابلہ کیا اور آس پاس کی ممالک کے عیسائی بہی شریک جنگ ہوگئے دونون فوجون کے درمیان ایک دریا تہا اس لیے عبد الکریم پیچہے ہٹ گیا اور عیسائی جوش تہور مین دریا اتر گئے جو سپہ سالار اسلام کا عین منشا تہا۔ لڑائی کئی دن تک ہوتی رہی آخر دشمن کئی لاشین میدان مین چہوڑکر دریا پار بہاگ گیا۔ اور کئی عیسائی جنرل شاہزادہ قید ہوگئے۔ چونکہ دریا کثرت بارش سے چڑہ گیا۔ اس لیے عبد الکریم پار نہ ہوسکا۔ اور تیرہ روز کی خفیف خفیف لڑائیون کے بعد واپس ہوا۔ اور ۲۰۶ھ خلیفہ حکم فوت ہوا۔ یہہ خلیفہ ہارون الرشید کا ہم عصر تہا۔

عبدالرحمن اوسط

حکم کے بعد اسکا بیٹا عبدالرحمن اوسط تخت نشین ہوا۔ یہہ عبدالرحمن رزم بزم دونون مین یکسان تہا۔ باپ کے عہد مین اپنی جنگی لیاقت کا کئی دفعہ ثبوت دے چکا تہا۔ ۲۰۸ھ ہجری مین وزیر عبدالکریم کو غزائے کفار پر روانہ کیا بلادیتہ کے کئی قلعے بزور شمشیر فتح کئے گئے مسلمان قیدی رہا کرائے گئے اور بہت سا مال غنیمت لیکر واپس ہوا ۲۱۱ھ ہجری مین عبدالرحمن اوسط نے اپنے بیٹے عبداللہ کو بلاد فرنگ کو بہیجا جسنے دشمن کے ایک بہاری لشکر کو شکست دیکر منتشر کیا اور اسی سال ماہ رمضان مین مسلمانون نے ایک اور ایک فتح نمایان حاصل کی ۲۱۳ھ مین پہر چڑہائی کی اور برشلونہ اور جزیرہ والون سے دو ماہ تک لڑائی ہوتی رہی اور کئی قلعہ گرا کر واپس ہوا۔

یہہ عیسائی جنہون نے اسقدر زور پکڑ کر ہسپانیہ کی اسلامی طاقت کو تردد اور آخر کو کمزور پہر جلاوطن کر دیا۔ طارق اور بعد کے مجاہدین اسلام کے خوف سے ہسپانیہ کی شمالی پہاڑی صوبہ آسٹریاز کے دشوار گذار غارون مین جا چہپے تہے۔ انکی تعداد ۳۰ مرد اور دس عورتین لکہی ہین کچہہ تو انکی خفیف تعداد اور کچہہ پہاڑون غارون کے رستہ کی دشواری نے مسلمانون کو اس جماعت کی پوری بیخ کنی سے روک دیا۔ باقی عیسائی تو اطاعت قبول کرکے ذمی ہوگئے اور ملازمت تجارت حرفت زراعت غرض ہر ایک صیغہ مین امن امان سے ترقی کرتے ہوئے عیسائی سلطنت کے عہد سے بہی بڑہ کر فارغ البال ہوگئے تہے اور عیسائیون کی آبادی کا حصہ کثیر اسلامی مدارس مین جو ہر ایک قوم اور مذہب کے لیے نہایت فیاضی سے کہلے ہوئے تہے تعلیم پاکر مسلمانون کے علم ادب اور طریق معاشرت کے قبول کرنے مین نہایت سرگرم ہوئے اور فاتح قوم کے عادات و اطوار کو ہی نہین بلکہ مذہب کو بہی خوشی خوشی مان لیا۔ اور چونکہ اسلام مین قوم و رنگت کی ہرگز تمیز نہین اسلیے یہہ نو مسلم ملکی۔ فوجی۔ علمی غرضیکہ ہر ایک سوسائٹی مین عربون اور بربریون سے کم ممتاز نہ تہے وہ چالیس مرد و زن کی قلیل جماعت جو وحشی درندون کی طرح غارون مین پناہ گزین ہوئی تہے۔ اس خیال پر جمی ہوئی تہے کہ سپین کے اصلی مالک ہم ہین اسلیے انکو جب کبہی موقعہ ملا اپنی جماعت سے باہر بہی مسلمانون کی عیسائی رعیت مین اس جوش کو پہیلاتے رہے۔ حب وطن کے الفاظ مین کوئی ایسا جادو بہرا ہے کہ خواہ انسان کیسی ہی ردی اور کمزور حالت مین ہو۔ مگر حب وطن اور حب قوم کے جوشیلے لفظ ضرور ایک دفعہ سننے والے کے خون مین جوش پیدا کر دیتے ہین۔

غرضیکہ اس پناہ گزین مختصر جماعت کو وقتاً فوقتاً تازہ کمک پہنچتی رہتی تہی اور اسیطرح قوت پاکر غارون سے نکل آئی۔ اور مسلمانون کے سرحدی اضلاع کو لوٹنے لگی۔ اس قوم کے سرغنہ پیلیو کی سرکی کی شادی بہادر الفنسو والی کنٹبریا سے ہوگئی اور اسیطرح دونون کے اتفاق سے ایک زبردست جتہہ مسلمانون کی برخلاف ہوگیا اور یہہ واقعہ ۱۵۰ھ کا ہے

جبکہ ابہی عبدالرحمن اول نے سپین مین قدم نہین رکہا تہا۔ اور دمشق کی خلافت کا رعب اٹھ چکا اور سپین مین کوئی واحد شخص طاقتور موجود نہ تہا جو سپین کو مخالفون سے بچا رکہتا۔

کلح کے بعد فوراً ہی تمام شمالی صوبے مسلمانون کے مقابلہ پر اُٹھ کہڑے ہوے اور مغربی صوبہ گلشیا کے عیسائیون کو ساتہہ ملاکر متواتر کامیابیون سے مسلمانون کو مار کر جنوب کی طرف ہٹا دیا اور بہت سے شہر مثلاً براگا ۔ پورٹوسیٹو کا لیون سالامانکا سیگویا۔ وغیرہ جیسے شہرون پر قبضہ کر لیا۔ اور خلیج بسکے کے سرحدی اضلاع مین مزہ سے رہنے لگے اور بسبب جمعیت قلیل کے جنوبی سپین مین نہ بڑہ سکے مگر ایک خوفناک گروہ قایم ہو گیا عبدالرحمن جس بیکسلی و ناداری کی حالت مین سپین پہنچا مدت تک اُسکو اسلامی قومون مین ہی رسوخ و اعتبار تدبیر و تلوار سے قائم کرنا پڑا اور جسقدر اُسکو موقعہ ملا اُس نے سپین کی اسلامی علاقہ سے باہر ہی بہت کچھ اسلامی رعب کو قائم کیا اور ان سرحدی سرکش عیسائیون مین جو مقابل ہوا اسکو اچہی طرح بغاوت کا مزا چکہا دیا۔ مگر کئی مشکلات سے جنمین عبدالرحمن اول گرفتار رہتا۔ ان لٹیرے عیسائیون کا قلع قمع نہ کر سکا کیونکہ جب فدہ بہی اُنپر زور پڑتا فوراً پہاڑی و دشوار گذار دور دراز مقامات مین پناہ گزین جا ہوتے جہان ایک منتظم فوج کو پہونچنا مشکل ہوتا عبدالرحمن اول کی فوج کشیون سے اتنا ضرور فائدہ ہوا کہ اُس کے بیٹے ہشام نے تین چار سعر کے مارکر شمالی سپین کے بڑے بڑے شہر فتح کر لیے اور مسلمانون کا رعب جما دیا مگر اس سے بہی ان سرکش عیسائیون کا استیصال نہ ہو سکا۔

خلیفہ حکم نے اپنی زندہ دلی اور بے اعتنائی شریعت سے مسلمانون کو بہی بغاوت پر مجبور کر دیا اس وقت مین پہر شمالی سپین مین فساد برپا ہوا جسکو فرانس و اٹلی تک سے مدد ملتی رہی حکم کا وزیر عبدالکریم اور اسی عبدالرحمن اوسط کو متواتر مہمات سے عیسائیون کا زور توڑنا پڑا خود اپنے عہد مین عبدالرحمن اوسط نے اور زیادہ مستعدی دکہائی اور پرجوش عیسائیون کے کئی شہر اور قلعے فتح اور ویران کئے۔ اور ضرور عبدالرحمن بیخ کنی کر دیتا جہان اسلامی فوج کا پہونچنا آسان یا ممکن تہا۔ وہان کے عیسائی جب کبہی موت کی صورت نظر آتی تہی فوراً اطاعت مان لیتے بعد جزیہ دینا قبول کر لیتے۔ اور جزیہ اور اطاعت کی صورت مین کوئی مجاہد اسلام تلوار نہین اُٹہا سکتا بس عبدالرحمن کے بہادرون کو بہی ایسے گروہ صفت مخالفون کو چہوڑنا ہی پڑتا۔ ان وجوہات سے سپین کی شمالی علاقہ مین یہ فساد کا مادہ موجود رہا اور آخر مسلمانون کی جلاوطنی کا موجب ہوا۔ خلیفہ عبدالرحمن اوسط کو صرف شمالی سپین کے عیسائیون سے ہی جو علانیہ مخالف تہے تکلیف اُٹہانی نہ پڑی بلکہ خاص دارالخلافہ قرطبہ کے عیسائیون نے آتشی فساد بہڑکانے مین ایسا سوانگ بدلا جو کسی کے وہم و گمان مین بہی نہ تہا سپین کے عیسائی خلفائے قرطبہ کے ماتحت نہایت آرام کی زندگی بسر کرتے تہے انکو حکومت و سلطنت مین برابر حصہ ملا ہوا تہا تعلیم و تربیت کے دروازے اُن کے لیے ویسے ہی کہلے تہے جیسے کہ خاص مسلمانون کے لیے

اپنے مذہبی فرائض کو نہایت آزادی سے ادا کرتے تھے۔ تجارت صنعت و زراعت کا اکثر حصہ انہیں کے ہاتھ
تھا۔ کوئی محصول ٹیکس ناجائز انپر نہ لگی تھی۔ نفرت اور کراہت کا نام تک مسلمانان سپین میں نہ تھا۔ اس لیے
امن و امان اور آزادی کے شکریہ میں اسلامی گورنمنٹ کا انتظامی امور میں ہاتھ بٹانا اور مدد دینا لازم تھا۔ لیکن
عیسائی جو بیوفائی اور غدر کے پتلے تھے انہوں نے الٹا اسلامی گورنمنٹ کے بگاڑنے کا منصوبہ باندھا اور شمالی
سپین کے مذہبی دیوانوں کے جوش بڑھانے کے واسطے سپین کے راہبوں پادریوں کی ایک کمیٹی مقرر ہوئی۔
جسکا سرغنہ یولوجیس سرگرم پادری تھا انہوں نے دیکھا کہ مسلمانوں کا انتظام تو ٹھیک ٹھاک ہے۔ شجاعت
کی بھی کمی نہیں اس لیے سرحدی عیسائیوں کو زیادہ جوش اور جان فروش بنانے کے لیے اپنی جانیں قربان کرنی
شروع کیں اور طرح تو یہ عیسائی مسلمانوں کے ہاتھ سے مر سکتے نہ تھے پس علانیہ بازاروں محلوں میں جناب محمد رسول
اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی توہین کرنی شروع کی جسکی سزا موت تھی اور ایسی خودکشی کا نام شہادت رکھ کر اولیسے
مجرم خودکش کو ولی اللہ بنا کر شمالی سپین اور دیگر بلاد یورپ کے عیسائیوں کو امن پسند مسلمانوں کے برخلاف اکسانے
اور دست بشمشیر ہونے کا آلہ بنا لیا۔ اس خفیہ کمیٹی نے مسلمانوں کو بھڑکانے کے لیے ایک فلورا نام مسلمان
لڑکی کو بھگا کر اپنے مکان چھپا دیا پولیس نے سراغ نکالا وہ عیسائی مذہب کا دم بھرنے لگی عدالت نے اُس لڑکی کے
الفاظ ارتداد اور توہین اسلام پر زیادہ نوٹس نہ لیا صرف سمجھانے کے لیے بھائی کے حوالہ کر دیا جہاں سے
پھر عیسائیوں نے بھگائی اور گرفتار ہوئی اور توہین آمیز کلمات حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے شان
میں کہتی رہی اگرچہ اسکی سزا قتل تھی۔ لیکن عدالت نے رحم کیا کہ صرف قید کی سزا دی اس کمیٹی کے ممبروں
نے سربازار مسلمانوں کو چھیڑنا اور مذہب اسلام اور مقدس بانی اسلام کے حق میں صلواتیں سنانی شروع
کیں جب کوئی سبب پوچھتا تو کہتے کہ ہم چاہتے ہیں کہ اس طرح سے رتبہ شہادت حاصل کریں یہ ناشائستگی جو
گورنمنٹ کے قانون مجریہ وقت کے خلاف ورزی سے ان عیسائیوں نے کی جسکی سزا صریحاً موت تھی کسی
طرح بھی شہادت کا درجہ نہیں پا سکتی عمداً مذہبی قضیے چھیڑنا اور دوسروں کے دل دکھانا اور سر راہ چلتے
چلتے مسلمانوں کو دیکھکر پیغمبر اسلام کے شان میں الفاظ ناشائستہ بکنا۔ پاکیزگی کس طرح ہو سکتی ہے۔ یہ
تمام شرارت محض عیسائی دنیا کو مسلمانوں کے برخلاف ہتھیار اٹھانے اور عوام میں انتقامی جوش پھیلانے
کے لیے تھی۔ عین عید کے دن ایک اعظم رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی توہین کو بازار میں کھڑا ہوگیا
اور عام مسلمانوں کے ہاتھ سے قتل ہوا۔ قرطبہ کے عیسائی مجتہد نے معہ کل عیسائیوں کے اُس کی لاش
کو نہایت عزت و تعظیم کے ساتھ شہید کر ڈالی۔ گلیشن کا معزز خطاب دیکر دفن کیا اور شاہ ولایت کا خطاب
دیکر اور مریدوں کو ایسی قربانی پر برانگیختہ کیا۔

اس مقتول کی نسبت کئی کرامات اور پیش گوئیون کو منسوب کر کے یورپ کے عیسائیون مین مسلمانون کے ظالمانہ
افعال کا شور مچا دیا اس کے بعد ایک عیسائی اسلام لانے کے بہانے قاضی کے پاس گیا اور آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی شان مین بکواس کرنے لگا۔ قاضی نے ہر چند منع کیا مگر باز نہ آیا اور باوجود قاضی کی سفارش کے
بحکم سلطان قتل ہوا۔ انہین دنون مین سلطان کے باڈی گارڈ کے ایک عیسائی سپاہی نے جو اس خفیہ کمیٹی کا
ممبر اور پادری یوجیس کا مرید تھا حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین کی اور مارا گیا۔ اگلے اتوار
کو چھ اور راہبون نے قاضی کے سامنے دیوانہ وار چلانا شروع کیا۔ اور پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین
کرنی شروع کی قاضی نے ہر چند سمجھایا لیکن جس منصوبہ کو ٹھان آئے تھے وہ تب ہی پورا ہو سکتا تھا جبکہ وہ قتل
کیے جاتے آخر یہہ بھی لہو لگا شہیدون مین مل گئے اسیطرح اور تین راہبون کو خبط ہوا اور خودکشی کے
مرتکب ہوئے اسیطرح دو ماہ کے کم عرصہ کے اندر گیارہ شخص مارے گئے مجرمون کو شہید اور جہان دفن کئے
گئے اسکا نام گنج شہیدان رکھا گیا تھا۔

پس یہہ گیارہ شخص عیسائیون کے ٹھہر کانے کے لیے کافی سے زیادہ تھے ہر ایک کے واقعہ قتل کے ساتھہ
ایسے خلاف عقل افسانے اور حیرت انگیز داستانین مشہور کی گئیں جس سے مقتولون کی بیکسی کی مظلومی اور
مسلمانون کی ظلم و سفاکی و وحشت و خونخواری عیسائیون پر ایسے شدید مذمت کا اظہار ہوتا تھا اور پڑھنے والون
کو دلون مین ایک قدرتی انتظامی جوش پیدا ہوتا تھا۔ یہ اسی قسم کی کارروائی ہے جیسے کہ زمانہ حال مین
آرمینیا مقدونیہ کی عیسائی رعایا پر ترکون کی فرضی مظالم کی داستانین گھڑ گھڑ کر یورپ مین ترکی کی عداوت
اور نفرت کا بیج بویا جاتا ہے۔ اور یورپ کے اکثر سادہ لوح ان فسانون کو صحیح مان کر ترکون کو ظالم وحشی
وغیرہ وغیرہ کے القاب سے پکارتے ہین اور سلطان ترکی کے برخلاف ہر ایک قسم کے خلاف انصافی عملی
کارروائی کرنے کو تیار ہو جاتے ہین یہہ سبق جو زمانہ حال مین ایک پولیٹیکل تدبیر بن گئی ہے اسکے ابتدائی
موجد قرطبہ کے عیسائی صاحبان تھے۔ جو عیسائیون مین اسی قومی خدمت کے عوض سنٹ ولی شہید وغیرہ
کے مقدس لقب سے پکارے جاتے ہین واقعی ان راہبان قرطبہ کی اس قربانی کا سپین ہمیشہ ممنون احسان
رہیگا جنھون نے ایک ایسی تدبیر نکالی کہ اپنی عزیز جانون پر کھیل کر عیسائیون مین تازہ جوش بھر دیا اور ہر ایک
عیسائی کو مسلمانون کا تشنہ خون بنا دیا۔ اور سپین کی گئی گذری جنگی حرارت کو پھر از سر نو قائم
کر لیا۔ قومی شاعرون اور بھاٹون نے ان شہدائے قرطبہ کی شان مین تیغ زبان کے خوب جوہر
دکھائے اور بزم و رزم مین عیسائی جوش کے ابھارنے کے لیے ایک مفید آلہ رہی۔

اس کارروائی نے مسلمانون کی ترقی کو سخت نقصان دیا۔ ملک گیری اور کشور کشائی کے لیے صرف

تلوار ہی کافی نہیں ہوئی بلکہ قوم فاتحہ کی امن پسندی عدل و انصاف آزادی مذہب کی شہرت عامہ زیادہ اثر دکہاتی ہے۔ چنانچہ گورنمنٹ انگریزی کی وسعت ممالک کا باعث زیادہ تر یہی نیکنامی ہے اسوقت سپین کی اسلامی سلطنت ان اوصاف سے موصوف تہی اور عیسائی بطیب خاطر مسلمانون کی حلقہ بگوش بنتے جاتے تہے اور فرزانہ گورنمنٹ کا جو اثر ہوا کرتا ہے وہ عیسائیون پر پڑنے لگا تہا چنانچہ بقول عیسائی مؤرخ جوڈ ایسے پادری یولوجیس علیہ شہدائے قرطبہ کی تحریر کا حوالہ دیتا ہے سپین کے عیسائی اپنی قدیم زبان لاطینی اور علم ادب کو نفرت کرتے تہے اور عربون کے برابر زبان دانی مین لیاقت پیدا کرنے کی کوشش کرتے یا دیوژ کی تصانیف اور انجیل مقدس کی جگہہ عربی نظمون اور فلسفون اور مشہور ادبا کی تصانیف اور عربی تحریر کا شوق سے مطالعہ کرتے اور قرآن مجید کی آیات کو بطور سند اور اظہار فضیلت یاد رکہتے عیسائی عیسائی قوم کے نوخیز عربی زبان کے سوا اور کچہہ نہیں جانتے اپنے کتب خانون کو صرف عربی کتابون سے معمور رکہتے ہین اور انہین کے مطالعہ سے دلچسپی اور پسندیدگی ظاہر کرتے ہین اپنی زبان اور مذہب کی کتابون کی طرف بہولکر بہی نہین دیکہتے ہزارہا عیسائیون مین بمشکل ایک بہی نہین ملتا۔ جو لاطینی زبان مین لکہہ پڑہ سکتا ہو۔ حالانکہ عربی زبان مین شاعری کے درجہ تک عیسائی ترقی کرگئے ہین۔ عربی تہذیب و شائستگی اور عربون کے طریق معاشرت کو قوم خاندان گہرون مین ترقی دے رہے ہین۔ اور اپنی مذہبی قومی ملکی طریق تمدن سے نفرت کرتے جاتے ہین وہ اہل عرب سے محبت اور دیسی بہائیون سے کراہت کرتے ہین۔

پس یہ واقعات یولوجیس جیسے مذہبی پیشوا کو صرف اسلامی سلطنت کے استقلال و ترقی کا ہی نظارہ نہیں اور خاموش اور باطن مین زبردست اور موثر ذریعہ معلوم نہ ہوا بلکہ عیسائی مذہب کی بیخ و بن سپین سے اکہاڑنے کا آلہ دکہائی دیا اُس نے اس معاملہ مین عیسائیون سے مباحثے کی کتابین تصنیف کین عربی تعلیم یافتہ عیسائیون کو ملامتین کین جنہون نے اسلامی گورنمنٹ کی صلح کل پالیسی آزادمنشی انصاف پسندی انجیل کے بلا مانع درس و تدریس۔ ہر ایک قسم کی آزادی دکہاکر یولوجیس کو مفتری ثابت کیا۔ مگر عیسائی مجتہدین نے ایسے لوگون کو خارج از دین کہدیا اور ایسے لوگون سے مایوس ہوکر شمالی سپین کے جاہل اور جنگ جو عیسائیون کو جنپر ابہی اسلامی تمدن کا کوئی اثر نہین پڑا تہا۔ اور سپین کی قدیم عظمت کو قائم کرنے کے لیے ہمیشہ مسلمانون سے شمشیر بکف رہتے تہے اپنے خیالات کا حامی سمجہا عیسائی امرا نے بہی یولوجیس کے خیالات کے مضبوط کرنے اور لوگون نے ایسے شہدا کی بہیلاکر عوام کو سرفروش بنانے مین کوتاہی نہ کی۔

اب جبکہ ملک مین آثار بدامنی نظر آنے لگے تو گورنمنٹ اسلام نے بہی توجہ کی اور علما کی کمیٹی مین قرار پایا کہ جو لوگ

شہید ہوچکے ہین اور انکو شاہ ولایت عیسائی بنا چکے ہین ان سے توکوئی تعرض نہ کیا جائے۔ لیکن آیندہ جب
کوئی ایسا عیسائی مجرم اسلامی عدالت کے حکم سے قتل کیا جاوے اسکو شہید شاہ ولایت کا خطاب دینا جرم ہوگا
واقعی گورنمنٹ کو فیصلہ اور احکام کی سخت توہین تہی جسکو گورنمنٹ مخالف مجرم سرکش تجویز کرے رعایا اگر
اسطرح عزت کرے یا یون کہو کہ جو گورنمنٹ کی عدول حکمی کرے رعایا کی طرف سے اسکا اعزاز ہو اور یہہ صریح
بغاوت تہی جسکا تدارک ہر ایک گورنمنٹ کیا کرتی ہے۔

اسکے بعد مفسد سردار قید ہوگئے اور یوتوجیس اور فلورا کو جیل خانہ جانا پڑا۔ پادری یوتوجیس و دیگر باقی پادری رہ گئے
گئے اب مسلمانون کے برخلاف عیسائیون کا جوش بہت بڑہ گیا۔ اور عبدالرحمن کو ہمہ تن متوجہ ہونا پڑا سنہ ۲۲۳ھ مین ہم
اور قلعہ فرات پر چڑہائی کی اور ۲۲۴ و سنہ ۲۲۵ھ مین عیسائیون کے ممالک پر چند دستہ فوج کے روانہ کیے
جنہون نے ہزارون عیسائی قتل اور قید کیے سنہ ۲۲۶ھ مین پہر عبدالرحمن نے ارکوطا اور طانیہ پر فوجین روانہ کین
اسجگہہ آسٹریا اٹلی فرانس سے بہی عیسائی بہ تعداد کثیر آگئے مسلمان جنکی تعداد بہت قلیل تہی گہبرا گئے رات بہر لڑائی ہوتی
رہی لیکن صبح کی سفیدی نمودار ہوتے ہی مجاہدین اسلام نے ایسا سخت حملہ کیا کہ عیسائی بہاگ نکلے۔ اور
کروڑون کا مال غنیمت چہوڑ گئے۔ اولو العزم عبدالرحمن نے اسی سال اپنے بیٹے عبداللہ کو بلاد فرنگ کو روانہ کیا
جسنے ایک سخت جنگ کے بعد ہزارون عیسائیون کو قتل کیا اور انکی کہوپریون کی مینار بطور یادگار فتح میدان جنگ مین
بنوائی اسی سال لذریق عیسائی بادشاہ شہر سالم کے لوٹنے کو لیے جسنے عبدالرحمن کے سردار فرتون بن موسی کے ہاتہہ
سے شکست فاش کہائی۔ اور جو قلعہ عیسائیون نے اسلامی حدود پر تعمیر کیے تہے گرائے گئے سنہ ۲۲۸ھ مین عبدالرحمن
نے حارث بن زنیم کی ماتحت فوج روانہ کی حارث زخمی ہوکر قید ہوگیا۔ اور فوج کو شکست ہوئی۔

عبدالرحمن نے یہ سنکر ایک اور لشکر اپنے بیٹے محمد کے ماتحت روانہ کیا جسنے شاہ غرسیہ کی فوج کے حصہ کثیر کو تہ تیغ
کیا۔ اور حارث کو قید سے چہوڑا لیا۔ سنہ ۲۳۰ ہجری عبدالرحمن نے رومی بیڑا جہازات کو شکست دی سنہ ۲۳۵ ہجری
مین عبدالرحمن نے لشکر جرار جہاد پر روانہ کیا جو عیسائیون کو دباتا ہوا بتہ تک پہنچ گیا۔ اور عیسائیون کو جم غفیر کو
شکست دیکر تتر بتر کیا سنہ ۲۳۶ ہجری مین بارشلونہ فتح کیا۔ یہ وہ شہر تہا جو خلیفہ حکم کے عہد مین عیسائیون
نے فتح کیا تہا سنہ ۲۳۷ھ مین ایک اور فتح حاصل کی سنہ ۲۳۸ ہجری مین یہ بہادر خلیفہ ۳۳ سال کی سلطنت کے بعد
راہی فردوس برین ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

یہ خلیفہ جسقدر رزم کا شائق تہا اسی قدر بزم کا بہی مشتاق تہا۔ ہارون الرشید کے عہد مین جو تجمل و شوکت اور
زیبائش و آرائش بغداد کو حاصل ہوئی تہی اسی کی تقلید مین قرطبہ کو ثانی بغداد بنایا گیا۔ شاندار عمارتون مفید
عام کامون کے اجراء علوم و فنون کی قدردانی ملک کی آسایش کے سامان مہیا کیے۔ ہارون الرشید

کے دربار کا معتوب شدہ قوال (کلاونت) فاریاب نام سپین پہونچکر عبدالرحمن کے دربار کی زینت بن گیا۔
اور مشرقی تکلفات اور تنعم اور عیش کے اسباب کا موجد ہوا جس سے سپین کی ادبار کا آغاز ہوا۔ اسی نے تنبور
پر پانچواں تار چڑھایا۔ ہزار سے زیادہ راگ راگنیاں اُسکو یاد تہین وہ موسیقی کا کامل اوستاد اور کئی راگون
کا موجد تہا۔ اُس نے طریق معاشرت مین بہی کئی ایک اختراعات کین۔ جواب تک سپین مین اُس کے نام سے
مشہور ہین۔

محمد بن عبدالرحمن

عبدالرحمن کے عہد مین قرطبہ کے پادریون نے جوش شہادت (خودکشی) کا دل فریب نکوسا نکال کر سپین کے شمالی
سرحدی جنگجو اور دیگر ممالک کے عیسایون مین اسلامی گورنمنٹ کی مخالفت کا بیج بویا تہا۔ سپین کے خاص عیسائی
رعایا بہی گو بظاہر کوئی جرارت نکر سکی لیکن ان واقعات قتل کو کب پسند کرتی تہی خلیفہ عبدالرحمن نے متواتر
فوج کشی سے عیسایون کے زور توڑنے مین ہرچند کوشش کی مگر اس کشت وخون سے بغاوت کا اور مادہ بڑہتا
رہا۔ قرطبہ کی کمیٹی چند عیسائیون کی قربانی کو عیسائی جوش کے بڑہنے کا باعث جانکر اور عبدالرحمن اور اسکے
ارکین سلطنت کی رحمانہ اور نرم کارروائی سے اور زیادہ دلیر ہوگئی۔ عبدالرحمن جسنے یولوجیس اور دیگر پادریون
کو جنپر بغاوت کا الزام ثابت ہوچکا تہا۔ اور مسلمان لڑکی فلورا کا بہکانا اور چھپانا اُس کے ذمہ عاید ہوا تہا۔
مگر عبدالرحمن نے چندروز نظر بندی کے بعد سب کو چہوڑ دیا۔ اس سے یولوجیس اور اُس کے ہمراہی زیادہ
دلیر ہوگئے مگر اب عبدالرحمن کی جگہہ محمد سریر آرا تہا جسکو کہ عیسائی مورخ ظالم اور ناتربیت یافتہ کہتے ہین مگر
انصاف کیا جاوے تو محمد کے سامنے واقعات ہی ایسے پیش آگئے تہے کہ ہر ایک گورنمنٹ کو اسلامی ہو یا مسیحی
اسکو تشدد کرنا پڑتا ہے عبدالرحمن نے اپنے طویل حکومت مین ہر طرح سے چشم پوشی کی اور عیسایون کی بدزبانی اور
اسلامی توہین کو سُنا۔ لیکن رحم کو ہاتھ سے نہ چھوڑا اور عموماً نہمائش پر ہی بارہا اکتفا کیا نتیجہ یہہ نکلا کہ عبدالرحمن
کی تمام عمر عیسایون کے برخلاف جنگ وجدل مین ہی گذر گئی اور نتیجہ بہی کچھ مفید نہ نکلا۔ اب حسب دستور
سلطان کے ہونے ہی قرطبہ کی عیسائی کمیٹی نے زیادہ مستعدی دکہائی۔ مرد تو شہید ہو ہی چکے تہے یولوجیس
کے خیال مین ایک عورت کی قربانی عیسائی جوش اوبہارنے کے لیے ضروری تہی اور عورت بہی وہ جو تبدیل مذہب کے
سبب عیسائی دنیا مین شہرت پا چکی تہی اور اُسکی معمولی نظر بندی کے افسانے نہایت دردانگیز نظمون کو ذریعہ
عیسایون کی زبان زد ہو چکے تہے اوس کے حسن دلفریب اور اٹہتی جوانی کی یاد سخت سے سخت دلون کو بہی ہلا دیتی
تہی۔ پس یولوجیس نے سادہ لوح فلورا کو قربانی پر آمادہ کیا اور اس شہادت (خودکشی) کو آسمانی بادشاہ کے حضور میں

جلنے کا ذریعہ بتایا۔ فلورا جو مذہبی خیالات میں محو تھی اس شہید گر یولوجیس کے حلقہ میں آگئی اور جھٹ گرجا سے نکلتی ہی قاضی کے پاس پہنچی اور بے دھڑک اسلام اور بانی اسلام کی توہین کرنے لگی اور اس نادانی میں ایک اور حسینہ بھی اس کے ساتھ تھی۔ قاضی کو ان نوجوان لڑکیوں کی حالت پر رحم آگیا۔ اور بہت کوشش کی کہ ان ہر دو باتوں سے باز آئیں اور اپنے الفاظ کو واپس لیں تاکہ رقیق القلب قاضی کو قانون کی تاویل کرنے کے لیے کوئی وجہ مل سکے مگر وہ اپنے استادوں سے تعلیم پا کر صرف موت کی طالب تھیں اس لیے مجبوراً ان سے قانونی سلوک کیا گیا۔

یولوجیس جس پر باغیانہ خیالات پھیلانے کے علاوہ فلورا کے بہکانے کا الزام لگا تھا۔ اب ایک اور مسلمان لڑکی کے اغوا کا الزام لگا۔ اور جرم اعانت میں ماخوذ ہوا اور بجائے اس کے کہ معقولیت سے تردید کرتا اس جرم کے علاوہ علانیہ اسلام اور بانی اسلام کی توہین کرنے لگا۔ قاضی ایسے قومی مذہبی لیڈر کے منہ سے یہ کلمات سنکر ہکا بکا رہ گیا اور کہا کہ میں ایک تربیت یافتہ عالم کے منہ سے ایسے دل خراش کلمات سنکر سخت حیران ہوا۔ مگر یولوجیس نے جو منصوبہ باندھا ہوا تھا۔ وہ تہذیب کے تقاضا کے برخلاف تھا۔ شاید تہذیب و تربیت مانع ہو گی مگر اپنی خودکشی (شہادت) سے عیسائی اقوام کا جنگی جوش بڑھتا تھا باز نہ آیا۔

ناچار قاضی نے اس کی مثل مقدمہ اعلیٰ عدالت میں بھیجدی جہاں کہ یولوجیس نے باوجود ممبران کونسل کے سمجھانے بجھانے اور نرمی و حلم کی زیادہ سختی سے بانی اسلام کی توہین کا اعادہ کیا اور کونسل نے مجبوراً اس کی موت کا حکم دیا۔

یولوجیس جو قرطبہ سے باہر بھی عزت و شہرت حاصل کر چکا تھا چنانچہ ٹولیڈو کے عیسائیوں نے یولوجیس کو ہی اپنا مجتہد بنانا چاہا تھا۔ اس کی موت نے اسلامی گورنمنٹ کو اور بدنام کر دیا۔

فرانس تک کے لوگ قرطبہ پہنچے اور شہدا قرطبہ کے ہڈیوں کو صندوق میں بھر کر فرانس لے گئے اور وہاں ہڈیوں کی زیارت اور حالات شہادت سنا کر عیسائیوں کو مسلمانوں کی جان کا دشمن بنا دیا اور ایسے شدید الظلم مسلمانوں کے روکنے بلکہ سپین سے نکالنے کے لیے ایک بہت بڑے پیمانے پر تحریک کرنے لگے محمد بن عبدالرحمن کی جسکو عیسائی مورخ ظالم لکھتے ہیں زیادہ چوگنا ہو گیا۔ اور اسکو ملک سے ایسے فاسد مادہ کے دور کرنے میں باپ سے بڑھ کر زور لگانا پڑا۔ اور مفسد اشخاص کو سخت سزائیں دیں۔ محمد نے سنہ ۲۴۲ ہجری میں عیسائیوں سے جنگ عظیم کیا اور ۸ ہزار مخالفوں کو تہ تیغ کیا۔ سنہ ۲۴۳ ہجری میں پارسلونا تک تاخت و تاراج کی گئی۔ اور قلعہ طراسن فتح ہوا۔ سنہ ۲۴۵ ہجری و سنہ ۲۴۶ ہجری میں عیسائی جہازوں نے شہر اشبیلیہ کو تاراج کیا۔ جامع مسجد مسلمانوں کو قتل کیا۔ اسلامی بیڑہ نے دو عیسائی جہاز جلا دیے اور دو گرفتار کیے۔ مگر مسلمان بہت

مارے گئے۔ اسی سال بیسان فتح ہوا ۲۴۷ھ ہجری مین محمد نے نیلوز پر چڑہائی کی اور کئی قلعے فتح کیے۔ ۲۴۸ھ ہجری مین برسلونا کے عیسائی حاکم نے مقابلہ کیا۔ ۲۴۹ھ مین بتہ کے کئی قلعہ فتح ہوئے سنہ ۲۵۱ھ مین محمد کے بیٹے منذر نے لذریق شاہ فرنگ کی فوج کثیر کو بمقابلہ فج مرکوین خونخوار معرکہ کے بعد پامال کیا جسمین اور بیشمار قیدی کیے گئے صرف افسران فوج ہی ۲۴۹۲ تہے ۲۵۲ھ ہجری بتہ اور ریانہ کے نواح مین فتوحات نمایان حاصل کین ۲۵۳ھ ہجری مین حرفتی کے اکثر قلعہ فتح ہوئے اس کے بعد متواتر ہر سال محمد حملات کرتا رہا اور عیسائیون کا زور توڑتا رہا۔ ۲۷۳ھ ہجری مین خلیفہ محمد فوت ہوا۔

خلیفہ عیسائیون کی بغاوتون مین اسقدر مشغول رہا کہ اسکی اندرونی ملک کا انتظام بہی درست نرہا خاص قرطبہ کے عیسائی کمیٹی زیادہ مار آستین ثابت ہوئی۔

محمد کے بعد اسکا بیٹا منذر ایک سال گیارہ ماہ کی حکومت کے بعد مرگیا اور بدستور بغاوت کا زور رہا۔

منذر کے بعد اسکا بہائی عبد اللہ بن محمد خلیفہ ہوا۔ اُس کے عہد مین بہی عیسائیون سے متواتر معرکہ ہوتے رہے مگر بغاوت کا استیصال نہ ہوسکا۔ اور سنہ ۳۰۰ھ مین مرگیا۔

عبد الرحمن الناصر لدین اللہ خلیفہ اعظم

اوپر بیان ہوچکا ہے کہ ایک صدی سے سپین کی اسلامی گورنمنٹ کو کسقدر مشکلات نے گہیر رکہا تہا۔ جو عیسائی جماعت کو ابتدائی بہادران اسلام کی شمشیر خارہ شگاف سے بچ بچا کر ۳۰-۴۰ کی تعداد مین ایک غار کے اندر پناہ گزین ہوکر موذی درندون کی طرح دم توڑ رہی تہی اب دم ٹہونک کر خلیفہ سپین کی فوجون کا مقابلہ کرنے لگے اور سرحدی امصار کو لینے لگے ایک ڈاکو کی حیثیت سے نکل کر شاہ دین پناہ کو خطاب سے پکارے جانے لگے قاعدہ ہے کہ جب باغیون کا گورنمنٹ قلع قمع نہ کرسکے تو امن طلب طبائع پر بہی اثر پڑنے سے نہین رہتا۔ بقول خربوزہ سے خربوزہ رنگ بدلتا ہے سرکشی خودمختاری کی آمد زور پکڑ جاتی ہے عبد اللہ کی بعض خودغرضانہ حرکات اور منذر کے واقعہ قتل سے مسلمان بہی عبد اللہ کے خیرخواہ نرہے نتیجہ یہ نکلا کہ اکثر مسلمان صوبے دربار خلافت کی برائے نام مطیع رہ گئے بلکہ اکثر صوبہ خودمختار ہوگئے۔

ایسی نازک حالت مین عبد الرحمن ثالث اکیس برس کا ناتجربہ کار نوجوان اپنے دادا عبد اللہ کا جانشین ہوا ایسی سلطنت پر ہر طرف سے مایوسی چہائی ہوئی تہی کہ جوان بخت عبد الرحمن نے عنان حکومت ہاتہہ مین لی اور تخت پر بیٹہتے ہی اس قسم کی مدبرانہ بہادرانہ چالین چلا کہ جملہ خودغرض سردارون کو کان ہوگئے جسنے سر اُٹہایا اُس کو کچل دیا مسلمان سردارون کے دل سے ہوس خودمختاری نکال کر عیسائی باغیون کے درپے ہوا

جو نوجوان شہزادی کی فوج کا سپہ سالار اور فوج میں مردانہ جوش دیکھ کر خفیف سے مقابلوں کے بعد خود بخود مطیع ہوگئے اور قلعوں اور شہروں کے دروازے اس بلند اقبال خلیفہ کیلئے کھول دیے۔
عبد الرحمن ثالث کے عروج تک ہیں جسکی تفصیل کی یہاں گنجائش نہیں۔ عبد الرحمن کو تخت نشین ہوئے ابھی تین برس بھی گذرے تھے کہ اردونو ثانی شاہ لیون نے اون کے صوبہ مریڈ کو فصل شہر مریڈ تک لوٹ لیا نوجوان سلطان نو اسکا مقابلہ کو بڑھا اور کئی کامیابیاں حاصل کیں اور ایک مرتبہ شکست کھائی جس سے عیسائیوں نے دلیر ہو کر لیون اور نادار کی متحدہ فوجوں نے تمام علاقہ کو دیٹوڈ تک تہ وبالا کر ڈالا۔ لیکن جلدی سلطانی فوجوں سے دو متواتر شکستیں کھا کر سزا پائی اب بہادر سلطان نے دشمن کے استیصال کا عزم بالجزم کر لیا۔ اور دشمن کو مار کر تمام میدانی علاقوں سے نکال دیا اور مسلمان باغی ابن حفصون اور اسکے مددگار عیسائیوں کو شکست دیکر قلعہ سے لیے اب چونکہ تمام علاقہ فتح ہوگیا جسپر کہ اسکے بزرگوں کا کبھی قبضہ تھا۔ اس لیے شایق غزا خلیفہ عبد الرحمن ثالث اب دار الحرب پر چڑہ گیا۔ یہہ قلعہ نہایت مستحکم مضبوط سات فصیلوں سے محصور تھا فصیلوں کے درمیان خندقیں پانی سے لبریز تھیں چاروں طرف کوہستانی سلسلہ آسمان سے باتیں کرتے تھے اس فتح پر دیندار سلطان نے سجدہ شکر ادا کیا۔ اس کے بعد رومیر عیسائی بادشاہ سے مقابلہ ہوا سلطان کے ساتھ ایک لاکھ فوج اور رومیر کے ساتھ اس سے زیادہ فوج تھی پہلے تو عیسائیوں کو شکست ہوئی مگر تازہ مدد کے پہنچنے سے مسلمانوں کو شکست دی جہاں مسلمان پچاس ہزار مارے گئے یہہ شکست اگرچہ سخت ہولناک تھی مگر بہادر عبد الرحمن کے حوصلہ میں ذرہ فرق نہ آیا۔ اور جہاد کا عام اعلان دیدیا اور مجاہدین نے متواتر کامیاب حملوں سے دشمن کو بڑہنے سے روک لیا۔ اور گذشتہ جنگ کے مسلمان شہداء سے بڑہ کر عیسائیوں کو تہ تیغ کیا۔ اور مسلمان بڑہتے بڑہتے وہاں تک پہنچ گئے کہ جہاں اب تک فاتح مسلمانوں کا قدم نہیں پڑا تھا۔ اب دشمن کو سوائے اسکے چارہ نہ رہا کہ عبد الرحمن کے رحم پر اپنے آپ کو چھوڑ دے۔ عبد الرحمن جسقدر تلوار کا دہنی تھا اسی قدر قول کا پکا فیاض رحم دل تھا۔ عیسائیوں سے جو وعدہ کرتا اسکی پوری پابندی کرتا۔ اور اصول اسلام کے مطابق عدل وانصاف کرتا۔ دشمن چونکہ پورا زور لگا چکا تھا اور لاکھوں بہادروں کو بہادر عبد الرحمن کی تلوار ہمیشہ کے لیے خواب راحت میں سلا چکی تھی اور متعصب عیسائیوں نے اسلامی گورنمنٹ کے خلاف جو جو غلط فہمیاں پھیلا رکھی تھیں وہ دیندار سلطان عبد الرحمن کی عادلانہ سلوک سے غلط ثابت ہو چکی تھیں اس لیے اون تمام عیسائیوں نے سر تسلیم خم کر دیا کہ جہاں جہاں عبد الرحمن کے حملات کا گمان ہوسکتا تھا۔ ٹولیڈو والوں کو اپنی لوہا لاٹھ فصیلوں پر بہت بھروسا تھا اور وہ عبد الرحمن کو سابقہ سپہ سالاروں کی طرح کمزور غیر مستقل مزاج جانتے تھے مگر جب اولو العزم عبد الرحمن نے ٹولیڈو کے مقابل ایک شہر بنا کر محاصرہ کی ٹھانی تو

مغرور اہل ٹولیڈو کو فاقہ مستی سے مجبور ہو کر مطیع کر لیا۔ اب تمام سپین اس کے زیر حکم تھا اور کوئی متنفس عیسائی بربری عرب عبدالرحمن کے مقابلہ پر انگلی اٹھانے کی جرات نہ کر سکتا تھا چونکہ اب سپین کے حریف خلفائی بغداد اپنی عظمت کو کھو چکے تھے اور وہان صرف خلیفہ کا عزل نصب قتل دقیدہی ایک قومی کام تصور ہو رہا تھا اس لیے رومیونز کو ادہر سے کوئی بڑا خوف نہ رہا تہا۔ مگر عبدالرحمن کی عربی شمشیر نے تمام یورپ کو خوف زدہ کر دیا اور جو خطرہ کہ کبھی موسیٰ بن نصیر اور طارق سے یا عبدالرحمن اول سے یورپ کو پیدا ہوا تہا۔ وہی نقشہ ہوت اب عبدالرحمن ثالث کے دل ہلا دینے والی فتوحات نے سلاطین یورپ کی آنکھون کے سامنے کھینچ دیا قسطنطنیہ کے یونانی شہنشاہ اور یورپ روم نے قیمتی تحائف ارسال کر کے میعادی صلح کی اور عبدالرحمان ثالث کی تیغ بران سے اپنے آپ کو محفوظ کیا۔ اور جسطرح کہ شارلیمن شاہ فرانس کی چال خلفائے بغداد سے کام نکال لیگئی تھی اسیطرح عبدالرحمن ثالث کی غلطی نے رومیون کو فائدہ پہونچا دیا میعادی صلح کے ذریعہ سپین کے گرم جوش مسلمانون سے اطمینان حاصل کر کے کمزور خلفاء بغداد کے علاقہ پر رومی دھاوی ہونے لگے۔ اور مسلمان تیغ ظلم سے بیدریغ ہلاک ہو گئے مقام حیرانی ہے کہ امویون اور عباسیون کی قدیم مخالفت کو نہ ہارون الرشید دور کر سکا اور نہ ہی عبدالرحمن ثالث بلکہ عیسائی اس عداوت سے فائدہ اٹھاتے رہے۔

عبدالرحمن ثالث کی ترقی اقبال نے درجا بدانہ تردوات نے امرائے مراکو اور بربر کو بھی دامن گرفتہ بنا دیا جو بنی فاطمہ کے زیر فرمان تھے واقعی صداقت اسلام کا نمونہ عبدالرحمن تہا۔ جو تقلید صحابہ کرام کی زندہ یادگار تہا۔ علماء فقہا امرا رعایا کوئی فریق بھی اس سے ناراض نہ تہا اسکا کوئی کام قرآن و سنت کے خلاف نہ تہا فتوحات کثیرہ سے دولت بڑگئی اسکے خرچ کے لیے نئے نئے مصرف نکالنے پڑے عبدالرحمن کو اپنا سکہ بٹھلانے اور باغیون سرکشون کا زور گھٹانے مین ۲۰ سال گذر گئے تھے اب جبکہ کوئی جولانگاہ نہ رہا تو ملک کی اندرونی ترقی مین مصروف ہوا۔

المختصر زراعت تجارت صنعت حرفت مین کوئی صیغہ نہ تہا جسمین کہ عبدالرحمان نے ترقی سامان نہ بڑھائے ہون جدید شہر قصبہ گاؤن بسائے کنوئین تالاب نہرین۔ ذرائع آب پاشی کھدوائین محصول تجارت مین کمی اور تجارت کی آزادی بڑھا دی۔ صنعت اور حرفت کی یہان تک قدردانی کی کہ مشرق کے مشہور صناع و کاریگرون کو صرف سپین ہی اپنی عزت و قدردانی کی جگہہ نظر آنے لگی اور اس قسم کے لوگ چارون طرف سے سمٹ کر قرطبہ پہونچ گئے۔

اور قدردان عبدالرحمان نے مدینۃ الزہرا مقابل قرطبہ بصرف زر کثیر تعمیر کرایا جسپر ۲۵ سال تک سپین کی تہائی آمدنی خرچ ہوتی رہی جسکی نظیر دنیا مین نہین ملتی تہی اس شاندار عمارت مین دس ہزار مرد و زن خدمتگار رہتے۔ مدینۃ الزہرا کے حالات لکھنے کی یہان گنجایش نہین عربی تاریخون کو دیکھنا چاہیے افسوس کہ یہہ دنیا کی بے نظیر عمارت عیسائیون کے ہاتھ سے تباہ ہوئی۔

دارالخلافہ قرطبہ اپنی سنگین فصیلوں اور مستحکم عمارتوں سے دشمن کی ہر ایک ممکن سے ممکن حملے سے محفوظ تہا۔ اس کے بازار فراخ۔ خوشنما کشادہ نفیس تھے اس کے باشندے اطوار پسندیدہ اخلاق حمیدہ علم و فراست ملبوسات اکل و شرب و شاہسواری مین مشہور تھے قرطبہ یونورسٹی مین تعلیم پانے کے لیے۔ آفریقہ۔ ایشیا۔ یورپ سے شوقین طالبعلم آتے تہے سپین کے مدارس علم عروض الہیات۔ قانون۔ طبعیات وغیرہ اکثر علوم مین شہرہ آفاق تہے یہہ وہ زمانہ تہا جبکہ مہذب برطانیہ کلان کے بزرگ چوبی جہونپڑون مین رہتے اور گہاس پہوس کے فرش پر سوتے تہے۔ نوشت و خواند صرف راہبون کا سینہ بسینہ فن تصور ہو رہا تہا۔ انگریزی زبان جو آج تمام سوم کا مخزن شمار ہوتی ہے ادہوری۔ ناکمل تھی۔ صرف قسطنطنیہ اور اٹلی مین کہین علمی روشنی دکہائی دیتی تہی لیکن اور تمام براعظم یورپ پر ظلمت کی تاریک گہٹا چہا رہی تہی یورپ مین ایک سپین ہی تہا جہان علوم و فنون کا سمندر موج زن تہا۔ اسی کی علمی موجون نے یورپ کو سیراب کرنا شروع کیا تہا۔

عبدالرحمن ثالث سے جسقدر سپین مین تاجداران بنی امیہ گذرے تہے وہ امیر کہلاتے تہے خلفائے بغداد کی کمزوری نے عبدالرحمن کو خلیفہ اعظم الناصر الدین اللہ کے خطاب سے مخاطب ہونیکا موقعہ دیا اور واقعی وہ اس مقدس در معزز خطاب کا ہر طرح سے لائق تہا۔

مگر قاعدہ ہے ہر کمالے را زوالے۔ سورج کا کمال جب دوپہر کو ہوتا ہے تو پہر زوال شروع ہوتا ہے جسطرح کہ ہارون اور مامون عروجی زمانہ کے بعد خلافت عباسیہ کو زوال شروع ہوا۔ اسطرح عبدالرحمن ثالث کو زمانہ عروج مین بھی تنزل کے اسباب پیدا ہو گئے۔ بغداد کے خلیفہ معتصم باللہ نے جن ضروریات سے ترکون کو اپنا باڈی گارڈ بنایا اور عربون کی جگہہ ترکون کا رسوخ و اعتبار بڑہایا۔ وہی ضرورتین کم و بیش عبدالرحمن ثالث کو پیش آئین عرب اور بربری سردار جو سپین پر فاتحانہ حقوق رکہتے تہے۔ عبدالرحمان ثالث کے دادا پردادا کے عہد مین خود مختاری کا خیال خام پکا کر ڈیڑہ اینٹ کی مسجد الگ بنا چکے تہے۔ اب عبدالرحمان ثالث نے غلامون کو زر خرید کرکے باڈی گارڈ کے رسالہ مین بہرتی کیا۔ چونکہ یہہ لوگ خاندانی غرور اور نسبی فخر نہ رکہتے تہے اسلیے بہ نسبت سرداران عرب و بربر کے اطاعت و وفاداری کا زیادہ اظہار کرتے تہے اور ایسے نو دولت ارا کین سے کوئی خطرہ نہ تہا غلامون کی رسوخ سے قدیم خاندانون کا زور گہٹ گیا۔ اور انکی جگہہ غلام امارت اور حکومت کے درجہ کو پہونچ گئے خاندان خلافت کے ساتھ جو عربون کی ہمدردی تہی کم ہو گئی اور غیر نسل کے غلامون نے اگرچہ پر زور ہاتہون کے سامنے سر جہکا یا۔ اور عبدالرحمان ثالث کی فتوحات کا اکثر باعث رہے اور نامدار آقا کی خوشنودی اور خدمات اسلامی مین ساعی و سرگرم رہے اور جسطرح کہ مصر کے مملوک غلام خاندان صلاح الدین پر مسلط ہو کر آخر خود مختار فرمانبردار بن گئے اسیطرح سپین کے غلام بہی باعث احتراق سپین ہوئے یہ خیال بعض مورخین کا ہے کہ غلامان

کی ترقی نے سپین کو تنزل کے رستہ پر ڈالدیا اور یہ وجہ تنزل کسیقدر موزون بہی ہے اور جیسا کہ ہم عہد زوال عباسیہ مین لکھ آئے ہین کہ معتصم خلیفہ بغداد نے انقلاب پسند عربون کو حکومت سے علیحدہ کر کے اس ولی ہمدردی کو کہو دیا جو عربون کو عربی خلافت کیساتہہ تہی اور جسکا وجود ترکون مین ہرگز نہین پایا جاتا تہا اسیطرح عبدالرحمن ثالث نے بہی ان بہادر عربون پر بربرون کے نسل کی ہمدردی کو کہو دیا جو اپنے بزرگون کی فاتحانہ ناموری قائم رکھنے اور بہادر مسعوت کا لقب حاصل کرنے کے لیے جان بازیان دکہلانے کے لیے کوشش کرتے تہے عبدالرحمن نے عربون کا زور ہی نہ گہٹایا بلکہ عربی سلطنت کا زور کم کر دیا۔

لیکن صرف اسی وجہ کو تنزل کا سبب خیال کرنا درست نہین ہے واقعات سے یہ درست ہو جائیگا کہ اموی سلطنت کے زوال پذیر ہونیکے بعد طوائف الملوکی کے زمانہ مین کوئی غلام سردار زیادہ مشہور نہین ہوا۔ عربون مین سے بہی کوئی نہ کوئی خاندان ناموررہا ہے ہان اگر یہ کہا جائے کہ غلامون کے بڑہنے سے عربون کے دل ٹوٹ گئے اور دل شکنی نے اموی سلطنت کو غیر ہر دلعزیز بنادیا تو صحیح ہے۔

میرے خیال مین اس تنزل کی وجہ عیش پسندی آرام طلبی تہی جو عبدالرحمان ثالث کے اخیر پرامن عہد مین سپین مین چہا گئی۔ عبدالرحمان نے پچاس سال حکومت کی ۷۰ سال کی عمر مین فوت ہوا۔ اخیر ۳۲ سال بہی دارالخلافہ قرطبہ کو عروس ممالک بنانے مین ہی گذر گئے اور جسکی تقلید ارکین سلطنت متمولین وغیرہ جملہ اشخاص نے کی اور جسطرح کہ عبدالرحمان ثالث خود اپنی اسلامی خدمات سے خلیفہ اعظم بن چکا تہا۔ اسیطرح وہ اپنی دارالخلافہ کو عباسیون کے دارالخلافہ بغداد سے بڑہانا چاہتا تہا اور بڑہانے گیا۔ اکل و شرب ملبوسات۔ عمارات نشست و برخاست وغیرہ طریق تمدن مین وہ وہ جدید فیشن اور پر تکلف طریق زندہ دل اہل سپین نے نکالے کہ بغدادیون کو مات کر دیا۔ پس ضرور تہا کہ ان شرقی تکلفات کا خمیازہ بہی ملتا اور جسطرح کہ اہل ہند و محض کتاب کے کیڑے رہ گئے تہے اسیطرح اہل قرطبہ بہی یونانیون کے مضر اخلاق فلسفہ کو اثر سے دنیاوی عیش و عشرت کے دلدادہ ہو کر اسلامی قیود سے آزاد ہونے لگے اور اسکی بنیاد کو عبدالرحمان ثالث نے نہین رکہی مگر اس نے عام علوم کی اشاعت مین کوشش کی اور بلا تمیز قوم و مذہب ہر ایک علم و فن کے جاننے والے کی قدردانی کی۔ نہایت آزادی کے ساتہہ ہر ایک علم کی تعلیم ہونے لگی اسلیے طبعاً یہہ نتیجہ تہا۔ کہ پر جوش جان فروش مسلمانون کی جگہہ کم ہمت بزدل۔ خود غرض مذہب سے آزاد قومی لڑائیون سے نفرت کرنے والا گروہ پیدا ہو۔ اگرچہ عبدالرحمان ثالث کے سامنے اور اسکے بعد بہی ایک دو پشت تک اسکا کوئی صریح خراب نتیجہ نہ نکلا۔ مگر اس قسم کا زہریلا مادہ بہا منصور کے مرتے ہی ملک مین پہوٹ نکلا۔ مین ناظرین سے معافی مانگتا ہون اور عرض کرتا ہون کہ میری اس رائے کو غور سے پڑہین۔ اور ہندوستان کے نئے تعلیم یافتہ نسل سے مقابلہ کرین تو معلوم ہو جائیگا کہ نوجوان مغربی تعلیم یافتہ

مین سے کسقدر خلوص دل سے صلوۃ خمسہ ادا کرتے ہین اور کسقدر روزون کی فرضیت کو مانتے ہین ملائک اور کتب سماوی کی نسبت انکا کیا خیال ہے یوم الاخر اور حشر و نشر کی بابت انکا کیا اعتقاد ہے محرمات شرعی کو کس نگاہ سے دیکھتے ہین اس مقابلہ مین صاف تسلیم کرنا پڑے گا کہ مشکل دو فیصدی مغربی تعلیم یافتہ نکلینگے جو ان اسلامی اصول کے پابند اور معتقد ہون پس یہہ بڑے نام مسلمان آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی تقلید حقہ مین اسلام کی کیا خدمت کر سکتے ہین پس یہی نتائج سپین مین پیدا ہوئے جنہون نے اسلام کی حقیقی عملی جوش کو کم کر دیا اور خود غرضانہ پالیسی نے اسلام کے اجتماعی حکمت کو کہو دیا اور خلیفہ اعظم عبد الرحمن کی عالی شان عمارت کو گرا دیا نیک نیت عبد الرحمان کا اس مین کوئی قصور نہین عواقب امور کا علم خدا تعالی جانتا ہے اور جسطرح کہ ہارون الرشید مامون رشید معتصم باللہ کا دامن عیوب سے پاک ہے۔ اسیطرح عبد الرحمان ثالث کا عہد بہی نقائص سے مبرا ہے۔ یہہ اولو العزم بہادر خادم اسلام فیاض عادل منصف خلیفہ ۵۰ سال کی حکومت کے بعد ۳۵۰ہ ہجری مین سپین کو کمال شان و شوکت کے ساتہہ چہوڑ کر فوت ہوا۔

عبد الرحمان ثالث کے عہد کی ترقیون کے بیان کی اس مین گنجائش نہین شائقین سپین کی عربی تاریخین مطالعہ کرین مگر یہ کہنا بیجا نہین کہ جو عظمت قرطبہ کو باعتبار آبادی و ترقی دولت حاصل تہی اسکی نظیر آج لنڈن کے سوا اور کہین روی زمین پر نہین ملتی قرطبہ دس میل لمبا تہا۔ اور اسیقدر چوڑا ہوگا لیکن کئی باتون مین ابہی تک انگلستان فرانس اسکا مقابلہ نہین کر سکا۔ ایک مدینۃ الزہرا کی نظیر صدیون تک یورپ نہین دکہا سکیگا۔ اور کس طرح دکہا سکتا ہے کہ جب باوجود اسقدر ترقی فنون سپین جیسے کاریگر انگلستان فرانس پیدا نہیں کر سکا یا عبد الرحمان ثالث جیسے دریادل دولت مند بادشاہ تخت پر بیٹہا نہین سکا۔ قرطبہ کی ایک جامع مسجد ہی ایک ایسی عالی شان یادگار ہے جو اسوقت باوجود ویرانی و پریشانی اور کسی سرپرست بلکہ نمازیون کے نہ ہونے کے سبب سے اپنا ماتم خود کر رہی ہے مگر انصاف اور عبرت پسند آنکہون سے ہزار زبان سے اقرار کر رہی ہے کہ جامع مسجد قرطبہ واقعی تیری نظیر دنیا مین نہین ہے اور تیرا بانی نہایت اولو العزم صنعت و حرفت کا قدردان اور اس قسم کا کریم النفس دریا نوال بادل تہا کہ اسکی سیر چشمی کے سامنے قارونی خزانے کوڑی کی برابر وقعت رکہتے تہے یہ عالی شان اسلامی یادگارین کوئی قرطبہ ہی سے مخصوص نہین سپین کے ہر ایک حصے مین۔ مدارس۔ کالج۔ شفاخانے۔ حمام۔ عجائب خانے۔ کتب خانے۔ دار المبریان تفرح گاہین۔ پبلک کے لیے مباحثون لکچرون۔ جلسون کے لیے مکانات (ہال) موجود تہے۔ ملازمت۔ تجارت صنعت کے دروازے مسلمان۔ عیسائی۔ یہودیون کے لیے برابر کہلے تہے کوئی ایسا غیر

منصفانہ قانون جاری نہ تہا۔ جو غیر مذاہب والون کی آزادی اور ترقی کا حارج ہو ہم اس عہد کی برکتین نہین گن سکتے ہمسے اس کتاب مین صرف زوال وعروج کے دونو پہلو دکہاکر اسباب پر بحث کرنا ہے۔ جو عہد عبدالرحمان ثالث مین مختصر طور سے لکہہ چکے ہین خداوند تعالی ایسے جلیل القدر رعایا پرور خلیفہ پر اپنی رحمت کاملہ کی پہول برسائے آمین ثم آمین۔

حکم بن عبدالرحمان ثالث

خلیفہ اعظم عبدالرحمان ۳۵۰ہ ہجری مین فوت ہوا اور اسکی جگہہ اُسکا بیٹا حکم المستنصر باللہ خلیفہ سپین ہوا اگرچہ عبدالرحمن ثالث کی شمشیر خون آشام نے سپین کے شمالی عیسایون کی طاقت کو ہی ساقط نہین کیا تہا۔ بلکہ فرانس جرمن اٹلی یونان قسطنطینہ کے عیسائی بادشاہ اُس کی ہیبت سے کانپتے تہے۔ اور اسکی حصول خوشنودی کے لیے مدینۃ الزہرا کی عمارت کیلیے قیمتی اور نادر مصالح بہیج بہیج کر اپنی جان بچاتے رہے۔ لیکن یہ کہنا پڑتا ہے کہ سپین کے بہادر وطن دوست عیسایون نے کبہی ہی یہ خیال ترک نہین کیا۔ کہ "سپین عیسایون کا ہے"

مسلمانون کو وہ ہمیشہ غاصب ہی سمجہتے رہے یہہ لوگ گو جاہل نا تربیت یافتہ تہے لیکن شجاعت اور مذہب قوم کی حمایت مین بلا کے بانکے تہے کٹتے مرتے تہ تیغ ہوتے تہے مگر موقعہ پڑنے پر نکلا لینے سے کبہی نہین چوکتے تہے ہان اسلام کی اس فیاضانہ اصول نے انکو نابود ہونے سے بچا لیا۔ کہ جب دشمن ہتہیار رکہکے جزیہ دیدے تو پہر تلوار اُٹہانی اسلام مین حرام ہے۔

عبدالرحمان کے مرتے ہی ان شورہ پشت عیسایون نے عہد نامون کو بالائے طاق رکہا اور اسلامی علاقہ کو لوٹ لیا۔ خلیفہ گو زیادہ علم وفن مین محو تہا اور اس حیثیت سے اُسکو ایک پروفیسر یا انجنیر کہا جائے تو بیجا نہین لیکن خاندانی ہمت اور بہادر باپ کی شجاعت سے کافی حصہ رکہتا تہا۔ حکم نے شہر فروکندین کو پامال اور کئی شہرون کو بزور شمشیر فتح کر لیا۔ عیسایون نے صلح کی درخواست کی جو منظور کی گئی۔ مگر عیسائی ایسے کہان کے امن پسند تہے اور پہر بغاوت کی اور حکم کے غلام غالب نے فتح نمایان حاصل کی اس کے بعد ابن یعلی یحیے ہذیل غالب نے بارہی باری فتوحات عظیمہ سے عیسایون کا زور توڑا علاقہ قطونیہ اور تبہ تسخیر کیا گیا۔ اسی سال رومی جنگی بیڑہ اشبونہ مین وارد ہوا مگر سپین کی جہازی طاقت نے جو اُسوقت بحیرہ روم مین کمال طاقتور تہی رومیون کو قبل از جنگ ہی ڈراکر بہگادیا۔

یہ فتوحات دو تین سال کے عرصہ مین ہوئین اور باغیون نے یقین کر لیا کہ حکم عبدالرحمان کا لائق جانشین ہے عبدالرحمان ثالث کی ہیبت ہی عام طور پر ایک دو پشت تک سلطنت سنبہالنے کے قابل تہی۔ اس لیے حکم کے

وقت مین کوئی زبردست مخالف مقابل نہوا۔ بلکہ آردون بن اذفونش اور اسکے چچیرے بہائیمین اختلاف پڑا
اور ہر ایک نے حکم سے مدد کی التجا کی۔ اردون بن اذفونش کے مخالف نے حکم کی اطاعت مان لی اور بارسلونا
طرکونہ کے عیسائی سردار جو سرکشی کا خیال رکہتے تہے قیمتی تحائف بہیجکر عاشیر بردار بنگئے اسلامی سرحد کے
قریب کے تمام قلعے گرائے گئے۔ اور یہہ سخت شرط بہی عیسایون کو ماننی پڑی کہ سلطان کے مخالفون کے منصوبون
سے سلطان کو مطلع کرتے رہین گے اس کے بعد غرسیہ شاہ نے سفیر بہیجکر اطاعت قبول کی ام الذریق ہونہ بیٹے کی
خود دربار حکم مین حاضر ہوئی۔ اور اطاعت آمیز عہدنامہ لکہا گیا۔ بلکہ اور سفرائی کی آمد پر کمال درجہ کا جنگی نظارہ
دکہایا گیا۔ اور فوجی عظمت دکہانے مین کوئی کسر اُٹہا نہ رکہی۔ جب یہ لوگ دربار حکم مین حاضر ہوتے سے
ٹوپی اور پاؤن سے جوتی اتار لیتے اور خلیفہ کے ہاتھ چومتے اور دعائین دیتے ہوئے کہتے (انا عبد امیر المومنین)
اور الٹے پاؤن واپس جاتے۔ مگر یہہ عبد الرحمن کی سطوت وجبروت اور اس کے تربیت یافتہ سرداران فوج کا تہا
حکم خود کتابی کیڑا تہا۔ وہ مطالعہ کتب مین اسقدر محو تہا کہ جنگی نیکنامیون کی طرف اُسکو توجہ کرنے کے لیے فرصت
ہی نہ ملتی تہی۔ اُسکو ہمیشہ اپنا کتب خانہ معمور کرنے کی دہن لگی رہتی تہی۔ مشرقی دنیا کے ہر ایک شہر مین اسکے اپنے
ایجنٹ سفر کیے ہوئے تہے۔ جو نادر کتابین خرید کرکے قرطبہ روانہ کرتے رہتے تہے اگر کوئی کتاب قیمتاً نہ ملتی تو
نقل کرکے بہیجتے حکم کی قدردانی کا یہ عالم تہا۔ کہ بعض دفعہ ابہی نفس مضمون مصنف کے دماغ مین ہی ہوتا۔ کہ خلیفہ حکم مطلع
ہو کر اُسکو گران بہا خلعت بہیجدیتا۔ او رخواہش ظاہر کرتا کہ اُسکا ایک نسخہ حکم کے شاہی کتب خانہ کے لیے روانہ کرے اسطرح
حکم نے پانچ لاکہہ کتابون کا ذخیرہ جمع کر لیا تہا جو اسوقت مین جبکہ چہاپہ کا نام و نشان تک نہ تہا غنیمت سی تہا۔ اور
ان پانچ لاکہہ کتابون مین کوئی ایسی کتاب نہ تہی جسکا مطالعہ خلیفہ حکم نے نہ کیا ہو۔ اور اُسپر حواشی اور نوٹ
نہ لکہے ہون جو اسکے کمال درجے کے مطالعہ پر دلالت کرتا ہے۔

ابو الفرج اصفہانی نے جب اپنی کتاب الاغانی حکم کے پاس روانہ کی تو اس قدردان خلیفہ نے صرف صلہ قیمت مین
ایک ہزار دینار بہیجدیے تہے۔

حکم کا علمی مذاق خواہ کسقدر قابل تعریف تہا اور اُسکے عہد مین علم طب ہیئت۔ تاریخ۔ جغرافیہ۔ کیمیا۔
طبیعات نے اسقدر ترقی کی کہ یورپ کی ترقی علمی کا باعث ہوا اور یہ عظیم الشان کام کا اُستاد مانا گیا۔ لیکن اسقدر علمی
توغل نے جو شاہان بااختیار کے ہرگز شایان نہین حکم کو باپ کی غازیانہ نیکنامی حاصل کرنے کے قابل نہ بنایا۔
اگر عبد الرحمان کی طرح شمشیر زن ہوتا تو ضرور مرعوب یورپ مین قدم بڑہا سکتا حکم کی اس صلح پسندی نے عیسائیون
کو اپنا آپ سنبہالنے کے لیے خوب موقعہ دیدیا۔ اور آیندہ وقت پر مشکلات کا باعث ہوے حکم ۳۶۲ھ مین فوت ہوا
اور اُسکی جگہہ اُسکا بیٹا ہشام قریبا بارہ سال کی عمر مین تخت نشین ہوا۔

ہشام بن حکم اور وزیر اعظم منصور

ہشام خورد سال تھا اسلیے اُس کے عہد مین سوائے وزیر منصور کی فتوحات اور کارنامون کے ہشام کا کوئی واقعہ ایسا نہین
جو تاریخ مین لکھنے کے قابل ہو اسلیے منصور کا حال لکھا جاتا ہے یہہ خود بالغ ہونے پر بھی برائے نام خلیفہ رہا۔
منصور کا نام محمد بن ابی عامر ہے جو قبیلہ معافر مین سے تھا اور معافر عرب کے مشہور قبیلہ حمیر کی ایک شاخ ہے یہان عرب
فاتح بہادرون مین سے تھا جو شروع شروع مین طارق کے ساتھہ سپین مین داخل ہوا اسکا باپ معمولی حیثیت
کا آدمی یونیورسٹی مین قانون کا پروفیسر تھا مگر منصور کو باپ کا محدود پیشہ پسند نہ تھا۔ طالب علمی کے زمانہ سے
نکلکر کورٹ مین ملازم ہوا۔ اور وہان سے خزانے کے دفتر مین کلرک ہوگیا۔ اور اپنی دانائی اور صداقت سے
محلسرائے سلطانی تک رسائی پیدا کرلی۔ اور دیانت اور ذکاوت کے سبب خلیفہ حکم کی محبوبہ ملکہ عروہ والدہ ہشام
کا خاص معتمد ہوگیا۔ اور حکم نے قاضی اور پھر اپنے بیٹے ہشام کے مقبوضات کا کارکن بنادیا جن خدمات کو
منصور نے نہایت دیانت اور امانت و نجابت سے پورا کیا خلیفہ حکم کے فوت ہونے پر ہشام تو خورد سال تھا عنان حکومت
اسکی مان ملکہ عروہ کے ہاتھہ تھی جسکو منصور پر ہر طرح سے اعتبار تھا جس نے جہاد و غزا مین کمال مستعدی
دکھاکر مسلمانون کو اپنا گرویدہ کر لیا۔ اس نو دولت کے بخلاف دو تین خاندانی سردارون نے سر اٹھایا جنکو اپنے
منافقانہ خیالات پر عزیز جانین دینی پڑین۔ فلسفہ نے ملک مین بداعتقادی پھیلا رکھی تھی اور علمائے اسلام
گورنمنٹ کو اسکا باعث قرار دیتے تھے عقلمند منصور نے اس گروہ کے خوش کرنے کے لیے ایسی تمام کتابون
کو علمار کے فتوے کے مطابق جلادیا اگرچہ کتابون کے جلانے سے عقاید کا اضطراب دور نہ ہوسکتا تھا
لیکن شکستہ دل علمار کو اپنے ساتھہ ملالیا۔ جو آیندہ جہادی لڑائیون مین خوب کام آئے اور دوسرا گورنمنٹ
کے اس فعل نے گورنمنٹ کے دامن سے داغ بدنامی دھو دیا۔ قدیم خاندانون اور سردارون کا زور گھٹانے
کے لیے اس نے بھی عبدالرحمان ثالث کی تقلید کی اور جدید فوج بربر اور افریقہ کے حصون سے بھرتی کی مگر
یہہ تجویز عبدالرحمان کی طرح خوفناک نہ تھی۔ عبدالرحمان نے غلامون کا زور بڑھایا جنکا آبائی مذہب عموماً
عیسائی ہوتا تھا۔ اور منصور نے بربر اور افریقہ کے مسلمانون کا جن سے کسی خطرہ کا اندیشہ نہ تھا اور یہہ
نو دارد شاید کسیقدر سپین کے مسلمانون سے زیادہ پرجوش ثابت ہوئے یہہ لوگ اور باقی فوج منصور
کی داد و دہش حسن سلوک۔ قدرشناسی شجاعت مربیانہ احسان و شفقت سے منصور کے گرویدہ
ہورہی تھی۔ منصور نے اپنی ستائیس سالہ وزارت مین جو در حقیقت خود مختار خلافت تھی پچاس
غزوات کیے۔

جنمین وہ اور اُسکی جنرل ہمیشہ مظفر اور منصور رہے ان غزوات کی تفصیل کی یہان گنجایش نہین صرف چند لکہے جاتے ہین جس سے اُسکی حمایت اسلام اور ہمدردی اسلامیان اور فتوحات عالی شان کا پتہ لگ سکتا ہے۔

غزوات منصور

ہم اوپر لکہہ آئے ہین کہ خلیفہ حکم صلح پسند مطالعہ کتب کا شائق تہا۔ عیسایون کو اپنی حالت درست کرنے کا موقعہ ملتا رہا۔ اور حکم کی آنکھین بند ہوتے ہی رومیون کے اتفاق سے عیسائی اسلامی علاقہ پر چڑہ آئے منصور نے ہمت و استقلال سے کام لیا اور سخت لڑائی کے بعد عیسایون کو بہگا دیا۔ خاص و عام کے دلون مین اُسکی محبت بڑہ گئی۔ مال غنیمت کو حسب شریعت تقسیم کر دیا اور علما و فضلا کے مراتب بڑہا دیئے۔ اور ہر ایک کو باعتبار لیاقت مرتبہ دیا۔ بدعت اور فسق و فجور کا قلع قمع کر دیا۔ شریعت کا اعزاز کیا ان باتون سے منصور گو نوخیز نودولت تہا مگر ارکین سلطنت سے بڑہ کر مسلمانون مین محبوب تہا۔ اور اسی تقلید صحابہ کرام کا نتیجہ تہا کہ پچاس غزوات کیے اور ہر ایک مین فتمند رہا۔ اسیواسطے اُسکا لقب منصور پڑ گیا۔

اسقدر جہادی فضیلت اسپین کیا تمام اسلامی دنیا مین کبہی کسی ایک جنرل کو حاصل نہین ہوئی دمشق کے بنی امیہ اور بغداد کے بنی عباس ایسے فوج کشیون کے بانی ہین۔ لیکن تعداد اور نتیجہ مین کوئی اُسکی برابری نہین کرسکتا غزنی (افغانستان) کا مجاہد تاجدار سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ منصور سپانوی سے بلحاظ تعداد دوم نمبر ہے جسنے ہر سال ہندوستان پر مفید اور کامیاب حملات سے اسلام کی مستقل اشاعت کا رستہ نکالا۔ عجب شان آلہی ہے کہ ۳۹۲ہجری مین منصور کا انتقال ہوا اور اسی سال سلطان محمود غزنوی کے حملات ہندوستان پر شروع ہوئے۔ جو ہمارے اس دعوی کی قوی دلیل ہے کہ اگر مسلمان ایک طرف سے کمزور ہوئے تو کسی دوسری طرف سے کسر نکال لی۔

منصور نے اپنی بہادری اور شجاعت کا اسقدر سکہ جمالیا کہ جسطرح آجکل انگریزی رزیڈنٹ اور ایجنٹ ماتحت ریاستون مین رہتے ہین اور ریاست کے نیک و بد کے نگران رہتے ہین اسیطرح منصور نے ہر ایک عیسائی ریاست مین اپنے ایجنٹ مقرر کیے ہوئے تہے۔ ابن نباتہ شاہ غرسیہ کے پاس ہی سفیر رہتا تہا غرسیہ مین ایک گرجا تعمیر ہوا افتتاحی رسم کے وقت منصور کا رزیڈنٹ ہی موجود تہا۔ اور گرجا کے وسیع صحن مین پہر رہا تہا کہ ایک عورت سامنے نظر آئی اور کہا کہ میرا پیغام منصور کو پہنچا دینا کہ تم تو آرام سے زندگی بسر کر رہے ہو۔ اور ایک مسلمان عورت کئی سالون سے قید فرنگ مین مصیبتین برداشت کر رہی ہے تم امیر المسلمین ہو کر خدا کو کیا جواب دو گے۔

جب ایلچی واپس گیا اور قیدی عورت کا حال بیان کیا منصور نے فوراً غیرت اسلامی اور حمیت ایمانی سے جوش کھائی کی شاہ غرسیہ یہ سنکر حواس باختہ ہوگیا۔ اور لکھا کہ میں نے کیا قصور کیا ہے جس سے حضور نے تکلیف اٹھائی ہے۔ منصور نے کہا کہ تم نے خلاف عہدنامہ مسلمان عورت کو قید رکھا ہوا ہے۔ شاہ غرسیہ نے فوراً عورت مذکور کو مع اور دو مسلمان عورتوں کے منصور کے پاس بھیجدیا۔ اور اپنی بریت اور صفائی کے لیے عظیم الشان گرجے کو گرا دیا۔ اور معافی کا خواستگار ہوا۔

منصور کی ہمت وشجاعت خصوصاً پابندی شریعت کا شہرہ عام ہوگیا۔ اور سپین کے ہر حصہ سے مسلمان اور افریقہ اور بربر کے مجاہدین جوان اُس کے جھنڈے تلے جمع ہوگئے اُس نے کسٹائل اور لیون کے عیسایوں پر جاڑے اور گرمی میں لگا تار حملات پرجوش غازیوں کی امنگ اور اسلامی آرزویوں کو پورا کرنیکے لیے شروع کردی جاڑے کی موسم میں گرم ملکوں پر اور گرمی کی موسم میں سرد ملکون پر دھاوے کرنے لگا۔ اور عیسایوں کو جو ہیلے فرصت ملا کرتی تھی اب متواتر حملوں سے جاتی رہی اور مسلمان ادنی اعلی مشتاق جنگ سپاہی بنگئے اسکی یقینی کامیابیوں اور مستحکم سلطنت اور اعلی نظم ونسق نے اُن عیسائی سرداروں شہزادوں کو بھی منصور کی فوجی ملازمت کا شوق دلا دیا جو صدیوں مسلمانوں سے لڑتے بھڑتے رہے تھے انہوں سمجھ لیا تھا کہ منصور کے مخالف کو سوائے مقہور ہونے کے اور کوئی چارہ نہیں عدل وانصاف عام قدردانی عیسایوں اور مسلمانوں کے لیے یکسان تھی یہ عیسائی شاہزادے اور سرداران تمام معرکوں میں حصہ لیتے تھے۔ جو منصور عیسایوں کے برخلاف کرتا تھا۔ چنانچہ غزوہ عظیم سنٹ یاگو میں سب نے حصہ لیا جسکا حال ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

غزوہ سنٹ یاگو

منصور کا سب سے مشہور غزوہ سنٹ یاگو ہے۔ جو سوقت صوبہ غلیسیہ کے اخیر میں اور حال کے نقشہ میں پرتگال کی سرحد سے شمال کی طرف ملک ہسپانیہ میں گوشہ شمال ومغرب کے تنہا پر واقعہ ہے یہ حضرت یعقوب حواری عیسی کی قبر خیال کیجاتی ہے جو حضرت عیسی علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کے بارہ حواریوں میں سے ایک مقدس شاگرد گذرے ہیں بیان کیا جاتا ہے کہ یہ بزرگ بیت المقدس سے داعی الی اللہ ہوکر عیسائی مذہب کی منادی کے لیے نکل کھڑے ہوئے اور یورپ کے اس مغربی انتہائی مقام پر پہونچکر واپس ہوئے اور شام میں فوت ہوئے شاگرد انکی لاش اٹھا لائے اور اس کمینہ میں دفن کردیا۔ اور ہسپانیہ اور

متصلہ ممالک یورپ مین سب سے زیادہ اور مقدس اور معتبر زیارتگاہ شمار ہوتی تہی - یونان - اٹلی - بلکہ نوبہ اور مصر تک
کے عیسائی زیارت کے لیے آتے تہے اور منصور سے پہلے کوئی مسلمان حملہ آور یہان تک نہ پہونچا تہا - چونکہ رومن
کیتھلک گرجے تصویرون بتون کے رو سے بت پرستون کے مندرون کی مثابہ تھا اسلیے منصور نے بت
شکنی کا ارادہ کیا - اور اس علاقہ مین جہان تک " لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ "
کی آواز نہین پہونچی تہی وہان تثلیث کی جگہہ توحید اور ابنیت کی جگہہ عبدیت کا اعلان کرنا چاہا -

اور ماہ جمادی الاخرہ ۳۸۷ ہجری کو غزائے کفار کے لیے نکل کہڑا ہوا جب شہر غلیسیہ مین پہونچا تو عیسائی سردارون
کی جماعت کثیر نے اپنی ذات اور فوج کو فوجی خدمات کے لیے پیش کیا - حالانکہ وہ جانتے تہے کہ منصور عیسائی کعبہ
کے فتح کے لیے جارہا ہے مگر اسوقت عیسایون کی حالت اسقدر کمزور ہو رہی تہی کہ اُن مین معمولی اخلاقی جرأت
بہی باقی نہ جاتی تہی اور جسطرح کہ آجکل ایشیائی قومون کا حال ہے وہی حالت اسوقت عیسایون کی ہو رہی تہی -
اپنے ذاتی مفاد اور شاہی اغراض کے حصول کے لیے کمینہ سے کمینہ اخلاقی مذلت کا ارتکاب سے بہی شرم نہ
کرتے تہے اور یہ ایک مسلمہ امر ہے کہ جس گورنمنٹ کا اقبال کمال کو پہونچ جاتا ہے اس کی رعایا مذہبی اور قومی
فوائد کو خیرباد کہہ کر اپنے مذہبی ننگ و ناموس کو صرف ذاتی رسوخ بڑہانے کے لیے گورنمنٹ کی خدمتین
پیش کرتے ہین اور ابتدائی عہدنامے خواہ کچہ ہون لیکن اپنا اعتبار بڑہانے کے لیے خود بخود اپنی گردن پر کئی قسم
کے اخراجات کا بوجہہ اُٹہا لیتے ہین یہی حال اسوقت ہسپانیہ کے عیسایون کا تہا - اور اسلامی گورنمنٹ
کا اقبال ترقی کے نصف النہار تک پہونچ گیا تہا - غلسہ سے آگے پہاڑی رستہ تہا اسلیے باربرداری
اور کمسریٹ بذریعہ جہازات دریائے ڈوہن واقعہ پرتگال کے رستہ قصر تک پہنچا دیا جہان سے کل
سامان بذریعہ باربرداری لشکر تک پہونچ گیا -

یہان سامنے ایک مرتفع دشوار گذار پہاڑ تہا فوج تو کجا معمولی پیادہ کا گذر نا بہی جان پر کہیلنا تہا - اولوالعزم
اور مستقل مزاج منصور نے پہاڑ کٹوانا اور سرنگ سے اُڑانا شروع کیا - اور جدید سڑک کے رستہ کوہستان
عبور کر گیا - اور امصار ساحل سمندر کو فتح کرتا ہوا کوہ موسیتہ تک جا پہونچا اور علاقہ تسخیر کرتا ہوا ماہ شوال مین
سنیٹ یا گو پہونچ گیا - لوگ پہلے ہی بہاگ گئے تہے صرف ایک مجاور رہ گیا تہا جسکی حفاظت جان اور
قبر کی عزت و حرمت بحال رکہنے کا حکم دیدیا - اور دنیا پرست راہبون کا اسباب اور بت پرستی کا سامان
توڑ تاڑ کر لوٹ لیا - جنگی مقامات گرادیے لیکن قبر یعقوب حواری کو کوئی نقصان نہ پہنچایا -

اس سے آگے شہر سنٹ مالکشی پر پہونچا جو ہسپانیہ کی مغربی انتہائی آبادی تھی جہان سے آگے بحر اقیانوس کا سمندر
اولوالعزم منصور کی مجاہدانہ عزم بالجزم کو روک رہا تہا - اور جسطرح کہ عقبہ بن نافع فہری رضی اللہ عنہ مرا کو

کے مغربی کنارے پر مضمون ذیل کو ادا کرتا ہوا واپس ہوا تھا ؎

الٰہی چو البحر پیشم بُدہ | عنان تگاور کشیدہ شدہ
نبودے اگر بحر اندر میان | بگردیدمے بھر تو در جہان
کہان وجہان راندادادمے | بمعبودی تو ہمے خواندمے
ولیکن چگونہ روم بیشتر | بحسرت روم باز پس زین سفر

اسی طرح بہادر منصور کو واپس ہونا پڑا۔ منصور کا یہ غزوہ بجنسہ محمود غزنوی کے حملۂ سومنات کا مشابہ ہی سینٹ یاگو ہسپانیہ کی مغربی حد پر ساحل سمندر کے قریب واقع تہا۔ سومنات ہندوستان کے مغربی گوشہ سمندر پر آباد تہا۔ سنٹ یاگو عیسایون کا معبد اور سومنات ہندیون کا مندر تہا۔ منصور اور محمود اور بہی کئی باتو مین ملتے جلتے ہین۔ منصور نے ۳۹۲ھ ہجری مین وفات پائی اور محمود نے اسی سال ہندوستان پر پہلا حملہ کیا منصور بہی ہمیشہ فوج کو ہمیشہ جہاد پر لگائے رکہتا تہا۔ محمود بہی ہر سال ہندوستان پر حملے کرتا تہا۔ دینی جوش مین دونون برابر تہے۔ ہان علمیت و فضیلت عامہ مین منصور بڑہا ہوا تہا۔ محمود ایک بادشاہ کے ہان پیدا ہوا اور خود مختار سلطان تہا۔ منصور ایک غریب خاندان سے نکلا اور وزیر اعظم کے لقب سے ممتاز تہا مگر اسلامی خدمات حسنہ مین منصور ان خلفا و سلاطین سے کسی طرح کم نہین جنکی ذات پر اسلام ہمیشہ فخر و مباہات کریگا سنٹ یاگو کی فتح سے واپس ہوکر بمقام حصن بلسیہ عیسائی سردارون کو انعام واکرام دیکر رخصت کیا اور خود فتح کا نقارہ بجاتا ہوا قرطبہ کو لوٹ آیا۔

سینٹ یاگو کی فتح نے منصور کی فتوحات مین کو مکمل کر دیا۔ اب سپین مین ایسا کوئی علاقہ نہ تہا جہان خلیفہ قرطبہ کا سکہ و خطبہ جاری نہ ہو۔ منصور کی فتوحات کوئی سپین مین ہی محدود نہ ہین۔ بلکہ مراکو اور بربر کے حدود تک بہی پہنچ گئیں۔ خلیفہ اعظم عبدالرحمن نے سوطہ پر تصرف کیا تہا۔ منصور نے کئی اور ساحلی شہر لیلے۔

منصور کی استقلال ہمت کے لیے ایک ہی مثال کافی ہے ایک دفعہ منصور فتح کرتا ہوا دور تک دشمن کے ملک مین چلا گیا۔ رستہ ایک دشوار گذار درہ سے گذرتا تہا۔ دشمن نے اسپر قبضہ کر لیا اور رستہ روک لیا بہلا منصور اسکا کیا اثر پڑ سکتا تہا مکانات بنانے اور کہیتی باڑی کرنے کا حکم دیدیا اور فوج کو چارون طرف عیسائی علاقہ کی تاخت و تاراج پر مقرر کیا۔ عیسایون مین مقابلہ کی طاقت تو تہی نہین دوامی اقامت کے اطوار دیکہ کر گہبرائے اور پیغام دیا کہ اگر مال غنیمت دے پرد تو درہ سے گذر سکتے ہو منصور نے کہا کہ ایسا کبہی نہین ہو سکتا مسلمان جو چیز ایکدفعہ کفار سے لے چکے ہین وہ واپس نہین دے سکتے۔ بدستور عیسائی اصلاع پر حملات کرتا رہا عیسایون کے ایلچی برابر آتے تہے اور کئی داؤ پیچ کہیلتے تہے مگر منصور پر کچہ اثر نہ ہوتا تہا۔ آخر عیسایو

نے منظور کیا کہ جملہ مال غنیمت اور عیسائی قیدی لیکر صحیح سلامت لشکر اسلام درہ سے گذر جاوے اور عیسائی علاقہ کو خالی کردی
مگر منصور نے کہا میرے ساتھی کہتے ہین کہ وطن پہنچنے تک ہمارے دوسرے جہاد کا وقت آجائیگا اس لیے تب تک ہم
اسی جگہہ میں رہ گئے تاکہ آمد و رفت کی فضول تکلیف سے بچین۔ یہہ جواب سنکر عیسائیون کے طوطے اڑگئے اور نہایت
عجز و الحاح کے ساتھہ درخواست صلح پیش کی جب عیسائی تضرع کرنے لگے اور ہر ایک قسم کے شرائط ماننے پر
تیار ہوگئے تو بہادر منصور نے اس شرط پر درہ سے گذرنا منظور کیا کہ تمام مال غنیمت و قیدیون کو عیسائی
اپنی بار برداری پر لاد کر جہان تک اسلامیہ تک پہنچائین اور اسلامی فوج کو رسد وغیرہ بھی دین راستہ کے مُردون کی
لاشین اور دیگر موانع اٹھا کر سڑک بنائین۔ عیسائیون نے سب کچھہ منظور کیا اور مشہور عیسائی ہمدردی کو بالائے
طاق رکھہ کر عیسائی قیدیون کو خود ہانک کر مسلمانون کے حوالہ کر آئے۔
اسلامی اخوت منصور مین کوٹ کوٹ کر بھری تھی چنانچہ ایک دفعہ منصور کسی غزوہ سے واپس آرہا تھا کہ راستہ
مین ایک عورت نے کہا کہ تمہاری امارت مین میرا بیٹا عیسائیون کی قید مین پڑا ہے خدا کو کیا جواب دوگے
غیور منصور جسکو ایک ایک مسلمان اولاد سے زیادہ عزیز تھا فوراً علاقہ مذکور پر چڑہ گیا اور بڑی تلاش کے
بعد اُس عورت کے بیٹے اور دیگر مسلمانون کو قید فرنگ سے رہا کرایا
منصور کی غازیانہ شہرت غیر ملکون کے مسلمانون پر مقناطیسی اثر کر رہی تھی چنانچہ بربر کی ایک قوم صنہاجہ وطن
مالوفہ کو چھوڑ کر قرطبہ پہنچے اور منصور سے کہا کہ چونکہ آجکل آپکے سوا اور کوئی جہاد فی سبیل اللہ کا شایق نظر
نہین آتا اس لیے آپکے پاس حاضر ہوئے ہین تاکہ ثواب غزا حاصل کرسکین۔ منصور نے سازو سامان سے مدد کی لیکن اس
قوم نے اور کسی کو اپنے ساتھہ لانے سے انکار کیا۔ صرف بدرقہ ساتھہ لے لیا۔ علاقہ جلیقہ مین دو تین لڑائیان
لڑکر دشمن کو شکست فاش دی اور غنیمت کا مال کثیر لے کر واپس ہوئے منصور صنہاجہ کی پرجوش اسلامی حمایت
کو دیکھکر بہت خوش ہوا اور نہایت قدر دانی سے پیش آیا۔ ہسپانیہ کے مسلمانون کو بھی رشک پیدا ہوا اور
غزا کی درخواست کی ہر طرف سے مجاہدین آکر جمع ہونے لگے منصور خود سپہ سالار بنا اور لیون کا رخ کیا۔
جہان عیسائی بھی بہ تعداد کثیر جمع ہوگئے تھے کئی رات دن تک لڑائیان ہوتی رہین ایک دن ایک عیسائی
پہلوان جو شکل و شباہت و ہمت و شجاعت مین بے نظیر تھا۔ دونو صفون کے بیچ مین آکھڑا ہوا اور مبارز طلب
کیا قوم صنہاجہ کا ایک جوان جلالہ نام مقابل ہوا۔ اور ایک ساتھہ سر پر وار کرنے لگے عیسائی پہلوان نے نیزہ کی
وار کی لیکن جلالہ کا بال بال بچ گیا۔ مگر جلالہ نے جو تلوار کی ضرب لگائی تو عیسائی دو ٹکڑے ہوکر گرا۔ پیر عام حملہ
کیا گیا۔ اور عیسائی بھاگ گئے۔ اور ہزارہا دشمن قید اور قتل کیے گئے بیشمار مال غنیمت ہاتھہ لگا۔ یہہ ہے امیر المسلمین
کی ایثار نفس و ہمدردی و ملت اسلامی اخوت پابندی قرآن و سنت کا نتیجہ کہ قوم جان فروش جنگجو اور مثل عہد صحابہ کرام

رضی اللہ تعالیٰ عنہم جان ومال کو فدائے اسلام کرکے یسارعون فی الخیرات کا نمونہ کامل ہوگئے۔
منصور کی عام فیاضی کا نتیجہ تہا کہ جو عیسائی قید ہوکر آتے تہے منصور کے سلوک رحیمانہ دیکہہ کر اسکی فوج مین شامل ہوجاتے اور اپنی قوم وملک کے برخلاف ہتہیار اٹہاتے۔ شیر دل منصور کو کبہی یہ کمزوری اور بزدلی کا خیال نہین گذرا کہ یہ وقت جنگ یہ کبہی غدر کرین گے اسلیے انکو فوجی اعلیٰ عہدہ نصب پاتے۔ دل کا اسقدر مضبوط اور متحمل شدائد تہا کہ ایک دفعہ اُسکے پاؤن مین ایسی بیماری ہوگئی کہ ڈاکٹرون کی تجویز سے داغ دیا گیا۔ مگر منصور برابر امرائے سلطنت سے بات چیت کرتا رہا اور احکام دیتا رہا۔ داغ کے درد کو بالکل محسوس نہ کیا۔ لوگون کو اُس وقت معلوم ہوا جبکہ گوشت اور چمڑے کے جلنے سے بدبو پہیل گئی۔ انتظام کا اسقدر سخت تہا کہ کوچ کے وقت آواز تک سنائی نہ دیتا اور گہوڑون تک کوئی نہ ہنہناتا ایک سپاہی نے بطور دل لگی تلوار میان سے نکالی اسی جرم مین قتل کیا گیا۔ اعتقاد کا اسقدر پکا تہا کہ غزوات جہادی لڑائیون مین جسقدر گرد وغبار اُس کے چہرہ پر پڑتا وہ غلام وخادم رومال سے جہاڑ کر جمع کرلیتے جو جمع ہوتے ہوتے ایک تہیلی ہوگئی تہی اور منصور نے وصیت کر رکہی تہی کہ قبر مین میرے ساتہہ یہہ گرد رکہی جاوے تاکہ بفحوائے حدیث شریف ؎ لایجمع علیٰ عبد غبارٌ فی سبیل اللہ ودخان جہنم آتش دوزخ سے نجات ہوجائے اسکی وفات پر ایسا ہی کیا گیا۔ یہہ تہی عقاید کی پختگی جس سبب سے مسلمانون کا ہر ایک گروہ خصوصاً علما منصور کے پسینہ کی جگہہ خون گراتے تہے اور فتوحات کثیرہ کا باعث ہوتے تہے۔ کتاب وتلوار کو علم دوست فرمانبردار کیطرح منصور نے ہمیشہ پہلو بہ پہلو رکہا۔
پوپ اور شاہان یورپ جو سپین کی سرحدی عیسائیون کی سرگرمی بڑہایا کرتے تہے منصور کی چستی وچالاکی اور مسلمانون کی قومی جان فروشی دیکہہ کر دم بخود ہوگئے کسی کو ہمت نہ ہوئی کہ عیسائی بہائیون کو منصور کے پنجہ سے چہوڑا سکین اور ان عیسائیون کو آیندہ کے لیے مفید آلہ بنا سکین۔ ہان ان شورہ پشت اور دشمنان اسلام مگر بیکس بے یار ومددگار عیسائی ریاستون کو صرف اسلام کی عام فیاضی اور منصور کی پابندی شریعت نے ہی بچا لیا۔ اسلامی گورنمنٹ کی اطاعت نے جو محض مع الوقتی تہی اس مادہ فساد کو دور نہ ہونے دیا۔ بلکہ اصول اسلام کی تعمیل کرکے ایسے مطیع اور ذمی کفار کو ہر طرح سے پنپنے دیا۔
آخر یہہ قوم کا دلسوز خادم اور سپین کا مدبر ناخدا اسلام کا پرجوش حامی۔ تیغ وقلم کا دہنی ۳۹۲ھ مین جبکہ وہ جہاد پر گیا ہوا تہا فوت ہوا۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

ترجمہ جس شخص کے چہرہ پر جہادی لڑائیون کی گرد پڑے گی وہ دوزخ مین نہین جائے گا۔

سپین کا عہد تنزل

افسوس منصور رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد زوال شروع ہوا۔ ہشام بن حکم خلیفہ سپین بالغ ہونے پر بھی امور خلافت سے علیحدہ رہا۔ اور ہمیشہ عیش ہی رنگ کے بیان سنتا رہا۔ خلافت اور وزارت کے جملہ کاروبار منصور کے ہاتھ مین تھے۔ منصور کے بعد اسکا بیٹا عبد الملک سلطنت کے کاروبار پر مسلط ہوا۔ اور باپ کے قدم بقدم چلا۔ اس کے سات سالہ وزارت مین امن عید اور رات شبرات رہی بدستور غزوات کرتا رہا اور ۳۹۹ہجری مین فوت ہوا۔ جسکی جگہ اسکا بھائی عبد الرحمن کارفرما ہوا۔ ایک دو برس تو باپ اور بھائی کی طرح انتظام سلطنت مین مصروف رہا۔ لیکن آخر عبد الرحمان کو خلافت کی لالچ دامنگیر ہوا۔ اور برائے نام خلیفہ ہشام سے ولی عہدی کا طالب ہوا اور خاندان بنی امیہ کی برائے نام خلافت کا نشان مٹانے لگا۔ اور موجودہ اختیارات پر قانع نہ ہوا۔ بیدست و پا ہشام نے عبد الرحمان کا ولی عہد ہونا منظور کر لیا۔ اور سر دربار مضمون عہد خلافت سنایا گیا۔ جسپر جملہ علما فقہا امرا نے دستخط کر دیے لیکن شاہزادگان بنی امیہ کو سخت ناگوار گزرا۔ اور فساد کھڑا ہو گیا۔ آخر مغرور اور لالچی خود غرض عبد الرحمان جسکو اپنی طاقت و اقبال کے سامنے سپین میں کوئی مد مقابل معلوم نہ ہوتا تھا۔ اور عبد الرحمان داخل کی اولاد کو کمزور و ہیچ سمجھتا تھا۔ انہین کے ہاتھ سے حرص و لالچ کی طفیل جان کھو بیٹھا۔ اور جو اتفاق و اتحاد کا درخت اسکے باپ منصور نے لگایا تھا کاٹ دیا۔ اب عبد الرحمان کے قتل سے دربار مین دو فریق ہو گئے ایک تو خلیفہ عبد الرحمان کی اولاد کے مددگار تھے دوسرے عبد الرحمان مقتول وزیر کے ورثا کے ساتھ تھے جو عبد الرحمان وزیر کے قاتلون سے انتقام لینے کے درپے تھے اسلیے پہلے ہشام معزول اور پھر دوبارہ بحال ہوا اور پھر ۴۰۳ ہجری مین خلیفہ ہشام قتل کیا گیا اور عظیم الشان خاندان بنی امیہ کی خلافت کا نشان روے زمین سے مٹ گیا۔ اور سپین مین فتنہ و فساد پڑ گیا۔ اور جو تلوارین صدیون تک مخالفین اسلام کی گردنیں اڑاتے رہی تھین اب اپنے ہی خلیفہ کا گلا کاٹنے لگین بیس سال کے عرصہ مین ہی طرح متواتر عزل و نصب قتل و قید کا بازار گرم رہا۔ عرب بربر سلیوقین گروہ دربار کے مالک تھے جسکا زور چلتا تھا اور اپنے مذہب کا خلیفہ لا بٹھاتا تھا۔ جو بیچارہ جان عزیز گنوا کر راہی ملک عدم ہوتا تھا۔ ہر ایک خلیفہ کسی نہ کسی زبردست گروہ یا امیر کا دست نگر یا کٹھ پتلی تھا۔ ان واقعات مین جو جو تشدد اور ظلم ان اموی شاہزادون پر ہوا انکے لکھنے سے جگر پاش پاش ہوتا ہے جسطرح کہ بغداد کے خلفا تیغ ظلم سے ہلاک ہوتے رہے یہی حال قرطبہ کے شاہزادون کا تھا۔ ایسی حالت مین جبکہ کوئی زبردست طاقت ملک مین نہ رہی۔ ہر ایک صوبہ خود مختاری کا دم بھرنے لگا۔ بغض و نفاق۔ کاہلی عیاشی چھا گئی اور یہہ حالت کوئی پچاس سال تک رہی اور اس نصف

صدی مین سپین مین کوئی بیس ۲۰ خود مختار ریاستین بن بیٹھین جن مین سے سیوائل - الجیراس - غرناطہ زاراگوزا - صیطلہ - ویلنیا - مرسیا - المیریا کے خاندان زبردست تھے جو ہر ایک دوسرے کی جان کا دشمن تھا عیسائی جنکو منصور نے لڑائی کے قابل نہ چھوڑا تھا۔ اس ضعف صدی مین اپنی طاقت بڑھانے اور مسلمان ریاستون مین تفرقہ اندازی کرتے رہے اور کبھی کبھی دخل در معقولات کر کے حسب پسند چرب نوالہ بھی حاصل کرتے رہے الفونسو شمالی رئیسون کو ساتھ ملا کر معقول جمعیت پیدا کر لی اور طوائف الملوکی کے زمانہ مین مسلمان امرا کو اسپین ہی مین لڑا کر کمزور کرتا رہا اور کئی ایک ضروری قلعہ اور مقام بلا جنگ لیتا رہا۔ جب مسلمانون مین کوئی صورت اتفاق نظر نہ آئی اور خلیفہ اعظم اور منصور جیسے بہادر کشور کشا کے مسلمانان سپین مین پیدا ہونیکی کوئی امید نہ رہی تو عیسائیون نے ۴۵۶ھ ہجری مین پہلا حملہ اسلامی علاقہ پر کیا اور سب سے پہلے مشرقی سپین کی شہر بلنسیہ کو فتح کیا اور پھر شہر برشتر اور سرقسطہ کو فتح کیا اور قتل عام کیا قیدی اسقدر ہوئے کہ ایک ایک عیسائی سردار کو پندرہ پندرہ سو کنواری لڑکیاں غنیمت مین ملین پر جوش غازیون نے کہین کہین دل کھول کر مقابلہ کیا لیکن وہ صرف ہانڈی کا ابال تھا۔ کوئی دیندار سردار یا بادشاہ نہ تھا خود مختار حکام نے اپنے بچاؤ کے لیے عیسائیون سے معاہدے کر رکھے تھے جنکو قومی غداری کا نتیجہ ملجاتا تھا۔ غرضیکہ اسطرح سے مسلمانون کے بہت سے شہر اور صوبے عیسائیون نے چھین لیے یہانتک کہ دار الخلافہ قرطبہ لینے کے لیے قسمین کھانے لگے ملوک طوائف عموماً اذفونش شاہ ٹولیڈو کو خراج دیتے تھے حتی کہ ابن عباد والی قرطبہ بھی اسیطرح خراج گذار تھا۔ اب عیسائیون کی طاقت اسقدر بڑھ گئی اور ملوک طوائف اس قدر کمزور ہو گئے کہ انکی معمولی اطاعت اور خراج گذاری پر عیسائی قانع نہ تھے وہ تو عظیم الشان مسلمانون کے دار الخلافہ قرطبہ کی اینٹ سے اینٹ بجانا چاہتے تھے۔ اس لیے ابن عباد کا مرسلہ خراج واپس کر دیا۔ اور لکھا کہ اگر فلان فلان قلعہ دیدو تو خراج منظور ہو سکتا ہے ورنہ قرطبہ فتح کیا جائے گا۔ اور یہہ مراسلہ ایک ایسے سفیر کے ہاتھہ روانہ کیا کہ جسکی اردل مین پانچ سو سوار تھے گویا ایک خاصہ جنگی ہراول تھا۔ سفیر اس شاہانہ ٹھاٹھ کے ساتھ قرطبہ مین داخل ہوا۔ ابن عباد والی قرطبہ جسکا دل پہلے ہی جلا ہوا تھا زیادہ بھڑک گیا۔ اور اسطرز جابرانہ کو خلاف آداب شاہانہ تصور کر کے بقول "گسنو مغلوب یصول علی الکلاب" تمام اہل سفارت کو مروا ڈالا۔ صرف تین کس زندہ واپس گئے جنہون نے اذفونش کو مطلع کیا۔ اذفونش اگرچہ پہلے ہی محاصرہ قرطبہ کے لیے تیار تھا۔ مگر ابن عباد کی یہہ جراءت دیکھ سمجھ گیا کہ اب مسلمانون نے کروٹ بدلی ہے۔ اس لیے واپس ٹولیڈو کو چلا گیا اور زیادہ اہتمام سے تیاری کرنے لگا۔ ادھر ابن عباد نے بھی ہاتھہ پاؤن مارنے شروع کیے ایسے نازک حالت مین علماء و مشائخ قرطبہ کا دینی جوش بھڑک اٹھا۔ اور سب نے اسبات پر اتفاق کیا کہ سپین کے ملوک طوائف عیاش اور آرام طلب

بے دین بے غیرت ہوگئے ہین مسلمان بھائیون کے برخلاف عیسائیون کی مدد کرتے ہین سپین کا تمام سلامی علاقہ عیسائیون کا خراج گذار ہے اب قرطبہ پر مصیبت نازل ہونیوالی ہے۔ یہی حال رہا تو اسلام سپین چند روز کا مہمان ہے فساد عقیدہ نے اسلامی اخلاص کو دور کر دیا ہے سپین کی سست عمال مسلمانون سے کچھ نہین ہوسکیگا مدد کیلیے افریقہ کے عربون کو بلایا جاوے اور نصف مال دیکر عیسائیون کو ممالک اسلامی سے نکالا جائے قرطبہ کے شیخ الاسلام عبداللہ بن محمد بن ادہم نے کہا کہ افریقہ کے عرب لالچی ہین وہ اسلامی اخوت اور ہمدردی کو نہین جانتے وہ آئین گے تو ہمارے شہرون کو لوٹ لین گے۔ اور عیسائیون سے زیادہ مصیبت برپا کرینگے بہتر ہے کہ امیر المسلمین یوسف بن تاشفین والی مراکو کو مدد کے لیے بلایا جائے جو شریعت حقہ کا پابند اور متعلد صحابہ کرام ہے۔

علماء قرطبہ نے شیخ الاسلام کی اس تجویز کو مان لیا اور سب متفق ہوکر ابن عباد والی قرطبہ کے پاس گئے اور تجویز مذکور پیش کی ابن عباد نے مان لی۔ اور باتحتی شیخ الاسلام چند علماء مراکو روانہ کیے گئے۔

امیر المسلمین یوسف بن تاشفین جو عامل بالشریعت تھا مظلوم مسلمانون کی امداد سے کسطرح انکار کرسکتا تھا امداد دینے کو تیار ہوگیا۔ لیکن قبل اسکے کہ اسکی اسلامی خدمات لکھی جائین امیر المسلمین کی قوم کا حال لکھا جاتا ہے جس سے خلیفہ اول صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے اس قول کی صداقت ہوتی ہے۔ لن یصلح امر اخر ھذہ الامۃ الا بما صلح الاولون اور ہماری کتاب کی علت غائی یہی ہے کہ بغیر اتباع شریعت مثل صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین قومی ترقی و اصلاح محال ہے اور اس قسم کے نظائر تیرہ سو سال گذشتہ مین بارہا امت محمدی مین پیش آچکے ہین جنکا مختصر ذکر کتاب ہذا مین کیا گیا۔ خداوند تعالی ہم مسلمانون کو صراط مستقیم پر قائم رکھے جو قرآن و سنت ہے۔ آمین بہ برکت رسول امین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

قوم مرابطین امیر المسلمین یوسف بن تاشقین

یوسف تاشفین قوم مرابطین سے تھا جو کئی قبائل لمتونہ۔ جدالہ۔ لمطہ۔ وغیرہ پر مشتمل تھی اسکی اصلیت مین مورخین کا اختلاف ہے۔ بقول ابن اثیر انکی نسب سب سے مشہور قبیلہ حمیر سے ملتی ہے جو امیر المومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کے عہد خلافت مین یمن سے بہ نیت غزا شام گئے۔ اور فتوحات ابتدائی مین شامل رہے۔ وہان سے مصر اور پھر موسی ابن نصیر کے ساتھ بلاد مغرب مین پہونچے اور وہان سے طارق فاتح ہسپانیہ کے ساتھ داد جہاد دیتے رہے اسکے بعد بوجوہات چند در چند جنگی کامون سے علیحدگی اختیار کی اور صحرا نشین ہوگئے اور ان سے کئی قبیلے پیدا ہوئے۔

لیکن ابن خلدون اس قوم کو بربر نسل لکہتا ہے۔ جو ابتدائی فاتحان افریقہ کے وقت مسلمان ہوئے لیکن جنگل مین
رہنے سہنے کے سبب عام مسلمانون سے انکا میل ملاپ کم ہوگیا۔ اور صحرانشینی سے احکام اسلام بہول
گئے صرف شہادتین جانتے تہے اور بس۔ اتفاقاً ایک شخص نے اس قوم سے ۴۲۷ھ ہجری مین کسی طرح حج کیا
جہان تمام دنیا کے چیدہ دیندار اشخاص کے افعال و اعمال دیکہکر خیال کیا کہ اسکی قوم کے لاکہون انسان کیسے لایعقل
اور اسلام سے بے بہرہ ہین۔ پس حج کی تلافی نے اپنا زبردست نورانی اثر اس شخص پر ڈالدیا۔ خود بہی شریعت
سے واقفیت پیدا کی اور ایک صالح متقی عالم عبداللہ گزولی نے اسکی قوم کی تربیت کے لیے افریقہ جانا منظور
کیا۔ اور رستہ کی کٹہن مشکلات اوٹہاکر دونون صحب قوم مغرب اقصی مین قوم مذکور کے پاس پہنچ گئے۔
اور شریعت محمدی کی تعلیم دینی شروع کی اور انتظام کے لیے انکا امیر ابوبکر بن عمر مقرر کیا جو قبیلہ لمتونہ مین سے تہا
باہمی اتفاق اور تقلید شریعت سے دن بدن انکے اخلاق و عادات اور جمعیت مین ترقی ہونے لگی۔ آس پاس کے
مفسدون کو پاکر سوس الاقصی اور سجلماسہ تک علاقہ مطیع کرلیا ابوبکر کے انتقال کے بعد اسکا بہتیجا ابوبکر بن ابراہیم
بن عمر جانشین ہوا۔ جو ۴۶۲ھ ہجری مین فوت ہوا اور جملہ قبائل نے متفق ہوکر یوسف بن تاشفین بن عمر اسکے
چچازاد بہائی کو امیر بنالیا۔ جو اتقا و ورع زہد و صلاح شوق غزا ہمدردی اسلام۔ محبت خیرالانام پابندی شریعت
مین صحابہ کرام رض کا زندہ نمونہ تہا۔ اس نے قوم کی ترقی و اقبال کو کمال تک پہنچا دیا اور صحرانشین جاہلون کو
اسلامی خصائل سے آراستہ کردیا اور اسقدر حمایت اسلام کا جوش پیدا کیا کہ اسپین کے مسلمان جو کسی وقت تیز
رو دی زمین مین ممتاز اور اقوام کے محسن و استاد شمار ہوتے تہے آج اس چند روزہ ترقی یافتہ قوم کو اپنا
محافظ و حامی جاننے لگے اور جو قوم قریبا چارسو سال تک وحشت و جہالت کے سبب گمنامی کی حالت مین پڑی
رہی تہی۔ آج محض احکام الہی کی تعمیل اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی مخلصانہ تقلید سے اس قابل ہوگئی
کہ زبردست اور مقتدر سلاطین امویہ اور عباسیہ کی عالیشان یادگارون کو سنبہالکر شوکت اسلام کو قائم رکہین۔ اسپین
کی طرح نہ انمین کوئی فلسفہ دان تہا نہ ہیئت دان نہ کوئی طبیعات کا عالم تہا نہ کیمیائی ترکیبون کا موجد نہ کوئی فاریابی
راگ کا شایق نہ تکلفات مین فائق نہ شاعری مین غلطان نہ مدح سرائی مین ہیجان نہ اسقاط نعم پر شیفتہ نہ عیاشانہ زندگی
پر فریفتہ نہ مذہب سے کراہت نہ شریعت سے نفرت نہ تاویلات کا شوق۔ نہ الحاد و زندقہ کا ذوق بلکہ قرآن نے جو روحانی و
جسمانی ترقی کا سیدہا سادہ شاہراہ "قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ ھُمْ فِیْ صَلٰوتِھِمْ خَاشِعُوْنَ الخ" مین بتلادیا
اسپر عمل تہا۔ زمانہ حال مین جاپان کی پچاس سالہ ترقی کو دیکہکر لوگ عش عش کر رہے ہین لیکن اس قوم کی ترقی
کا زمانہ جاپانیون کے عہد کا چہارم ہے۔ مسلمان جو اندہون کی طرح ترقی کے رستہ ٹٹولتے پہرتے
ہین اور غیر قومون کی چکا چوند روشنی سے اسلامی خزانون کو نظر اٹہاکر نہین دیکہتے اور اسلامی قواعد کو

تنیخ ترمیم کی رائین پیش کرتے ہین انکو یوسف بن تاشفین کی قوم کی ترقی دوازدہ سالہ کی ہسٹری غور سے پڑہنی چاہیے۔ اور مقابل کی درماندہ پست ہمت سپین کی اسلامی آبادی کے اعلی درجہ کی لیاقت علوم وفنون اور تہذیب وتربیت اور فیشن ایبل تمدن پر خیال کرکے موجودہ خیالات کا مقابلہ کرین تو صاف صاف کہل جائیگا۔ کہ خدا تعالے کا فرمان "اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ" بالکل درست ہی۔ قوانین واحکام اسلام کو تا قیام قیامت کوئی انسانی قانون پہنچ نہین سکتا۔ اور جسقدر قوم کی ترقی مذہب اسلام کی صحیح اور پوری پیروی سے ممکن ہے اور کسی تدبیر سے ممکن نہین۔ سیاست اخلاق تدبیر منزل مدن کے مضبوط اور مفید قواعد اسلام نے جو ضع کردیے ہین عمل کرنے کی دیر ہے ترقی ہاتہہ باندہے کہڑی ہے۔ قوم مرابطین نے نہ یورپ سے اخذ کیا نہ امریکہ سے کچہہ لیا۔ اُنپر احسان صرف اسلام اور چند علماے اسلام کا تہا۔

در اصل ترقی تو اخلاقی اور روحانی ترقی ہے جو یوسف بن تاشفین نے فتح زلاقہ کے بعد دکہلادی کہ مال غنیمت مین سے ایک کوڑی نہ لی اور سپین کے مفتوحہ علاقہ مین کوئی پولیٹیکل اثر نگاہ اٹہایا اور جب مسلمانون کی ہل پوکار اور عراق تک کے علمارنے فتوی دیا تو مجبوراً مسلمانون کے فائدہ کے لیے تسلط کیا۔ دوسری ترقی دنیاوی ہے جنکو آج کل ترقی کہا جاتا ہے ان مین بہی یہ قوم بڑہ گئی جنوبی یورپ کی ایک صدی کی جابرانہ سلطنت کی بنیاد ہلادی اور عیسائی بہادران کو جنکو فتح بیت المقدس کی خواہین آرہی نہین اور آخر درست نکین ایک ہی معرکہ مین ہزارہا عیسائی تہ تیغ کرکے اسلامی شمشیر کا لوہا منوا لیا۔ اور اس فتح سے دولت وعظمت کا دریا مراکو مین بہا لیا۔ آور اہل مراکو کو قوم فاتحین مین شامل کرلیا۔ اور جنکی تلوار نے صدیون تک عیسائیون کو کاٹ کر سپین کو پانچسو سال تک سنبہالے رکہا۔

جنگ زلاقہ (سکرالیاس)

جب علماے سپین نے دردانگیز حالات سنائے اور خط معتمد ابن عباد بہی دیا تو غیور امیر المسلمین یوسف بن تاشفین فوراً روانگی سپین کے لیے تیار ہو گیا۔ اور مجاہدین کی فوج جرار لیکر آبناے جبل الطارق عبور کرایا ابن عباد نے بہی اعلان جہاد دیکہا تہا قرطبہ کی فوج کے علاوہ سپین کے دور علاقون کے والنٹیر (مجاہد) بہی جمع ہوگئے تہے۔ اذفونش بہی یہ سنکر جو پہلے ہی تیار بیٹہا تہا۔ فوج کثیر کے ساتہہ طلیطلہ (ٹولیڈو) سے روانہ ہوا۔ چونکہ سپین کے طوائف الملوک کو اپنا لوہا منوا چکا تہا اُس نے سلطان مراکو کو بہی اُسی طرح باتون ہی مین اُڑانا چاہا۔ اور ایک خط تہدید آمیز عربی زبان مین غلو ومبالغہ سے بہرا ہوا روانہ کیا جو مسلمان منشی سے لکہوایا گیا تہا جو محض چند روزہ دنیاوی عزت کے لیے مسلمانون کے برخلاف عیسائیون کا مددگار

تھا اور بہ سبب بے غرضی پست ہمتی بیدینی اسوقت سپین کے سلاطین مین عام تھی جنکا خمیازہ انکو اٹھانا پڑا امیر المسلمین
نے بھی ترکی بترکی جواب دیا۔ اس لڑائی مین یورپ کے اکثر ممالک کے عیسائی اور پادری راہب شامل ہوئے تھے۔
اور صلیبین اٹھائی تھین اور یہہ پہلا صلیبی جنگ شمار ہونا چاہیے یہان سے ناکام یاب ہوکر یورپ کو پوپ روم
نے بیت المقدس پر چھونکدیا اور دے لیا۔ یہہ لڑائی ۴۷۹ھ ہجری کے ماہ رمضان مین موضع زلاقہ علاقہ
بطلیوس و اتمہ عربی اندلس مین ہوئی۔ امیر المسلمین کو کہا گیا تھا کہ ابن عباد نہین لڑے گا اسلیے ابن
عباد کو مقدمۃ الجیش مقرر کیا جس نے شاہ ٹولیڈو کے مقابل پہاڑی پر ڈیرہ جا لگایا۔ اور فوج امیر
المسلمین اس پہاڑی کے پیچھے رہ گئی۔ شاہ ٹولیڈو نے خیال کیا کہ اسلامی فوج صرف اسی قدر ہے جو ابن
عباد کے ساتھ ہے پس اپنے فتح کا یقین کر لیا۔ اور ابن عباد کو تاریخ جنگ مقرر کرنے کے لیے لکھا۔
ابن عباد نے منگل کا دن لکھا جسکو منظور کیا گیا۔ لیکن دہوکہ دیکر پہلے ہی جمعہ کی صبح کو ابن عباد پر ٹوٹ
پڑا اور گھیر لیا۔ مسلمان دھڑا دھڑ گرنے لگے بہادر ابن عباد نے کمال تہور سے مقابلہ کیا اور بے نظیر شجاعت
کا اظہار کیا۔ تلوار کھینچ کر دشمن کے ڈھیر کرنے لگا۔ اُس کے نیچے تین گھوڑے شہید ہوئے اور خود
تلوار و نیزہ کے زخمون سے چور ہو رہا تھا۔ لیکن لڑائی کے سمندر مین نہنگ خونخوار کی طرح بے خوف
خطر تیر رہا تھا۔ امیر المسلمین عین لڑائی کے وقت عیسائی کیمپ پر جا پڑا اور جلا کر راکھ کر دیا اور پھر عیسائی
فوج پر حملہ کیا۔ اسطرح عیسائیون کو درمیان لے کر تہ تیغ کیا۔ اور عیسائی بھاگ نکلے امیر المسلمین یہہ فتح عظیم پاکر
چند روز تک اندلس رہا جب واپس جانے لگا تو علما و مشائخ اندلس نے ملوک طوائف کی بیدینی۔ بدچلنی
عیاشی جور و ظلم نفاق و حسد کی شکایت کی کہ یہہ لوگ مسلمانون کی حفاظت نہین کر سکتے آپ انکو برطرف کرکے
سپین کے اسلامی علاقہ کو خاص اپنے زیر سایہ لے لین گو علما سپین کی یہ درخواست معقول تھی۔
لیکن امیر المسلمین کو اسلامی حیا و شرم مانع ہوئی کہ جہاد فی سبیل اللہ ہو کر غاصب کا شرمناک خطاب حاصل
کرے اسلیے ملوک طوائف کو بزرگانہ طور سے پند و نصائح کین۔ اور منہیات و معاصی کی ارتکاب سے منع
کیا اور پابندی شریعت اور کفار سے لڑنے کی تاکید کی اور انکی امداد کے لیے ایک بہاری فوج سپین مین چھوڑ دی
لیکن چار پانچ سال تک ملوک طوائف نے کوئی جہاد نہ کیا اور بدستور سابق عیش و عشرت اور غیر شرع امور مین ڈوبے
رہے اور کئی ایک ناجائز غیر شرعی ٹیکس لگا دیے امیر المسلمین کے پاس جب شکایات علی التواتر پہنچنے لگین تو اس
دیندار خدا پرست سلطان نے علمائے عراق سے فتوی پوچھا جواب ملا کہ ایسے ملوک سے ملک کا چھیننا شرعا درست ہے
امیر المسلمین اس شرعی حکم کی تعمیل کے لیے ۴۸۴ھ کو ابنائے جبل الطارق سے عبور کر گیا اور چند لڑائیون
کے بعد بعض کو قید اور بعض کو قتل کر کے مراکو بہیجدیا۔ اور سپین کے اکثر صوبجات پر تسلط کر لیا امیر المسلمین

یوسف بن تاشفین سنہ ۵۰۰ھ ہجری مین فوت ہوا اس کے اوصاف حمیدہ سنکر ایشیا کا مشہور فاضل امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ
عراق سے مراکو کو روانہ ہوا تہا۔ مگر رستہ ہی مین خبر وفات سنکر واپس ہوگیا۔ یہ ایسا پاکیزہ نفس و متبع
شریعت تہا کہ جب علما نے کہا کہ ایک خلیفہ بغداد کی خلافت پر امت محمدی کے حصۂ کثیر کا اتفاق ہے اسکی اجازت
بغیر کسی کی امارت صحیح نہین اور فاسد امارت کی حالت مین آپکے احکام اولوالامر منکم کے دائرہ مین نہین آسکتے خلیفہ
بغداد اسوقت گو عضو معطل تہا۔ اور اسکی دوستی اور دشمنی کا کوئی اثر نہ تہا۔ مگر اس زبردست سلطان نے شرعی
فتوی کے سامنے گردن جہکا دی اور ایلچی مستظہر باللہ خلیفہ بغداد کے پاس بہیجکر اظہار اطاعت کیا خلیفہ نے
اسکو مراکو سپین وغیرہ کا والی تسلیم کرکے ناصر الدین امیر المسلمین لقب دیا۔ یوسف بن تاشفین کی وفات کے بعد عیسائیون
نے پہر اجماع کیا اور چونکہ یورپ کے عیسائی اب اسلامی ممالک کے مرکز یعنی شام مین فتح کا ڈنکا بجا چکے تہے اور بیت
المقدس پر نشان فتح گاڑ چکے تہے اب بہادر یوسف بن تاشفین کے مرنے پر پہر سپین کی طرف جہکے اور
اذفونش شاہ ٹولیڈو ۵۰۱ھ ہجری مین لشکر جرار لیکر چڑہ آیا۔ امیر المسلمین علی بن یوسف بن تاشفین بہی
مراکو سے فوج لیکر اندلس مین جا پہونچا۔ سخت جنگ کے بعد عیسائیون کو شکست ہوئی اکثر قتل و قید ہوئے چند
اور لڑائیون کے بعد اذفونش سے بیس سالہ میعادی صلح ہوگئی۔ لیکن کبہی صلح کو قیام ہوا نہ جواب ہوتا۔
جبتک ہی مہدیون کا افریقہ مین غل ہوا جنکا ذکر آگے کیا جائیگا۔ اذفونش خود تو عہدنامہ کے خیال سے مقابل
نہ آیا۔ لیکن ابن رومیر نے تمام سپین کی عیسائی فوجین لیکر علی بن یوسف کو ۵۱۴ھ ہجری مین شکست
دی اسکے بعد علی بن یوسف تو محمد بن تومرت مدعی مہدویت کے جہگڑون مین پہنس گیا۔ اور اسکا بیٹا ابن
رومیر عیسائی بادشاہ سے لڑتا رہا جسمین ابن رومیر مارا گیا۔ عیسائی مورخین کا یہہ خیال غلط ہے کہ علی بن یوسف
کے خاندان پر ہسپانیہ کے زنانہ مزاج عیش پسند مسلمانون کا اثر پڑا اور اسقدر جلد تباہ ہوئی ہان کچہ نہ کچہ
ضرور اثر پڑا ہوگا۔ لیکن بربادی کا موجب ظہور مہدی تہا۔ جو یوسف بن تاشفین کے خاندان کی نسبت البتہ زیادہ
گرمجوش سادہ مزاج پابند شرع معلوم ہوتا تہا۔ اور سلاطین مراکو اب جاہ و جلال برخلاف زمانہ ماضی رکہتے تہے یوسف
بن تاشفین کی طرح ان مین ایسی عادات کم تہین جو عام مسلمانون کے دلون کو کشش کرسکین اسکو متعصب عیسائی مورخ
ملاؤن کی کارروائی سے منسوب کرتا ہے گویہ ناول نویس مورخ عبارت کی چستی اور منشیانہ طرز تحریر سے ناظرون کو
دہوکے مین ڈالدیتے ہین مگر یہ انکی ایک پولیٹکل چال ہے جس سے وہ اس مفید مذہبی گروہ کی محبت اور عظمت کو
سادہ لوح ناظرین کے دلون سے اٹہاکر اسلام کو کمزور کرلیتے ہین ورنہ قوم مرابطین کی ترقی کا ذریعہ
اور یوسف بن تاشفین کی عظمت و شوکت کا وسیلہ ہی علما رہے ہین جس کے سبب سے مختلف قبیلون
نے یوسف بن تاشفین کے ہاتہ بیعت کی اور یوسف کو سلطان مغرب بنادیا یہی علما مقتدر ہین جنہون نے

زمانہ حال میں ایران میں ترقی کا سنگ بنیاد رکہا ہے اور خود مختار سلطنت کو پارلیمنٹری حکومت سے بدل کر نسل عہد خلافت راشدہ پابند شوری کر دیا ہے۔ اور افغانستان کی رگ حمیت کو مضبوط کیا ہوا ہے جن ملکوں میں یہ گروہ وقعت کہو چکا ہے وہاں اسلام واقعی اسلام نہیں بلکہ ایک بہروپ سوانگ نظر آرہا ہے اور یہہ بہروپئے مسلمان کبہی بہی اصول اسلام کے پابند نہیں ہوسکین گے۔ اور نہ کبہی نور اسلام سے مستفید ہونگے خدا تعالی اپنے فضل وکرم سے صراط مستقیم دکہائے۔

محمد بن تومرت (مہدی) بانی سلطنت موحدین

اس شخص کا حال اس خیال سے لکہا جاتا ہے کہ ناظرین پر یہہ بات کہل جائے کہ مہدی موعود کے عقیدہ نے کسقدر لوگوں کو مہدی منتظر کے دعوی پر آمادہ کیا ہے گو وہ کاذب تہا۔ لیکن اسکو کس حد تک کامیابی ہوگئی بانی خاندان اسمعیلیہ عبید اللہ (مہدی) کا حال لکہا جاچکا ہے کہ کس قدر عظیم الشان سلطنت اسمعیلیہ مصر کا موجد ہوا حسن بن صباح نے کیسی خوفناک سلطنت قایم کی اور یہی حال اس محمد بن تومرت کا تہا۔ اس لیے اگر کوئی خبطی چند سال کامیابی بہی حاصل کرے اور چند ہزار یا چند لاکہہ مریدیا تابع نہ تسلط بہی پیدا کرلے تو بہی سکی صداقت کی دلیل نہیں ہوسکتی اور نہ وہ مہدی بن سکتا ہے ایسے کئی مہدی بن چکے ہیں یہہ محمد بن تومرت جبل سوس کا رہنے والا شریف علوی حسنی کہلاتا تہا۔ ملک مغرب میں تعلیم پائی اور پہر مشرق کو چلا گیا۔ اور علماء عراق سے بہت کچہ علمی استفادہ حاصل کیا۔ بقول بعض امام غزالی کا بہی شاگرد تہا۔ عابد زاہد قانع صوم وصلوۃ کا نہایت پابند تہا۔ اسکو ایسی خوابین آنے لگین کہ جسکی تعبیر کی گئی کہ محمد مذکور صلاح امت کرے گا۔ پہلے پہل تو امر معروف اور نہی عن المنکر کرتا رہا۔ علوم پڑہاتا اور شاگردون کی تعداد بڑہاتا رہا جنمین بڑے بڑے جید عالم مثل عبد المومن بن علی الکربی القیسی ما ابو حفص عمر بن یحیی اور عبد اللہ ابو تسربسی جیسے فاضل بہی شامل تہے عبد اللہ ایک متبحر عالم۔ اور زبردست فاضل تہا۔ اسکو کہا گیا۔ کہ اپنی علمیت کو ظاہر نکرے جبتک کہ بطور معجزہ اظہار کی ضرورت نہ پڑے یہہ شخص کمال درجے کا مستقل مزاج تہا سوائے شیخ کے کسی سے بات چیت نکرتا تہا اسکو لوگ بیعلم گنگ بلکہ پاگل جانتے تہے۔

محمد بن تومرت نے ان تمام باتون کو بخوبی ذہن نشین کر لیا تہا کہ جن سے عوام کے عقیدت وارادت بڑہتی ہے ایک زبردست عالم کے لیے جو علوی حسینی بہی ہو اور زیور صلاحیت سے بہی آراستہ ہو عام قبولیت کا پیدا کرلینا کچہ مشکل نہیں۔ اور جب کرامات وخرق عادات ایک انسانی تدبیر اور چند مخلص اور مدبر رفقا کی تائید کا نتیجہ خیال کیا گیا ہو تو ایسے شخص کے لیے عوام کالانعام کے پہانسنے کے لیے میدان وسیع ہوتا ہے

اون تاویلات کی رکیک دلائل سے اپنے خود غرضانہ دعاوی کی تائید کر سکتا ہے محمد تومرت دلکش اقوال وافعال
سے مریدون کی تعداد بڑہاتا رہا جب اپنی صداقت وصلاحیت کا سکہ بٹہلا چکا۔ تو مراکو پہنچا عورتون کو خچرون
پر سوار کہلے منہ آتے جاتے دیکہا جو اس ملک کا عام دستور تہا۔ محمد بن تومرت کو یہہ بات خلاف شرع
معلوم ہوئی خچرون کو مار کر ہنکا دیا ایک عورت گر پڑی جو امیر المسلمین کی لڑکی تہی اسلیے دربار سلطانی
مین حاضر کیا گیا۔ علماے مراکو کو مباحثہ مین مغلوب کیا۔ اور دربار مین ایسی پر زور وعظ کی کہ امیر المسلمین
علی بن یوسف زار زار رونے لگا۔ مالک بن وہیب مآل اندیش زیرک وزیر تہا۔ اُسنے امیر المسلمین
سے عرض کی کہ یہہ شخص انقلاب پسند ہے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے بہانہ سے ملکی اقتدار حاصل کرنا
چاہتا ہے۔ اُسکو قتل یا قید کرنا مناسب ہے۔ مگر بعض وزرا نے تردید کی اور کہا کہ جس مجلس مین اُسکو
قتل یا قید کا حکم دینا شاہانہ استقلال کے برخلاف ہے ایک تنگدست فقیر سے خوف زدہ ہونا آپ
جیسے امیر المسلمین کی شان کے برخلاف ہے بے سمجہ وزرا کا یہ جادو اثر کر گیا۔ اور محمد بن تومرت
کو عزت کے ساتہہ رخصت کیا۔ بلکہ اُس سے دُعاے خیر طلب کی دربار سے نکلتے ہی رفقا کو
کہا کہ مالک بن وہیب کی موجودگی مین تمہارے لیے مراکو کا قیام خطرناک ہے۔ یہ سنکر سفر کیے وہان سے اغمات
اور پہر ایک دشوار گذار پہاڑ جبل تنمل پر ڈیرہ جا جمائے اور جو جنگجو اور جاہل اقوام کا مسکن اور سوس
کے متصل تہا یہہ واقعہ ۵۱۴ھ ہجری المقدس کا ہے۔

یہان پر وہ لوگون کو وعظ سناتا اور شرائع اسلام بتاتا اور موجودہ دول کی اطاعت خلاف شرع ظاہر
کرتا اون سے جنگ وجدل کرنے کی ہدایت کرتا رہا۔ خود سادہ اور نہایت کم قیمت پوشاک پہنتا ایک چپاتی
اور تہوڑے سے روغن زیتون پر گذارہ کرتا۔ عموماً صائم رہتا اسقدر زہد وورع اور حمایت شرع کا جوش
دیکہکر خلق کثیر اوس کے ساتہہ ہو گئی جنکا نام موحدین رکہا اور بعض روایات کے حوالہ سے کہدیا کہ مہدی موعود
مغرب اقصی یعنی ملک مراکو مین ظاہر ہوتا ہے چونکہ سید حسینی محمد نام اور مدعی صلاح تہا دس مرید کہڑے
ہو گئے جنمین سے پہلا شخص عبد المومن تہا انہون نے کہا کہ نشان مہدویت آپ کی ذات مین پائی جاتے
ہین اسلیے مہدی منتظر آپ ہی ہین اور امام مہدی کا خطاب دیکر بیعت عامہ کی گئی۔

اب امیر المسلمین کی بہی آنکہین کہلین اور اپنی غفلت اور سہل انگاری پر پچہتایا۔ فوجین روانہ کین۔ مہدی مذکور نے
فتح وظفر کی پیشینگوئی اور الہامی دعوون سے فوج کا دل بڑہا دیا جسنے شاہی فوجون کو ایسی شکست دی۔ کہ
وردیون تک بہی اتار لیا اس نتیجہ سے اُسکی مہدویت کا موحدین کو اور زیادہ یقین ہوگیا۔ اور شمالی افریقہ
کے ہر ایک حصہ سے جوق جوق لوگ آکر اُسکی بیعت کرنے لگے۔ اور ایک کتاب مرشد نام توحید مین اور

ایک کتاب عقاید مین تصنیف کی۔
لوگون کی ارادت بڑہانے کے لیے عبداللہ کو کہا کہ اب موقع آپہونچا ہے اپنی علمیت و نطق کو ظاہر کرو اور اُسکو چال بتادی
لیکن مہدی مذکور صبح کی نماز کے لیے مسجد مین آگیا۔ دیکھا کہ ایک شخص عمدہ پوشاک پہنے ہوئے محراب مسجد مین بیٹھا ہی
پوچھا تم کون ہو جواب ملا کہ مین عبداللہ ابو نشر یسی ہون مہدی نے کہا کہ تم تو بات چیت کرنے سے عاری تھے۔ اب
کسطرح بولنے لگے اُس نے کہا کہ آج رات کو آسمان سے فرشتہ آیا اور میرے قلب کو دھویا اور مجھکو قرآن اور
موطا پڑہایا مہدی اور حاضرین یہ سُنکر زار زار رونے لگے اور امتحان لینے لگے۔ عبداللہ نے قرآن نہایت
فصاحت سے پڑہا اور مدلل تفسیر کی اور اسیطرح موطا اور مسائل فقہی کے امتحان مین پورا نکلا۔ لوگ جو عبداللہ کو گنگ
ابکم جاہل جانتے تھے حیران ہوگئے اور اُسکو مہدی مذکور کی کرامت کا اثر مان گئے اور اُسکو مہدی علیہ السلام پکارنے
لگے۔ جب دیکھا کہ لوگ اُس کے ارشاد کی تعمیل کو باعث نجات و فلاح جاننے لگے ہین تو اُس علاقہ کے فہمیدہ اور چیدہ
اشخاص جو مہدی کی چالاکیون کو سمجھنے کے قابل پائے اور ان نوجوانون کو اس شخص سے علیحدہ رہنے کی ہدایت
کرتے تھے انکی ایک فہرست لکھی گئی۔ اور مشہور کیا۔ کہ عبداللہ ابو نشر یسی کو ایسا نور معرفت بخشا گیا ہے
جس سے وہ جنتی اور دوزخی مین امتیاز کر سکتا ہے اور مجھکو خدا نے اہل دوزخ کے مارنے اور اہل جنت کو چھوڑنے
کا حکم دیا ہے۔ اور مجھکو الہام ہوا ہے کہ فلان کنوئین مین خدا تعالی نے ملائک اور تارے ہین جو عبداللہ کے قول
کی تائید کرینگے۔ اور اس مطلب کے لیے اُس کنوئین مین اپنے تین رازدار مرید بٹھا دیے۔ مہدی لوگون
کے ہمراہ کنوئین پر گیا اور دو رکعت نفل ادا کیے اور پہر نہایت خشوع و خضوع سے دعا مانگ کر کہنے لگا کہ یا
ملائکہ اللہ عبداللہ ابو نشیر یسی کہتا ہے کہ مین دوزخیون اور بہشتیون کو پہچان سکتا ہون کنوئین کے اندر
سے آواز آئی کہ عبداللہ سچ کہتا ہے لوگون کا اعتقاد اور زیادہ بڑہ گیا۔ مہدی نے اس خیال سے
کہ کنوئین والے شخص اگر زندہ رہے تو شاید راز افشا نہوجائے کہا کہ اس چاہ مین ملائک کا نزول ہوا ہے
اگر کھلا رہا تو اُس مین پلید و ناپاک اشیا کے گرنے کا احتمال ہے بہتر ہے کہ اس چاہ کو مٹی سے بند
کر دیا جائے چنانچہ کنوان بند کیا گیا۔ اور وہ تینون شخص ہلاک ہوگئے۔ مریدان صادق الاعتقاد کا
اسطرح سے جان دینا کوئی عجب نہین حسن بن صباح بانی مذہب ملاحدہ اور شاہ اسمٰعیل صفوی کے رفقا
کے کارنامے تاریخون مین درج ہین۔

مہدی نے اسکے بعد تمام باشندگان کوہستان کو طلب کیا۔ جب سب حاضر ہوچکے تو عبداللہ ابو نشر یسی نے جس کے
پاس مخالفان مہدی کی فہرست موجود تھی۔ جاہل جوان خوش اعتقاد اشخاص کو جنتی بتلا کر داہنی جانب۔
(اصحاب المیمنہ) کو دیا اور دیگر اشخاص سے ملنے نہ دیا۔ اور اشخاص مندرجہ فہرست مخالفان مہدی کو دوزخی

مبتلا کر قتل کر دیا اور بقول ابن اثیر ستر ہزار مسلمان تہ تیغ کیے گئے جس تجویز سے اس شخص نے مخالفون سے ملک کو صاف
کیا کبھی کسی کو یہہ تجویز نہین سوجھی اب جسقدر باقی رہے وہ اُس کے سچے خادم اور جان فروش تھے اور ایسے پر
جوش مریدون کا لشکر جرار لے کر امیر المسلمین علی والی مراکو سے لڑنے چلا اس فوج کا سر عسکر عبدالمومن تھا مراکو
کی شاہی فوج سے ۵۲۴ھ ہجری تک کئی لڑائیان ہوتی رہین جنمین اکثر موحدین غالب رہے اسی اثنا مین مہدی
مذکور بیمار ہو کر مر گیا۔ اور عبدالمومن کو اپنا خلیفہ مقرر کر گیا جسنے متواتر لڑائیون سے سلطنت مرابطین کو نابود
کر دیا اور تمام مغرب کا سلطان اور سلطنت موحدین کا پہلا بادشاہ ہوا جس خاندان کی حکومت ۵۲ اسال
۶۶۵ھ ہجری تک رہی۔

نفح الطیب مین لکھا ہے کہ سلطنت موحدین عظیم الشان اسلامی سلطنت تھی۔ اور مسلک خلفائے راشدین پر
چلتے تھے۔ اور محمد بن تومرت کا سکہ چلاتے و خطبہ پڑھتے تھے۔ واقعی یہہ قیاس درست معلوم ہوتا ہے محمد
بن تومرت کے دعوی مہدویت اور ترقی کے وسائل غدر آمیز کو اگر قطع نظر کیا جائے تو سلطنت موحدین کی دیگر واقعات
حمایت اسلام مین بہی سلاطین موحدین کی اسلامی عظمت تسلیم کرنی پر مجبور کرتے ہین سپین کو کوئی مستقل
فایدہ نہ پہونچا جسکے وجوہات آگے بیان کیے جائینگے لیکن جنگی فتوحات سپین اور افریقہ سے عیسائیون کے نکالنے
کا بہت بڑا کام نکلا۔ جو عبدالمومن کی سچی اخوت اور حمیت اسلام کا کامل ثبوت ہے محمد بن تومرت خواہ مہدی
منتظر نہ ہوا اور اُس نے کوئی حقیقی اصلاح بہی نہ کی ہو۔ لیکن اس مین شک نہین کہ جس جوش عملی کے ذریعہ خاندان
مرابطین نے سلطنت حاصل کی اور جنگ کفار مین نام پیدا کیا تہا۔ وہ جوش مسلمین سپین کی بری صحبت
پاکر سلطنت سے کم ہو گیا تہا۔ چنانچہ ۵۱۴ھ ہجری مین امیر المسلمین علی بن یوسف بن تاشفین سپین کے
عیسائیون سے شکست کہا چکا تہا۔ گو اس شکست کا باعث انہین موحدین کی سرکشانہ بغاوتین تہین اور اس
وجہ سے بے دل جمعی سے علی والی مراکو عیسائیون سے لڑ نہ سکا بلکہ سپین مین خود آ ہی نہ سکا۔ اُسکا بیٹا بہی غیر
مفید لڑائیان کرتا رہا۔

مگر بااینہمہ محمد بن تومرت نے ایک جدید سلطنت کی بنیاد دے جسکو ساتھہ زیادہ تر رابطہ روحانی تہا اس عملی
جوش کو قائم ہی نہین رکہا بلکہ اپنے دعوی مہدویت اور سنجیدہ افعال و حرکات سے اور زیادہ پر جوش بنا دیا
اسلیے اگر بجائے مہدی کے اسکو شیخ طریقت کہا جاتا تو نہایت موزون ہوتا۔ ضرور اس کے فریب آمیز حرکات
اسکو کسی مقدسانہ خطاب کے لائق نہین چہوڑتے اور کہنا پڑتا ہے کہ بعد کی نسلون مین اس فریبانہ پالیسی کو محمد
بن تومرت کی کامیابیون نے زیادہ فروغ دیا۔ اور حقیقی امامت و کرامت کو مخدوش کر دیا چالاک خبطیون نے
مذہب کو ایک آلہ جلب منافع بنا لیا ہے اُس کی کوئی تصنیف نہین دیکھی اسلیے اُس کے عقیدہ کی نسبت ہم کچھہ نہین

کہہ سکتے بہر حال اُس نے اسلام کی یہہ خدمت ضرور کی کہ مسلمانون کو سرفروش بنایا اور پُر جوش سپاہیون کی طرح
رٹا باسی گال سے لیکر کوہ پرنیز تک اور بحیرہ رُتیانوس سے لیکر بحیرہ شام تک تمام مسلمانون نے سر اطاعت
جہکایا اور یہی امر اسبات پر دلالت کرتا ہے کہ محمد بن تومرت کے جانشین عام مسلمانون کے عقائد کی برخلاف نہ
تھے اور اگر کوئی جزوی اختلاف رکھتے تھے تو چندان متعصب نہ تھے ۔ محمد بن تومرت کو مہدی منتظر جانتے یہی بڑا
اختلاف تہا ۔ جو عام مسلمانون کو بُرا معلوم ہوتا ہوگا اور سلطنت موحدین کے زوال کا یہی ایک سبب
ہوا ۔

عبد المومن بانی سلطنت موحدین

عبد المومن نے سنہ ۵۴۱ ہجری تک مراکو کے علاقہ کو صاف کر لیا ۔ خاندان مرابطین کے متعلقین کچھ
مارے گئے اور کچھ مطیع ہو گئے ہسپانیہ مین پھر طوائف الملوکی کا دورہ ہو گیا اور قومی اور ملکی فوائد کی
جگہہ ذاتیات کو ترجیح دینے لگے ۔ غیر مفید علوم کے ورق گردانی سے الجنۃ تحت ظلال السیف پر تو وہ اعتقاد
صادق رہا نہ تہا ۔ جو پُر جوش طارق بن زیاد وغیرہ فاتحان سپین مین ہوتا تہا ۔ دو صدیون سے افتراق
و نفاق کی مہلک مرض سپین پر چہائی ہوئی تہی حقیقی اتقاء و ورع سے محروم ہو چکے تہے عیاشی تن پرستی
مین محو تہے ۔ اس لیے وہ اس قابل نہ رہے تہے کہ اپنی حفاظت آپ کر سکین امیر المسلمین یوسف بن تاشفین نے عیسائی
دست برد سے بچایا مگر سپین کے ملوک و امراء نہ سمجہے یوسف بن تاشفین کی آنکہین بند ہوتے ہی اس کے خاندان
پر زوال آگیا ۔ اور سپین عیسائیون کا شکارگاہ بن گیا ۔ جس شہر یا علاقہ کو چاہتے شکار کر لیتے اور مسلمان احکام
اسلامی و وقار کہو کر عیسائی گورنمنٹ کو اپنے استحکام کا باعث جانکر اسلامی جہتہ سے علیحدگی اختیار کر لیتے
بلکہ بعض دنیا پرست تو مسلمانون کے برخلاف تلوار اٹہا کر ـ مَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِيْهَا
وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَلَعَنَهُمْ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا کے مصداق بنتے ایسی حالت مین پہر سپین
کے دور اندیش علماء اور دیندار مسلمانون نے دیکہا کہ ملک ہاتہہ سے جاتا ہے سپین مین کوئی اولوالعزم پُر
جوش نظر نہین آتا ۔ جو مسلمانون کی عام سرپرستی کر سکے اور عیسائیون کی دست برد سے بچا سکے انکی نگاہ
جدید سلطنت موحدین پر پڑی ۔ اور عبد المومن کے پاس معزز علما کی سفارت بہیج کر درخواست امداد کی عبد
المومن نے اس موقعہ کو غنیمت سمجہا اور لشکر جرار فوراً سپین مین اتار دیا پہلے پہل تو ملوک طوائف سے
ہی مقابلہ پڑا جنکو پُر جوش موحدین کے سامنے ہارنا پڑا اور اسیطرح عبد المومن کے چند سال ضائع ہو گئے
اور عیسائیون نے میدان خالی پاکر سنہ ۵۴۲ ہجری مین شہر مریہ پر تسلط ۔ علاقہ جیان اور سنہ ۵۴۳ ہجری

مین طرطوشہ مین اور اس کے تمام قلعہ اور لاردہ اور آفراغہ فتح کر لیے اور مسلمانون کے خون کی ندیان بہا دین اور اسلامی تسلط کا نام و نشان مٹا دیا۔ ۵۴۵ ہجری مین اذفونش شاہ ٹولیڈو نے چالیس ہزار سوار لیکر قرطبہ دار الخلافہ اسلام کا محاصرہ کر لیا۔ یہہ وہی قرطبہ تہا کہ جس سے لاکھون جانباز نکلتے تہے اور جسکی ہیبت سے عام یورپ کانپتا تہا یا اب یہہ حالت ہوئی کہ دشمن کہلے بندون منہ اٹہائے چلا آیا۔ اور قرطبہ کو صرف اپنی ہی لوہا لاٹہہ فصیل پر سہارا کرنا پڑا۔ اور سپین مین کوئی ایسا نظر نہ آتا تہا کہ کوئی اُسکو اذفونش کی شمشیر خارا شگاف سے بچا سکے ایسی حالت مایوسی مین عبد المومن نے ابا ذکریا یحیے بن یرموز کو قرطبہ کے بچانے کے لیے روانہ کیا۔ لیکن اذفونش نے تمام رستہ روک رکہے تہے مگر ابن یرموز نے پہاڑون مین سے گذر کر قرطبہ کا متصلہ پہاڑ پر ڈیرہ جا لگایا اذفونش قرطبہ کا محاصرہ چہوڑ کر ابن یرموز کے مقابلہ کو چلا۔ قرطبہ کے بہادر جنرل ایوب عمر سائب نے ابن یرموز کو قلعہ مین داخل کر لیا۔ اور اذفونش مایوس ہو کر چلا گیا۔ یہہ قرطبہ کا پہلا محاصرہ ہے جو تین ماہ تک رہا۔ اب عیسائیون نے مسلمان سردارون کو موحدین کے برخلاف بہڑکانا شروع کیا۔ نادان ملوک طوائف عیسائی چال مین آگئے اور عبد المومن سے لڑنے لگے عیسائی مدد کے بہانہ سے دخل در معقول دیگر مسلمانون مین کامل نفاق کا بیج بونے لگے۔ مشرقی سپین کے حاکم ابن مردنیش کی مدد پر دس ہزار سوار روانہ کیے لیکن شکست کہائی اور تین ماہ کے محاصرہ کے بعد شہر قریہ موحدین نے لے لیا۔ قحط اور دیگر مشکلات نے موحدین کو کوئی اعلی پیمانہ پر کارروائی نہ کرنے دی۔ لیکن آیندہ عبد المومن کے بیٹے ابو سعید نے بہت کچھ پہرتی دکہائی۔ شہر غرناطہ وہان کے حاکم میمون بن بدالملتونی نے عبد المومن کو دیدیا اور عیسائی امیدون کو ملادیا۔ اور بہی کئی شہرون کے مآل اندیش مسلمان حکام نے عبد المومن کی اطاعت اختیار کر کے اسلامی جمعیت کو بڑہا دیا۔ لیکن امیر ابراہیم اور اس کے داماد ابن مردنیش سے لڑائی ہوتی رہی جسمین پہلے تو موحدین کو شکست اور پہر فتح ہوئی۔

عبد المومن کے عہد کا بہت بڑا کارنامہ فتح مہدیہ واقعہ طرابلس ہے۔ یہہ ایک بہت بڑا شہر تہا۔ سنہ ۳۲۰ ہجری عبید اللہ المہدی بانی سلطنت اسمعیلیہ مصر نے آباد کیا تہا۔ اور عظیم الشان جنگی مرکز تصور ہوتا تہا عیسائیون کا زور دیکہکر مہدیہ کا والی حسن بن علی مراکو مین عبد المومن کے پاس چلا گیا تہا۔ جسکا ذکر اس سے پہلے لکہا گیا ہے۔

عبد المومن افریقیہ کے درد انگیز اور مہدیہ کی تباہی کا حال سُنکر زار زار رونے لگا تہا۔ اور متواتر تین سال تک چڑہائی کی تیاری کرتا رہا۔ سنہ ۵۵۴ ہجری مین ایک لاکہہ فوج لے کر بذریعہ جہازات روانہ ہوا اور ٹونس کو فتح کرتا ہوا آویلہ متصل مہدیہ جا اترا اور ایسے مضبوط شہر کے محاصرہ کو فضول جانکر دیگر امصار و اتحد طرابلس

کو فتح کرنا شروع کیا۔ شاہ سسلی نے ۱۵۰ - ایک سو پچاس جہازات کا بیڑا روانہ کیا۔ اسلامی بیڑہ سے سخت لڑائی
ہوئی مسلمان فتح یاب ہوئے اور سات جہاز عیسایون نے گرفتار کر لیے مہدیہ والے چھ ماہ کے بعد امان لے
کر شہر سے نکل گئے جو سب کے سب سمندر مین ڈوب گئے اور شاہ سسلی کی اس کینہ حرکت کا منتقم حقیقی نے انتقام
لے لیا جو عبد المومن کی فتوحات کے گھبیانہ ہو کر سلطان ر عایا سسلی پر قتل و غارت کا نزلہ گرا یا گیا تھا۔ ۵۵۵ھ ہجری مین عبد
المومن مہدیہ مین داخل ہوا اور بیس دن کے قیام کے بعد مہدیہ کے قدیم امرا الی حسن بن علی کو حکومت دیکر مراکو چلا گیا۔ اور
۵۵۸ھ مین مرگیا۔ اُسکا بیٹا محمد جانشین ہوا جو جلدی ہی معزول کیا گیا۔ اور پھر دوسرا بیٹا یوسف امیر المومنین
ہوا جو بقول ابن خلکان عالم جلیل فاضل نبیل کامل ادیب مورخ قاری اور قرآن مجید اور صحیح بخاری کا حافظ تھا۔

یوسف بن عبد المومن

عبد المومن بھی عیسایون کو افریقہ سے نکال چکا تھا۔ مگر یوسف بن عبد المومن نے تو افریقہ کو بالکل ہی صاف
کر دیا۔ اور حدود مصر سے لیکر سپین تک کامل تسلط جما لیا جب افریقہ کا قرار واقعی انتظام کر چکا تو ایک لاکھ سوار
جرار لیکر ہسپانیہ مین داخل ہوا اور تمام ان شہرون کو یکے بعد دیگر عیسایون سے فتح کرنے لگا۔ جو کبھی مسلمانون
سے لیے گئے تھے عیسایون نے کئی جگہہ جم کر مقابلہ کیا۔ مگر جوش موحدین کے سامنے کہین بھی لڑ نہ سکے اور شکست
کھاتے کھاتے نوبت باینجا رسید کر سوائے دار السلطنت ٹولیڈو کی سنگین دیوارون کی کوئی ماموں و محفوظ جگہہ مل سکی
اور بہادران مراکو کے آگے محصوری کے سوا کوئی چارہ چل سکے استحکامات شہر نے غازیان اسلام کو بہت کچھ روکا اور کئی
ماہ تک محاصرہ رہا یہہ وہ زمانہ تھا جبکہ شاہان یورپ سلطان نورالدین سے ملک شام مین شکست پاکر اور طرف مدد دینے
کے قابل نہ رہے تھے۔ لیکن اولو العزم سلطان یوسف نے اس عرصہ مین دیگر امصار و بلاد مقبوضہ اذفونش کی فتح و غارت
سے دار السلطنت ٹولیڈو کے بازو کاٹ دیے اور عیسائی طاقت کو زائل کر دیا۔ اب اذفونش کو سپاہ و رسد وغیرہ
کی کمی ستانے لگی۔ اور سلطان یوسف کی بہادرانہ عزم بالجزم اور مجاہدانہ جوش نے حواس باختہ کر دیا صلح کی درخواست
کی جو اذفونش کے ظالمانہ حرکات کے خیال سے نامنظور کی گئی۔ شہر مین پانی نرہا تھا لوگ پیاس سے مرے جاتے تھے
کئی راتون کی متواتر گریہ وزاری سے اُس ذات باری تعالی نے جسکے خزانہ رحمت سے مومن و مشرک گبر و ترسا دوست
و دشمن وظیفہ خوار مین باران رحمت کو نازل کیا جس سے شہر کے حوض اور تالاب بھر گئے اور محصورین کے حوصلہ بڑھ گئے
یوسف نے اسکو آسمانی امداد جانکر ضعیف الاعتقادی سے سات سالہ میعادی صلح کر لی ۵۶۵ھ ہجری مین ابن مردنیش
مسلمان حاکم مشرقی سپین اور عیسایون نے ملکر سلطان یوسف کا مقابلہ کیا۔ ایک دو شکستون مین ہی عیسائی
تو علیحدہ ہو گئے اور ابن مردنیش کو موت کے منہ چھوڑ گئے جس کی سزا مین ابن مردنیش کا ملک تہ و بالا ہو گیا اور

فوج کثیر ضائع ہوئی ۵۶۶ھ ہجری مین ابن مردنیش مرگیا اولاد کو وصیت کر گیا ۔ کہ عیسایون کی دوستی کا اعتبار نکرین اور سلطان یوسف کی اطاعت کرلین چنانچہ اظہار اطاعت پر سلطان یوسف نے کمال عزت کی اور تمام انکا موروثی علاقہ انہیں کے پاس رہنے دیا اور استحکام رابطہ کیلیے ابن مردنیش کی بیٹی سے شادی بہی کر لی ۵۷۶ھ مین شاہ سسلی نے دس سالہ صلح کی اور ۵۸۰ھ مین مغربی سپین پر حملہ کیا وہین شنترین مین بیمار ہو کر ماہ ربیع الاول ۵۸۰ھ ہجری مین فوت ہوا ۔ اور جبل تمل واقعہ مراکو پر مہدی اور عبدالمومن کے پہلو مین دفن کیا گیا ۔

یعقوب بن یوسف

یعقوب شریعت محمدی کا نہایت پابند تہا ۔ علما کی قدر کرتا اور انکے مشورے پر چلتا حدود شرعی کو اپنے ملک مین خوب جاری کیا جس سے اسکی سلطنت زیادہ ہردل عزیز ہوگئی ۵۸۶ھ ہجری مین سپین کے عیسایون کو شکست دیکر چند شہر فتح کر لیے ۔ شاہ ٹولیڈو جمع آوری فوج کے لیے وقت نکالنا چاہتا تہا اس لیے ۵ سال کے لیے صلح کرلی بڑی وجہ یہہ تہی کہ اسوقت تمام یورپ شام مین سلطان صلاح الدین سے زک اٹہا رہا تہا اور شاہ ٹولیڈو کو کہین سے مدد کی امید نہ تہی ۔ مگر جون ہی فراہمی فوج کر چکا ۔ اور یعقوب بہی مراکو پہونچ چکا ۔ اسلامی علاقہ کو لوٹنا اور مسلمانون کو قتل اور عورتون بچون کو قید کرنا شروع کیا سلطان یعقوب یہہ عہد شکنی سنکر جل گیا فوج کثیر جمع کی ۔ مگر عین روانگی کے وقت یعقوب ایسا بیمار ہوا کہ شاہی طبیب بہی مایوس ہو گئے اب افریقہ کے عرب اور بربر جو موقعہ طلب و انقلاب پسند طبائع رکہتے تہے تاخت و تاراج کرنے لگے شاہی فوجین تو بہی بغاوت فرو کرتی رہین اور شاہ ٹولیڈو خوب دل کہولکر سپین پر ہاتھ صاف کرتا رہا ۔ اور یہان تک حوصلہ بڑہا کہ سلطان یعقوب کو تہدید آمیز خط لکہا اور طعن و طنز دیکر علانیہ پیغام جنگ دیا ۔ بہادر یعقوب فوراً فوج کثیر لیکر سپین پہنچگیا ۔ عیسائیون نے دور دور سے ممالک یورپ سے فوجین منگوائین تہین یہہ وہی زمانہ تہا کہ عیسائی صلاحی شمشیر سے خوف زدہ ہو کر بیت المقدس کی آرزوئے فتح کو خواب و خیال سمجہہ چکے تہے اور صرف سپین کو ہی انتقام لینے کا میدان جانتے تہے ۔

ارک کا جنگ عظیم

دونون فوجون کا مقابلہ قرطبہ کے شمال موضع ارک مین ۹ شعبان ۵۹۱ھ ہجری کو ہوا ۔ عیسایون کے جوشیلے حملے اور مسلمانون کے متہورانہ مقابلہ کے سبب سے مسلمان بہ تعداد کثیر شہید ہوئے اور بہاگ نکلے مگر سلطان یعقوب و مشائخ موحدین کے استقلال و ہمت سے مسلمان لوٹ کر عیسایون پر حملہ آور ہوئے اور اسقدر شجاعت سے لڑے کہ عیسائی بہاگ گئے ۔ ایک لاکہہ چالیس ہزار قتل اور تیس ہزار قید ہوئے مال غنیمت مین چہیاسٹہ ہزار گہوڑے ایک لاکہہ خچر چار لاکہہ

گدہے ساٹھ ہزار زرہ ایک لاکہہ ترتالیس ہزار خیمہ تہے سپنجا ندی کی کچہ انتہا نہ تہی سلطان یعقوب نے خود کچہ نہ لیا عام مال غنیمت مجاہدین پر بانٹ دیا دس ہزار مسلمان شہید ہوئے۔ عیسائی بادشاہ چند آدمیون کے ساتہہ مشکل جان بچاکر ٹولیڈو پہونچا سر منڈوا دیا اور تمام لذاید کو چہوڑ دیا قسم کہائی کہ جب تک مسلمانون کو شکست نہ دونگا نہ بچہونے پر لیٹون گا اور عورت کے قریب جاؤن گا۔ اور نہ گہوڑے پر چڑہون گا۔ اور اس قسم کی پرجوش حرکات دکہائین کہ تہوڑی ہی مدت مین فوج کثیر جمع کر لی۔ اور دوبارہ سلطان یعقوب کے گلے آپڑا۔ لیکن غازیون کی تلوار نے بدستور ہمان آتش در کاسہ کا نتیجہ دکہلا دیا۔ فتحمندان نے تعاقب سے ہاتہ نہ اٹہایا۔ اور عیسائیون نے جاکر ٹولیڈو ہی مین دم لیا یعقوب نے طویل اور شدید محاصرے سے قلعہ والون کا دم ناک مین کر دیا جبکہ محصورین کے لیے نجات و رہائی کے سب رستہ مسدود ہوگئے تو سلام کے رحیمانہ اصول سے کام لینا چاہا اور اپنے آپ کو سلطان کے رحم پر چہوڑ کر اپنی جان و مال کو بچانا چاہا۔ کیونکہ انکو یقین تہا کہ یعقوب جیسا پابند شرع عالم سلطان کبہی درخواست امان کو رد نہین کر سکتا اسلیے شاہ ٹولیڈو نے اپنی والدہ بیٹیون عورتون کا کمزور اور قابل رحم پوزیشن امیر المومنین یعقوب کی خدمت مین روانہ کیا جسکا صاف یہہ مطلب تہا۔ کہ اب کوئی جنگی مرد لڑنے والا نہین ہمارے شہر مین کوئی سکت نہین ہم عورتین حاضر ہین جو چاہو سلوک کرو شاہی خاندان کی یہ معزز مگر بیکس بیگمات سر دربار سلطان کے حضور مین رو دینے لگین۔ اور نہایت عجز و الحاح سے طالب امان ہوئین امیر المسلمین جو رحم مجسم تہا ان شاہی خاندان کی عورتون کی ایسی عاجزانہ حالت دیکہہ کر رو پڑا۔ اور اگرچہ اسکو اپنی فتح کا یقین کامل تہا اور ٹولیڈو کی فتح سے عیسائی طاقت کا خاتمہ نظر آتا تہا۔ لیکن ایسی کمزور اور بے پناہ عاجزانہ سفارت کا رد کرنا اسلامی جوانمردی سے بعید معلوم ہوا۔ اور عورتون پر ہاتہ اٹہانا انسانی شرافت کے خلاف دکہائی دیا اس لیے ان عورات کی درخواست پر ٹولیڈو انکے ہی قبضہ مین رہنے دیا اور محاصرہ اٹہا لیا۔ عیسائیون نے تو مطلب نکال لیا۔ لیکن مردانہ عادات اور اخلاقی جرات پر بدنما دہبہ لگا لیا۔ ضرور امیر المسلمین نے ٹولیڈو بلکہ سپین کو کہو دیا۔ لیکن روز روشن کی طرح دکہلا دیا کہ سلام کے شیدا خلفائے سلیمون۔ مغلوبون عاجزون پر طاقت پاکر کسطرح رحم عفو فیاضی کا سلوک بحکم خدا و رسول کرتے ہین تاریخ نہین بتا سکتی کہ غیر مذہب کے کسی بادشاہ نے ایسے قدیمی خونخوار دشمن کے ساتھ ایسا شریفانہ اور رحیمانہ برتاؤ کیا ہو یعقوب یہہ فتح عظیم پاکر قرطبہ کو چلا آیا اور اسی جگہہ شاہ ٹولیڈو کے ایلچی حاضر ہوئے اور پنج سال کے لیے صلح قرار پائی اس فتح عظیم سے سپین مین اسلام کا ڈنکا بج گیا۔ شاعرون نے قصائد فتح کے طومار باندہ لیے۔ اور یعقوب نے بہی عطیات وافرہ سے انکو مالا مال کر دیا ایک شاعر مسفد نے چالیس بیت کا قصیدہ لکہا اور امیر المسلمین یعقوب نے فی شعر ایک ہزار دینا کل چالیس ہزار دینار انعام دئے یعقوب عیسائی طاقت کا فیصلہ کر دیتا لیکن خدا نفاق کا ناس کرے جو عربون کی طبیعت ثانی ہو چکی تہی افریقہ شمالی کے عربون نے بغاوت کر دی

اور قوم مرابطین کا ایک سردار باغی ہوگیا۔ اس لیے یعقوب کو واپس مراکو آنا پڑا۔ اور بغاوت کو فرو کیا مگر عیسائیوں کو پر و بال نکالنے کا موقعہ ملگیا۔

لطیفہ

حضرت شیخ اکبر محی الدین عربی رضی اللہ تعالی عنہ فتوحات میں لکہتے ہین کہ ہین ۵۹۱ھ مین شہر فاس واقعہ اگو مین تہا اس لشکر موحدین کو دیکہکر ایک وخدا رلی اللہ نے کہا کہ خدا تعالی نے اس لشکر کی فتح کا ذکر۔ انا فتحنا لک فتحا مبینا " مین فرمایا ہے اور لفظ فتحا مبینا سے بشارت فتح نکلتی ہے مبینا کا الف چہوڑکر حساب کرین فتحا۔ مبینا۔ بحساب ابجد ۵۹۱ نکلتے ہین یہ اُس ولی اللہ کا الہام تہا جسکے مطابق موحدین کو یہ فتح عظیم حاصل ہوی یعقوب بعمر ۴۸ سال ۵۹۵ھ میں فوت ہوا۔ بقول شریف غرناتی ابن خلکان کا یہ خیال غلط ہے کہ یعقوب کی قبر ملک شام مین ہے۔ یعقوب شریعت حقہ کا نہایت پابند اور تعمیل احکام شرعی مین ہمیشہ سرنگم تہا گو اسکا ذاتی معاملہ ہی کیون نہ ہو۔ اس سلطان کی تعریف مین تاریخین بہری پڑی ہین۔

محمد بن یعقوب اور جنگ عقاب

یعقوب کے بعد اسکا بیٹا محمد ملقب بہ ناصر سلطان مراکو ہوا۔ جو انیس۱۹ سالہ نوجوان ناتجربہ کار تہا۔ باپکے امراء وزراء اور سپین کے مشہور بہادرون کو بے عزت و قتل کرنے لگا اور مشائخ موحدین کو جو سلطنت کی جان تہے۔ اپنے اطوار ناشائستہ سے دل شکستہ کر دیا۔ عیسائی جو موقعہ کے انتظار مین تہے بہ تحریک پوپ روم بہ جمعیت کثیر بیکر اسلامی علاقہ پر چڑہ آئے امیر محمد ناصر بہی چہ لاکہہ فوج بیکر مقابلہ کو چلا اور فوج کی کثرت پر مغرور ہوکر باپ دادے کے دستور جنگی کو چہوڑ دیا اور ایسے غرور سے ذلیل ہوا۔ مقام عقاب پر ماہ صفر ۶۰۹ھ ہجری مین لڑائی ہوئی اور عیسائیون نے فتح پائی چہ لاکہہ مسلمانون مین بمشکل ایک ہزار مسلمان امیر محمد ناصر کے ساتھ سلامت میدان سے واپس گئے یہ شکست سپین مراکو وغیرہ ممالک مغرب کیلیے سخت حادثہ تہا۔ آج تک ایسی سخت نقصان رسان شکست کبہی مسلمانون نے عیسایون سے نہین کہائی تہی عیسایون نے بہت سے شہر اور قلعے مسلمانون سے لے لیئے۔ اس شکست نے سپین ہی مین نہین بلکہ مراکو مین بہی سلطنت موحدین کو نقصان پہنچا دیا کئی ایک باغی و سرکش کہڑے ہوگئے ایک نیا حریف خاندان بنی مرین مدعی سلطنت بن گیا۔ اور امیر محمد ناصر ۶۱۰ھ ہجری مین فوت ہوگیا۔ اور خاندان عبدالمومن مین فساد پڑگیا۔ اور جن اسباب سے یوسف بن تاشقین کا

خاندان برباد ہوا تھا۔ انہی بواعث سے موحدین کا استیصال ہوا۔ باہمی کشت وخون اور عزل ونصب کا بازار گرم رہا۔ اس خاندان کے ۱۶ امیر ۶۶۸ سنہ ہجری تک گذرے ہین جو مہدی کا خطبہ پڑہتے اور سکہ چلاتے تہے مگر دسوین امیر ابو سعید ادریس نے مہدی کا سکہ وخطبہ اُڑا دیا اور تکذیب مہدی مین ایک کتاب تالیف کی یہہ شخص زبردست عالم تہا۔ مگر ظالم بہی سخت تہا جسکو مغرب کا حجاج کہتے ہین صرف مشائخ موحدین مین سے ایک سو شیخ (عالم) قتل کئے مخالفون کو لاکہون تک مروایا۔ ایک دن چار ہزار مسلمان قتل کرکے انکے سرون کو مراکو کی دیوارون سے لٹکا دیا۔ یہہ ظالم ۶۳۰ سنہ ہجری مین مرا تہا۔

والیان ٹیونس

انہین موحدین کی ایک شاخ ٹیونس مین حکمران تہی محمد بن تومرت (المدعی انہ المہدی المنتظر) کے تین خاص مصاحبین مین سے ایک ابو جعفر عمر الہتانی تہا جو عبد المومن کا وزیر اور ولی عہد تہا۔ ولایت عہد تو عبد المومن نے منسوخ کردی لیکن وزارت کا کام کرتا رہا۔ اسکے بعد اسکی اولاد عبد المومن کے جانشینون کو وزیر ومشیر رہی محمد ناصر کی کمزور حکومت مین ابو جعفر مذکور کے پوتے عبد الواحد نے ٹیونس پر مستقل قبضہ کر لیا۔ اور ۳۷۰ سال ۹۸۱ سنہ ہجری تک اسکی اولاد کے قبضہ مین رہا ۲۰ حکمران اس خاندان سے ہوئے جنہون نے عیسائیون سے کئی ایک معرکے کیے اس خاندان کا چراغ خاندان عثمانیہ نے گل کیا۔

بنی مرین

بنی مرین ایک بربری قبیلہ تہا۔ خانہ بدوش صحرانشین تہے۔ اور بہیڑ بکری چراتے اور یہی انکی کل کائنات تہی پہلے انکو گہوڑے پالنے کا شوق ہوا۔ اور ہوتے ہوتے شاہ سوار بن گئے اور موحدین کی جنگی خدمت کرنے لگے چونکہ سرزمین بربر مین اسیطرح ایک جنگلی قوم مرابطین اور یہہ درویشانہ گروہ موحدین کا اسی اتفاق سے شاہ مغرب بن چکا تہا۔ اسلیے یہ کثیر التعداد قوم بہی رئیسانہ خیال پکڑنے لگی۔ سلطان یعقوب کے عہد تک فوجی خدمات سے جنگی حوصلہ بڑہ گیا۔ اور اپنا ایک رئیس محمد بن ابوبکر بنا لیا۔ جو ۵۹۱ سنہ ہجری مین فوت ہوا۔ اور اسکی جگہہ اسکا بیٹا عبد الحق ۶۱۴ سنہ تک رئیس قوم رہا اور اپنی طاقت بڑہاتا رہا۔ امیر محمد ناصر بن یعقوب ۶۱۶ سنہ مین مرا اور سلطنت موحدین کا شیرازہ کہل گئی ایک خود مختار حاکم بنگئے اور عبد الحق مذکور کے جانشین فرزند عثمان نے ۶۳۰ سنہ ہجری تک سلاطین موحدین سے لڑ لڑ کر کئی ایک قبائل کو اپنے ماتحت کر لیا ادہر سلطنت موحدین کو دن بدن زوال آتا گیا ادہر بنی مرین کی قوت بڑہتی رہی عثمان کا بیٹا محمد ۶۴۳ سنہ ہجری تک اور اسکا بہائی

ہوتے رہے ۶۶۵ھ ہجری تک سلاطین موحدین کو زک پہنچتے رہے اور ملک بڑھاتے رہے اسکے بعد یعقوب بن عبد الحق نے خاص مراکو ۶۶۸ھ ہجری کو فتح کر لیا۔ اور موحدین کا اخیر سلطان واثق قتل ہوا۔ اور یعقوب بن عبد الحق کل شمالی افریقہ کا واحد خود مختار حکمران تسلیم کیا گیا۔

عیسایون کی ترقی

ہم پہلے ذکر کر آئے ہین کہ ابتدا سے فاتحان سپین کی تلوار نے سپین کے عیسایون کو ایسا خوف زدہ کر دیا کہ بارہ ہزار کی جمعیت کے ساتھ طارق نے شاہ سپین کی آٹھ گنا فوج کو شکست دیکر طلیطلہ (ٹولیڈو) جیسے حصن حصین کو جسمین ۲۰ تاجدار حکمران رہ چکے تھے۔ اور عیسی اور سلیمان علیہما السلام بھی یہان قدم رنجہ فرما چکے تھے بلا مزاحمت فتح کر لیا۔ اور موسی بن نصیر ۳۰ ہزار فوج کے ساتھ یورپ کی فتح کے لیے تیار ہو گیا۔ عیسائی یا تو ذمی ہو کر مطیع ہو گئے یا سپین سے بھاگ گئے ایک چھوٹی سی جماعت ۳۰ یا ۴۰ آدمیون کی پہاڑ کی غار مین سپین کا خیال سے بیٹھی رہی جسکی تعداد نے مسلمان فاتحون کو انکی بیخ کنی کی طرف توجہ نہ لانے دی اس جماعت کے ذریعہ مسلمانون کی عیسائی رعایا مین خیالات بغاوت پھیلتے رہے اور فرانسیسی بھی وقتاً فوقتاً ایسے لوگون کو مدد دیتے رہے۔ عبد الرحمن ثالث خلیفہ اعظم نے اس قدر زور پکڑا کہ سپین کے سرکش عیسائی ہی نہین بلکہ اس اولو العزم سلطان سے تمام یورپ کانپتا تھا اور اسکی دوستی اور خوشنودی پر ہی اپنی حیات کا مدار سمجھا سپین کے تمام عیسایون نے بھی خلیفہ اعظم کے باجگذار خدمت گذار بن کر اپنی جان بچالی خلیفہ اعظم کی وفات کے بعد سپین کے عیسایون نے یورپ کی پشت گرمی سے پھر سر اٹھایا۔ اور بیوفائی اور بد عہدی سے مسلمانون کو ستایا کہ خدا نے وزیر منصور کو مجاہد فی سبیل اللہ بنایا۔ جسنے یورپ خصوصاً پوپ روم کی امیدون کو خاک مین ملا کر اس قدر تسلط جما لیا۔ کہ عیسائی سردار منصور کے مخالف عیسایون سے لڑتے اور اسطرح منصور کی رضامندی حاصل کرتے رہے۔ منصور کی وفات کے بعد اس قدر فساد پڑا کہ مسلمانون نے اپنے ہی خلفاء کی گردنیں اتارنی جہاد اکبر سمجھ لیا۔ اور آئے دن کے عزل و نصب نے سلطنت بنی امیہ کو گرا دیا اور ایک خلیفہ کی جگہہ پندرہ خلیفۃ اللہ امیر المومنین بن بیٹھے اور آپس مین چھری کٹاری ہونے لگے نفاق و افتراق حسد و بغض سے ایک دوسرے سے ملک چھیننے لگے اور سپین ہو بہو جنگل لاٹھی اسکی سپین کا نقشہ بن گیا۔ اور یہ حالت کوئی پچاس سال تک رہی عیسائی جو ہمیشہ بہادران اسلام کے تاخت و تاراج کی تختہ مشق رہتے تھے اور پنپنے نہ پاتے تھے اس فرصت کے زمانہ مین سپین کی شمالی عیسائی ریاستین جو محض خلیفہ اعظم اور خلیفہ منصور کی رحم دلی سے صفحہ ہستی پر رہ گئی تھین خاصی جنگجو ہو گئین جنگو یورپ سے بھی مدد پہونچ گئی۔

یورپ کی یہ امداد زیادہ تر اس وجہ سے تھی کہ کہین مسلمان سرزمین سپین سے نکل کر فرانس وغیرہ ممالک یورپ مین قدم نہ رکھین اور پہلا انکا خیال غلط بھی نہ تہا۔ موسی بن نصیر فاتحہ سپین کے الفاظ اب تک تاریخ کے صفحون پر سنہری حرفون سے لکھے ہوے موجود تہے عبدالرحمان داخل اور عبدالرحمان ثالث کی اولوالعزمیان ابھی بہولی نہین تہین منصور کی فتوحات کا نام ابھی مندمل نہین ہوا تہا۔ پس یورپ نے یہ سوچ رکھا تہا کہ سپین کی شمالی ریاستین اسلامی حملات کیلئے سد شدید ہوگئین اور سپین کی اسلامی طاقت کا زوال کم سے کم یورپ کیلیے رفع نزاع خاطر کا باعث رہیگا اور واقعی دور اندیش اہل فرنگ کی تدبیر درست نکلی اسی کامیاب تجربہ کو یورپ نے اپنا شرقی ممالک مین وسیع کر دیا خصوصًا ترقی سو عیسائی صوبجات کی علیحدگی اور خود مختاری دلا کر ترکی کو مضمحل کیا گیا ہے۔ یہ تجربہ سپین سے سیکھا ہے یورپ جو حالات سلف سے مفید سبق لیتی ہے۔ اور تاریخ کو بطور افسانہ نہین بلکہ پولیٹیکل معلومات کے بڑھانے اور ملکی و سیاسی تدابیر حاصل کرنے کے لیے پڑھتے ہین انہون نے عروج اسلام کے عہد سے ایسے سبق حاصل کر لیے ہین کہ جنکی تعمیل سے آج روے زمین کے ٹھیکہ دار بن رہے ہین۔ افسوس کہ تاریخ جسکے موجد مسلمان ہی تہے آج مسلمانون مین مفقود ہے اور یورپ جو فن تاریخ مین مسلمانون کا شاگرد تہا۔ آج مورخانہ کمال مین مفید تصانیف کے ذریعہ عیسائی طاقت کو معراج پر پہنچا رہا ہے۔

پس ظاہر ہوگیا کہ یورپ والے جو سپین کے شمالی عیسائیون کو مدد دیتے تہے درحصل وہ اپنا بچاؤ کرتے تہے اور ہر ایک وہین وہ اختلال کے موقعہ پر ہاتھ پاؤن مارتے رہے اب جبکہ خاندان خلافت تباہ ہوچکا اور [illegible] تک کوئی عبدالرحمان یا منصور نہ نکلا بلکہ واحد طاقت کی جگہہ ۵ اخود غرض لالچی شہوت پرست سپین کے مالک بنگئے اور آپس مین ہی کٹ مرنے لگے بلکہ عیسائیون کی مدد سے بعض مسلمان حکام استحکام سلطنت کرنے لگے جنہون نے اسطرح خوب مسلمانون کو تہ تیغ کیا اور آخر محسن دوستون کو بھی تباہ کیا۔ انکی یحیٰی شاہ طلیطلہ کا اسطرح استیصال ہوا عیسائی ملازمون اور دوستون نے اسلامی فوج کو کمزور کیا۔ اور پہر تمام علاقہ کو دبا کر طلیطلہ کو طویل محاصرہ کے بعد لے لیا جو عیسائیون کے استقلال کا پہلا زینہ تہا۔ طلیطلہ پر مرابطین اور موحدین نے سخت حملے کیے لیکن فتح نہ کر سکے اور آخر عیسائیون نے محض رعب و دہشت سے خالی کرا لیا۔ مسلمان رعایا یا قتل کی گئی یا عیسائی بنائی گئی البتہ ایسے مسلمان حاکم کو اُس کے عوض ایک شہر دیا گیا۔ اسطرح شرقی وسطی غربی اندلس کے بیسیون شہر صلح و جنگ حکمت و تدبیر سے عیسائی چہین رہے تہے کہ یوسف بن تاشفین نے میدان زلاقہ جیت کر عیسائی ترقی کو سد راہ اور متزلزل کر دیا مراکو مین چونکہ ابہی سلطنت مرابطین جدید ہی قائم ہوئی تہی اور افریقہ کے عرب بربر شورہ پشت تہے اس لیے یوسف بن تاشفین سپین مین مستقل طور سے لڑ سکا اور نہ ہی عیسائی طاقت کا قلع قمع کر سکا مگر یوسف بن تاشفین کے مرتے ہی مراکو مین محمد بن تومرت (مہدی) کا جہگڑا کہڑا ہوگیا اور سپین کے موقعہ طلب عیسائیون نے فایدہ اٹھا لیا

اور کئی شہر لے لیے حتی کہ دار الخلافہ قرطبہ پر بھی حملہ کیا گیا۔ عبد المومن کے حملات نے قرطبہ کو اُسوقت تو بچا لیا۔ اور کئی شہر بھی لے لیے۔ لیکن عیسائی گورنمنٹ کو کچھ زیادہ نقصان نہ پہونچا سکا۔ ہان اُسکے بہادر بیٹے اور پوتے نے سپین کی عیسائی طاقت کو اس قدر پامال کیا کہ عیسائی شکست یافتہ بادشاہ کو طلیطلہ کی لوہا لاٹھہ فصیل کے سوا کوئی نہ بچا سکا ممکن ہے کہ طلیطلہ کی حصانت بھی مانع فتح ہوئی ہو۔ اور بقول مورخین سلطان کو نزول باران سے تائید آسمانی کا خیال پیدا ہوا ہو اور سلطان یعقوب کو شاہی خاندان کی عورتون پر بھی رحم آیا ہو۔ لیکن بات یہہ ہے کہ وہ مراکو سے زیادہ عرصہ غیر حاضر نہین رہ سکتے تھے اس لیے طویل محاصرہ نہین کر سکتے تھے جس سے طلیطلہ نے دونون دفعہ حالت نزع سے تازہ زندگی حاصل کی اور آیندہ مسلمانان سپین کا سوہان روح بنا۔

محمد بن ناصر یعقوب کو جنگ عقاب مین ایسی بھاری شکست ہوئی کہ چھ لاکھہ مسلمانون مین سے صرف ایک ہزار بچے اور جب شکست پاکر بھی عیسائی بڑہتے ہی رہے تھے تو اب فتح عظیمہ کی صورت مین انکی ترقی مین کیا مشکل تھی ادہر محمد ناصر کے مرنے سے موحدین مین چل گئی اور پچاس سال یہی حالت رہی جبتک ۶۶۸ھ ہجری مین بنی مرین کے سلطان یعقوب بن عبد الحق نے مراکو فتح نہ کر لیا۔ سپین کے مسلمان تو کئی صدیون سے غیرون کی امداد کے بھروسہ جیتے تھے نہ انہین اسلامی غیرت تھی۔ نہ ایمانی حمیت انما المومنون اخوۃ کی جگہہ انما المشرکون اخوۃ پر عمل کرتے تھے مسلمانون کو چھوڑ کر عیسایون کو مدد دیتے تھے مسلمانون کا گلا کاٹتے تھے اور آپس مین لڑتے مرتے اور باہمی رقابت کے خیال سے عیسایون کو بلا جنگ وجدال مفید اور مضبوط قلعہ شہر دیدیتے اب جون ہی افریقہ کے مجاہدین کی آمد بند ہوئی عیسایون نے تمام سپین کو فتح کر لیا خاص دار الخلافہ قرطبہ ۶۳۳ھ مین لیا گیا۔ لوٹ مار قتل وقید سے جو جو مصیبتین مسلمانون کو پیش آئین اُنکو سنکر سنگدل سے سنگدل شخص بھی بلا خون روئے نہین رہ سکتا جسکی تفصیل کی یہان گنجایش نہین ہے سپین کے مسلمان تو زندہ درگور ہو چکے تھے اہل مراکو مین بھی کوئی ضبط وانتظام نہ تھا ابھی ایک خاندان پیدا ہوا نہین کہ ساتھہ ہی مفسد مخالف ظاہر ہو گئے ہین اور افریقہ کے اس مفسد مادہ نے نہ تو مرابطین کو ٹکنے دیا اور چالیس سال کی مدت قلیل مین ہی اُنکی سطوت وجرأت کو کھو دیا محمد بن تومرت (مہدی) نے جائز وناجائز تدابیر سے جدت ارادت کا جوش بھر کر ایک جمہوری سلطنت کی بنیاد رکھی جسکو عبد المومن نے موروثی سے بدل دیا عبد المومن کا زیادہ وقت اپنی جدید سلطنت کے انتظام مین گذرا اُسکے بیٹے اور پوتے نے سپین مین اعلی درجہ کی اسلامی خدمات کین اور عیسائی طاقت کا قریبًا خاتمہ کر دیا۔ افسوس کہ یہہ مردانہ شجاعت بھی چالیس سال تک پہونچ سکا۔ اور افریقہ کی سرکش اقوام نے بغاوتین شروع کر دین اور آخر موحدین کو بھی وہی روز بد دیکھنا پڑا۔ جو مرابطین نے دیکھا تھا۔ کئی سال تک افریقہ سے

کوئی ترک تازنہ نکلا جو سپین کی خبر لیتا یسلمانون کا تو یہہ حال تہا - کہ ہر ایک خاندان تخت سلطنت کا خواہان
تہا اور امیر المسلمین بننے کی آرزو ہر ایک زبردست قبیلہ کے لیڈر کے دماغ مین سما رہی تہی اور ادہر عیسایون
کے مذہبی اور پولیٹیکل باگ ایک واحد شخص کے ہاتہہ مین تہی جسکے اشارے پر جنوبی اور وسطی یورپ چلتی تہی
اور جسکے ارشاد کی تعمیل اور عدم تعمیل کو نجات اور عذاب کا باعث جانتے تہے یہ مقدس اور معزز شخص پوپ روم تہا جب
کبہی عیسایون نے مسلمانون سے زک کہائی اور اوسان خطا ہوے پوپ نے تازہ امداد بہیجکر ہمت بند ہوا دی
اور چونکہ سپین کے مسلمانون کا ادبار یورپ کی سلامتی و اقبال کا نشان تہا اس لیے بطور خود بہی عیسائی جو کہ صلیبی
لڑائیون مین حصہ لیتے تہے اور یہ وہ زمانہ تہا - کہ عیسائی مشرق کا فیصلہ کر چکے تہے خاندان صلاح الدین مرحوم
برباد ہوچکا تہا - اور دمیاط جیسے بندرگاہ پر صلیب کا نشان لہراچکا تہا - اور بیت المقدس مین بہی تثلیث کے گیت
گائے جاچکے تہے عیسایون کی ایشیائی ترقی کو تاتاریون کے خونخوار طوفان نے روک دیا تہا - اب صرف ایک سپین
ہی تہا جہان عیسایونکو اظہار تعصب کا موقعہ مل سکتا تہا انکی شاہی طاقت کو مرابطین اور موحدین دونون تسلیم کرچکے
تہے گو سلمان مورخ عیسایون کو اخیر دم تک طاغیہ باغیہ ہی لکہتے رہے - موحدین کے عہد زوال مین شاہ سپینے
شاہنشاہ سپین مین گئی - جون جون علاقہ عیسایون کے قبضہ مین آتا گیا یسلمان جلاوطن یا عیسائی ہوگئے جاتے
رہے اور مسلمانون کو دہکیل و بخیل کر ایک مختصر سے علاقہ مین بند کر لیا جسکا دار السلطنہ غرناطہ تہا یہی تجربہ
اب سلمانان ترکی پر استعمال کیا جاتا ہے کہ رومانیا - سرویا - ہرزی گوینا - بوسینا - بلگیریا - صوبجات ترکی اور روم
کے سلمان دم توڑ رہے ہین -

سپین مین طوائف الملوک تونفاق اور قومی بیوفائی کی سزا بہگت کر عیسایون کے ہاتہہ سے تباہ ہوچکے تہے صرف
ایک دو خاندان رہ گئے تہے جنکو عیسائی ہمیشہ برسرپیکار رکہتے اور مدد کے بہانے سے کوئی نہ کوئی شہر چہین لیتے غرناطہ
کی حکومت بنو احمر کے ہاتہہ تہی جو حضرت سعد بن عبادہ خزرجی انصاری رضی اللہ عنہ کی اولاد مین سے تہا اسوقت
بنی احمر کا امیر محمد بن نصر تہا اسکا دوسرا رقیب سپین مین ابن ہود تہا - ان دونون مین لگاتار فساد اور کشت
خون رہتا تہا - عیسایون نے ابن ہود کو اپنی دوستی کے سبز باغ دکہانے شروع کیے اور ابن احمر کی روک تہام کرکے
سے تبس نہایت مضبوط اور مستحکم قلعہ لے لیے ابن ہود عیسائی حمایت مین چلا گیا - اور مسلمانون کو جو اس سے کم و بیش
ہمدردی تہی کہو گیا - اور وزیر کے ہاتہہ سے قتل ہوگیا پہلا عیسایون نے اوس کے خاندان کی کیا - دکرتی
تہی جہٹ انتظام کے بہانے سے ابن ہود کے اکثر علاقہ کو ہضم کر لیا جب ابن ہود کو اللہ جل شانہ کے فرمان " اَلَّذِیْنَ یَتَّخِذُوْنَ
الکافرین اولیاء من دون المؤمنین ایبتغون عندہم العزۃ فان العزۃ للہ جمیعًا " ترجمہ - ۲۵ سورۃ ن جو لوگ
مسلمانون کو چہوڑ کر کافرون سے دوستی کرتے ہین اس امید پر کہ ان سے فائدہ اور عزت ہو اور کسی وقت مدد دیسکے یہ تمام باتین عزت وغیرہ کی خدا کے
ہاتہہ مین کفار سے کچہ فائدہ نہین ہوگا - صوفی

کے عدم ملکی کا نتیجہ مل چکا۔ اور عیسایون کی خود غرض دوستی اُس کے کچہ کام نہ آسکی اور عیسایون کو ابن ہود کی طرف سے
فراغت ہو چکی تو اب ابن احمر کے فکر مین پڑے ابن احمر نے بہی بعض جنگی مقامات دیکر پیچھا چہڑایا چند روز کیلیے چہوڑا گر عیسائی
تو اس کانٹے کو نکالنا چاہتے تہے کہ ۶۷۱ھ ہجری مین ابن احمر مر گیا۔ اور اسکا بیٹا محمد الفقیہ والی غرناطہ ہوا۔ اس نے
دیکہا کہ عیسائی ہماری محکومی پر قناعت نہین کرتے۔ ہدیہ۔ تحفہ۔ خراج۔ کوئی شئے اُنکے تعصب کو نہین روک سکتی
اسلیے ناچار سفارت بطلب امداد سلطان یعقوب بن عبد الحق مرینی والی مراکو کے پاس افریقہ بہیجدی جسنے کئی ایک
حملے سپین پر کیئے عیسایون کا زور ٹوٹ تو گیا۔ البتہ بنی مرین کے حملات کی وجہ سے ۲۳۰ سال اور مسلمان سپین
کی ہوا کہاتے رہے۔

سپین جسطرح ابتدائے فتوحات مین ہندوستان کی اسلامی سلطنت کے مشابہ ہے اسطرح زوال مین بہی مشابہت رکہتا
ہے ایتہ کے عہد مین سپین اور ہندوستان مین فتوحات شروع ہوئین سپین کا بہادر منصور ۳۹۲ھ ہجری
مین فوت ہوا اور سپین کا زوال شروع ہوا۔ اسی سال سلطان محمود غزنوی رحمتہ اللہ علیہ کے ہندوستان پر
حملات شروع ہوئے اور جون جون سپین مین سلطنت اسلامی کو ضعف آتا گیا اوسیقدر ہندوستان مین اسلام
کا زور بڑہتا گیا۔ ۱۰۱۰ھ ہجری مین سپین کے مسلمانون کو جلاوطن مقتول۔ عیسائی ہونا پڑا اور یہی سال ہندوستان
کے کمال عروج کا تہا۔ جبکہ جلال الدین اکبر تخت ہندوستان پر جلوہ افروز تہا۔ سلطنت بنی ایتہ کے زوال پر
جسطرح خانہ جنگیان ہوئین اور طوائف الملوکی کا زور ہوا۔ اور سپین کے مسلمانون پر بے حمیتی اور بزدلی چہا
گئی اور بار بار مجاہدین افریقہ کی طرف ہی دیکہنے لگے اور خود بے دست و پا ہو گئے یہی حال اخیر عہد مغلیہ مین
ہندوستان کے مسلمانون کا تہا۔ ہندوستان کی مفتوح قوم ہندو مرہٹون نے مسلمانون کو قتل و غارت
سے ہاتہ رنگنے شروع کیئے اور بے حمیّت مسلمان ابراہیم خاں کاردی جیسے مرہٹون کے مددگار بن گئے۔

ہندوستان کے مسلمان طوائف ملوک ہر ایک اپنی اپنی خیر منانے لگا۔ اور مسلمانان ہندوستان کے گنا ہ
بہادران افغانستان پر بڑہی اور جو فضیلت جہاد مسلمانان مراکو کو حاصل ہوتی رہی وہی غازیان افغانستان
کو نصیب ہوئی۔ غازی احمد شاہ ابدالی رحمتہ اللہ علیہ نے چند حملات سے اسلامی شوکت کو از سر نو ہندوستان مین
تازہ کر دیا اور مشہور معرکہ پانی پت پہ داد جہاد دیکر مرہٹون کی تین لاکہ فوج کو تہ تیغ کر کے مرہٹون کی خیالات شاہنشاہی
ہند کو ملیا میٹ کر کے ایک تیسری خوش قسمت قوم کے لیے میدان صاف کر دیا۔

اور جو غلطی سلاطین مرابطین اور موحدین سے سپین مین ہوئی تہی وہی احمد شاہ غازی سے ہوئی بربری اور
افغانی فاتحین نے سپین اور ہندوستان کے کمزور اور بے غیرت طوائف الملوک کا حکومت مین ہاتہ رہنے
دیا حالانکہ یہہ فاسد مادہ قابل اخراج تہا۔ اور اسکی جگہہ جدید پر جوش بربری اور افغانی قوم کا زور بڑہتا تا

تہا کہ جنپر مقابل اقوام کا کبہی اثر نہ پڑا تہا۔
یہان ہندوستان ایک بات مین سپین سے ممتاز ہے کہ سپین کو اُن لوگون نے مسلمانون سے لیا جو اپنے آپکو
گاتہہ عیسایون کے وارث جانتے تہے اور صدیون تک مسلمانون سے دست بہ شمشیر رہ چکے تہے اسلیے انہون نے قابو پاکر
مسلمانون پر ہر ایک ظلم روا رکہا اور ہندوستان مین ایسی قوم اسلامی گورنمنٹ کی جانشین ہوئی جسکو ہندوستان
کے فاتح مسلمانون سے سپین کے عیسایون کی طرح کوئی کینہ نہ تہا اسلیے سپین کی طرح ہندوستان کے مسلمانون
کو اُن تکالیف کا سامنا نہ ہوا جو ہندوستان کے مفتوح اقوام مرہٹہ وغیرہ سے ہوتا

حملات بنی مرین

اہل غرناطہ کی سفارت کی درخواست منظور کرکے سلطان یعقوب نے پہلا حملہ ۶۷۳ہجری مین سپین پر کیا اور عیسایون کو شکست دی دوسرا حملہ ۶۷۶ہجری مین کیا اس دفعہ سلطان بغرض حصول ثواب جہاد خود سپہ سالار تہا۔ ابن احمر والی غرناطہ اور ابو محمد والی مالقہ بہی سلطان کے پاس حاضر ہوئے لیکن سلطان نے انکی باہمی عداوت اور پہوٹ دیکہکر ایسے منافق اشخاص کو فوج کے ساتہہ رکہکر بُرا نمونہ دکہانا مناسب خیال نہ کیا اور دونو کو اپنے اپنے علاقون کو واپس کردیا عیسایون نے بہی اجماع سے ۵ زمین شش شد آسمان گشت ہشت کا نقشہ جمادیا لڑائی شروع ہوئی عیسایون نے قومی جنگ کا خوب حق ادا کیا۔ اور اظہار مردانگی مین کچہ کسر باقی نرکہی لیکن جنت الفردوس زیر سایہ شمشیر ست پر ایمان رکہنے والے مجاہدین بازی لے گئے اور عیسائی بہاگ نکلے انکا بہادر اور قوم کا فخر سپہ سالار ذقنہ میدان جنگ مین غازیون کی شمشیر جنگ کا طعمہ ہوا۔ چالیس ہزار عیسائی مارے گئے۔ اور ۷۸۳۰ قید اور باقی بہاگ گئے کرورون کا مال غنیمت ہاتہہ لگا۔ جنگ عقاب واقعہ ۶۰۹ہجری کے بعد یہہ پہلا موقعہ ہے کہ مسلمانون نے عیسایون پر فتح عظیم حاصل کی اس فتح سے شہر رندہ۔ جزیرہ خضرا طریف جبل طارق پر بنی مرین کا قبضہ ہوگیا اس بڑہتی طاقت کو دیکہہ کر عیسائی گہبرائے اور جانتے تہے کہ مراکو کے جانباز بہادرون کا سپین مقابلہ نہین کرسکتا۔ اور مرابطین اور موحدین کی تلوار نے اسکا فیصلہ کردیا تہا کہ سپین کے عیسائی گورنمنٹ کو یورپ سے خواہ کس قدر امداد دی جائے مراکو کے جفاکش بہادر یا بند احکام اسلام غازیون سے کوئی نجات نہین دلاسکتا۔ مگر مراکو کے ان دونون شاہی خاندانون کو افریقہ کے خانگی جہگڑون نے آرام نہ لینے دیا ورنہ وہ فیصلہ کردیتے اس لیے اس دفعہ عیسائی گورنمنٹ نے مسلمانون کی پہوٹ سے فائدہ اُٹہانا چاہا۔ سلطان یعقوب کی اس فتح سے ابن احمر والی غرناطہ کو شک پیدا ہو اوہ جانتا تہا۔ کہ سپین مین صرف اُسی کا کوس لمن الملکی بجے اور طاقت و لیاقت تہی نہین اُسنے خیال کیا کہ بنی مرین

کا پاؤن سپین مین جم گیا تو میری طاقت نہین رہے گی۔

عیسائیون نے بہی اس نفاق کو غنیمت سمجہا۔ اور دم دینے لگے کہ ہم تمہاری آزادی مین خلل انداز نہین ہونگے عیسائی سپہ سالار ذقنہ کا سر کاٹ کر ابن احمر کے پاس روانہ کیا گیا تہا تاکہ اسکی تشہیر کی جائی اور سپین کے ڈرپوک مسلمانون کے دلون سے عیسائی رعب دور کیا جا مگر ابن احمر نے ذقنہ کا سر نہایت عزت کے ساتہہ عیسائیون کے پاس بہیجکر دوستی کا ثبوت دیا۔ مگر یعقوب جو مسلمانون پر تلوار اٹہانی نہ چاہتا تہا۔ در گذر کر گیا۔

تیسرا حملہ اشبیلیہ پر ہوا۔ اور دشمن کے ملک کو کہونڈ ڈالا مگر عیسائی مقابلہ پر نہ آئے۔ چوتہا حملہ ۶۷۶ھ ہجری مین ہوا اور قلعہ قطیانہ۔ جلبانہ وغیرہ کو بزور شمشیر فتح کیا۔ اسی سال شریس پر حملہ ہوا۔ قلعہ ورطہ۔ شلوقہ۔ غلیانہ۔ قناطر فتح کیئے گئے۔ پانچوان حملہ قرطبہ پر ہوا۔ ابن احمر کو اسکی سابقہ حرکات پر ملامت کی اور اتفاق کی ضرورت اور عیسائیون کی شرارت کو سمجہایا بارے ابن احمر راستہ پر آ گیا۔ اور فتح قرطبہ کے لیے ساتہہ ہو لیا اور قلعہ بنی بشر کو فتح کیا اور قرطبہ کو گہیر لیا۔ عیسائی مقابلہ سے دل چرا گئے اور میدان مین نہ نکلے اور گرد کی تمام قلعے مسلمانون نے فتح کر لیے اور قرطبہ کے مدد کے تمام رستے بند کر لیے جب عیسائی ہر طرح سے ناامید ہو گئے تو صلح کی طرف جہکے اگرچہ دیندار سلطان کو صلح کا پیغام رد کرنا خلاف حکم خدا و رسول معلوم ہوتا تہا مگر قرطبہ جیسے مضبوط اور مستحکم شہر پر بزور شمشیر قبضہ کرنا کچہ آسان نہ تہا۔ عیسائیون نے کئی دفعہ محاصرہ کیا اور باوجودیکہ قرطبہ مین کوئی مقتدر با رسوخ گورنر نہ تہا۔ مگر قرطبہ کی لوہا لاٹہ فصیلون نے ہی عیسائیون کو ناکام واپس کیا تہا آخیر مین مسلمانون نے خود حوالہ کیا تہا۔ غرضیکہ قرطبہ کی فتح طلیطلہ (ٹولیڈو) کی طرح مشکلات پیدا کرتی تہی علاوہ اسکی سلطان یعقوب خلفائے سپین کی اس عظیم الشان یادگار کو بزور شمشیر فتح کر کے برباد کرنا نہین چاہتا تہا۔ جو حملات کی صورت مین بالکل ممکن تہا۔ مگر سلطان یعقوب نے قرطبہ کے عیسائیون کی درخواست صلح ابن احمر کے پاس بہیجدی اور اسکو صلح و جنگ کا اختیار دیدیا جس نے صلح کو منظور کر لیا یعقوب نے کروڑون کے مال غنیمت مین سے کچہ نہ لیا۔ اور کہا کہ وہ یوسف بن تاشقین کی طرح صرف ثواب جہاد لینا چاہتا ہے۔

ابو محمد والی مالقہ نے ابن احمر سے ڈر کر مالقہ سلطان یعقوب کو دیدیا جس سے ابن احمر بگڑ گیا۔ اور عیسائیون سے سازش کر کے عمال سلطان سے مالقہ چہین لیا۔ اور عیسائیون نے جزیرہ خضرا کو جو بنی مرین کا جنگی ہیڈ کوارٹر تہا گہیر لیا اور محصورین کو نہایت تنگ کیا۔

چہٹا حملہ جزیرہ خضرا کے بچانے کے لیے کیا گیا۔ عیسائیون کی عہد شکنی سنکر سلطان حیران ہو گیا اور عام اعلان جہاد دیدیا ۷۲ جہاز مراکو کے اور ۳۷ جہاز اسپین کے کل ۱۰۹ اسلامی جہاز جمع ہو گئے۔ لیکن عیسائیون کے جہازون کی تعداد ۴۰۰ تہی جس سے پایا جاتا ہے کہ عیسائی طاقت کسقدر بڑہ گئی تہی۔ مگر علمائے مورخین اور قصہ

خوان وعظین کی آتشبار تقریرون نے مسلمانون مین جانبازی کا جوش بھر دیا جسکا نتیجہ یہہ نکلا کہ عیسائی بیڑے کو شکست ہوئی کئی جلائے گئے اور کئی غرق یا گرفتار کیے گئے سپاہ سالار اسلام امیر یوسف بن یعقوب یہہ بحری فتح پاکر اندلس مین داخل ہوا اور چاہا کہ منافق ابن احمر کا فیصلہ کرے اور کچہ مدت کے لیے عیسایون سے صلح کر لی۔ عیسائی خدا سے چاہتی تہی کہ کسی طرح یہ بلا ٹل جائے فورًا ابن احمر کے برخلاف مدد دینے کو تیار ہو گئے مگر سلطان یعقوب کو عیسایون کا مسلمانون کے معاملات مین دخل دینا سخت ناگوار گذرا صلح سے انکار کردیا۔ اور اسی قصور مین اپنے بیٹے یوسف کو سپہ سالاری سپین سے معزول کر دیا دوسرے بیٹے ابی نیال کو سپہ سالار کر دیا۔ جسنے ابن احمر کا بہت سا علاقہ فتح کر لیا شہر مریہ کے چہڑانے کے لیے ابن احمر جا رہا تہا کہ عیسایون نے اسکی دار السلطنۃ غرناطہ کو گہیر لیا۔ یہ سُنکر دیندار سلطان یعقوب کو غیرت اسلامی نے اجازت ندی کہ نفاق سے عیسائی فائدہ اٹہائین ابن احمر کے مدد کو تیار ہو گیا۔ جسنے مالقہ واپس دینے کا اقرار کیا۔

عیسائی شاہ سپین کی ملاقات

ابن ذفونش شاہ سپین اور اسکے بیٹے شانجہ کے درمیان عداوت پڑ گئی شانجہ نے اکثر علاقہ باپ سے چہین لیا شاہ سپین نے سلطان یعقوب سے مدد کی درخواست کی اور سلطان نے اس اختلاف کو غنیمت جانکر درخواست کو منظور کر لیا۔ ابن اذفونش خود سلطان کی خدمت مین حاضر ہوا۔ جسکا شاہانہ اعزاز خیر مقدم کیا گیا ابن خلدون لکہتا ہے۔ کہ شاہ سپین نے مثل ماتحتون کے سلطان کے ہاتہہ تعظیمًا چوم لیے مگر سلطان نے فورًا پانی منگوا کر دہلوائے ہاتہہ دہوئے اور انما المشرکون نجس کا عملی ثبوت دیدیا۔ سلطان کی یہہ احتیاط کمال دوراندیشی پر مبنی تہی۔ کیونکہ سپین مین عیسایون کا ڈنکا بج رہا تہا۔ مسلمان قومی خیال چہوڑ کر ذاتی منافع کے لیے عیسایون کا توسل اطاعت ملازمت اختیار کر کے اسلامی جہتہ کو نقصان پہونچا رہے تہے اس لیے سلطان نے اس فعل طہارت سے عیسائی ملاپ کی کراہت کو ظاہر کیا تہا سلطان کا یہہ فعل مذہبی نہین بلکہ ایک پولیٹیکل تہا جسکی مرتکب ہر ایک قوم ہوتی رہتی ہے ساتوان حملہ سُلطان نے شاہ سپین کو ایک لاکہہ روپیہ بطور ضیافت دیا اور ۶۸۱ھ ہجری مین لشکر جرار کے ساتہ دار الحرب سپین مین داخل ہوا۔ قرطبہ کے نواح مین شانجہ سے کئی لڑائیان ہوئین اور پہر طلیطلہ دار السلطنت شانجہ پر حملہ آور ہوا۔ تمام علاقہ کو تہ وبالا کر دیا اور شاہ سپین کو تخت و تاج دلا کر واپس ہوا ابن احمر شانجہ سے جا ملا مگر کچہ فائدہ نہ ہوا ابن احمر پر چڑہائی کی گئی مگر آخر صلح ہو گئی۔

آٹہوان حملہ ۶۹۲ھ ہجری مین طولیڈو پر کیا گیا۔ مگر فتح نہ ہوا علاقہ تاخت و تاراج کیا گیا۔

نوان حملہ ۶۹۴ھ ہجری مین سلطان یعقوب بہت سی فوج لیکر سپین مین داخل ہوا کئی شہر اور مضبوط قلعے فتح

گیے اور مسلمانون کا ایسا رعب چھایا کہ عیسائی کہین بھی جم کر نہ لڑے اور خوف زدہ ہو گئے شاہ جیمز شاہ ہسپین نے صلح کی درخواست کی سلطان نے انکار کیا مگر عیسائیون نے زیادہ اصرار صلح کیا۔ اور کہا کہ ہم سلطان کی ہر ایک شرط ماننے کو تیار ہین جب سلطان نے دیکھا کہ عیسائیون کی طرف سے سوائے لفظ صلح کے اور کچھ شنوائی نہین دیتا تو کئی ایک شرائط پر صلح کر لی جنمین سے چند ایک یہ تہین۔

(۱) مسلمان تاجرون سے عیسائی علاقہ مین کوئی محصول نہین لیا جائیگا۔ جو مسلمانون کی تجارتی دلچسپی اور پولیٹیکل پالیسی پر دلالت کرتا ہے یہہ ہی پالیسی ہے جسپر آج یورپ عمل کر رہا ہے اور کشید زر کے علاوہ وسعت ممالک کا زبردست آلہ بنا رہا ہے۔

(۲) مسلمان امرا اور ملوک کے فسادون مین عیسائی دخل نہین دینگے۔ اس سیاسی چال پر بھی آج یورپ ہی کاعامل ہے عیسائی سلاطین کسی غیر مذہب کے بادشاہ کو یورپ کے معاملات مین دخل دینا نہین چاہتے جس سے یورپ کی ہوا نہین بگڑتی۔

(۳) سرحدی عیسائی ممالک مین گورنر سلطان مراکو کی مرضی کے مطابق ہونگے۔

عجب شان الٰہی ہے کہ آج یہی شرط سلطان روم سے منوائی جارہی ہے۔ اور جن تدبیر سے اسلامی طاقت کمزور اور عیسائی طاقت پرزور کی جارہی ہے۔ بہبین تفاوت راہ از کجاست تا بکجا۔ مسلمانون کے ہتہیار آج انہین پر چلائے جاتے ہین۔ اور جن تدابیر کے موجد مسلمان تہے آج انہین کے برخلاف اُن تدبیرون سے کام لیا جارہا ہے یہ وہ مبارک زمانہ تہا کہ شام مین عیسائی طاقت حالت نزع مین تہی۔ یافا۔ انطاکیہ۔ طرابلس کی قرون کے بعد پہر سلطان مصر نے فتح کر لیے۔ اور باقی امصار نصاری بہی دم توڑ رہے تہے۔ چنانچہ عکا۔ صور جیسے مشہور شہر کہ جنکی فتح کو صلاح الدین ایوبی بہی ترستا رہا تہا۔ صلاح الدین خلیل بن قلادون نے ۶۹۰ سنہ ہجری مین فتح کر لیے اور اس عہد مین عثمان غازی جد اعلی سلاطین ترکی ایشیا کوچک مین رومی طاقت کو پامال کر رہا تہا۔ اور ایک عظیم الشان سلطنت کی بنیاد قائم کر رہا تہا۔ اور ہندوستان مین سلطان علاؤالدین خلجی راس کماری تک نشان فتح گاڑ رہا تہا۔ اور سرداران مغل (تاتار) مع فوج اور قوم کے خود بخود صداقت اسلام دیکھکر مسلمان ہو رہے تہے اور یورپ اسلامی ترقیات کو دیکھکر مبہوت ہو رہا تہا۔ چنانچہ سپین کی عیسائی طاقت ایسی کمزور ہو گئی کہ باوجود اپنی ہم جنس کے بہکانے اور ہر طرح کے مدد دینے کے مقابلہ سلطان سے کانون پر ہاتھ دہرا اور صاف اقرار کر لیا۔ کہ سلطان یعقوب حقیقی امیر المسلمین ہے۔ مسلمان اُنکی ارشاد کی تعمیل کو فرض جانتے ہین اور اسی پر اکتفا نہ کی۔ بلکہ رابطہ اتحاد بڑہانے اور سلطان کی رضامندی حاصل کرنے کے لیے درخواست ملاقات کی سلطان نے اس موقعہ ملاقات پر اسلامی شوکت و عظمت دکہا کر اپنا رعب جمانے

مین کوئی کسر اُٹھا نہ رکھی۔ شاہ شانجہ پہلے شیر لی مین لی عہد امیر یوسف کا مہمان ہوا۔ اور پہر سلطان یعقوب کے خدمت مین حاضر ہوا۔ سلطان نے اظہار دولت اقبال کے لیے لاکہون روپے خرچ کر دیئے اور فوجی نظارہ دکہا کر اپنی زبردست طاقت کا نقشہ عیسائی بادشاہ کے دل پر جمادیا۔ جس نے سلطان کی تمام شرائط کو بلاچون چرا مان لیا۔ شاہ شانجہ نے بیش بہا تحائف پیش کیے۔ لیکن اس فاضل سُلطان نے جو علم کا نہایت قدر دان تہا۔ کہا کہ جو کتابین مسلمانون کی عیسائیون نے قرطبہ وغیرہ سے لوٹی ہین تو وہ واپس کیجائین۔ شاہ سپین نے وہ کتابین ۱۶ اونٹون پر لاد کر سلطان کے پاس بہیجدین یہہ بہادر سلطان ۲۹ سال کی حکومت کر بعد ۶۸۵؁ ہجری مین فوت ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

یہ سلطان ضرور سپین کی عیسائی طاقت کا فیصلہ کر دیتا۔ لیکن ابن احمر والی غرناطہ کے نفاق وحسد نے کوئی مفید نتیجہ نہ نکلنے دیا۔ یہہ ابن احمر سپین مین زبردست طاقت رکہتا تہا اور بنی مرین کے حملات کو اپنے رسوخ و قوت کے بڑہنے مین ہارج جانتا تہا۔ سپین کا اکثر اسلامی حصہ اُسکی ماتحتی یا زیر اثر تہا جس وجہ سے سپین کے مسلمان سلطان یعقوب کی جہادی کارروائیون مین شوق سے شامل نہ ہوتے تہے۔ بلکہ اعراض کرتے تہے۔ اور سلطان مسلمانون پر تلوار اُٹہانی مناسب جانتا تہا۔ اس وجہ سے اُسکو عیسائیون سے اکثر صلح کرنی پڑی اور عیسائی طاقت بنی رہی۔

امیر یوسف بن یعقوب

سلطان یعقوب کے بعد اسکا بیٹا یوسف سلطان ہوا۔ اُس نے ابن احمر اور شانجہ سے تجدید صلح کی مگر مراکو کی انقلاب پسند قومین جو مرابطین اور موحدین کی زبردست سلطنتون کو خاک مین ملاچکی تہین بنی مرین کے برخلاف اُٹھ کہڑی ہوگو اسوقت تو کوئی زیادہ نقصان نہ پہونچا۔ لیکن سرکشی وطغیانی کا مادہ جمع ہونا شروع ہوگیا اور موقعہ طلب عیسائیون نے عہد شکنی کر کے علاقہ سلطانی کو لوٹ لیا۔ اس لیے ۶۸۶؁ ہجری مین سلطان کے سپہ سالار سپین نے دار الحرب پر چڑہائی کر کے عیسائیون کو شکستین دین مگر ۶۹۰؁ کی بحری لڑائی مین مسلمانون نے سخت شکست کہائی اور مسلمان بہ تعداد کثیر شہید ہوئے دوسرے مقابلہ مین عیسائیون کے چند جہاز گرفتار ہوئے ۶۹۱؁ ہجری مین سلطان یوسف نے شہر لیس اور اشبیلیہ پر ناکام حملہ کیا۔ اور ۶۹۲؁ ہجری مین ابن احمر والی غرناطہ اور شانجہ شاہ سپین نے سلطان کے برخلاف اتحاد کر لیا۔ جو ایک پولیٹیکل چال تھی۔ ابن احمر کو سپین کا سلطان سُلطان بننے کا خبط ہو رہا تہا۔ اس لیے وہ سلاطین مراکو کا سپین سے قطع تعلق کرنا چاہتا تہا۔ اور عیسائی جانتے تہے کہ اگر مسلمانان افریقہ کا سہارا نہ ہو تو سپین کے مسلمان ابن احمر ہو یا کوئی اور حلوائے بے دود

ہین۔ ابن احمر کو اگر بہرہ پر رکہا جائے تو جہاد کا ستر کارگر نہین ہوگا۔ اور اس رفاقت کے بہانہ سے ابن احمر کے علاقہ
مین کوئی جال بچہا سکین گے۔ ابن احمر سے اقرار کیا کہ علاقہ بنی مرین واقعہ سپین سے جسقدر ملک فتح ہوگا وہ تمکو دیا
جاویگا۔ اسلیے سپین کے مسلمان اور عیسائی فوجین ملکر طریف پر جا پڑین اور قلعہ والے خوب لڑے مگر قلت فوج
کے سبب چار ماہ بعد طریف فتح ہوگیا۔ سلطان چونکہ افریقہ کے جہگڑون مین مبتلا تہا کچہ مدد نہ کرسکا اور کئی ایک
اور قلعہ سلطانی قبضہ سے نکل گئے۔ ابن احمر نے حسب وعدہ علاقہ مفتوحہ طلب کیا۔ اور عیسائیون نے نہ دیا۔ اور
ابن احمر کو قومی غداری کا پہل ملگیا۔ اب اسکی آنکہین کہلین اور سلطان یوسف سے خواستگار معافی ہوا۔ مگر طریف
مسلمانون کو نہ ملسکا۔ شانجہ سنہ ٧٩٣ھ ہجری مین فوت ہوا اور اسکا بیٹا ہراندہ تخت نشین ہوا۔ تلمسان ومہمہ
افریقہ مین سخت بغاوت برخلاف سلطان یوسف پہوٹ پڑی جسکے محاصرہ ہی مین سلطان یوسف سنہ ٧٠٦ھ
ہجری مین ایک حبشی خواجہ سرا کے ہاتہ سے مقتول ہوا۔ اور اسکی اولاد مین فساد پڑگیا اور عزل نصب سلطان
کا بازار گرم ہوا۔ ادہر سپین مین محمد الفقیہہ ابن احمر مرچکا تہا۔ اسکا بیٹا محمد مخلوع جائے نشین ہوا۔ اول تو
سلطان کا دامن پکڑا۔ مگر پہر بہ تقلید پدر عیسائیون کی طرف جہکا اور سلطانی فوجون کو ملکر کئی شکستین دین اور سپین
سے بنی مرین کا رعب کہو دیا۔ مگر خود بہی ابوالولید اسمعیل بن الرئیس بن سعید بن اسماعیل بن یوسف بن
نصر چچیرے بہائیون سے مغلوب ہوکر سلطنت کہو بیٹہا۔ یہہ جدید خاندان محمد الفقیہہ ابن احمر کی نسبت زیادہ ممد
اسلام تہا۔ اور اسی اسماعیل کا بیٹا ابوالحجاج اور پوتا بہادر اور زبردست سلاطین غرناطہ گزرے ہین اور جبل طارق
سنہ ٧٠٩ ہجری مین فتح کیا۔ اسی اثنا مین ہراندہ شاہ سپین مرگیا۔ اور اسکا صغیر سن بیٹا ہنشہ تخت نشین
ہوا جسکا اتالیق اسکا چچا ڈون مقرر ہوا۔ ادہر تو جانشین کے اصول ایسے صاف و بے خدشہ تہے کہ کم
سن بچون کے مقابلہ پر بہی کوئی انگلی تک نہ اٹہاتا تہا ادہر باپ بیٹون کے درمیان تلوار چل رہی تہی۔ ابوسعید
عثمان بن یعقوب بن عبدالحق مرینی سنہ ٧١٠ ہجری مین سلطان مراکو ہوا تہا۔ اسکا بیٹا باغی ہوگیا۔ اور
اسی بغاوت کی وجہ سے سلطان ابوسعید محصورین غرناطہ کو مدد نہ دے سکا۔

جنگ عظیم غرناطہ

سنہ ٧١٩ ہجری مین عیسائیون نے سپین سے مسلمانون کے نکالنے کی ٹہان لی۔ اور ڈون پطرس اتالیق خوردسال شاہ
سپین پوپ روم کی خدمت مین حاضر ہوا۔ اور نہایت عاجزی سے عرض کی کہ اسوقت مسلمانان افریقہ
خانگی فسادون مین مبتلا ہین کمزور سلطان غرناطہ کی طاقت محدود ہے۔ اگر یورپ سے امداد دلائی جائے
تو سپین مسلمانون سے خالی کیا جاسکتا ہے۔ پوپ نے تمام شاہان یورپ کو لکہا چنانچہ پندرہ شاہان یورپ بیشمار

فوج کے ساتھ آگئے اور غرناطہ کو محصور کر لیا۔ والی غرناطہ نے ابو سعید سلطان مراکو سے مدد مانگی جو بیٹے کی بغاوت کے سبب آسکا جب غرناطہ کو کوئی بچانے والا نہ رہا اور ساعت شماری کرنے لگا ابن احمر شیخ الغزات عثمان بن ادریس بن سلطان عبدالحق مرینی کے پاس گیا اور طالب امداد ہوا۔ یہہ عثمان ۷۳۲ جہادی لڑائیون مین شامل ہو چکا تہا۔ اور اسی وجہ سے اسکو شیخ الغزاۃ کہا جاتا تہا۔ گو عمر مین ۷۰ سالہ تہا۔ لیکن دل کا مضبوط ہمت کا جوان پر جوش شائق غزا تہا لوگ بہی اسکی انہیں خدمات کے سبب تعظیم کرتے تہے۔ شیخ الغزاۃ ۱۰ ربیع الاول ۷۱۹ھ ہجری کو جمعرات کے دن پانچہزار یا پانچسو غازیون کے ساتہہ سر پر کفن باندھ کر جہاد کو نکلا اس مشتاق شہادت فوج مین صرف دو سو سوار تہے۔ جنہون نے چہوٹتے ہی مخالف کے ہراول کو ہرا دیا۔ اتوار کے دن مقابلہ ہوا۔ عیسائی اس قلیل جماعت کو دیکہہ تمسخر اڑانے لگے اور یکبارگی تمام عیسائی لشکر اس مٹہی بہر جماعت پر ٹوٹ پڑا لیکن غازیون نے اس انتظام اور سلیقہ سے مقابلہ کیا کہ عیسائیون کا ٹڈی دل انکی بنیان مرصوص کو متزلزل نہ کر سکا۔ جون ہی عیسائی جوش کم ہوا مسلمان مجاہدین اللہ اکبر کے نعرے مار کر شیرون کی طرح آپڑے اور عیسائیون کے ہاتہہ پاؤن گم کر دیے عیسائی بہاگ نکلے مسلمانون نے تلوار کے آگے رکہہ لیا۔ اور تین دن تک تعاقب کیا اور سپین کا بہادر مشہور سپہ سالار ڈون بطرس معہ پچیس ملوک یورپ میدان جنگ مین قتل ہوا۔ اہل غرناطہ نے شہر سے نکل تمام مال و اسباب لوٹ لیا جنمین ۴۳ سونے سے اور ۴۸ چاندی سے بہر پور صندوق تہے۔ سات ہزار قید ہوئے جنمین دون بطرس مقتول کی بیگم اور بچے بہی تہے انکا زر فدیہ شہر طریفہ جبل الفتح اور ۱۸ قلعے دیتے تہے لیکن مسلمانون نے منظور نہ کیا پچاس ہزار قتل اور اسیقدر پہاڑون جنگلون مین ضائع ہوئے مال غنیمت چھ ماہ تک غرناطہ کے بازارون مین بکتا رہا اور مسلمان بہت کم شہید ہوئے لاکہون بہادران یورپ کو شکست چند ہزار کے ہاتھ سے محض اسلامی تہور اور جوش کے سبب سے ہوئی جسکا باعث شیخ الغزاۃ عالم باعمل تہا یہ بوڑہا غازی شمشیر بکف ہر حملہ کے آگے رہتا تہا۔ اور جوانون سے بڑہ کر دشمن کو کاٹتا تہا۔

ناظرین اس واقعہ سے متعجب ہونگے کہ ہین یورپ کی متفقہ فوج کو پانچ ہزار یا پانچسو مسلمانون نے کس طرح شکستیں دی ہیں لیکن تاریخ مین ایسے بیسیون واقعات موجود ہین کہ سیکڑون نے ہزارون کا اور ہزارون نے لاکہون کا منہ پہیر دیا ہے بشرطیکہ لڑنے والے مسلمان قوم و مذہب پر جان دینے والے ہون۔ اور حمیت قومی سے بہرہ رکہتے ہون اسی جانبازی کا نتیجہ تہا کہ مسلمان سپین مین اور تین سو سال تک لڑتے رہے۔

اسی جوانمرد شیخ الغزاۃ نے ۷۳۰ھ ہجری مین ۸۸ سال کی عمر پا کر وفات پائی اور ابو سید اسمعیل بن احمر ۷۲۵ھ مین مرا اور اسکا بیٹا ابوالحجاج یوسف والی غرناطہ ہوا۔ اور ۷۳۱ھ مین ابو سعید عثمان سلطان مراکو فوت ہوا اور اسکی جگہ ابوالحسن سلطان مراکو مقرر ہوا۔

ابو سعید سلطان مراکو کے بعد اسکا بیٹا ابو الحسن علی تخت نشین ہوا۔ چونکہ جبل الطارق کی فتح سے افریقہ کو مسلمانوں
کی آمد و رفت میں سخت رکاوٹ پیدا ہو گئی تھی اسلیے ابن احمر ۷۳۲ھ ہجری کو مراکو میں سلطان ابو الحسن کے
پاس گیا اور جبل الفتح کے قبضہ کی ضروریات کو ظاہر کر کے فوجی امداد کی درخواست کی سلطان نے اپنے بیٹے ابو مالک
کے ماتحت فوج جرار روانہ کی ابن احمر نے بھی سپین میں اعلان جہاد دیدیا۔ مجاہدین بہ تعداد کثیر جمع ہو گئے چھ
ماہ کے سخت محاصرہ کے بعد جبل الطارق پر مسلمانوں کا قبضہ ہو گیا۔ فتح سے تین روز بعد عیسائی شاہ سپین بھی
آپہنچا مگر ابو مالک اور ابن احمر کے جہادی جوش سے ڈر گیا۔ اور میعادی صلح کر کے واپس چلا گیا سلطان
ابو الحسن نے جبل الفتح کو اور مستحکم کر لیا۔ اس فتح کے بعد تلمسان واقعہ شمالی افریقہ میں بغاوت ہو گئی اور سلطان
ابو الحسن ادھر مصروف ہو گیا۔ اور عیسائیوں نے اسلامی علاقہ سپین میں اودہم مچادی اور ابو الحجاج یوسف
المعروف ابن احمر کو بھی خراج گذار بنا لیا۔ مگر جونہی تلمسان کی بغاوت فرو ہوئی سلطان ابو الحسن نے اپنے
بیٹے کو جہاد سپین پر روانہ کیا جو عیسائیوں کو دباتا ہوا عیسائی علاقہ میں برخلاف رائے افسران تجربہ کار دور
تک نکل گیا۔ اور واپسی کے وقت غفلت کی حالت میں معہ فوج کثیر دشمن کے ہاتھ سے قتل ہوا۔ سلطان
اس خبر وحشت اثر کو سنکر نہایت مغموم ہوا۔ اور انتقام کے لیے ایک بیڑا جہازات روانہ کیا جس نے معمولی
کامیابی حاصل کی اسکے بعد خود سلطان ابو الحسن اور ابن احمر نے طریف کا محاصرہ کر لیا مگر پرتگالی فوج کے بروقت آپہنچنے
لڑائی کا نقشہ بدل گیا۔ اور عیسائیوں کے حوصلہ بڑھ گئے لڑائی کے وقت کچھ عیسائی فوج اسلامی کیمپ پر جا پڑی
عورتوں نے خوب مقابلہ کیا جس میں سے ابو الحسن کی دو بیگموں مسمات عائشہ اور فاطمہ نے کمال مردانہ تہور سے
مقابلہ کیا۔ افسوس کہ ان بزدل نامردوں نے عورتوں پر ہاتھ اٹھاتے وقت ذرہ شرم نہ کیا۔ اور مردانہ فتوحات
کے خلاف یہ شیر دل شاہزادیاں بے مروت عیسائیوں کے ہاتھ سے ذبح کی گئیں۔ حالانکہ انہیں بیگمات کے
بزرگ عیسائی بیگمات کی خاطر طلیطلہ جیسے عظیم الشان اور مفید جنگی صدر مقام کے تسلط سے دست بردار
ہو گئے تھے۔ اور آج اس اسلامی احسان کا بدلا تلوار سے اتارا گیا۔ ؎ ببین تفاوت راہ از کجاست تا بکجا
عیسائیوں نے کیمپ میں آگ لگا دی۔

جب کیمپ پر یہ آفت آرہی تھی سلطان ابو الحسن کا بہادر بیٹا عیسائی صفوں کو چیر کر قریب فتح کے پہونچ چکا تھا
کہ کیمپ کی بربادی کی خبر سن پائی۔ لڑائی میں شکست ہو گئی اور کیمپ کو لوٹ پڑے عیسائیوں نے ہر طرف سے حملہ
کیا۔ دس ہزار مسلمان شہید ہوئے ابن احمر تو غرناطہ اور ابو الحسن جزیرہ خضرا کو چلا گیا اس شکست سے عیسائی دلیر
ہو گئے اور اسلامی علاقہ کو غرناطہ سے بارہ بارہ کوس تک فتح کر لیا۔ ابو الحسن نے پھر مقابلہ کیا مگر شکست کھائی
اور اس قدر کمزور ہو گئے کہ ابن مرین کا جنگی ہیڈ کوارٹر جزیرہ خضرا بھی عیسائیوں نے ۷۴۴ھ ہجری

مین طویل محاصرہ کے بعد فتح کر لیا۔ سلطان ابوالحسن عیسائیون کے مقابلہ کی تیاری کر رہا تھا کہ افریقہ مین بغاوت
اٹھ کھڑی ہوئی۔ یہان تک کہ اُس فساد کے زمانہ مین ابوالحسن ۷۵۲ھ ہجری مین فوت ہو گیا اور اُسکا بیٹا ابوالعنان
سلطان مراکو ہوا۔ مگر اُسکو اور وارثون نے آرام نہ لینے دیا اور انہین خانہ جنگیون مین خاندان بنی مرین کا ۸۶۹ھ
ہجری مین خاتمہ ہو گیا۔ اور اُسکی جگہ دوسرا خاندان بنی الوطاس اور پھر اشراف السعدین مراکو پر قابض ہو گئے
جنسے کوئی اسلامی خدمت متعلق سپین ظہور مین نہ آئی۔ اس لحاظ سے انکے حالات قلم انداز کیے جاتے ہین۔ اور غرناطہ
کا یہ حال ہوا۔ کہ بہادر اور اسلام کا خادم ابوالحجاج یوسف ابن الاحمر نماز عید الفطر پڑہتا ہوا ایک حبشی غلام کے ہاتھ
سے ۷۵۵ھ ہجری مین شہید ہوا۔ اور اسکا بیٹا محمد الغنی باللہ سلطان غرناطہ ہوا اور ۷۶۰ھ ہجری مین معزول اور ۷۶۳ھ
ہجری مین تخت نشین ہوا۔ مگر اب کی دفعہ اُس نے ہر ایک مخالف کو دبا لیا۔ اور یہان تک اُس کی حکومت کا سکہ بیٹھا
کہ مراکو اور تیونس کے سلاطین بھی اُسکے ماتحت ہو گئے اور کئی شہر قلعہ عیسائیون سے چھین لیے وجہ یہ ہوئی تھی کہ
عیسائی شاہ سپین ۷۵۱ھ مین فوت ہوا۔ اور اسکا بیٹا پطرس بادشاہ ہوا۔ لیکن اسکا بھائی باغی ہو گیا۔ پھر
ابوالعزم عقلمند الغنی باللہ نے اسلامی طاقت کو نہایت دانشمندی سے مجتمع کر کے عیسائی ممالک پر حملہ کیا
کئی شہر ہجری مین بہت سا علاقہ فتح کر لیا۔ اور سلطان عبد العزیز بن ابوالحسن والی مراکو کی مدد سے جزیرہ
خضرا بھی ۷۷۰ھ ہجری مین فتح کر لیا۔ اور دوبارہ اسلام کو رواج دیا۔ اور غرناطہ کو وہی قرطبہ الا جلال حاصل ہوا
سپین مین کوئی عیسائی ایسا نہ تھا جو اس کے مقابل ہو سکتے تو ابتدا مین ہسپانیہ کے بیٹون کا اتفاق بھی اسلامی
طاقت کا سد راہ ہوا۔ لیکن در اصل یہ وجہ تھی کہ عام بغاوت و فساد کے لیے تو سپین کی عیسائی رعایا ہی کافی تھی
اور معمولی لڑائیون اور خاص سپین کے ملکی عزائم مسلمانون کے مقابلہ کے لیے سپین کے پرجوش عیسائی سلطنتین
شمشیر بکف رہتی تہین مگر جب کبھی افریقہ سے پرجوش مسلمان میدان مین نکلے اور سپین کے مسلمانون کے
حوصلہ بڑھانے اور بہ جمعیت جماعی معرکہ آرا ہوئے تبھی سپین کے بہادرون کو بھی یورپ کی تحریک اور یورپ کی امداد
کے سہارا لینا پڑا۔ اسکا یہ نتیجہ نہین کہ سپین سے مسلمانون کو یورپ کی اجتماعی طاقت نے نکالا۔ اور جب جب
یورپ کی امداد وقت پر نہ پہونچ سکتی مسلمانون کی مجموعی طاقت کا مقابلہ سپین کے عیسائی نہ کر سکتے ایسی حالت مین یا
تو جزیہ خراج دیکر وقت ٹال لیا۔ یا مفتوحہ علاقہ چھوڑ کر میعادی صلح کی آڑ لیکر بچ گئے یا بالکل ہی دم سادھ لیے
یہی حالت محمد الغنی باللہ کے عہد مین ہوئی اس بہادر سلطان نے مراکو تیونس وغیرہ شمالی افریقہ اور سپین
کی اسلامی طاقت کو مجتمع کر لیا۔ اور ادھر یورپ خصوصاً اٹلی کو جو مقدس پوپ کا صدر مقام تھا ایک ایسا خوفناک
محاصرہ پیش آیا کہ جسکا سان گمان بھی نہ تھا۔ مسلمان عہد امویہ۔ عباسیہ۔ سلجوقیہ مین بہت زورون پر رہے لیکن
یورپ مین کبھی ایسی ہی مستقل چھاؤنی قائم نہ کی تھی اس سے یورپ صدیون کے تجربے سے اطمینان کر چکا

تہا کہ مشرقی یورپ مین مسلمان مستقل اقامت نہین کرتے یا نہین کرسکتے بلکہ اب تک ایشیائے ہی عیسائی طاقت کے پاؤن اکہڑ گئے تہے۔ کئی ایک شہر قلعہ زرخیز علاقہ قیصر روم کے ماتحت تہے اور خود قیصر کے دارالسلطنۃ قسطنطنیہ کے استحکامات جسپر مسلمان ۲۹ دفعہ ناکام حملے کر چکے تہے یورپ کے حوصلہ افزائی کر رہے تہے مگر اچانک جوانمرد ترک عثمان غازی نے اس بیرین طلسم کو توڑ دیا اور ایشیائے کوچک کے متعدد امصار قلعجات قیصر سے چہین کر اپنے جائے نشینون کیلیے وسعت ممالک کا رستہ کہولدیا یہ قوم کا سچا پرجوش خادم بانی خاندان عثمانیہ ۷۲۶ھ ہجری مین عملی کارروائیون سے قرن اولی کا نمونہ دکہا کر فوت ہوا۔ یہہ وہی زمانہ تہا۔ جبکہ ابن احمر اور سلطان ابوالحسن والی مراکو نے چند سال بعد جبل الطارق عیسائیون سے فتح کیا تہا۔ اور سپین کا عیسائی بادشاہ دست تاسف ملتا ہوا واپس ہوا تہا۔ سلطان عثمان خان کے بعد اُسکے خلف الرشید سلطان اورخان نے اپنی تمام ہمت یورپ کی طرف مصروف رکہی اور بلگیریا سرویا تک کو شہسواران اسلام کا جولان گاہ بنا دیا اور بیڑا جہازات بندرگاہ گیلی پولی پر اس کے بہادر بیٹے سلیمان نے مستقل چہاؤنی ڈال لی تہی اور مشرقی یورپ پر تسلط جمانیکا پورا ارادہ کر لیا تہا سلطان اورخان ۷۶۱ھ ہجری مین فوت ہوا۔ اور اُس کے جوانمرد بیٹے سلطان مراد اول نے تخت نشین ہوتے ہی اپنا دارالسلطنت اڈریانوپل مین تبدیل کر لیا اور یورپ و ہر مقدس پوپ کو ظاہر ہو گیا۔ کہ اب کی دفعہ مسلمان پختہ اور مستقل سکونت کے ارادہ سے آئے ہین۔ اور بلقان صوبہ تہریس البانیا مقدونیہ کے تسلط سے یورپ کو جو زلزلہ دیا اور کسووا کے مشہور میدان مین اور جنوبی یورپ کے متفقہ فوج کے لاکہون بہادر تہ تیغ کر کے ترکی حکومت کے پاؤن جما لیے تہے۔ اور جس قدر کہ خطرہ کبہی عبدالرحمن داخل یا عبدالرحمان ثالث خلفائے سپین سے یورپ کو پیدا ہو گیا تہا اس سے بڑہ کر اب یورپ کو خطرات کا سامنا ہو گیا یہی وجہ ہے کہ یورپ خصوصاً پوپ کی تمام توجہ ترکون کی پیش قدمی روکنے مین مستعد ہو گئی اور انکو سپین کی ہوش نرہی سپین کے عیسائی کبہی مسلمانون کی مجموعی طاقت سے عہدہ برآ نہ ہو سکتے اسلیے بہادر اور دانشمند محمد الغنی باللہ جو افریقہ اور سپین کے مسلمانون کو مسخر کر چکا تہا سپین کے عیسائی مقبوضات کو مفتوح کرنے لگا۔ اور اس فرصت کے زمانہ مین کہوئی ہوئی ثروت کو پہر قائم کر لیا۔ عیسائیون نے کچہ مقابلے کئے مگر مشرقی یورپ کے مشکلات اور سپین و افریقہ کے مسلمانون کا اتحاد دیکہکر دم سادہ گئے۔ اور جزیہ خراج۔ اطاعت۔ تحائف سے وقت ٹال گئے سلطان مرادخان اول عثمانی ۷۹۲ھ مین اور محمد الغنی باللہ سلطان سپین ۷۹۳ھ ہجری مین فوت ہو گئے۔ الغنی باللہ کی جگہہ اسکا بیٹا یوسف سلطان غرناطہ ہوا۔ لیکن نفاق جو مسلمان کی طبیعت ثانی ہو چکی تہی خاندان بنی احمر مین سرایت کر گیا عیسائی ضرور فائدہ اُٹہا لیتے مگر ادہر سلطان مراد خان کی جگہہ سلطان بایزید یلدرم سلطان ہوا جسنے اپنی سلطنت کو فرات سے لیکر دریائے ڈینوب تک وسیع کر لیا۔ اور علانیہ کہا کہ مین روم واقعہ اٹلی کے گرجے سنیٹ پیٹر مین

گھوڑوں کو دانہ کھلاؤں گا۔ بایزید یلدرم سے یورپ کانپ اٹھا تھا۔ اور بایزید جیسے الوالعزم سے یہہ کچھ
بعید نہ تھا کہ وہ اپنے لفظوں کو عملی لباس پہناتا۔ قسطنطنیہ کا اُس نے محاصرہ کر لیا تھا۔ کہ مسلمانوں کا باہمی
نفاق قسطنطنیہ کی عیسائی زندگی میں اور چند سال بڑھا گیا۔ تیمور نے انگورہ کے میدان میں بایزید کو قید کر کے
یورپ کے سر سے بلا ٹال دی۔ اور ایشیا کو چاٹ میں سلجوقیوں کی مردہ ہڈیوں میں جان ڈالنے کی کوشش کی مگر
خداوند تعالیٰ نے جسکا علم سب پر محیط ہے ناقص الخلقت تیمور کی انسانی کوششوں پر پانی پھیر دیا بایزید یلدرم
کے پوتے مراد خان ثانی نے متواتر حملات یورپ سے ترکی رعب کو قائم رکھا۔ اور پڑپوتے سلطان محمد ثانی
نے قسطنطنیہ کی فتح سے یورپ کا صدیوں کا طلسم توڑ دیا۔ اور قسطنطین اعظم کے مقبوضہ ممالک کی وراثت
کا استحقاق پیدا کر لیا۔ اور یورپ کی متحدہ افواج پر اپنی شمشیر کی بُرائی کو بارہا آزما کر پوپ روم کے صدر کو فتح
کرنے کی تیاری کر رہا تھا کہ پیام اجل کو لبیک کہنا پڑا۔ یہہ ایک صدی کا زمانہ سلطان بایزید یلدرم کے سن
جلوس سے لے کر سلطان محمد ثانی فاتح قسطنطنیہ کے سن وفات تک کا ہسپانیہ کی اسلامی زندگی کو بڑھا گیا۔
اور عیسائیوں نے ہسپانیہ میں کوئی فاتحانہ کارروائی نہ کی سلطنت غرناطہ میں دن بدن زوال آتا
گیا۔ اور محمد الغنی باللہ کے بعد سو سال تک کوئی الوالعزم مجاہد پیدا نہ ہو سکا۔ اودہر عیسائیوں نے
جب دیکھ لیا تھا۔ کہ مشرق کی طرف سے سلاطین عثمانیہ دبائے آتے ہیں اور ادہر سلطنت غرناطہ کافی
سے زیادہ مضبوط ہوگئی۔ تو سپین کے عیسائیوں نے اپنی ترقی کے رستہ مسدود ہی نہ دیکھے بلکہ
موجودہ حالت کا قائم رکھنا کچھ مشکوک معلوم ہوا۔ اور یہہ عام تاریخی تجربہ ہے کہ جب کسی قوم کی جنگی
حالت تنزل پذیر ہوتی ہے تو وہ ضرور ہی تجارت کی طرف جھکتی ہے۔ مثلاً یہودی۔ پارسی۔ ہنود
وغیرہ اسی ضرورت نے ہسپانیہ والوں کو بحری سفر کی طرف متوجہ کیا۔ یا مسلمانوں سے مجبور ہو کر کسی
اور بر اعظم کی تلاش میں مصروف ہوئے اور اس سو سال کے عرصہ میں کامل ملاح سیاح ہو گئے
اور سمندری کیڑے بنگئے اور اس سے پہلے جو بحری طاقت سپین اور افریقہ کے مسلمانوں کو
حاصل تھی وہ ہسپانیہ کے عیسائیوں کو حاصل ہوگئی۔ اور غرناطہ کی سلطنت جسکو نفاق عیاشی نے نہایت
کمزور کر دیا تھا اس کے چھیننے کے لیے بھی طاقت بہم ہو پہنچائی گئی تھی نیز شاہ فرڈی ننڈ اور ملکہ ازبلا کے نکاح
نے کسٹائل اور اراگون کے دو زبردست عیسائی طاقتوں متحد کر دیا۔ اب صرف عثمانیہ ترکوں کی تلوار جنے
یورپ کو حواس باختہ کر رکھا تھا۔ غرناطہ پر حملہ کرنے سے روکتی تھی جوں ہی سلطان محمد ثانی فاتح قسطنطنیہ سنہ ۸۸۶
میں فوت ہوا اور اس کے بیٹوں میں چند سال تک کشت و خون ہوتا رہا اور ترک باہمی خانہ جنگی میں سرگرم
ہوئے۔ اور الوالعزم سلطان محمد ثانی کا جانشین بایزید جیسا نرم مزاج سلطان ہوا تو یورپ کو یقین

ہوگیا۔ گو سلطان بایزید سے یورپ کو کسی خطرہ کا احتمال نہین پس اس موقعہ کو غنیمت جانکر سپین کا مضبوط شہر مالقہ اور ۸۹۵ھ ہجری مین مسلمانون سے لیا گیا۔ اور غرناطہ کے تمام علاقہ پر عیسائی تسلط ہوگیا۔ اور اکیلا بے یار و مددگار غرناطہ رہ گیا۔

غرناطہ

جبکہ عظیم الشان خاندان بنی احمر کی طاقت سلب ہوچکی اور باہر سے کوئی بچانیوالا نرہا کیونکہ مجاہدین افریقہ کی جوشیلی کارآمد امداد تو ایک صدی سے بہی زیادہ عرصہ کی بند ہوچکی تہی عثمانیہ ترکون نے گو کبہی علانیہ مدد نہین کی تہی لیکن انکی خوفناک پیش قدمی معناً غرناطہ کی سلطنت کا بچاؤ کرتی رہی اب بایزید ولد سلطان فاتح کی کمزور سلطنت لیے وہ ڈر بہی کہو دیا اور خود سپین مدت سے اسلامی عصبیت کہو چکا تہا۔ اس لیے موقعہ شناس عیسائیون نے جہٹ غرناطہ کو گہیر لیا۔ اور مسلمانان غرناطہ نے حتی المقدور حوصلہ مندانہ طویل محاصرے کی تکالیف بہوک پیاس قتل و جراحت وغیرہ سب برداشت کین مگر قلعہ ندیا۔ محصورین کی اسقدر جگرداری سے ثابت ہوگیا کہ غرناطہ جیسا سنگین اور محکم شہر زور شمشیر فتح نہین ہوسکتا تو صلح کا سلسلہ ہلا دیا گیا۔ اور امان کا وعدہ دیا گیا مسلمانون کو چونکہ اسلامی دنیا کے کسی حصہ سے مدد پہنچنے کی امید نہ تہی اور مصر اور قسطنطنیہ سے باوجود قاصد روانہ کرنے کے کوئی فریاد رس نہ ہوا شہر کی آبادی اور اذوقات مین دن بدن کمی ہو رہی تہی اور محاصرین کی غیر محدود اور زور افزون طاقت مین ہر طرح اضافہ متصور تہا۔ اس لیے مجبوراً ۶۷ شرائط پر غرناطہ حوالہ نصاری ۸۹۷ھ ہجری مین کیا گیا۔ عہدنامہ کی بڑی بڑی شرطین یہہ تہین۔

(۱) تمام باشندگان غرناطہ ادنی و اعلی صغیر و کبیر کو جان و مال سے امان دیجائیگی۔

(۲) مسلمانون کے مکانات باغات اور اراضیات وغیرہ جائداد غیر منقولہ سے کچہ تعرض نہین کیا جائیگا۔

(۳) مسلمانون کے جملہ مقدمات دیوانی فوجداری بحسب شریعت محمدی فیصلہ ہونگے اور حدود شرعی کو سالم رکہا جائے گا۔

(۴) مساجد خانقاہین۔ مذہبی مکانات اوقاف وغیرہ بدستور رہینگے ان مین کبہی دخل نہین دیا جائیگا۔

(۵) کوئی عیسائی کسی مسلمان کے گہر مین بلا اجازت داخل نہین ہوسکیگا۔

(۶) عیسائی نقیب مسلمانون مین مروج نہین ہونگے

(۷) کل مسلمان قیدی چھوڑ دیئے جائین گے۔
(۸) جو مسلمان افریقہ وغیرہ کو ہجرت کرنا چاہین انکو روکا نہ جائیگا۔
(۹) جو عیسائی مسلمانون کے ہاتھ سے قتل ہو چکے ہونگے مین انکی باز پرس نہین ہوگی۔

عیسائیون کی عہد شکنی اور مسلمانون کا انجام

یہہ عہدنامہ محض غرناطہ جیسے ناقابل فتح شہر کے لیے لکہا گیا تہا جسکی فتح مین عیسائی دو سو سال سے دانت پیس پیس کر مر چکے تہے مگر نیک نیت عیسائیون نے کبہی ان شرائط پر عمل نہ کیا وقتاً فوقتاً سب توڑ دی گئین نیمتی جائدادین چہین لین۔ کبہی سرکاری ضرورت کا بہانہ کیا گیا۔ اور کبہی عدول حکمی کا الزام لگایا گیا۔ شریعت محمدی کا نفاذ صرف نکاح تک ہی محدود رہ گیا۔ اوقاف کے ضبط کرنے سے مذہبی مکانات کو اجاڑ دیا حتی کہ مسلمانون کو جبراً عیسائی کرنے لگے۔ عموماً کہا جاتا تہا۔ کہ تمہارے بزرگ عیسائی تہے تم بہی عیسائی ہوجاؤ۔ اور سلطنت کے ان حکومتی کاروبار سے فائدہ اٹہاؤ۔ جو بصورت مسلمان ہونیکے عیسائی گورنمنٹ تمہین نہین دے سکتی اور جب اس لالچ سے بہی کچھ زیادہ عیسائی نہ ہوسکے تو صریحاً کہا گیا کہ ایسے نو مسلم خاندان قانوناً عیسائی نہین کہلا سکتے۔ اسطرح سے لاکہون جبراً عیسائی کیے گئے۔ شہر بیازین کے مسلمانون نے یہہ حالت دیکھکر دست بگیر و سر شمشیر تیز" پر عمل کیا۔ اور جبراً عیسائی کرنے والون مین سے چند ایک کو مار ڈالا پہراب کیا تہا عیسائی گورنمنٹ کو خاصہ بہانہ مل گیا۔ اور حکم دیدیا کہ جو مسلمان عیسائی مذہب اختیار نہ کریگا وہ قتل کیا جائے گا۔ اس سے لاکہون قتل اور ہزارہا ہزار عیسائی کیے گئے۔ اور جنہون نے پہاڑی مقامات مین پناہ گزین ہوکر مردانہ مقابلہ کیا اور عیسائیون کو بہ تعداد کثیر قتل کیا۔ وہ بچ رہے اور عیسائی گورنمنٹ نے ایسے لوگون کو مجبور ہوکر سپین سے نکلجانے کے لیے رستہ دیدیا جسکی تعداد بقول مورخین خدا جانتا ہے۔ پس لاکہون مسلمان بے خانمان اپنے ہزار سالہ وطن کو ہزار حسرت و یاس چہوڑ کر مراکو۔ الجزائر طیونس قسطنطنیہ شام مصر کو چلے گئے جس سے اکثر افریقہ کے عربون کے ہاتہ سے تباہ و برباد ہوئے اور جو مسلمان بظاہر عیسائی ہوگئے تہے اور دل سے مسلمان تہے اگر کبہی نماز وغیرہ کوئی فریضہ اسلام ادا کرتے ہوئے دیکھے جاتے تو آگ مین جلائے جاتے پہانسی پر لٹکائے جاتے جسکی تعداد بہی ہزارون تک پہونچ گئی۔ اور اسطرح سے سپین ۱۰۱۱ھ مین ہی مسلمانون سے خالی ہوگیا۔ ابن احمر کا اخیر سلطان ابو عبداللہ محمد

محمد عباس فاس واقعہ افریقہ کو چلا گیا جسکی اولاد ۱۳۰۲ھ ہجری مین گلیون مین بہیک مانگتی دیکہی گئی تہی جو بالکل شاہان مغلیہ ہندوستان کی مفلس اور نادار نسل واقعہ دہلی کے مشابہ ہے نعوذ باللہ من الحور بعد الکور + ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

لکہا ہے کہ اہل غرناطہ نے قسطنطنیہ اور مصر سے مدد مانگی اور قیاس کیا گیا ہے کہ باوجودیکہ وہ مدد دے سکتے تہے کچہ توجہ نہکی۔ واقعی یہ ایسا قصور ہے کہ سلاطین ترک اس قومی الزام سے بری نہیں ہوسکتے مگر بات یہ ہے کہ عثمانیہ سلطنت مین زوال شروع ہوچکا تہا۔ سلطان مراد ثانی کا اخیر عہد اور سلطان محمد ثالث کا شروع عہد تہا۔ فرانس۔ اٹلی۔ اسٹریا۔ اور دیگر صوبے اور ریاستین متحدہ طاقت سے ترکون کی پیش قدمی روک کر کافی مضبوط ہوگئی تہین۔ عیسائیون کی بحری طاقت بحیرۂ روم پر قابض ہوچکی تہی۔ اور خود ترک ایرانیون کی لڑائیون مین مصروف تہے۔ اور وہ اس قابل نہ تہے کہ دوردراز ملک سپین کے مسلمانون کی مدد کرسکتے امر ہی ترکی انحطاط عیسائیون کی دلیری اور مسلمانون کی جلاوطنی کا موجب ہوا تہا۔ الجزائر اور ٹیونس ترکون کی ماتحت تہا مگر کسی بہادر امیر کے تہ ہونے اور خود دربار عثمانیہ کے تساہل کے سبب ہسپانیہ اور دیگر عیسائیون کے حملات کو کاٹ کر سپین کے کمزور مسلمانون کو زبردست عیسائیون سے نہ بچا سکتا تہا پس ہمیں کہنا پڑتا ہے کہ خدا کی ہی مرضی تہی کہ مسلمانون کا نام ونشان سپین مین نہ رہے اور عیسائیون کی طاقت بڑہے فاعتبروا یا اولی الابصار۔

نتیجہ

سپین کے عروج وزوال کے مختصر حالات لکہے گئے ہین اور یہ مسلمانان عالم کے لیے ایسا عبرت انگیز سبق ہے کہ اس سے وہ آیندہ اور موجودہ حالت کا اندازہ کرکے اپنے نفع ونقصان کا رستہ تلاش کرسکتے ہین۔ ہم ان وجوہات کو لکہتے ہوئے ناظرین کی توجہ کو پہر غور وعمق کے لیے ادہر کہینچتے ہین تاکہ غافل مسلمانون کو بہی کچہ بیداری نصیب ہو۔

(۱) مسلمانون کی ترقی کا زمانہ خاص وہی شمار ہوسکتا ہے جب کہ مسلمانون کی ہر ایک کارروائی صرف قومی عزت اور محبت کے لیے ہوا کرتی تہی اور اس قومی عزت اور حب الوطنی کا خیال تعمیل احکام قرآن سے پیدا ہوتا تہا۔ جون جون پابندی مذہب کا خیال کم ہوا ترقی رکنے لگی۔

(۲) عام مسلمانون مین ہمیشہ قومی جوش موجود رہا۔ بربادی کا موجب عیاش۔ بیدین۔ خود غرض سلاطین اور امرا۔ سرغنہ مسلمان ہوئے جب کبہی کوئی پرجوش خادم قوم سلطان یا سردار نکلا عام مسلمانون

نے نہایت جوش سے اپنی خدمات کو حمایت اسلام کے لیے پیش کیا۔ اور دشمن کو بارہا نیچا دکھایا چنانچہ اخیر وقت
مین بہی مسلمانون نے سپین کے بہادر اور جری اور جان نثار الدرجل اور خود غرض ابو عبداللہ اخیر سلطان
غرناطہ اور غیور جنرل موسی کی بیعت مین جانبازی مین کچھ فرق نرکہا اور یہہ حالت ہر ایک ملک اور ہر ایک
زمانے کے مسلمانون کی رہی اور ہے گی صرف کام لینے والون کی ضرورت ہے جو مقلد صحابہ کرام ہون۔
(۳) اسلام کی سچی محبت یونانیون کے مضر اخلاق فلسفہ نے کم کیا جس سے قومی شہادت کا جوش
فرو ہوتا گیا۔ اور جنگی حرارت دن بدن نقصان پذیر ہوتی رہی۔ قومی احساس پر ذاتیات کا غلبہ
ہوگیا۔
(۴) ایک مقتدر واحد سلطنت کی جگہہ ۵ اخود مختار ریاستین قائم ہوگئین اور آپس مین لڑکر اخوت اسلامی کی
حبل المتین کو توڑنے لگین اور عیسائیون سے مدد لینے لگین جب عیسائیون کو مسلمانون مین دخل ملا تو انہون
نے اسلامی طاقت کے کم کرنے اور مدد کے بہانے سے مفید اور کارآمد جنگی مقامات باتون ہی باتون مین لے
لیے اور ایک مضبوط طاقت اسلامی مقابلہ کے لیے قائم ہوگئی۔ اور بے سمجھ طوایف الملوک مین سے کئی
خاندان اللہ جل شانہ کے اس سیاسی اور انتظامی فرمان " لا یتخذ المؤمنون الکافرین
اولیاء من دون المومنین ومن یفعل ذلک فلیس من اللہ فی شئ " کی عدول حکمی کی سزا مین عیسائی
دوستون کی چالبازیون سے تباہ ہوگئے۔ افسوس کہ دانا یورپ نے اس گر کو اپنا دستور العمل بنالیا
اور مسلمانون کو متفرق اور کمزور کرنے کے لیے نئے نئے تجربون سے پولیٹیکل علم کا درجہ دے
لیا۔ چنانچہ زمانہ حال مین مسلمان سلاطین ایک دوسرے سے جدا اور باہم ازادی کے ساتہہ خط و
کتابت کرنے کے بہی مجاز نہین خود عرب جو مخزن اسلام اور مہبط رسالت تہا وہان اس قاعدہ کو دست
دیکہا رہی ہے۔ اور نادان مشائخ عرب کو امارت اور خلافت کے لیے ابہارا جارہا ہے پس سپین کی ہی نہین
بلکہ روے زمین کے مسلمانون کی تباہی کا سب سے بڑا باعث یورپ کی دوستانہ یا مخالفانہ دست
اندازی اور مسلمانون کی نادانی اور نفاق ہے۔
(۵) اسپین کے مسلمان عیسائیون کے عام خلط ملط سے اسلامی شعار اسلامی عزت۔ اسلامی جوش
بہول گئے اور صرف نام کے مسلمان رہ گئے۔ اور عیسائیون کے دم جہانسون مین آکر دولت و اقبال ننگ و
ناموس مذہب و ملت سب کچھ کہو بیٹہے۔
(۶) مسلمانون کا جوش بے قاعدہ اور متکبرانہ تہا جب کبہی مسلمان لُٹے عیسائی نرٹہر سکے اسپیر مسلمان
مغرور ہوگئے بخلاف اس کے عیسائیون نے اگرچہ صدہا سال تک اسلامی حملات کے صدمات اُٹہائے لیکن حقیقی

حب الوطنی کو کبھی ہی نہ بہلایا۔ اور ہر موقعہ پر لڑائی سے صلح سے جسطرح ہوسکا مطلب نکال لیا۔ قاعدہ ہے کہ کمزور
مگر عقلمند اور مآل اندیش قوم اپنی بہتری کا کوئی نہ کوئی رستہ نکال لیتی ہے۔ یہی خیال وطن کے صیادون
کا تہا۔ زمانہ حال مین بہی جو مفتوح قومین فاتحہ اقوام کی جابرانہ رو سے نکلجاتی ہین وہ ترقی پاسکتی ہین۔

سلطنت عثمانیہ

اس عظیم الشان خاندان کے مفصل حالات لکہنے کی اس مختصر مین گنجائش نہین ہے اور نہ اسکے متعلق
تاریخ کے لکہنے کا یہہ محل ہے یہان صرف چند اسلامی خدمات کا ذکر کرنا منظور اور عروج وزوال کے اسباب
بہی ناظرین کرنے مطلوب ہین اسلیے اس خاندان کے سلاطین مجاہدین کے غزوات و ترقی و تنزل کے حالات
لکہے جاوینگے۔ یہہ خاندان بہی تاتاری نسل کی شاخ ترکون مین سے ہے۔ تاریخ اسلام مین پہلے پہل
ترکون کا ذکر خلیفہ معتصم باللہ عباسی کے حالات مین آتا ہے جسنے ترکون کو حکومت مین شریک کرلیا۔
اور رفتہ رفتہ خلفائے عباسی پر ترکون کا اسقدر تسلط ہوگیا کہ خلیفہ برائے نام رہ گیا۔ یہہ ترک مدت دراز تک
بہی عباسیون کے حمایت رہ گئے رہے ترکون کے بعد آل بویہ کا عروج ہوا جو ترکون سے ملتے جلتے رہے
انہون نے بہی جہانتک ہوسکا بُرا بہلا کام کیا آل بویہ کے بعد سلجوقی ترکون کا ایشیا مین ڈنکا بجا۔
جنہون نے قسطنطنیہ تک عیسائی سلطنت کی طاقت کی جڑ کو ہلا دیا اور یہہ بہی تاتاری نسل تہے انہین کے
تربیت یافتہ اتابک تہے جنہون نے یورپ کی متفقہ افواج کا منہ توڑ مقابلہ کیا۔ اور اسلام کی آبرو کو بچا لیا۔ یہہ
اتابک بہی تاتاری نسل تہے صلاح الدین غازی اگرچہ کرد تہا۔ لیکن اتابکون کا ممنون احسان تہا فارس
کے اتابک بہی اسلامی حمایت مین ممتاز رہے مصر کے ملوک گو زیادہ تر غلام تہے مگر ترکون کی تعداد ان
مین کافی تہی۔ ایشیائے کوچک کے سلجوقی بہی رومیون کی روک تہام کے لیے ایک سد شدید تہے ہندوستان
کا خاندان غلامان جنہون نے ہندوستان مین سلطنت اسلامیہ کی بنیاد رکہی تاتاری نسل تہے۔
خاندان عالیہ عثمانیہ بہی اسی نسل کی ایک شاخ ہے پس یہہ کہنا بیجا نہین کہ ترک اسلامی خدمات
گیارہ سو سال سے کر رہے ہین اور قسطنطنیہ کا موجودہ حکمران خاندان شاہی سات صدیون سے حمایت
اسلام کا بیڑا اٹہائے ہوئے ہے۔ ہم اس سے پہلے لکہہ آئے ہین کہ حادثہ چنگیزی مین جسطرح اور
مسلمان امرا اور خاندان جلا وطن ہوگئے اسیطرح عثمانیہ ترکون کا جد اعلیٰ سلیمان شاہ ۶۱۱ھ مطابق
۱۲۲۴ء مین خراسان سے آرمینیا اور پہر وہان سے قونیہ پہونچا اور سلجوقی شاہ قونیہ کو قیمتی امداد دینے

کی سبب متعمد الیہ ہوگیا سلیمان کے بعد اُسکا بیٹا ارطغرل بے نظیر جنگی خدمات کے سبب سپہ سالار بن گیا
اور ارطغرل کے بعد اسکا بیٹا عثمان خان کمانڈر انچیف ہوا۔ یہہ عثمان خان غازی متعدد جہادی معرکون اور
فتوحات کثیرہ کے باعث غازی کے مقدس لقب سے موسوم ہوگیا۔ اور ۶۹۹ھ ہجری مین جب علاؤالدین
سلطان قونیہ مغلون کی لڑائی مین مقتول ہوا۔ تو عثمان غازی باتفاق امرا و رعایا بحق دامادی علاؤالدین کے
تخت قونیہ پر جلوس فرما ہوا۔ عثمانیہ سلاطین کا یہہ پہلا سلطان ہے جسکی نسبت سے سلاطین ترکی
کو عثمانیہ کہا جاتا ہے۔ اس اولوالعزم سلطان نے تخت پر بیٹھتے ہی چارون طرف نظر دوڑائی
تو ایک طرف سلجوقیون کے کنار سلطنت کے نشان دکہائی دیے جنپر ہاتھ اُٹھانے سے حق مانع
تہا اور دوسری طرف سلاطین مصر کا علاقہ زرافع الشیا تہا۔ جنکے ساتھ نبرد آزمائی خلاف اسلام تہی پس
اسکو اپنی شجاعت کے جوہر دکہانے کے لیے عیسائیون سے بہتر کوئی مقابل نظر نہ آیا اور رومیون کے
علاقہ واقعہ ایشیا کوچک کو اپنی جولانگاہ بنا کر صدیون کے اس عیسائی طلسم کو توڑنے کا ارادہ کر لیا
اور چھوٹتے ہی قراحصار کو فتح کر کے اپنا دار الحکومت بنا لیا۔ اور پھر تھوڑے ہی عرصہ مین ینی
کول۔ یعنے شہر کو فتح کر کے دار السلطنت کو وہان منتقل کر لیا۔ اور صوبہ نیکومیدیا بھی قیصر
روم سے چہین لیا قلعہ ازنق پر رومیون نے سخت مقابلہ کئی سال تک کیا قیصر قسطنطنیہ نے بیڑہ جہازات
مدد کو روانہ کیا۔ مگر خشکی پر اترنے ہی بہادر ترکون نے غارت کر دیا اور پھر شہر مرمرہ پر تسلط کر لیا۔
اور ملوک روم نے عثمان خان کے مقابلہ کے لیے اتفاق کر لیا۔ اور تیس ہزار جرار فوج سے قیون
حصاری کے قریب اسلامی لشکر سے سخت جنگ کیا۔ مگر عثمانی فوج جو مشتاق شہادت تہی اور اُن کا
غازی سلطان اپنی متہورانہ حرکات سے فوج کو جان بازی کا نمونہ دکہا رہا تہا۔ بازی لے گئے۔ اور
عیسائی سپاہی اور سردار بیشمار قتل کیے گئے باقی ماندہ بردسر کو بہاگ گئے۔ سلطان نے تمام
علاقہ مین اپنے عمال مقرر کر دیے اور اپنے شہر کو جنگی ہیڈ کوارٹر بنا لیا۔ ۷۰۰ھ ہجری مین قلعہ بیجلہ
آق حصار۔ توق حصار کو فتح کر کے مسلمانون کو وہان آباد کیا۔ اور اس صدیون کے دار الحرب مین
شعار اسلام کو جاری کیا اسی سال ۷۰۰ھ مین بارود کا اختراع ہوا۔ مگر توپ ۷۶۲ھ ہجری مین نکلی سلطان
عثمان خان نے قیصری لشکر پر سکہ بٹہلا لیا اور عیسائیون کو اپنی تلوار سے مرعوب کر لیا تہا۔ پس موقعہ
کو غنیمت سمجہا اور مدبر جہان کشا سلاطین کی طرح عیسائی امصار کو [illegible] کرنا شروع کیا۔ ۷۱۲ھ ہجری
مین حصن کبوہ طر قلو۔ بکورو غیرہ کئی ایک مضبوط قلعے فتح کر لیے۔ اور ۷۱۳ھ ہجری مین قلعہ انوس
وغیرہ کو لے لیا اور تمام علاقہ کا قرار واقعی نظم و نسق کر دیا۔ ۷۲۳ھ ہجری مین سلطان نے بروسہ کا

محاصرہ کر لیا۔ چونکہ قلعہ وفصیل کمال مستحکم تہی اور سامان جنگ وغیرہ محاصرین کے پاس کافی موجود تہے اس
لیے محاصرے نے طول کہینچا اور اولوالعزم اورخان سلطان نے بروصہ کے نزدیک دو قلعے تعمیر کر لیے ایک مین
اپنا چچازاد بہائی اور دوسرے مین ایک اپنا غلام جنرل متعین کر دیا۔ اور اسطرح محاصرہ پر زیادہ زور ڈالکر مستقل
محاصرہ کا ارادہ کر لیا اور خود ہی شہر کو چلا آیا۔ اور دیگر عیسائی شہرون کو فتح کرنے لگا جہان سے کہ بروصہ
کو مدد ہوتی رہی ہہی عقلمند سلطان نے سمجہ لیا کہ قلعہ بروصہ کو بزور شمشیر فتح کرنے اور مسلمانون کو مفت
کٹوانے کی جگہہ۔ باقی عیسائی امصار کی فتح سے محصورین بروصہ کی کمر توڑی جائے اور دشمن کو بہوک
کے عذاب سے مجبور کیا جائے اس لیے ۷۲۳ھ ہجری مین قلعہ تو کر بہ بلاد ملانی اور اخیازی کو اور ۷۲۶ھ ہجری
بلاق آباد۔ قاندری حصن بولی حصن صحانو۔ اور سرسبز وشاداب علاقہ قرہ مرسل کو فتح کرکے بروسہ
کے بازو کاٹ لیے گئے اور اپنے بہادر بیٹے اورخان کو لشکر کثیر دیکر فتح بروصہ کے لیے روانہ کیا اور
خود سلطان عثمان خان مرض نقرس کی شدت کے باعث اپنی شہر مین ہی رہ گیا۔ اور ایام محاصرہ
بروسہ مین یا بقول بعض بعد فتح عثمان خان اسی مرض مین ۷۲۶ھ مین ۶۹ سال کی عمر اور ۲۷ سال
کی سلطنت کے بعد راہی فردوس برین ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

سلطان عثمان خان بہادر عادل صالح یتیمون۔ بیوگان۔ غربا۔ ومساکین۔ کا مددگار شائق غزا وجہاد تہا
اُس کی تمام عمر مخالفین دین کا زور گہٹانے اور اعلائی کلمۃ اللہ مین بہ تقلید صحابہ کرام گزری اسی تقلید حقہ
کی وجہ سے جدہر سلطان عثمان خان نے باگ اُٹہائی فتح ونصرت ہمرکاب رہی۔ زہد وتقوی مین نمونہ صحابہ
تہا۔ چنانچہ باوجود اسقدر فتوحات وسلطنت کے عظمت کے مرتے وقت صرف۔ پگڑی۔ کوٹ پیٹی۔
تلوار چہوڑ گیا۔ نہ کوئی دولت تہی نہ خزانہ جو کچہ اُس کے ہاتہہ مین آتا تہا وہ قوم اور ملک کے فوائد پہ
خرچ کر دیتا تہا۔ اور علما وصلحا کی نہایت عزت اور مدد کرتا تہا عقیدہ اسکا اس قدر مضبوط تہا کہ بادشاہی
سے پہلے کسی کے ہان سفر مین مہمان ہوا جس مکان مین عثمان خان کو اتارا گیا سونے دفعہ دیکہا کہ وہان
ایک کہونٹی سے قرآن مجید آویزان ہے یہہ دیکہکر اس مکان مین سونا قرآن مجید کی تعظیم کے خلاف سمجہا
اور رات بہر ہاتہہ باندہے قرآن کے سامنے صبح تک کہڑا رہا۔

اسی قوت ایمانی کا نتیجہ تہا کہ وہ جملہ غزوات مین منصور ومظفر رہا اور ایشیا کوچک سے رومیون کی صدیون
کی طاقت کو قریبا نیست ونابود کر دیا اور اپنے جانشینون کے لیے ایک وسیع رقبہ کی حکومت
کے علاوہ قیصری علاقہ مین فتوحات کا راستہ کہول گیا۔ سلطان عثمان کو عارف باللہ شیخ ادہ بالی القرمانی
سے کمال محبت تہی۔ ایک رات سلطان نے بادشاہ ہونے سے پہلے خواب مین دیکہا کہ چاند شیخ مذکور کے

گھسنے نکلکر عثمان خان کے گہر داخل ہوا اور عثمان کے ناف سے ایک درخت پیدا ہوا کہ جسکا سایہ
تمام زمین پر پہیل گیا ہے اور کوہ و بیابان اُس کے نیچے آگئے مین نہرین اور چشمہ نکلے ہین لوگ پانی
پیتے ہین اور نفع اٹہاتے ہین عثمان خان بیدار ہو کر شیخ صاحب کیخدمت مین حاضر ہوا اور خواب بیان
کی اُس کی اللہ نے ہو مکاشفہ عثمان خان کو بشارت دی کہ تم بادشاہ ہوگئے اور تماری نسل سے کئی ایک
عظیم الشان سلطان پیدا ہونگے اور خلق اللہ کو فائدہ پہنچا ئین گے مین اپنی لڑکی کا نکاح تم سے کرتا ہون
اس بی بی کے بطن سے سلطان اورخان ہوا جس کی اولاد سے کل سلاطین عثمانیہ حامی دین اسلام
پیدا ہوئے۔

سلطان عثمان خان جو مقدس تلوار بطور ورثہ یادگار چہوڑ گیا تہا۔ وہ ہر ایک جدید عثمانیہ سلطان
کی کمر مین بطور نشان تاج پوشی مسجد جامع ایوب مین بندہوائی جاتی ہے۔ اور اُس نیک نیت زاہد
متقی۔ پابند قرآن و سنت عادل و باذل مقلد رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مبارک تلوار کا
اثر ہے کہ چند سو سال سے سلاطین عثمانیہ اسلامی خدمات۔ یورپ۔ افریقہ۔ ایشیا مین بجا لا رہے ہین
کہ جسکی با اقبال قدامت کا مقابلہ یورپ کا کوئی خاندان شاہی نہین کرسکتا۔

سلطان اورخان

غازی عثمان خان کے بعد اُسکا چہوٹا بیٹا اورخان سلطان مقرر ہوا۔ اور بڑا بیٹا علاوالدین وزیر ہوا
اور یہ ایک نادر مثال ہے کہ بڑے بہائی نے کمال ایثار نفس سے چہوٹے بہائی کی ماتحتی قبول کی
مگر یہہ وزارت در اصل ملکی و مالی اختیارات کی بجے سے سلطنت تہی اورخان نے اپنی تمام توجہ جنگی امور کی
طرف مصروف رکہی اور کشور کشائی مین مشغول رہا اور علاوالدین انتظام ملکی در مفید تجاویز کے سوچنے
مین لگا رہتا تہا۔ اُسکا نتیجہ یہہ نکلا کہ سلطنت عثمانیہ جلدی سے ہر ایک شعبہ دین ترقی کر گئی۔
بروصہ جسکو اورخان باپ کی وفات کے وقت محاصرہ کیئے ہوئے تہا۔ جلد فتح ہوگیا اور اورخان نے
اسکو اپنا دارالسلطنۃ مقرر کیا۔ یہہ شہر بلحاظ آبادی۔ رونق۔ شادابی کے ایشیا کوچک مین اول نمبر
ہے۔ سلطان اورخان نے تہوڑے ہی عرصہ مین اپنی سلطنت کو آکہائی ڈاڈینیلز تک وسیع کر لیا
اور بڑی فوج کے علاوہ ایک زبردست جہازی بیڑہ بہی تیار کرکے یورپ مین پاؤن جمانے کے لیے
کافی سامان مہیا کر لیا۔ اینڈرونیکو مین شہنشاہ قسطنطنیہ کے خلاف اُس کے پوتے نے بغاوت کی

اور عمر پاشا گورنر ایدن سے مدد طلب کی جو باجازت سلطان فوراً ۲۸ ہزار فوج کے ساتھہ سمندر پار ہو گیا
اور بلگیریا سے سرویا تک ترکی چمک دکھا کر واپس ہوا - اور یہہ پہلا موقعہ ہے کہ ترکون کو یورپ میں شمشیر
بازی کا موقعہ ملا جس سے فایدہ بھی اُٹھا لیا ایشیا کوچک کا بہت سا زرخیز علاقہ قیصر سے چھین لیا اور
یورپ کے بندرگاہ گیلپی پولی پر بھی ۷۵۶ھ میں ترکون کا قبضہ ہو گیا - اور صبا اور رضا فاقی قلعہ بھی
فتح ہو گئے - یورپ میں عثمانیہ ترکون کی یہہ پہلی مبارک فتح ہے - اسی سلطان کے عہد میں ینگچری فوج
کی بنیاد پڑی

فوج ینگچری

۷۶۳ھ ہجری میں جب سلطان اورخان کو مشرقی یورپ میں فتوحات حاصل ہوئین تو وہان سے حسب شریعت
پانچوان حصہ قیدیون کا سلطان کو ملا - ایسے قیدیون کی تعداد دن بدن بڑھنے لگی مدبر سلطان نے اُن
قیدیون میں سے کم عمر عیسایون کو جنگی تعلیم دلانی شروع کی جو سلطان کی الطاف و تربیت سے خاصہ
سپاہی نکل آئے اور سلطان نے اپنے پیر و مرشد حاجی بکتاش رحمۃ اللہ علیہ کے پاس دعائی خیر اور تقرری
نام کے لیے بہیجا اُس عارف باللہ ولی اللہ نے اپنے سفید آستین کو اُن میں سے ایک کے سر پر رکھہ کر
اُنکا نام ینی شہری ینگچری رکہا اور دعای بعد فرمایا کہ یہہ لوگ ہمیشہ مظفر و منصور رہا کرینگے - یہہ فوج
سلطان کی باڈی گارڈ بنائی گئی جسکی تعداد سلطان سلیمان اعظم کے وقت ایک لاکھہ تک پہنچگئی تہی -
اس فوج نے بڑے بڑے کارہائے نمایان کیے - یورپ میں پہلی باقاعدہ فوج یہی ہے اس سے پہلے جاگیر دار من سے
ضرورت کے وقت فوج بہیجا کرتی تہی - اس فوج نے یہانتک زور پکڑا کہ سلاطین عثمانیہ کا عزل نصب بلکہ حیات
و ممات فوج ینگچری کے ہاتھہ تہی اور وہ زمانہ دور نہ تہا کہ جو کچہہ غلامون کے ہاتھہ خاندان عباسیہ اور بویہ کا انجام
ہوا تہا - وہی آل عثمان کا ہوتا مگر معلوم ہوتا ہے کہ خدا کو اس خاندان کا قیام منظور ہے جو باوجود اون تمام
خرابیون کے جو دیگر حکام کے خاندانون میں بربادی کا باعث ہوئین اس خاندان کا پایہ خلافت بدستور
مضبوط رہا - اور ہر ایک عہد میں کوئی نہ کوئی سلطان یا وزیر اعظم مدبر ایسا نکلتا رہا کہ جو ان خرابیون پر غالب
آتا رہا - گو فوج ینگچری کی خودسری سے مدت تک سلاطین اور بقدر امرا کا قافیہ تنگ رہا مگر آخر سلطان محمود
خامس نے اس فوج کا قلع قمع کیا اور جدید نظام کے مطابق فوج آراستہ کی گئی جو آج دشمنون کے دانت کہٹے
کر رہی ہے یہہ بات سے انکار انصاف کا خون ہے کہ ینگچری ملک و ملت کے کمال خیر خواہ تہے - اور اگر
یہہ کہا جائے کہ اسی فوج کے متعصبانہ جوش کے خوف سے سلاطین و وزرا کا قانون قرآن مجید رہا ہے تو نہ

بے جا نہ ہوگا۔ اور دربار عثمانیہ جادۂ اعتدال سے باہر نہیں نکل سکا سلطان اورخان نے عثمانیہ سلطنت کی عز
بڑی خدمات کین۔

(۱) یورپ مین فتوحات کا رستہ کہولا اور مسلمانون کی توجہ کو بجائے باہمی کشت و خون کے ایک ایسی طرف پہیر دیا کہ جس مین مسلمانون کا ہر ایک فریق جوشیلے خیال ہوکر ایک پرجوش اسلامی سپاہی بن گیا اور افسردہ قومی مذہبی حرارت کو ازسرنو تازہ کرلیا جس عملی اجتماعی جوش نے یورپ کو بعد مین لب گور تک پہونچا دیا۔

(۲) ایک جان نثار پرجوش منتظم فوج ینگچری قائم کی۔

(۳) جہازی بیڑہ قائم کیا جس کے باعث سمندر پر بھی ترکی تسلط شروع ہوگیا چنانچہ اسی بیڑہ کے ۸۰ جہازات کے ذریعہ عمر پاشا نے یورپ مین قدم رکہا اور بندر گیلی پولی وغیرہ تو یہ ساحلی علاقہ فتح کیا گیا گیلی پولی جزیرہ کو امیر سلیمان بن اورخان نے فتح کیا تہا یہ بہادر شاہزادہ گہوڑے سے گر کر فوت ہوا۔ اور اسکی جگہہ شاہزادہ مراد خان فتح یورپ پر مامور ہوا۔ جسنے اپنے پہلے سلطان معظم [illegible] کے ماتحت رہتے ہی رومیلیا پر چڑہائی کی اور شہر حوالی کو فتح کیا جو قسطنطنیہ سے تین منزل پر واقع تہا۔ اور لگاتار کفار سے لڑتا رہا۔ اور شہر دیمتوقہ کو فتح کیا۔ بوڑہا سلطان اورخان بیٹے کی وفات کے سبب مغموم ہوکر ۷۶۱ ہجری مین ۸۰ سال کی عمر اور ۳۵ سال کی حکومت کے بعد فوت ہوا۔ اور شہر بروسہ مین دفن کیا گیا۔ اس سلطان نے مدارس مساجد تعمیر کین۔ بہادر سخی دیندار شائق غزا تہا۔

سلطان مرادخان اول

سلطان اورخان کے بعد اسکا بیٹا مرادخان تخت نشین ہوا۔ اور پایہ تخت دار الحکومت بروصہ واقع ایشیا سے ایڈریانوپل واقع یورپ مین منتقل کرلیا۔ جو یورپ مین دوامی اور مستقل حکومت کا نشان تہا۔ مرادخان کے بہادر سپہ سالار شاہین نے جلدی ہی کوہ بلقان تک تمام علاقہ اور قصبہ تریس فتح کرلیا ترکون کی اس رفتار [illegible] قدیمی [illegible] نے صرف قسطنطنیہ کے قیصر کو ہی متوحش کیا [illegible] بلکہ تمام مشرقی اور جنوبی یورپ کے گہر گہر مین ماتم بپا تہا اس لیے قیصر قسطنطنیہ اور دیگر شاہان یورپ نے متفق ہوکر ترکون کو یورپ سے نکالنے کے لیے مقابلہ کیا مگر سلطان مرادخان نے سخت جنگ کے بعد تمام یورپ [illegible] اسلامی شمشیر [illegible] پرجوش مجاہدین کے ہاتہ مین [illegible] یورپ کو [illegible] اور

کچھ نصیب نہین ہوسکتا۔ یورپین فوج کو شکست ہوئی۔ اور ہزارون قتل اور قید ہوے قیصر قسطنطنیہ کو صلح پر مجبور کیا۔ اور مقدونیہ اور البانیہ کو ممالک محروسہ مین داخل کرلیا۔ یورپ کی جنوبی اور مشرقی سلطنتون نے پہر ترکون کے برخلاف جہاد کا اعلان کیا۔ اور عیسایون کے پرجوش جنگ پسند فوج کے ساتہہ بمقام کسوو ۱۳۸۹ء مین خونخوار مقابلہ کیا۔ لیکن جان فروش ترکون نے باوجود قلیل فوج کے شمشیر خارا شگاف سے لاکہون عیسائی قتل کیے عیسائی بہت کم زندہ بچکر گئے قیدیون مین سرویا کا بادشاہ قزال ہی زندہ گرفتار ہوا۔ مگر افسوس کہ سلطان مراد خان ایک عیسائی قیدی کے ہاتہہ سے جو سلطان کے قدمون پر گرکر اظہار اطاعت کررہا تہا۔ ضرب خنجر سے ۷۹۲ہجری مین شہید ہوا۔ جسکے عوض مین وہ نامرد غدار اور قزال شاہ سرویا قتل کیے گئے اس جنگ عظیم سے سرویا۔ بلگیریا۔ بوسینیا پر ترکون کا تسلط ہوگیا۔ یہ بہادر اولوالعزم۔ عابد زاہد۔ صوفی مشرب سلطان ۶۵ سال کی عمر اور ۳۰ سال کی حکومت کے بعد یورپ مین ترکی سلطنت کے پاؤن جماکر فوت ہوا۔ اور اسکا بیٹا بایزید سلطان ہوا جلالہٗ

سلطان بایزید یلدرم

بایزید عام شجاعت اور اولوالعزمی مین اپنے بزرگون کے برابر تہا۔ لیکن دیگر اخلاقی امور مین اوکا مقابلہ نہین کرسکتا تہا۔ تخت پر جلوس کرتے ہی اپنے بہائی یعقوب کو جو فوج مین ہر دل عزیز تہا قتل کرادیا۔ اور یہ عثمانیہ خاندان مین پہلی برادرکشی ہے جو تخت کی لالچ کے لیے کی گئی۔ یورپ کی مفتوح قومون کی مراخلاقی عیاشی ہی اسی عہد مین ترکون کو اثر کرنے لگی شاہ سرویلنے بایزید سے اپنی بہن کا نکاح کرکے پیچہا چہوڑایا تہا۔ یا یون کہو کہ عثمانیہ خاندان مین ایک معتبر جاسوس مقرر کیا گیا۔ اور یورپ کا خیرخواہ عیسائی ایجنٹ کرام کاتبین کیطرح بایزید کے ساتھ لگادیا۔ اوسکی وجہ عیاشی قرار دیا تہا تہ غرور بہرحال ایک پولیٹیکل غلطی تہی جسکی بنیاد بایزید نے رکہی اور جسکی تقلید بعد مین سلاطین و امراء ترکی مین عموماً ہوتی رہی اور ان عورات کا اثر ہی سلطنت کے کاروبار پر کبہی نہ کبہی پڑتا رہا۔ پہر یہ کہنا بیجا نہین ہوگا کہ ترکون کے سادہ اطوار اور اسلامی عادات کا بگاڑ اسی عہد سے شروع ہوا۔ گو اثر مدت کے بعد نکلا ہو۔

بایزید کی شجاعت کا ہم اقرار کرچکے ہین وہ اپنے باپ کے عہد مین ہی کفار کی لڑائیون مین بہت کچھہ نام پیدا کرچکا تہا۔ تخت پر بیٹہتے ہی اُس نے ہر طرف پیش قدمی شروع کی قیصر قسطنطنیہ جسکے پاس بہت ہی تہوڑا علاقہ رہ گیا تہا جسکو سالانہ خراج گذار بنالیا۔ قسطنطنیہ مین بہی مسلمانون کے لیے ایک محلہ اور مسجد تعمیر کرالی اور انکے لیے مسلمان قاضی مقرر کروا دیے۔ ایشیا مین صرف ایک علاقہ دیفیا قیصر کے پاس رہ گیا تہا۔ جسکو ختم کرنے سے قیصر

کا نام مٹا دیا۔ فرانس۔ جرمن۔ اٹلی۔ آسٹریا۔ وغیرہ کی متفقہ افواج ایک لاکھ سے دریائے ڈینوب کے قریب مقام نکوپولس خونخوار جنگ ہوا۔ اور شکست فاش دیکر بڑے بڑے عیسائی وزراؤن کو قید کر لیا اور سر دربار سب کے رو برو کہدیا کہ تم کیون میرے ملک مین آنے کی تکلیف گوارہ کرتے ہو۔ مین خود جلدی ہی ہنگری جرمن اٹلی کو فتح کرتا ہوا روم کے بڑے گرجا سینٹ پیٹر کی قربان گاہ پر اپنے گھوڑون کو جو کہلاؤنگا اس جوانمرد سلطان سے یہ کوئی بعید امر نہ تہا۔ اُس نے تین پشت کے متواتر تجربون سے یقین کر لیا تہا۔ کہ عیسائی خواہ کس قدر زور لگائین ترکون کی تلوار کی ضرب نہین اُٹھا سکتے اور بہادر ترک عیسائی فوجون پر ایسے گرتے تہے جیسے شہباز شکار پر ایک صدی کی متواتر فتوحات نے ترکون کو شیر دل بنا دیا تہا۔

بایزید نے تیز اور تند حملات اور دشمن پر غضبناک پہرتی کے ساتھہ ایلغار کرنے سے یلدرم (برق) کا خطاب حاصل کر لیا۔ لیکن میرے خیال مین چونکہ بایزید کے ہاتھہ سے عیسائی اور سلمان دونون یکسان مار کہاتے رہے بلکہ سلمان سلاطین اور رؤسا زیادہ تر بے خانمان ہوئے اندیکلی ہی دوست دشمن خشک و تر کو یکسان جلاتی ہے اس خاصیت سے بایزید کو یلدرم کہا جاوے تو زیادہ موزون ہے ایشیار کے سلجوقی سلاطین نے شائد کچھہ ابتدائی چھیڑ چہاڑ کی ہو۔ لیکن بایزید جیسے برق مزاج سُلطان کو بہانہ ڈہونڈنے کی کیا ضرورت تہی سلجوقی ریاستون کو ایک ایک کرکے مار لیا۔ والیان ریاست یا تو لڑائی مین فنا ہوئی یا بہاگ کر بایزید سے بہی زیادہ ظالم وسفاک تیمور گورگان کے پاس پناہ گزین ہوئے۔ قونیہ کا سلطان علاؤالدین تو لڑائی مین قتل ہوا۔ اور اس کی بیٹی تیمور کے پاس پہنچی۔ تیمور اور بایزید دونون یکسان کشور کشائی پر مرمٹے ہوئے تہے بایزید نے ہی دریائے ڈینوب سے لیکر فرات تک اپنی سلطنت کو پہیلا لیا تہا۔ اور تمام دریائی کانٹون کو نکال لیا تہا مصر کے مملوکون کا بہادر سلطان برقون عثمانی برق سے کانپ رہا تہا ان تمام سلمان سلاطین نے تیمور کو اوکسایا۔ تیمور جو ایشیار کو سلمانون پر تلوار کی آزمایش کر چکا تہا۔ عثمانی سلطان کی ترقی کو کسطرح دیکہہ سکتا تہا سلجوقی پناہ گزین سرداروں کی مدد کی آڑہ مین شیر کو چہیڑنا شروع کیا۔ اور کفار کی بجائے سلمان سلاطین سے جنگ و جدل کو خلاف شرع لکہہ کر بایزید کو اسلام کا اخلاقی ملزم ٹہیرایا۔ حالانکہ خود را فضیحت و دیگران را نصیحت کا پورا مصداق خود تیمور تہا۔ اس ظالم کے ہاتہہ سے لاکہون سلمان قتل اور ہزارہا شہر قصبہ تباہ ہوئے۔ گو بایزید نے اگرچہ سلمان علاقون کو اپنی سلطنت مین ملحق کر لیا۔ لیکن کہین بہی قتل عام نہ کیا۔ لڑائی مین کشت و خون کون نہین کرتا۔ قونیہ سلجوقون کا دار الخلافہ محض بایزید کے حسن سلوک اور احسان و مروت سے فتح ہوا تہا۔ بایزید کے انتظام اور اس و امان کو دیکہہ کر کنجیان حوالے کی گئین اور اسیطرح باقی قلعجات اور امصار

وقت مین ضرب المثل تھا اوسکی شیرانہ دھاک سے جہان کانپ رہا تھا۔ بہادر بایزید پر ضرور کوئی اثر نہ پڑا ہوگا لیکن فوج کبھی تاثر سے نہین بچی ہوگی خیر کوئی سبب ہو ترکون کو شکست فاش ہوئی اور بایزید ایک سال کی قید مین ہی غم وغصہ مین مبتلا ہو کر بیمار رہا۔ اور تبریز پہونچکر فوت ہوا۔ اُس کی لاش تیمور نے واپس روم بھجوا دی۔ تیمور نے سلجوقی شاہزادون کو انکی موروثی ریاستین دلا دین گو بظاہر تیمور کا یہہ فعل جہاد کہا جاتا ہو لیکن قومی خیال سے نہایت قابل نفرت ہے۔ سلجوقیون کی مدد مردہ اور بوسیدہ ہڈیون مین جان ڈالنا تھا اور ایسے کمزور ہاتھون مین حکومت دینے سے سوا انکی ذاتی تن پروری اور شکم پرستی کے اور کوئی فایدہ قوم کو نہین پہونچ سکتا اور دوسری طرف انگوریہ کی شکست نے بایزید جیسے عالی ہمت شجاع سلطان کو قوم کی سرپرستی سے دور کر کے یورپ کو سہارا ہی نہین بلکہ بچا لیا۔ اور جن ممالک اسوار معابد مین "اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ" کی صبح وشام منادی ہونے والی تھی اسکو تیمور نے روک دیا اور توحید کی جگہہ تثلیث کی معاونت کی۔ تیمور کا یہہ قومی جرم سخت قابل نفرین ہے تیمور نے بایزید کے ساتھہ جو سلوک کیا وہ بقول بعض نرم تھا اور بعضے کہتے ہین کہ لوہے کے پنجرے مین ڈالکر ساتھ ساتھ لیے پھرتا رہا جس ذلت کو بایزید برداشت نکر سکا۔

تیمور کی فتوحات تمام سلاطین سے وسیع تہین لیکن اُسکے ہاتھہ سے مسلمانون کی قتل عام مسجدون کے جلانے اور مسلمان عورتون کی بیحرمتی اور پردہ دری اسلامی ممالک کی بربادی اور تمام تاخت وتاراج کے سوا اور کچھہ نہین ہوا۔ اور ہمیشہ اُس کی تلوار مسلمانونکا گلا ہی کاٹتی رہی۔ اس لیے وہ اس قابل نہین کہ اُس کا ذکر اس کتاب مین مفصل کیا جاوے۔ تیمور نے سلطان مصر کو کافر لکھا تھا مگر سلطان نے جو جواب دیا وہ ایسے واقعات ہین کہ تیمور کے کافر ہونے مین کوئی شک نہین رہتا۔ تیمور کی عادت تھی یا اُس کی پولیٹیکل چال کہ وہ علمار کو ہمیشہ ساتھہ رکھتا اور انکی بہت مدد کرتا۔ کچھہ تو اس مرض و لالچ سے اور کچھہ تیمور کے خوف سے علمار تیمور سے کلمہ حق نہین کہہ سکتے ہونگے۔ مگر حلب کے فاضل شیخ محمد بن الشحنہ کی استقلال جرات نے تیمور کو ساکت کر دیا جبکہ تیمور نے علمارے حلب سے دریافت کیا۔ کہ تم علی۔ معاویہ یزید کے حق مین کیا کہتے ہو۔ ایک حلبی عالم نے مشہور جواب دیکر کہ ہر ایک مجتہد تھا تیمور کو ناراض کر لیا۔ مگر فاضل ابن شحنہ نے کہا کہ علی خلیفہ برحق تھے اور معاویہ خلیفہ نہ تھا۔ اور یزید فاسق تھا تیمور کو ساکت کر دیا۔ تیمور کی ایسی ظالمانہ حرکات تہین کہ اگر اسکی اولاد مین سلطنت نہ آتی تو مسلمان مورخ ضرور اُسکو چنگیز خان اور ہلاکو شمار کرتے اور شاید اسلام سے خارج جانتے مگر مورخین شیعہ کو تو اُسکی تشیع نے اور مورخین اہل سنت جماعت کو شاہان مغل کی پاس خاطر نے ایسی صاف گوئی سے

روکا ہوگا۔ معزز خاندان صفویہ ایران تیمور اور اسکی اولاد کا ممنون احسان تہا۔ اور ہندوستان خود تیموری خاندان کا مشکور رہا۔ پس تیمور کی برائیان ہی نیکیون سے یاد کی گئی تہین۔ ورنہ اُس نے کوئی ایسی اسلامی خدمت نہین کی کہ جسکے رو سے وہ قابل تعریف شمار ہو سکے۔ قتل نفوس سے حجاج تو مردود وملعون خیال کیا جائے۔ اور تیمور جس نے اصفہان مین ستر ہزار۔ اور دہلی مین ایک لاکہہ قابل رحم قیدی صرف اس پاجی خیال سے ہیڑون کی طرح ذبح کرا دیے کہ تیمور کے پاس انکی حفاظت کے لیے کافی سپاہ نہ تہی۔ اور دہلی کا بندرہ روزہ قتل عام مزید برآن تہا۔ حلب مین جبکہ مسلمانون کے گلے پر چہری پہر رہی تہی۔ اور تیموری قتل عام سے بے گناہ مسلمانون کے خون کی ندیان بہہ رہی تہین بے رحم تیمور حلبیہ ولیمہ مین شراب نوشی کر رہا تہا۔ تیمور نے اگرچہ اپنی طرف سے عثمانیہ خاندان کی بربادی مین کوئی کسر نہ اٹہا رکہی تہی۔ مگر خدا کو اس پاک اعتقاد خاندان سے خدمت اسلام کا کام ابہی بہت کچہ لینا منظور تہا تیمور کی انسانی کوششون کو خاک مین ملادیا۔ اور بایزید کے بعد اُس کے بیٹے محمد اول نے ایشیا میز پر عثمانی اقتدار پیدا کر لیا۔ اور جن سلجوقیون کو تیمور حکمران بنا گیا تہا۔ انکی طاقت کو سلطان محمد نے توڑ دیا۔ یا زیر رسوخ کر لیا۔ یورپ مین عثمانی طاقت کو کچہ زوال نہ پہنچا تہا۔ اُسکی وجہ کچہہ تو یہہ تہی کہ عثمانیہ سلاطین کی چار پشت کی متواتر شمشیر زنی نے قیصر قسطنطنیہ کو تو بالکل زندہ در گور کر دیا تہا۔ اور عام عیسائیوں کو سرد یا اور ہنگری تک مرعوب اور مبہوت کر دیا تہا۔ سلاطین آسٹریا۔ جرمن۔ فرانس۔ اٹلی ابہی چند سال پہلے ایک لاکہہ بہادر معرکہ ڈینوب مین ترکون کی نذر کر چکے تہے اور یہ قاعدہ ہے کہ ایسی جابر اور مہیب قوم فاتح کا اثر جلد ہی دلون سے محو نہین ہو سکتا۔ اور یورپ اس وقت زمانہ حال کی طرح موقعہ شناس اور باخبر بہی نہ تہی۔ یا یون کہو کہ ابہی عیسائی ترکون کے مقابلہ کے لیے کافی تیار نہ تہے۔ اس لیے انگوریہ کی شکست سے یورپ مین عثمانیہ سلطنت کو کوئی نقصان نہ پہنچا۔ مدبر سلطان محمد نے عیسائیون سے جدید عہد نامے کر لیے۔ اور عیسائیون نے بخوشی منظور کر لیے سبب دلجمعی حاصل کرکے دولت ۸ ہ والی سینوب اور ابن قرمانی سے ایشیا مین معرکہ آرا ہوا۔ اور فتحیاب ہوا۔ گو بلحاظ فتوحات سلطان محمد اول کا عہد کوئی شاندار نہین لیکن اس خیال سے کہ سلطان محمد نے بگڑی ہوئی کہیل کو سنبہالا اور انگوریہ کی شکست سے جو سلطنت کا خاتمہ نظر آرہا تہا اس مایوسی کو کامیابی سے بدل دیا اور سلطنت کے پراگندہ اجزا کو جمع کر لیا۔ اور محمد جامع کے لقب سے مشہور ہو گیا۔ اگر اسکو بانی سلطنت عثمانیہ کہا جائے تو بےجا نہین ہے دیکہہ سامان۔ ۹ ماہ ۸ سال حکومت کرکے ۸۲۴ ہجری مین ۴۸ سال کی عمر مین فوت ہوا۔

سلطان مراد خان ثانی

سلطان مراد خان ثانی کو تخت پر بیٹھتے ہی ایک مدعی سلطنت مصطفی نامی سے لڑائی در پیش آئی جو اپنے آپ
کو سلطان بایزید کا بیٹا بیان کرتا تھا جسکو معرکہ انگوریہ مین مقتول خیال کیا گیا تھا یہ شخص سلطان محمد کے
عہد مین شکست پاکر قیصر قسطنطنیہ کے پاس چلا گیا تھا ۔ اور قیصر نے عثمانیہ طاقت کے کمزور کرنے کا ذریعہ جانکر اور
یورپین علاقہ کی واپسی کا اقرار لیکر فوج سے مدد کی جسنے اول تو ایک دو جگہہ فتح پائی مگر آخر خود سلطان مراد
کے آنے سے شکست پاکر پکڑا گیا ۔ اور پھانسی دیا گیا ۔ قیصر کا علاقہ عہد شکنی کی سزا مین تاخت و تاراج کیا گیا
اور قسطنطنیہ کا محاصرہ کیا گیا ۔ عین حملہ کے وقت جسکا نتیجہ غالبًا فتح ہوتا ترک ہٹ گئے جسکی وجہ یہہ تھی کہ
سلطان مراد خان کو چھوٹے بھائی مصطفی کی خبر پہونچ گئی ۔ اور اس خانگی فساد کا دور کرنا مقدم خیال کیا گیا
بغاوت کے فرو کرتے ہی فورًا یورپ کی خبر لینے کو تیار ہو گیا ۔ جزیرہ زانٹی سلطنت دینس سے چھین
لیا ۔ اور ذلیل شرائط منوا کر اور یونان کا جنوبی حصہ فورًا اور سالونیکا فتح کرتا ہوا صوبہ ٹرنسلوینیا
واقعہ ہنگری مین داخل ہوا ۔ اور ستر ہزار قیدی لیکر واپس ہوا ۔ قاعدہ ہے کہ جس ملک مین
قومی عصبیت موجود ہو وہ شکستہ حالت کو درست کر سکتی ہے اور یورپ مسبات مین جملہ اقوام سے ممتاز ہے
سلاطین یورپ نے جو شکست سلطان بایزید سے دریائی ڈینوب پر کھائی تھی اس سے دیکھہ لیا تھا کہ کن
اسباب سے ترکون کی جوش پر غالب آ سکتے ہین اور یورپ مین زندہ رہ سکتے ہین ۔ فوج کی بے انتظامی
کو دور کیا گیا ۔ اور سلاطین کو چھوڑ کر عام عیسائی آبادی پر سہارا لیا گیا ۔ مذہبی جوش بھڑکایا گیا ۔ اور
جبتک کہ تمام انتظام ٹھیک ٹھیک ہو سکا عیسائی خاموش رہے اور زیادہ یہی وجہ تھی کہ شکست انگوریہ کے
بعد عیسائی سلطان محمد اول کے چند سالہ عہد مین نہ ہلے ۔ اب چونکہ تیاری مکمل ہو چکی اور ہنگری کا بہادر
گورنر جان ہنیادرس میدان مین نکلا ۔ تو کون کو کئی شکستین ہوئین اور دریائے ڈینوب سے پار کئے گئے
اور اس سے دلیر ہو کر یورپ کی چیدہ اور بہادر فوج کے ساتھہ بمقام نیشا ترکون کو شکست فاش دی ۔ اور روسیلیا
کو لوٹ کر برباد کر دیا اور بے شمار قیدیون اور مال غنیمت کے ساتھہ واپس ہوا ۔ آخر فریقین کے درمیان حد
فاصل دریائے ڈینوب قرار پاکر صلح ہو گئی مگر جون ہی ایشیا مین ایک باغی رئیس ابن قرمان نے سر اٹھایا
پوپ روم کی اس تاویل سے کہ کافر سے اور مسلمانون سے قول و قرار کی پابندی لازم نہیں ہے
تحریر عہد نامہ سے اڑھائی ماہ کے اندر ہی اندر عیسائی دریائے ڈینوب سے عبور کر گئے ۔ ادہر سلطان

مراد جو صوفیانہ خیال کے سبب سے پہلے ہی کچھ زیادہ دنیاوی امور کی طرف توجہ نہ دیتا تھا اب اپنے بڑے بیٹے علاؤ الدین کی بے وقت موت سے دل برداشتہ ہو کر تخت و تاج نابالغ بیٹے محمد کو دیکر حلقہ درویشون مین جا شامل ہوا تھا مگر نصاریٰ کی عہد شکنی کی خبر سنکر پھر اُسکو سلطنت کے بچانے کے لیے صومعہ درویشی سے نکلنا پڑا اور فوج کی کمان لے کر وارنہ واقعہ ساحل بحیرۂ اسود تک جا پہونچا سلطان مراد خان نے جو صوفیانہ خیال کے سبب لڑائی سے گریز کرتا تھا عہدنامہ نیزہ ون سے باندھ کر عیسائیون سے دکھلایا۔ لیکن مسلمانون کو مقابلہ مین چونکہ عیسائیون کو اپنی فتح کا یقین تھا عہدنامہ کی کون پرواہ کرتا تھا لڑائی زور شور سے ہونے لگی عین شدت جنگ مین بہادر لیڈی آس شاہ ہنگری گھوڑا دوڑاتا ہوا سلطان مراد خان کے خیمہ کے سامنے آ کھڑا ہوا۔ اور سلطان کو مقابلہ کے لیے بلایا سلطان نے گھوڑے کو تیر سے مار کر شاہ ہنگری کو زمین پر گرایا جسکا سر بہادر ینگچریون نے کاٹ کر عیسائیون کو دکھلایا جو ہی شکست کا باعث ہوا۔ بڑے بڑے بہادر سردار میدان مین کٹ گئے اور فوج کثیر تہ تیغ ہوئی سلطان جسکے دل پر دنیا کی بے ثباتی کا گہرا اثر ہو چکا تھا اس عظیم الشان فتح کے بعد پھر درویشانہ زندگی کی طرف مائل ہو گیا۔ تو ینگچریون کے فساد اور پھر والی البانیہ کے فرزند جارج کسٹرائٹ موسوم بہ اسکندر تربیت یافتہ سلطان کی بغاوت نے صوفی مشرب مراد خان کو ثابت کر دیا ؎

طریقت بجز خدمت خلق نیست — بہ تسبیح و سجادہ و دلق نیست
تو بر تخت سلطانی خویش باش — باخلاق پاکیزہ درویش باش

بادشاہون کے لیے حفاظت خلائق سے بہتر کوئی عبادت نہیں اور خدمت سے زیادہ کوئی ریاضت نہین ہے ینگچریون کا فساد تو فوراً رفع ہو گیا۔ مگر سکندر بیگ مرتد ہو کر ایک جعلی پروانہ سلطانی کے ذریعہ البانیہ پر مسلط ہو گیا۔ سلطان جو پہلے چندبار مدد گذر کر چکا تھا۔ اب کی دفعہ اُس کی سرکوبی پر مستعد ہو گیا۔ مگر سلطان کو جان ہنیادیس گورنر ہنگری کے مقابلہ کو جانا پڑا جو سرویا کو تاراج کرتا ہوا متعدد دفعہ کو آ رہا تھا یہ مشہور تاریخی مقام کسووا پر تین دن کی متواتر خونریز لڑائی کے بعد ہزارون عیسائیون کو شکست دیکر واپس ہوا۔ اور اڈریانوپل مین پہونچکر ۸۵۶ ہجری ۴۹ سال کی عمر مین بعارضہ سکتہ فوت ہوا۔ اور اپنے بیٹے کو فتح قسطنطنیہ کی وصیت کر گیا۔

سلطان محمد فاتح قسطنطنیہ

سلطان محمد ثانی ۱۹ سال کی عمر مین تخت نشین ہوا۔ اور جلوس فرماتے ہی ابن قرمانی کی بغاوت

کو فرو کیا اور مزید سکندر بیگ کو شکست دیکر ملک سے نکال دیا۔
قسطنطنیہ جسکی فتح کی آرزو مین بڑے بڑے عظیم الشان شاہنشاہ مر چکے تہے اور کئی دفعہ ناکامی کے ساتھ
محاصرہ اوٹھا چکے تہے اُس کی فتح کی نام آوری محمد ثانی کے نام لکہی تہی عثمان خان کے عہد سے لیکر ابتک
ہر ایک عثمانی سلطان فتح قسطنطنیہ کے لیے قدم آگے بڑہاتا رہا۔ اور قیصر کی طاقت کو محدود کرتا رہا۔ اور بایزید
یلدرم اور مراد خان ثانی محاصرہ بہی کر چکا تہا۔ گویا قسطنطنیہ کی فتح سلاطین عثمانیہ کے پیش نہاد ہمت تہی
اور اُنکی تمام توجہ اور کوشش اُسی فتح کی طرف مبذول رہتی۔ دیگر سلاطین اور خلفا سے زیادہ سرگرمی
کے ساتھ یہہ کام سلاطین عثمانیہ سے اس وجہ سے سر انجام ہوا۔ کہ خلفاے دمشق کے وقت قیصر روم کافی
طاقت رکہتا تہا۔ اور ایشیا روم کی شمالی اور مغربی حصہ پر برابر قابض رہا۔ خلفاے بغداد نے اپنا دار الخلافہ
قسطنطنیہ سے دور بغداد مین منتقل کر لیا۔ قیصر روم کے زور گہٹانے کے لیے صرف موسم گرما کی یورشین
رہ گئین جنسے ایشیا مین عیسائی زور تو توڑا گیا۔ لیکن عیسائیون کی کثیر آبادی اور خود قیصری اثر سکے تسلط نہ اٹہا
اور اسلام کا یہہ با اقبال زمانہ بہی جلدی ہی ختم ہو گیا۔ خلافت بغداد کے ضعف آنے پر دو سو سال تک
عیسائی اور اسلامی فوجین برابر تول کی لڑائی لڑتی رہین۔ اور مسلمان اور عیسائی رعایا کو برباد کرتی رہین
آخر قسطنطنیہ کی فوجون نے بہت سا اسلامی علاقہ فتح کر لیا۔ اور مسلمانون کو قتل و غارت برباد کر دیا یہانتک
کہ سلجوقی بہادرون نے حفاظت اسلام کا بخوبی حق ادا کر کے قیصری فوجون کو مار کر ایشیا کو چک سے نکال دیا۔ قیصر
قسطنطنیہ نے یورپ کی عیسائی طاقتون کی متحدہ کئی لاکہہ فوج لے کر خود حملہ کیا اور پر جوش مجاہد الپ ارسلان
کے ہاتہہ سے شکست کہا کر قید ہوا۔ مگر سلجوقی شجاعت کا زمانہ بہی جلد ختم ہو گیا۔ اور ملک شاہ کے مرنے پر
سلجوقی سلطنت کا شیرازہ کہل گیا۔ اور ایشیا کوچک مین ایک علیحدہ سلجوقی سلطنت قائم ہو گئی مگر قسطنطنیہ کی
فتح کے لیے اس مین کبہی طاقت پیدا ہوئی سلطان [illegible] ارطغرل اور اُسکی قوم کو رومی سرحد پر
جاگیرین دین تو ارطغرل اور اُسکے [illegible] کے لیے سوا اسکے اور کوئی ترقی کا رستہ نہ تہا۔
کہ وہ قیصری علاقہ مین قدم بڑہاتے کیونکہ مین طرف سلجوقی خاندان سلجوقیون کا علاقہ تہا۔ اور
بارہا کا تجربہ تہا کہ قسطنطنیہ کی یونانی فوجین کبہی سچے مجاہدین کے آگے نہین ٹہیر سکین عثمانیہ سلاطین کے
لیے عیسائی ممالک سے بہتر اور کوئی جولانگاہ نہ تہا۔ جہان کہ وہ مسلمانون کو مذہبی [illegible] سے لڑ سکتے نہ
اور غازیانہ جوش سے کام لے سکتے انکا یہہ قیاس بہت ٹہیک نکلا ہر ایک سلطان نے قدم آگے [illegible]
جلدی ہی بنیاد دار السلطنت ادرنا نوپل واقعہ یورپ بدل کر اپنی مستقل نامت یورپ کا [illegible]
اور قسطنطنیہ کو نیم جان بنا دیا۔ اور میدان کسووہ اور نکوپولس پر یورپ کی متفقہ افواج کو شکست

اعظم کی وراثت کا حق پیدا کر لیا اور قیصر کو قسطنطنیہ کی محدود اور مختصر زمین کے اندر سے پامال کر کے خسیج گذار بنا لیا۔ مگر قسطنطنیہ کی فتح اور قیصر کا نام مٹا سے بغیر روم کی شاہنشاہی کا خطاب موزون نہ ہو سکتا تھا۔ اور نہ ہی کھٹکا دور ہو سکتا تھا۔ اس لیے یلدرم نے محاصرہ کر لیا تیموری حادثہ نے قسطنطنیہ کو اس دفعہ بچا لیا۔ یلدرم کے بیٹے نے صرف اتنا کیا کہ یورپ مین ترکون کی ہوا نہ بگڑنے دی۔ اور پوتے کے ساتھ ہنگری عیسائیون نے کامیاب لڑائیان کین جنکا خاتمہ اسی میدان کسووا مین ہزارون عیسائی مار کر کیا گیا۔ اور قسطنطنیہ دوبارہ مددگار رہنا کر محصور کیا گیا۔ مگر اس دفعہ بھی ترکون کا خانگی فساد قسطنطنیہ کی عمر بڑھا گیا۔ اس دفعہ کا محاصرہ کرنے والا مراد خان ثانی فوت ہو گیا۔ اور اپنے بیٹے محمد ثانی کو فتح قسطنطنیہ کی وصیت کر گیا جس نے اس وصیت کو پورا کیا اس موقعہ شناس اور عقلمند سلطان نے سمجھ لیا تھا۔ کہ کسووا کی شکست اور شاہ ہنگری کی قتل نے عیسائیون کو چند سال تک گلے پڑنے کے قابل نہین چھوڑا۔ اور قسطنطنیہ کے عوض وہ اپنے گھر دن کو ترکون سے بچا نا مقدم خیال کرتے ہین۔ صلح کے جدید عہد نامے لکھے گئے جنکو مدبر سلطان محمد نے منظور کر کے قسطنطنیہ کے مطمئن حملہ کے لیے رستہ صاف کر لیا۔ پھر اُس سے بہتر موقعہ سلطان محمد ثانی کے لیے اور کون ہو سکتا تھا۔ ترک جوش قومی پابندی مذہب جانبازی کے اوصاف رکھتے تھے۔ اور اپنے پاک نبی کی بشارتون پر دل سے یقین کرتے تھے۔ ترکون کا سلطان نوجوان الوالعزم تدبیر و شجاعت مین بے نظیر تھا۔ اور قسطنطنیہ کا قیصر اُس وقت قسطنطین تھا۔ جسنے قسطنطنیہ کے بچانے کے لیے ہر ایک قسم کی کوشش کی۔ اور اپنے عقیدہ کو بھی قسطنطنیہ پر قربان کر دیا اور یونانی اور اطالئین کلیسیا دکھ ایک کر دینے کے لیے منشا ظاہر کیا اور پوپ روم نے اور جینیوا والون نے مدد بھی کی اور پوپ نے عیسائی طاقتون کو تحریک بھی ہر طرح سے دی مگر باوجود ان تمام مذہبی تحریکون کے عیسائی طاقتون کا قسطنطنیہ کی مدد کے لیے نہ آنا پر جوش ترکون کی تلوار کے خوف سے تھا وہ چند بار بہادر سردار اور چیدہ فوجین ترکون کی شمشیر کی نذر کر چکے تھے وہ قسطنطنیہ کی مدد اپنی بربادی سے نہین کر سکتے تھے۔

پس قسطنطنیہ کو اپنی مضبوط فصیلون اور قدرتی رکاوٹون اور خاص اپنی طاقت پر بھروسہ کرنا پڑا یہ قیاس بھی واقعات کے برخلاف ہے کہ قسطنطنیہ مین لڑنے والا کوئی نہ تھا۔ قسطنطنیہ کی فوج اور رعایا نے مقابلہ نہایت جوش سے کیا۔ ترک جسقدر فصیل گراتے محصورین فوراً بنا لیتے۔ محاصرین کی ہر ایک کوشش کو عرصہ تک خاک مین ملاتے رہے قسطنطنیہ مین آبادی کی تعداد لاکھون تک تھی پس جبکہ قسطنطنیہ کی فتح سے یونانی کلیسا کا خاتمہ نظر آرہا تھا۔ اور لڑائی بھی مسلمانون سے تھی جنکو وہ کافر سمجھتے تھے اور قسطنطین شاہ قسطنطنیہ خود بہادرون کیطرح حفاظت کر رہا تو پھر کسطرح باور ہو سکتا ہے کہ قسطنطنیہ مین لڑنے والا

کوئی نہ تھا۔ یہہ عظیم الشان شہر ترکون نے محض اپنی شجاعت بہادری فیروزمندی سے فتح کیا تھا۔

قسطنطنیہ

قسطنطنیہ قدیم شہر بائزنطیم کے موقعہ پر آباد ہے جسپر باری باری ایرانی اور یونانی قابض ہو چکے تھے۔ اخیر مین قسطنطین اول نے فتح کیا اور اُس کے قریب ہی نیا شہر آباد کیا۔ جسکا نام قسطنطنیہ مشہور ہوگیا قسطنطین خود ہی عیسائی ہوا تھا جسکے نومریدانہ اعتقاد کی کوئی انتہا نہ تھی سلطنت روما جب مشرقی اور مغربی دو حصون مین تقسیم ہوئی تو شرقی حصہ کا دارالسلطنۃ قسطنطنیہ مقرر ہوا اور ارمیداس قیصر کی عہد سے لیکر ترکون کی فتح تک ایک مستقل سلطنت رہی جسمین بڑے بڑے مشہور اور زبردست شاہنشاہ ہوگذرے ہین اور یورپ ایشیا افریقہ کا بہت سا حصہ اُنکے ماتحت رہا ہے مُسلمانون نے پہلے پہل امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہد مین قسطنطنیہ پر حملہ کیا جسمین بڑے بڑے جلیل القدر صحابی شامل ہوا ایوب رضی اللہ عنہ کے شامل تھے بعد ازان کئی ایک ناکام حملے اور محاصرے مسلمان کرتے رہے۔

قسطنطنیہ تین طرف سمندر سے اور ایک طرف خشکی کی طرف سے محیط ہے خشکی طرف کئی ایک فصیلین اور خندقین کھدی ہوئی تھین جنمین پانی لبریز رہتا تھا سورچون اور برجون پر توپین چڑھی ہوئی تھین اسوجہ سے قسطنطنیہ کی فتح مشکل نظر آتی تھی سُلطان محمد نے قیصر کی اجازت سے باسفرس سے یورپین کنارے پر قلعہ تعمیر کیا اس قلعہ کی بابت مختلف روائتین ہین کہتے ہین کہ سلطان نے قیصر سے بیل کے چمڑے کے برابر زمین لی اور بیل کے چمڑے کی باریک باریک دھجیان نکالکر جوڑ لیا۔ اور اسیطرح ایک طویل رسی کی طرح بنا کر بہت سی زمین اس مین داخل کر لی مگر یہہ ایک افسانہ معلوم ہوتا ہے قیصر اور اسکا تمام دربار ایسا نادان کم فہم تھا جو اتنا نہ سمجھ سکا ہو کہ بیل کے سالم چمڑے مین صرف اسقدر زمین آسکتی ہے جسمین ایک چارپائی بچھ سکے اور اسقدر قلیل المقدار زمین کے لیے سلطان محمد کو جو بہت سا قیصری علاقہ بزور دبا چکا تھا اجازت کی ضرورت ہو پس ہمارے نزدیک یہہ روایت قابل وقعت نہین ہے بہرحال سُلطان نے قیصر سے صریح لفظون مین تعمیر قلعہ کی اجازت چاہی اور قیصر نے طوعاً وکرہاً دیدی یا سلطان نے بلا اطلاع قیصر خود بخود قلعہ تعمیر کرنا شروع کر دیا۔ جس سے قیصر کے ساتھہ صریح بگاڑ ہوا۔ اور ممکن ہے کہ سُلطان محمد نے حملہ قسطنطنیہ کے لیے بہانہ نکالا ہو کیونکہ وہ جانتا تھا کہ اس قلعہ کے تعمیر سے قیصر خاموش نہین رہے گا۔ اور ایسی حرکات کا مرتکب ہوگا۔ اور مجبوری با بتدا کرے گا۔ چنانچہ قیصر نے سلطان کو تعمیر قلعہ سے روکنا چاہا۔ اور تہدید آمیز خطوط لکھنے شروع کیے سُلطان ہر ایک خط کا جواب نہایت متانت اور لیاقت سے دیتا رہا یہان تک

کہ میعاد صلح گذر گئی اب سلطان علانیہ فوج کشی مین ہمہ تن مصروف ہوگیا۔ کئی بہاری بہاری قلعہ شکن توپین
ڈہلوائی گئین۔ بندوقین بنوائی گئین۔ گولہ بارود توپین میگزین۔ رسد وغیرہ بکثرت فراہم کیا گیا۔ جس
قلعے کا اوپر ذکر کیا ہے اُس کے مقابل ایشیا ساحل پر پہلے ہی قلعہ موجود تہا دونون قلعون مین توپین چڑہا دین
جنکی زد سے کوئی جہاز نہ نکل سکتا تہا۔ اسیطرح مدبر سلطان نے قسطنطنیہ کو یورپین جہازات کی امداد سے
مایوس کردیا۔ ہم اوپر لکہہ آئے ہین کہ ترکون کے خوف نے عیسایون کو قسطنطنیہ کی مدد سے روکا ہو مگر یہہ بہی خیال کر
ہوسکتا ہے کہ قسطنطنیہ کی مضبوطی اور سامان کثیر اور آبادی وسیع پر یورپ کو بہروسہ ہوگا یہہ قسطنطنیہ
مدت تک اپنا بچاؤ کرسکے گا۔ اور جبکہ آٹہ سو سال سے مسلمان بیسیون دفعہ ناکامی کے ساتہہ واپس ہوچکے تہے
تو یورپ کا بہروسہ کر دلیل نہ تہا۔ ترکون کا نقصان صریح نظر آتا تہا اور اس نقصان سے یورپ کا ہر طرح سے فائدہ
تہا۔ یورپ کی خاموشی کے یہہ وجوہات تہے مگر سب سے زیادہ قوی وجہ سلطان محمد کی دلیرانہ صولت اور ترکون
کی غازیانہ شجاعت تہی پوپ روم نے چلا چلا کر دہائی مچائی اور اطالین کلیسا کی ترقی جتائی اور خود قیصر بہی بہادر
جان ہنیادس گورنر ہنگری کی انتظار مین آنکہین پہاڑ پہاڑ دیکہتا رہا مگر پوپ روم کے تشدد اور رومن
کیتہلک عیسائی میدان مین نہ نکل سکے۔

سلطان محمد ثانی جب تیاری مکمل کرچکا تو مشائخ۔ اور علماء۔ صوفیاء کو جنکا مقناطیسی اثر مسلمانون پر پڑ سکتا تہا
ساتہہ لے کر دو لاکہہ ساٹہ ہزار فوج کی جمعیت سے قسطنطنیہ کو روانہ ہوا۔ اور شہر سے پانچ میل کے فاصلے پر پہنچ
کر صفون کو ترتیب دیا ماہ جمادی الاول ۸۵۷ھ ہجری مین محاصرہ کرلیا۔ بہادر سردارونپر مورچے تقسیم کردیے
اور مناسب موقعون پر گرانڈیل توپون کو نصب کردیا۔ ابتدا مین شہر والے مدت کے جنگی مشق نہ رکہنے
کے سبب یا قسطنطنیہ کے استحکام یا قیصر کی کسی مذہبی غلطی کے سبب یا ذاتی عیاشی کی وجہ سے سست رہے
لیکن آخر رعایا نے کمال جوش غیرت سے کام لیا ترکون کی توپین جسقدر حصہ فصیل گراتی تہین اُسکو محصورین
جہٹ مرمت کرلیتے اور ترکون کو مار کر ہٹا دیتے ترکون نے جو خندق کو بہر کر قابل عبور بنا لیا تہا محصورین
نے ترکون کو بزور شمشیر ہٹا کر خالی کرا لیا۔ صرف اندر ہی سے مقابلہ نہ کیا۔ بلکہ شہر سے باہر نکلکر بہی بہادرانہ شبخون
کیا گیا۔ اور ترکون کو نقصان پہنچایا گیا۔ اور کئی دفعہ ترکون کے مورچے اور دمدمے برباد کئے گئے۔
مگر ترک جنہین اقبال مند قومون والا جوش ہمت استقلال موجود تہا ایسے نقصانون کی کچہہ پروا نہ کرتے
تہے ایک دفعہ بہادر ترک عمیق خندق کو لکڑیون پیپون وغیرہ سے بہر کر خندق کو عبور کر گئے اور فصیل تک
پہنچ گئے۔ مگر فصیل کی بلندی اور محصورین کی مدافعت سے ناکام واپس ہوئے گو قسطنطنیہ والون کے پاس بہی
کافی توپین تہین لیکن قدردان فنون سلطان محمد خان کے توپخانہ کا کہان مقابلہ ہو سکتا تہا۔

جبکی لگاتار آتشبازی نے شہر والون کو زندہ درگور کر دیا مگر ابہی قلعہ والون کے اوسان قائم تہے اور سمندر
کی طرف سے انکو کسی حملہ کا اندیشہ نہ تہا عقلمند سلطان نے جب دیکہا کہ خشکی کے حملات نے کچھ فائدہ نہیں دیا۔ تو چار
سو سلطانی جہازون کو ایک انوکہی تدبیر سے بندرگاہ قسطنطنیہ مین داخل کر لیا جس سے محصورین کے اوسان
خطا ہوے۔ مگر قیصر قسطنطین نے اس مایوس حالت مین بہی نامردانہ زندگی پسند نہ کی۔ اور جسطرح کہ سپین
کے نام د مسلمانون نے طلیطلہ۔ قرطبہ۔ غرناطہ جیسے شہر جو مضبوطی مین قسطنطنیہ سے کم نہ تہے اپنے ہاتہہ
سے عیسائیون کے حوالہ کر کے داغ بدنامی لیا تہا اسطرح قسطنطین نے جیتے دم ترکون کو قسطنطنیہ مین
داخل نہونے دیا اخیر وقت جبکہ ترکون کے چارون طرف کے حملات کا جواب دینے کی قسطنطنیہ کو
طاقت نرہی اور قیصر اور اسکے بہادر رفقا کو قسطنطنیہ کی قسمت کا فیصلہ ہوتا نظر آیا تو سچے محبان وطن کیطرح
گرجا سنیٹ ایا صوفیہ مین جاکر اخیری دعا اور نماز ادا کی اور ایک دوسرے سے بغلگیر ہوکر دوامی تودواع
کرتے ہوے اپنے مورچون پر چلے گئے۔

فتح کا نظارہ

مسلمان دیندار اور متشرع سلاطین ہمیشہ مشائخین متصوفین اور علمار مقدسین کو جہادی لڑائیون مین ساتھ
رکہتے ہوے اور ان حضرات کے یمن انفاس و برکات اور تاثیر کلمات سے بڑے بڑے سعرکہ جیتتے رہی ہین
سلطان محمد کے بزرگ ہمیشہ اس مقدس گروہ کے عقیدتمند رہے سلطان کا باپ تو دو دفعہ سلطنت
کو لات مار کر بقول ؎

گوجائے از سلطنت بلبش نیست — کہ ایمن تر از ملک درویش نیست

گوشہ درویشی کو ترجیح دے چکا تہا سلطان محمد ثانی کو یہ ارادت بزرگون سے ورانثاً ملی تہی اور ذاتی علمی
لیاقت سے وہ زیادہ تر گروہ مذکور کے وجود باجود کی قومی ضروریات سے واقف تہا اس عظیم الشان مہم مین
دیگر حضرات متصوفین کے علاوہ حضرت عارف باللہ آقا شمس الدین اور آقا بیق کو بہی اپنے وزیر احمد پاشا کو
بہیجکر شمولیت جہاد کے لیے بلا لیا تہا۔ ولی اللہ آقائے شمس الدین نے وزیر کو بحالت استغراق ہنوز تہہ
فرمایا تہا کہ اسی سال فلان روز فلان جگہہ سے فلان وقت غازیان اسلام شہر مین داخل ہونگے اور تم بہی
سلطان کے پاس موجود ہوگے وزیر نے یہ کشفی حالات سلطان سے عرض کر دیے تہے سلطان اور اہلی
فوج حملات کرتی کرتی تہک گئی۔ آخر جب روز مقررہ کا وقت قریب آپہنچا اور فتح کی کوئی صورت نظر نہ آئی
وزیر گہبرایا اور آقائے شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ کے ڈیرہ کی طرف سرپٹ دوڑ گیا اس خدا رسیدہ

لے اندر آنے کی ممانعت کر رکھی تھی وزیر نے خیمہ کی طناب اٹھا کر دیکھا کہ حضرت سر برہنہ سجدہ مین پڑے ہین۔ اور فتح قسطنطنیہ کی دعا مانگ رہے ہین تھوڑی دیر بعد تکبیر گویان سر اٹھا کر خیمہ کے اندر سے ہی کہا کہ الحمد للہ قسطنطنیہ فتح ہو گیا۔ وزیر نے جو مڑکر شہر کی طرف دیکھا تو غازیون کو اللہ اکبر کے نعرے مارتے ہوئے فصیل پر چڑہتے ہوئے دیکھا فوراً گھوڑا دوڑا کر موقع پر پہونچ گیا۔ سلطان نے وزیر کو اپنے پاس کہڑا دیکھہ کر اور وقت و تاریخ فرمودہ شیخ یاد کر کے کہا کہ مجھکو فتح قسطنطنیہ سے اس قدر خوشی نہین جسقدر مجہ کو اس امر کی خوشی ہے کہ میرے عہد مین ایسے جلیل القدر مستجاب الدعوات صاحب کشف و شہود ولی اللہ موجود ہین اور فوراً اس فتح کے شکرانہ مین ایک عاجز مخلوق کی طرح بارگاہ احکم الحاکمین سلطان السلاطین مین سجدہ شکر بجالایا۔ اور یہہ کہکر کہ مجہکو فتح قسطنطنیہ ہی کافی ہے مال غنیمت کو فوج کے لیے ہی مخصوص کر دیا ہر ایک سپاہی کو بیشمار زر و جواہر اور اقمشہ نفیسہ ہاتھہ لگے حملہ آورون کا مقابلہ عیسایون نے ہر گلی کوچہ مین بہادرانہ کیا۔ جانون کو قربان کیا۔ لیکن ہتہیارون کو ہاتہہ سے نہ رکھا اس لیے چالیس ہزار قتل اور ساٹھ ہزار قید ہوئے سلطان بوقت ظہر شہر مین داخل ہوا اور گرجا ایا صوفیا مین پہونچکر اذان کا حکم دیا اور بارہ سو سال کی تثلیث کی جگہہ توحید کو رواج دیا۔ نماز ظہر وہین ادا کی اور مسلمانون کی صدیون کی آرزو کو پورا کیا۔ اور جناب محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی پیش گوئی "لتفتحن بالبلد المعمول القسطنطنیۃ ولنعم الامیرا میرھا ولنعم الجیش جیشھا" کو اس مظہر محمد ثانی کے حق پرست ہاتہون نے دنیا مین روز روشن کی طرح صحیح و صادق کر دکھایا۔ اسی فضیلت کے حصول کے لیے بڑے بڑے خلفا و سلاطین زور لگا چکے تہے۔ مگر مشیت ایزدی نے یہ تاج سعادت فرق محمدی کے لیے امانت رکھا تھا سچ ہے ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ؕ

این سعادت بزور بازو نیست   تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

عیسایون مین یہہ پیشینگوئی مشہور تھی کہ قسطنطنیہ کو وہ بادشاہ فتح کرے گا جو جہازون کو خشکی پر چلائے گا ظاہر بین اسباب پرست اسکو صرف مجذوب کی بڑ خیال کرتے ہونگے کہ جہازون کا خشکی پر چلنا عادت و نیچر کے خلاف ہے مگر سلطان محمد نے اس انوکہی تدبیر سے جسکا ذکر اوپر کیا گیا ہے صحیح ثابت کر دیا۔ اور اس سے بہی عیسائی بزرگون کی پیشینگوئی کے مطابق سلطان محمد نہایت قابل عزت ہے اور وہ تجویز یہہ تھی کہ باسفورس سے لیکر بندرگاہ قسطنطنیہ تک صاف چوبی تختے بچھوا دیے اور چربی سے انکو چکنا کرا کر ان چربی دار تختون پر سے جہازون کو فوج وغیرہ دہکیل کر راتون رات نو میل بندرگاہ تک لے گئے اور صبح ہوتے ہی یہہ جہاز بندرگاہ مین اتار دیے گئے۔ قیصر نے اپنے جہازون کو روانہ کیا مگر ترکی توپخانہ نے جو ساحل

برنصب تہا اسقدر انتشاری کی اور سلطانی جہازات نے بھی گولون کی بہاڑ کی قیصری جہاز غرق ہوگئے قیصر
نے قبل از فتح درخواست صلح کی تہی اور سلطان نے قسطنطنیہ کے عوض اور علاقہ دینے کی تجویز پیش کی جسکو بد قسمت
قیصر نے نامنظور کردیا قیصر کی لاش عام مقتولون کے ڈہیر مین پائی گئی تین دن تک شہر لٹتا رہا - اور تیسرے
دن امان دی گئی عیسائیون کے معابد انہین کے پاس ہنے دیے ہان گرجا ایا صوفیہ جسکو مظفر و منصور سلطان
شہر مین داخل ہوتے ہی مسجد بنا چکا تہا بدستور آج تک عالیشان مسجد شمار ہوتا ہے یونانی بطریق کو بدستور
با اختیار رہنے دیا گیا - عیسائیون کو امداد دے کر اور پانچہزار مسلمان خاندانون کو ایشیاء سے بلا کر قسطنطنیہ مین
آباد کیا اور رعایا کو کئی ایک مراعات دی گئین -

یہ عظیم الشان فتح ۲۰ جمادی الاخرہ ۸۵۷ھ کو ہوئی تہی -

قبر ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہد مین جو لشکر فتح قسطنطنیہ پر مامور ہوا اور حدیث شریف اول جیش من امتی یغزون
مدینۃ قیصر مغفور لھم کی فضیلت حاصل کرنے کے لیے بڑے بڑے اصحاب مثل ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ
عبد اللہ بن عمر عبد اللہ بن عباس وغیرہ رضی اللہ عنہم جیسے شامل فوج تہے قسطنطنیہ مین حضرت ابو ایوب رضی اللہ
تعالیٰ عنہ شہید ہوئے اور کفار کی شرارت بے ادبی کے خیال سے انکی قبر کو زمین کے برابر ہموار کیا گیا سلطان
محمد نے حضرت آقائے شمس الدین عارف باللہ سے قبر مذکور کا نشان معلوم کرنے کے لیے عرض کی اُس عاشق
باللہ نے نور عرفان سے مراقبہ کر کے فرمایا کہ فلان جگہہ سے نور کے شعلے نکل رہے ہین زمین کہودنے
سے کتبہ نکلا جسپر لکہا تہا - کہ ھذا قبر ابو ایوب انصاری سلطان یہ کرامت
دیکھ کر اس ولی اللہ کی جلال روحانی سے ایسی ازخود رفتگی کی حالت طاری ہوئی کہ زمین پر گرنے لگا مگر پکڑ کر بٹہا
دیا گیا - یہ وہی سلطان ہے کہ جسکا مضبوط اور قوی دل کبہی سخت سے سخت خونریز معرکون مین بہی نہین
ہلا تہا - مگر اس پر زور صداقت کے سامنے دل کو قابو مین نہ رکہہ سکا - اُسکو سلطان محمد کی پاکیزگی اعتقاد خیال کیجئے
یا اوس ولی اللہ کا روحانی تصرف ہر طرح اسلامی تنویر کا ایک صحیح اور سچا فوٹو تہا - سلطان محمد فاتح نے ابو
ایوب رضی اللہ عنہ کی قبر بنوا دی اور پہر ایک جامع ایوب کے نام سے بطور یادگار مسجد تعمیر کرا دی جہان ہر ایک
عثمانیہ نیا سلطان بطور رسم تاج پوشی عثمان خان بانی خاندان عثمانیہ کی شمشیر تبرک کا کمر مین جاکر
باندہتا ہے -

سلطان محمد کی دیگر فتوحات

قسطنطنیہ کی فتح سے قیصر قسطنطین اول کے وراثت کا استحقاق حاصل ہوگیا اور یورپ کی فتح کا راستہ صاف
ہوگیا جس عیسائی صدر مقام کو ناممکن الفتح خیال کیا جاتا تھا۔ بہادر سلطان محمد فاتح کی شمشیر خارا شگاف
کشا نے ۵۱ روز کے محاصرہ سے مسخر کرکے رومیون کی بارہ سو سال کی سلطنت کو خاک مین ملا دیا قسطنطنیہ
کے نظم و نسق سے فراغت پاتے ہی کشور کشائی پر متوجہ ہوگیا ۸۵۹ھ ہجری مین بوسینا پر حملہ آور ہوا۔ اور بہت
سا علاقہ فتح کرلیا۔ اور ۸۶۱ھ ہجری جزیرہ روڈس سے خراج طلب کیا جسکے بچاؤ کے لیے پوپ روم نے
شاہان یورپ کو ترکون کے مقابلہ پر برانگیختہ کیا اور فوج کثیر سرویا کے نواح مین عثمانی علاقہ پر یورش کرنے
کے لیے جمع ہونے لگی۔ سلطان مین یہہ کہان تاب تھی کہ دشمن کو اپنے ملک پر حملہ کرنے کا موقعہ دے
فورًا سرویا کو روانہ ہوگیا اور ڈیڑھ لاکھ فوج کے ساتھ بلگیریا دار الخلافہ سرویہ کو گھیر لیا۔ عیسائیون نے مذہبی
جنگ کا خوب حق ادا کیا چالیس یوم تک برابر لڑائی ہوتی رہی۔ عیسائیون کا بہادر جرنیل جان ہنیاوس
زخمی ہوکر مرا۔ اور آسٹریا کی چالیس ہزار فوج میدان مین کٹ گئی مگر فتح و شکست کا فیصلہ نہوا سلطان
نے اسکی کسر جنوبی علاقہ مین نکال لی اور یونان کا شہر ایتھنز فتح کرلیا ۸۶۳ھ ہجری مین سرویا پر جا پڑا اور
سا علاقہ لے لیا ۸۶۶ھ مین ایشیا کے ایک عیسائی سلطنت کو جو خاندان قسطنطین اعظم کی یادگار
تھی اور جسکا دار السلطنت بحیرہ اسود کے جنوبی ساحل پر طرابزون مین تھا فتح کرلیا۔ اسکی وجہ یہہ تھی
کہ یہہ عیسائی بادشاہ شاہ ایران کو سلطان محمد کے برخلاف اکساتا تھا اور اسی مطلب کے لیے شاہ ایران کو
اپنی بیٹی بھی بیاہ دی تھی سلطان محمد نے مجبورًا اس کانٹے کو نکال دیا ۸۶۷ھ ہجری مین بہادر سلطان
نے یورپ مین ترکتازی کا سلسلہ شروع کردیا۔ بوسینا ہرزی گوینا افلاق۔ بعد ازان صقلاب البانیا
کو مغلوب کیا۔ اور کئی ایک قلعون پر قابض ہوگیا۔ سرحد پر قلعہ آق حصار تعمیر کیا اور بھاری مضبوط توپون
سے مستحکم کردیا اور بندرگاہ اوٹرانٹو کو فتح کرکے اٹلی پر چڑھائی کے سامان جمع کررہا تھا اور قریب تھا کہ اپنے
پردادا بایزید یلدرم کے قول کو عملی لباس پہنا کر روم کے بڑے گرجا مین ترکی گھوڑون کو دانہ کھلائے
مگر اب کی دفعہ بھی مسلمانون کا باہمی نفاق عیسائی مذہب کی کان رومۃ الکبریٰ کو بچا گیا اور مسلمانون کی باہمی بغض
وعداوت نے یورپ پر اسلامی جھنڈا لہرانے نہ دیا۔ رومۃ الکبریٰ کی فتح سے یورپ کی کمر ٹوٹ گئی کیونکہ یہہ
زمانہ مین پوپ روم کی تحریک اور کوشش سے اسلام کے نہایت مقتدر سلاطین و خلفاء کا عیسائی

مقابلہ ہی نہین کرتے بلکہ آٹھ سو سال تک شرقی یورپ مین توقدم نہ ٹکنے دیا اور خود بارہا اسلامی ممالک و امصار کو مغلوب و مقہور کیا۔ اسکا سبب یہی تھا کہ ایک نہایت ہی زبردست طاقت تھی جسکا صدر مقام اٹلی تھا بایزید اور سلطان محمد فاتح کی فتح اٹلی سے یہہ غرض تھی کہ عیسائی مذہب کے صدر مقام کو فتح کرکے یورپ کی مرکزی طاقت کو سلب کیا جائے اگر پوپ کا فیصلہ ہوجاتا تو یورپ بے سر ہوجاتا اور شاہان یورپ کو ایک ایک کرکے مار لینا بالکل آسان تھا مگر مشیت ایزدی سے چارہ نہین سچ ہے ؎ تدبیر کند بندہ تقدیر کند خندہ۔ سلطان محمد فاتح کو اپنی قوم و ملت سے ہی دست بشمشیر ہونا پڑا۔ جبکہ سلطان محمد اٹلی کی فتح کی تیاریون مین مصروف تھا ایشیا کے مسلمان حکمرانون نے سلطان کے برخلاف منصوبہ باندہنے شروع کئے ایشیا کوچک کے کمزور سلجوقی حکمران عثمانیہ شاہنشاہ کے روز افزون ترقی سے جلتے اور ڈرتے تھے حسن الطویل ترکمان شاہ ایران جو تیموری خاندان کے زوال پر ایران کا بادشاہ بن گیا تھا۔ عیسائی شاہ طرابزون کے ملک کو والدی حقوق سے اپنا حق تصور کرتا تھا۔ سلطان کے فتح طرابزون سے برہم ہورہا تھا پس سب لوگ سلطان محمد کے برخلاف کوششین کررہے تھے سلطان یہہ خبرین سنتے ہی فوراً اٹلی کی مہم چھوڑ کر ایشیا کوچل پڑا اور سلجوقیون کو قرار واقعی سزا دیکر قرمان وغیرہ کا بہت سا علاقہ فتح کرکے اپنے بیٹے مصطفے کو گورنر بنادیا۔ اور چونکہ یہہ دیندار سلطان مسلمانون پر تلوار اٹھانی نہین چاہتا تھا۔ اس لیے شاہ ایران کے گلے نہ پڑا اور اپنی جولانگاہ یورپ کو واپس چلا گیا۔ گویا پابند شرع سلطان محمد تو شاہ ایران کو ٹال گیا تھا مگر ایرانیون نے اسلامی اخوت کا پاس نہ کیا۔ اور حسن بیگ شاہ ایران اور یوسف بیگ نے لوٹیرے تاتاریون کو عثمانیہ علاقہ پر جھونک دیا۔ اور شہر توقات کو جلا کر راکھ کردیا۔ اور باشندون کو قتل یا قید کردیا۔ ایرانی اس سے دلیر ہوکر اور آگے بڑھے اور علاقہ قرمان پر جا پڑے جہان شاہزادہ مصطفے بن سلطان محمد نے ایک خونریز لڑائی کے بعد ایرانیون کو شکست اور انکے مغرور سردار یوسف بیگ کو قید کرکے قسطنطنیہ بھیجدیا اس کے بعد ۸۷۵ھ ہجری مین ایرانیون نے یوسف بیگ کا انتقام لینے کے لیے فوج کثیر سے بسرکردگی زینل شاہ بن حسن بیگ شاہ ایران حملہ کیا جلکو بہادر مصطفے نے زندہ نجانے دیا۔ اور لشکر کو پامال کیا۔ اور شاہ ایران کا غرور ٹوٹ گیا مگر سلطان محمد اس عرصہ کے اندر کوئی زیادہ مفید کام نہ کرسکا۔ اور ان بدبخت مسلمانون نے اس اولوالعزم سلطان کا قیمتی وقت کھودیا جون ہی سلطان کو ایشیا کی طرف سے اطمینان ہوا۔ یورپ کی طرف متوجہ ہوا ۸۷۵ھ ہجری وینس کا جزیرہ ادغد اور البانیا۔ فتح کیا۔ یونان والشیا، سرویا۔ بوسینا۔ البانیا۔ رہائرس۔ کریمیا۔ قرمانیہ۔ مجمع الجزائر کے بڑے بڑے جزیرون مین سلطان محمد فاتح نے عثمانیہ تسلط بٹھایا۔ ۸۸۵ھ ہجری مین سلطان جزیرہ

روڈس کے فتح کے لیے ایک لاکھ فوج بذریعہ جہازات روانہ کی یہہ جزیرہ جنگ صلیبی کے وقت سے عیسائیون کے قبضہ مین تہا اور یہان کے بہادر یوحنا حواری کے نائٹ (شتر سوار) کہلاتے تہے جو اسلامی جہاز سمندر مین دیکہتے لوٹ لیتے اور ترکون کے جہازون پر بہی چند بار ہاتہہ پہیر چکے تہے اس لیے اس کی فتح نہایت ضروری تہی مگر یہہ جزیرہ ایسا مضبوط تہا کہ ساحل تک جہازون کو پہونچنا مشکل تہا اگرچہ ترکون نے بہت کچہہ ہمت دکہائی مگر تین ماہ کے محاصرہ کے بعد ناکام واپس ہوئے شاید یہہ اولوالعزم سلطان کوئی اور تدبیر نکالتا۔ لیکن اس عرصہ مین شاہ ایران کے مقابلہ پر خود سلطان کو جانا پڑا جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اب کی دفعہ سلطان ایران کی طرف سے ہمیشہ کے لیے اطمینان حاصل کرنا چاہتا تہا۔

مگر راستہ مین ہی جمعہ کی رات ۵ ربیع الاول ۸۸۶ھ ہجری مین ۵۱ سال کی عمر مین ۳۱ سال سلطنت کرکے راہی فردوس برین ہوا۔ سلطان مین وہ تمام صفات موجود تہین جو ایک کشورکشا شاہنشاہ کے لیے ضروری ہوتی ہین۔ وہ تدبیر وحکمت عملی مین ید طولی رکہتا تہا ہر ایک مشکل کو تدبیر سے حل کرنے کی کوشش کرتا اور جب تدبیر سے کام نہ نکلتا تو شمشیر پر ہاتہہ رکہتا۔ جسمین وہ اعلی درجہ کا سپاہی جرنیل تہا۔ ملکی انتظام اور وضع قوانین مین وہ اپنے بزرگون بلکہ شاہان ہمعصر سے سبقت لے گیا اور اسیوجہہ سے وہ سلطان قانونی مشہور ہوا۔ عزم واستقلال مین بے نظیر تہا۔ علوم وفنون کا نہایت قدردان۔ اور علماء۔ صوفیا۔ کی نہایت عزت کرتا تہا۔ ہم اس کی تعریف مین مورخین اسلام کے چند فقرات پر کفایت کرتے ہین وہ لکہتے ہین کہ "هو السلطان الجليل الفاضل النبيل اعظم الملوك جهاداً واقواهم اقداماً واجتهاداً واكثرهم توكلاً على الله هو الذي رئيس ملك بني عثمان وقنن لهم قوانين وصارت كالطوق في اجياد الزمان وله مناقب فريدة جليلة وآثار باقية في صفحات الليالي والايام ومآثر لا يمحوها تعاقب السنين والاعوام"

سلطان محمد فاتح تک جسقدر سلاطین عثمانیہ گذرے ہین وہ سب کے سب خالص اسلامی حمیت رکہنے والے تہے اس کے بعد گو بڑی بڑی فتوحات ہوئین اور دور دراز تک عثمانیہ سلطنت پہیل گئی۔ لیکن اس کے ساتہہ ہی یورپ کا نفوذ یورپین عورتون تجارتی حقوق کے ذریعہ یا کسی اور طرح سے عثمانیہ سلطنت مین اثر کر گیا۔ گو بعد مین بڑے بڑے عظیم الشان سلطان مثل سلیمان اعظم وغیرہ سریر آرا ہوئے یورپین نفوذ کا تپ دق عارض ہو گیا جس نے اس زبردست سلطنت کو سخت ناتوان کر دیا۔

سلطان بایزید بن سلطان محمد فاتح

افسوس کہ محمد کی آنکھیں بند ہوتے ہی اُسکے بیٹوں بایزید اور جمشید میں تخت وتاج کے لیے فساد ہو پڑا اور سلطان محمد نے جن تلواروں کو اٹلی کے لیے تیز کر رکھا تھا۔ وہ خود اسیکی پیاری اور جان نثار فوج پر اپنے برش کے جوہر دکہانے لگیں پوپ روم جو سلطان محمد فاتح کے مظفرانہ عزم سے ڈر کر روم سے بہاگنے کی تیاری کر رہا تہا ترکون کی اس خانہ جنگی کے سبب مطمئن ہوگیا۔ عیسائی اُسکو پوپ کی کرامت کہیں یا سنیٹ کا معجزہ ہر طرح بجا ہے۔ لیکن رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشینگوئی کے مطابق خدا تعالی کو دونوں مذہبوں کا قیامت تک دوش بدوش قائم رکہنا منظور ہے جو موسی فاتح سپین اور سلطان محمد جیسے پرزور فاتحون سے یورپ کو بچا لیا ورنہ اسوقت پوپ کو جو ہمیشہ تمام یورپ کو بچاتا رہا۔ اب خود اُسکو کوئی بچانے والا نہ رہا تہا خدا اس بہوٹ کا ناس کرے جسنے سلطان محمد کی وصیت کو جو اُسکی قبر پر کندہ تہی "میرا ارادہ رہوڈس کو فتح اور معرور اٹلی کو مغلوب کرنے کا تہا" بہلا کر اُسکی اولاد کو آپس ہی میں چہری کٹاری کر دیا اور کئی ایک لڑائیوں کے بعد بایزید مستقل ہوا۔ اس عرصہ میں عیسائی بہت کچہہ سنبہل گئے بلکہ مفتوحہ ممالک کے عیسائی بہی راہ تمرد اختیار کرنے لگے۔ بایزید کو جون ہی خانگی جہگڑوں سے نجات ملی عیسائی متمردوں کو سزا دینے لگا۔ ۸۸۵ھ میں علاقہ بغدان کے کئی شہر اور ۸۸۹ھ ہجری میں وزیر یعقوب پاشا نے بوسینا کی والی ورغبیل کو قید کر لیا۔ اور ۹۰۳ھ میں البانیا پر خشکی اور تری دونوں طرف سے حملہ کیا گیا اور عثمانی تسلط قائم کیا گیا۔ البوبونیا کا بہت سا حصہ عثمانی علاقہ میں شامل ہوا۔ اور دس ہزار اسیران جنگ لے کر واپس ہوا۔ ۹۰۶ھ میں کئی ایک قلعہ فتح کیے گئے بایزید نے اپنی طرف سے جنگی کارروائیوں میں کوتاہی نہیں کی مگر ہاں وہ سلطان محمد فاتح جیسی لیاقت نہ رکہتا تہا سلطان محمد کے جانشین کو جس قسم کا مستعد اور اولو العزم ہونا چاہیے تہا وہ بایزید ثابت نہیں ہو سکا بایزید ان اوصاف میں جنکو سلطنت سے کچہہ واسطہ نہیں اور وہ سلطان وقت کے لیے کچہہ ضروری نہیں زیادہ میلان رکہتا تہا تصوف کی چاٹ اس خاندان میں غازی عثمان خان سے مدامنا اسکو ملی تہی اسکا دادا سلطان مراد خان دو دفعہ تخت سے کنارہ کر چکا اور گوشہ عزلت کو ترجیح دے چکا تہا۔ بایزید سب سے زیادہ درویش سیرت تہا۔ اسی محبت کا اثر تہا کہ محمد فاتح کا بیٹا تزکیہ نفسانی کے لیے زاہدوں کی طرح ایک چلہ بہی کہینچ چکا تہا۔ پس اس مزاق صوفیانہ کا سلطان قتل بنی آدم کو کبہی دل سے پسند نہیں کر سکتا۔ مگر پہر بہی اپنے زمانہ میں کئی ایک غزوات میں عثمانی تلوار کے جوہر دکہاتا رہا اٹلی پر حملہ نہ کرنے کی وجہ کچہہ تو یہی درویشانہ مذاق اور کمزور رحیمانہ مزاج

تہی اور کچہہ وہ غیر ہر دلعزیزی جو جمشید بہائی کو مقابلہ سے پیدا ہوئی اس جمشید کے ہمراہی ہزیمت بپا
ہوئے اُنکے متعلقین اور دوست وغیرہ بایزید کو دل سے نہین چاہتے تہے اور سلطان محمد فاتح جیسا رعب
و انتظام نرہا اور اس خانگی فساد سے ترکی طاقت کو بہت کچہہ نقصان پہونچا۔ انکا باعث بایزید کو خیال کیا
جائے یا مشیت ایزدی کو مان لیا جائے۔ بہرحال کچہہ ہو۔ سلطان محمد فاتح کے منصوبون سے اُنکو نجات
ملگئی۔ اسکا الزام بایزید کے سر تہو پنا ہمعذون نہین مسلمان مورخ اسکی تعریف مین بہت کچہہ لکہتے
ہین اگرچہ بایزید کوئی بڑی فتح نکرسکا اور سلطان محمد فاتح کا جانشین ہونے کے سبب اپنے
عہد کو کچہہ شاندار ثابت نکرسکا۔ کیونکہ وہ جبتک سلطان محمد سے آگے بڑہ کر یورپ مین قدم نہ مارتا
ہرگز نام پیدا نہ کرسکتا اور یہ ممکن نہ تہا کہ سکندر اعظم کا بیٹا ہی ویسا ہی جہان کشا ہو۔ اور بایزید بہادر
باپ کی طرح نبرد آزما ہو۔ مگر ملکی انتظام اور ترقی علوم فنون مین یہ عہد بہت بڑہ گیا۔ سلطان بایزید
نے سیکڑون مسجدین خانقاہین مدرسے شفاخانے سرائین تعمیر کین اور بیش بہا تنخواہین معلمون
کی مقرر کین مشائخ صوفیا، اور علما، کی دستگیری سے اشاعت اسلام کو تازہ رونق بخشدی شرفائی حجاز
اور خادمان حرمین شریفین کے وظائف اور تنخواہین مقرر کین اسی جذب قلوب کا نتیجہ تہا کہ سلطان
بایزید کا بیٹا جابر سلیم حرمین شریفین کا خادم اور عرب کا مالک ہوگیا۔ جسکے باعث آج عثمانی سلطان
کل اسلامی دنیا کی محبوب اور اسکی ترقی ہر ایک مسلمان کو مطلوب ہے۔

سلطان بایزید کو ایک مشہور منجم نے کہدیا تہا کہ آپ کی سلطنت آپکا بیٹا چہین لیگا۔ جو آیندہ پیدا
ہوگا۔ سلطان نے بتقاضائے بشریت حکم دیدیا کہ میرے ہان جو لڑکا پیدا ہو اسکو مار دیا جائے ایک
ایک بیگم کے ہان خوبصورت لڑکا پیدا ہوا۔ مان رونے لگی۔ دائی کو بہی رحم آگیا۔ اور کپڑے پہنا کر مشہور
کردیا کہ بیٹی پیدا ہوئی ہے سلطان کو اطمینان دلادیا جسکا نام سلیمہ سلطان رکہا گیا۔ اور لڑکیون کی طرح
پرورش ہونے لگی مگر سلیمہ تمام لڑکیون کو مارتی وہ باقی ان سے ہر ایک شے چہین لیتی۔ اور مردانہ اطوار
ظاہر کرتی ایک دفعہ سلطان عید کے دن حرم سرا مین گیا۔ تمام لڑکیان لائی گئین مٹہایان اور میوجات
رکہے گئے لڑکیان حسب عادت مٹہائی میوہ وغیرہ لینے لگین۔ مگر سلیمہ سب کو مارنے اور میوجات چہیننے لگی سلطان
حیران ہوا۔ اسی اثنا مین ایک بڑا زنبورہ مٹہائی پر آبیٹہا سب لڑکیان ڈر کر ادہر اودہر خواصون کی
گودون مین جا چہپین مگر سلیمہ سلطان بلاخوف وخطر اسی جگہہ مٹہائی کہاتی رہی یہانتک کہ زنبور کو ہاتہ
سے پکڑکر مل دیا۔ سلطان یہہ دیکہہ کر زیادہ متعجب ہوا اور دائی کو کہا کہ سچ بتا یہہ لڑکا ہے یا لڑکی دائی نے
صاف صاف کہدیا کہ لڑکا ہے مینے صرف خدا اور قیامت کی جوابدہی سے ڈر کر اسپہلے

جو بصورت لڑکے کو ضائع نہین کیا۔ یہہ سنکر سلطان جو ایک خدا پرست انسان تہا بقول ؎

چو روے نگردد خدنگ قضا | سپر نیست مر بندہ را جز رضا

تقدیر الٰہی کے سامنے گردن جہکا کر خاموش ہو رہا۔ اور تن بہ تقدیر دیکر اسکا نام سلطان سلیم رکہا اور شاہزادون کیطرح اس کی پرورش کا حکم دیا سچ ہے واللہ غالب علی امرہ ولکن اکثر الناس لا یعلمون و اللہ بالغ امرہ قد جعل اللہ لکل شئ قدرا۔

ابیات

گر اتیغ قہر اجل در قفاست	برہنہ ہست گو جوشن چند لاست
ہہ بد بختے و نیک بختی قلم	بگردید و ما ہم چنان در شکم
کند ہر چہ خواہد بر و حکم نیست	کہ جان دادن و کشتن او را یکیست
نہ دانا بسعی از اجل جان ببرد	نہ نادان بنا ساز خوردن بمرد

سلیم تعلیم و تربیت پاکر صاحب شمشیر و قلم بنگیا اور اپنی فوق العادت شجاعت سے فوج مین ہر لعزیز ہو گیا۔ جب سلطان بایزید بوڑہا ہو گیا اور بیماری نقرس کے سبب چلنے پہرنے سے رہ گیا۔ تو اپنے بڑے بیٹے شاہزادہ احمد کو ولیعہد مقرر کرنا چاہا۔ سلیم باغی ہو گیا۔ اور اڈریانوپل کی فوجین لیکر باپ سے لڑا اور شکست پاکر قید ہونے کو تہا۔ مگر سلطان بایزید نے تعاقب کنندگان کو روک لیا۔ مگر شاہزادہ احمد ینگچری فوج کے خوف سے جو سلیم کی مددگار تہی سلطان نہو سکا اور ینگچری فوج کے دباؤ کا یہہ پہلا واقعہ ہے۔ سلطان بایزید نے دیکہا کہ احمد تو سلطان ہونے سے رہا سلیم کو بلا لیا۔ اور تخت و تاج اسکو دیکر خود الگ ہو گیا۔ شہر دیمیتوقہ مین باقی ایام زندگی بسر کرنے کے لیے جا رہا تہا کہ ایک جگہہ نماز کے لیے اترا وضو کرتے ہی بال جہڑ گئے۔ اور زہر کا اثر شروع ہو گیا اور نماز پڑہنے سے پہلے ہی سنہ ۹۱۸ھ مین ۶۴ سال کی عمر اور ۳۱ سال کی حکومت کے بعد سلیم کی بیرحمی سے فوت ہوا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

سلطان سلیم اوّل

یہہ سلطان شجاعت علو ہمت رعب سیاست فتوحات تمام لیاقت مین خاندان عثمانیہ کے لیے فخر ہے۔ اور اس نے سلطنت عثمانیہ کے لیے بہت کچہہ خدمات کین اور سلاطین عثمانیہ کو معزز اور مقدس خطاب خادم و محافظ حرمین شریفین زادہما اللہ شرفا کا مستحق اسی الوالعزم سلطان نے بنایا جس کے سبب سے

آج سلطان **عبدالحمید خان** غازی طال اللہ عمرہ اسلامی دنیا مین خلیفۃ المسلمین
و امام المسلمین تسلیم کیے جاتے ہین اور ہر ایک مسلمان جسکے دل مین اسلامی نور موجود ہے سلطان عبدالحمید خان
کی تدابیر کی کامیابی کے لیے دست بدعا ہے۔ اگر اس خدمت کو جو خاص آل عثمان کے لیے ہے قطع نظر
کیا جائے تو سلطان سلیم اول کا نام مجاہدین اسلام کی فہرست سے خارج کرنا پڑتا ہے۔ اور جو قاعدہ
انتخاب ہمنے اختیار کیا ہے اُسکے رو سے جنگی فتوحات کا مفصل ذکر اس کتاب کے اندراج کے
قابل نہین۔ سلطان سلیم نے اپنی تلوار کا امتحان صرف مسلمانون کی گردنون پر ہی کیا۔ اور اسلامی
ممالک کو ہی فتح یا ملحق کیا۔ اس لیے سلیم نے کوئی ایزادی اسلامی ممالک مین نہین کی بلکہ اور
اسلامی خاندانون کو تہ تیغ کرکے انہین کے ممالک کو جہان پہلے پہل اسلام عہد فاروقی سے سالم
ہو چکا تھا۔ اور وہ ممالک اسلام کے مرکز تصور ہوتے تھے انہون کو زیر وزبر کیا گو اس مین بقول
مورخین سلیم کا قصور نہ ہو مگر چونکہ عثمانیہ خاندان کا ایک زبردست سلطان گذرا ہے اس لیے سلسلہ تاریخ
قائم رکہنے کے لیے مختصر حال لکھا جاتا ہے سلطان سلیم کا زبردست حریف شاہ اسمٰعیل بانی سلطنت
عالیہ صفویہ بن حیدر بن جنید بن ابراہیم بن خواجہ علی بن صدرالدین شیخ صفی الدین اسحٰق بن
جبرئیل بن شیخ صالح بن شیخ قطب الدین بن شیخ صلاح الدین بن رشید الدین بن محمد الحافظ
بن عوض الخاص بن فیروز شاہ زرین کلاہ بن سید محمد الاعرابی بن شید ابو القاسم حمزہ بن امام موسے
کاظم بن امام جعفر صادق رضی اللہ تعالی عنہم تہا۔ شیخ صفی الدین رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت سے صفویہ کہلاتے
تہے۔ اس کے بزرگ شہر اردبیل واقعہ ایران مین بطور پیران طریقت درویشانہ متوکلانہ زندگی بسر
کرتے تہے خواجہ صدرالدین سے تیمور کو عقیدت تہی فتح انگوریہ کے بعد خواجہ ممدوح کی سفارش سے
ترک قیدی رہا کیے گئے۔ جو خواجہ صاحب کے مرید بن گئے اور بسبب جلاوطنی بے خانمانی وہین رہنے
لگے ان سپاہی منش مریدون کا اثر خواجہ صاحب کے پوتے جنید پر پڑا جسنے بجائے درویشانہ کے امیرانہ
ٹھاٹھ اختیار کیا۔ اور سلطان جنید بنکر جو بظاہر سلطان العارفین مراد لیجاتی تہی مگر دراصل ہوس سلطنت
کا مرادف تہا اور اسی خوف سے حاکم آذربائجان نے سلطان جنید کو اردبیل سے نکالدیا۔ اور دیار بکر کے
حاکم امیر حسن الطویل ترکمان کے پاس گیا جس نے کمال عزت سے اپنی بہن کی شادی جنید سے کردی جس سے
خیالات مین اور بلند پروازی آگئی مگر حاکم شروان کے مقابلہ مین زخمی ہوکر مرگیا اور اسکا بیٹا حیدر جانشین
ہوا جسمین باپ اور بیٹے دونون کی طرف سے خیالات امارت موجود تہے حیدر کا ماموں امیر حسن الطویل تیموری
شاہزادون کو ایران سے نکال کر خود مختار بادشاہ ہو چکا تہا۔ اس نے اپنی لڑکی کا نکاح سلطان حیدر

سے کردیا جسکی ماں عیسائی بادشاہ طرابزون کی لڑکی تہی اس بیوی سے تین لڑکے علی۔ ابراہیم۔ اسماعیل
ہوئے۔ جنمین دو پشت کی خون کی آمیزش نے فقر و درویشی کے بجائے شاہانہ جنگی خیالات پیدا کردیے
حیدر تو باپ کا انتقام لیتا ہوا شروان والون کے ہاتھ سے قتل ہوا۔ اسی ہوس سلطنت سے حیدر کا
جانشین علی اپنے ماموں یعقوب بن حسن شاہ ایران کی فوج سے لڑکر مرا۔ اور ابراہیم و اسماعیل گیلان
بہاگ گئے۔ ابراہیم تو اسی نواح مین مرگیا۔ اور اسماعیل جانشین ہوا۔ جو مجموعہ صفات عجیبہ تہا وہ
تمام باتین جو عام لوگون کے دلون کو خاص ارادت کی کمند مین پہنا سکتی ہین اسماعیل مین موجود تہین ہمت
و شجاعت مین فرد تہا۔ جنید۔ حیدر۔ اور علی کے متواتر قتل ہونے سے مریدون کا انتقامی جوش
بڑہ گیا تہا اور اسماعیل سے عام ہمدردی پیدا ہوگئی تہی شاہ ایران کی مقابلہ کی تو ابہی طاقت نہ تہی حاکم
شروان کو شکست دیکر دل ٹھنڈا کیا۔ اور اپنی شجاعت کا سکہ بٹہا لیا۔ اور موقعہ پاکر اپنے محسن ماموں کی یادگار
مٹانے کے درپے ہوا یعقوب بیگ شاہ ایران کے بیٹے الوند بیگ اور ایک اور ترکمانی امیر کو شکست
دیکر تبریز کو دار الخلافہ بنا لیا۔ پیرزادہ اور سید تو تہا ہی مریدون کے علاوہ عام شیعون نے اولاد
حسین سمجھکر خوشی سے خیر مقدم کیا۔ اور سنیون نے اس خیال سے کہ ایک مشہور شیخیت مآب خاندان
کو سلطنت مل رہی ہے اور جس خاندان کے ارادتمند صوفیون کی کئی ایک شاخین ملک مین پہیلی ہوئی تہین
صفویہ خاندان کے عروج کو بری نظر سے نہ دیکہا جسکا عوض اسماعیل نے بہت برا دیا۔ اب چند سال سے فقیر
امیر اور گدا شاہ بنگیا۔ چونکہ اسکی چارون طرف زبردست سلطنتین۔ عثمانی مملوک تیموری چنگیزی موجود
تہے۔ اور سب کے سب اہل سنت جماعت تہین اس نے اپنے نانا کی جدید سلطنت کو بگڑتے دیکہکر سوچ
لیا کہ بغیر مذہبی جوش کے ایسی مقتدر سلطنتون کے درمیان زندگی مشکل ہے اور ان سلاطین سے چونکہ
شیعہ لوگ نفرت کرتے تہے اور شیعہ مذہب کا جوش چند بار ملک و سلطنت پر غالب آچکا ہوا تہا
اس لیے اس مآل اندیش مدبر نے بہی شیعہ مذہب کی سرپرستی کو ہی اپنی قیام سلطنت کا باعث
سمجہا۔ اور سات ترک قبائل کو سرخ ٹوپی پہنا کر قزلباش نام رکہا اور حب علی اور بغض علی کے عقیدہ پر زور
دیا اور شیعہ غالی بن گیا اور سنہ ۹۰۲ ہجری مین کل ایران پر قابض ہوگیا۔

یہہ شاہ اسماعیل کی ابتدائی مختصر تاریخ سلطان سلیم اور شاہ اسمعیل کے محاربات کے موجبات کو لکہنا
شیعہ سنی کے جہگڑے کو تازہ کرنا ہے جو زمانہ حال کے اسلامی اعزاز و مقاصد کے خلاف ہے۔ اگر اسمعیل
نے ایران مین سنیون کے لاکہون مرد عورت تیغ ظلم سے ہلاک کیے تو سلطان سلیم نے روم کے ستر ہزار
شیعون کے ناحق خون کا گناہ اپنے اعمالنامہ مین لکہا لیا۔ اگر شاہ اسماعیل نے شیعہ شاہ قلی کے

ہاتھ سے عثمانی علاقہ جلا کر خاک سیاہ کر دیا تو سلطان سلیم نے کون سی رحم دلی سے کام لیا۔ دونوں
سلطانوں کے حق مین تمہو ر ہجاج تھے۔ ہان اتنا کہنے سے ہم نہین رکتے کہ شاہ اسماعیل کو اسکے مرید
اور فوج انسان سے بڑہ کر سمجھتے تھے اور اُسکے سامنے سجدہ کرتے تھے اور اُسکی رضامندی کو نجات اُخروی
کا باعث مانتے تھے۔ اور اُسکو الوہیت و ربوبیت کا مظہر جانتے تھے۔ ادہر سلطان سلیم خدا کی ادنیٰ مخلوق
اور امارت یا خلافت کے درجہ سے زیادہ شمار نہ ہوتا تھا یہی وجہ ہے کہ شاہ اسماعیل کو سلیم کے بہتیجون
احمد کے پناہ گزین بیٹون کی مدد کے بہانہ سے اپنے نانا امیر حسن شاہ ایران اور پرنانا میانی شاہ طرازون
کا انتقام لینا چاہتا تہا۔ اور سلیم کے ملک پر چڑہائی کرنے کی تیاری کر رہا تہا اُسکے تمام منصوبون کو سلطان
سلیم کی پیش دستی سے اس قادر مطلق نے جسکے سوا اور کوئی مستحق الوہیت نہین کھتا بکہ خالدران
مین جو تبریز کے نواح مین فریقین مین ہوئی خاک مین ملا دیا۔ اور اسکی فوج کی وہ غالبانہ ارادت جسکی نسبت
بیان کیا جاتا تہا۔ کہ شاہ اسمعیل نے ایک دفعہ امتحاناً اپنا رومال ایک اونچے پہاڑ سے نیچے
دریا مین گرا دیا اور اس رومال کو تبرکاً لینے کے لیے ہزارون خوش اعتقاد پہاڑ سے کود پڑے اور
ایک ہزار جوان اپنے پیر و مرشد پر جانین قربان کر کے دریا مین غرق ہو گئے کسی کام نہ آسکے۔
شاہ اسماعیل کے ایک لاکہہ جانباز جنگی بہادرانہ دہمک سے دنیا کانپ رہی تہی۔ ترکون کی شمشیر
سے عہدہ برآنہ ہوسکے اور خود شاہ اسمعیل زخمی ہو کر گرا۔ اور قید ہونے کو تہا۔ اگر جان نثار خادم
سلطان علی بڑہ کر ترکون کو یہ نہ کہدیتا کہ مین شاہ اسمعیل ہون۔ اسطرح شاہ اسمعیل مثل فرعون
موسیٰ کا صحیح مصداق بنکر عثمانی شیر کے آگے سے بہاگ نکلا۔ سلطان سلیم نے فتح پاکر رحم کو خیرباد کہدیا۔
ہزارون اسیران جنگ قتل کیے گئے قیدیون مین شاہ اسمعیل کے چاہتی بیوی بہی تہی جو سلوک اسکے ساتھہ
کیا گیا۔ وہ نہایت ہی قابل نفرت تہا شاہ اسمعیل کی درخواست اور بیش بہا فدیہ کے باوجود بھی بیگم شاہ کی
حوالہ نہ ہوئی۔ اور ایک ادنی سپاہی کو دی گئی ضرور یہہ ایک ظالمانہ وحشیانہ فعل تھا مگر شاہ اسمعیل ایسی
حرکات کا بارہا مرتکب ہو چکا تہا۔ جب کسی سردار امیر بادشاہ پر فتح پاتا تو انکی عورتون کو عام سپاہیون کے
حوالہ کرتا قیدیون کو قتل کرواتا علما صلحا امرا مشائخ ہزارون قتل کر چکا تہا۔ پس سلطان سلیم کے ہاتھہ
سے جو کچھہ ہوا وہ انتقام واجبی تہا۔ سلطان سلیم ایران کی ملکی فتح اور شاہ اسمعیل کی پوری بیخکنی کرنی
چاہتا تہا مگر خدا معلوم سرزمین روم مین کیا اثر ہے کہ جسطرح رومی فوج نے سکندر کی آرزون کو خاک
مین ملا دیا اور وطن کی مقناطیسی محبت سے آگے بڑہنے سے انکار کیا۔ اسطرح الوالعزم سلطان
سلیم کو جو سکندر کا جانشین تہا رومی فوجہ نے واپسی پر مجبور کیا۔ شاہ اسماعیل نے ہر چند صلح

کی کوشش کی مگر سلطان سلیم کو شاہ اسمعیل سے کچھ ایسی نفرت تہی کہ درخواست صلح پر مطلق توجہ ہی نہ کی۔ واپسی پر آرمینا۔ گردستان فتح کیے گئے۔ اور اس طرف اپنی فتوحات کا دائرہ وسیع کر رہا تہا۔ کہ قسطنطنیہ مین ینگچریون کے فساد کی خبر پہونچی اسلیے جرنیل نقلو محمد پاشا کو چہوڑ کر قسطنطنیہ چلا گیا جسنے علاقہ جزیرہ فتح کر لیا اور ایرانیون کو بھی کئی شکستین دین۔

ان دو نو بہادر بادشاہون کی لڑائیون مین لاکہون مسلمان ہلاک برباد ہوئے اور سب سے زیادہ افسوسناک یہہ نتیجہ نکلا کہ بعد مین صدیون تک ایرانیون اور ترکون مین تلوار چلتی رہی اور اسطرح سے دو پرجوش اسلامی گروہ آپسمین ہی کٹتے رہے اور دشمن فائدہ اُٹہاتے رہے اسی سلطان سلیم کو اگر ایرانی لڑائی پیش نہ آتی تو ایسا جابر سلطان معلوم نہین کہ کیا آفت لاتا یا دشاہ اسمیعل بھی اگر اپنے جان نثار ارادتمندون کو کسی مفید مصرف پر لگاتا تو نہ اسقدر مسلمانون پر تباہی آتی اور نہ ایرانی اور عثمانی تناقض اسقدر ضرر رسان پہلو اختیار کرتا یہی وجہ ہے کہ ہم دونون کو جو اپنے عہد مین بہادر شجاع صف شکن فاتح گذرے ہین مجاہدین اسلام مین شمار نہین کرتے۔

سلطان سلیم کی قسمت مین ایہی ایک ور قومی جرم لکہا تہا جسکی تردید مین سلطان سلیم کے حمایتی ایسا کوئی عذر نہین پیش کرسکتے جیسا کہ شاہ اسمٰعیل کے ظالمانہ فیصلے سُنا کر سلطان سلیم کو بری الذمہ کرتے ہین۔

الغانسو الغوری سلطان مصر سے پیش آئی۔ وجہ مخالفت چند عثمانی شاہزادون کو مصر مین پناہ دینے یا شاہ اسمٰعیل سے خفیہ سازش کرنے کی بتائی جاتی ہے اس کے سوا اور کوئی وجہ سابقہ عداوت مورخین پیش نہین کرتے دونون سُنت جماعت تہے۔ پس عثمانی شاہزادون کو پناہ دینا کوئی اسلامی یا اخلاقی جرم نہ تہا سلطان سلیم کی تیغ ظلم سے بہاگکر ان بیکسون نے مصر مین پناہ لی تہی نہ تو ان بیچارون کو سلیم جیسے قوی بازو سلطان سے مقابلہ کرنے کی طاقت تہی اور نہ کسی اور کو سلیم کے چہیڑنے کی سکت تہی۔ سلاطین مصر بایزید یلدرم کے وقت سے آل عثمان سے ڈر رہے تہے۔ تحائف و ہدایا دیکر اپنا بچاؤ کرتے رہے تہے عثمانی شاہزادون کی پناہ دہی مین محض اخوت اسلامی اور اخلاق انسانی متقاضی ہوئی تہین۔ اگر بے رحم سلیم کے حوالہ کیے جاتے تو یہہ بے مروتی بزدلی۔ نامردی کے خطاب لیتے جو کوئی غیور انسان پسند نہین کرتا۔ سلیم جو اپنے بزرگوار باپ کو زہر دے چکا اور بہائی کا گلا گہونٹ چکا تہا۔ ان بیچارے شاہزادون کو ضرور ہی پہانسی پر لٹکاتا جنکا خون سلطان مصر کے ذمہ ہوتا۔ پس ان بیچارے قابل رحم شاہزادون کی پناہ دہی کو مصر پر فوجکشی کے لیے وجہ موجہ تسلیم کرنا محض ہوشامد ہے۔ دوسرا الزام شاہ اسمعیل صفوی سے سازش کرنے کا لگایا جاتا ہے

لیکن واقعات اسکے خلاف ہین اگر واقعی کوئی سازش ہوتی توجسوقت سلطان سلیم ایران پر حملہ آور ہوا تہا اور
فوج اسمٰعیل کی لڑائی سے دل چراتی تہی سلطان مصر کوئی عملی کارروائی کرتا۔ اور علانیہ یا خفیہ کسی قسم کی
مدد دیتا۔ اگر ایسا ہوتا تو ترکون کو ایرانیون اور مصریون کی مجتمع فوجون کا مقابلہ کرنا مشکل ہوجاتا۔ مگر سلطان
مصر کے دیکہتے دیکہتے بہادر اسمٰعیل کی فدائی فوج کا صفایا کیا گیا۔ اور شاہ اسماعیل کی ننگ و ناموس تک برباد
ہوگئی مگر سلطان مصر جسکو شاہ اسماعیل کا دوست بلکہ متعصب اور خوشامدی شیعہ لکہنے سے بہی گریز نہیں
کرتے کبہی بہی ایرانیون کے کام آیا۔ ہان شام کے علاقہ مین فوج کا جمع کرنا سو ایک احتیاطی امر تہا ہر
ایک مآل اندیش گورنمنٹ سلطنتون کی جنگی تیاریون سے ہوشیار ہوکر بطور تدبیر حفظ ماتقدم سرحدی
مقامات پر ایسی تدبیرین عمل مین لایا ہی کرتی ہے اور خاصکر اس صورت مین جبکہ سلطان سلیم جیسا قاہر
دجابر کشورکشا ہمسایہ ہو تو ترکی سپہ سالار سنان پاشا کا سلطان سلیم کو لکہنا کہ مین اس خوف سے فرات سے
آگے نہین بڑہ سکتا کہ کہین شام کی مصری فوج پیچہے سے حملہ کرکے مجکو سلطانی علاقہ سے جدا نہ کردے
اس سے بہی ہمارے خیال کی تصدیق ہوتی ہے کہ فرات سے آگے عرب تہا جہانپر سلطان مصر کا شاہی تعلق
تہا اس پیش قدمی سے ترکون کا صاف منشا سلطان مصر کے علاقہ کو غصب کرنیکا تہا مصری تو حملہ آور
نہ ہوئے مگر سلطان سلیم جوکمزور ہمسایون کے لیے قضائی مبرم تہا خود حملہ آور ہوا۔

مصر کے مملوک

قبل اسکے کہ ہم سلطان سلیم کے واقعات مصر کو حال اجمالاً لکہین۔ مملوکان مصر کا اختصاراً حال لکہا جاتا ہے
مملوک معنے غلام کے ہین اور جسطرح کہ ہندوستان مین خاندان غلامان گذرا ہے اسیطرح مصر مین
غلام مملوک ہوے ہین سلطان صلاح الدین کے بہائی ملک العادل کے پوتے ملک الصالح
نے دیگر دعویداران سلطنت کا زور گہٹانے کے لیے بارہ ہزار غلام خرید کر جنمین زیادہ تر چرکس
تہے ایک آہنی فوج قائم کی جسکا نام فوج مملوک رکہا گیا جو ملک صالح کی خدمات وفاداری سے کرتے رہے
یورپ کے عیسائی سلطان صلاح الدین ایوبی کے بعد ہی لگاتار مصر اور شام پر حملہ آور ہوتے رہے چنانچہ ایک
دفعہ ملک صالح کے عہد مین فرانسیسیون نے مصر کی کنجی دمیاط کو فتح کرلیا۔ اور مصر کو سخت خطرہ لاحق
ہوگیا مگر انہین مملوکون نے ترکی جنرل بیبرز کے ماتحت مقام منصورہ پہر عیسائیون کو شکست دیکر فرانسیسی شہنشاہ
کو قید کرلیا۔ اور یورپ کے حوصلون کو توڑ دیا ملک صالح کے بعد اسکا بیٹا چند ماہ کی حکمرانی کے بعد مرگیا۔ اور
ملک صالح کی دانشمند اور فرزانہ بیگم مسماۃ شجرۃ الدر نے عنان حکومت ہاتہہ مین لی اور اس کا نائب

عزالدین ایبک ہوا جسکی ساتھ اُس نے شادی بھی کر لی مگر خلیفہ بغداد نے حکم بھیجا کہ عورت کے بجائے کسی ایوبی مرد
کو سلطان بنانا چاہیے ملک اشرف موسی بن یوسف بن مسعود بن ملک الکامل بن ملک العادل بن ایوب سلطان
مقرر ہوا۔ جو پانچ سال بعد معزول کیا گیا اور عزالدین ایبک غلام سلطان صالح ایوبی سلطان بنگیا۔ یہ
بانی خاندان مملوکان مصر ہوا۔ شجرۃ الدر کے ایما سے اس لیے قتل ہوا کہ وہ ایک دوسری عورت والی موصل
کی بیٹی سے نکاح کرنا چاہتا تھا۔ اور شجرۃ الدر بھی اسی جرم مین عورتون کے ہاتہہ سے ماری گئی۔ اور عزالدین
کا دہ سالہ بیٹا سلطان ہوا۔ یہہ خاندان مملوک بحریہ کہلاتا تھا۔ جنہون نے ۱۳۶ سال حکومت کی۔ اور چودہ
سلطان ہوئے تاتاریون کا زور دیکھہ کر عزالدین کا بیٹا معزول کیا گیا اور ملک مظفر قطز سلطان ہوا۔
اسی بہادر نے خونخوار تاتاریون کو جو تمام اسلامی دنیا کو زیر و زبر کر چکے تھے۔ مرج والبق مین شکست
فاش دیکر اسلام کی آبرو کو بچا لیا۔ اور اُسکا جانشین ملک ظاہر بیبرس تھا جس نے تاتاریون کے
حملات کو روکا۔ اور انطاکیہ۔ بعزرس۔ قصیر حص الاکراد قیساریہ۔ یافا۔ مرقبہ وغیرہ کے فتح سے عیسائیون
کا زور ملک شام سے گھٹا دیا۔ اور مشہور تاریخی مقام عکا کو بھی نیم جان بنا دیا۔ یہ سلطان بڑا پرہیزگار پابند
شریعت تھا محمل شریف کے ابتدا اسی کے عہد مین ہوئی۔ جو مسلمانون کی ترغیب حج کے لیے مصر مین
پھرایا جاتا۔ اور حاجیون کی جماعت کثیر کے ساتہہ حرم محترم زاد اللہ شرفا کو روانہ ہوتا۔ اس سلطان
نے خود بھی حج کیا اور صدقات کثیرہ سے مستحقین حرمین شریفین کو مالا مال کر دیا اور کعبہ شریف کا اپنے
ہاتھ سے عرق گلاب سے دہویا۔ جو اسکی کمال راسخ الاعتقادی پر دلالت کرتا ہے۔ انہین مملوکون مین سے
سلطان منصور قلاؤون الصالحی تھا جسنے اسی ہزار تاتاری فوج کو حمص کے نواح مین شکست فاش
دیکر اسلامی جلال کو قائم رکھا تھا۔ اور مرقب جیسے ناممکن الفتح قلعے کی تسخیر اور صیہون اور لاذقیہ اور طرابلس
کے مشہور شہر کو جو ایک سو پچاسی سال سے عیسائیون کے قبضہ مین تھا فتح کر کے عیسائی طاقت کو
قریبًا نابود کر دیا۔ اسکی بہادر فوج مملوکون نے طرابلس کے قریبی جزیرہ کو جہان شکست یافتہ عیسائی پناہ
گزین ہوئے تھے بلا کشتی و جہاز سمندر مین گھوڑے ڈالکر اور تیر کر جزیرہ فتح کیا تھا۔ اسی کے عہد مین
مملوکون نے نوبہ و واقعہ شرقی افریقہ کو فتح کیا۔ اسی منصور کا بیٹا صلاح الدین خلیل تھا جسنے عکا کی کامل فتح
سے سلطان صلاح الدین ناصر ایوبی کے روح کو خوش کیا اور اہل فرنگ کی جڑ کو شام سے کاٹ دیا اور
المنصور۔ صیدا۔ بیروت۔ انطرسوس۔ اور تمام ساحلی اصار کی فتح و تصرف سے فلسطین کی سرزمین
کو یورپین اقتدار سے بالکل صاف کر دیا۔ مملوکون کی یہہ اسلامی خدمت تاریخ کے صفحون پر ہمیشہ سنہری
حروف سے لکھی رہیگی۔ مملوک بحریہ کا اخیر سلطان ملک صالح شعبان بن الحسین بن الناصر

منصور قلاؤون تہا ان کے بعد چرکس مملوکون کا دور شروع ہوا جنکا پہلا سلطان برقوق ہم عصر سلطان بایزید برق عثمانی تہا۔ اور اخیر سلطان قانصو غوری تہا جسپر کہ اس عہد خادم اسلام خاندان کا سلطان سلیم کے ہاتھوں غرض ہاتہون سے ۲۶۸ سال کی حکومت اور ۲۳ سلاطین کے بعد خاتمہ ہوا۔ اسلام کے سچے بہادرون نے فرنگستان کی ان آرزون کو خاک مین ملا دیا جو وہ اسلامی ممالک کی تسخیر سے رکہتے تہے۔ ظالم تاتاریون کو بارہا مار کر نکال دیا اور سینٹ عیسائی فرنگیون کے ساتھ ساتھ اسلامی امصار پر قابض ہو گئے تہے انکو بہی انہین مملوکون نے تہ تیغ کیا۔

پس ایسے حامیان اسلام پر ملوار اٹہانا سلطان سلیم کی علمیت و دیانت بلکہ اسلامی حالت کی بہی سخت بینائی ہے سلطان سلیم جسکی سطوت و جبروت کا مدار صرف اہل اسلام کے قتل پر تہا۔ ارض مقدس حجاز کے تصرف کے لیے رستہ نکالنا چاہتا تہا۔

سلطان سلیم کی مصر پر چڑہائی

سنہ ۹۲۲ ہجری مین سلطان سلیم نے ڈیڑہ لاکہہ فوج کے ساتہہ مصریون پر چڑہائی کی۔ سلطان غوری بہی مقابلہ پر آیا اور مرج دابق مین اگست ۱۵۱۶ء مین خونریز معرکہ ہوا۔ مملوک جنکو اپنی فوج سوارون پر زیادہ بہروسہ تہا سلیم کے توپخانہ نے بہون ڈالا ہزارون اپنے بوڑہے سلطان غوری کے ساتہہ میدان جنگ مین ضائع کیے گئے۔ اس فتح سے شام کے تمام علاقہ پر سلطان سلیم اول کا قبضہ ہو گیا۔ حلب کے خطیب نے خطبہ مین سلطان سلیم کے القاب کے ساتہہ خادم حرمین شریفین زاد اللہ شرفًا کا لقب بڑہا دیا۔ سلطان سلیم اس قبل از وقت خوشامد سے اسقدر مسرور ہوا کہ پچاس ہزار کا قیمتی خلعت عطا کیا۔ اس سے ہی ہمارے دعوی کی تصدیق ہوتی ہے کہ سلطان سلیم کو قبضہ حجاز کا کسقدر خیال تہا اور مملوکون سے لڑائی محض انہین اغراض کے حصول کے لیے کی گئی تہی سلطان سلیم کو اپنے زبردست توپخانہ اور قواعد دان فوج کی ثابت قدمی سے جو بندوقون سے مسلح تہی مصریون کی غیر منتظم فوج پر فتح کا کامل یقین تہا اور جب انہین توپون اور بندوقون کے سبب بہادر اسمٰعیل صفوی اور اسکی جانباز فوج قزلباش پر عظیم الشان کامیابی حاصل کر چکا تہا تو سلیم اول جیسا صاحب شمشیر و قلم سلطان مصر کا چربہ نوالہ کس طرح چہوڑ سکتا تہا چنانچہ ایک ہی لڑائی سے ہی مصر پر تسلط ہو گیا۔ رعایا چونکہ مسلمان تہی اور یہہ لڑائی محض سلطنت کے لیے تہی اسکو مذہب سے کوئی تعلق نہ تہا۔ اور یورپ کی لڑائیون خصوصًا فتح قسطنطنیہ سے سلاطین عثمانیہ کی ساری زیادہ شہرت اسلامی دنیا مین پہیل چکی تہی اور شام وغیرہ کے پرجوش مسلمان آل عثمان

کو اسلامی ترقی کا ذریعہ سمجھ چکے تھے اس لیے شام والون نے اس انقلاب کو اسلام اور اپنی ذاتی اغراض کے لیے غیر مفید خیال نہ کیا۔ تمام شہرون نے سلطان سلیم کے لیے دروازے کھول دیے چار ماہ تک سلطان شام مین رہا اور پہر مصر کو بڑہا۔ مملوکون نے اپنا سلطان بہادر طومان بے کو مقرر کر لیا۔ جو غوری کا بہانجا تہا جسنے مقام رضوانیہ پر ترکون کا مقابلہ کیا۔ لڑائی کے عین زور شور مین شیر دل طومان بے معہ اور دو مملوک سردارون کے چند مملوک شاہسوارون کو لے کر ترکی قلب پر اس ارادہ سے حملہ آور ہوا کہ سلطان سلیم کو یا قید کر لائین گے یا مار کر ڈھیر کرین گے یہہ بہادر دستہ ترکون کے انتشار سورچون سے نکلکر اور عثمانی صفون کو چیر کر عین قلب مین پہنچ گیا۔ اور سنان پاشا سپہ سالار فوج عثمانی کو جو قلب مین موجود تہا سلطان سلیم جان کر بہادر طومان نے نیزون سے چہید ڈالا اور باقی دو افسرون نے ایک ایک پاشا کو قتل کیا۔ اگر اسجگہہ سلیم ہوتا تو زندہ نہ بچ سکتا۔ طومان بہی یہہ بہادرانہ دست برد دکہا کر برق رفتار گہوڑون کو ایڑی لگا کر صحیح سلامت عثمانیہ مورچون سے نکلکر واپس آ گیا۔ باقی مملوکون نے بہی متہورانہ حملات سے اظہار شجاعت مین کوئی کسر اُٹہا نہ رکہی۔ لیکن عثمانیہ توپخانہ نے ان بہادر شاہسوارون کی ایک بہی پیش نجانے دی اور پچیس ہزار مملوک عثمانی آتش فشانی کی نذر ہو گئے طومان بے چند سوارون کے ساتہہ مقام عفویہ کو بہاگ گیا۔

اس شکست کی وجہ خیر الدین بیگ اور غزالی بیگ کو قرار دینا درست نہین ہے اگرچہ اُنہون نے اپنی قوم اور وطن کے ساتھ غداری کی اور انکی بیوفائی کی وجہ سے ضرور کچہ نہ کچھ مملوک اس لڑائی مین حصہ نلے سکے مگر در اصل اگر خیر الدین وغیرہ زور بھی لگاتے تو بہی عثمانی توپون سے عہدہ برآ نہین ہوسکتے تہے۔ رسالہ خواہ کسقدر تہور و شجاعت رکہتا ہو۔ آلات آتش فشان کا ہرگز مقابلہ نہین کرسکتا خصوصاً جبکہ سلطان سلیم جیسا الوالعزم فاتح سپہ سالار ہو۔ خیر الدین بیگ وغیرہ مملوکون کی قومی بیوفائی اگرچہ نہایت قابل افسوس ہے مگر یقینی شکست کی حالت مین ایک مسلمان سلطان کی طرف رجوع لانا نشان زیرکی ہے اسکا نتیجہ یہہ نکلا کہ مملوک چھ سو سال تک جزوی طور سے مصر کے حکمران رہے اور نہو لین جیسے بردست فاتح کے ساتھ بہی دست بشمشیر ہوئے۔ اور ظالم محمد علی پاشا بانی خاندان خدیویہ مصر کی فریبانہ چال سے جب تک تیغ ظلم سے ہلاک نہ ہوئے ملک مصر مین مملوکون کا ڈنکا بجتا ہے بس ہمارے خیال مین ترکون کی فتح کا باعث انکی آئینی فوج اور زبردست آلات آتشین تہے۔ جن سے ترکون کے علاوہ اور مسلمان سلاطین بہت ہی کم مانوس تہے۔

اس فتح کے بعد سلیم کی کچھ فوج قاہرہ پر قابض ہو گئی جسکو بہادر طومان نے بلائے ناگہانی کی طرح

بہونچکر قتہ تیغ کر دیا سلطان سلیم نے اور تازہ زبردست فوج روانہ کی جس نے تین دن رات متواتر خونخوار جنگ
کیا اور فریقین کے ہزارہا جوان مارے گئے۔ اور کچھہ فیصلہ نہ ہوا۔ آخر سلطان سلیم نے ایک مملوک سردار
کی صلاح سے عام اعلان دیدیا کہ جو مملوک ہتھیار رکھہ دیگا وہ جان سے امان پائیگا۔ چونکہ مملوک اپنی کمزوری اور
سلطان سلیم کی زبردست طاقت سے واقف تھے اعلان کے شائع ہوتے ہی آٹھہ سو سرغنہ ہتھیار رکھکر سلطان
کی خدمت مین حاضر ہوگئے اور لڑائی بند ہوگئی۔ مگر سلیم نے سب کو دوسرے دن قتل کرا کر اپنا نام بے رحم عہد
شکن اور قاہرہ کے قتل عام مین پچاس ہزار انسان مار کر سفاک مشہور کرا لیا۔ بہادر قرہ بی بھی جان
بخشی کا وعدہ لیکر حاضر دربار ہوا۔ جو غدار قوم خیر الدین سے صاف بے لاگ گفتگو کرنے کے جرم مین قتل
ہوا۔ طومان بی بھی نئی فوج بھرتی کر کے مقابل ہوا۔ مگر توپخانہ کے سامنے کچھہ پیش نہ گئی اور ہزارون آدمی
میدان مین ضایع کرا کر ایک عرب سردار کے ہان پناہ گزین ہوا۔ جن احسان فروشون نے مروت کو خیر
باد کہکر سلطان سلیم کے حوالہ کر دیا۔ اور بہانہ جو سلیم نے محض ایک جہوٹی تہمت لگا کر بہادر مملوکون کے
اخیر سلطان کا سر قلم کر دیا۔ اور مصر کا گورنر وہی خیر الدین بیگ مقرر ہوا۔ پس سنہ ۹۲۳ھ مین مصر عثمانیہ سلطنت
کا ایک صوبہ ہو گیا۔ شام و مصر کے تسلط سے اب ارض مقدس حجاز کا تصرف ضروری تہا مگر یہان سلطان
کو جنگی کارروائی کرنے کی کوئی ضرورت پیش نہ آئی۔ شریف مکہ برکات بن محمد کو فرمان بحالی عہدہ شریف اور قیمتی خلعت
بہیجکر ہی مطیع کر لیا۔ جسنے مکہ معظمہ وغیرہ تمام حجاز مین سلطان کا خطبہ و سکہ جاری کر دیا۔ وجہ اس خاموشی کی یہہ
تہی کہ سلیم کے باپ بایزید مرحوم نے حرمین شریفین کے شرفا علما وغیرہ کو عثمانیہ سلطنت کا وظیفہ خوار بنا
لیا ہوا تہا۔ اور سلاطین عثمانیہ نے قدردانی علما و مشائخ مین اسلامی دنیا مین خاص شہرہ حاصل کر لیا
تہا علاوہ اس کے خاندان عثمانیہ کا عروج دن بدن بڑہ رہا تہا اور سلاطین آل عثمان نے اپنے آپ
ہر طرح سے محافظ حرمین زادہما اللہ شرفاً کے قابل ثابت کر دیا تہا اس لیے اہل حجاز نے اس تبدیلی کو
اسلام کے لیے مفید خیال کیا۔ اور واقعی ایسا ہی ثابت ہوا شریف برکات بن محمد نے اپنے بڑے بیٹے
شریف ابو نمی کو سلطان کے پاس مصر روانہ کیا جسکی کمال عزت و توقیر کی گئی حرمین شریفین کے منتظمین کے
لیے بیش بہا وظائف مقرر کیے گئے اور صدقات کثیرہ تقسیم کیے اور تالیف قلوب مین ہر طرح کوشش ہوئی
مملوک خاندان سے پہلے مصر کے سلطان شاہان ایوبیہ تھے جو برائے نام خلیفہ بغداد کی ماتحت تہی۔ مگر
جبکہ ہلاکو نے المستعصم باللہ اخیر خلیفہ عباسی کو قتل اور بغداد کو تہ تیغ کیا اور کوئی خلیفہ نہ رہا۔ اور سلطنت
ایوبیہ خاندان کے زوال پر مملوک فرمانروائے مصر ہوئے تو ملک ظاہر بیبرس نے ایک عباسی
شاہزادہ کو جو بغداد سے بہاگ کر مصر پہنچا تہا خلیفہ مصر بنا لیا جسکو سلطنت سے تو کوئی تعلق نہ تہا لیکن خطبہ و سکہ برابر

انہیں کا جاری تہا اس سلسلہ مین سلطان سلیم کے داخلہ مصر کے وقت محمد دوازدہم عباسی خلیفہ تہا سلطان نے
اس سے علم - جبہ - شمشیر محمدی علیہ الصلوۃ والسلام جو نشان خلافت تصور ہوتے تہے لے لیے اور اس خیری نام تہا
خلیفہ عباسی کو اپنے ساتہہ قسطنطنیہ لیتا گیا - اور اس طرح ایک مذہبی مرحلہ خلافت بہی طے کر لیا اور اپنے آپکو
عباسیون کا جائز جانشین دکہا کر آل عثمان کو مقدس اور معزز خلیفہ المسلمین کے خطاب کا مستحق بنایا
اور جسطرح تبریز کے مشہور صناع قسطنطنیہ لے گیا تہا - اسیطرح مصر کی کاریگرون کی جلاوطنی کا باعث ہوکر دار
الخلافہ قسطنطنیہ کی ترقی کا سبب ہوا - اور دو سال کے بعد شام مصر عرب فتح کرکے یہ عالی ہمت عظیم
الشان فاتح سلطان واپس قسطنطنیہ ہوا - اور یورپین سلاطین اور روسا سے جدید معاہدہ کرکے جنگی جہاز
کے بنانے اور بڑہانے مین مصروف ہوگیا - سات بڑے اور ایک سو چہوٹے جنگی جہاز جدید تیار
کیے اور فوج کثیر ایشیا کوچک مین جمع کرنی شروع کی اور قریب تہا کہ جزیرہ رہوڈس کی فتح سے عثمانی فوج
کی اس بدنامی کو مٹا دیتا جو سلیم کے نامور دادا محمد ثانی کے ناکام حملے سے پیدا ہوئی تہی مگر قبل اسکے کہ وہ اپنے
ارادہ کو ظہور مین لائے ایک ایسا دنبل نکلا کہ جسمین ایک مرغی رکہتے اور گل جاتی تہی جسکا زہریلا اثر تمام
بدن مین پہیل گیا - اور سارے جسم پر دنبل نکل آئے اور کوئی علاج کارگر نہ ہوسکا - اور اسی گاؤن کے قریب
کہ جہان اُس نے اپنے بزرگوار درویش سیرت باپ کا باغیانہ مقابلہ کیا تہا وہین بقول بعض باپ کی بددعا
کے اثر سے نہایت تکلیف درد و رنج اٹہا کر ۹ شوال ۹۲۶ سنہ ہجری ۵۴ سال کی عمر اور ۹ سال کی سلطنت
کے بعد فوت ہوا -

یہ سلطان بہت بڑا عالم پابند مذہب - مورخ فارسی ترکی کا زبردست شاعر - اولوالعزم بہادر جفاکش صاحب تدبیر
ورائے - مگر بے رحم تہا اس نے اپنی قلیل مدت سلطنت مین لگاتار فتوحات سے عثمانیہ سلطنت کی وسعت
اور عظمت کو بڑہا دیا اور اپنی آیندہ نسل کے لیے اسلامی دنیا کے اندر ایک ایسی مشترک مخلصانہ بنیاد قائم کر
گیا کہ جب تک خدمت حرمین شریفین اُنکے متعلق ہے مسلمان سلاطین عثمانیہ کو جان سے عزیز سمجہتے
رہینگے واقعی سلطان سلیم نے خاندان عثمانیہ کے لیے بہت کچہہ قیمتی اور مفید خدمات کین - دو سال کے عرصہ
قلیل مین تین سو سال کے ایک بہادر خاندان کے استیصال کے بعد شام مصر عرب مین قرار واقعی انتظام
کر لینا سلطان سلیم کی انتظامی اور سیاسی لیاقت کا بدیہی ثبوت ہے - لیکن شام اور مصر جنہنے یورپ کے
مذہبی دل عیسائیون اور خونخوار تاتاری مغلون کو اپنی سرزمین مین قدم نہین لگانے دیا تہا - ترکون کا خیر مقدم
کہنا محض اسلیے تہا - کہ سلطان سلیم ایک مسلمان اہل سنت جماعت سلطان تہا اور عام نگاہون مین اسکے
افعال پرجوش نظر آتے تہے - اور چونکہ خود مشرقی علوم اور ادو زبانون کا زبردست عالم تہا - اس لیے اپنے

ہر ایک فعل کو مذہبی رنگ دیکر اپنے بچاؤ کی صورت نکال لیتا تہا جیسے کہ ایرانیون کی لڑائیون کو سنیون کی حمایت
کی وجہ مشہور کیا اور سلطان غوری پر تشیع یا شیعون کی دوستی کا الزام لگا کر عوام کو بگڑنے نہ دیا۔ چونکہ اسکا ذاتی چال
چلن مطابق شریعت دکہائی دیتا تہا۔ اور مذہبی عقائد مین تعصب کی درجہ تک بہونچا ہوا تہا۔ اور علماء۔ فضلاء
مشائخ۔ کی عزت کرتا تہا۔ اور ساتہہ ہی جسطرف باگ اوٹہاتا تہا فتح و نصرت استقبال کو آتی تہی۔ اور مسلمان
ہمیشہ ایسے سلطان کی اطاعت قومی ترقی کے لیے نہایت ضروری سمجہتے رہے ہین اس لیے صرف شام مصر
عرب نے ہی اسکے سامنے گردن نہ جہکائی تہی بلکہ شمالی افریقہ کے بہادر خیر الدین نے سلیم کی حمایت مین آنا منظور
کیا اور عثمانی جہنڈے کے نیچے الجزائر وغیرہ افریقی علاقون مین سلیم کا سکہ و خطبہ جاری کر دیا حالانکہ
سلیم نے اپنے ہاتہہ سے ادہر ایک قطرہ خون کا بہی نہ گرایا محض اسکی بہادرانہ شہرت اور ظفر مندی مذہبی
جوش کام کر گیا بسلطان سلیم خاندان عثمانیہ مین نہایت نامور جلیل القدر سلطان تہا۔

سلطان سلیمان اعظم

اب ہم عثمانیہ تاریخ کے اس حصہ مین پہونچے ہین کہ باعتبار شوکت و اقبال وازدیاد جاہ و جلال عام نظم و نسق
اجرائے قوانین فتوحات کثیرہ وسعت ممالک کے روسے صرف سلاطین عثمانیہ ہی سے بڑہا ہوا نہین بلکہ اپنے
زمانہ کے تمام شاہان روئے زمین سے ممتاز ہے اگر ہم اس سلطان کو فتوحات کے روسے ولید سے اموی
اور عام انتظامی قابلیت مین ہارون عباسی سے دوئم نمبر پر رکہین تو بالکل بجا ہوگا۔ صدیون کے بعد یہی
ایک سلطان پیدا ہوا جسنے الجزائر واقعہ شمالی افریقہ کے مغربی کنارہ سے لیکر جزیرہ سوماٹرا جاوا تک ایک واحد امیر
المومنین کا سکہ بٹہا کر اہل اسلام کی پراگندہ طاقت کو مجتمع کر لیا اور شک نہین کہ سلیمان کے جانشین بہی
اگر اس کی طرح اولوالعزم مدبر پابند شرع جفاکش۔ معاملہ فہم ہوتے تو پہر ایک دفعہ امویہ و عباسیہ و احد خلافت
کا نقشہ جم جاتا۔ اور اسلامی طاقت کے اجزا توڑے پہوڑے نہ جاتے۔

باپ کی وفات کے وقت صوبہ سروخن کا گورنر تہا اسلیے وزراء نے سلیم کی موت کو سلیمان کے آنے تک اخفا
رکہا۔ ماہ شوال سنہ ۹۲۲ھ مین بعمر ۲۶ سال تخت نشین ہوا۔ مگر اس سے پہلے اپنے لایق باپ کی اعلی تربیت سے ملکی اور
جنگی تجربہ حاصل کر چکا تہا ایران کی فوج کشی کے وقت سلطان سلیم اسی کو اپنا جانشین کر گیا تہا جس نے حق نیابت
خوب ادا کیا اور یورپ اور ایشیاء روم مین کسی کو سر نہ اوٹہانے دیا۔ سلطان سلیمان نبرد آزمائی اور انتظام
ملکی اور علمی فضیلت مین تو باپ کے برابر تہا۔ مگر دیگر اوصاف مین باپ سے بڑہا ہوا تہا۔ اوس کا رحم و انصاف
یگانہ و بیگانہ دوست دشمن کے لیے یکسان تہا اسکے عدل و احسان کا دروازہ مسلم و غیر مسلم سب کے لیے برابر

کہا تہا سلیم کے بعد صرف ایک سلیمان ہی وارث تاج و تخت تہا اس لیے سلطان سلیمان کو اپنے بزرگون کی طرح عثمانی شاہزادون کے خون سے ہاتھ رنگنے نہ پڑے۔ اور اپنی مالی و جانی جنگی طاقت کو مخالفین دین کی لڑائیون مین صرف کیا۔

اگرچہ اس وقت عیسائی طاقتین بہت کچہ زور پکڑ گئی تہین اور سلیمان کے باپ اور دادا کی چالیس سالہ حکومت کی عدم فوج کشی کے سبب عیسائی بہت کچہ سنبہل گئے بلکہ چارلس پنجم نے ہسپانیہ۔ ہالنیڈ۔ بلجم۔ ریاستہائی اسٹریا۔ نیلپز۔ سسلی۔ جرمنی کو ایک مجتمع اور متحدہ سلطنت بناکر شاہنشاہ یورپ کا خطاب حاصل کر لیا تہا۔

اور اس سے پہلے اندلس سے فاتحان عرب کا اخیر نشان غرناطہ فتح کرکے اسلامی طاقت کا استیصال کر چکا تہا ہسپانوی الوالعزم جہازران ملک امریکہ کی دریافت کر چکے تہے اور پیرو اور میکسیکو کی سونے چاندی کی کانون پر قابض ہو چکے تہے اور دیگر اقطار عالم کے کئی ایک جزائر اور امصار پر قبضہ کر چکے تہے واقعی یہ وقت اسلام کے لیے نازک تہا اگر آل عثمان کے جوانمرد مجاہد سلطان سلیمان نے ہمیشہ کے لیے دنیا کو دکہا دیا کہ اگر مسلمانون کا سرپرست بہ تقلید صحابہ کرام محض اعلائے کلمۃ اللہ کو مدنظر رکھ کر انفروا خفافا وثقالا

وَجَاهِدُوا بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنفُسِكُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ

پارہ دس سورہ توبہ۔

کا اعلان کرے اور اپنی غازیانہ حرکات اور مخلصانہ ترددات سے ہمدردی اسلام کا صحیح نمونہ دکہا دے تو اسکو یورپ کی دولت و ثروت سے کوئی نقصان نہین پہونچ سکتا۔ سلطان سلیمان کے عہد مین امپراطور چارلس پنجم کے علاوہ شاہ فرانسیس اول شاہ فرانس۔ پوپ پہودہم۔ ہنری ہشتم شاہ انگلستان مجس منڈ والی پولنڈ وغیرہ فرمانروایان یورپ تہے۔ ایشیا مین شاہ اسماعیل صفوی ایرانیون مین پر جوش تازہ روح پہونک کر ایک زبردست مستقل سلطنت کی بنیاد ڈال چکا تہا۔ ہندوستان مین جلال الدین جسکو ورا ثتًا ایک دو صوبے ہی ملے تہے اپنی انتظامی اور جنگی طاقت کے بدولت ایک ایسی سلطنت کا استحکام کر رہا تہا کہ جسکی وسعت کوہ ہندوکش سے لیکر برہما تک پہیلنے والی تہی اور ۲۲ صوبے اور ۵۲ باونون کی مقتدر سلطنت بننے والی تہی مگر ان مین سے ایک بہی عثمانی تاجدار کی عظمت اور شوکت کو نہین پہونچ سکتا اسی عظمت کی وجہ سے یورپین مورخ اسکو سلیمان اعظم اور مدبرانہ نظم و نسق اور مفید قوانین کی تدوین سے ترک اسکو سلیمان قانونی کہتے ہین۔

یہہ سلطان تین زبانون عربی۔ فارسی۔ ترکی کا زبردست شاعر تہا۔ جیسا کہ وہ حسن صورت مین بے نظیر تہا اسیطرح وہ حسن سیرت مین بے مثل تہا۔ غزا اور جہاد کا نہایت شائق تہا اُس کے غزوات کی تفصیل

کی یاس اس کتاب مین گنجائش نہین ہے ہم مختصر طور سے اس بہادر سلطان کے جنگی کارنامون کا حال لکھتے ہین

حملہ اول

تخت پر جلوس فرما ہوتے ہی اپنے باغی گورنر دمشق سے مقابلہ کرنا پڑا جسکا نام جان بردی بیگ غزالی تہا مصر کے سلطان غوری سے جب سلطان سلیم کا مقابلہ مرج دابق مین ہوا تہا تو یہہ غزالی اور خیر الدین بیگ چرکس ملوک اپنے مالک سے منہ پہیر کر اور بے وفائی کا ٹیکا لگا کر عین اثنائے جنگ مین سلیم سے یہہ وعدہ لیکر کہ انکو شام اور مصر کی حکومت دیجائے گی بہت سی ویسار کی فوج کے ساتھ بہاگ نکلے تہے اور مملوکون کی شکست کا باعث ہوئے تہے سلطان غوری میدان مین مارا گیا۔ اور سلطان سلیم نے مصر کا گورنر خیر الدین کو اور دمشق شام کا گورنر اسی غزالی کو مقرر کیا تہا سلطان سلیم کی وفات پر خود مختار سلطان بن بیٹہا۔ اور حلب کا محاصرہ کر لیا۔ مگر فتح نہ کر سکا۔ اور ناکام ہو کر دمشق کا استحکام کرنے لگا۔ کہ اتنے مین قسطنطنیہ سے ۹۲۶ھ مین فرہاد پاشا فوج کثیر لیکر آ پہونچا اور سخت جنگ کے بعد غزالی کی فوج کو تہ تیغ کیا اور غزالی کا سر کاٹ کر سلطان کے پاس روانہ کیا۔ اور شام کا انتظام کر کے فرہاد پاشا واپس ہوا۔ ترکون کی یہہ مستعدی دیکھکر شاہ اسمٰعیل صفوی جو سرحد پر فوج جمع کر رہا تہا دم بخود ہو گیا۔

حملہ ثانی

عیسائی محاربون کا۔ یہہ پہلا محاربہ ہے اور یہہ غزوہ اولین گنا جاتا۔ شاہ ہنگری نے سلطان سلیمان کے ایلچی کو جو وصول خراج کے لیے گیا تہا قتل کر دیا۔ سلطان سلیمان یہہ ظالمانہ حرکت دیکھکر مقابلہ کے لیے ماہ جمادی الآخر ۹۲۷ہجری مین۔ ۵۰ جہازات پر فوج بیگزین۔ کمسریٹ وغیرہ لادکر براہ دریائے ڈینوب روانہ ہوا۔ پہلے قلعہ ہو کر ذ لو کو فتح۔ اور پہر بلگریڈ کے مشہور معروف قلعہ کو گہیر لیا یہہ وہی قلعہ ہے کہ جہان سے اس سلطان کے بہادر پردادا سلطان محمد فاتح کو ناکام واپس جانا پڑا تہا۔ سخت لڑائی کے بعد فتح کیا گیا۔ اور اس فتح سے عیسایون پر ایسا رعب چہا گیا۔ کہ خود بخود قلعون کی کنجیان اقبال مند سلطان کے سامنے حاضر کر دین۔

مورخین کا قول ہے کہ سلطان کے یارائے اقبال سے اُسوقت عیسایون مین عداوت برپا تہی۔ اور سپانیہ

اور فرانس و اٹلی مین اتفاق نہ تہا اس وجہ سے سلیمان کو عیسایون پر فتوحات حاصل ہوئین لیکن ہمکو اس رائے
سے اتفاق نہین ہے۔ اس سے پہلے سلطان مراد خان اول و مراد خان ثانی بایزید یلدرم محمد فاتح کے ساتھ یورپ کی کثیر التعداد
مجموعی قوت سے زور آزمائی کر چکی اور ذلت اٹھا چکی تھیں مانا کہ اب عیسائی بیدار ہو چکے تہے اور انکی طاقت زیادہ
منتظم اور مضبوط ہو گئی تہی مگر ادہر بہی بتصرف حجاز۔ شام کی پر جوش مسلمان آبادی اور حفاظت حرمین
شریفین زادہما اللہ شرفا سے خلیفۃ المسلمین کے مقدس لقب کی ایزادی سے خاندان عثمانیہ کی طاقت
مین کمال درجہ کا اضافہ ہو چکا تہا اسلامی دنیا مین غزا و جہاد کا پورا جوش اسوقت صرف سلاطین
عثمانیہ مین پایا جاتا تہا مسلمان سلاطین عثمانیہ کی مذہبی حرارت اور اسلامی حمایت کے دل سے قدر کرتے
تہے سلطان سلیمان نے عام عدل و انصاف ظالم حکام کی سزادہی سے عام شہرت حاصل کر لی تہی اور جابر
سلطان سلیم کے وقت کی تمام کدورتون کو اپنی تدبیر و دانش سے دور کر دیا تہا فوج بری تو ہمیشہ سے ترکون
کی زبردست تہی جنگی بیڑا جہازات جسکی بنیاد دو سو سال سے پڑی ہوئی تہی ہر ایک مدبر سلطان نے اس
مین کچھہ نہ کچھہ اضافہ کیا سلطان محمد فاتح کے عہد مین اگر یورپ سے بیڑا جہازات زیادہ قوی نہ تہا تو کم بہی نہ
تہا۔ سلطان سلیم نے ایشیا اور افریقہ کی فتوحات عظیمہ سے فارغ ہوتے ہی اپنی توجہ جہازات کے
بنوانے اور بڑہانے مین ہی خرچ کی اگر موت مہلت دیتی تو یہہ الوالعزم سلطان معلوم نہین کہ کیا کیا انقلاب
پیدا کرتا سلطان سلیمان نے بہی بیڑا جہازات مین ترقی دی اور عین اسلامی حمیت اور تقلید شریعت کے سبب عام ہمدردی
اہل اسلام کو حاصل کر لیا۔ تو پہر ایسے جوان بخت۔ مدبر شجاع۔ عزیز قوم سلطان کے مقابلہ مین یورپ کا
اتفاق ہی کیا کر سکتا تہا۔ اور یورپ کی خوش قسمتی اور ترکون کی بد قسمتی تہی کہ سلطان سلیمان کا مقابلہ یورپ
نے مجموعی طاقت سے نہین کیا بلکہ سلطان کا دامن عطوفت پکڑ کر تازہ زندگی کو حاصل کیا جسکا خمیازہ آج اسی الوالعزم
سلطان کی اولاد ان احسان فراموش و دل یورپ سے اٹہا رہی ہے بہر حال اسوقت عیسایون کی خاموشی کی بہی
وجہ عثمانی اقبال کا عروج تہا۔ ہسپانیہ اور پرتگال دور دراز براعظمون کا کہوج نکال کر اپنی الوالعزمی
کا ثبوت دے رہی تہی کیا اگر واقعی ان مین سکت ہوتی تو بیت المقدس کو آل عثمان کے قبضہ مین
جانے دیتے جو کچہ ہوا عثمانی شمشیر کا اثر تہا جسکی وحشت سے ہسپانیہ اور چارلس پنجم تک کانپتے تہے

حملہ سوم

[illegible] جو ایشیائے کوچک سے بارہ میل کے فاصلہ پر جنوب مغربی گوشہ مین کوہستانی علاقہ ۵۰۲ مربع میل کے رقبہ و [illegible]
ہزار آبادی کے جزیرہ روڈس پر ہوا۔ قسطنطنیہ اور مصر کے راستہ کے درمیان واقع ہے صلیبی جنگون کے وقت

سے اہل یورپ کے قبضہ تصرف مین آیا اور یہان کے بہادر سنیٹ جان کے نائٹ (شہ سوار) کہلاتے تھے اور
مسلمان تاجرون اور حاجیون کے جہازات کو لوٹتے اور مسلمانون کو قید کر لے جاتے شاہان اسلام نے
چند بار اُس کے برخلاف کوشش کی۔ لیکن ناکامی ہوئی سلطان محمد فاتح جیسا مدبر بہادر بہی کامیاب نہ ہوسکا
جب سے مصر عثمانی ممالک مین داخل ہوا عثمانیہ جہازات بہی انکی تاخت و تاراج کی نشانہ بننے لگے اور قبضہ
مصر کے لیے روڈس کی فتح سلطنت عثمانیہ کی لیے نہایت اہم ہوگئی۔ سلطان سلیمان ماہ رجب ۹۲۸ھ
کو دو لاکہہ فوج اور چار سو جہازات کے ساتہہ روانہ ہوا اور ماہ رمضان سن مذکور روڈس پہونچا اس
جزیرہ کے صدر مقام رہودس کو عیسایون نے نہایت ناقابل تسخیر بنا رکہا تہا دو فصیلین اندر باہر اسقدر بلند
اور مضبوط تہین کہ محاصرین کا گولہ ہرگز اندر نہین جا سکتا تہا مگر اندر والون کا ہر ایک گولہ محاصرین کو نشانہ
بناتا تہا۔ علاوہ اس کے ہر ایک کوچہ اور محلہ بجائے خود مورچہ تہا۔ ہر ایک فصیل سات گز چوڑی اور دونون فصیلون
کے درمیان ۴۰ گز کا فاصلہ تہا جسکو مٹی اور پتہرون سے بہر کر ہموار کیا گیا تہا اور سمندر کی طرف سے
گول حوض کی طرح ایک کہاڑی تہی جسکے اندر داخل ہونیکا ایک ہی مخصوص دروازہ تہا جسپر بڑی بہاری زنجیر
آہنی پڑی تہی جس سے دشمن کے جہازات بندر رہوڈس مین داخل نہین ہوسکتے تہے دہانہ مذکور کے دونون
طرف برجون پر متعدد گران وزن توپین چڑہی ہوئی تہین۔ فصیل کے باہر بہت بڑے چوڑے خندق کہدے
ہوئے تہے جسپر بہی مناسب موقعون پر توپین نصب تہین اسلیے خشکی اور تری جسطرف سے مسلمان حملہ
آور ہوتے تہے گولون کی بوچہاڑ سے دہڑا دہڑ گرتے تہے اور حملہ آورون کا کوئی گولہ بہی عیسایون کو
نقصان نہ پہونچا سکتا تہا مجبور ہوکر خشکی کی فوجین حملہ کرنے سے رُک گئین۔ اور ریت مٹی پتہر کے مورچون
کی آڑ مین پیش قدمی کرنے لگے اسطرح مٹی وغیرہ ڈالکر مورچون کو آگے بڑہاتے گئے اور اس ترکیب سے
ترکی توپخانہ زیادہ کارگر ہونے لگا۔ اور خندق کے قریب پہونچکر اُسکو بہی بہر دیا گیا اور بیرونی مورچہ چہین
لیے اور سُرنگ لگا کر فصیل بارود سے اُڑا دی گئی اور کئی جگہہ شگاف کر دیے گئے یہہ حالت دیکہکر عیسایون
نے امان چاہی جو دی گئی۔ لیکن رات کو کسیطرح چند امدادی جہاز پہونچ گئے اس سے قلعہ والون کی حوصلے بڑہ
گئے پہر لڑائی شروع ہوگئی ترکون نے اس حملہ مین بائیس ۲۲ ہزار گولون سے قلعہ والون کو زندہ درگور کر دیا
اور قلعہ کو بہت نقصان پہونچایا۔ عیسایون نے تنگ آکر امان طلب کی جو رحمدل سلطان نے فوراً دیدی
اور چار ہزار کی تعداد مین عیسائی معہ مال و اسباب رہودس سے نکلکر اٹلی اور پہر مالٹا چلے گئے ہزارہا مسلمان
جو مدتون سے عیسائیون کی قید مین تہے رہا کرائے گئے اور مالٹا پران نائٹون کا قبضہ برابر ۱۲۱۳ھ ہجری
تک رہا جب تک کہ بونا پارٹ نے مالٹا کو فتح نہ کیا۔ رہوڈس کی فتح ماہ صفر ۹۲۹ھ مین ہوئی گویا چہہ ماہ کے بعد

فتح ہوا مسلمانون کو نہایت خوشی ہوئی اور صدیون کی تکلیف دور ہوئی اور مادہ تاریخ یفرح المؤمنون بنصر اللہ نکلا۔

حملہ چہارم

شاہ فرانس کا استغاثہ

شاہ فرانس نے مخالفون سے تنگ آکر جب اپنے بچاؤ کی کوئی صورت نہ دیکھی اور یورپ مین کوئی معاون و مددگار نظر نہ آیا تو ۹۳۲ھ ہجری مین ایلچی بہیجکر سلطان سلیمان کے آگے استغاثہ کیا کہ اُس کے ملک کو دشمنون کے ہاتھ سے بچایا جائے سلطان نے محض غیرت شاہانہ سے بے یار و مددگار شاہ فرانس کی درخواست کو منظور کر کے فوج جرار فرانس کو روانہ کر دی رستہ مین کئی جزائر مقبوضہ ہسپانیہ موجود تہے مگر ترکی بیڑے نے اپنے بہادر امیر البحر خیر الدین کے ماتحت کارہائے نمایان کیے اور فرانس کے جنوبی امصار کو فتح کر کے فرانس کے حوالہ کیا اور اہل فرانس کو اپنا خادم و دعاگو بنا لیا۔ اور نہایت فیاضی اور علو ہمتی سے فرانس کا کوئی شہر جزیرہ بندرگاہ پولیٹکل بہانہ سے نہ لیا حالانکہ اُسوقت اگر سلطان سلیمان چاہتا تو فرانس ہرگز انکار نکرتا۔ کیونکہ اول تو سلطان کی شوکت و دوم ہسپانیہ جیسے دولت مند اور زبردست مخالف کا زور توڑنے کے واسطے ضروری تہا کہ ترک کچھ مدت جنوبی فرانس پر متمکن رہین مگر سلطان نے یہ غاصبانہ الزام لینا پسند نہ کیا کہ فرانسیسون نے مدد کے لیے بلایا اور دوستی کے لباس مین دشمنون کی طرح کچھ ملک دبا کر ـــ چو دیدم عاقبت خود گرگ بودی ـــ کا مقبولہ صادق کیا۔ یورپین مورخ خواہ اسکا کوئی باعث خیال کرین لیکن فرانسیسون کیحالت اُسوقت اُس سے بدرجہا ناقص تھی۔ جیسے کہ ترکی کیحالت محاربہ روس ۱۸۷۸ء مین تہی۔ یا مصر کے اعرابی پاشا کے فساد کے وقت خود سلطان سلیمان کو قیصر چارلس کی زور گہٹانے کی بہت ضرورت تہی اور گہٹا سکتا تہا۔ کیونکہ شمالی افریقیہ کی تمام مسلمان آبادی ہسپانیہ کی عیسائی سلطنت کو پہلے ہی لوٹ مار شروع ہو چکی تہی عثمانیہ بیڑا جہازات کچہ کم طاقتور نہ تہا۔ پس اگر سلیمان نے فرانس کے سر پر کونسل البحر احمد پاشا مع جہاز زمانہ کی یورپین سلطنتون کی طرح کوئی پولیٹیکل اثر نگا نہین لگایا تو سمجھیے اور سلطان نے جرمنی کے نظری کی وجہ سے تہا۔

ـت کا کل کثیر لے کر واپس ہوا۔

حملہ پنجم

۹۳۲ھ ہجری یا ۹۳۲ھ مین ہنگری پر حملہ کیا گیا۔ اُسکا سبب یہ

پیمان کو چند بار توڑ دیا تہا اور پند و نصیحت سے راہ راست پر نہین آتے تہے پس سلطان اس دفعہ قرار واقعی انتظام
کے خیال سے دو لاکہہ یا تین لاکہہ فوج جرار کے ساتھ خود سپہ سالار بنکر روانہ ہوا۔ اور بلگیریڈ پہونچکر کشور کشائی
پر کمر باندہی۔ دریائے صاوہ تک تمام رعایا مطیع ہوگئی شہر ازیک کے سامنے پل باندہ کر دار الحرب مین داخل
ہوا۔ اور پل توڑ کر اپنی فوج کی واپسی کا راستہ بند کر دیا اور بہادر سلطان نے فوج پر ظاہر کر دیا کہ بغیر فتح
کے واپس جانا محال ہے۔ شاہ ہنگری فرال لارش جسنے ترکون کی ضعف صدی کی عدم توجہ یا غفلت کے سبب
فراہمی فوج اور درستی سامان جنگ کا انتظام بخوبی کر لیا تہا۔ اور اپنے آپ کو ترکون کا مد مقابل بلکہ بڑہکر سمجہتا
تہا۔ جانباز فوج لے کر دار الخلافہ سے پانچ منزل درے ترکون کا مقابلہ کیا دینداد سلطان نے
لڑائی سے پہلے عجز و نیاز کے ساتہہ خداوند تعالے سے دعا مانگی۔ پہر میمنہ۔ میسرہ۔ قلب۔ و جناح
کی ترتیب کی۔ اپنے فوج کے سامنے توپون کے بیلون کی قطار زنجیرون مین جکڑ کہڑی کر دی جنکے اوپرسے
گولی اولون کی طرح برستے تہے توپخانے کے پیچہے فوج ینگچری تو صفون مین قائم ہوگی اور اسی فوج
قلب مین خود سلطان سلیمان تہا۔ عیسائیون نے قلب پر حملہ کیا۔ مگر بیلون کی باڑ اور گولون کی بہاڑ سے
نقصان کثیر اٹہاکر پیچہے ہٹے اور میمنہ پر جا پڑے جہان رومیلیا کی سلمان غازیون سے سخت مقابلہ ہوا اور سلیمانی
کے انتظام صفوف کو نہ توڑ سکے آخر فوج میسرہ پر جہکے جہان کے ایشیا کے اسلامی مجاہدین شمشیر بکف ہوئے اور
دشمن کو غضب کی آتش فشانی سے بہون ڈالا اسجگہہ توپکے گولہ سے شاہ ہنگری ہلاک ہوا۔ اور اسکی فوج غروب
شمس تک لڑکر بہاگ نکلی سلطان نے دس منزل تک تعاقب کیا اور بیس ہزار عیسائی میدان مین قتل ہوے
ہزارون قیدی اور کرورون کا مال غنیمت ملا۔ اور ہنگری کے تمام جنوبی حصہ پر تسلط شاہانہ جماکر ماہ ذی
قعدہ الحرام سنہ مذکور واپس ہوا۔

حملہ ششم

[illegible]ک تو بلگریڈ عثمانی سیلاب کو روکتا رہا۔ اور اسکی فتح کے بعد ہنگری کی بہادر فوجین وسطے یورپ کے لیے
[illegible]تہی جسکو جوان دولت سلطان نے ایک ہی خونخوار معرکہ مین نیم جان کر دیا۔ اب جرمنی۔ آسٹریا۔ وغیرہ
[illegible]سلطان کے برخلاف اتحاد کر لیا۔ پہر یہہ خبر سنکر کہ شہر بدون مسلمانون سے چہین لیا۔ اور عہد
[illegible] کر دیا ہے سلطان یہہ سنتے ہی ماہ رمضان سنہ ۹۳۵ ہجری کو روانہ ہوا۔ ہنگری کی شاہزادی ملکہ آزا
[illegible] سلطان کی خدمت مین حاضر ہو گئی اور سالانہ خراج دینا منظور کیا۔ اور اپنی قوم اور ملک کو سلطان
[illegible] بچا لیا۔ سلطان ہنگری سے ہنکر ہاون کو روانہ ہوا۔ جسکو سخت جنگ کے بعد فتح

گیا۔ بہادر سلطان فتح کے نشان اُڑاتا ہوا آسٹریا کے دار السلطنۃ ویانا سے ایک منزل تک جا پہونچا اور ایک نہایت
مضبوط قلعہ کو گھیر لیا۔ اور شاہ آسٹریا کوئی مدد نہ دے سکا اور نہ ہی عثمانی لشکر کے مقابل ہو سکا قلعہ والون نے
ہر طرف سے مایوس ہوکر بشرط امان قلعہ حوالہ کر دیا اور سلطان نے قلعہ گرا دیا اور آسٹریا کے علاقہ مین اسلامی شمشیر
کا سکہ بٹھا کر ۶ ماہ کے بعد واپس ہوا۔

حملہ ہفتم

سنہ ۹۳۸ ہجری مین سلطان سلیمان ایک لاکھ بتیس [١٣٢٠٠٠] ہزار چیدہ فوج اور چار سو توپین لے کر آسٹریا کے دار السلطنۃ
ویانا کے فتح کے ارادہ پر روانہ ہوا۔ آسٹریا والون نے اپنی سلامتی صرف ویانا کی چار دیوارون کے اندر
محصور رہنے ہی مین خیال کی۔ اور کھلے میدان مردانہ مقابلہ کا حوصلہ نہوا۔ سلطان نے قلعہ کا محاصرہ کر لیا۔ اور لڑائی
سخت شروع ہوگئی۔ سلطان کی اولوالعزمی اور ہمت و تدبیر اور عثمانی توپخانہ کی عمدگی اور ترکون کی شجاعت سے قریب
تہا کہ ویانا فتح ہو جاتا اور آسٹریا بھی طاقت کھو کر سلیمان کی اولاد کے لیے مار آستین نہ بنا رہتا۔ مگر خدا کو
منظور نہ تہا اور لگاتار بارشون سے دریا اسقدر چڑھ گیا کہ سیلاب کے پانی نے ترکون کے کیمپ کو تہ آب
کر لیا اور فوج سلطانی نے درختون وغیرہ پر چڑھ کر پناہ لی اور یہہ حالت دو رات دن برابر رہی سلطان نے مجبوراً
محاصرہ اُٹھا لیا۔ اور سلطان نے واپسی کے وقت ہنگری کے شہر مکر کے حاکم کی اطاعت قبول کی اور
خلعت فاخرہ اور تین گھوڑے معہ مرصع زین عنایت کیے اور قسطنطنیہ کو چلا آیا۔

حملہ ہشتم

اس حملہ کا یہ باعث تہا کہ شاہ آسٹریا نے جرمنی وغیرہ کو ساتھ ملا کر امصار مقبوضہ سلطان مین لوٹ مار شروع
کر دی تھی پس سلطان سنہ ۹۴۳ ہجری کو جرمنی کو سزا دہی کے لیے روانہ ہوا۔ اور امیر البحر احمد پاشا معہ بیس جہاز
لے کر عیسائیون کی بحری مقبوضات کی فتح پر گیا جس نے کئی ایک شہر قلعہ تسخیر کیے اور سلطان نے جرمنی کے
مشہور قلعے اور شہر فتح کر لیے اور آسٹریا کی مدد کا مزہ چکھا دیا اور غنیمت کامل کثیر لے کر واپس ہوا۔

حملہ نہم

سنہ ۹۳۵ ہجری مین سرویہ پر حملہ کیا گیا اور رستہ مین ۳۴ قلعے فتح کیے گئے۔ آسٹریا کا بہت سا علاقہ چھین لیا اور چونکہ آسٹریا تک تمام رستہ صاف کر چکا تہا اور ہنگری۔ سرویا وغیرہ کو مطیع باجگذار بنا چکا تہا۔ اور آسٹریا کے خیر خواہ جرمنی کو آٹھوین حملہ مین مغلوب اور مرعوب کر کے تین سال کی میعادی صلح کر چکا تہا اس لیے اب اکیلے آسٹریا کو مار لینا سلطان کو کچھہ مشکل نہ تہا۔ مگر جسطرح سلطان بایزید یلدرم کے ہاتہہ سے اٹلی کو مسلمانون کے نفاق نے بچا لیا تہا اسطرح اب ایرانیون کے ارادہ فساد نے سلطان کو عیسائیون سے صلح کرنے پر مجبور کیا اور آسٹریا بچ گیا۔

حملہ دہم

شاہ ایران سلطان سلیم کے انتقال پر بھی فوجین جمع کر رہا تہا۔ اور ممالک عثمانیہ پر حملے کے لیے تیار تہا مگر سلطان سلیمان کی فتح دمشق سے جہجک گیا اور اب چونکہ سلطان ابتدائے تخت نشینی سے اب تک ۱۳ سال سے یورپ کی لڑائیون مین مصروف رہا اور چند سال سے ہر سال آسٹریا وغیرہ کی سرکوبی کے لیے وسطی یورپ کو جاتا رہا اس مصروفیت سے شاہ ایران نے فائدہ اٹھانا چاہا۔ گو بظاہر اور بہی کئی اسباب مخالفت تہے اس لیے سلطان نے سلاطین یورپ سے صلح کر لی سلطان نے سنہ ۹۴۰ ہجری مین اپنے وزیر اعظم کو پہلے روانہ کیا جسنے کئی قلعے شہر فتح کر لیے اُس کے پیچہے خود سُلطان ہی چل پڑا۔ شاہ ایران ادہر ادہر بہاگتا پہرا جب عثمانی فوج نے کہین بہی آرام نہ لینے دیا تو خراسان کو بہاگ گیا سلطان نے تبریز دار السلطنۃ شاہ ایران مین جا مقام کیا اور جاڑا آنے پر بغداد کو روانہ ہوا۔ ایرانی گورنر بہاگ گیا۔ اور شہر بغداد پر سلطان سلیمان کا قبضہ ہو گیا۔ اور اس عباسی دار الخلافہ کی فتح سے بکمال ناموری حاصل کی باپ نے عباسیون کے اخیر خلیفہ سے تبرکات محمدی علیہ السلام لے کر استحقاق خلافت حاصل کیا تہا۔ اور بیٹے نے بغداد کی فتح سے خلیفۃ المسلمین کے خطاب کو زیادہ تر موزون بنا دیا بغداد پر قبضہ جمادی الاول سنہ ۹۴۱ مین ہوا۔ بہار کے آتے پر بغداد سے شاہ ایران کے مقابلہ کو روانہ ہوا۔ مگر شاہ ایران نے عاجز ہو کر صلح کے لیے درخواست اور مسلمانون کی خونریزی اور ملک کی بربادی جتا کر اور دوامی خیر خواہی کا وعدہ کر کے طالب صلح ہوا۔ سلطان سلیمان جسنے کبہی کفار کی درخواست صلح کو بہی مسترد نہین کیا تہا۔ ایک مسلمان بادشاہ کی درخواست کو کسطرح رد کر سکتا تہا۔ علاوہ اس کے وہ یورپ کی غزوات کا مشتاق تہا۔ اس لیے صلح کر کے قسطنطنیہ کو واپس آیا۔

بغداد وغیرہ بڑے بڑے ضروری مقامات مفتوحہ سلطان سلیمان کے تصرف مین رہے بغداد کے قریب ہی

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا مقبرہ تھا جسکو متعصب شاہ اسمٰعیل صفوی نے برباد کر دیا تھا۔ سلطان سلیمان نے اسکی از سر نو تعمیر کرادی اور وہان ایک بہت بڑا لنگر جاری کر دیا جہان سے غربا و مساکین فقرا و طلبہ مسافرون کو مفت کھانا ملتا تھا۔ اور اب تک جاری ہے۔ اس حملہ مین عراق کا آباد و زرخیز علاقہ ممالک عثمانیہ مین ایزاد ہوا۔ اس مہم کا مادہ تاریخ فتحنا العراق ہے۔

حملہ یازدہم

خیر الدین پاشا جو ایک رومیلیا کے سپاہی کا بیٹا اور تجارت پیشہ تھا۔ مع اپنے بھائیون کی ہسپانیہ وغیرہ کے عیسائی قزاقون کی دستبرد اور شمالی افریقہ کے مسلمانون کے میل ملاپ سے قزاق بن گیا۔ اور شمالی افریقہ کی مسلمان ریاستون کی کمزوری کے سبب چند شہرون پر قابض ہوگیا۔ اور کمال مآل اندیشی سے تاجدار سلطان سلیم اول کی اطاعت کو قبول کر لیا۔ اور اسکے جہازون پر عثمانی علم لہرانے لگا۔ گو وہ خود بھی بہادر امیر البحر تھا۔ مگر عثمانیہ شاہنشاہ کے زیر حمایت آنے سے اسکا اقتدار و استقلال بہت بڑھ گیا۔ اور ہسپانیہ کے زبردست بیڑون کو خیر الدین کے گلے پڑنے کا حوصلہ نہ رہا۔ خیر الدین نے الجزائر کو بھی فتح کر لیا۔ اور ٹیونس کو بھی لے لیا۔ اگرچہ وہان کے مخروج عرب سلطان کی قومی غلطی سے قیصر چارلس کو ٹیونس پر تصرف کرنے اور مسلمانون کے قتل و غارت سے اپنے مذہبی تعصب کے اظہار کا موقعہ ملا تھا۔ مگر خیر الدین نے بھی ہسپانیہ کے جزیرہ منورکا کی اینٹ سے اینٹ بجا کر بدلہ لے لیا۔ سلطان سلیمان کے وقت کئی ایک امیر البحر تھے اور وہ بحری لڑائیون مین کمال مہارت رکھتے تھے مگر خیر الدین کی شجاعت اور مہارت جنگی سب سے بڑھی ہوئی تھی بحیرہ روم کے عثمانی بیڑہ کا وہی کمانڈر تھا۔ فرانس کی مدد پر یہی عثمانی بیڑہ لے کر گیا تھا۔ اس حملہ مین بھی سلطان نے اسکو پانچ سو جہازات دیکر روانہ کیا۔ اور خود بھی خشکی طرف سے عیسائیون پر دباؤ ڈالنا چاہا۔ یہہ حملہ ہسپانیہ کا زور توڑنے کیلئے کیا گیا تھا جسنے ہسپانیہ اٹلی اور جنوا وغیرہ کی بحری طاقتون کو ملا کر مہیب صورت اختیار کر لی تھی اگر عقلمند خیر الدین شمالی افریقہ کو عثمانیہ سلطنت سے منضم نہ کرتا تو اس سے چار صدی پیشتر ہی الجزائر اور ٹیونس وغیرہ کو یورپ نگل جاتا۔ مگر دور اندیش خیر الدین کو خدا جنت نصیب کرے کہ سلطنت عثمانیہ کی حمایت سے شمالی افریقہ کے مسلمانون کو اور چار سو سال تک اسلامی زندگی بخشی مگر نہایت حیرانی ہے کہ اسی الجزائر کا گورنر خیر الدین تو ایک وقت فرانس کو دشمنون کے ہاتھ سے نجات دیتا ہے اور اسکی تازہ زندگی کا باعث ہوتا ہے اور وہی احسان فراموش خود الجزائر اور ٹیونس کے غاصبانہ قبضہ سے شمالی افریقہ کے مسلمانون کو زندہ درگور کرتا ہے۔ فاعتبروا

یا اولی الابصار مگر جب وہ وقت نہین رہا تو یہ بھی نہین رہے گا۔ بفحوائے تلک الایام نداولہا بین الناس ضرور فرانس وغیرہ کا یہ جال تار عنکبوت کی طرح کمزور ثابت ہوگا صرف ایک کام کرنے والے پرجوش متقی اولوالعزم سلطان کی ضرورت ہے جو۔ سلیمان۔ سلیم۔ محمد۔ بایزید۔ کی طرح تدبیر و شجاعت مین یکتا ہو۔ قوم بدستور حمایت اسلام کے لیے موجود ہے گو مخالفین نے مسلمانون کے قومی اتحاد کے بگاڑنے مین کوتاہی نہین کی مگر یہ اسلامی اخوت کا مضبوط سلسلہ کبھی نہین ٹوٹ سکتا اخیر اس کا تجربہ تو خود زمانہ دکھادے گا۔ ہم اصل مضمون کی طرف رجوع کرتے ہین خیرالدین نے ریاست وینس اور جنوا ہسپانیہ۔ اٹلی کے متفقہ بیڑے کو کمال بہادری اور مہارت جنگی سے شکست دیکر تباہ کیا ۲۵ جزیرے فتح کرلیے اور اٹلی کے مغربی ساحل کو تاراج کردیا۔ وینس والون نے ، ۱۷ جہاز کھو کر سابقہ عہد شکنی پر ندامت ظاہر کی اور ٹریپولی اور رومانیا وغیرہ کے قلعہ اور تین لاکھ ریال نقد دیکر اطاعت قبول کی اس حملہ مین ۲۸ قلعہ عثمانیہ سلطنت مین داخل ہوے۔

حملہ دوازدہم

یہ حملہ ۹۴۲ھ ہجری مین علاقہ بوسنیا پر کیا گیا۔ اور بہت سے شہر اور قلعہ فتح کرکے اور بیشمار مال غنیمت لے کر واپس ہوا۔

حملہ سیزدہم

اس حملہ کا باعث یہ تھا کہ ہنگری کی ملکہ آرڈ ایلی تعب سلطان کے ماتحت اور پروردہ جان تھی اس کے مرنے پر آسٹریا نے ملکہ مذکور کا ملک لینا چاہا۔ اس لیے سلطان ۹۴۸ھ ہجری مین جنگ آسٹریا کے لیے روانہ ہوا۔ مگر جون ہی سلطان نے حدود آسٹریا مین قدم رکھا شاہ آسٹریا ڈر کر بھاگ گیا۔ اور دشوار گذار پہاڑون مین چلا گیا۔ ترکون نے پیچھا کیا لیکن مسافت بعیدہ اور کوہستانی علاقہ کے سبب قابو نہ آسکا ترکون نے آسٹریا کے ملک کو تاخت و تاراج سے برباد کردیا اور دشمن کے لیے کوئی فائدہ بخش امر باقی نہ رہنے نہ دیا۔ اور قلعہ اسطبور اور رشوہ بزور شمشیر فتح کر مظفر و منصور واپس ہوا۔

حملہ چہاردہم

رومیلیا کے عیسائی اگرچہ رعایا تہے لیکن عیسایون کی مدد سے نہ چوکتے تہے اس لیے سلطان نے سنہ ۹۵۹ھ مین
تلعہ و آلیون تیشقلا ۔ لاشور ۔ استبرعون وغیرہ سے عیسائی ناحق شناس و ساکی طاقت کو معدوم
کردیا ۔ اور قلعہ سِستولین ممالک عثمانی مین شامل کیا گیا مسجد ین تعمیر کین اور اسلام کو خوب رواج دیا ۔

حملہ پانزدہم

ہسپانیہ نے تو بحیرہ روم کی بحری لڑائیون مین پورا حصہ لیا اور کہ ایک جگہہ عثمانی بیڑے سے منہ کی کہائی
مگر پرتگال بحیرہ روم سے علیحدگی کے باعث ترکون کی شمشیر کی برائی نہ دیکھہ سکا اور جسطرح ہسپانیہ نے سفر
مین امریکہ کی دریافت سے دولتمندی حاصل کی تہی اسیطرح پرتگال کی عالی ہمت جہازران مشرق کو بڑھے
اور افریقہ کی مغربی اور جنوبی کمزور دیسی ریاستون پر تسلط جماتے ہوے بحیرہ ہند کے درمیان کوس لمن الملکی
بجانے لگے اور اسوقت ہندوستان مین کئی متعدد اسلامی سلطنتین حکمران تہین ۔ شمالی ہندوستان کے
صوبجات مین مغلیہ حکومت تہی اور بنگال مین شاہ علاؤالدین ۔ دکن مین بہمنی خاندان کی پانچ شاخین
حکمران تہین اور گجرات مین سلطان مظفر گجراتی پادشاہ تہا پرتگیزون نے اسی کے علاقہ پر یورشین
کین ۔ اور چند جزیرہ اور شہر فتح کرلیے چونکہ شاہ گجرات کے پاس جنگی جہاز نہ تہے اور عام مہارت جنگی مین
پرتگیزون سے کم تہا اس لیے سلطان سلیمان کے پاس ایلچی بہیجکر پرتگیزون کی قزاقی کی شکایت کی سلطان
نے سلیمان پاشا امیر البحر کو ہندوستان کو روانہ کیا جو عدن وغیرہ کو فتح کرتا اور پرتگالی بیڑی کو دباتا ہوا ہندوستان
کے مغربی ساحل پر پہنچگیا ۔ اور کئی ایک شہر بہی فتح کئے مگر جزیرہ دیو جو پرتگیزون کا صدر مقام تہا ۔ باوجود
شدید محاصرہ کے فتح نہ ہوسکا ۔ اسکی وجہ ناموافقت ہوا یا قلت سامان یا سلاطین ہند کا ساتہ نہ ملنا
یہ سب باتین ترکی امیر البحر کی کم ہمتی پر دلالت کرتی ہین ہندوستان جیسے اسلامی ملک مین جہان اسقدر
متعدد سلطان تہے ان تمام باتون کا انتظام ہوسکتا تہا ۔ اصل بات یہہ ہے کہ ترکی فوج کی جبن جبلی خاصیت
نے سلطان سلیم اول کو فتح ایران سے فائدہ نہ اٹہانے دیا اسیطرح اب ترک وطن کی یاد مین اکتانے لگے
اور سکندری فوج کی طرح فتح ہندوستان سے گہبرانے لگے چونکہ صرف پرتگیزون کو عثمانیہ زور دکہایا جاچکا اور
بحیرہ قلزم وغیرہ عثمانی سمندرون مین پرتگیزی جہازات کے دخول کا اندیشہ نہ تہا ۔ اور پرتگیزون کو شاہ
گجرات کا تعلق سلطان سلیمان سے معلوم ہوگیا ۔ اور ایذا دہی کم ہوگئی اس لیے سلیمان پاشا واپس قسطنطنیہ
ہوگیا ۔

حملہ شانزدہم

ایران کے تخت پر شاہ طہماسپ سرآور تہا۔ اسکا دوسرا بہائی قاسب مرزا حاکم شروان تہا دونون بہائیون مین اختلاف
پڑا اور لڑائی تک نوبت پہونچی قاسب میرزا بہاگ کر سلطان سلیمان کے پاس پناہ گزین اور طالب امداد ہوا۔
سلطان نے بہت سا زر و دولت دیکر اور بکمال عزت و تکریم سے اس احسان کو اتار دیا جو قاسپ کے باپ
شاہ اسمعیل صفوی نے سلیمان کے چچازاد بہائیون پر کیا تہا۔ شاہ اسماعیل نے جس وعدہ امداد کو پورا نہین کیا
تہا۔ بلکہ غیور سلطان سلیم اول کے ہاتہہ سے خود برباد ہوا۔ اسکے برخلاف سلطان سلیم نے دنیا کو دکہلا دیا کہ
عثمانی شہنشاہ تاج بخشی کی کافی طاقت رکہتا ہے اور جو کسی کو وعدہ دیتا ہے پورا کرتا ہے۔ اس حملہ سے صرف
اظہار شوکت ہی منظور نہ تہا بلکہ اسمین بہت بڑی پولیٹیکل کامیابی تہی ایک تو قاسب میرزا اگر ایران کا تاجدار بنجاتا
تو کم سے کم اپنی زندگی مین تو ترکون کو نہ ستاتا اور ترک ایشیا سے دل جمعی حاصل کرکے یورپ مین زیادہ فراغت
اور جرات سے کام کر سکتے۔ دوئم شیعہ سنی کی خونخوار عداوت جو صدیون کے بعد حریفانہ طور سے عہد شاہ
اسمٰعیل سے پہر تازہ ہوگئی تہی دب جاتی اور شاید غالبانہ تشیع کی صورت ہی بدلجاتی سلطان نے قاسپ میرزا
کو فوج دیکر پہلے روانہ کیا۔ اور خود بہی ماہ صفر ۹۵۵ھ مین روانہ ہوا۔ اور شروان کو فتح کرتا ہوا۔ ماہ جمادی
الآخرہ مین تبریز دارالسلطنۃ ایران مین پہونچ گیا۔ اور شاہ طہماسپ ہان سے ہٹ گیا۔ سلطان سلیمان نے
حسب وعدہ قاسب میرزا کو تبریز دلا دیا۔ مگر قاسب میرزا نے جور و ظلم شروع کیا۔ رعایا پر جرمانہ کرنے
لگا۔ اور لوگون کو ناراض کر لیا۔

عقلمند سلطان نے سمجہہ لیا کہ قاسپ میرزا سلطنت ایران نہین سمبہال سکتا اسلیے اسکو ساتہہ لیکر شیروان کی تسخیر
کے لیے روانہ ہوا جبکہ شاہ طہماسپ نے عثمانی عمال سے جہنکر سلطان کی چڑہائی کے ارادہ کو زیادہ سرگرمی
تہا یہہ قلعہ ایرانیون نے نہایت مضبوط کر رکہا تہا محاصرہ کیا گیا اور سرنگ لگا کر بارود سے کچہہ حصہ اڑا دیا
گیا۔ محصورین نے تنگ آکر قاسب میرزا کو شفیع بنا کر امان طلب کی اور فیاض سلطان نے دیدی [illegible]
کا حاکم سکندر پاشا مقرر کیا گیا اور جاڑا بسر کرنے کے لیے دیار بکر کو روانہ ہوا ابہی شہر آمد ہی مین پہنچا تہا کہ
پہنچہ لگا کہ شاہ طہماسپ نے سلطان کی واپسی کی خبر سنکر آذربائیجان کو تاخت و تاراج سے برباد کر دیا ہے
سلطان نے فوراً وزیر احمد پاشا کو فوج جرار دیکر روانہ کیا۔ جو باوجود موسم کے ناموافقت کے مخالف کو
بہگاتا ہوا تبریز پہونچ گیا۔ اور طہماسپ کی فوج کثیر کو نواح تبریز مین تہ تیغ کیا قاسپ میرزا نے سلطان سے
عرض کیا کہ اگر اسکو کچہہ فوج دیجائے تو اصفہان قم کاشان کی فتح سے جہان کہ شاہ طہماسپ کے خزائن محفوظ
ہین دشمن کو سخت نقصان پہونچا سکتا ہے سلطان نے اسکی درخواست منظور کی اور کردون اور ایرانیون
کی فوج قاسب میرزا کے ساتہہ کر دی اور خود دریائے فرات سے عبور کرکے حلب کو چلا گیا قاسب میرزا نے

ملک کے تاراج کرنے مین کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ لوٹ مار قتل وغیرہ سے ملک کو برباد کر دیا۔ اسیطرح
ملک اجاڑتا ہوا حدود فارس تک جا پہونچا۔ بھلا ایسا جبر و ظلم طہماسپ کی تدبیر اور مروت کا مقابلہ کب
کر سکتا تھا۔ نتیجہ یہہ نکلا۔ کہ بھائی سے عہدہ برآ نہ ہو سکا۔ اور بغداد کو چلا گیا۔ جسکا گورنر محمد پاشا تھا وہ
قاسب میرزا کا مخالف تھا۔ میرزا مذکور پر تشیع کی جھوٹی تہمت لگا کر سلطان سلیمان کو ناراض کرنا چاہا مگر
یہہ ہرگز یقین نہین آتا کہ شاہ اسمٰعیل کا بیٹا شیعہ نہو ہان یہہ ہو سکتا ہے کہ باپ اور بھائی کی طرح شیعہ
غالی اور تبرائی نہو۔ یا ضرورت نے اسکو ایسا نہ رہنے دیا ہو۔ اور محمد پاشا نے اسپر الزام تبرا
لگایا ہو۔ اور بغداد کی رہائش قاسب میرزا کو پولیٹیکل وجوہات سے خطرناک جتلایا ہو۔ کیونکہ ابھی چند
سال گذرے تھے کہ سلطان سلیمان نے بغداد کو شیعون سے لیا تھا۔ اور ایک شیعہ شاہزادہ
کا بغداد کے اندر رہنا خلاف مصلحت خیال کیا گیا ہو بہرحال کوئی وجہ ہو قاسب میرزا سلطان کے خوف
سے کردستان کو بھاگ گیا۔ جہان سے قید ہو کر شاہ طہماسپ کے ہاتھ سے سخت عذاب اٹھا کر قتل کیا گیا۔
ناظرین حیران ہونگے کہ ترکون نے تین دفعہ ایران پر حملہ کیا۔ اور تینون دفعہ شاہ ایران بھاگتا
پھرا۔ باوجود اس کے پھر دوامی قبضہ کیون نہ کیا گیا۔ وجہ یہہ ہے کہ سلطان سلیم سے پہلے معرکہ جو سلطان
محمد فاتح اور بایزید کے وقت مین ہوئے وہ صرف عثمانیہ ممالک کی حفاظت کے لیے تھے قابل وقعت
پہلا حملہ سلطان سلیم اول کا تھا جو شاہ اسمعیل پر کیا گیا۔ شاہ مذکور نے اگرچہ دل کھولکر بہادرانہ مقابلہ
کیا مگر مشہور سلیم کی منتظم فوج کے سامنے نہ ٹھیر سکا۔ اور اولوالعزم سلیم شاہ اسمعیل کے طاقت بلکل ہی پامال کرنا چاہتا
تھا۔ مگر ایک تو فوج گھر بار کی محبت سے مجبور ہو کر واپسی کی درخواست کر رہی تھی دوئم شاہ اسماعیل نے ملک
کی زراعت وغیرہ کو جلا کر سلطانی فوج کے لیے ایک پرگاہ نہین چھوڑا تھا اور قحط نے نازک حالت اختیار
کر لی تھی اسلیے سلیم مجبوراً واپس ہوا۔ اور ایران سے جاتے ہی مصر پر چڑھ گیا۔ وہان کی فتح سے فارغ ہو کر جلد ہی
ہی فوت ہو گیا۔ ورنہ سلطان سلیم کا فتح ایران کے لیے مکرر چڑھائی کرنا اور ایران کو الحاق کی کوشش کرنا کچھ عجب
نہ تھا کیونکہ سلطان سلیم کو یورپ کی طرف سے کچھ فکر نہ تھی ان سے عہد بد معاہدے کیے گئے تھے اور ان مین خود فاتح
قسطنطنیہ کے بعد یورپ کی گلے پڑنے کا حوصلہ نہ تھا پس وہ اپنی تمام طاقت کو ایکطرف پورا پورا لگا سکتا تھا اس
کی فوج پیادہ اور اعلی درجہ کا توپخانہ خود شاہ اسمعیل کو نیچا دکھا چکا تھا اور اسمعیل تو دولت تھا پس اس سے اچھا موقعہ
الحاق ایران کا کوئی نہ تھا اگرچہ وہ مذہبی جوش جو شاہ اسمعیل نے شیعون مین پھر دیا تھا اخیر دم تک سلیم جیسے
متعصب سنی المذہب سلطان کو ایران کے دوامی قبضہ سے مانع تھا مگر سلیم کا ہمت و استقلال ان سب
مشکلات پر غالب آ سکتا تھا۔ پس سلطان سلیم کے ایران پر قبضہ نہ کرنے کی وجوہات وہی دو ہین ایک فوج کا

وطن کی یاد مین بیدل ہونا دوم قحط کا پڑنا اور موسم کی ناموفقیت ۔ سلطان سلیمان اعظم نے پہلے حملہ مین شاہ ایران کو خراسان کی طرف بھگا دیا۔ دارالسلطنت پر قبضہ کر لیا۔ اور جاڑے مین بغداد فتح کیا۔ شاہ ایران نے نہایت عجز و الحاح سے درخواست صلح کی اور بغداد او عراق سلطان کے تصرف مین رہا سلطان سلیمان نے اس حملہ مین باپ سے بڑہ کر فائدہ اٹھایا عراق کے قبضہ سے عرب سے ایران کا تعلق توڑ دیا۔ چونکہ حجاز او یمن پہلے ہی عثمانی عملداری مین تھے اب فتح عراق سے کل عرب پر آل عثمان کا شاہی تصرف جم گیا اور ایران کی ترقی کو روک دیا۔ دوسرا حملہ طہماسپ میرزا کے لیے کیا گیا اس دفعہ بھی شاہ ایران بہاگ مگر طہماسپ میرزا لائق ثابت نہ ہوا۔ اور سلطان سلیمان کی مدد سے کچہہ فائدہ نہ اُٹھا سکا اور خود سلطان سلیمان شائق غزائ کفار تہا اور آسٹریا اور ہسپانیہ جیسے زبردست مخالف یورپ مین رکہتا تہا اور کئی کامیاب لڑائیاں عیسائیون سے لڑ چکا تہا۔ اس لیے وہ سلطان سلیم کی طرح زیادہ عرصہ یورپ سے غیر حاضر نہ رہ سکتا تہا۔ اور ایران کے جدید پرجوش شیعون کے مطیع و منقاد کرنے کے لیے ایک مدت لگا رہتی ہیں ان وجوہات سے سلیم اور سلیمان جیسے بہادر مستقل مزاج سلاطین ایران پر قبضہ نہ جما سکے علاوہ اس کے سلطان سلیمان جیسا پابند شرع سلطان شاہ ایران کی درخواست کو رد نہین کر سکتا تہا جیسا کہ کامل فتح کے بعد اگلے حملہ مین ہی ہوا۔

حملہ ہفتم

شاہ طہماسپ نے جون ہی ہوش سنبھالی اور ترکون کے صدمہ کا زخم مندمل ہوا۔ عہد نامہ کو بالائی طاق رکہا اور عثمانی علاقہ کو لوٹنا شروع کیا اس لیے سلطان سلیمان سنہ ۹۶۰ ہجری مین فوج جرار لے کر روانہ ہوا اور دوان کو فتح کرتا ہوا۔ نخجوان پہونچا جو اب شاہ ایران کا دارالحکومت تہا۔ شاہ طہماسپ تو بہاگ گیا۔ اور شہر پر عثمانی جھنڈا لہرانے لگا۔ سلطان سلیمان نے اس دفعہ طہماسپ کو عہد شکنی اور عثمانی رعایا کی ایذا رسانی سے غصہ مین آکر ایران کے قتل و غارت مین کوئی دقیقہ باقی نہ رکہا بڑے بڑے شہر گرا دیے ملک اجاڑ دیا گیا۔ شاہ طہماسپ نے پھر بذریعہ ایلچی اپنے گذشتہ افعال سے ندامت ظاہر کی اور صلح کی درخواست کی صلح کے مکمل ہونے پر سلطان سلیمان قسطنطنیہ کو واپس ہوا۔

حملہ ہشتم

جبکہ تمام اسلامی دنیا مین سلطان سلیمان کا اسلامی جوش تسلیم کیا گیا تہا اور شمالی افریقہ کے سلمان اپنی

بہتری عثمانیہ رعایا ہوتے ہی مین سمجھنے لگے تھے اور خود بخود سلیمان کی حمایت مین آنا قبول کر رہے تھے مگر اگلی خلفائے سعد مین سے شیخ ابی عبد اللہ محمد سلطان کے برخلاف دہنگین مار رہا تہا۔ اور حملہ کا خوف دے رہا تہا۔ سلطان نے ہر چند فہمایش کی لیکن باز نہ آیا۔ آخر الجزائر کے چند سلطانی ملازمون کے ہاتہہ سے قتل ہوا۔

حملہ نوزدہم

پرتگیزون نے افریقہ کے گرد گہوم کر سنہ ۹۴۳ ہجری اسلامی ممالک کے بندرگاہون کو تاخت و تاراج کر دیا تہا اسی وجہ سے سلطان نے بیڑۂ جہازات بماتحتی سلیمان پاشا ہندوستان کو روانہ کیا تہا جسنے بحیرۂ عرب اور ہند مین پرتگالی بیڑہ کو متواتر شکستین دیکر سواحل عرب کو کسیقدر محفوظ کر دیا تہا۔ لیکن پرتگیزون نے جنوبی ساحل عرب پر آفت برپا کر دی سنہ ۹۴۸ھ مین ۸۵ جہازون کے ساتہہ بندر جدہ کو گہیر لیا۔ بہادر شریف مکہ ابو نمی نے جہاد کا اعلان دیدیا اور مجاہدین کو خوراک اور سامان جنگ اپنی گرہ سے دیا اور نہایت بہادری سے مقابلہ کیا۔ اور چونکہ ترکون کا ارادہ حرمین شریفین پر قبضہ کرنے کا تہا اس لیے شریف مکہ کے ساتہہ اسقدر عرب مسلمان جمع ہو گئے کہ پرتگیزون کو پیچہا چہوڑانا مشکل ہو گیا۔ اور ناکام واپس کیے گئے لالچی یورپ کو یہ واقعہ بخوبی یاد رکہنا چاہیے کہ جبتک شریف مکہ بغیر سلطانی فوج کے ۸۵ جہازونکی پرتگیزی فوج کا مقابلہ کر سکا اور حرمین شریفین کو بچا سکا تو سلطانی فوج کی موجودگی اور روئے زمین کے مسلمانون کی عام ہمدردی کی موجودگی مین حجاز مین یورپ مین قدم کس طرح جم سکتے ہین اُسکے بعد پرتگیز تو اور نہ آئے مگر یمن کے مشائخ نے فساد کہڑا کر دیا جسکو سنہ ۹۶۴ھ مین سلطانی فوج نے فرو کیا۔

حملہ بستم

سلطان پوری توجہ پرتگرون کے استیصال کے لیے اس لیے نہ کر سکا کہ وہ ہسپانیہ کے برخلاف اعلیٰ پیمانہ پر غزا کرنے والا تہا چنانچہ سنہ ۹۶۷ھ مین سنان پاشا کے ماتحت ایک زبردست بیڑا طرابلس کو روانہ کیا طرابلس اور مہدیہ کو چند سال پہلے بہادر بابالی پاشا نے بزور شمشیر ہسپانیہ کے عیسائیون سے چہینا تہا اور عثمانیہ حمایت مین آگیا تہا یورپ کی تمام بحری طاقتون کے دوسو جنگی جہازون نے جزیرہ جربہ کو جو مہدیہ کے مقابل تہا فتح کر لیا اور مہدیہ اور طرابلس کے لیے تیاری کر رہے تہے کہ عثمانی بیڑہ نے کچہ جہاز غرق اور کچہ قید کر لیے باقی بحال تباہ اٹلی کو بہاگ گئے عثمانی امرا بہت سے جہازات اور عیسائی سردار قید کر کے نہایت شان و شوکت سے واپس قسطنطنیہ ہوا۔

حملہ نہم یکم

شاہ ہسپانیہ نے فتح جربہ اور عیسائی بیڑہ کی شکست کی خبر سنکر چند عثمانی جزیرہ اور شہر تاراج کر دیے اور اسلام مین زیادہ سرگرمی مالٹا کے نائٹون نے دکھائی جنہون نے ابہی چند سال پہلے سلطان سلیمان کی مروت سے تازہ زندگی پائی تہی اسلیے سلطان نے ۹۷۳ھ مین سنان پاشا امیر البحر کو ۱۸۱ جہازات دیکر معہ سپہ سالار مصطفے پاشا کے جزیرہ مالٹا کے لیے روانہ کیا۔ مالٹا کو نائٹون نے رہودس سے بہی زیادہ مستحکم کر لیا ہوا تہا۔ اول قلعہ سنٹ المو کا محاصرہ ہوا زمین سنگلاخ تہی سرنگ لگانا محال تہا مگر ۸ ہزار ترک کسواکر بزور شمشیر قلعہ سر کیا گیا اور محصورین مین سے کوئی بہی زندہ نہ چہوڑا گیا۔ پہر دوسرے بڑے قلعہ کو محصور کیا۔ اور دس دفعہ حملے کیے گئے مگر ہر ایک دفعہ ترک پس پا کیے گئے اہل قلعہ نے ینگچری قیدیون کے سرون کو بڑی توپون مین بجائے لوگون کے رکہہ کر ترکون پر فائر کیا۔ بیشمار ترک اس محاصرہ کے دوران مین حملہ کرنے کے وقت شہید ہوئے اور کوئی صورت فتح کی نہ نکلی اور سسلی سے عیسائی مدد کے آنے کی بہی خبر مشہور ہوئی۔ اس لیے محاصرہ اُٹہایا گیا۔ محاصرہ ڈہائی ماہ کے بعد سلیمان اعظم کو یہہ دوسری ناکامی تہی۔

حملہ نہم دوم

جب مالٹا کا محاصرہ بحری فوج نے کیا ہوا تہا خود سلطان بری فوج لے کر اسٹریا سے لڑ رہا تہا اور یہی وجہ تہی کہ مزید امداد مالٹا نہ پہونچا سکا۔ سلطان نے قریباً تمام بڑے بڑے شہر فتح کر لیے اور عیسائیون نے دو چند خراج دیکر اطاعت قبول کی اور سلطان واپس ہوا۔

حملہ نہم سوم

نوجوان میکسمین ثانی قیصر جرمن نے تخت پر بیٹہتے ہی عہدنامہ کو بالائے طاق رکہا اور سلطانی علاقہ کے تاخت و تاراج کرنے لگا اور دو شہرون پر قبضہ بہی کر لیا۔ سلطان سلیمان اب ۷۵ سالہ بوڑہا ہو گیا تہا لیکن بوڑہاپے کے علاوہ درد نقرس مین بہی مبتلا تہا۔ ٹخنے اور پاؤن کی انگلیون مین ورم ہو گیا تہا۔ اطبا نے سفر کو مضر بتایا اور منع کیا۔ مگر اُس عاشق اسلام سلطان نے کہا کہ مین غزا و جہاد مین مرنا چاہتا ہون اسلیے ۹ شوال ۹۷۳ھ ہجری کو فوج کثیر لے کر روانہ ہوا۔ اور اسٹریا کے فتح ہونے مین اس دفعہ

کچھ شک تھا وزیر مینو پاشا نے قلعہ کو چند روز مین فتح کر لیا۔ مگر سلطان شدت مرض اور کثرت بارش کے سبب بہت تکلیف اٹھا کر بسواری پالکی بلگریڈ پہونچا۔ اور وہان سے یلین واقعہ ہنگری مین وارد ہوا جہان ہنگری اور ٹلوینیا کا باجگذار شاہ سجسمنڈ پولی حاضر خدمت ہو کر آداب بجا لایا یہان سے سلطان سرکش اقوام کو دباتا اور فتوحات کرتا ہوا اسکدرواز (ذیجات) جو سابقہ حملات مین غیر مفتوح رہا تھا اسکو فتح کرنا چاہتا تھا۔ شہر کو پانچ دن کے قلیل عرصہ مین ترکون نے فتح کر لیا۔ مگر قلعہ جو آسمان سے باتین کرتا تھا۔ اور حصانت اور مضبوطی مین بے نظیر تھا۔ اور جسکی گرد ودلدل دریائی محیط تھا وہان سرنگ لگانا اور حملہ کرنا مشکل تھا مگر ترکی انجنیرون نے سرکین تیار کر لین اور دیوار کے قریب تک مورچے بنا کر لیے اور تین حملے بھی کیے گئے مگر فتح کی کوئی صورت نظر نہ آئی سلطان زیادہ بیمار اور کمزور ہو گیا جب زندگی سے مایوس ہو گیا۔ تو نہایت تضرع وزاری سے خداوند تعالی سے فتح قلعہ کے لیے دعا مانگی۔ اور اسکی دعا قبول ہوئی۔ سرنگ کے ذریعہ ایک بڑا برج اڑا یا گیا۔ مگر فتح کے ساتھہ ہی شاہنشاہ سلیمان اعظم کی روح بھی اعلی علیین کو پرواز کر گئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیہِ رَاجِعُونَ۔

یہ فتح سلطان کی زندگی مین اور بقول بعض بعد وفات حاصل ہوئی دونون صورتون مین سلطان کی مجاہدانہ عظمت کی صریح دلیل ہے وہ شاہنشاہ اعظم کہ جسکی شوکت واقبال کا ڈنکا یورپ ایشیا افریقہ مین بج رہا تھا اور دنیا کی تمام آسائشین اسکو حاصل تھین ۷۲ سال کے عالم ضعیفی مین جبکہ وہ مرض نقرس سے چل پھر بھی نہین سکتا تھا۔ اور سخت بیمار اور کمزور تھا۔ اسطرح دار السلطنۃ اور محلات شاہی سے دور میدان جنگ مین اپنے جان باز سپاہیون کے ساتھ اپنی ذات کو راہ خدا مین قربان کرتا ہے اور یہی ہمت وثبات اور محبت جہاد تھی جسنے عثمانیہ سلطنت کو اسقدر مضبوط کر دیا کہ یورپ کی متفقہ فوجون کو بارہا خشکی اور تری پر شکستین دیکر دکھلا دیا کہ اسلامی مجاہدین کا مقابلہ دنیا کی کوئی قوم نہین کر سکتی اسوقت ہسپانیہ اور پرتگال کا بحری جلال کمال پر تھا۔ اور جنیوا۔ نیپلز۔ اٹلی کے جنگی بیڑے بھی کافی طاقت رکھتے تھے ریاست وینس مخالفون کی امداد کے لیے موجود تھی مگر ترکی امیر البحر خیر الدین پاشا طورغود سلیمان وغیرہ سے کہین بھی عہدہ برآ نہ ہو سکے اور جب غازی سلاطین عثمانیہ نے انکو افریقہ اور ایشیا مین کشور کشائی کا موقعہ نہ دیا تو دور دراز ممالک مین کھو نسلے بنانے شروع کیے سلطان سلیمان کو اپنے بزرگون بنسبت یورپ کی زیادہ قوی سلطنتون سے مقابلہ کرنا پڑا تھا مگر سلطان کا جہادی جوش ہمیشہ غالب آتا رہا اور تعمیل احکام شرعیہ سے مسلمانون کو اپنا گرویدہ بناتا رہا چونکہ ترکی فوج ممالک دشمن مین برسر آزما ہو رہی اور چند متفرق جگہہ لڑ رہی تھی اور سامنے دشمن بھی زبردست موجود تھا اس لیے عقلمند وزیر اعظم محمد پاشا نے سلطان کی

ہوئے کے اخفا میں اسقدر احتیاط کی کہ سلطانی اطبا کو بھی مروا ڈالا اور سلطان کی شدت مرض کو مشہور کر دیا فوج کو حسن خدمات کے صلہ میں انعام دینے شروع کیے امرا کی عزت افزائی اور ترقی مدارج کی گئی - اور لڑائی وغیرہ کے تمام فرمان بدستور جاری ہوتے رہے اور کسی سردار وغیرہ کو سلطان کے مرنے کی خبر نہ ہوئی مگر شاہزادہ سلیم کو جو کوتاہیہ میں گورنر تھا خفیہ طور سے اطلاع دی جو ۹ ربیع الاول ۹۷۵ھ ہجری کو بلا اطلاع قسطنطنیہ پہنچ گیا اور تخت نشین ہو کر احکام جاری کیے اور دانا و منتظم وزیر اعظم محمد پاشا نے سلطان کی یوم وفات ۷ ماہ صفر ۹۷۵ھ سے لیکر برابر آسٹریا سے لڑائی جاری رکھی اور کئی شہر فتح کرنے کے بعد فوج کو بلگریڈ کی طرف ہٹانا شروع کیا اور جبکہ قسطنطنیہ میں سلیم ثانی کی تخت نشینی کی خبر موصول ہو گئی تو سلطان کے فوت ہونے کی خبر ۴۸ روز بعد شہرہ کی گئی اور اسقدر عرصہ میں سلطان سلیم کے پہونچنے تک کوئی غلل آنے نہ دیا آسٹریا نے تین لاکھ ریال نقد دیکر ۸ سالہ میعادی صلح سلطان سلیم سے کر لی اور سلیم ثانی باپ کی لاش لیکر قسطنطنیہ کو روانہ ہوا - سلطان سلیمان ۴۸ سال کی سلطنت اور ۷۴ سال کی عمر میں فوت ہوا - دفن کرنے کے وقت حسب وصیت سلطان سلیمان علیہ الرحمۃ ایک کپڑے میں بندھا ہوا ایک کاغذ ساتھہ قبر میں رکھنے لگے - شیخ الاسلام نے جو کاغذ پڑھا تو اس میں وہ چند سوال درج تھے جو سلیمان مرحوم نے اسی شیخ الاسلام ابوسعود العماد سے پوچھے تھے اور انکے مقابل میں شیخ الاسلام کے جواب شرعی لکھے تھے اور انکے مطابق ہی سلطان مرحوم کاربند ہوتا رہا - دیندار سلطان کو چونکہ بازپرس آخرت پر یقین و اعتقاد واثق تھا اسی اپنی تسلی و بریت اور شفاعت کے لیے ایسا مخلصانہ فعل کیا تھا کہ دنیاوی سلطنت میں میں نے جو بڑے بڑے کام کیے ہیں محض پیروی شریعت محمدی علیہ الصلوۃ والسلام سے کیے ہیں جنکی صحت و سقم کا ذمہ وار شیخ الاسلام ہے سلیمان ایک بندہ فرمان قرآن واجب الاذعان تھا سلطنت رانی میں اُس نے کبھی غرور سلطانی اور تقاضائے نفسانی کو دخل نہیں دیا - جائے غور ہے کہ سلیمان اعظم جیسا عظیم الشان سلطان جسکی شمشیر خارا شگاف سے یورپ ایشیا افریقہ کانپ رہا تھا عذاب و عقاب اخروی سے کس قدر ترسان تھا - اور کسقدر زبردست عقیدہ رکھتا تھا - اور آج وہمی فلسفہ کے شیدا کیا کیا منکرانہ تاویلیں کرتے ہیں اور کس طرح احکام شریعت سے گریز اور اعتقاد عقبی سے انکار کر رہے ہیں -

تمام ترقیوں کی جڑ جنگی طاقت ہے جس طاقت کے بل پر آج یورپ تمام دنیا کا ٹھیکہ دار بن رہا ہے صرف زر و دولت قومی عزت کا ذریعہ نہیں ہو سکتی یورپ کے یہودی اور ایشیا کے پارسی اور ہندو کچھ کم دولت نہیں رکھتے مگر ان میں سے ایک قوم بھی جنگی طاقت کی عدم موجودگی کے سبب مقتدر قوموں میں شمار نہیں ہوتی کل کی بات ہے کہ گمنام جاپان جنگی طاقت کے سبب نامور ہو گیا ہے - مسلمانوں کی طاقت سلطان سلیمان

مرحوم کے عہد تک کمال پر رہی اور جس خاندان کے مورث اعلی نے بحالت جلاوطنی ۵۰۰ سوار فوج کے ساتھ روم مین آکر پناہ لی تھی مین صدیون کے متواتر اتباع شریعت اور محبت جہاد فی سبیل اللہ سے دنیا کی سب سے زبردست اور مسلمانون کے حقیقی سرپرست و احد سلطنت بن گئی ہر ایک قوم کی عزت و وقعت اسی جنگی عنصر پر موقوف ہے اسکے ہونے سے وہ تمام اندرونی حوادث سے ہی محفوظ نہین رہتی بلکہ بیرونی ممالک سے بہت کچھہ مالی فواید حاصل کر سکتی ہے یہی وجہ ہے کہ راقم نے سلطان سلیمان کے عہد کی انتظامی ترقیون مالی اصلاحون اجرائے قوانین کا ذکر نہین کیا جسکی اگر تفصیل کی جائے تو ایک علیحدہ ضخیم کتاب مین بھی گنجایش نہین ہو سکتی ترقی علوم مین سلطان سلیمان کی مساعی قابل شکوری ہین تمام ممالک مین مدرسے جاری کیے بیش بہا دوامی طور پر معافیات اوقاف معلمون کی تنخواہ اور طلبہ کے وظائف کے لیے مقرر کیے خاص مکہ معظمہ زاد اللہ شرفاً مین مذاہب اربعہ کے لیے الگ چار مدرسے مقرر کیے۔ ملک مین علم توحید و تصوف کی تعلیم کے لیے خانقاہین تعمیر کین۔ خاص حرمین شریفین مین کئی ایک تعمیرات قیمتی سے اور ظاہری شان بڑھادی پس جسطرح کہ سلطنت عثمانیہ کا اس سلطان کے وقت مین عروج ہوا۔ اسطرح کہہ سکتے ہین کہ اس کے مرنے سے ہی زوال شروع ہو گیا۔ گو اثر دیر سے نکلا ہو۔ بعد ازان سوا جزیرہ کریٹ اور سائپرس ٹیونس کے اور کوئی اضافہ نہین ہوا۔ گو وہ موجودہ ضعف مین قبضہ عثمانیہ مین نہین رہے سلطان سلیمان کے بعد بھی اگرچہ کبھی کبھی ترک عالیشان فتوحات حاصل کرتے رہے لیکن وہ تمام معرکہ عموماً عثمانیہ ممالک کے بچاؤ کو تھے نہ کہ بڑھانے کے لیے جونکہ ہر ایک اپنے گھر کے بچانے کی کوشش کرتا ہے اور اکثر حالتون مین بچا لیتا ہے اسطرح ترکی عثمانیہ ممالک کے بچاؤ کے لیے اکثر لڑتے رہے اور دشمنون کا منہ موڑتے رہے جب کبھی کوئی لائق سلطان ہوا یا کوئی بہادر سپہ سالار تو عثمانی عزت و وقار کو قائم رکھا۔ اور مسلمانون سے پر جوش کام لیا مان ترکی فوج ہر ایک عہد مین آبائی شجاعت کے ساتھہ ملک و قوم کی فدائی رہی ہے اور کوئی نہ کوئی بہادر سپہ سالار بھی نکلتا رہا ہے اس سے آیندہ کا عہد عثمانیہ جسکو ہم عہد زوال سے تعبیر کرتے ہین بعض سلاطین کی کم ہمتی عیاشی شرعی تقلید کی کمی کے سبب سے شروع ہوا اور عیسائی سلطنتین جو زمانہ کی سختی نرمی اٹھاکر بہت کچھہ تجربہ حاصل کر چکی نہین عثمانیہ دربار کے غرور و عجب سے بہت کچھ فائدہ اٹھا چکی نہین خود سلطان سلیمان اعظم جسکی تعریف و لیاقت مین مورخین متفق اللفظ مین ایک ایسی غلطی کا مرتکب ہوا کہ جو سلطنت عثمانیہ کے لیے سوہان جان بن گئی یا یون کہو کہ اس سے سلطنت عثمانیہ کی آزادی چھن گئی غدار اور رشوت خوار وزرا کی ذریعہ یورپ کی سلطنتین دن بدن آگے ہی بڑھتی گئین اور عثمانیہ سلطنت سے ہاتھہ پاؤن باندھتی رہین اور فائدہ اٹھاتی رہین۔

یہ غلطی جو سلطان سلیمان جیسے مدبر سے واقع ہوئی اُن رعایات ذیل کی بابت ہے جو کمزور فرانس کو دی گئین

مراعات یہ ہین۔

(۱) ترکی اور فرانس کی رعایا ایک دوسرے ملک ہین آمد و رفت و معمولی محصول دیکر تجارت کرسکتے ہین۔

(۲) شاہ فرانس ترکی مین جہان چاہے اپنا قونسل مقرر کرسکتا ہے اور وہی فرانسیسی رعایا کی باہمی تنازعات کا فیصلہ کرے گا۔ سلطان حکام اور قاضی دخل نہین دینگے۔

(۳) اگر ترکی اور فرانسیسی رعایا کے مابین دیوانی مقدمہ ہوگا تو فرانسیسی مترجم کے سامنے پیش کیا جائیگا۔

(۴) فرانسیسی رعیت کے مقدمات فوجداری کا اخیر فیصلہ باب عالی کرے گا۔

(۵) شاہ فرانس کے تجارتی جہاز اور پہنچانے وغیرہ سامان حرب محفوظ رہین گے اور بلا مرضی شاہ فرانس سلطان اُن سے کوئی کام نہین لے سکیگا۔

(۶) کسی فرانسیسی کے قرضہ کے ذمہ دار فرانسیسی قونسل یا کوئی اور فرانسیسی رعیت نہو گی اگر شاہ فرانس کے ملک مین وہ فرانسیسی ہوگا تو قرضہ بے باق کرا دیا جائے گا۔

(۷) شاہ فرانس کی رعایا ترکی مین وصیت کرسکے گی۔ اگر بلا وصیت مرجائے تو اُسکا جملہ مال و اسباب قونسل کی معرفت اُسکے ورثا کو پہنچا دیا جائے گا۔

(۸) فرانسیسیون کو ترکی مین کامل آزادی حاصل ہوگی انکو فلسطین کے مقدس مقامات مین اپنے مذہبی عہدہ دار مقرر کرنے کا اختیار حاصل ہوگا۔ اور اُنکے مکانات اور گرجے بشرط اطاعت و نیک چلنی کبھی ضبط نہ کیے جائین گے۔

(۹) اور یورپ مین سلطنتین جو باب عالی سے اتحاد نہین رکھتین فرانسیسی علم کے نیچے تمام ترکی سمندرون مین جہاز رانی کرسکتی ہین اور فرانسیسیون کے زیر حمایت عثمانیہ ممالک مین بس سکتی ہین۔

(۱۰) دونون پادشاہ ایک دوسرے کی رعایا کو غلام نہین بنا ئینگے۔

ان شرائط مین تمام فوائد مالی و ملکی فرانس کو دیے گئے جب سلطان سلیمان اعظم کی طاقت اور تدبیر پر اور ساتھ ہی فرانس کی کمزوری اور نیم بسمل حالت پر خیال کیا جاتا ہے تو اسقدر وسیع مراعات عطا کرنے کی وجہ ہاتھ اور کچھ سمجھ مین نہین آسکتین کہ سلیمان سلطانی غرور سے اُسکے نتائج کو نہین سوچ سکا اور ایک ایسی زبردست سلطنت کہ جسکے قدمون پر فتح و نصرت قربان ہوتی ہو۔ اور کوئی اسکے مقابلہ کی طاقت نہ رکھتا ہو ایک قابل رحم احسان پروردہ سلطنت کی نسبت کیا گمان کرسکتا ہے خصوص سلاطین اسلام کہ جنکے پاک دل ہمیشہ نفاق اور بغض کے تعارض سے صاف رہے ہین ہان سلیمان کا یہہ پولیٹیکل خیال شاید ہوگا کہ (فرانس

فرانس کو ابھارا جائے اور تباہی سے بچا کر اسقدر طاقتور بنایا جائے کہ ہسپانیہ وغیرہ کی زبردست طاقتون کا
مقابلہ کر سکے اور یورپین سلاطین کی طاقت کا وزن برابر رہے اور فرانس اور ہسپانیہ کی رقابت سے سلطنت
عثمانیہ آیندہ فائدہ اُٹھا سکے۔ یا فرانس سلطنت ہسپانیہ اور اُسکے مددگارون کو روک سکے اور یہ چال اُسی
قسم کی ہے کہ جسطرح برطانیہ کلان افغانستان سے برت رہی ہے اور تقویت پہنچا رہی ہے مگر نتیجہ
خدا کے اختیار مین ہے سلطان سلیمان نے تو بس پولیٹیکل غرض سے یا محض تنہا نہ فیاضی
سے ایک قابل امداد سلطنت کو جو اب گور تک پہنچ چکی تھی فوجی امداد دیکر بچا لیا اور ان مراعات سے اُسکی
مالی حالت کو تجارت کے ذریعہ جو بحیرۂ ہند سے لیکر بحیرۂ روم کے مغربی کنارہ تک عثمانیہ ملکون مین ہوتی
تھی سنبھال لیا۔ اور جسقدر تجارتی فوائد ہسپانیہ اور پرتگال کو نئی دنیا کے لمبے اور کٹھن سفرون سے
حاصل ہوتے تھے وہ سلطان سلیمان نے اپنے دامن گرفتہ پروردہ فرانس کو پرانی دنیا مین دیدیے
جسمین یورپ کی کسی سلطنت کو دخل نہ تھا اور اگر محض دوست پروری ہی تھی تو ایسی فیاضی کی مثال یورپ ہرگز
پیش نہین کر سکتا۔ ان شرائط سے فرانس کا اقتدار بڑھ گیا اُس کے کمزور بیڑے کو عثمانی حمایت کے سبب کوئی
مخالف چھیڑ نہ سکتا تھا۔ اور وسیع سلطنت عثمانیہ مین فرانسیسیون کو خود فرانس سے زیادہ آرام دہ وسایل موجود
تھے پس فرانس عثمانیہ طاقت کی آڑ مین تازہ زندگی پاکر اس قدر تقویت حاصل کر چکا کہ وہ یورپ مین اپنی کھوئی
عظمت کو دوبارہ قائم کر سکا۔ مگر یہی رعائتین جو فرانس کے لیے ذریعہ نجات اور زندگی ہوئین افسوس کہ سلطنت
عثمانیہ کے لیے موجب زوال ہوئین سخت حیرانی ہے کہ تجارتی حقوق کے علاوہ مقدمات دیوانی اور فوجداری
کے انفصال کا اختیار بھی فرانسیسی کونسل کو دیدینا سلیمان جیسے عقلمند سلطان نے کسطرح منظور کیا اور فلسطین
مین مذہبی اختیار دیکر اسطرح سے۔ دو بادشاہ در اقلیمے نگنجند۔ کے خلاف عمل کیا۔ بات یہی ہے کہ مغرور سلطان
نے کمزور فرانس کی ہستی کا کچھ خیال نہ کیا اور چالاک فرانس نے صرف مالی اور تجارتی حقوق ہی حاصل نہ کیے بلکہ
سیاسی اور پولیٹیکل اختیارات بھی لے لیے جسکی تقلید دیگر سلاطین یورپ نے بھی بعد مین کی اور کم ہمت یا رشوت
خوار دربار عثمانیہ یا بے سمجھ نادان سلاطین کو دھوکہ دیکر ہر ایک نے سلطنت عثمانیہ سے نفع اُٹھانے کی کوشش
کی جسکی آج یہہ نوبت ہے کہ ہر ایک منافع والا کام یورپ کے ہاتھ مین ہے اور ہر ایک سفیر یورپ نے اپنے
سفارت خانہ مین سلطان ترکی بنا بیٹھا ہے اور باغیون کے لیے ماوا و ملجا ہے اگر بظاہر تجارتی رعائتین
ایسی ہی تھین جیسے کہ اسقدر شاہان مغلیہ نے ابتدا مین انگریزون کو دی تھین۔ اور عروج اقبال کے
سبب ترکی اور مغل کوئی بھی انجام کو نہ سوچ سکے اور آیندہ کی شدنی امور کی نتائج کو سمجھ ہی کون سکتا ہے ان
مراعات سے عثمانیہ سلطنت کو پولیٹیکل فائدہ بھی کچھ نہ ہوا۔ اور فرانس نے کبھی بھی ہسپانیہ یا آسٹریا کے برخلاف

جو اسوقت ترکون کے زبردست دشمن تھے مدد دی سلیمان اعظم کے بیٹے سلیم ثانی نے ہرچند فرانس کو اشتراک کے برخلاف ہتھیار اٹھانے کو کہا مگر کامیاب نہوا فتح قبرص کے ایام مین فرانسیسی بیڑے کو بھی اپنے محسن عثمانیہ کی تقلید مین ہاتھہ پاؤن ہلانے کو کہا گیا۔ مگر فرانس کے دیکھتے دیکھتے ہسپانیہ جینوا۔ نیپلز۔ اٹلی۔ وینس۔ کے متحدہ بیڑے نے عثمانیہ بیڑے کو غارت کر دیا جسکا ذکر سلطان سلیم کے حال مین لکھا جائیگا۔ اسوقت بھی فرانس کی دوستی کچھہ کام نہ آئی۔ اور یہی چال فرانس بعد مین چلتا رہا۔ یہہ روایت بھی قابل تسلیم نہین ہوسکتی کہ فرانس کے پاس کوئی جنگی جہاز نہ تھا جبکہ اُسکے تجارتی جہازون کی تعداد ایک ہزار بیان کی جاتی ہے جو سلطان سلیم ثانی کے اور اُسکے بعد عثمانیہ ممالک کے سواحل بحریہ پر تجارت سے مالا مال ہو رہے تھے اس لیے فرانس سے جنگی امداد کی امید فضول تھی ہان یہہ نتیجہ ضرور نکلا کہ ہسپانیہ کی ترقی کو فرانس مین روک دیا اور ایک زبردست مخالف کی طاقت کو محدود کر دیا۔ اگر ہسپانیہ فرانس پر تصرف کر لیتا جو بالکل قرین قیاس تھا۔ تو ہسپانیہ عیسائی دنیا کا واحد شہنشاہ تسلیم کیا جاتا جو عثمانیہ سلطنت کے لیے سخت خطرناک تھا۔ ان وجوہات کے سوا اور کوئی وجہ خیال مین نہیں آسکتی۔ کہ سلیمان اعظم جیسے ممتاز سلطان کو جسنے اپنے لائق اور بہادر بیٹے مصطفے کو صرف اس وہم سے اپنے روبرو مروا ڈالا تھا۔ کہ بیٹے کی بہادرانہ ہردلعزیزی کہین بایزید ثانی اور سلیم اول والا ہی نقشہ نجمادے اور دوسرے بیٹے بایزید کو بھی اسی خیال سے محبت پدری کو خیرباد کہہ کر قتل کروا دیا تھا۔ فرانس کو اسقدر وسیع اعتبارات کیون دیدیے خیر کوئی وجہ ہو چونکہ بعد مین نتیجہ خراب نکلا۔ سلطان اعظم کا یہ فعل اعتراض سے خالی نہیں ہوسکتا۔

صرف یہی یورپین نقوظ ہی عہد سلیمانی کے مضر یادگار نہین بلکہ رشوت کا رواج بھی اسی عہد مین ہوا۔ جسکا بانی سلطان سلیمان کا داماد رستم پاشا بیان کیا جاتا ہے۔ جوانہی سالس سلطانہ خرم کے زور پر جسکو سلطان سلیمان کی طبیعت پر وہی اقتدار تھا۔ جو نورجہان بیگم کو جہانگیر شاہ دہلی پر تھا بجتا رہا۔ صورت و سیرت جوڑ توڑ مین دونو بیگمات برابر تھین جسطرح نورجہان نے جہانگیر کو شہریار کے سوا باقی بیٹوں کا مخالف کر دیا تھا۔ اسیطرح سلطانہ خورم نے اپنے بطنی فرزند سلطان سلیم ثانی کی ولی عہدی کے لیے سلیمان کے باقی بیٹون کو مقہور کرا دیا ہان نورجہان تو اپنے منصوبہ مین کامیاب نہ ہوسکی اور سلطانہ خرم کو کامیابی حاصل ہوگئی جو سلطان کی تندخوئی جابر طبیعت کا نتیجہ تھا۔

سلطانہ خورم دراصل ایک روسی کنیز تھی جسنے اپنی اعلی درجہ کی خوبصورتی سلیقہ شعاری۔ فرزانگی سے سلطان کی مزاج پر قابو پایا ہوا تھا۔ اور دونون بڑے بیٹون مصطفے اور بایزید کی طرف سے سلطان کو اسقدر بدگمان کر دیا تھا کہ شاہزادہ مصطفے کی شجاعت و لیاقت اور فوج مین ہردلعزیز ہونا دیکھکر خیال کر لیا

اسطرح اُس کے باپ سلیم کی شجاعت و لیاقت اُس کے دادا بایزید کی ذلت کا باعث ہوئی تھی وہی حالت پیش آنیوالی ہے
پس جبکہ بیگناہ مصطفے فرط محبت سے سنگدل باپ کے خیمہ مین سلام کرنے کو داخل ہوا وہین بے رحم جلاددن کے ہاتھ
سے قتل کیا گیا۔ اور اسی سلطانہ خورم کی شرارت سے دوسرا بیٹا بایزید اپنے بچاؤ کی تدبیر کرتا ہوا مارا گیا۔ اور
اسی طرح اُس روسی خاتون نے اپنے بطنی بیٹے سلیم ثانی کے لیے رستہ بالکل صاف کر لیا اور عثمانیہ خاندان
کے زوال کا بنیادی پتھر رکھدیا جو واقعات آیندہ سے ظاہر ہوگا۔

سلطان سلیمان کا دیوان کے جلسون مین باقاعدہ طور سے حاضر نہ ہوتا سا اور بلا حصول تجربہ اعلی عہدہ دنیا
اور سُلطان کے منظور نظر وزیر اعظم کا یہہ خود غرضانہ فعل کہ (اپنی بیش بہا جائداد کو کسی خانقاہ یا مسجد کے
نام وقف کرنا۔ اور اس جایداد وقف شدہ کا متولی اپنی اولاد کو بنانا اور آمدنی کا حصہ کثیر اپنی اولاد کے لیے
مخصوص کرنا جس کی تقلید بعد امرا بھی کرنے لگے) یہی وجوہات زوال شمار کرتے ہین۔ لیکن تہوڑی سی
غور سے ہر ایک کا معقول جواب دیا جا سکتا ہے۔ ان باتون نے سلطنت عثمانیہ کو کوئی زیادہ نقصان
نہین پہنچایا۔ سلطان سلیمان اعظم کے جنگی کارنامہ بطور اختصار لکھے گئے ہین اُسکی ماتحت ۲۱ گورنمنٹین
(صوبجات تھے) (۱) رومیلیا جسمین دریائے ڈینوب کا تمام جنوبی علاقہ یونان تک داخل تہا (۲) مجمع
الجزائر (۳) الجیریا (۴) طرابلس واقعہ افریقہ (۵) آفن جسمین ہنگری کے شہر شامل تھے (۶) تنور
جسمین بنات ٹرنسلونیا۔ علاقہ شرقی ہنگری داخل تھے (۷) اناطولیہ (ایشیائی کوچک) (۸)
کرامانیہ (۹) اسیواس (۱۰) صول قدر علاقہ کوہ طارس (۱۱) طرابزون (۱۲) دیار بکر (۱۳)
وان جسمین علاقہ کردستان اور آرمینا شامل تھے۔ (۱۴) حلب (۱۵) دمشق (۱۶) مصر (۱۷)
حجاز جسمین مکہ مدینہ شامل ہے (۱۸) یمن وعدن جس کے ماتحت خلیج فارس وزبحیرہ عرب اور شمال مغربی
ہندوستان کا ساحلی علاقہ بھی ہوتا تہا (۱۹) بغداد (۲۰) موصل (۲۱) بصرہ ان ۲۱ صوبون کے
گورنرون کا عزل ونصب وغیرہ سلطان کے ہاتھ مین تہا۔ اور صوبہ والشیا۔ اور مالڈیویا خراج نقد دیتے
تھے۔ اور خان کرمیا۔ اور ندرا گوسا۔ واقعہ بحیرہ اڈریاٹک لڑائی کے وقت فوج دیتے تھے اور
تمام وسیع ممالک کا انتظام مالی وملکی نہایت ہی عمدہ کیا گیا تہا۔ اور اسی وجہ سے سلیمان اعظم کی آمدنی
کل روئے زمین کے سلاطین سے زیادہ تھی۔

اس سلطان کو تعمیرات کا بھی بہت شوق تہا۔ علم وفضل کا نہایت قدر دان تہا۔ اس کے عہد مین سلطنت
عثمانیہ ترقی کے نصف النہار تک پہونچ گئی تہی جسکے بعد زوال شروع ہو گیا جسکی وجہ بعض سلاطین کا
مناہی وملاہی مین پڑنا اور تقید شرعی کا چھوڑنا تہا جسکی وجہ سے اسلامی جوش کم ہو گیا اور عیاشی کا شوق

بڑھ گیا اور رعایا بھی بقول اَلنَّاسُ عَلیٰ دِینِ مُلُوکِہِم سست ہو گئی۔

سابقہ سلاطین شایق غزا و جہاد شمشیر زن کشور کشا مرد میدان تھے سلیمان کے بعد شراب خوری شہوت پرستی و کم ہمتی سلاطین کا خاصہ ہو گیا۔ جنگ و جدل کا دار و مدار عموماً وزرا پر چھوڑ دیا گیا۔ جو دو تین پشت تک تو سلیمان اعظم کے تربیت یافتہ تھے عثمانیہ شوکت کو قائم رکھتے رہے اور بعد میں بھی عثمانیہ خاندان کی خوش قسمتی سے ہر ایک عہد میں کوئی نہ کوئی ایسا عثمانی جرنیل نکلتا رہا جو سلطنت کی وقار کو سنبھالے رہا ضرور سلیمان کے بعد بھی چند ایسے سلطان تخت نشین ہوئے ہیں کہ جن کی رگوں میں اپنے بہادر فاتح بزرگوں کا خون جوش مارتا تھا۔ مگر بعض نالائق سلاطین کی کم ہمتی بزدلی سے فوج خصوصاً ینگچری ایسے لالچی فتنہ پرداز ہو گئے تھے کہ کئی لائق وزرا بلکہ بعض دفعہ سلاطین کی ذلیل موت کا باعث ہوئے۔

یہہ تمام خرابی۔ عدم تقید شرعی کے سبب سے پیدا ہوئی سلیمان اعظم کے عہد تک جملہ سلاطین عثمانیہ پکے مسلمان پابند قرآن۔ اور بہ تقلید صحابہ کرام ترقی اسلام کے خواہان تھے اس لیے فوج و رعایا بھی ایسے دیندار سلاطین کو اُولُو الْاَمْرِ مِنْکُمْ جانتے اور چونکہ وہ خود متقدر بہادر تھے فوج کو سرتابی کرنے کی مجال نہ ہوتی تھی اور سلیمان کے جانشینوں میں یہہ اسلامی اوصاف بہت کم موجود تھے اس لیے نہ تو دشمنوں پر اثر ڈال سکے اور نہ فوج کو قابو رکھ سکے جسکا نتیجہ زوال ہوا۔

آیندہ کے حالات سے فوج ینگچری کا تمرد سخت رنجیدہ ہوگا۔ لیکن گو بعض دفعہ محض لالچ و خود غرضی کو بھی کام میں لایا گیا۔ لیکن عموماً سلاطین کی معزولی اور وزرای سلطنت کے قتل کے واقعات محض قومی جوش سے پیدا ہوئے۔ جب یہ کہا گیا کہ سلطان عیاش اور دار سلطنت کا کام نہیں سنبھال سکتا تو معزول کیا گیا۔ جب کوئی وزیر یا سپہ سالار مفید سلطنت نہ نکلا تہ تیغ کیا گیا۔ اور یہہ خیال اس بات کی قوی دلیل ہے کہ سلطنت عثمانیہ کی خیر خواہی عموماً مد نظر ہوتی تھی۔ مخالفت صرف نکمے سلاطین اور ارکان سلطنت سے ہوتی تھی جب کوئی لائق بہادر سلطان یا سپہ سالار وزیر اعظم پیدا ہوا ترکوں نے فتوحات کا تار باندہ دیا اور تمام اگلی پچھلی کسر نکال لی۔ اس لیے اس سے انکار نہیں ہو سکتا کہ مسلمانوں میں ترک ہمت یا عجم قومی جوش اور حب وطن مذہبی سر فروشی کا مادہ اور قوموں سے بڑھا رہا ہے نقص صرف شاہان اسلام و جرنیلوں کا ہے اگر کوئی ان سے کام لینے والا ہو۔ تو ہر زمانہ میں اَطِیعُوا اللّٰہَ وَاَطِیعُوا الرَّسُولَ کے برابر ہی اُولُو الْاَمْرِ مِنْکُمْ پر جانیں قربان کرنے کے لیے تیار ہو جاتے ہیں۔ اور شجاعت و بسالت میں ترکی وغیرہ فرد ہیں۔ اسی وجہ سے سلطنت عثمانیہ آج تک یورپ کے محسود سلاطین میں اڑائی چلی آتی ہے ترکوں کا قومی جلال اور خاندان عثمانیہ سے دلی محبت و خلوص یورپ کی مراد پوری نہیں ہونے دیتا اور

بجلدی پوری ہوسکتی ہے ترکی کو صرف سلاطین کے استقلال مزاج اور شاہانہ ہمت اور ذاتی شجاعت کی ضرورت ہے پھر یورپ کی گیدڑ بھبکیون سے ترکی کا کچھ نقصان نہین ہوسکتا رہا دست بدستی مقابلہ سو اس کی بھی ہمارے زمانہ کے سلطان عبد الحمید خان طال اللہ عمرہٗ نے سابقہ تلافی کرلی ہے اور وہ خشکی مین یورپ کی کسی سلطنت سے مغلوب نہین ہوسکتا جسکا ذکر سلطان عبد الحمید خان ہے کے حال مین لکھا جائیگا۔

سلطان سلیم ثانی

سلطان سلیم ثانی اپنی والدہ سلطانہ خورم کی کارستانیون سے عثمانیہ سلطنت کا ایک واحد وارث باقی رہ گیا تہا۔ باپ کے مرنے کے بعد ۹۷۴ھ مین تخت نشین ہوا۔ یہ عثمانیہ خاندان کا پہلا سلطان ہے جس نے علانیہ شرابخواری کا ارتکاب کیا جسکی تقلید فوج نے بھی کی اور اسلامی نور جو فتوحات کثیرہ کا باعث ہوتا تہا ماند پڑگیا۔ اسی مخموری کی وجہ سے عیسائی طاقتین برابری کا دم بھرنے لگین ذیکات کی فتح کے بعد سلیمان سے تو آٹھ سالہ میعادی صلح ہوگئی تھی۔ اور چند فتوحات کا باعث وہ تجربہ کار بہادر افسر تہے جنہون نے عرصہ دراز تک سلیمان جیسے شجاع ترین مجاہد فی سبیل اللہ کے زیر تربیت رہ کر بیسیون معرکون مین اسلامی شمشیر کے جوہر دکہائے ہوئے تہے۔ اور سلیم ثانی کو محمد پاشا جیسا مدبر فرزانہ خیرخواہ ملک وقوم وزیر اعظم ملا ہوا تہا جسنے سلیمان کی مردہ لاش سے ۴۸ روز وہی کام عین دار الحرب مین لیا تہا۔ جو خود بہادر اور منتظم سلیمان اپنی زندگی مین لیا کرتا تہا۔ اور دشمن سے برابر لڑائی جاری رکھی۔ اور فتوحات بھی حاصل کین۔ سلیم اس وزیر کی عزت کرتا تہا۔ اور اسکی رائے پر چلتا تہا۔ یہی وجہ ہے کہ سلطان سلیم کی مخموری کا اثر انتظام ملک پر نہ پڑا۔ ضرور سلطان کی نالائقی کے سبب عثمانیہ ترقی رک گئی۔ فتح قبرس اور ٹیونس سلیم کے عہد کے عظیم الشان واقعات ہین جو بہادر سپہ سالارون کی کارروائی اور فوج کی جنگی مہارت کا نتیجہ تہا خود سلیم کسی مہم مین کبھی شامل ہوا۔

فتح سائپرس (قبرس)

یہ جزیرہ ریاست وینس کے زیر حمایت تہا پہلے مدت تک مملوک سلاطین مصر کو اسکا خراج ملتا رہا اور سلطان سلیم اول کے عہد سے قسطنطنیہ آتا تہا۔ مگر ریاست وینس سلطان سلیمان کے عہد مین ہسپانیہ وغیرہ کے ساتھ ملکر مخالفانہ کارروائی کرچکی تھی۔ اور سائپرس والے بھی کئی دفعہ سرکشی کے مورد ہوچکے اور سلاطین شام لیے عظیم الشان وسیع زرخیز جزیرہ کا عیسائیون کے تصرف مین رہنا دوائی مشکلات کا مرکز بننا

تہا اسلیے ۹۷۸ھ ہجری مین ۳۶۰ جہازات مصطفے پاشا کی سرکردگی مین روانہ کیے گئے اور شہر نفقوسیہ دار السلطنت سائپرس کو ایک ماہ کے سخت محاصرہ کے بعد فتح کر لیا۔ یہان جسقدر عیسائی مشہور شر مارے گئے تہے اُنکے سر کاٹ کر چاندی کے طشتون مین رکھکر قلعہ کرنیہ والون کو دکھلائے گئے جنہون نے خوف زدہ ہوکر امان لیکر قلعہ حوالہ کر دیا۔ اور وہ چھوڑ دیے گئے اور پہر قلعہ ماغوسہ کا محاصرہ کیا گیا۔ جسکے گرد ۱۰ گز چوڑی اور ۲۹ گز گہری خندق کہودی ہوئی تہی اور قلعہ پر ۲۴۷ توپین نصب تہین بندوقون کا کوئی شمار نہ تہا۔ علاوہ اس کے دیگر سامان آتشین اور آلات جنگ کی مقدار کثیر موجود تہین محصورین کی سخت آتشبازی نے مسلمانون کو سخت نقصان پہونچایا مگر ترکون کی ثبات قدمی اعلیٰ مہارت جنگی اور بے نظیر شجاعت کے سامنے قلعہ کا استحکام اور بیشمار آتش بار سامان کچھ کام نہ آسکا۔ اور یورپ کی امداد سے ناامید ہوکر امان لیکر قلعہ حوالے مصطفے پاشا کر دیا۔ اور محصورین مین کچہ تو یورپ کو چلے گئے اور باقی رعایائے عثمانیہ بنکر رہ گئے اور تمام جزیرہ پر عثمانی جہنڈا لہرانے لگا۔

عثمانی بیڑے کی شکست اور فتح

سائپرس کی فتح سے پوپ روم کو یورپ کے بہڑکانے کا موقع مل گیا۔ اور ہسپانیہ۔ وینس۔ جنوا۔ مالٹا۔ اٹلی نیپلز کی تمام یورپین بحری طاقتون کو ترکون کے برخلاف متحد کر لیا تہا اس لیے فتح سائپرس کے بعد عثمانیہ بیڑے نے مجمع الجزائر کی طرف رخ کیا اور جزیرہ کفالیہ فتح کر لیا۔ اور جزیرہ کورفو تاراج کر دیا۔ یہہ دونون جزیرے ریاست وینس کے ماتحت تہے۔ اور اسیطرح جزیرہ کریٹ۔ زانتی۔ سفلونیا۔ ناوآرینو کو لوٹ لیا۔ اور لنگنو اور انٹی واری کو فتح کر لیا۔ چونکہ ابہی عیسائی بیڑا جمع نہین ہوا تہا۔ اس لیے عثمانیہ بیڑے کے مقابل کوئی نہ ہوا۔ وزیر پرتو پاشا نے جہازات کو مختلف بندرون اور جزیرون مین متفرق کر دیا۔ اور خود مال غنیمت سے بہر پور جہازون کے ساتھ واپس ہوا۔ ابہی خلیج کارنتہ مین ہی لیکر انداز تہے کہ عیسائی متفقہ بیڑا اسینا سے نکلکر جزیرہ سفالونیا سے آگے بڑہا۔ یہہ خبر سُنکر تو پاشا اور آلوچ علی نے کپتان پاشا موذن زادہ علی کو تاتکمیل بیڑہ حملہ سے روکنا چاہا مگر کپتان پاشا جو نہایت متہور تہا اُس نے اس تدبیر احتیاط کو منظور نہ کیا۔ اور خلیج سے باہر نکلکر لیپانٹو کے قریب صف آرا ہوا۔ عیسائی بیڑے کا افسر ڈان جان شاہ ہسپانیہ کا حرامی بیٹا تہا جو کئی معرکون مین نام پا چکا تہا۔ ڈان جان نے اپنا جہاز اور امیرون کے جہاز حملہ کے لیے آگے بڑہائے جسکے مقابلہ کے لیے ادہر سے بہی خود کپتان پاشا معہ پرتو پاشا اور خزانچی کے تین جہاز لے کر مقابلہ کو نکلا۔ اور لڑائی شروع ہو گئی۔

اور باقی عثمانی جہازون نے خاص عیسائی قلب پر حملہ کیا اور خود بہادر کپتان پاشا نے سپہ سالار ڈان جان کے جہاز پر حملہ کیا اور ایک گھنٹہ تک سخت گھمسان کی لڑائی ہوتی رہی کہ اسی اثنا مین کپتان پاشا جو خود لڑائی مین حصہ لے رہا تھا۔ اور غیر محتاطی سے کام کر رہا تھا ایک گولہ کی ضرب سے شہید ہو گیا اور عیسائی کود کر کپتان پاشا کے جہاز مین آ گئے اور اُسکا سر کاٹ کر نیزہ پر بلند کر دیا۔ جس کو دیکھ کر ترکونکی ہمت ٹوٹ گئی اور شکست کھائی ۱۳۰ ترکی جہاز گرفتار کیے گئے اور ۹۴ جلائے گئے اور تیس ۳۰ ہزار ترک ہلاک ہوئے عیسائیون کے صرف پندرہ جہاز اور آٹھ ہزار آدمی ضائع ہوے۔ اس معرکہ سے ترکون کا فاتحانہ رعب یورپ کے دلون سے اُٹھ گیا۔ اور یورپ کو ثابت ہو گیا۔ کہ اگر یورپ کا باہمی اتفاق ہو تو ترکون پر فتح پانا اور یورپ سے نکال دینا کچھ مشکل نہین پس میرے نزدیک شکست لیپانٹو سے ہی عثمانیہ سلطنت کے زوال کی تاریخ شمار ہونی چاہیے جسکے بعد عیسائیون کے حوصلے بڑہ گئے اور ترک جارحانہ حملات کے عوض عموماً صرف مدافعانہ پہلو پر رہ گئے۔ جیسا کہ حالات آیندہ سے ظاہر ہوگا۔

بیڑے کی تباہی اور شکست کی خبر سُنکر سلطان سلیم ثانی کا ہی نشہ کافور ہو گیا۔ مارے غم تین رات دن کھانا نہ کھایا اور تمام ہمت جدید جہازون کے بنوانے اور تکمیل بیڑے پر صرف کی اور سات ماہ کے عرصہ مین ۱۵۰ جدید جنگی جہاز قسطنطنیہ کے کارخانون سے تیار ہو کر سمندر مین ڈلوائے گئے اور امیر البحر الوج علی ۲۵۰ جہازون کا زبردست بیڑا لے کر آبنائے دار ڈنیلز سے نکلا یونان کے مغربی سمندر مین عیسائی بیڑے سے مقابلہ ہوا ہرچند عیسائیون نے کوشش کی لیکن الوج علی کو یونان کے مغربی سواحل سے نہ نکال سکے۔ اور نہ کوئی شہر عثمانیہ سلطنت کا فتح کر سکے مدبر اور تجربہ کار امیر البحر الوج علی جانتا تھا کہ یورپ کی مختلف قومون کا زیادہ عرصہ تک متفق ہو کر مقابلہ کرنا اور ایک طویل جنگ کو جاری رکھنا مشکل ہوگا اس لیے وہ دانستہ لڑائی کو طول دے رہا تھا چنانچہ نتیجہ حسب مراد نکلا۔ عیسائیون نے کوئی جنگی کامیابی بھی حاصل نہ کی تھی اور وسیع اور مقتدر سلطنت عثمانیہ کے ساتھ ایک طولانی جنگ کا اجرا بعض چھوٹی چھوٹی ریاستون کے لیے وبال جان تھا علاوہ اس کے وینس و ہسپانیہ مین بھی کدورت پیدا ہو گئی تھی اسلیے ریاست وینس نے جسکا علاقہ لڑائی سے برباد ہو رہا تھا اور ترکون کی ہمسائگت کے سبب اسکو زیادہ خطرات کا سامنا تھا اُس نے فرانس کے سفیر کے ذریعہ تیس لاکھ ڈیوکٹ نقد بطور تاوان اور دگنا خراج دینا منظور کیا اور جزیرہ قبرس کا دعوی بھی چھوڑ دیا جس سے عثمانیہ سلطنت کا سکہ پھر کچھ بیٹھ گیا۔ مگر یہ سب کچھ وزیر اعظم محمد صقلی کی تدبیر و ہمت کا نتیجہ تھا جسنے لیپانٹو کی شکست سے عیسائیون کو کوئی مادی فائدہ نہ پہنچنے دیا اور چند ماہ مین زبردست بیڑہ تیار کر کے دشمن کی قوت کو توڑ دیا۔ اور ترکون کا بحری

اقتدار بدستور قائم کردیا۔

فتح ٹیونس

سلطان سلیم ثانی کے عہد کا دوسرا واقعہ فتح ٹیونس ہے۔ ٹیونس مین ۶۳۰ھ ہجری سے آل حفص حکمران تہی جو سلطنت موحدین مراکو کی ایک شاخ تہی۔ خاندان عبدالمومن کے زوال پر ٹیونس ایک مستقل سلطنت ہوگئی اور خشکی وتری مین اسکی شان وشوکت کا سکہ بیٹھ گیا۔ ہسپانیہ کی نوخیز عیسائی سلطنت اور سسلی و اٹلی کے بیڑون کو تباہ کرتے رہے آخر جسطرح اور سلمان خاندان برباد ہوئے ہین اسیطرح یہان بہی آل حفص مین اختلاف پڑا۔ اور ایک دوسرے کے برخلاف عیسائیون سے مدد لینے لگے نتیجہ وہی نکلا جو حکیم مطلق قادر لایزال نے اپنی پاک کتاب مین بطور قاعدہ کلیہ فرمادیا ہوا تہا۔ "اَلَّذِینَ یَتَّخِذُونَ الْکٰفِرِینَ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اَیَبْتَغُوْنَ عِنْدَ هُمُ الْعِزَّةَ فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِیْعًا" یعنے جو لوگ سلمانون کو چہوڑ کر کفار سے باسید امداد اتحاد کرتے ہین اور کفار کی دوستی سے عزت کی امید رکہتے ہین انکو کفار سے کبہی فائدہ نہین ہوگا۔) عیسائی جو سرزمین ٹیونس مین قدم نہین رکہہ سکتے تہے خود سلمانون کی حمایت سے مدد کے بہانہ سے آنے لگے اور رفتہ رفتہ غاصبانہ قدم جمانے لگے نوبت یہان تک پہنچ گئی۔ کہ سلمانون کا قتل و غارت اور ننگ وناموس کی بربادی عام طور سے ہونے لگی۔ سلطان سلیمان کے عہد مین امیرالبحر خیرالدین پاشا والی الجزائر نے محض اپنے قوت بازو سے ٹیونس کو فتح کرلیا۔ لیکن محمد حفصی والی ٹیونس نے ہسپانیہ سے مدد طلب کی اور چونکہ ابہی خیرالدین کو سلطنت عثمانیہ سے کوئی مدد نہین ملی تہی اس لیے سخت مقابلے کے بعد ٹیونس سے چلاگیا اور ہسپانیہ والون نے ٹیونس کو خیرالدین سے تو چہوڑ لیا لیکن خود سے چو دیدم عاقبت خود گرگ بودی۔ کا مصداق بنکر ٹیونس کے ہضم کرنے کا ارادہ کرلیا۔ اور بظاہر ٹیونس کی حفاظت کے بہانہ سے ایک نہایت مضبوط قلعہ حلق الواد نام تعمیر کرلیا۔ اور اپنا جنگی ہیڈ کوارٹر بناکر ٹیونس کے بے سمجہ فرمان روا کی آزادی کو اڑادیا اور ساحل ٹیونس کو عیسائیون کی واحد ملکیت بنادیا جسکی طفیل اسلامی جزیرون اور جہازون پر آفت لاتے تہے۔ سلطان سلیم ثانی کے عہد مین ۹۸۲ھ ہجری جبکہ سلطانی جدید بیڑے نے بہادر آلوچ علی کے ماتحت یونان کے مغربی سواحل پر یورپ کے متفقہ بیڑے کا غرور فتح لیپانٹو کو مٹادیا اور ہسپانیہ کے کمزور رفقا کا حوصلہ توڑدیا تو مدبر وزیر اعظم محمد سقلی کی تجویز سے سلطان نے دشمن کی اس کمزوری سے فائدہ اٹہانیکا موقعہ غنیمت جانکر مشہور جنرل سنان پاشا اور امیرالبحر آلوچ علی پاشا ... جنگی جہازون کا بیڑا لیکر ٹیونس

پر حملہ آور ہوا۔ قلعہ حلق الواد (غولط) گہیر لیا۔ یہ قلعہ نہایت مضبوط تہا اور خندق جو ۴۰ گز گہری تہی جسکو
کمال محنت سے بہر دیا گیا۔ فریقین نے خوب داد شجاعت دی مگر آخر بہادر وزیر نے حملہ کرکے بزور شمشیر ۲۴
یوم کے محاصرہ کے بعد فتح کر لیا تعجب ہے کہ یہ قلعہ ہسپانیہ والون نے ۴۰ سال کے عرصہ مین مضبوط
کیا تہا۔ اور ترکون نے ۲۴ روز مین فتح کر لیا۔ فتح کے بعد قلعہ گرا دیا گیا۔ اور پہر ٹیونس کے قریب
دوسرے قلعہ کو بہی سخت جنگ کے بعد فتح کیا۔ اور وہان کے عیسائی حاکم اور مسلمان فرمانروی حفصی کو قید کرکے
قسطنطنیہ واپس ہوا۔ اور ٹیونس عثمانیہ سلطنت مین شامل ہو گیا۔ اور سلطنت آل حفصی کا ۸۷۳ سال
کے بعد خاتمہ ہوا۔

سلیم کے عہد مین ایران سے لڑائی نہ ہوئی جسکی وجہ یہہ تہی کہ ایران سلیم اول اور سلیمان اعظم کے ہاتہون ایسے
مکرر سکرر صدمات اٹہا چکا تہا کہ جلدی عہد شکنی کی طاقت نہ رکہتا تہا بنی علیان سکنائے جزیرہ دجلہ و فرات
کا دریائی علاقہ نے) سلیم کی تخت نشینی کے بعد ہی بغاوت کی تہی جو جلد فرو کی گئی اور یمن کے باغی سردار
طاہر کو عثمان پاشا اور سنان پاشا نے مغلوب کرکے یمن مین عثمانی رعب جما دیا۔

اسٹریا کے ساتہہ بدستور صلح رہی۔ ہنگری۔ ٹرنسلونیا مالڈوبیا خاص شرائط پر باج گذار رہے مالڈوبیا کا
حاکم بغدان پونٹہ کے سجمنڈ کی سازش سے باغی ہوا مگر شکست کہا کر روس کو بہاگ گیا اور زار روس نے
حدود عثمانیہ کے خوش کرنے کے لیے عیسائی اخوت اور انسانی مروت کو خیر باد کہکر پناہ یافتہ بغدان کو
قتل کرا دیا عجب تماشا ہے کہ ایک وقت روس سلطان ترکی سے اسقدر مرعوب تہا کہ ایک عیسائی والی
ریاست کو پناہ دینے سے کانپتا تہا۔ اور آج خاص رعایائے سلطانی کو بحالت امن و امان آزادی دلانے کے
لیے شمشیر بکف ہوتا ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔ وزیر محمد سقلی نے ایک ایسی تجویز نکالی تہی کہ اگر
وہ پوری ہو جاتی تو اسکی ترقی رک جاتی۔ کریمیا اور زیراف تو ترکون کی ماتحت ہی تہے۔ دریائے وولگا
اور ڈان کا دریائی فاصلہ ایک جگہہ صرف ۳۰ میل رہ جاتا ہے وزیر مذکور نے یہان ایک نہر کہدوا
کر دونون دریاؤن کو ملانا چاہا اگر یہہ نہر کہد جاتی تو عثمانی بیڑہ قسطنطنیہ سے روانہ ہوکر بحیرہ اسود بحیرہ
زیراف اور دریائے ڈان سے گذر کر نہر مذکور کے رستہ دریائے ولگا مین داخل ہو سکتا اور بحیرہ
آسانی کے ساتہہ کسپین مین گہوم سکتا اس سے صرف ایران پر ہی اقتدار جمانے مین سہولت
نہ ہوتی بلکہ استرخان اور ساحل ولگا کا تمام تاتاری علاقہ سلاطین عثمانیہ کے زیر حمایت آجاتا اور روس
کو مشرق کیطرف بڑہنے کا موقعہ نہ رہتا وزیر محمد سقلی نے اس مہم کا دار مدار زیادہ تر کریمیا اور تاتاری فوجون
پر رکہا اور استرخان کا فتح کرنا مد نظر رکہا گیا جو ابہی چند سال پہلے زار آیوان نے فتح کیا تہا اس مہم مین

فوج صرف تین ہزار تھی اس لیے استرخان کی قلعہ نشین روسی فوج نے حملہ آور فوج کو پسپا کر دیا اور جو باقی حصہ
سلطانی فوج نہر کھود رہی تھی اسکو بھی اسی شاہزادہ سربی لوف نے پندرہ ہزار کے ساتھ حملہ کرکے
تتر بتر کر دیا۔ اور یہہ ترکون اور روسیون کی پہلی لڑائی ہے ہماس سے پہلے ایک دو کے ہتھیارون سے
ناآشنا تھے اور اسی ناآشنائی کی وجہ سے عثمانیہ وزرا نے ایسی مہم کا انحصار نامنتظم فوج اور غیر قوم
پر کہا جو ترکون کی طرح ہرگز جانین نہین لڑا سکتے تھے اور ممکن ہے کہ تاتاری عثمانیہ ترقی کو اپنی آزادی کا مخل
جانتے ہون کیونکہ روسی اگرچہ ریاست استرخان اور قازان کو فتح کر چکے تھے مگر ابھی تاتاری خوانین زار روس
کو شکست دینے کی کافی طاقت رکھتے تھے چنانچہ اسی کامیابی نہر سے ایک سال بعد ہی اکیلے خان کریمیا ہی
نے روس کے دار السلطنۃ کو بزور شمشیر فتح کرکے برباد کر دیا تہا۔ اور بخلاف اس کے ترکون کا اقتدار زیادہ
مہیب تہا۔ لیکن اس مہم کی ناکامیابی کی وجہ صرف یہی سمجھ مین آتی ہے کہ روسیون کو بہت کمزور خیال
کیا گیا تہا اسلیے بہت تہوڑی ترکی فوج روانہ کی گئی اور وہ بہی نہر کہودنے والے بیلدارون وغیرہ کی حفاظت
کے لیے زیادہ نامور تھی دشمن کی تعداد زیادہ اور اٹھتی جوانی تھی۔ کامیاب ہو گیا۔ اور دریاے ڈان اور
والگا ملکہ نایزآف سے بھی عثمانیہ رعب اٹھ گیا اور زار روس کے منہ مین خون لگ گیا جس سے وہ
اینده بڑہتا بڑہتا سخت خونخوار بھیڑیا بن گیا۔ وزیر محمد سقلی کی غلطی کہو یا سلیم ثانی کی تن پرستی
باعث سمجھ لو کہ اُس نے اس نیم وحشی دشمن کو قواعد دان ترکی فوج سے سیدھا نہ کر لیا اور اپنے تحت
خان کریمیا کو ہی اسکے مقابلہ کے لیے کافی خیال کیا جسنے اسکو کی غارتگری سے باب عالی کا یہ خیال
صحیح ثابت کر دیا۔ مگر یہہ کوئی مستقل فایدہ نہ تہا۔ اس سے صرف کریمیا کی مدت حیات بڑہ گئی۔ ورنہ نہر کے
رکنے سے جو سلطنت عثمانیہ کو نقصان پہونچا اُسکا تدارک نہو سکا روس کی ترقی کے وسائل مشرق
اور جنوب کی طرف برابر بڑھتے رہے اور ترکون کے گھٹتے رہے جسکی ابتدائی اسی سلطان سلیم کے عہد
مین شروع ہوئی۔ سلطان نے ایک نہایت نفیس حمام قسطنطنیہ مین تعمیر کیا تہا اس مین پاؤن پھسل گیا۔
اور جسطرح گرا تہا وہ سیاہ ہو گیا۔ اور چند روز بیمار رہ کر سنہ ۹۸۲ ہجری مین ۵۲ سال کی عمر اور ۸ سال
کی سلطنت کے بعد مر گیا۔ بیت الحرام کی مسجد کی تعمیر اسی سلطان کے عہد مین ہوئی تہی ترکی کا خود
غرض دوست فرانس سلیم ثانی کے عہد مین بہی ترکی رعایا کی جیبین کترتا رہا۔ اور تجارت سے مالامال ہوتا رہا
سابقہ مراعات کے علاوہ مندرجہ ذیل اور رعائتین دی گئین۔
(۱) ہر ایک فرانسیسی کو جو ترکی مین آباد ہو جزیہ سے معافی دی گئی۔ فوجی خدمت سے عیسائی پہلے ہی
بری تہے اب سلطان سے بہی فرانسیسی حقوق بڑہ گئے جس سے آیندہ بہت کچھ خرابیان واقع ہوئین

(۲) جو فرانسیسی مال واسباب ترکی علاقہ مین لوٹا گیا ہو اسکا معاوضہ دینے اور لوٹنے والون کو سزا دینے کا سلطان نے وعدہ کیا۔ جو اسوقت محض ترکی تجارت اور آسایش ملک کے لیے بخیال

نکودار بازار گان و رسول | اگر بایدت نام نیکو قبول
شہنشاہ کہ بازار گان زنجت | در خیر بر شہر و لشکر ببست

تھی مگر آج یہی شرط سلطنت عثمانیہ کے لیے وبال جان ہو رہی ہے (۳) ترکی بحری فوج کو فرانسیسی جہازون کی حفاظت۔ امداد بلکہ مرمت تک حکم دیا گیا۔ اور سب طرح سے فرانس کی تجارت اور بحری طاقت دشمنون سے محفوظ رہ کر عروج پکڑنے لگی۔ مگر احسان فراموش فرانس کبھی بھی بلا مطلب دوستانہ مخلصانہ امداد نکرسکا اور سلمانون کا کسی عیسائی طاقت سے خلوص دلی کی امید رکھنا بھی بالکل فضول ہے جیساکہ آیندہ واقعات سے ثابت ہوگا۔

سُلطان مراد ثالث

سلطان سلیم ثانی کی وفات کے وقت اُسکا بیٹا مراد ثالث منیسا مین گورنر تھا۔ اس لیے سلیم کی وفات کو گیارہ روز تک خفا کیا گیا۔ عربی تاریخون مین اُسکی نسبت لکھا ہے "ولم ینقل عنه انه صدر منه شئ من الکبائر" یعنے اُس سے کبھی کوئی گناہ کبیرہ صادر نہین ہوا۔ علم وفضل مین بھی بزرگون سے بڑھا ہوا تھا اور سلیم ثانی کیوقت جو شراب خوری کا عام رواج ہوگیا اُسکو بند کیا ہان عورتون کا سلطان کی مزاج مین دخل ہوگیا۔ مگر شاہان یورپ بھی اس مرض سے پاک نہین فرق یہ ہے کہ شاہان یورپ کی بیگمات عیسائی نسل ہونے کے سبب مذہبی قومی ملکی اخلاص رکھتی ہین اور سلطان مراد کی منظور نظر دنیس کی ایک عیسائی نسل خاندانی لیڈی تھی جسنے مذہب تو بدل لیا تھا۔ لیکن قومی اور ملکی جذبات بدستور قائم تھے۔ جس نے دنیس کو بھی ترکون سے بچائے رکھا اور دیگر سلاطین یورپ کی مطلب برآری بھی کرتی رہی اسی سلطانہ کا رسوخ کم کرنے کے لیے سلطان کی والدہ نور بانو نے خوبصورت لڑکیون کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر سلطان کی خدمت مین پیش کرنا شروع کیا۔ اور اسیطرح ایک ہنگامہ کنیزک سلطانہ حصیفہ سے بڑھگئی اور سلطان کی والدہ کی غلطی یا خودغرضی سے ایک دفعہ محل سرای مین پانسو مہ جبین کنیزکون کی ایک پلٹن جمع ہوگئی اور سلطان جسکے بزرگ میدان رزم بزم جانتے تھے محلسرے کا قیدی بن گیا اور یہ بھی الزام لگایا جاتا ہے کہ رشوت کا رواج وندرا اور دربار مین اسی عہد سے شروع ہوا۔ بلکہ خود سلطان نے اس خراب عادت مین حصہ لیا۔ دنیس اور فرانس کو تو رعائتین حاصل ہی تھین دیگر سلطنتون

نے تحفہ تحائف دیکر ممالک عثمانیہ مین پاؤن جمائے انگلستان کی مشہور ملکہ کہتر اُن نے اپنے مذہب
پروٹسٹنٹ کے موحدانہ عقاید اور رومن کیتہلک عیسائیون کی بت پرستی کے خیالات کو پیش کرکے
۱۵۸۳ع مین اپنا سفیر مقرر کر لیا۔ حالانکہ سفیر فرانس بہت کچہ مخالفت کرتا رہا اور فرانس کے بگڑنے کی
دہمکی دیتا رہا۔ مگر سلطان نے کچہ پرواہ نہ کی۔ اور اسیطرح شاہ فرانس کی درخواست فوج کشی برخلاف
ہسپانیہ کو بہی نامنظور کیا گیا۔ اس مین بہی سلطانہ صفیہ کی شرارت کو دخل تہا فرانس نے جب سلطان سے
شکایت کی تو سلطان نے صریح لفظون مین کہدیا کہ اگر فرانس ہمارے کامون پر اعتراض کریگا
تو اُس سے تمام رعائتین چہین لی جائین گی۔ جسکو سُنکر فرانس دم بخود ہو گیا اور خوشامد سے بدستور
اپنا مطلب نکالتا رہا۔

سلطان مراد جسکو عیاش لکہا جاتا ہے عثمانیہ جنگی اقتدار قائم رکہنے مین اپنے بزرگون سے کم نہین رہا
اسکو صرف وزیر محمد سقلی سے ہی منسوب کرنا بے انصافی ہے وزیر مذکور کی صلاح و مشورہ پر چلنا بہی
سلطان مراد کی کمال دور اندیشی پر دلالت کرتا ہے۔ اور اگر اس روایت کو مان لیا جائے کہ مراد ثالث
کے عہد مین کسی وزیر کی نہین چلتی تھی۔ اور سلطان عورتون کا محکوم تہا تو پہر اس قدر عظیم الشان فتوحات
اور ایزادی ممالک کا باعث محض عثمانی فوج کو جاننا اور مراد ثالث کو اسکا باعث نہ سمجہنا بہی غلطی ہے
ہان قدرتی طور سے مراد کی طبیعت کمزور تھی اور عورتون کی دوامی صحبت سے اور بھی مردانہ اوصاف
کم ہو گئے ہونگے۔ مگر پہر بہی عثمانیہ خون موجود تہا۔ ہر ایک مہم مین گہری توجہ دیتا رہا۔

جنگ ایران

بیشہ بہ شاہ طہاسپ کو بیوی نے زہر دیکر ۹۸۴ھ ہجری مین ہلاک کیا۔ اور اسکا پسر پنجم حیدر کے جانشین
ہوا۔ جو چند گہنٹون کے بعد قتل کیا گیا۔ اور اسکا بہائی خونخوار اسمٰعیل بادشاہ ہوا۔ اور ۱۸ ماہ کے بعد ہمشیرہ
کے ایما سے ہلاک [illegible] ہوا۔ اور طہاسپ کا بیٹا محمد خدا بندہ تخت نشین ہوا۔ مراد اور اُس کے وزرا
نے ایران کی ابتری سے فائدہ اُٹھانا چاہا۔ اور ۹۸۶ھ ہجری مین مصطفی پاشا فاتح قبرس کو لشکر جرار
دیکر روانہ کیا۔ جو جارجیا گرجستان۔ ٹفلس۔ شروان کو فتح کرتا ہوا موسم جاڑا بسر کرنے کے لیے
روم کو چلا آیا۔ اور عثمان پاشا ابن ازدامر کو انتظام کے لیے چھوڑ آیا۔ عثمان پاشا نے والی شروان
کی بارہ ہزار فوج کو تہ تیغ کیا۔ اور پہر شاہ ایران کی فوج کے مختلف دستون سے بیس ۲۰ لڑائیان
لڑا۔ اور ہر ایک مین فتحیاب ہوا۔ اور پہر تیس ہزار ایرانی فوج کو چار دن کے متواتر

خونخوار جنگ کے بعد شکست دی اور شروان مین جعفر پاشا کو چھوڑ کر خود براہ کریمیا واپس ہوا۔ اور خان کریمیا کو جو بغاوت کا منصوبہ کر رہا تہا شکست دی اور اسکا سر کاٹ کر قسطنطنیہ لے گیا۔ اور مقتول خان کے بہائی کو گورنر کریمیا مقرر کیا۔ قسطنطنیہ پہنچنے پر بہادر پاشا کی نہایت عزت کی گئی سلطان نے دربار عام مین اپنی دستار عثمان کے سر پر رکہی۔ اور اپنی شمشیر بہادر پاشا کی کمر مین باندہ دی اور وزیر اعظم کے معزز عہدہ پر سرفراز کیا گیا۔ جو وزیر محمد سقلی کی شہادت ۹۸۷ھ سے ایک دو تقرریون کے بعد خالی تہا۔ محمد سقلی کے بعد احمد پاشا کی برطرفی پر سنان پاشا وزیر اعظم ہوا تہا۔ جسکو ۹۸۸ھ مین ایران کی مہم پر روانہ کیا گیا۔ اس نے شاہ ایران کی درخواست پر صلح کرنے کا ارادہ ظاہر کیا۔ اور سلطان نے ناراض ہو کر سنان پاشا کو معزول کر دیا۔ جو سلطان مراد کی کمال جنگجوئی پر دلالت کرتا ہے اور فرہاد پاشا ایران کی لڑائی پر ۹۹۱ھ بہیجا گیا۔ جسنے آذربائجان کو کہونڈ ڈالا۔ اور شہروان مین مضبوط قلعہ بنا کر گرجستان چلا گیا۔ اور وہان کے قلعے تعمیر کر کے انتظام کا سکہ بٹہا دیا۔ مگر ایران کے مقابلہ مین کوئی نمایان فتح نہ دکہا سکا۔ اس لیے وزیر اعظم عثمان پاشا بن ازدامر ۹۹۳ہجری مین فوج کثیر لے کر روانہ ہوا۔ اور ایرانی فوج کو کاٹتا اور دباتا ہوا تبریز مین جا داخل ہوا۔ اور شہر والون کو امان دیدی اور ایک جدید قلعہ اور ۳۵ یوم مین تعمیر کر لیا۔ اور اہل تبریز کے غدر کے سبب بچون عورتون کو چہوڑ کر قتل عام کیا۔ جس ظلم کے اثر بد سے عثمان نہ بچ سکا اور بیمار ہو کر روم کو واپس ہوا۔ اور تبریز مین تیس ہزار فوج جعفر پاشا کے ساتھ چہوڑ دی اور ابہی تبریز سے روانہ ہوئے چار دن ہی گذرے تہے کہ شاہ ایران کا بہادر بیٹا حمزہ میرزا لشکر جرار لے کر مقابل ہوا وزیر عثمان پاشا نے باوجود سخت بیماری کے خود کمان ہاتھ مین لی اور صبح سے شام تک خونخوار جنگ ہوتا رہا۔ جب کوئی نتیجہ ترکون کے حملات سے نہ نکلا تو بہادر وزیر نے محض توپخانہ سے کام لیا۔ آٹہ سو توپون کی یکبارگی فیر و تیغ ایرانیون کی شجاعت کو خاک مین ملا دیا۔ اور بے شمار ایرانی گولون کے ہلاک ہوئے اور باقی بہاگ گئے وزیر اسی جگہہ اتر پڑا اور بہادران لشکر کو انعام و اکرام دینے لگا۔ اور آدہی رات کو بخشش کرتا ہوا فوت ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ یہ عثمان پاشا اگر بیمار نہ ہوتا تو فتح ایران مین کچھ شک تہا۔ مگر تبریز کی ظالمانہ حرکات خداوند کو پسند نہ آئین۔

عثمان پاشا کی وفات کے بعد فوج کی کمان سنان پاشا نے لی مگر واپسی کے وقت قلعہ سلماس کے قریب بہادر شاہزادہ حمزہ میرزا نے تیس ہزار فوج کے ساتھ مقابلہ کیا اور ترکون نے سخت نقصان اٹہا کر فتح حاصل کی۔

ترکی فوج کے چلے آنے کے بعد ایرانیون نے تبریز کا محاصرہ کر لیا۔ اور دس ماہ کے ایام محاصرہ مین فریقین مین ۸۴ لڑائیان اور قلعے پر ۵۱ حملے کیے گئے مگر ترکون نے قلعہ ندیا آخر ۹۹۱ھ ہجری مین فرہاد پاشا ترکی فوج جرار لے کر آپہنچا اور تبریز اور تفلس کو ایرانیون سے نجات دلوائی اور تبریز کے استحکام کے بعد اور دو قلعے تبریز اور دان کے درمیان تعمیر کیے اور فوج اور سامان جنگی سے بھر دیے فرہاد پاشا گرمیون مین ایرانیون سے لڑتا اور جاڑے مین عثمانیہ ممالک مین چلا آتا اسطرح کے متواتر معرکون سے ترکون کا سکہ بیٹھ گیا۔ اور ولیعہد شاہزادہ حمزہ مرزا کے ناگہانی قتل سے ایرانی فوج کا حوصلہ ٹوٹ گیا۔ . . . . اور ایران کا اندرونی نظم و نسق بگڑ گیا محمد خدابندہ شاہ ایران نے درخواست صلح کی مگر قبل از صلح لڑائی شروع ہوگئی اور فرہاد پاشا نے تین دن کی سخت لڑائی کے بعد ایرانیون کو سخت شکست دی اور دوسری طرف گورنر بغداد نے بھی کئی ایک ایرانی گورنرون کو شکست دیکر کئی جنگی مضبوط مقامات فتح کر لیے اور فرہاد پاشا نے قراباغ کے صوبہ کو فتح کر لیا۔

اور ۹۹۵ھ ہجری مین محمد خدابندہ کو اسکا بیٹا شاہ عباس اول معزول کر کے خود تخت نشین ہوگیا۔ یہہ محمد خدابندہ نابینا تھا جبکہ ترکون سے لڑائی جاری تھی اسوقت ایران کے شرقی حدود پر ازبکون نے حملات شروع کر دیے شاہ عباس نے نہایت عقلمندی کو کام مین لا کر سلطان مراد سے صلح کی التجا کی اور صوبجات جارجیا۔ شیروان۔ لورستان۔ تبریز۔ معہ صوبہ آذر بایجان کے دعوی سے دست بردار ہوکر ان کو عثمانیہ ممالک کی جزو تسلیم کر کے عہدنامہ کر لیا۔ اور یہہ بھی شرط ایزاد کی گئی کہ ایرانی اصحاب ثلاثہ کو تبرّا نہ بھیجا کرین اور فریقین کے مستقل حدود مقرر ہوئین اور اسیطرح یہ بارہ سالہ جنگ ختم ہوا۔ اور ترکون کو یورپ کی طرف توجہ کرنے کی فرصت ہوئی۔

لیکن سلطانی دربار کا شیرازہ پراگندہ تھا۔ محلسرای کی عورتون اور خواجہ سراؤن کی سفارشون اور رشوت خوری سے معزز عہدے جاگیرین ملتی تہین نتیجہ یہہ نکلا کہ لائق اشخاص کا عنصر دربار سے گہٹتا گیا۔ محمد پاشا گورنر روملیا نے کم مالیت کا سکہ فوج کو تنخواہ مین دینا چاہا کئی جگہہ فوج نے بغاوت کی قسطنطنیہ مین ینگچریون نے سلطان کو محمد پاشا مذکور کے قتل کرنے پر مجبور کیا۔ گو ینگچری پاشا مذکور کی مخالفت مین راستی پر تہے۔ لیکن اس دفعہ سے ینگچریون کے حوصلے بڑھ گئے اور سلطانی رعب مین خلل آگیا اور آیندہ سلاطین کے لیے مصیبتون کا رستہ تیار ہوگیا اور سلاطین کی عیاشی کے بعد یہہ دوسری وجہ زوال سلطنت ہے قاعدہ ہے کہ جب ایک دفعہ حکومت کا رعب کم ہو جائے تو بہر جمنا مشکل ہوتا ہے

اور ایسی حالت مین مفسدین بدامنی کے پھیلانے مین کوئی کسر اٹھا نہین رکھتے ۔ ظالم اور لالچی حکام ایسے موقعہ پر رعایا کی ناراضگی کو زیادہ بھڑکاتے ہین یہی حال سلطنت عثمانیہ کا ہوا ۔ البانیا ۔ مصر ۔ تبریز تک فساد شروع ہو گئے مگر لائق گورنرون نے دبائے

جنگ ہنگری

سلطان مراد نے فوج کی توجہ بانٹنے کے لیے ہنگری پر چڑھائی کردی اور سنہ ۱۰۰۱ ہجری مین سنان پاشا نے قلعہ تبستریم اور تاجہ فتح کر لیا ۔ اور حسن پاشا نے آسٹرین سپہ سالار کو قید کر لیا ۔ سال آئندہ مین قلعہ قرآن فتح ہوا اور مضبوط اور مشہور قلعہ یانوں جسکو عیسائی ناممکن الفتح خیال کرتے تھے محصور کیا گیا ۔ قلعہ کے چارون طرف پانی محیط تھا نہ سرنگ لگ سکتی تھی اور نہ حملہ ہوسکتا تھا ۔ توپون کی آتش فشانی بھی کچھ اثر نہ دکھا سکتی تھی بلکہ ایک دفعہ قلعہ والون نے ایک ایسا تاک کر گولہ مارا کہ علم محمدی علیہ الصلوۃ والسلام گرنے لگا مگر ایک شہ زور جوانمرد غازی نے علم مقدس کو تھامے رکھا ۔ آخر اسی علم محمدی صلے اللہ علیہ والہ وسلم کی برکات سے قلعہ مین وبا پھوٹ پڑی اور محصورین بہ تعداد کثیر مرنے لگے جس سے مجبور ہوکر قلعہ بشرط امان حوالہ سلطان کیا گیا ۔

مگر اس کے بعد عیسائی باجگذار ریاستین ٹرنسلونیا ۔ مالاٹویا ۔ والشیا بھی باغی ہوکر مخالفون کی مددگار ہوگئین سلطان یہہ خبرین سنکر بیمار ہو گیا ۔ اور سنہ ۱۰۰۳ ہجری مین پچاس سال کی عمر اور بیس سال ۵ ماہ کی سلطنت کے بعد فوت ہوا ۔

زوال سلطنت

زوال سلطنت کا آغاز تو سلطان سلیمان کے فوت ہونے کیوقت سے ہی ہو گیا تھا ۔ اور سلیم ثانی کی بادہ خواری نے سلاطین کے اسلامی جلال کو کم کردیا تھا ۔ مگر پھر بھی عثمانیہ سلاطین کی مجاہدانہ شمشیر زنی کا خوف یورپ کے دلون مین ایسا نہین بیٹھا ہوا تھا کہ عثمانیہ سلطنت کو فوراً نقصان پہونچ سکتا علاوہ اسکے سلطان سلیمان اول کی تربیت یافتہ سردار موجود رہے اسلیے فتح ٹیونس ۔ اور سائپرس سے اور بہت سا علاقہ مل گیا بقول بعض سلطان مراد کو شہوت پرستی نے نکما کردیا ۔ تلوار بھی اٹھائے تو مسلمانون پر ترکی اور ایران کے لاکھون مسلمان تہ تیغ کرکے چند زرخیز صوبے توڑ لیے مگر شیعہ سنی کی مخالفت کو اور بھڑکا دیا ۔ اور موقعہ پاکر شاہ عباس اول نے عہدنامہ کو بالائے طاق رکھکر مدت تک

حدود ترکی کو پامال اور سنی رعایا کو تہ تیغ کیا جسکا ذکر آگے کیا جائے گا۔
ینگچری فوج کو قتل وزراء پر سلطان کو مجبور کرنے کی جرات ہوئی اور سلطانی سیاست کا خوف جاتا رہا جسکو دیکھکر اور طبقات رعایا کو بھی سرکشی کا خیال پیدا ہوا۔ جب اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولوا الامر منکم پر ایمان رکھنے والون کا یہ حال ہوا۔ تو عیسائیون کو کیا دیر تھی۔ تینون صوبے ٹرانسلونیا۔ ہالدیویا۔ و آئیشیا۔ صدیون کے باجگذار اپنے اپنے صوبون کے متعینہ ترکون کو قتل کرکے میدان مین اتر آئے عثمانیہ سلطنت کے خزانے مسلسل فتوحات کے مال غنیمت اور باج وخراج سے بھرپور رہتے تھے فتوحات کا سلسلہ بند ہوچکا تھا۔ بلکہ رعایا بھی سنہ آنے لگی۔ اندرونی انتظام بگڑ گیا۔ مالی حالت درکمزور ہوگئی۔

سلطان محمد ثالث (۳)

جب سقدر ابتری جہاری تھی مراد (۳) کا بیٹا محمد ثالث تخت نشین ہوا جسنے اپنی ۱۹ بھائیون کو قتل اور باپ کی تمام حاملہ کنیزکون کو دریا مین غرق کرادیا تاکہ کوئی اور وارث رقیب پیدا نہ ہوسکے اور یہ آخیر سلطان تھا جسنے ولی عہدی اور شاہزادگی کے ایام مین صوبجات کی گورنری سے کچھ تجربہ حاصل کیا تھا اسکے بعد بخوف خروج بغاوت یہہ قاعدہ بدل دیا گیا۔ اور شاہزادی دنیا و مافیہا سے بے خبر رہ کر محلسرا کے اندر زنانہ تربیت پانے لگے اور تخت نشین ہوکر آبائی استقامت و شجاعت کا نمونہ نہ دکھا سکے۔

سلطان محمد ثالث ۳۰ سال کا نوجوان بیدار مغز احکام شریعت کا بڑا پابند تھا۔ مراد کے اخیر عہد مین اسٹریا کیساتھ لڑائی جاری تھی اور میکائیل حاکم افلاق و اٹیشیا نے کئی قلعے چھین لیے۔ رسٹریا اور ہنگری کی فوجون نے رومیلیا تک علاقہ کہوند ڈالا۔ اور تمام درمیانی علاقہ فتح کرلیا۔ سلطان نے فرہاد پاشا سپہ سالار کو روانہ کیا جسکو عیسائیون کے ہاتھ سے سخت شکست ہوئی۔ اور فوج کا حصہ کثیر میدان مین کٹ گیا۔ سلطان نے فرہاد پاشا کو قتل اور سنان پاشا کو جدید فوج دیکر مقابلہ پر روانہ کیا۔ مگر یہہ بوڑھا جرنیل شمشیرزنی کی تمام سپاہیانہ طاقتین قدرت کے حوالہ کرچکا تھا۔ اس لیے ایسے دشمن غدار سے عہدہ برآ نہ ہوسکا۔ اور شکست یاب ہوا۔ اس لیے خیر خواہان سلطنت نے عرض کی کہ اب وقت آگیا ہے کہ سلطان خود بنفسہ فوج کی کمان لے۔ ہرچند سلطان کی والدہ صفیہ خانم مانع ہوئی لیکن مدبرین سلطنت کی رائے غالب رہی۔ علم محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نکالا گیا۔ اور سلمان طاف جہان جہاد کا اعلان انفروا خفافا وثقالا وجاھدوا باموالکم وانفسکم فی سبیل

اللہ ذلکم خیر لکم ان کنتم تعلمون۔ پارہ (۱۰) سورۂ توبہ سنا کر ہر ایک حصہ ملک سے شائقین شہادت اس جہادی لڑائی میں حصہ لینے کے لیے جوق در جوق علم مقدس متبرک کے زیر سایہ جمع ہو گئے اور سلطان اس شان و شوکت اور ٹھاٹھ سے قسطنطنیہ سے روانہ ہوا کہ معمر لوگوں کو غازی سلیمان اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا مشہور جاہ و جلال نظر آنے لگا۔

علم محمدی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم جو سخت نازک حالت میں کھولا جاتا ہے وہ عام جہاد کے اعلان کے مرادف ہوتا ہے دنیا کے ہر ایک حصہ مسلمانوں کو ایسے آڑے وقت میں قوم اور مذہب کے بچانے اور علم مقدس کی عظمت کے قایم رکھنے کے لیے مقابلہ کفار پر جانا فرض ہوتا ہے اور سلطان ترکی کے پاس یہ ایک ایسی اتحاد اسلام کی لکھی تدبیر موجود ہے کہ یورپ کی کوئی سلطنت خواہ کس قدر چالیں چلے نازک اور سخت موقعہ پر مسلمانوں کو سلطان خادم حرمین شریفین کی مدد سے نہیں روک سکتی۔ بشرطیکہ مسلمانوں میں نور اسلام اور پابندی قرآن کا مادہ موجود رہا۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ قیامت تک رہے گا۔

جنگ عظیم

سلطان محمد (۳) شوال ۱۰۰۴ہجری میں دار الخلافہ سے روانہ ہوا۔ اور بلگیریہ پہونچ کر قلعہ اگرای (ارلا) کو فتح کر لیا۔ آسٹریا کا سپہ سالار عظیم الشان عثمانیہ فوج کے مقابلہ کی طاقت نہ پاکر پہلے تو پیچھے ہٹ گیا۔ اور پھر سات عیسائی طاقتوں کی بیشمار فوج کے آجانے سے مقابلہ کو بڑھا۔ سلطان قلعہ معدن کو جارہا تھا کہ تیسری منزل پر عیسائی لشکر نے سلطانی فوج کو روک لیا۔ سلطانی فوج ابھی تیار نہیں تھی کہ عیسائیوں نے حملہ کر دیا ۲ ربیع الاول جمعرات کو تمام دن شام تک لڑائی رہی مگر فیصلہ نہ ہوا دوسرے دن عیسائی فوج نے زیادہ جوش سے کام لیا فوج جو لوہے میں غرق تھی یکبارگی ٹوٹ پڑی اور ترکوں کی صفوں کو چیر کر اور بھگا کر سلطانی خیمہ تک پہونچ گئی سلطان جو خود شمشیر زن نہ تھا میدان سے ہٹنے لگا۔ مگر سلطان کے استاد مشہور مورخ خواجہ سعد الدین رحمۃ اللہ علیہ نے روک کر ثابت قدم رہنے کی التجا کی اور انّ اللہ مع الصّابرین اور انّ مع العسر یسراً کی حوصلہ افزا بشارتیں سنا کر سلطان کو میدان جنگ میں قائم رکھا جس نے علم محمدی علیہ الصلوٰۃ والسّلام کو نہایت پردلی سے تھام لیا۔ اور دوسری طرف منغرق مسلمانوں کو خدا تعالیٰ کا حکم وَمَنْ یولّھم یومئذ دبرہ الا متحرفاً لقتال او متحیزاً الیٰ فئۃٍ فقد باءَ بغضبٍ مِنَ اللہ وماواہ جہنم و بئس المصیر۔ سورۂ

لتنال پادۂ ند سنا کر اور سلطان کی استقامت دکھا کر جمع کر لیا۔ مارشل سقالا زادہ جس نے لڑائی مین ابھی تک حصّہ نہین لیا تھا۔ اپنے اقائے نامدار سلطان محمد کو ایسی خطرناک حالت مین دیکھ کر دفعتہً حملہ آور ہوا۔ عیسائی جو فاتح بنکر لوٹ مار کر رہے تھے اُس ترکی شہباز کی جھپٹ اور دیگر مسلمانوں کے کر حملہ کی تاب نہ لاسکے اور صرف آدہ گھنٹہ کے بعد ہی بھاگ نکلے۔ پچاس ہزار عیسائی میدان مین مارے گئے۔ یا دلدل مین غرق ہوئے۔ سپہ سالار اسٹریا کا کل خزانہ سامان جنگ ترکون کے ہاتھ لگا۔ ترکون نے بھی یہ فتح عظیمہ جانون پر کھیل کر حاصل کی۔ چنانچہ سپاہیون کے علاوہ چار سو سرداران لشکر اور دس فیلڈ مارشل اور چار امیر کبیر اسلام پر فدا ہو گئے۔ اور تاج شہادت پہن کر قومی خدمت کا حق ادا کر گئے (انا للہ و انا الیہ راجعون) کہتے ہین کہ جب مسلمان پراگندہ ہو گئے اور سلطان نے میدان مین قائم رہنے اور غازیانہ مقابلہ کا فیصلہ کیا تو اسوقت نہایت خضوع و خشوع سے دُعائے فتح و نصرت مانگی اور ابھی تھوڑی دیر ہی گذری تھی کہ مسلمان لوٹ آئے اور فتح کے آثار ظاہر ہونے لگے جو سلطان محمد کی سعادت اسلامی کا نشان تھا۔

خلاصۃ الاثر کی روایت ہے کہ کسی عالم باعمل کو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالی عنہ نے خواب مین کہا کہ چونکہ سلطان محمد سعید صالح تھا اس لیے بعد شکست خدا تعالی کی مدد سے یہ فتح عظیمہ حاصل ہوئی بہر حال سلطان مظفر و منصور ہو کر ماہ جمادی الآخر ۱۰۰۵ھ ہجری مین قسطنطنیہ کو واپس ہوا۔

اس فتح کی مبارکبادین ریاست ذبیس۔ فرانس وغیرہ نے دینی شروع کین۔ پولنڈ نے بھی قیام اتحاد کی التجا کی انگلستان ابھی مقتدر سلطنتون مین شمار نہ ہوتا تھا۔ مگر مدبر اور فرزانہ ملکہ الیزبتھ کی تدبیر و دانش سے انگلستان نے بھی تجارتی حقوق حاصل کر لیے تھے۔ اس جنگ کرسیس مین انگلستان کا سفیر ترکی فوج کے ساتھ تھا۔ فرانس کا سفارتی تعلق اور خود غرضانہ اتحاد تو مدت سے چلا آتا تھا۔ مگر سلطان محمد کے اخیر عہد مین فرانس کے سفیر بریوی نے بہت کچھ سلطان کی مزاج پر قابو پا لیا ترکی تو کچھ فائدہ نہوا البتہ فرانس کے باغیان مارسیلز وغیرہ سلطان کی دھمکی اور بحیرۂ روم کی ترکی بیڑہ کی موجودگی سے فرانس کو کچھ نقصان نہ پہونچا سکے اور محض فرانس کی خاطر سے فلپ شاہ ہسپانیہ کی درخواست اتحاد کو سلطان نے مسترد کر دیا۔ شان الہی ہے کہ ایک وہ وقت تھا کہ فرانس سلطان ترکی کی دوستی کی آڑ مین اپنے ملک کو دشمنون سے بچاتا ہے اور جلیل القدر سلطان بے خوف و خطر مخالفان فرانس کو تہدید آمیز فرمان کے ذریعہ متنبہ کرتا ہے اور آج وہی ہر ایک قسم کی شرارت خلاف اسلام پر آمادہ ہے یہ اُس غلطی کا نتیجہ ہے کہ سلاطین عثمانیہ سے عطائے امتیازات اور سفرائے دول خارجہ خصوصاً سفیر فرانس

کی سفارش نسبت عیسائی مفسدین ترکی کے منظور کرنے کی بابت ظہور مین آتی رہی اس بربوی سفیر فرانس نے کئی ایک عیسائی مجرمین بغاوت کا قصور معاف کرایا نتیجہ یہ نکلا کہ عیسائی رعایا ترکی کو آیندہ سرکشی کا حوصلہ پیدا ہوگیا۔ اور سفرائے دول خارجہ کو اسطرح سے عیسائی رعایا کو اپنا رسوخ بڑھانے اور سلطانی رعب گھٹانے کا ڈہب آگیا۔ اور زوال سلطنت کا بنیادی پتھر رکھا گیا۔ یہی وجہ ہے کہ بیدار مغز سلاطین کبھی بھی اجانب کی دست اندازی کو ملک کی اندرونی انتظام مین گوارہ نہین کرتے کیونکہ ابتدا مین غیر سلطنت کا دخل خواہ کس قدر ہی کم یا موہوم خیال کیا جاوے لیکن آخر رنگ لاتا ہے۔

ایشیائے سلطنتین یورپ کی انہی چالاکیون سے تباہ یا نیم جان ہورہی ہین فتح سرسین کے بعد چغال زادہ (سقالا زادہ) وزیر اعظم ہوگیا۔ اور اُس نے ان لوگون کو جو میدان سرسین سے بہاگے تہے سخت سزائین دینی شروع کین جسکا نتیجہ یہہ نکلا کہ اکثر سپاہی کہلم کہلا بغاوت پر آمادہ ہوگئے۔ اور عبدالحمید جاگیردار مفسد کے ساتھ ملگئے جسنے جمعیت کثیر بہم پہونچاکر ترکون کو کئی شکستین دین اور سلطنت تین سال کے بعد آتش بغاوت کو فرو کرسکی اور باغی سردار کو بوسینا کا گورنر بناکر بھیجدیا گیا جہان اُسکی نا تربیت یافتہ فوج کا حصہ کثیر فنا ہوگیا۔

عیسائی معرکہ

فتح سرسین سے عیسائی طاقت کو بہت سا نقصان پہونچا تہا۔ لیکن ابہی انکی طاقت کے وسائل موجود تہے باغی صوبجات کی عیسائی رعایا حب وطن کے جوش اور قوم کی آزادی کے لیے لڑتی تھی۔ اس لیے انکو ترکون کی طرح کچھ زیادہ مصارف بہم پہونچانے کی ضرورت نہ پڑتی تہی علاوہ اس کے۔ جرمن واسٹریا اٹلی پولینڈ کی فوجین تو علانیہ اور فرانس وغیرہ کے مجاہدین خفیہ باغی عیسائیون کے ساتہہ شامل ہوجاتے تہے۔ اس لیے جنگ سرسین کے بعد ہی لڑائی جاری رہی۔

اور ۱۰۰۵ھ ہجری مین سلطان محمد نے محمد پاشا ساطورجی کو گورنر ہنگری مقرر کیا اور اُسنے فوج کفار کو سخت شکست دی اگر حسن پاشا گورنر بوسینا اہمال وغفلت کو کام مین نہ لاتا تو اس دفعہ ایک مخالف ہی بچ کر نہ جاتا۔ مگر نفاق نے کام بگاڑدیا۔ اور عیسایون نے قلعہ یافق وغیرہ کئی قلعہ فتح کرلیے اور میکائیل ترکون کی غفلت سے فائدہ اٹھاکر نیکوپولی پہونچ گیا اور محمد پاشا بہاگ گیا اور اسی جرم مین بحکم سلطانی قتل کیا گیا۔ اور میکائیل باوجود حملات متواترہ کے نیکوپولی فتح نہ کرسکا۔ اور واپس لوٹ گیا۔ یہہ ایک باجگذار رئیس کی حالت تہی جو محض قومی جوش سے

اسقدر تہوڑ رہا تہا اور ترک بنذرر کچھ کر نہ سکتے تہے۔

فتح قانیسر

سلطان نے آخر سنہ ۱۰۰۸ ہجری مین وزیر اعظم ابراہیم پاشا کو روانہ کیا جسنے قلعہ قانیسرہ کو گہیر لیا اور سخت جانگداز معرکہ ہوا۔ اور قریب تہا کہ مسلمانون کو شکست ہو۔ کہ ایک درویش صالح نے شیخ الاسلام صنع الدین جعفر کو خواب مین دیکہا کہ آپ فرماتے ہین کہ فتح قلعہ کے لیے یہ دعا پڑہو۔" اللّٰہم قو قلوب المؤمنین بقوّت الکرام البررہ والق الرعب فی قلوب الکفرۃ الفجرۃ" یہ دعا شائع ہوگئی اور مسلمان پڑہنے لگے اور اس کے اثر سے یہ عظیم الشان قلعہ فتح ہوگیا۔ اور اسکی خوشی مین سلطنت عثمانیہ مین تین دن تک شہرون کو سجایا گیا۔ اور اظہار خوشی کیا گیا۔ اس واقعہ سے عیسائیون کی پرجوش طاقت اور عثمانیہ فوج کی مایوس حالت کا بخوبی پتہ لگتا ہے کہ ایک وقت ترکون کی وہ مظفرانہ بلند پروازی تہی کہ بڑے سے بڑے ملک کو فتح کرکے بہی سیر نہ ہوتے تہے اور ترقی کے رستہ تلاش کرتے تہے اور یا آج ایک قلعہ کی فتح پر جامون سے نکلے جاتے ہین جو کمزوری اور زوال کا نشان تہا۔ چنانچہ عیسائیون نے جلدی ہی استون بلگریڈ پر قبضہ کر لیا جسکو ترکون نے سخت معرکہ کے بعد واپس لے لیا۔

سلطان نے سنہ ۱۰۱۰ ہجری مین سنان پاشا ولد چنال کو اسٹریا کے مقابلہ پر روانہ کیا جس نے قلعہ ضبحہ کو فتح کیا۔

ایرانی جنگ

جب سلطنت عثمانیہ ان مشکلات مین مبتلا تہی تو شاہ عباس والی ایران نے عہدنامہ کو بالائے طاق رکھ کر اس کمزور موقعہ سے فائدہ اٹہانا چاہا سنہ ۱۰۱۱ ہجری مین تبریز کے ترکی گورنر کو قید کر لیا۔ اور جو ایرانی صوبے ترکون کے ماتحت تہے یکے بعد دیگرے انکو فتح کرنے لگا سلطان نے نصوح پاشا گورنر حلب کو شاہ عباس کے مقابلہ پر روانہ کیا مگر سلطان سنہ ۱۰۱۲ ہجری مین ۳۹ سال کی عمر اور نو سال دو ماہ کی سلطنت کے بعد فوت ہوگیا۔ اور شاہ عباس سنہ ۱۰۱۴ ہجری تک ترکی علاقہ کو تہ و بالا کرتا رہا۔

سُلطان احمد اوّل

سلطان محمد نے اپنے لائق بہادر فرزند اکبر محمود کو تو سلیمان اعظم کی طرح محض اس وہم سے کہ کہین سلیم اول کی طرح اسکے لیے خطرہ جان ثابت ہو قتل کرا دیا تہا اب دو بیٹے احمد اور مصطفےٰ باقی تہے بڑا بیٹا جو دہ پندرہ سال کی عمر مین تخت نشین ہوا۔ اُسکی تاریخ جلوس خیرالسلاطین ہے جو خاندان عثمانیہ کا چودھوان حکمران تہا۔ چونکہ اُس نے باپ کے عہد کی تمام بغاوتون سرکشیون کا قلع قمع کردیا اسلیے اُسکو بدر خاندان عثمانیہ کہا جاتا۔

سُلطان احمد نے تخت نشین ہوتے ہی علی پاشا وزیر اعظم کو آسٹریا کی لڑائی پر روانہ کیا۔ اور وزیر مذکور راستہ مین مرگیا اور محمد پاشا گورنر رومیلیا کو کمان دی گئی مگر مراد پاشا کی سعی سے ترکون اور آسٹریا مین بیس سال کے لیے صلح ہوگئی جسکی دونون سلطنتون کو ضرورت تہی ترکی کو ایران اور باغیان ملک کی وجہ سے اور آسٹریا کو اندرونی بے انتظامی کے سبب سے صلح کی ضرورت لاحق ہوئی۔

یہ معاہدہ ستواتورک کہلاتا ہے۔ یہہ پہلا موقعہ ہے کہ ترکی نے کسی عیسائی سلطنت کو مساوی درجہ پر تسلیم کیا اور آسٹریا جو ہمیشہ تیس ہزار ڈیوڈک سالانہ خراج سلطان کو دیتا تہا معاف کرکے یکمشت دو لاکھ کرون سُلطان نے لینا منظور کر لیا اس سے پہلے سلاطین عثمانیہ اسٹریا وغیرہ کو باغی صوبجات سے زیادہ وقعت نہ دیتے تہے اسی عہدنامہ سے عثمانیہ فتوحات کا سیلاب رک گیا اور وسطی یورپ مین ایک برابر درجہ کی عیسائی سلطنت مستقل وجود قائم ہوئی۔ جس سے آیندہ عیسائیون کے حوصلہ بڑہ گئے۔ اور دیگر صوبجات با جگذار کو بہی سرکشی کی آنگیخت پیدا ہو کر مخالفون کی طاقت بڑہانے اور عثمانیہ سلطنت کے زور گہٹانے کا باعث ہوگیا یہہ عہدنامہ محض شاہ عباس والی ایران کی عہدشکنی کے سبب سے ہوا تہا۔ افسوس کہ مسلمانون کا نفاق ہمیشہ مخالفین اسلام کو فائدہ پہنچاتا رہا۔

عباسیہ اور امویہ مخالفت نے سپین کے اولوالعزم مجاہدین سے فرانس اور مغربی یورپ کو بچا لیا اٹلی اور یورپ کے اہتر کی دارالخلافہ روم کو تیمور کی ہوس کشور کشائی نے بایزید یلدرم کے زبردست ہاتہون سے دوبارہ زندگی دلائی۔ غازی سُلطان محمد فاتحہ قسطنطنیہ اور بہادر سلیم اول اور خادم اسلام سلیمان اعظم رحمہم اللہ اجمعین کی شمشیر بران سے مسلمان شاہان ایران کے نفاق و شقاق نے یورپ کو بچا لیا جسکے بچنے کی بظاہر کوئی امید نہ تہی اور شاہ کی کارروائی نے سلطنت عثمانیہ کے وقار شاہنشاہی کو نقصان پہونچایا۔

خدا تعالی موجودہ شاہان اسلام کو توفیق اتفاق و اتحاد عطا کرے کہ جسطرح یورپ با وجود مختلف عقاید کے ایشیائی قوموں خصوصاً مسلمانوں کے مقابلہ کے لیے دو قالب یک جان ہوجاتے ہین اسی طرح یہہ بھی تقاضائے اسلام کے لیے ایک دوسرے کے معاون و مددگار رہنجائین۔ اور اجانب کی ریشہ دو انیون سے نجات پائین۔

باب عالی نے جسطرح ایران کے خوف سے اسٹریا سے صلح کرلی اسیطرح ٹرنیلونیا مین بیٹلم گابوربیت الملم گبر کو جدید حاکم بنادیا جو سلطنت عثمانیہ کا خیرخواہ رہاتہا۔ اور پولینڈ سے بھی تجدید صلح کی گئی۔ وینس کے ساتھ بھی یہی سلوک کیا گیا۔ ہالینڈ کو اب پہلی مرتبہ فرانس اور انگلستان کی طرح تجارتی حقوق دیے گئے۔ اور اہل ڈچ کی بدولت ترکی مین تمباکو کا رواج ہوا اور قہوا کا تو پہلے ہی سلیمان اول کے عہد مین رواج ہو چکا تہا۔

محاربات ایران

باب عالی نے یورپ سے اسطرح فراغت حاصل کر کے ایران کی طرف توجہ مبذول کی جہان شاہ عباس اول نے ترکی کو بہت نقصان پہونچا دیا تہا۔ شاہ عباس بہادر اولوالعزم تو تہا مگر کہا جاتا ہے کہ اس عہد شکنی کے باعث دو انگریز بہائی سر انٹونی شرلی اور سر رابرٹ شیرلی تھے جنہون نے شاہ عباس کی نوکری ملازمت کرلی ہوئی تہی۔ اور فنون سپاہگری خصوصاً قواعد اور توپ اندازی مین مہارت کامل رکھتے تہے چونکہ سابقہ معرکون مین ترکون نے ینگچری فوج پیادہ کی استقامت اور قواعد دانی اور توپخانہ کی عمدگی کے سبب ایرانیون کو پامال کیا تہا۔ اس لیے شاہ عباس کو ایسے لوگون کی ضرورت تہی۔ جب ان دونون انگریزون کا دربار ایران مین رسوخ ہو گیا۔ تو یورپین خاصہ کے مطابق مسلمانون کی بیخ کنی کے درپے ہوگئے۔ سب سے مفید تجویز یہی سوجہی ہوگی کہ اسلامی سلطنتون کو باہم لڑا کے کمزور کرایا جاوے۔ اور کم سے وسطی یورپ کو ترکی کے ہاتھ سے چہوڑایا جاوے امرائے ایران گو اس اسلامی جنگ کے مخالف تھے مگر سپہ سالار ایران علی وردیخان کی تائید اور خود شاہ عباس کی ہوس ملک گیری اور عثمانیہ سلطنت کی بے انتظامی نے شاہ عباس کو عہد شکنی پر آمادہ کر دیا اُن دونون انگریز عہد داروں نے شاہ کا حوصلہ یہہ کہکر بڑھا دیا کہ وہ شاہان فرنگستان کو بھی ترکون کے برخلاف لڑائینگے سر انٹونی شرلی۔ جو اس کام کے لیے یورپ گیا اسکو کچھ کامیابی نہ ہوئی۔ اُس نے تو منہ نہ لگایا جرمن وغیرہ نے اس تجویز کو تو پسند کیا۔ مگر عیسائی صوبون کی معمولی بغاوتون یا سابقہ لڑائیون کے ابہارنے

کے سوا اور کچھہ نہ کرسکا انگلستان کا عدم وجود اس وقت یکسان تہا ہسپانیہ اپنا رعب اور اعتبار کہو چکا تہا۔ اسٹریا اور اٹلی اور رومن کیتھلک اور پروٹسٹنٹ مذاہب کے جھگڑون مین مبتلا تھی۔ فرانس سے ترکی کا صدیون کا اتحاد تہا۔ اور اس اتحاد سے فرانس مشرق مین بہت کچھہ مالی اور سیاسی فوائد اٹھا چکا تہا۔ پس ان دونون انگریزون کی شرارت سے ایرانیون کو کوئی فایدہ نہ ہوتا جو کچھ ہوا محض ایران کے اپنے زور بازو سے ہوا ان دونون انگریزون کا ہزارون مسلمانون کے قتل وخون اور شیعہ سنی کی مخالفت کے تازہ کرنے سے دل ٹہنڈا ہوگیا۔ اور انہون نے یورپ کے لیے بہت بڑی خدمت کی جنگی تقلید مین آج تمام اہل فرنگ ہاتھہ پاؤن مار رہے ہین خدا مسلمانون کو گوش شنوا اور چشم بینا عطا کرے۔ آمین بحرمت طٰسین۔

شاہ عباس کا حملہ

شاہ عباس ۱۶۰۳ع مین اعلان جنگ کرکے ترکی علاقہ پر حملہ آور ہوا تہا۔ اور تبریز کے ترکی گورنر کو قید کرکے لایوان قارص کل صوبہ آذربائجان کو فتح کرچکا تہا۔ جیسا کہ پہلے ذکر کیا گیا۔ سلطان محمد نے ایرانیون کے مقابلہ پر فوج روانہ کی تھی کہ فوت ہوگیا۔ سلطان احمد نے کہ جسکے عہد مین بیرونی مشکلات کے علاوہ اندرونی بغاوتون کا بہی زور رہا ۱۰۱۲ھ ہجری مین سنان پاشا بن چغال پاشا کو شاہ عباس کے مقابلہ پر روانہ کیا جس نے اول تو کچھہ فتوحات حاصل کین مگر بعض وزرا کی مخالفت کے سبب شکست یاب ہوا۔ اور فوج کا حصہ کثیر ہلاک ہوا۔ اور اس فتح سے شاہ عباس کا قبضہ اُن تمام صوبجات ایرانی پر ہوگیا۔ جو کبہی ترکون نے فتح کیے تہے اور بغداد پر بہی ناکام حملے ہونے لگے۔

۱۰۲۶ہجری مین بوڑہے جوانمرد مراد پاشا کو فوج عظیم دیکر ایران روانہ کیا گیا۔ جسنے بڑہاپے کے سبب فوج کی کمان نصوح پاشا کو دیدی اور خود دیاربکر مین بیمار ہوکر مرگیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

بہادر نصوح پاشا آگے بڑہا اور شاہ عباس کو جنگ عظیم کے بعد شکست دیکر تبریز پر بزور شمشیر قابض ہوگیا اور شاہ عباس نے پہاڑون مین پناہ جائی اور درخواست صلح کی نصوح پاشا نے اس شرط پر صلح منظور کی کہ سلطان ترکی کا ایران مین خطبہ جاری کیا جائے اور مصارف جنگ کے علاوہ جسقدر ایرانی حملون سے ترکی رعایا کا نقصان ہوا ہے وہ بہی شاہ عباس ادا کرے۔ شاہ عباس نے جسکو ترکی سپہ سالار کی مستعدی سے اپنی بربادی کا یقین ہوچکا تہا۔ ان ذلیل شرائط کو مان لیا اور فوج عثمانیہ کو مرسے ٹال دیا جو روم کو واپس چلی آئی۔ مگر شاہ عباس نے ان شرائط کو پورا نہ کیا اور کئی سال تک دسبار

عثمانیہ ایفائے وعدہ کی انتظار کرتا رہا کچھ تو ایشیا کوچک وغیرہ کی بغاوتون کیوجہ باب عالی کے تساہل اور زیادہ تر
شاہ عباس کی ذاتی شجاعت سے ۱۰۲۵ھ ہجری تک یہی حال رہا۔ یہانتک کہ خود شاہ عباس نے ہی ترکی
علاقہ پر حملہ کر دیا سلطان احمد نے وزرا کے کہنے سننے سے خود میدان جنگ مین جانے کا ارادہ کیا
مگر حرم سرا کا ناز پروردہ سلطان عین روانگی کے وقت جبکہ سلطانی کیمپ یاسفر سے ایشیائی ساحل پر
لگ چکا تہا اور سلطان کی چڑہائی کی خبرین دور دور تک پھیل چکی تھین یہہ بزدلانہ کلمہ کہکر اب لڑائی
کے لیے مناسب وقت نہین رہا یہہ مہم آیندہ سال تک ملتوی کیجائے رہ گیا۔
اور ۱۰۲۵ھ ہجری مین نصوح پاشا کو مقابلہ پر روانہ کیا گیا۔ جسنے سخت جنگ کے بعد کئی ایک قلعہ فتح کیے کثرت
برف اور شدت سردی سے بہت سی فوج ضائع ہوگئی۔ اور لڑائی رک گئی۔ اور نصوح پاشا اس شبہہ مین
کہ وہ شاہ عباس سے مل گیا ہے بحکم سلطان قتل کیا گیا۔ اور شاہ عباس بدستور رعایائے سلطنت
کو تہ تیغ کرتا رہا۔
سلطان احمد اول ۱۰۲۶ھ ہجری اسے ۲۵ سال کی عمر اور چار سال کی سلطنت کے بعد فوت ہوگیا۔ اور اسکی
جگہہ اُسکا بہائی مصطفے بن محمد تخت نشین ہوا عثمانیہ خاندان کا قانون وراثت یہہ ہے کہ خاندان کے
اہل ذکور مین سے جو عمر مین بڑا ہو وہ تخت نشین کیا جائے۔ اور برادر کشی کی ظالمانہ رسم کے سبب
آج تک ہر ایک متوفی سلطان کا بیٹا ہی تخت نشین ہوتا رہا تہا۔ مگر سلطان احمد کی نرم دلی یا مصطفے
کی زاہدانہ زندگی کے سبب مصطفے زندہ رہا اور عمر مین بڑا ہونے کے سبب تخت نشین ہوا اور سلطان احمد
کی وصیت بھی یہی تھی اگرچہ وہ نہایت دیندار متقی پرہیزگار تہا اور ہر ایک لذات دنیوی سے کنارہ
کش تہا۔ شاہانہ لباس سے اسکو نفرت تھی۔ سبز رنگ کا چوغہ پہنتا تہا۔ چرب غذا نہین کہاتا تہا صرف
خشک چپاتی پر گذارہ کرتا۔ غرضیکہ ایک تارک الدنیا زاہد تھا۔ امور سلطنت سے دلچسپی نہین رکہتا تہا۔
یہہ اوصاف اگرچہ ایک معمولی مسلمان کے لیے قابل فخر تہے لیکن عثمانیہ خاندان کے سلطان کے لیے جسکے
سلطنت کا شیرازہ بگڑا ہوا تہا۔ اُن اوصاف کے علاوہ۔ اولوالعزمی جنگجوئی۔ محنت شاقہ۔ تدبیر۔
شجاعت رعب۔ سیاست کی ضرورت تھی جو باغیان سلطنت کو مقہور اور دشمنان ملک کو مجبور کرسکین
اور سلطان مصطفے ان خصائل سے معرا تہا۔ اس لیے مفتی اعظم مولانا اسعد بن سعدالدین خدمتمین
عارف باللہ شیخ محمود کے حاضر ہوا۔ جو اس عہد مین سلطانون کا معتقد علیہ تہا۔ سلطان مصطفے
کی معزولی اور عثمان بن سلطان احمد کی تخت نشینی کی رائے پیش کی شیخ ممدوح نے اتفاق کیا
وہان سے اُٹھکر وزیر نے مصطفے آغا کو تجویز مذکور سے مطلع کیا وزیر نے شاہزادہ عثمان کو تخت نشین

کردیا اور مصطفے کو معزول کرکے سلطان عثمان کی بیعت کرادی سلطان مصطفے نے تین ماہ سلطنت کی

سلطان عثمان بن احمد اوّل

یہہ سلطان تنومند خوبصورت جوان خلیق و ادیب بہادر و عقلمند تہا۔ ترکی مین شعر بہی کہتا تہا۔ سلطان مصطفے نے وزیر اعظم محمد پاشا کو ایران کی لڑائی کے لیے روانہ کیا تہا۔ سلطان مصطفے کی معزولی کی خبر سنکر بطلب انتقام واپس قسطنطنیہ چلا آیا۔ مگر یہان پہونچکر اُسکو معلوم ہوگیا کہ استحکام سلطنت کو لیے یہہ عزل و نصب ضروری تہا اس لیے پہر دوبارہ ۱۰۲۸ھ مین محاربہ ایران کے لیے روانہ ہوگیا اور ایرانیون کو تنگ کردیا اس لیے شاہ عباس نے درخوست صلح پیش کی اور جو حدود دونون ملکون کی سلطان سلیم ثانی کے عہد مین تہین وہ مقرر کی گئین۔

حملہ پولنڈ

جبکہ ایران کی طرف سے کچہہ اطمینان حاصل ہوگیا۔ تو بہادر سلطان عثمان نے پولینڈ پر چڑہائی کردی جو ہمیشہ خلاف عہد نامہ شرارت کرتا رہتا تہا۔ اس مہم کی کمان اسکندر پاشا کو دی گئی جسنے فتحہ عظیمہ کے بعد تیس ہزار پول کو قتل کیا۔ اور باغی عیسائی گورنر کا سر کاٹ کر سلطان کے پاس قسطنطنیہ بہیجدیا۔ اور اہل پولنڈ نے علاوہ خرچہ جنگ کے ایک لاکہہ پاؤنڈ خراج سالانہ دینا منظور کیا۔ اور اسطرح سے ترکون کا سکہ بٹہا دیا۔

یورپ کا متفقہ جنگ

سلطان عثمان جو شجاعت اور تہور کے علاوہ موقعہ شناس مدبر سلطان تہا اسکندر پاشا کی فتح عظیمہ سے پولینڈ کی کامل فتح کرنے پر تیار ہوگیا اور یورپ کے مذہبی جنگ سے اُسکو اس کانٹے کے نکالنے کا موقعہ ملگیا۔ پس ۱۰۳۰ھ ہجری مین سلطان سلیمان اعظم مرحوم کی زرہ بکتر لگا کر ۲ لاکہ مجاہدین کا لشکر لے کر روانہ ہوا۔ اس جرار فوج مین ایک لاکہہ باقاعدہ فوج تہی۔ پولینڈ والون نے یورپ سے امداد طلب کی اور جرمن۔ آسٹریا۔ فرانس۔ اٹلی۔ روس کی فوجون کے علاوہ خود سجسمند شاہ پولینڈ کے ساتہہ ۱۰۰۰۰۰ تہے

ہزار فوج تھی لڑائی نے بہت طول کھینچا اور طرفین سے دو لاکھ جوان ہلاک ہوئے اگرچہ میدان ترکون کے ہاتھ رہا۔ اور بیشمار مال غنیمت اور کئی قلعے بہی سلطان نے لے لیے مگر پولینڈ کا استیصال نہ ہوسکا اور چند فاتحانہ شرائط منوا کر سلطان عثمان واپس ہوا۔ اور نہایت شان و شوکت سے داخل قسطنطنیہ ہوا۔

سُلطان کا ارادہ حج اور قتل

سلطان سے پہلے چند سلاطین کمزور اور عیاش تھے انکے عہد مین رعایا بھی پابند شرائع نہ رہی قہوہ خانے مثل بھنگڑ خانوں کی بدمعاشون کے سٹیشن بنگئے شراب کا عام رواج ہوگیا۔ تمباکو بہی ترکون کا ایک قومی تمدنی شعار بن گیا۔ سپاہی خصوصًا ینگچری جو کبھی سلطنت کے ظفرمند فوج تہی آج سلاطین عثمانیہ کے واسطے وبال جان ہوگئی۔ تخت نشینی کے انعام کے حاصل کرنے کے لیے سلاطین کے عزل و نصب کو ہی ایک فرض عین جانتے تہے۔ سلطان عثمان نے ان تمام خرابیون کے دور کرنے پہ کمر باندہی اپنے پولیس کا انتظام کہڑا کر دیا۔ اور خود پولیس کا نگران ہوا قہوہ خانے وغیرہ بند کر دیے شراب کا رواج روک دیا۔ لوگ جو عمومًا ان باتون کے عادی تہے سلطان سے نفرت کرنے لگے یہ ینگچری جو ایک لالچی گروہ تہا۔ اور جنہین جین ونامردی کمال درجہ کی نفوذ کر گئی تہی سلطان کے فاتحانہ ارادون اور انعام و اکرام نہ دینے کے سبب سے سلطان کے مخالف ہو رہے تہے عقلمند سلطان اس سرکش گروہ کی شکند فطرت سے واقف تہا اُس نے ارادہ کر لیا کہ جب تک ینگچری فوج کا زور نہ گہٹایا جائے سلطانی رعب نہین جم سکتا اور نہ سلطنت کا انتظام چل سکتا ہے۔ سلطان نے تجویز سوچی دمشق پہونچکر عربون اور کردون کی نئی فوج بہرتی کر کے قسطنطنیہ واپس آئے اور ینگچریون کو تباہ کرے اس لیے حج بیت اللہ شریف کا ارادہ کیا۔ اور ماہ رجب ۱۰۳۱ ہجری مین شاہی خیمہ وغیرہ اسکدار مین لگائے گئے۔ ینگچریون کو ہی سلطان کے اصلی ارادہ کی بہنک پڑ گئی انہون نے سُلطان کو ارادہ حج سے روکنا چاہا اور فتوی لکہا لیا کہ ان السلاطین لایکلفون بالحج۔ سلطان یہ فتوی سنکر سخت ناراض ہوا۔ اور بدستور ارادہ حج پر قائم رہا۔ فوج اور مفتی نے دلاور پاشا وزیر اعظم۔ دفتر دار۔ مولائے عمر معلم سُلطان کو قتل کرنے کے لیے طلب کیا۔ انہین لوگون کو باعث تحریک حج خیال کیا جاتا تہا۔ سلطان نے ان عہدہ دارون کے حوالہ کرنے سے انکار کیا اور دو روز تک اصرار و انکار ہوتا رہا آخر سپاہیون نے سلطان مصطفے کو قید خانے سے نکال کر تخت نشین کر لیا۔ اور وزرائے مذکور اور سلطان عثمان یدی قلعہ مین قید کیا گیا۔ سلطان مصطفے کا بہنوئی داود پاشا وزیر اعظم بنایا گیا

جسنے بلا اطلاع مصطفےٰ قیدخانہ مین جاکر سلطان عثمان کا گلا گھونٹ کر مار ڈالا۔ اور کئی امراے کے گھر لٹ گئے۔ یہہ واقعہ ۸ ماہ رجب ۱۰۳۱ سنہ ہجری کا ہے۔

تاریخ شہادت سلطان عثمان

مات سلطان البرایا	فھو فی الاخری سعید
قال لی الہاتف ارخ	ان عثمان شہید

یہ ہونہار سلطان ۱۸ یا ۱۷ سال کی نوجوانی اور چار سال ایک ماہ کی سلطنت کے بعد شہید کیا گیا۔ مگر دو روز کے بعد ہی لشکر عثمانی نے داؤد پاشا وزیر اعظم سے مطالبہ کیا۔ کہ کیون تمنے سلطان عثمان کو خود بخود قتل کر دیا ہے اس سے بڑا فتنہ برپا ہو گیا اور سلطان عثمان کے قتل سے بیس روز بعد داؤد پاشا ہی قتل کیا گیا۔ اور جو لوگ کہ قتل سلطان مین دخل رکھتے تھے سب قتل کیے گئے اور اُنکے گھر بار لٹ گئے۔ باشندگان اناطول اور اُسکے امرا انتقام خون کے لیے کھڑے ہو گئے انھون نے سلطان مصطفےٰ کی بیعت نکی اور باغی ہو گئے اور ملک مین سخت فساد پڑ گیا حتیٰ کہ ۴ ذیقعدہ ۱۰۳۲ سنہ ہجری مین ایک سال ۴ ماہ کی سلطنت کے بعد معزول کیا گیا اور چند ماہ بعد فوت ہو گیا۔

سلطان مراد چہارم

مصطفےٰ کی جگہہ سلطان مراد احمد تخت نشین کیا گیا جسکی عمر اُسوقت گیارہ سال سات ماہ کی تھی یہ سلطنت کے لیے بہت ہی نازک وقت تہا۔ اندرونی انتظام بگڑا۔ فوج سرکش۔ گورنران صوبجات باغی شاہ عباس نے ایشیا کے صوبون کا حصہ کثیر دبا لیا تہا۔ عیسائی صوبون سے بہی سلطان رعب اُٹھ چکا تہا۔ ادہر ہر طرف سے سلطنت کی تباہی کی خبرین آرہی تہین کہ صغیر سن مراد چہارم سلطان ہوا۔ مگر اسی عمر مین بقول ؎

بالائے سرش ز ہوشمندی	می تافت ستارۂ بلندی

علامات فراست وشجاعت ظاہر تہین۔ استقلال تہا نہ چہرہ سے عیان تہا۔ وہ ابتدا مین اپنے فرزانہ والدہ ماہ پیکر کے کہنے پر چلتا رہا۔ وہ جوان ہو کر شہور شجیع ملنہ بہادر طاقتور نکلا۔ وہ اسقدر شاہ زور تہا کہ گیارہ تہ کی آہنی چادرون کو جنکی مٹائی چار انچ ہوتی ہے تیر سے چہیر ڈالتا۔ اور کوئی پہلوان اسکا تیر نہ نکال سکتا۔

شاہ عباس کا بغداد فتح کرنا

سلطان عثمان کے قتل اور مصطفے کے دوبارہ جلوس اور رعیت کی بغاوت کی خبر سُنکر شاہ عباس عثمانیہ علاقہ پر ٹوٹ پڑا۔ اور ایران کا وہ تمام علاقہ جو سلاطین عثمانیہ نے فتح کیا تہا۔ ایران سے ملالیا بلکہ خاص ترکی علاقہ کا ملحقہ حصّہ بھی دبا لیا۔ ایک بغداد باقی تھا جسپر چیندنا کام حملہ شاہ عباس کرچکا تہا بغداد کا گورنر یوسف پاشا تہا۔ اسمین اور ایک جرنیل بکر آصوباشی مین مخالفت پڑ گئی اور ایک جرنیل نے وزیر کو مار ڈالا۔ اور بغداد پر متصرف ہوگیا۔ اور دارالخلافہ کے فساد و شورش کی خبر سُنکر خود مختار بن بیٹھا۔ دارالسلطنۃ قسطنطنیہ سے اُسکی سرکوبی کے لیے حافظ پاشا کو فوج کثیر دیکر روانہ کیا گیا یہ خبر پاکر بکر آصوباشی نے شاہ عباس کو لکھا کہ اپنے معتبر بھیجدین تاکہ بغداد انکے حوالہ کردیا جائے شاہ عباس نے تین سوار ایرانی خلعت گران بہا دیکر بغداد روانہ کیئے حافظ پاشا نے محاصرہ کیا۔ مگر فصیل قلعہ کی استحکام اور ایرانیون کی مزاحمت کے سبب فتح نہ کرسکا۔ اور باغی گورنر کو سند امارت بغداد بھیجدین تاکہ وہ ایرانیون کے حوالے بغداد نکرے۔ بکر آصوباشی نے اسکو نعمت غیر مترقبہ جانا اور ایرانیون کے سر کاٹ کر فصیل کے کنگرون پر لٹکا دییے اور شاہ عباس کے خلعت کو پہاڑ کر پاؤن مین روند ڈالا۔ شاہ عباس یہ خبر سُنکر فوج جرار لیکر بغداد پر چڑہ آیا۔ اور بغداد حوالے کرنے کے لیے کہا۔ بکر آصوباشی نے جسکو بغداد کی کمال استحکام اور سلطنت عثمانیہ کی طاقت پر حوصلہ تہا جواب دیا کہ اگر شاہ عباس جیسے دس شاہان بہی زور لگائین تو بہی بغداد فتح نہین ہوسکتا۔ بکر آصوباشی نے قلعہ کی توپون سے ایرانیون کو بہوننا شروع کیا۔ اور حافظ پاشا نے کورحسین پاشا کو کچھ فوج دیکر مدد پر روانہ کیا۔ جسکو ایرانی جرنیل نے صلح کا مشورہ کرنے کے لیے طلب کیا۔ اور گہات لگا کر دہوکے سے معہ ہمراہیان قتل کیا۔ اور پہر ترکی کیمپ پر یکبارگی حملہ کرکے بہگا دیا۔ اور اسباب لوٹ لیا۔ اب بغداد اکیلا رہ گیا تین ماہ تک محاصرہ رہا باشندے طول محاصرہ اور قحط سے تنگ آگئے۔ چنانچہ بعض چمڑے کہانے لگے اور اکثر باشندے شہر سے نکلکر ایرانی کیمپ مین چلے گئے۔

بکر آصوباشی کا بیٹا محمد جسکے سپرد قلعہ کی محافظت تھی شاہ عباس سے یہ عہدہ لیکر کہ باپ کی جگہہ اُسکو حاکم بغداد بنایا جائیگا۔ ایرانیون سے ملگیا اور رات کے وقت قلعہ مین داخل کرلیا۔ اور بکر قید ہوکر شاہ عباس کے پاس حاضر کیا گیا۔ جہان اُسکا ناخلف بیٹا محمد موجود تہا وہ باپ کو سابقہ حرکت پر ملامت کرنے لگا۔ شاہ عباس نے بکر کو لوہے کی پنجرے مین بند کرکے جلتی آگ مین ڈال کر حصول خزانہ کے

یے عذاب دیا جسکے اخفا کا اسپر خواہ مخواہ الزام لگایا جاتا تہا۔ اور یہ دجلہ کے وسط مین عام لوگون کو دکہا کر کشتی پر جلادیا گیا۔ اور بغداد مین سنیون کے خون سے ندیان بہادین۔ دو مشہور علمائے اہل سنت۔ نوری آفندی اور عمر آفندی کو امیر المومنین ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالی عنہما کے سب و تبرا کرنے کا حکم دیا۔ جو انکار کرنے کے جرم مین درخت پر لٹکائے گئے اور سکہ بھکلا کر دونون علما پر ڈالا جس سے دونون مظلوم شہید ہوگئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

بکر مرحوم کا لائق بیٹا محمد جو گورنری بغداد کا امیدوار تہا اسکو شاہ عباس نے خراسان بہیجکر قتل کرا دیا۔ اور خود کچھ عرصہ بغداد مین ٹہیر کر حافظ پاشا کے مقابلہ کے لیے موصل کو چلا گیا اور طویل محاصرہ کے بعد ناکام بغداد کو واپس ہوا۔ اور حافظ پاشا قسطنطنیہ سے جدید فوج لیکر واپس ہوا۔ اور بغداد کا محاصرہ کیا۔ مگر فوج نے بگڑ کر حافظ کو قید اور مراد پاشا کو سپہ سالار مقرر کیا۔ اور پہر حافظ پاشا کو بحال اور پھر اسکے قتل کا ارادہ کیا۔ اور حافظ پاشا نے حکمت عملی سے فوج کو قابو کیا۔ اور محاصرہ اٹہا لیا۔ اور شاہ عباس نے حافظ پاشا کا پیچھا کیا۔ اور موقعہ پاکر حملات کرنے لگا۔ آخر ایک موقعہ پر عام مقابلہ ہو گیا جسمین حافظ پاشا نے مخالف کو شکست فاش دی اور ایرانی بہ تعداد قلیل زندہ واپس گئے اور حافظ پاشا نے مراد پاشا کو جو فوج کی بغاوت کا اصلی محرک تہا قتل کرا دیا حافظ پاشا بحکم سلطانی حلب کو واپس ہوا۔ اور معزول کیا گیا۔ اور خلیل پاشا سر عسکر مقرر ہوا۔ جو مر گیا۔ اور اسکی جگہہ خسرو پاشا مقرر ہوا جو ڈیڑہ لاکھ فوج لے کر مہم ایران پر روانہ ہوا۔ بغداد کا محاصرہ کیا گیا۔ اور باوجود سخت جنگ کے کوئی نتیجہ نہ نکلا اس لیے ناچار موصل کو چلا گیا۔ اور ایک جلسہ دعوت مین بلا کر ان تمام سرداروں کو قتل کر دیا جو باعث اختلال تہے۔ اور چالیس ہزار اور جدید فوج قسطنطنیہ سے طلب کی مگر معاملات بدستور الجہے رہے اور شاہ عباس کی زندگی مین بغداد فتح نہ ہوسکا۔

شاہ عباس اول ۱۰۳۶ ہجری مین فوت ہوا۔ یہہ خاندان صفویہ ایران کا فخر اور سرتاج تہا شاہ اسمعیل بانی خاندان صفویہ کی طرح بہادر محب وطن اور اہالی شیعہ مین کمال درجہ کا ہر دلعزیز تھا۔ اسکی فتوحات خصوصاً استرداد مقامات متبرکہ بغداد۔ کاظمین۔ سامرہ۔ نجف اشرف۔ کربلائی معلی سے وہ عام شاہی درجہ سے ولایت و کرامت کے پایہ گرامی مین متصور ہونے لگا۔ اور اس نے واقعی وہ کچھ کر دکھلایا جو شاہ اسمعیل سے بھی نہ ہوا تہا۔ وہ تمام ممالک جو چند عظیم الشان سلاطین عثمانیہ نے بہت قیمتی جانین دیکر فتح کیے تہے وہ شاہ عباس نے واپس لیے مگر اصل بات یہ ہے کہ اگرچہ شاہ عباس جنگی اور ملکی لیاقت مین ممتاز تہا مگر ایران کی خوش قسمتی بھی تھی کہ شاہ عباس کے عہد مین ایک بھی سلطان

تخت عثمانیہ پر نہ بیٹھا جو شمشیرزن کشورکشا ہوتا۔ شاہ عباس کے جسقدر مقابلہ ہوئے وہ ترکی جرنیلوں سے ہوتے رہے جنکے سامنے چند بار نہایت ذلیل شرائط پر درخواست صلح کرنی پڑی۔ دربار قسطنطنیہ نہایت مشکلات مین مبتلا تھا۔ باغیون نے سلطانی فوج کا دم ناک مین کیا ہوا تھا۔ اباز اور ابو الحسن نے ایشیا کوچک مین اور فخرالدین نے شام مین فساد مچا رکھا تھا۔ ینگچری اور سلطانی سپاہی سلاطین کے عزل و نصب اور کارآمد تجربہ کار وزرا کے قتل کو ہی ایک ملکی خدمت سمجھ بیٹھے تھے اور تاج عثمانیہ کی وہی حالت تھی جو المتوکل خلیفہ بغداد کے عہد مین خلفائے عباسی کی تھی مگر باوجود اس کے ڈیڑھ لاکھ تک فوج معہ سامان جنگ شاہ عباس کے مقابلہ پر روانہ کرنی اور شاہ عباس کا ایران سے آگے عثمانیہ ممالک مین غاصبانہ قدم نہ رکھنا ایران اور ترکی کے اصلی وسائل طاقت کو ملحوظ نہ کرنے کے صحیح اندازہ مین عباس نے ترکی جرنیلوں پر جہاں فتح پائی عموماً فوج کی باہمی عداوت اور بے انتظامی کے سبب سے تھی اور ایک دو موقعوں پر بزور شمشیر بھی کامیابی حاصل کی تو وہ بھی ایک جرنیل کے مقابلہ مین کچھ قابل فخر نہین ہے بغداد کو دھوکہ سے فتح کیا گیا۔ آرام طلب سلطان محمد اور احمد کے بعد ایک نوجوان اور بہادر سلطان عثمان نکلا تھا جسکے وقت مین شاہ عباس نے کوئی وسیع کارروائی نہ کی۔ مصطفے کے عہد مین بغداد فتح ہوا۔ سلطان مراد کی صغیر سنی مین کچھ انتظام نہ ہوسکا۔ مگر سلطان مراد نے جون ہی اندرونی بغاوت کا انتظام کرلیا۔ اور فوج اور امرا کے باغی عنصر کو فنا کر کے سلطانی رعب جما لیا۔ بغداد کی طرف رخ کیا۔ اگر شاہ عباس زندہ ہوتا۔ غالباً وہی نتیجہ نکلتا جو سلیم اول سلیمان اعظم اور شاہ اسمٰعیل صفوی کے خونخوار معرکون کا نکلا تھا۔ مراد کی اٹھتی جوانی شاہ زوربلی جنگی شوق نے ترکون مین نئی روح پھونک دی تھی مفسدین کا قلع قمع اور بغاوت کو رفع دفع مراد کے زبردست ہاتھون نے کردیا۔ ان تمام باتون سے فراغت پاکر جوانمرد اولوالعزم سلطان مراد چہارم بغداد کے فتح کے لیے روانہ ہوا۔

فتح بغداد

۱۰۴۸ھ ہجری مین سلطان مراد چہارم ایک لاکھ فوج لے کر قسطنطنیہ سے روانہ ہوا۔ اور عثمانیہ تاجدار کا چند پشتون کے بعد بہ تقلید سلاطین اولین خود بنفسہ فوج کی کمان لینے اور قدیم عربون کا جنگلی لباس پہن کر نکلنے کی خبر دن نے ممالک عثمانیہ مین جوش بھر دیا۔ ایشیا کوچک شام۔ کردستان۔ جزیرہ عراق۔ مصر۔ عرب کی جنگجو قومین اور فوجین سلطان کی ہمراہ ہوگئین حتی کہ بغداد تک پہنچے

تک تین لاکھ جانباز فوج سلطانی علم کے نیچے جان دینے کے لیے تیار تھی سلطان نے اپنے سپاہیانہ حرکات
سے فوج کے دلون کو قابو کر لیا ہوا تھا۔ وہ اپنے سپاہیون کے برابر ہر ایک مصیبت جھیلتا اگر انکو کبھی کھانا
نہ ملتا تو سلطان بھی نہ کھاتا۔ برف و باران کی تکلیف مین فوج کے ساتھ شریک رہتا چھ ماہ تک زین اسکا
سرہانا۔ گھوڑے کی جھول اسکا بچھونا اور فرش خاک اسکا پلنگ رہا۔ سلطان مراد اس سے دو سال
پہلے دیوان اور تبریز کی فتح مین ایرانیون کو اپنی شمشیر کے جوہر دکھا چکا تھا۔ اور فوج مین ہر دلعزیزی
اور سلک مین نیکنامی حاصل کر چکا تھا۔ لڑائی مین خود سپاہیون کی طرح حصہ لیتا تھا۔ رستہ مین
ظالم اور خائن حکام کو سزائین دیکر غریب رعایا کی دعائین لین خندق کے کھودنے اور مورچی بنانے
مین فوج کا شریک رہا۔ غرضیکہ سلطان مراد نے قدیم عربون (صحابہ) کا صرف لباس ہی نہین پہنا تھا
بلکہ ان بزرگون کے عادات حمیدہ کو بھی اختیار کر لیا تھا۔ شاہ ایران بھی فوج جرار لیکر تبریز سے ایلغار
کرتا ہوا بغداد کی مدد کو پہونچ گیا۔ اور دریائے دجلہ کے کنارے فریقین مین سخت خونخوار جنگ ہوا۔
ایرانیون نے جان فروشی مین کوئی کوتاہی نہ کی۔ اور حملون کی تار باندھ دی مگر سلطان مراد چہارم
جو اپنے عہد کا سکندر ثانی اور رستم ہمتن تھا۔ اپنی ذاتی شجاعت اور قواعدان فوج کے سبب
میدان جیت گیا۔ اور شاہ ایران ہزارون جوان کٹوا کر بھاگ گیا۔ اب بغداد کو کوئی بچانے والا نہ تھا محاصرہ
کیا گیا۔ سرنگین لگائی گئین۔ اور ترکی توپخانے نے کئی برج گرا دیے۔ سرنگ کے اڑنے سے ایک
جگہہ سے ٨٠ گز دیوار اڑ گئی جس راستہ سے ترکون نے اندر جانے کی کوشش کی مگر بہادر ایرانیون نے
شگاف فصیل پر ایسی سخت لڑائی کی کہ ایرانی گولہ باری سے ہزارون جانین دیکر ناکام واپس ہوئے
سلطان نے وزیر اعظم طیار پاشا کو بزدلی کا الزام دیا جسپر یہہ نمک حلال وزیر تیسرے دن خود حملہ
آور ہوا۔ اور ایرانی گولیون کی بوچھاڑ سے بہادر وزیر کا منہ چھلنی ہو گیا۔ مگر منہ نہ موڑا ترکون نے
جانباز سردار کے تقلید مین جان توڑ حملہ کیا۔ طیار پاشا تو وہین شگاف فصیل پر شہید ہو گیا مگر ترک قلعہ
مین داخل ہو گئے اور چالیس یوم کے محاصرہ کے ٨ شعبان ۱۰۴۸ ہجری بروز جمعہ کو دار السلام بغداد فتح ہو گیا
بیس ہزار یا بقول بعض پچاس ہزار ایرانی قتل ہوئے اور ترک دس ہزار مارے گئے۔ ایام محاصرہ مین
ایک دن ایک دیو ہیکل ایرانی پہلوان نے قلعہ سے نکلکر للکارا کہ ترکون مین جو سب سے زیادہ شہ زور جوان ہو
مبارزت کے لیے میدان مین نکلے۔ چونکہ زیادہ زور دار جوان اسوقت خود سلطان مراد تھا یہ کلمہ
سنتے ہی مقابل جا کھڑا ہوا۔ اور طویل ہنر آرائی کے بعد مخالف کے پر ایسی ضرب لگائی کہ تلوار خود اور
کھوپری کو توڑتی ہوئی ٹھوڑی تک چلی گئی اور اس لڑائی مین جنگ مبارزت کی سنت صحابہ رضی اللہ تعالی عنہم

عنہم بھی پوری ہوگئی۔ بغداد مین امام اعظم ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالی کے مقبرون کی مرمت کا حکم دیا جنکو شیعون نے بہت کچھہ گرا کر بگاڑ دیا تہا۔ اور قلعہ وفصیل کی مرمت از سرنو کردی اور دس یا بارہ ہزار فوج بغداد مین چہوڑ کر واپس قسطنطنیہ ہوا جہان وہ مظفرانہ شانانہ طمطراق کے ساتھ ۱۰ جون ۱۶۳۹ عیسوی کو داخل ہوا۔ سلطان فولاد کے چمکدار زرہ بکتر لگائے ہوے اور سکندری طرح چیتے کی کہال کندہون پر ڈالی ہوئی اور دستار مین مرصع کلغیان لگائے تاری شاندار اسپ باد پا پر سوار ہاتھ مین ہتہیارون کا گٹھہ لیے اور ۲۳ یا ۲۵ ایران کے خوانین ہتہکڑیان پہنے ساتھ قید کیے ہوئے دارالخلافہ مین داخل ہوا۔ اور ہر طرف سے بارک اللہ غازی مراد کے نعرے سنکر اور سلام کا جواب دیتا ہوا محل شاہی مین داخل ہوا۔

بغداد مین جو قسطنطنیہ سے بہت دور اور ایران کے نہایت قریب واقعہ تہا وہان صرف دس بارہ ہزار فوج چہوڑ کر سلطان کا چلا آنا اسبات کی کافی دلیل ہے کہ اس نے شاہ ایران کو ایسا کمزور کر دیا اور ترکی رعب جما دیا تہا۔ کہ شاہ ایران سے مکرر حملے کی اسکو ہرگز امید نہین تہی چنانچہ جلدی مین شاہ ایران نے درخواست صلح پیش کردی سلطان مراد جو دوسلمان بادشاہون کے جنگ وجدل کو ہرگز پسند نہ کرتا تہا۔ اور یورپ کے عیسائیون کے لیے وقت نکالنا چاہتا تہا۔ صلح پر راضی ہوگیا۔ اور جو حدود سلطنت سلطان سلیمان اعظم کے عہد مین دونو ملک کے تھی وہی مقرر ہوکر صلح مکمل ہوگئی۔ اس سے اریوان تو ایران کو دیا گیا۔ اور بغداد ترکی نے لیا۔ اور پھر اسی سال تک ترکی اور ایران مین کوئی فساد نہ ہوا۔

بغداد سے واپس آکر سلطان مراد نے سلطنت کی خستہ حالت بحری طاقت کو از سرنو مضبوط اور محکم کرنے کا ارادہ کیا۔ اور کامیاب بہی ہوا۔ فرانس جو اپنے خود غرض سفیر کے دخل در معقول اور معزورانہ کارروائی کے سبب سلطان مراد کے عہد مین مشرق مین اپنا رسوخ کہو چکا تہا۔ اور اس کی جگہہ ہالینڈ اور انگلستان اپنا اڈ اجمارہا تہا۔ بہت کچھہ مخالفت کے بعد آخر سلطان کی دوستی کے بڑہانے کے فکر مین ہوا اور جب تک کہ سلطانی احکام فرانس کے بچاؤ کے بارہ مین جاری نہوئے تو بربری بحری قزاقون کے ہاتھ سے فرانس کے تجارتی جہازون کو بحیرہ روم مین آنا مشکل ہوگیا۔ بلکہ فرانس کے ساحلی بنادر بہی ہمیشہ مسلمانون کے ہاتھ سے تاراج ہوتے رہے۔ اور یہہ اثر عثمانیہ بیڑے کا تہا جسکے خوف سے فرانس وغیرہ بربری قزاقون کا کچھہ بگاڑ نہ سکتے تہے اگر بعد مین بہی عثمانیہ بیڑا مضبوط ہوتا تو ٹیونس اور الجزائر پر

آج فرانسیسی علم نہ لہرا سکتا۔ اور نہ کریٹ ہی عیسائی تصرف مین چلا جاتا۔
مراد نے مہم ایران سے فارغ ہو کر البانیہ وغیرہ کے عیسائی متمردین کا بھی استیصال کر دیا۔ ظالم رشوت خوار۔ بدچلن لوگون کو سخت سزائین دیکر امن قائم کر دیا۔ ینگچری فوج جو شتر بے مہار تھی اسکو ہزارون سرغنون کو قتل کرا انتظام بیٹھا دیا۔ مفتی صاحب جو بات بات پر سلاطین کے برخلاف فتوی دینے کے عادی ہو رہے تھے ایک مفتی اعظم کے قتل سے ہی دم سادہ گئے۔ باغی سردار یا تو ہلاک کئے گئے یا سلطانی طاقت کے سامنے سر تسلیم خم کر کے وفادارانہ خدمات بجا لانے لگے اور سلطنت عثمانیہ کا بیرونی ممالک مین وہی وقار قائم ہو گیا جو سلیمان اعظم کے وقت مین تھا۔
ناظرین تاریخ پر واضح رہے کہ سلطان مراد نے گیارہ سال کی عمر مین سلطنت حاصل کی اور سلطنت اُسوقت کی حالت نازک دیکھکر یورپین مدبرون کو سلطنت عثمانیہ کے زوال کامل کا یقین ہو چکا تھا۔ اور انکو پھر سلطنت کے سمھلنے اور پنپنے کی امید نہ رہی تھی چنانچہ زمانہ حال کی طرح مراد کا ہمعصر انگریز مورخ سر ٹیمس ہیلین سلطان مراد کی کم سنی اور سلطنت کی بے انتظامی دیکھکر عیسائی سلاطین کو صلاح دیتا ہے کہ وہ متفق ہو کر ترکی کے حصے بخرے کر لین۔ مگر شان الٰہی ہے کہ وہی دنیا کا نہایت مشہور اولوالعزم کشور کشا ثابت ہوتا ہے اور ترکی کے پراگندہ اجزا کو جمع کر کے عثمانیہ عظمت کو بڑھاتا ہے اور تین سو برس گذرنے تک سلطنت عثمانیہ بدستور محسوا اقران ...چلی آتی ہے کہ موجودہ سلطان عبدالحمید خان سلمہ اللہ المنان کے عہد مین چند عیسائی صوبہ ترکی کے قبضہ سے نکل گئے ہین اور بظاہر مورخین کے نزدیک بھاری الزام ہے لیکن یہہ افسوسناک حادثات اٹل تھے جنکی بحث سلطان عبدالحمید خان کے حالات مین کی جائے گی۔ مگر وقت کے مطابق سلطان عبدالحمید خان نے عثمانیہ طاقت کو اسقدر مضبوط کر لیا ہے کہ بلا مبالغہ کہا جا سکتا ہے کہ یورپ کی کوئی واحد طاقت خشکی مین ترکی سے مقابلہ نہین کر سکتی بشرطیکہ سلطان اپنی مقدس طاقت خلافت کو کام مین لانے کی ضرورت محسوس کرے۔ اور خدا تعالی اُس مشکل وقت کو نہ لائے۔ ورنہ محمد فاتح اور سلیمان اعظم کا زمانہ نظر آنے لگیگا۔ وجہ یہہ ہے کہ ایران کے سوا کل اسلامی دنیا ایشیا۔ افریقہ یورپ مین اہل سنت جماعت ہین اور ایران بھی زمانہ کا رنگ دیکھکر عام اسلامی جماعت سے الگ نہین ہو سکتا۔ پس کل مسلمان خادم حرمین شریفین سلطان ترکی کے خیر خواہ ہین۔ گو یورپ والون نے مسلمانون کو بہت سی زنجیرون مین جکڑا ہوا ہے۔ لیکن وقت پر سب ٹوٹ جائینگے اور معلوم ہو جائے گا کہ ترکی طاقت کے وسائل کسقدر وسیع ہین۔

سلطان مراد کی تخت نشینی کے وقت جسقدر خرابی تہی اُسکا عشر عشیر بہی اب ترکی مین موجود نہین مراد کے عہد مین فوج مفسد مخالف تمام ایشیائی صوبون مین بغاوت اور قتل و غارت کا بازار گرم تہا شاہ عباس جیسا بہادر ترکون کو شکست پر شکست دے فتوحات کا دائرہ وسیع کر رہا تہا۔ سلطان عمرہ شطرنج سے زیادہ وقعت نہ رکہتا تہا۔ اور متواتر عزل و نصب سے سلطنت کا دیوالہ نکال چکا تہا خزانہ بالکل خالی تہا۔ کھوٹا سکہ مروج تہا۔ مگر باوجود اسکے ایک لائق سلطان نے کیسی خوبی سے بگڑی ہوئی حالت کو سمہال لیا۔ تو زمانہ حال مین جب ایشیا مین بالکل امن و امان ہے فوج سلطان پر جان دینے کو تیار ہے دنیا کا ہر ایک مسلمان سلطان کے لیے دست بدعا ہے ایران بھی برادرانہ تعلق رکھتا ہے جو کچھ ہو رہا ہے محض یورپ کی ایک دو سلطنتون کا طفیل ہے۔ اسحالت مین ناامیدی کی کوئی وجہ نہین جب سلطان مراد نے انتظام درست کر لیا۔ تو اب صرف یورپ کی گیدڑ بہبکیون اور ریشہ دوانیون سے ترکی کو کچھ نقصان ہو نہین سکتا۔ مانا کہ سلطان عبد الحمید خاں شمشیر زن نہین مگر اسکا تدبر و دانش مخالفون نے بہی تسلیم کیا ہوا ہے اور زمانہ حال مین شاہ وقت کا جسقدر مدبر و مآل اندیش ہونا ضروری ہے اسقدر جنگجو کی ضرورت نہین ہے لڑائی کا مدار آجکل جرنیلون پر ہے جسکی ترکی مین کبہی کمی نہین رہی۔ پہر جو لوگ تاریخ عثمانیہ سے واقف ہین اُنکو اسبات کو ماننے مین ذرا بہی تامل نہین ہوسکتا کہ خواہ یورپ کس قدر ہی ادانت پیس پیس کر دہولکی چال بہیلائے سلطنت عثمانیہ معدوم نہین ہوسکتی۔ ایک سخت معرکہ کے بعد ترکی جلال یورپ مین پہر قائم ہوسکتا ہے جو آزاد شدہ عیسائی صوبون کی بدولت ایک نہ ایک دن ہو کر رہے گا اور سلطان ترکی دکہا دیگا۔ کہ وہ مراد اول اور سلیمان اعظم کا فاتح سپوت ہے۔

یہ تو جملہ معترضہ تہا سلطان مراد کے عہد مین سیلاب سے بیت الحرام کا کچھ حصہ گر گیا تہا۔ اس سیے جدید عمارت بنوائی گئی۔ اور کعبہ کا جدید دروازہ تعمیر ہوا۔ قدیم دروازہ خزانہ شاہی مین تبرکا رکہا گیا یہہ سلطان بہادر حامی شرع منتظم مدبر تہا۔ اور ریاست وینس پر چڑہائی کرنے کی تیاری کر رہا تہا۔ کہ شدت بخار سے ۹ شوال ۱۰۴۹ ہجری کو ۲۹ سال کی عمر اور ۱۶ سال گیارہ ماہ پانچ دن کی حکومت کے بعد راہی ملک بقا ہوا انا للہ وانا الیہ راجعون۔

سلطان ابراہیم بن احمد

سلطان مراد کا کوئی بیٹا نہ تہا سلطان ابراہیم اسکا بہائی تخت نشین کیا گیا۔ جو عیاش ظالم۔ خود رائے فضول خرچ تہا۔ حرم سرائے مین مدت تک رہنے سے زنانہ صفات کا اس مین غلبہ ہو گیا تہا۔

گھوڑے کی سواری سے ڈرتا تھا۔ چنانچہ جب تاجپوشی کے لیے چلا تو تخت رواں پر سوار ہوا۔ شروع شروع
مین وزیر اعظم قرہ مصطفے کی لیاقت اور دیانت سے ابراہیم کی بد چلنی کا اثر سلطنت پر نہ پڑا۔ مگر آخر یہ فرزانہ
اور راست باز اس احمق سلطان کے ہاتھ سے قتل ہوگیا۔ اور سلطان کو کوئی روکنے والا نرہا جس خزانہ
کو محتاط سلطان مراد نے بھرپور کیا تھا وہ چند سالون مین ہی اس شہوت پرست سلطان نے برباد کردیا
تو خیر خواہان سلطنت نے ابراہیم کو معزولی سے تین ماہ بعد قتل کردیا ابراہیم نے ۸ سال ۹
ماہ حکومت کی ۳۳ سال عمر پائی۔

ابتدائے محاربات رُوس

مگر جنگی کارنامون کے لحاظ سے کمزور ابراہیم کا زمانہ بھی خالی نرہا۔ مراد چہارم کے آخری حصہ سنہ ۱۶۳۶ء
مین کاسکون (قزاقون) نے قلعہ ازاف کو جو بحیرہ ازاف اور دریائے ڈان کے دہانہ پر واقع ہے ترکون
سے چھین لیا تھا۔ ابراہیم کے عہد مین وزیر اعظم قرہ مصطفے نے سنہ ۱۶۴۱ء عیسوی مین ایک زبردست
دست فوج اور بیڑہ جہازات قسطنطنیہ سے پھر فتح کرنے کے لیے روانہ کیا۔ خان کریمیا بھی تاتاری فوج لیکر
مہم مین شامل ہوگیا۔ یہ کاسک زار روس کی ماتحت تھے جنہون نے ترکی فوج کو تین ماہ کے سخت جنگ
بعد واپس ہٹا دیا۔ غیور وزیر نے دوسرے برس زیادہ شدت سے حملہ کیا۔ اور خان کریمیا بھی ایک لاکھ
مجاہدین لے کر شامل جنگ ہوگیا۔ روسیون کے حوصلے پست ہوگئے اور شہر کو آگ لگا کر رات
رات بھاگ گئے اور زار نے معاملہ ازاف سے بے تعلقی ظاہر کرکے سابقہ اخلاص دوستی کی تجدید کی درخواست
کی کیونکہ روس اسوقت سلطنت عثمانیہ کی ٹکر نہ تھا۔ اس نے اپنی آیندہ سلامتی ترکون کی دوستی مین خیال کی۔ ترکی
جرنیل نے شہر کو از سر نو مرمت کرکے بیس ہزار فوج ازاف مین دوامی طور سے مقیم کی روس کے کاسک
ترکی رعایا کو اور کریمیا کے تاتاری روسی رعایا کو لوٹتے رہے اور روسیون اور ترکون کی لڑائی کا
یہی آغاز ہے دونون سلطنتین ایک دوسری کی ذمہ الزام لگاتی رہین۔ آخر ابراہیم نے صاف لکھدیا کہ
اگر زار روس کاسکون کے افعال کا ذمہ وار بنے اور خان کریمیا کو قدیمی خراج دینا شروع کرے اور وہ تاتاریون
کو زار روس کے برخلاف مدد نہین دے گا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اسوقت روس سخت کمزور
تھا کہ ترکی اپنے ایک ماتحت باجگذار صوبے کی حیثیت سے بھی روس کو کم وقعت دیتی تھی۔ اور کریمیا کی
ریاست روس کے پرخچے اڑانے کے لیے کافی طاقت رکھتی تھی چنانچہ سنہ ۱۶۴۲ء عیسوی مین خان کریمیا
نے روس کے جنوبی صوبجات تک روسیون کو بھگا کر تین ہزار قید کیے اور روسیون نے اگرچہ ازاف

پر سخت حملہ کیا۔ لیکن موسی پاشا ترکی گورنر سے کئی معرکون مین شکست پا کر پسپا ہوئے اور بارہ سو روسیون
کے سر کاٹ کر بطور نشان فتح قسطنطنیہ بہیجدیے گئے اور آیندہ اسلام خان غوری خان کریمیا روس اور
پولینڈ پر حملہ کر کے چالیس ہزار روسی پکڑ لایا۔ اگر خان کریمیا کو سلطنت سے مدد دیجاتی تو روس کو یا تو
برباد یا اس کی طاقت محدود کر دیتا مگر بے سمجھ سلطان ابراہیم نے زار روس کی شکایت پر خان کریمیا
کو لکھا کہ عیسائی قیدی جو خلاف معاہدہ قید کیے گئے ہین انکو رہا کرنا چاہیے۔ خان کریمیا ان مآل اندیش
سردار تہا۔ اُس نے جواب دیا کہ ہم سلطان کے غلام ہین مگر روسی دہوکہ سے صلح کرتے ہین وہ صرف
پر پرزے نکالنے کے لیے فرصت ڈہونڈہتے ہین اور یہ عجز و الحاح تب تک ہی ہے جب تک کہ
ہماری تلوارین اُن کے سرون پر ہین اگر انکو موقع دیا گیا تو بحیرۂ اسود کا شمالی اسلامی حصہ ہی نہین
بلکہ جنوبی سواحل بہی لعنی کے بیڑے تاراج کر دین گے دربار عثمانیہ کی تساہل سے دو نہایت مضبوط مقام روسیون
کے قبضہ مین آچکے ہین اور وہان روسیون نے بیس سے زیادہ چھوٹے چھوٹے قلعہ بنا لیے ہین اگر ہم اِس
سال بہی یونہی دیکھتے رہے تو روسی اگر ان پر متصرف ہو جائین گے اور صوبے مالڈیویا کو فتح کرین گے
قاصد سلطانی تو یہ جواب سنکر ناکام واپس ہوئے مگر خان کریمیا کی بے لاگ باتون کا عیاش سلطان پر کوئی اثر
نہ ہوا۔ اور جو کچھہ اس مدبر خان نے کہا تہا ویسا ہی ظہور مین آیا۔

محاربہ کریٹ

ابراہیم کے عہد کا دوسرا مشہور واقعہ جنگ کریٹ ہے جنگی بنا اسطرح شروع ہوئی کہ مالٹا کے نائٹون کی جنگی جہازوں
نے ترکی جہازون کو جو مصر یا عرب کو جا رہے تہے پکڑ لیا۔ اور کریٹ کے گورنر نے مالٹی قزاقون کو کریٹ
مین خاطر و مدارات سے اُتارا۔ اور ہر طرح سے حوصلہ دیا۔ کریٹ اسوقت ریاست وِنیس کے ماتحت تہا
جس سے ترکی کی صلح چلی آتی تہی سلطان یہہ حال سُنکر سخت ناراض ہوا۔ ۴۰۰ پانسو جہازات کا جنگی
بیڑا تیار کر کے جس مین پچاس ہزار فوج تہی ڈارڈنیلز سے روانہ کر دیا۔ اور مالٹا پر حملہ کرنے کی افواہ اُڑائی
گئی۔ مگر موریا کی جنوبی ساحل پر پہونچکر یوسف پاشا سپہ سالار نے سلطان کے احکام جو اب تک خفیہ رکہے
گئی تہی افسران فوج کو سُنا دیے ترکی بیڑہ کریٹ کے بندرگاہ خانیہ پر بلا مزاحمت اُتر گیا۔ وِنیس والون نے گو
ترکون کو تنگ کیا۔ لیکن کریٹ کے کئی شہر ترکون نے فتح کر لیے اور خانیہ بہی ۱۶۴۵ء اور رتیمو
۱۶۴۶ء مین فتح ہو گیا بستہ ۱۶۴۷ء جزیرہ کا صدر مقام کینڈیا کا محاصرہ کر لیا گیا جو برابر بیس برس تک
قائم رہا۔ یہہ طوالت محض سلطان ابراہیم کی سفاہت اور کم عقلی سے ہوئی جنکی کسی کو ہرگز امید

تھی۔ فرانس جو صدیون سے ترکی حمایت مین مالی اور سیاسی فائدہ اٹھاتا رہا تھا اسوقت کھلم کھلا عیسائی بھائیون کی مدد کے لیے غداری پر اتر آیا۔ اور ترکی کی دوستی اور عہدنامون کو بالاے طاق رکھکر میدان جنگ مین نکل آیا مالٹا کے نائٹ اگرچہ خود مختار تھے مگر فرانس کے زیر رسوخ تھے اور وہان فرانسیسی بھی بکثرت آباد تھے اسی بنا پر سفراے انگلستان اور ہالنڈ نے مالٹا کے نائٹون شرارت کو فرانس کے سر تھوپا تھا اور کم ظرف سلطان نے فرانسیسی جہازون کو قید کر لیا۔ کریٹ پر حملہ مالٹا والون کے سبب سے ہوا تھا پس کسی نہ کسی طرح فرانس کا ضرور خفیہ اس شرارت مین ہاتھ تہا۔ اور سلطانی حملہ کی صورت مین تمام رومن کیتھلکون مین جوش پیدا ہوگیا۔ اور فرانس مین مسلمانون کی لڑائی کا عام مذہبی جوش سے اعلان ہونے لگا مکار فرانس نے پہلے تو ہر طرح سے خفیہ مدد دی اور فرانسیسون کو ونیس کی فوج مین بھرتی ہونیکا اختیار دیا گیا۔ روپیہ اور جہازات بھی ونیس کو دیے گئے۔ اور جب اس سے مطلب نکلا تو خود فرانس نے جنگی جہاز اور فرانس کے ایما سے ہسپانیہ نے بھی تو جنگی جہاز روانہ کیے۔ یہہ تمام جوش دیکھ کر یوسف پاشا سپہ سالار افواج کریٹ جو مزید کمکی فوج کی درخواستین سلطان کے پاس روانہ کر چکا۔ اور کچھ نتیجہ نہ نکلا تہا۔ اور تیمو اور خانیہ کی فتح کے بعد خود قسطنطنیہ آیا اور قبل اس کے جدید بیڑہ تیار ہو سلطان نے اسکو روانہ ہونے کا حکم دیا۔ تجربہ کار یوسف پاشا نے جو کریٹ اور عیسائی بیڑے کے جوش سے واقف تہا۔ عذر کیا اور ناقدرشناس سلطان نے اس خیر خواہ سلطنت کو قتل کرا دیا۔ جسکا خمیازہ سلطنت کو بھگتنا پڑا۔ ناکمل بیڑا تو مجمع الجزائر مین ہی طوفان کی ہو گیا۔ اور یوسف پاشا کے لائق جانشینون سے کریٹ فتح نہ ہوسکا اور پچیس سال تک محاربہ کریٹ نے طول پکڑا۔

سلطان محمد چہارم بن ابراہیم

سلطان ابراہیم کے حرکات ناشائستہ سے لوگ ناراض تھے محلسرا کی عورتون کا حکم چلتا تہا عہدے بکتے تھے رشوتین چلتی تہین۔ خزانے عیاشی مین صرف ہوتے تھے معمولی خراج بڑھایا گیا۔ اور جدید ٹکس لگائے گئے خیرخواہان سلطنت کو ذلیل و قتل کیا گیا ایک چھوٹی سی ریاست ونیس کے مقابلہ مین کوئی کامیابی نہ ہوسکی ان خرابیون کے دور کرنے کے لیے ابراہیم کو معزول کیا گیا اور پھر فساد کے اندیشہ سے قتل ہوا۔

ابراہیم کی جگہہ اسکا بیٹا محمد چہارم سات سال کی عمر مین تخت نشین ہوا۔ اس وقت سلطنت بگڑی ہوئی تھی۔ انتظام بگڑا ہوا تہا۔ فوج شتر بے مہار تھی۔ ارکان دولت کی کچھ نہ چلتی تہی۔ وزراے

کا عزل و نصب جاری تھا۔ ملک میں امن و امان کا نام تک نہ رہا تھا۔ اور یہہ حالت کوئی دس سال تک رہی جو سلطان محمد کی نابالغی کا زمانہ تھا۔ اور سلطان اور اُسکی لائق والدہ کسی لائق وزیر کی تلاش میں تھی کہ خوبی قسمت سے قرعہ وزارت محمد پاشا کوبرلی کے نام پڑا جو ایک بڑا فاضل تجربہ کار مدبر تھا۔ [illegible] ہجری میں اُس نے عہدہ وزارت کا چارج لیا اور سلطنت کی بگڑی کل کو درست کرنے لگا۔ یہہ وزیر ایشیائے کوچک کے قصبہ کوبری میں پیدا ہوا تھا اور سلطانی باورچی وار وغہ اسپان خان سامان اور پھر اپنی لیاقت سے ترقی پاتے پاتے دمشق طرابلس یروشلم البانیا کی گورنری پر وسیع تجربہ حاصل کرچکا تھا۔ اور ایسی نازک حالت میں اعیان سلطنت کی نگاہ صرف محمد پاشا کوبرلی پر پڑی کہ وہ شاید کام سنبھال سکے انہوں نے والدہ سُلطان کے پاس محمد کوبرلی کی سفارش کی۔ اس ستر سالہ بوڑھے نے ان شرائط پر وزارت منظور کی کہ اُسکی کل تجاویز بلا حجت قبول کر لے جایا کریں اور اُسکے انتظام میں دخل نہ دیا جائے اور مجھپر کامل اعتبار کیا جائے اور کسی کی شکایت میرے برخلاف نہ سنی جائے والدہ سلطان نے حلف اُٹھائی کہ یہہ تمام شرائط پوری کیجائیں گی۔

وزیر اعظم محمد پاشا کوبرلی کا حسن انتظام

وزیر نے سلطنت کو اُن تمام شیاطین کے وجود سے پاک کرنا شروع کیا جنہوں نے مدت سے بدامنی کر رکھی تھی قسطنطنیہ میں جاہل اور متعصب مشائخ کا ایک گروہ موجود تھا جو اپنے خلاف عقائد اشخاص کو مروا ڈالتے اور فساد کرواتے ایسے مفسدین کو جلاوطن کردیا۔ اور انکے ایک بڑے شیخ کو جو گستاخی سے پیش آیا تھا قتل کرا دیا۔

یونانی بطریق اعظم جسنے حاکم ولایشیا کو سلطنت کی کمزوری دکھا کر بغاوت پر آمادہ کرنا چاہا تھا اور عیسائیوں کو سلطنت کے برخلاف لڑائی پر آمادہ کر رہا تھا پھانسی پر لٹکوا دیا۔ اور خفیہ پولیس کا محکمہ اسقدر وسیع اور مستعد مقرر کردیا کہ اُس سے کسی سازش کا راز پوشیدہ نہ رہتا تھا۔ اس سخت انتظام میں اگرچہ ٣٦ ہزار آدمی قتل کیے گئے۔ لیکن ترکی کے وسیع علاقہ ایشیا افریقہ یورپ میں کسی کو چون و چرا کرنے کی طاقت نہ رہی اور تمام بغاوتیں اور فساد دور ہوگئے امن و امان قائم ہوگیا سلطنت کا رعب جم گیا۔ فوج مطیع و منقاد ہوگئی۔ سلطنت کا دیوالا بن جاتا رہا۔ اعتبار بڑھ گیا۔ خزانے کی حالت سدھر گئی۔ اندرونی انتظام سے فارغ ہوکر وینس امیر البحر کے مقابلہ پر فوج روانہ کی جسنے درہ دانیال کو محصور کر رکھا تھا

اول تو شکست ہوئی مگر آخر فتح اور خود وینس کا میر البحر کا جہاز ترکون کے لوگون سے ڈوب گیا۔ اس بحری جنگ مین
جنہون نے بہادری دکہائی تہی انکو انعام وخلعت دیے گئے۔ اور بزدلون کو قتل کرایا گیا۔ اس سے آیندہ
کے لیے ہر ایک کے کان کہڑے ہوگئے اور فوج کا انتظام درست ہوگیا۔ اور تہوڑے عرصہ بعد جزیرہ ٹنی
ڈوس ورلمنوس فتح کیا گیا۔ اور صوبہ ولیشیا مین بہی کئی برسون کے بعد ترکی فتوحات کا دورہ شروع
ہوا۔ موسم زمستان مین ٹرینلو نیا کے عیسائی باغی حاکم کے برخلاف چڑہائی کی جو ترکی جرنیلون کے مقابلہ
مین ایک دو فتح پاچکا تہا۔ اور اسے شکست فاش دی۔ اسکو اور حاکم ولیشیا کو معزول کرکے ۱۷۱۴ سال
کے قدیم خاندان بصاراَبہ کا خاتمہ کیا۔ اور اپنی غرض کے مطابق ایک جدید گورنر مقرر کرکے اور چالیس
ہزار ڈیوکٹ سالانہ خراج مقرر کرکے واپس ہوا۔ مگر اس نمک حرام جدید گورنر نے بہی وہی وتیرہ بغاوت
اختیار کیا اور ترکون کے علاوہ ان عیسائیون کو بہی جو سلطنت عثمانیہ کی وفاداری مین ثابت قدم
رہے تہے ہزارون کی تعداد مین قتل کردیا۔ اور ترکون کو دہکیل کر دریائے دینوب کے پار کردیا۔
وزیر اعظم نے جدید فوج قسطنطنیہ سے بہیج کر دریائے پاغ لوری کے کنارے ان پر سخت شکست دی۔ اور باغی
گورنر جان بچاکر پہاڑون کو بہاگ گیا۔

ان عیسائی صوبون کی متواتر بغاوتون کے باوجود پہر عیسائی حاکم کا مقرر کرنا اور ممالک محروسہ مین شامل
نہ کرنے کی یہ وجہ خیال مین آتی ہے کہ ان تمام صوبون کی عام رعایا عیسائی تہی جو فتح کی حالت مین جزیہ
دینا قبول کرتی اور اطاعت مان لیتی ایسی صورت مین اسلام ایسے لوگون کو ذمی قرار دیکر انکی سلامتی کا
ذمہ وار ہوجاتا ہے مذہبی اور پرائیویٹ معاملات مین انکو آزادی ہوتی ہے۔ اور عیسائی رعایا ہو یا کوئی اور
جسطرح اس مذہب کا حال ان لوگون کی اطمینان کے مطابق حکمرانی کرسکتا ہے غیر مذاہب کے کام کاج
نہین چلاسکتے اور گو چندسال غیر مذہب کی رعایا دم بخود رہی لیکن اصلی رضامندی کبہی نہین تہی
اور شکایت کا بازار گرم رہتا ہے جسطرح کہ برطانیہ عظمٰی اور ہندوستان کا حال ہے سلطنت عثمانیہ
کی عام مراعات کی وجہ سے چارسو سال سے زیادہ تک صوبجات سرویہ وغیرہ مین غالب ہی عام رعایا
سلطنت کے سلوک سے خوش تہی متفقہ سلطنتون کی شرارت اور مذہبی تعصب سے ان صوبون کی حکمران بہی
کبہی بغاوت کرتے رہے اور جب تک کہ ترکون کی جنگی طاقت کا سکہ جاری رہا سلاطین یورپ کی شرارت سے
نقصان نہ پہونچ سکا۔ جزیہ اور اطاعت کی صورت مین مسلمان سلاطین غیر مذہب کی رعایا پر کوئی زیادتی
نہین کرسکتے۔ اور یہ اسلامی رعایت صرف یورپین صوبون سے ہی نہین کی گئی بلکہ ہندوستان کی
ہندو ریاستین جو آج نظر آرہی ہین یہ بہی اسلامی فیاضی کی یادگار ہین۔ دوسرے صوبون [illegible]

رعایا پر جبرًا مسلمان حکام مقرر کیے جاتے اور بصورت سرکشی انکو فنا کیا جاتا لیکن یہ ممکن ہی نہ تہا بلکہ صریح خلاف ملک داری ہے سات سو سال کا زمانہ حکومت کبہی عثمانیہ خاندان کو نصیب نہ ہوتا - اور نہ ابتک محسود اقران رہ سکتا -

اسٹریا نے بہی جنگ سی سالہ سے فراغت پا کر ہاتہ پاؤن مارنے شروع کیے اور چند شہر فتح کر لیے - یونانیون نے بہی بغاوت اور لوٹ مار شروع کی ان تمام معرکون مین ڈیڑ لاکہہ عیسائی قتل کیے گئے - اور وزیر اعظم کی تدبیر و دانش سے فتح حاصل ہوئی -

فرانس جو مدت سے منافقانہ چال چل رہا تہا محمد پاشا کوپرلی کے عہد مین اُس چال سے باز نہ آیا اور شاہ فرانس کا ایک خط پکڑا گیا جو وینس والون کو سلطنت عثمانیہ کے برخلاف ملکہرا ابہار گیا تہا اس سے وزیر اعظم کا غصہ بڑہ گیا - اور بگاڑ کہلم کہلا ہو گیا - فرانس وینس کے علاوہ اسٹریا کی مدد پر بہی تیار ہو گیا - مگر بہادر وزیر اعظم نے کچہہ پروا بہی نہ کی - اُسکو بہادر ترکون کی تلوار پر پورا اعتبار تہا کہ فرانس اسکا کچہ بگاڑ نہین سکتا بلکہ وہ مشرق مین فرانس کا دم ناک مین کر سکتا ہے -

اسی اثنا مین ۱۰۷۲ ہجری مین وزیر اعظم محمد پاشا کوپرلی فوت ہو گیا اس پیر مرد جوان ہمت وزیر نے ینگچریون کی سرکشی اور ایشیا کوچک کی بغاوت کا خاتمہ کیا اور فتح کریٹ کے لیے رستہ صاف کیا - باجگذار عیسائی صوبون ٹیلونیا و ایشیا وغیرہ ریاستہاے ڈینوب کو از سر نو محکوم کیا - بحری طاقت کو درست کیا - نیپیر اور ڈان واقع روس کے کنارون کے قلعہ تعمیر کر کے بحیرۂ اسود کے شمالی علاقہ مین عثمانیہ سکہ بٹہا دیا - ملکی انتظام سے سلطانی خزانہ بہر دیا - غرضیکہ ایک مستقل مزاج اور مدبر وزیر نے چند پشتون کی بگڑی ہوئی کل کو درست کر دیا - مرتے وقت وزیر نے سلطان محمد چہارم کو چار وصیتین کین (۱) عورتون کی صلاح پر کبہی نہ چلنا - اور ہر وقت محلسرا مین نہ پڑا رہنا - (۲) کسی رعیت کو بے اندازہ دولتمند نہ ہونے دینا - نہ کبہی کسی ایسے شخص کو وزیر بنانا - (۳) خزانے کو ہمیشہ معمور رکھنا -

(۴) فوج کو کبہی بے کار نہ رہنے دینا ہمیشہ فوجون کو مصروف کارزار رکہنا -

پہلی نصیحت کی عمدگی سے گو کسی کو کلام نہین - دوسری نصیحت پر عمل نہ کرنے کا نقصان سلطنت عثمانیہ اُٹھا رہی ہے دولت کمانے کے تمام ذرایعہ عیسایون کے ہاتھ مین ہین اور سلطنت عیسائی ساہوکارون سے دبتی ہے - انہین ساہوکارون نے قرضہ کی آڑ مین مصر چہین لیا ہے گورنمنٹ انگریزی خواہ کس قدر محتاط اور مآل اندیش ہے مگر ہندوستان مین رعیت کے ایک خاص فرقہ کی زیادہ دولتمند ہو جانے سے جو نتیجے ۱۹۰۷ عیسوی کے مفسدانہ ہنگامے پنجاب اور بنگال مین ہو رہے ہین - واقعی جس طرح

مختلف سلطنتون کی طاقت برابر رہنے سے دنیا مین امن رہتا ہے اسیطرح ہرایک ملک کی رعایا کے مختلف فرقون کی مالی قوت کے ہموزن رہنے سے اُس ملک مین فساد کم ہوتا ہے۔ وزیر کی تیسری نصیحت پر ہرایک مدبر گورنمنٹ کا عمل رہا ہے۔

چوتھی نصیحت حدیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعمیل ہے آپ فرماتے ہین ما ترک قوم الجھاد الا عمھم العذاب ہرایک قوم کی عزت ووقار کا راز یہی جنگی طاقت ہے۔ سلاطین عثمانیہ نے جب سے اس اصول کو چھوڑ دیا ہے ادبار و زوال کی گھٹا چھا گئی ہے۔ فوج آرام طلب، بزدل ہوگئی سلاطین لڑائی کے نام سے کانپنے لگے اس سے انکار نہین ہوسکتا کہ اس کے بعد سلطنت عثمانیہ کو ہرایک سلطان کے عہد مین محاربات پیش آتے رہے مگر وہ عموماً مداہنانہ تھے جس سے حملہ آور دشمن کا حوصلہ اور اعتبار رہے بڑھتا رہا۔

وزیر محمد پاشا کی وصیت کے مطابق اسکا بیٹا احمد کوبرلی وزیر اعظم ہوا۔

احمد کوبرلی کے محاربات

جو فضیلت علمی مین باپ سے بڑھا ہوا۔ اور عام لیاقت ملکی اور جنگی مین اُس کے برابر تھا اور فیاضی اور رحمدلی مین باپ سے زیادہ تھا۔

احمد کوبری کو باپ کی طرح کسی داخلی بغاوت کا سامنا نہ ہوا۔ البتہ وینس اور آسٹریا کے ساتھ جنگ جاری تھی دونون نے صلح کا سلسلہ ہلایا، مگر چونکہ منافقانہ طور سے دفع الوقتی کے لیے تھا اسلیے فرزانہ وزیر نے بے سود نامہ و پیام سے تنگ آکر آسٹریا کے خلاف اعلان جنگ کردیا۔ اور اسقدر اعلی پیمانہ پر تیاریان کین کہ سلیمان اعظم کا زمانہ یاد آگیا۔ خود محمد چہارم اڈریانوپل تک فوج کے ساتھ گیا۔ اور بوقت رخصت کے وقت حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا علم خود اپنے ہاتھ سے وزیر احمد پاشا کوبرلی کے حوالہ کیا۔ جوایک لاکھ اکیس ہزار باقاعدہ فوج اور ۲۳۰ میدانی اور بارہ گران وزن قلعہ شکن توپین ساٹھ ہزار اونٹ دس ہزار خچر مین لیکر روانہ ہوا تاتاری اور دیگر مجاہدین کی فوج اسکے علاوہ تھی اس قہار فوج کا مقابلہ قیصر آسٹریا نہ کرسکا۔ اور ہنگری اور ٹرنسلونیا کے کل میدانی علاقہ پر ترکون کا قبضہ ہوگیا۔ نوحل کا مضبوط قلعہ جو ہنگری کی کلید متصور ہوتا تھا فتح ہوگیا جس سے تمام متصلہ قلعون نے خود بخود اطاعت قبول کرلی۔ اور موسم سرما کے سبب پیش قدمی رک گئی ہے قیصر نے پوپ روم کو لکھا کہ وہ دول یورپ کو امداد کی تحریک کرے پوپ کے کہنے سے فرانس اور جرمن اٹلی کی بیشمار فوج مذہبی جوش کے ساتھ میدان جنگ مین پہونچ گئی۔ وزیر نے جاڑا گذرتے ہی

بڑھنا شروع کر دیا تھا۔ اور قیصر کے جدید تعمیر کردہ قلعہ تسری اور کو فتح کر کے مسمار کر دیا۔ پہلا ارآسٹریا جو ابتک مقابلہ سے دل چورا تا تھا یورپ کی امدادی فوج کے آنے سے دلیر ہو گیا۔ اور سنٹ گوتہرڈ کے میدان میں شکست کہا نے کے بعد ترکون کو میدان سے ہٹا دیا جسکو یورپین مورخ فتح کامل تصور کرتے ہین لیکن نتیجہ پر نگاہ کرنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ گو وزیر کو مخالف کی پالیسی یا اپنی کسی غلطی سے نقصان اُٹھانا پڑا۔ لیکن ابھی اسکی طاقت اسقدر مضبوط تہی کہ وہ لڑائی کو عرصہ تک جاری رکھ سکتا تہا اور کامل فتح کی امید رکھتا تہا۔ بخلاف اسکے خود آسٹریا میں تو یہہ سکت تہی نہین کہ عظیم الشان سلطنت عثمانیہ اور مدبر احمد پاشا کوپرلی کا مدت تک مقابلہ کر سکے اور اسکے ہمراہی عیسائی فرانس وغیرہ بہی زیادہ عرصہ تک اس خطرناک جنگ کے صدمات اُٹھا نہ سکتے تہے جنگ سے پہلے قیصر آسٹریا کی درخواست صلح مین یہہ شرط تہی کہ جدید مفتوحہ علاقہ وزیر چھوڑ دے اور معاہدہ ستوارک کی بنا پر عہدنامہ کیا جائے جسکو وزیر احمد کوپرلی نے نامنظور کیا تہا۔ اور اس جنگ عظیم کے بعد بہی معاہدہ حسب منشا وزیر عظم ہوا۔ جدید مفتوحہ علاقہ ترکون نے نہ چہوڑا۔ اور نہ معاہدہ ستوارک کا لحاظ کیا گیا۔ وزیر نے ہر طرح سلطنت عثمانیہ کے حقوق کو فائق رکہا جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر واقعی آسٹریا کو غلبہ ہوتا۔ یا اس غلبہ کے قائم رہنے کی اسے امید ہوتی تو ہرگز ذب کر ایسی مصر شرائط پر صلح نہ کی جاتی جبکہ فرانس جرمن اٹلی اسکو ابہارنے والے موجود تہے جو کچھ ہوا وزیر اعظم احمد کوپرلی کی سعدی دانشمندی اور ترکون کی تلوار کے خوف سے ہوا مورخین یورپ کا قاعدہ ہے کہ وہ ترکون کی اعلی سے اعلی ظفرمندی کو بہی دبی زبان سے مانتے ہین اور اگر کہین عیسائیون کو کامیابی ہوتی ہے تو صفحون کے صفحے سیاہ کیے جاتے ہین اور ادنی ادنی عیسائی سرداردن کی بہادری کے افسانون سے زمین و آسمان کے قلابے ملاتے ہین یہی حال اس جنگ کا ہی۔ مگر جب اخیر مین آسٹریا نے ذلیل شرائط کو مان لیا اور ترکون نے اس مہم مین نوحل جیسے مستحکم اور مضبوط قلعہ کے علاوہ کئی قلعہ وسیع جدید علاقہ آسٹریا اور ہنگری کا ممالک محروسہ مین ملا لیا۔ تو فتح و غلبہ کا اور کیا نشان صحیح ہو سکتا ہے۔ مگر معرکہ آرائی سے بہی یہی فائدہ ہوتا تہا جو اجرائے جنگ سے پہلے عثمانیہ شمشیر کے خوف سے وزیر اعظم نے حاصل کرا لیا۔ پس اس مہم مین اگرچہ اولوالعزم وزیر کا منشا پورا نہ ہوا اور دنیا پر تصرف نہ ہو سکا مگر عثمانیہ رعب بیٹھ گیا۔

کہا جاتا ہے کہ اسوقت ترکی فوج کا انتظام درست نرہا تہا اور جرمن وغیرہ نے جدید اسلحہ سے کام لینا شروع کیا تہا ترکی جرنیل کچھ تجربہ کار نہ تہے محض سفارشون سے افسر بنائے گئے تہے۔ ممکن ہے کہ یہہ باتین درست ہون لیکن محمد پاشا کوپرلی جسنے عہدہ وزارت قبول کرتے ہوئے والدہ سلطان سے وعدہ لیا تہا کہ اُس کے انتظام مین دخل نہ دیا جائے اور کسی کی سفارش نہ کی جائے اور سلطان نے اس وعدہ کو پورا کیا

اور یہی حال احمد کوبرلی کے عہد مین رہا سلطان محمد نے ان خیر خواہان سلطنت کی انتظام مین کبہی دخل دیا بہر بہا اعتراض کہ اسکے وقت مین بہی عہدہ رشوت وسفارش حرم سرائے سے ملتے تہے فضول ہین اس ترکی ان ترکی سیلاب کو اس دفعہ یورپ کی مذہبی اتحاد نے روکا۔ اور چونکہ غالبانہ شرائط پر صلح ہوگئی اس لیے وزیر اعظم کو اس وجہ سے اور نیز کریٹ کی مدت کے متدائرہ محاربہ کے فیصل کرنے کے لیے واپس آنا پڑا یہان اسکو بہر یورپ کے متحدہ جہازات سے مقابلہ ہونے کا پورا یقین تہا۔ کریٹ کا محاربہ اور محاصرہ عرصہ ۲۵ سال سے چلا آتا تہا۔ اور فتح کا میسر نہ ہونا ترکون کے ضعف پر دلالت کرتا تہا۔ اور اس داغ بدنامی کا مٹانا اسٹریا کی لڑائی سے زیادہ مقدم تہا۔ یہہ وجوہات ہین جن سے وزیر احمد کوبرلی کو واپس آنا پڑا۔

فتح کریٹ

احمد کوبرلی جرار فوج لیے کر سنہ ہجری مین جہازون پر سوار ہوگیا۔ اور فوجہ کو فتح قسطنطنیہ۔ جنگ خالدون محاصرہ رہوڈس بلگریڈ کے تاریخی واقعات سنا سنا کر سرفروش بنا دیا۔ بیڑا بخیریت خانیہ بندرگاہ کریٹ مین پہونچ گیا۔ اور کینڈا کا محاصرہ شروع ہوگیا۔ ترکی انجنیرون نے جو احمد پاشا کوبرلی کی سرپرستی مین سلیمان اعظم کے عہد جیسی لیاقت انجنیری حاصل کر چکے تہے۔ محاصرہ کینڈا مین خوب مہارت دکہائی۔ محصورین نے خوب مردانہ مقابلہ کیا۔ وینس کی فرانس ہسپانیہ کے جہازات نے لڑائی مین حصہ لیا۔ صرف فرانس سے بہادر ڈی لا فولاد کے ماتحت مذہبی جنگ کے مشتاق پندرہ ہزار فرانسیسی کریٹ کو بچانے کے لیے پہونچ گئے اور مشہورانہ جنگ کے بعد پسپا ہوئے فرانسیسیون اور مالٹا کے نائٹون نے چند بار بحری اور بری حملے کیئے مگر ہر دفعہ ترکی توپخانہ اور بحری فوج سے نقصان اٹہا کر ہٹتے رہی۔ اور کینڈا کا محاصرہ نہ اٹہا سکے جب فرانسیسیون وغیرہ کو یقین ہوگیا کہ کینڈا وغیرہ کسی طرح نہین بچ سکتا تو نہایت ناکامی سے کریٹ سے نکل گئے اور کئی جہاز ترکون کی نذر کر گئے ریاست وینس نے ہر چند کریٹ کے بچانے کی کوشش کی مگر وزیر اعظم کے زبردست ہاتہون سے نہ بچا سکے آخر محصورین نے ہر طرف سے مایوس ہو کر قلعہ بشرط امان حوالہ کر دیا۔ اور تمام کریٹ پر عثمانیہ قبضہ ہوگیا۔ اور احمد کوبرلی مظفر وسالما وغانما واپس ہوا۔ شاید کہ یہی ہے کہ جس کریٹ کو تن تنہا عثمانیہ بیڑے نے یورپ کے متفقہ بیڑے کو شکست دیکر فتح کیا تہا۔ وہ قریباً اڑہائی صدی کے بعد بحری کمزوری کے سبب یورپ کے متحدہ بیڑے نے چہین لیا۔ پس اسوقت دولت عثمانیہ کی طاقت کا اس سے بخوبی

اندازہ ہوسکتا ہے اس کمی کو سلطان عبدالحمید خان سلمہ اللہ تعالی دور کر رہا ہے اور وقت کے مطابق ہر سال
جنگی جہازات کا اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ مگر یورپین اقوام کیطرح سلطان کے علاوہ جبتک مسلمان تاجرون
کمپنیون کے جہاز موجود نہ ہون اکیلا سلطان یورپ کی بحری طاقت کا مقابلہ کسطرح کرسکتا ہے ایران
اگر اسطرح توجہ کرے تو اسلامی بیڑے مین بہت کچھ اضافہ ہوسکتا ہے۔

جنگ پولینڈ و روس

اس لڑائی کی وجہ یہہ ہے کہ وہ کاسک (قزاق) جنکا علاقہ یوکرین کریمیا پولینڈ ماسکو کے درمیان واقع تھا
شاہ پولینڈ کی زیادتیون سے تنگ آکر سلطان محمد چہارم کے ماتحت ہو گئے اور سلطان نے انہیں
مین سے ایک کو یوکرین کا گورنر مقرر کردیا۔ پولینڈ اور روس جو ان کاسکون کو سد سکندری جانتے تھے۔
اور ان کاسکون کے ذریعہ ممالک عثمانیہ مین لوٹ مار کراتے رہتے تھے یہہ خبر سنکر بگڑ گئے باب عالی سے
خط وکتابت کرتے رہے مگر اس ماننے کے زبردست پالیٹشن مدبر وزیر احمد پاشا کوبرلی نے پولینڈ کی
ہر ایک تحریر کا جواب دندان شکن دیکر صاف کہدیا کہ شہنشاہ اسلام کا فرض ہے کہ جو مظلوم اس کی
بارگاہ مین رجوع کرے ظالمون کے پنجہ سے اُن مظلومون کو نجات دے اگر ظالم راہ راست پر آکر مظلوم
کا پیچھا نہ چھوڑے تو خدا پر بھروسہ کرکے اپنی شمشیر بران سے فیصلہ کرے۔
پولینڈ اور روس نے یوکرین کے کاسکون پر حملہ کردیا اس لیے وزیر اعظم احمد پاشا کوبرلی ۱۰۸۴ سنہ ہجری
مین فوج جرار لیکر روانہ ہوا۔ ہو یا ایلشیا اور مالدویا سے گذر کر دریائے نیسٹر کے کنارے قصبہ خوزیم پر
سلیم غوری خان کریمیا بھی تاتاری فوج لیکر آملا اور شہر فنجہ کو اور پھر ناقابل فتح شہر کنسیا کامی کو ترکوں
نے نو دن کے محاصرہ کے بعد فتح کرلیا۔ اور تھوڑے عرصہ بعد شہر ممبرگ بھی ترکون نے بزور
شمشیر لے لیا۔ اور کئی قلعہ اور شہر عثمانی بہادرون نے تسخیر کرلیے جب میکائیل شاہ پولینڈ نے دیکھا
کہ نہ خود وہ عہدہ برآ ہوسکتا ہے اور نہ روس ہسکو بچا سکتا ہے اس لیے ڈر کر صلح کرلی۔ اور صوبہ پوڈولیا ترکون کو اور
یوکرین سلطان کے ماتحت کاسکون کو دو لاکھ بیس ہزار ڈیوکٹ نقد سالانہ خراج اور اسی ہزار ڈیوکٹ یکمشت
دینے کا وعدہ کیا مگر جب اس فتح عظیم کی خبر آسٹریا اور پوپ روم کو پہونچی تو انگاروں پر لوٹنے لگا اور شاہ پولینڈ کو
صلح پر ملامت اور بغاوت کی تحریک کی وزیر اعظم پھر حملہ آور ہوا۔ پولینڈ کا سپہ سالار جان سوبی آسکے دریائے
نیپیر سے اتر آیا اور والیشیا اور مالدویا کے عیسائی بھی بے وفائی اور بے حیائی سے پولینڈ والون کے ساتھ
شامل ہوگئے۔ روسیون نے بھی کافی مدد دی اول اول تو ترکون کو کمی جمعیت کے سبب شکست ہوئی مگر جدید

ترکی فوج کے آنے سے سپہ سالار پولینڈ کو ہٹنا پڑا اور ابراہیم پاشا نے صوبہ پوڈولیا کو فتح کر کے پولینڈ کے دوسرے صوبہ گلیشیا پر حملہ کر دیا۔ امد جان سوبی نے جواب میکائیل مستوفی کی جگہہ پولینڈ مقرر ہو گیا تہا۔ تیبر اگرخان کریما کے ذریعہ درخواست صلح کی۔ اور یوکرین متنازعہ صوبہ کے علاوہ کامی نیک اور پوڈولیا بہی ترکون کو دیدیا۔ اور یہ بہادر اولو العزم فخر اسلام وزیر سلطان سلیمان اعظم کا عثمانی جلال قائم کر کے واپس ہوا۔

اور کریٹ اور علاقہ کاسک واقع روس اور پولینڈ کی فتح سے سلیمانی علاقہ سے زیادہ ملک وسیع کر دیا۔ مگر تکمیل صلح سے تین دن بعد یہ ترکون کا آفتاب قوم کا فخر۔ اسلام کا حامی۔ سلطنت کا جامع اور واضع قوانین فاضل اجل۔ عالم اکمل۔ عادل و باذل۔ مدبر و شجاع۔ پندرہ برس کی وزارت۔ اور اکتالیس برس عمر عالم شباب مین راہی فردوس برین ہوا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

کوبرلی کے عہد مین یورپین سلاطین کی پالیسی

اسٹریا کے جنگ مین فرانس جرمن۔ روس۔ پولینڈ۔ اٹلی کی فوجین متحدہ طاقت سے زور آزمائی کر چکی تہین اور اسٹریا ذلت کی شرائط مان چکا تہا۔ اس فتح سے ترکون کی خشکی کی لڑائی کی دہاک بندھ گئی۔ اور کریٹ کے محاربہ مین۔ وینس۔ فرانس جینوا۔ ہسپانیہ کے عیسائی بیڑے نے شکست کہائی اور خشکی و تری کی ناکامیون سے یورپ سہم گیا۔ بربر کے قزاقون نے اٹلی۔ فرانس۔ بلکہ ہالینڈ تک کے بندرگاہون کو تاراج کر دیا۔ اور سلطنت عثمانیہ کی فوج بحری کے خوف سے ان بربریون کا کوئی بال بیکا نکرسکا فرانس جسکو بربری جہازون سے زیادہ نقصان پہونچ رہا تہا۔ اور بحیرہ روم مین سے کوئی اسکا جہاز سلامت نگذرسکتا تہا۔ شکایت کرتا رہا۔ مگر احمد پاشا کوبرلی جو فرانس کی غداری و بدعہدی کا بہی کافی انتقام جانتا تہا۔ ٹالتا رہا۔ فرانس نے ہرچند قطع تعلق اور اعلان جنگ کا خوف دلایا مگر احمد پاشا کوبرلی ان گیدڑ بھبکیون سے کیسے ڈرتا تہا۔ ہر دفعہ متانت سے جواب دیتا رہا۔ اور فرانس کا مشرق مین اقتدار مٹاتا۔ اور فرانسیسی تجارت کو نقصان ہوتا رہا۔ ترکی اور فرانس کی بگاڑ کے زمانہ مین انگلستان اور ہالینڈ ترکی مین اپنا اعتبار جماتے رہے اور تجارتی حقوق حاصل کرتے رہے فرانس نے جب دیکھا کہ وزیر احمد پاشا کی چال ہر طرح زبردست ہے اور فرانس کی دوستی و دشمنی کی وہ کچھ پرواہ نہین کرتا۔ اور فرانس اکیلا کیا تمام یورپ سلطنت عثمانیہ کا کچھ بگاڑ نہین سکتا۔ اور ہر فرانس تجارت کی کساد بازاری سے دن بدن مغلوب ہوا جاتا ہے اور انگلستان اور ہالینڈ مشرقی تجارت سے چہین رہے ہین مجبوراً چاپلوسی اختیار کی اور مدبر ذی

جو فرانس کے مغرور سفیرون کا غرور توڑ چکا تھا۔ اور انکو دخل در معقول دینے کے قابل نہ چھوڑا تھا۔ جدید عہد نامہ
پر راضی ہوگیا۔ اور فرانس کو مقام متبرکہ واقع قدس کا متولی چالیس سال بعد مان لیا۔ لیکن بحیرۂ قلزم کی جہاز
رانی کی اجازت نہ دی جسکو مفتی مکہ معظمہ نے بھی بخیال دور اندیشی مخالفت کی تھی۔ افسوس کہ قلزم کے
عیسائی جہاز رانی سے جو خطرہ عہد فاروقی اور ہارونی سے لیکر خیر خواہان اسلام ہمیشہ تصور کرتے رہے تھے
وہ اخیر مین اس رائے صائب کی ترک کرنے سے موجودہ سلمان بالمشافہ دیکھہ رہے ہین اور آج
اسی غلطی کی تلافی کے لیے حجاز ریلوے کی پولیٹیکل ضرورت سلطان عبد الحمید خان کو پیش آئی
ہے جسکی تکمیل کے بغیر نہ تو حرمین شریفین زادہما اللہ شرفا محفوظ رہ سکتے ہین اور نہ خطۂ عرب
پر خلیفہ المسلمین کا تسلط کامل ہوسکتا ہے۔

لطیفہ

سلطان محمد چہارم کے عہد مین جبکہ وزیر احمد پاشا کوبرلی محاربہ کریٹ مین مشغول تہا ۱۰۷۶ھ ہجری مین
ایک یہودی امام سباتہائے نام نے ازمیر واقعہ قدس مین دعوی کیا کہ جس مسیح کی موسیٰ علیہ السلام
نے پیشگوئی کی تہی وہ مین ہی ہون۔ یہودی عیسیٰ علیہ السلام کو مسیح موعود نہین مانتے تہے اور
دوسرے مسیح کی انتظار کرتے تہے۔ یہہ شخص خوبصورت فصیح اللسان عالم یہودی تہا یہودی تمام
طرف سے اس کے پاس آنے لگے یورپ کے تمام ممالک کے یہودیون نے اسکا دعوی تسلیم کر لیا بعض
علمار یہود نے انکار کیا جسپر بلوے ہونے لگے۔ گورنر یوروشلم یہودیون کی کثرت اجماع سے
حیران تہا آخر گورنر نے یا وہ خود بخود قسطنطنیہ کے یہودیون کے بلانے سے قسطنطنیہ چلا آیا۔
رستہ مین جوق جوق یہودی اور کہین کہین عیسائی و مسلمان بہی اسپر ایمان لاتے رہے یہودیون
نے اسکو مہبط وحی مان لیا اور کئی کرامات اور خوارق اس سے منسوب کر دیئے۔ جب یہہ شخص قسطنطنیہ
پہنچا تو مدبر وزیر نے اسکو قید کر لیا۔ مگر ضعیف الاعتقاد یہودی باجازت وزیر جیل خانہ مین جا کر زیارت
اور قدم چومنے لگے وزیر نے جو اس انبوہ کو کم کرنا چاہتا تہا۔ زائرین پر محصول لگا دیا۔ مگر خوش اعتقاد
یہودی بدستور جاتے رہے اور جیل مین گنجائش نہ رہی سلطان محمد چہارم نے اپنے روبرو طلب کیا
جو ٹوٹی پہوٹی ترکی زبان مین غیر فصیح گفتگو کرنے لگا۔ سلطان نے کہا کہ تمہارا امتحان کرنا چاہتا
ہون کپڑے اتار کر میدان مین کہڑا کیا۔ اور سکہ چھلکار اسپر ڈالنے یا تیر اندازون کو تیر مارنے کا
حکم دیا۔ سلطان نے کہدیا کہ اگر تم سچ مسیح ہوگے سکہ یا تیرون سے بچ جاؤگے اور تمہاری صداقت

ثابت ہوگی۔ مسیح یہ سامان موت دیکھ کر سلطان کے قدموں پر گر پڑا اور اپنا مسیح کاذب ہونا مان لیا اور مسلمان ہوگیا۔ اور صداقت اسلام کے وعظ کہنے لگا جس سے ہزاروں یہودی مسلمان ہوگئے۔
دوسرا مسلمان جو دعی مہدویت تہا۔ قوم کا کرد تہا۔ علاقہ موصل میں اُس نے بہت زور پکڑا اور خلق کثیر اُسکی مطیع ہوگئی جسکو گورنر موصل نے پکڑ کر سلطان کے پاس بہیجدیا۔ اور اُس کے ساتھ بہی وہی مسیح کاذب والا معاملہ پیش آیا۔ مگر اُس نے توبہ سے انکار کیا۔ اور اپنی ضد پر قائم رہا جس کی پادرش میں مارا گیا اور بقول بعض سلطان نے اسکو چہوڑ دیا جو عام شورش اور فساد عقائد پر خیال کرنے سے بعید از قیاس معلوم ہوتا ہے اسلیے مہدی اور مسیح کاذب کی قبولیت اور شہرت پر غور کرنے سے معلوم ہو سکتا ہے خواہ انسان کیسے خبط یا غلطی یا خود غرضی میں پڑا ہو۔ اگر جذب قلوب اور ارادت بڑہانے کے وسائل سے واقف صاحب علم ہو کسقدر کامیابی حاصل کرسکتا ہے لیکن یہہ کامیابی ہرگز صداقت کی دلیل نہیں ہوسکتی ہزار مرید ہوں یا لاکھ امامت یا رسالت کے معزز دعوی کے لیے کافی وجوہات نہیں خداوند تعالی ان وساوس سے امان میں رکھے۔

قرہ مصطفی کی وزارت اور ہزیمتین

احمد کوبرلی کی وفات کے بعد قرہ مصطفے جو سلطان کا داماد اور احمد کوبرلی کا نائب اور خسر پورہ تہا۔ حرم سرائے کی سفارش سے وزیر اعظم ہوگیا۔ یہہ وزیر۔ نالائق۔ مغرور۔ خود غرض تہا۔ اس نے خاندان کوبرلی نے جو سلطنت کی عظمت بڑہا دی تہی۔ اور فوج کو یورپ کے مقابلہ کے لیے کافی تیار کر لیا تہا۔ اس نالائق اور ناتجربہ کار مغرور وزیر نے اس عظیم طاقت عثمانیہ کو اپنی خود رائی سے نہ صرف سخت نقصان پہونچایا۔ بلکہ سلطنت کے انحطاط کا رستہ کہولدیا۔ سلطنت عثمانیہ کا زوال زیادہ تر نالائق وزرا اور کم ہمت سلاطین کے سبب سے ہوا ہے۔ عام ترکی فوج یا مسلمان رعایا کا کچھ قصور نہیں انکو جب کبہی کوئی لائق سر پرست ملا یورپ کی مجموعی طاقت کو پامال کردیا۔ ترکوں اور دیگر مسلمانوں کا قومی جوش ہر زمانہ میں موجود رہا ہے اور رہیگا۔ کمی صرف کام لینے والوں کی ہے۔ جو اسلام کا سچا جوش رکھتے ہوں۔

روسی جنگ

مصطفے پاشا کو سب سے پہلے روسیوں سے لڑائی پیش آئی جسکا باعث یہہ تہا کہ جو کاسک واقعہ روس احمد کوبرلی کے عہد میں سلطنت عثمانیہ کے ماتحت ہوئے تہے اُنہوں نے زار روس کی اطاعت قبول کرلی

اور زار پر سلطان کی کسی تحریر کا اثر نہوا۔ آخر وزیر نے چڑہائی کی اور کاسکون کا شہر جہرین یا بقول مورخین اسلام فتح کیا گیا۔ اور نمک کی کان پر قبضہ کیا گیا۔ جسکے سوا اسوقت روس کے پاس اور کوئی کان نمک تہی۔ اور اس فتح کی خوشی مین دار الخلافہ اور دیگر شہرون مین خوشی کے جلسے کیے گئے اور سجائے گئے بقول یورپین مورخین ترک دریائے بوگ سے خوف زدہ ہوکر پیچہے ہٹ گئے اور صلح ہونے پر علاقہ متنازعہ روس کو دیا گیا۔ اور یہہ روس کی پہلی کامیابی شمار ہوتی ہے اس مین شک نہین کہ روسی جاہل و وحشی اور نو دولت اور نوخیز ہونے کے سبب دیگر عیسایون سے زیادہ سرفروش تہے اور جنگی تکالیف کو اور دن کی نسبت زیادہ برداشت کرسکتے تہی ممکن ہے کہ نالائق وزیر پر ان باتون کا اثر ہوا ہو لیکن یہ کہنا کہ روسی ترکون سے زیادہ زبردست یا بہادر تہے ٹہیک نہین کم ہمت وزیر مصطفے کیلئے خاندان کوبرلی اسقدر جنگی سامان جمع کرگیا تہا اور ترکون کو ایسے مفید قومی رستہ پر ڈال گیا تہا کہ اگر مصطفے عقل و تدبیر سے کام لیتا اور الوالعزمی کو کام مین لاتا تو اسوقت روس کی طاقت زائل کرتا اور ماسکو کا فتح کرنا بالکل آسان تہا کریمیا کے تاتاریون کے علاوہ استرخان وغیرہ کے تمام تاتاری مسلمان ترکون کا خیر مقدم کہتے مگر افسوس کہ یہہ خود پسند عیاش۔ لالچی۔ وزیر ڈر کر یا کسی اور سبب آگے نہ بڑہا جسکو یورپین مورخین نے شکست پر محمول کیا خیر کچہ ہو روسیون کے منہ مین خون لگ گیا۔ کہا جاتا ہے کہ وزیر نے یہ صلح اسٹریا سے جنگ کرنے کے لیے کی تہی جسکی میعادی صلح مین ابہی چند سال باقی تہے۔ اور اندرونی بغاوت سے اسٹریا کا قافیہ تنگ تہا۔ ہنگری کا ایک میر کونٹ تکلی اسٹریا کی نوجون کو کئی شکستین دے چکا تہا۔ اور فرانس نے بہی اسٹریا کو زندہ درگور کردیا تہا۔ اودہر کونٹ تکلی نے سلطان محمد چہارم سے امداد کی التجا کی دوسری طرف فرانس نے زور دیا کہ اسٹریا کی کچلنے کا یہ عمدہ موقعہ ہے اسلیے وزیر مصطفے روس کے ساتہہ جلدی فیصلہ کرنا چاہتا تہا۔ اور وہ روس کی نسبت جس نو دولت سے وزیر کو چنداں خطرہ نہ تہا ترکی کے قدیمی دشمن اسٹریا کا کچلنا زیادہ ضروری جانتا تہا۔ اس لیے روس سے ذلیل شرائط پر صلح کرکے فراغت حاصل کی اور روس کا حوصلہ بڑہا دیا۔

جنگ وانیا

وزیر نے باوجود مخالفت شیخ الاسلام و چند دیگر وزرا کے جو قبل از اختتام میعاد صلح لڑائی کرنا خلاف اصول اسلام بتاتے تہے لڑائی کی تجویز پاس کرلی اور ابراہیم پاشا گورنر بوڈہ لیا کو کونٹ تکلی کی

مدد کے لیے لکھا گیا جس خبر کو سنکر اسٹریا بدحواس ہوگیا۔ اور سلطان کی خدمت مین ایلچی بہیجکر تجدید صلح کا خواستگار ہوا۔ مگر وزیر نے ایسی شرائط پیش کین جنکو قیصر اسٹریا منظور نہ کرسکا۔ اور پوپ کی تحریک سے شاہ پولینڈ نے عہدنامہ کو بالائے طاق رکہکر ۴۰ ہزار فوج سے اسٹریا کو مدد دینے کا وعدہ کیا۔ فرانس نے شاہ پولینڈ کو سمجہایا اور اسٹریا کی رفاقت اور ترکون کی مخالفت کے نقصان جتائے مگر شاہ پولینڈ جان سوبیسکی باز نہ آیا۔ مذہبی لڑائی کو جوش مین بڑہا چلا گیا۔ اسیطرح پوپ کی تحریک سے جرمن کی ریاستین بہی اسٹریا کے ساتہہ ہوگئین۔

وزیر مصطفے ۲ لاکہہ ۷۰ ہزار باقاعدہ فوج کے علاوہ تاتاری وغیرہ فوجون کے جنکی مجموعی تعداد سات لاکہہ تک در بارہ سو توپین لیکر سنہ ۱۰۹۴ ہجری مین روانہ ہوا۔ اسقدر فوج کثیر کبہی جمع نہین ہوئی تہی بظاہر کامیابی یقینی تہی اور قیصر اسٹریا جسکے پاس صرف ۳۳ ہزار باقاعدہ فوج تہی ہاتہہ پاؤن بہول گیا۔ اور ویانا ایک جرنیل کے حوالہ کرکے بویریا کو بہاگ گیا۔ اور ۶۰ ہزار آبادی کو بہی بہگا لے گیا۔ مگر باقی ماندہ لوگ طلبائے مدرسہ اور کاریگرون تک شہر کے بچانے کے لیے مستعد ہوگئے۔ اور دن رات قواعد سیکہنے شروع کردیے۔ بہادر کونٹ آف لارین نے جو موجودہ شاہ کا مورث اعلی تہا بیس ہزار فوج قواعد دان قلعہ مین داخل کردی اور خود شاہ پولینڈ کی انتظار مین باہر رہا۔

مصطفے پاشا نے اول تو قلعہ یانق فتح کیا۔ اور پہر ویانا کو روانہ ہوا۔ راستہ مین ایک سو قلعے فتح تاراج منہدم کردیے گئے زراعت اجاڑ دی۔ ہزارون بیکس قتل کیے گئے ایک لاکہہ عیسائی قتل کیے گئے اور لونڈی معہ بچہ تین تین قرش تک بیچے گئے غرضیکہ اس حملہ مین تمام اسلامی اصول کو خیرباد کہا گیا اور ظالمانہ کارروائی مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا جسکا نتیجہ اس متکبر وزیر کو ملگیا۔ خود قتل فوج کو شکست سلطنت کا زوال شروع ہوگیا۔

ویانا نہایت مضبوط اور مستحکم عمارت کے لحاظ سے نہایت خوبصورت تہا۔ عثمانی انجنیرون نے مورچہ بندی اور سرنگ لگانے مین کمال مہارت دکہائی ترکون نے چالیس روز محصورین سے سرنگین لڑائین ترکون نے اٹہارہ اور عیسائیون نے ۲۴ دہاوے کیے۔ اور ایک ایک انچہ زمین پر فریقین کٹتے مرتے رہے اور داد مردانگی دیتے رہے آخر پچاس دن کے محاصرہ کے بعد ایک بڑی سرنگ اور دو روز بعد دوسری سرنگ ترکون نے اڑا دی جس سے سالم پلٹن اس شگاف سے گذر سکتی تہی اگر دیگر سرداران فوج کے مشورہ کے مطابق اسوقت عام حملہ کیا جاتا تو اس کی سیلاب کو کوئی روکنے والا نہ تہا اور ویانا ضرور فتح ہوجاتا۔ مگر خودغرض اور بے تدبیر وزیر نے اس خیال سے کہ اگر شہر عام حملہ سے فتح کیا گیا تو مال غنیمت سے صرف اسکو پانچوان حصہ حسب قاعدہ ملیگا۔ اور باقی سپاہی لینگے حملہ کرنے کا حکم ہی نہ دیا اور ایسے عمدہ موقعہ سے فائدہ نہ اٹہایا۔ اب شاہ پولینڈ اور جرمنی ملکی افواج کی آمد آمد کی خبرین بہی آنے لگین اور سرداران فوج نے کہا کہ قبل پہنچنے اس امدادی فوج کے ویانا کا فیصلہ کرنا چاہیے مگر اس خودپسند وزیر نے جسکو اپنی کثرت فوج اور اسٹریا کی شکستہ حالی سے فتح کا یقین کامل تہا۔ نہ تو ویانا پر حملہ کرنے کا حکم دیا اور نہ پولینڈ وغیرہ کی فوجون کے روکنے کا کچہ انتظام

کیا حالانکہ اگر بالائق وزیر کوشش کرتا تو دریائے دینوب پر فوج پولینڈ کو روک سکتا تہا۔ دشمن بڑہا چلا آیا اور یہان کچھ بھی خیال نہ کیا گیا ترکی لشکر جو ۱۸-۲۰ میل کے دور مین پہیلا ہوا تہا بڑہانیون کی طرح غافل اور بے خوف و خطر پڑا ہوا تہا۔ اپنے اپنے کام مین لگا ہوا تہا کہ عیسایون نے ایک سخت حملہ کردیا اور نادان وزیر کا اُسوقت آنکھین کہلین جب جانباز عیسائی عین کیمپ مین ہوپخ گئے۔ اور زبردست حملے سے فوج کے ایک حصّہ کو بہگا دیا۔ اتنے بڑے لشکر کا ایسے اگہانی حملہ کے وقت انتظام مشکل تہا۔ بے سود دن بہر کے مقابلہ کے بعد ترک ہر طرف سے بہاگ نکلے کچھ مارے گئے اور کچھ آوارہ ہوگئے۔ بقیہ السیف نامرد مصطفے پاشا کے ساتہ بلگریڈ ہوپخ گئے دس ہزار ترک لڑائی مین مارے گئے۔ اور دیگر بیشمار مال غنیمت کے علاوہ توپین ہی مین سو تہین شکست کی بعد عثمانی فوج جو دینا کا محاصرہ کئے ہوئے تہی بیفایدہ لڑتی رہی جسکو نقصان عظیم اُٹہانا پڑا۔

قتل وزیر مصطفے پاشا

جب اس شکست کی خبر سلطان محمد چہارم کو پہنچی تو مصطفے پاشا کو ماہ محرم سنہ ۱۰۹۵ھ مین قتل کرا دیا اور اسکی جگہہ ابراہیم پاشا وزیر اعظم ہوا۔ دینا کی شکست سے یورپ مارے خوشی کے اچہلنے لگا۔ اور اسکو ترکون کے زوال کا یقین آگیا۔ پوپ روم نے یورپ سے ترکون کے نکالنے کیلیے تمام یورپ مین آگ لگادی۔ آسٹریا۔ پولینڈ روس ریاست وینس ہر طرف سے مقابلہ پر کہڑے ہوگئے۔ ماتحت عیسائی صوبہ سروِیہ۔ بوسینا۔ وغیرہ باغی ہوگئے عیسائی رعیت بہی بیوفائی پر کمربستہ ہوگئی۔ اور اسطرح کی چارطرفہ لڑائی سے بہت سا عثمانی علاقہ بہی قبضہ سے نکلگیا۔ اور کچھہ انتظام نہ ہوسکا۔ اس لیے ابراہیم پاشا معزول ہو سنہ ۱۰۹۷ ہجری مین سلیمان پاشا وزیر اعظم مقرر ہوا۔

فرانس کی بیوفائی

فرانس جسکی تحریک سے قرہ مصطفے نے آسٹریا سے جنگ چہیڑی تہی صرف فریبانہ چالین چلتا رہا اور ہر آسٹریا سے فایدہ اٹہانے کی کوشش کرتا رہا۔ اور ہر ترکون کو اُبہارتا رہا۔ اور سوائے ایک دو آسٹریا کے شہرون پر قبضہ کرنے کے اور کوئی صحیح عملی کارروائی نہ کرسکا بلکہ اس شکست کے بعد اُس نے شمالی افریقہ کی اسلامی ریاستین دبانے اور بحیرہ روم مین فرانسیسی بحری اقتدار جمانے کا موقعہ حاصل کرلیا سلطان روم بقدر مشکلات مین مبتلا تہا کہ وہ اپنے ماتحت ریاستہا کو مدد نہین پہونچا سکتا تہا۔ ایماندار فرانس نے اپنے دوست ترکی کے ماتحت علاقون پر حملہ کردیا پہلے الجزائر کو پہر طرابلس روم کو مغلوب کرکے سلطان ترکی سے بالا بالا ہی براہ راست حسب مرضی خود معاہدہ کرلیا

اور اُن بربری ریاستون سے عثمانی اقتدار کہو دیا اور دوستی کے لباس مین اسقدر نقصان پہونچایا کہ دشمنی کی حالت مین ناممکن تہا۔ یہہ ہے یورپ کی دوستی۔ ترکی چونکہ خود کئی سلطنتون سے لڑ رہی تہی فرانس سے علانیہ بگاڑ نہین چاہتی تہی بلکہ غدار فرانس کئی ایک عائتین ایسے وقت مین حاصل کرتا تہا۔

عیسائیون کی فتوحات

یورپ والون نے جو بہ تحریک پوپ دم مذہبی اتحاد برخلاف اسلام قائم کیا تہا اس کے روسے وینس۔ آسٹریا۔ پولینڈ۔ روس سے چو طرفہ جنگ شروع ہوگئی۔ وینس والون نے امید سے بڑھ کر کامیابی حاصل کی یونان کا حصہ کثیر فتح کیا۔ البانیا اور سواحل بحیرہ ایڈریاٹک کے علاقہ کو تاخت و تاراج اور تسخیر کر لیا۔ آسٹریا کے سپہ سالار شاہزادہ یوجین نے ہنگری کے کئی امصار اور قلعہ فتح کر لیے اور پولینڈ والون نے بہی شکست کے بعد ترکون کو نقصان پہونچایا۔ روسیون نے تاتاریون کا دم ناک مین کر دیا۔ اس لیے سلیمان پاشا وزیر اعظم سے جسنے چند فتوحات بہی حاصل کی تہین۔ اخیر ناکامیابی کے سبب فوج بگڑ گئی۔ اور در پے قتل ہوگئی۔ سلیمان پاشا بہاگ کر قسطنطنیہ پہونچا۔ جہان فوج کے خوف سے سلطان نے سلیمان پاشا کو قتل کرا دیا۔ اور اسکی جگہہ سیاوس پاشا وزیر اعظم ہوا۔

سُلطان محمد چہارم کی معزولی

سُلطان محمد چہارم نے سلطنت کا تمام بوجہہ خدا پر رکہا ہوا تہا۔ خود ہمیشہ شکار اور لہو ولعب مین مشغول تہا محمد اور احمد کوبرلی کی وزارت کے دنون مین تو اس علیحدگی کا کچھ اثر نہ پڑا۔ اور نہ کسی نے خیال کیا۔ مگر ان لائق وزرا کے مرنے کے بعد سلطان کی اس علیحدگی اور لہو پسندی کو لوگ محسوس کرنے لگے جب نالائق مصطفے پاشا کی ہاتہون سلطنت تباہی کی حد تک پہونچی۔ کہ جسکو وزرا ابراہیم اور سلیمان بہی سنبہال سکے عیسایون کی فتح کی خبرین آنے لگین کئی شہر دشمن نے چہین لیے اور تب بہی سلطان نے شکار کے شغل سے ہاتہہ نہ اٹہایا۔ اور نہ سلطنت کے کاروبار مین توجہ کی قحط سے ملک تباہ ہو رہا تہا۔ آتش زنی کے متواتر واقعات سے رعایا الگ برباد ہو رہی تہی ایسی حالت مین سلطنت کی بہتری اسی مین خیال کی گئی کہ سلطان محمد چہارم کو معزول کیا جائے چنانچہ یہہ سُلطان ۱۰۹۹ ہجری مین ۴۰ سال کی حکومت اور ۴۸ سال کی عمر مین تخت سے اُتار اگیا۔ اور ۵ سال بعد مر گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

یہ سلطان علم دوست علم پرور تہا۔ علم تاریخ کا بڑا شائق تہا۔ مورخین کی بہت قدر اور پرورش کرتا تہا اپنے عہد کے واقعات لکہنے سے واسطے وقائع نگار مقرر کر رکہے تہے۔

سلطان سلیمان ثانی بن ابراہیم

سلطان محمد چہارم کے بعد اُسکا بہائی سلیمان ثانی سلطان ہوا جو ۴۵ سال قید حرم سرائے مین رہ کر بہت کچھ
متانت و انکساری کفایت شعاری غربا پروری کا مادہ حاصل کر چکا تہا۔ یہہ سلطان پابند شرع متقی دیندار مخالف ہر ایک
قسم کے لہو لعب سے متنفر تہا مگر اُسکو سلطنت ایسے وقت مین ملی جبکہ سلطنت کی چولین ڈہیلی ہو رہی تہین
چارون طرف سے شکست کی خبرین آرہی تہین خزانے خالی تہے فوج مین سرکشی و تمرد کا زور و شور تہا۔
ینیچری اپنے افسر کو مار کر اور وزرا کے قتل کے درپے ہوگئے اور کئی ایک زیر لٹ گئے۔ وزیر اعظم سیاوس پاشا
(سیاوس پاشا) بہی مردانہ مقابلہ کرتا ہوا ینگچریون کے ہاتھ سے قتل ہوا اور اُ ” “ بہ بوڑہا اسمعیل پاشا مقرر ہوا
اسٹریا نے بہت سا علاقہ فتح کر لیا اور وینس والون نے کئی شہر لے لیے اس لیے اسمعیل پاشا بہی تین ماہ بعد معزول
کیا گیا۔ اور تکفور طاغلی مصطفے ۱۱۰۱ ہجری مین وزیر ہوا اور اُسکی جگہہ عام انتخاب سے مصطفے کوبرلی برادر احمد
کوبرلی وزیر اعظم ہوا۔ فوج لیکر اسٹریا کے مقابلہ کو روانہ ہوا۔ مگر اسٹریا نے بلگریڈ جیسے ضروری اور مضبوط
قلعہ کو فتح کر کے ہنگری وغیرہ سے ترکون کو نکال دیا یہ خبر سُنکر سلطان سلیمان نے خود بذاتہ جہاد پر جانیکا ارادہ
کیا۔ مگر خزانہ خالی تہا۔ اس لیے مجبوراً رعایا سے درخواست امداد کی گئی۔ اور ہر ایک متمول کو دو دو سو سوار
دینے کو کہا گیا۔ مگر اسٹریا نے ہنگری۔ ٹرنیلونیا۔ سرویا۔ بوسینا وغیرہ کی طرف سے برابر پیش قدمی جاری رکھی اس
لیے سلطان نے ذوالفقار آفندی کو سفیر بنا کر قیصر اسٹریا کے پاس انعقاد صلح کے لیے روانہ کیا اور یہ پہلا
موقعہ ہے کہ عثمانیہ سلطان کسی عیسائی سلطنت سے خود درخواست صلح کرتا ہے۔ قیصر اسٹریا جسکے بزرگون فیاض
سلاطین عثمانیہ بارہا لب گور تک پہنچا کر اُسکی درخواست صلح کو منظور کر کے تازہ زندگی بخش چکے تہے اب ایک
دفعہ کی کامیابی سے غرہ ہو کر آنکہون پر بے مروتی کی پٹی باندہ کر سفیر عثمانیہ سے اس قسم کے آداب و تسلیم کا
خواہان ہوا جو ایک مسلمان کو کبہی گوارہ نہ ہو سکتی تہی۔ وہ تین جگہہ سجدہ کرائے اور پہر نہایت عجز و انکسار کے ساتھ مراسلہ
سلطانی کو قیصر کے ہاتھ چوم کر دینے سے عثمانیہ سلطان ایک باجگذار رئیس سے زیادہ وقعت رکہتا ہوا دکہائی
نہ دیتا تہا۔ علاوہ اسکی شرائط بہی اسقدر کڑی اور سخت تہین کہ جسکو غیور سلیمان ثانی منظور نہ کر سکتا تہا۔ اس لیے دس ماہ
کی فضول نامہ و پیام کے بعد سلطان سلیمان ثانی نے جب دیکہا کہ مغرور قیصر صلح نہین کرتا اس لیے لڑائی پر نکلا سلطان
اور وزیر اعظم مصطفے نے اپنے اپنے تمام سونے چاندی کے برتن گلوا کر دار الضرب مین بہیجدیے اور دیگر ارکین
سلطنت اور پرجوش حامیان اسلام نے بہی ہر طرح کی مالی۔ جانی امداد دی وزیر نے عیسائیون کے تالیف
قلوب مین بہی کوئی کوتاہی نہ کی چنانچہ صوبجات مفتوحہ کے عیسائی جو صدیون سے سلاطین عثمانیہ کے زیر سایہ

امن و امان آزادی سے زندگی بسر کرتے رہے تہے۔ اور آسٹریا کے متعصب و ظالم حکام کے چند روزہ حکومت سے
تنگ آ گئے تہے اور ترکون کی ماتحتی کو آسٹریا کے مقابلہ مین نعمت جانتے تہے۔ بس ایک لاکہہ باقاعدہ فوج بلگریڈ پہ
روانہ ہوا اور آسٹریا کی فوج کو کئی شکستین دیکر تمام بڑے بڑے شہر مثلاً نیسا۔ وڈین۔ سمندریا۔ بلگریڈ فتح
کر کے سلطانی سکہ جما دیا۔ اور وزیر مظفر و منصور ہو کر واپس ہوا۔

سنہ ۱۱۰۶ھ مین پہر آسٹریا نے سر اٹہایا اور وزیر مصطفے سے شکست پائی اس سال ماہ رمضان مین سلیمان ثانی
استسقا مین مبتلا ہو کر پچاس سال کی عمر اور تین سال نو ماہ کی حکومت کے بعد فوت ہوا۔ سلطان سلیمان کے عہد مین
روسیون اور پولون کے مقابلہ مین کریمیا کے خان نے بہت کچہہ کامیابی حاصل کی روس اور پولینڈ کی متفقہ
فوج کو شکست ہی ندی بلکہ خود حملہ آور ہو کر پولینڈ کو پامال کر دیا۔ مگر ونیس کے مقابلہ مین ترکون کو ہر جگہہ
زک ملین تموریا کا صوبہ کلہم ونیس والون نے فتح کر لیا۔ اور ملکی انتظام کا سکہ اٹہا لیا۔ اور ایڈریاٹک کی
سواحلی علاقہ کو بہی لے لیا۔

مصطفے کوبرلی جو اپنے باپ اور بہائی کے جملہ اوصاف رکہتا تہا بہت سے نقصون کو دور کر کے زبردست حریف
آسٹریا کے مقابلہ کو روانہ ہوا۔ کیونکہ روس پولینڈ ونیس سب کی جرأت کا باعث بہی ایک قیصر آسٹریا تہا۔
اسکے مغلوب ہونے سے باقی تینون مخالف سلطنت عثمانیہ کا صدمہ نہین اٹہا سکتے تہے سلطان سلیمان
نے خود علم مقدس وزیر اعظم مصطفے کوبرلی کے حوالہ کیا تہا۔ اور وزیر جنگ آسٹریا کو جا رہا تہا کہ سلطان سلیمان
فوت ہو گیا۔ اور سلطان احمد اسکا بہائی تخت نشین ہوا۔ اور مصطفے کوبرلی بدستور وزیر اعظم رہا وزیر نے بلگریڈ
پہونچ کر کل سامان درست کر لیا۔ اور دریاے ڈینوب کے کنارے آگے بڑہا۔ اور شاہزادہ لوئیس آسٹریا
کی فوج لے کر مقابلہ کو نکلا۔ بمقام سالان کیمان دونون فوجون کا مقابلہ ہوا۔ ترکی بیڑے نے فتح پائی
مگر خشکی پر معاملہ برعکس نکلا۔ سرداران فوج کی رائے تہی کہ ترکی مورچون کے پیچہے ہو کر آسٹریا والون کے حملہ کا
انتظار کیا جائے مگر وزیر اعظم نے جو ایک مشہور جرنیل تہا اسکو بزدلی خیال کیا لڑائی شروع کر دی توپخانہ کو آگے
بڑہایا گیا۔ مخالف نے دوسری طرف جدہر علم مقدس لہرا رہا تہا۔ بڑہنا شروع کیا۔ اسمعیل پاشا نے ایشیائی
فوج کے ساتھ شاہزادہ لوئیس پر حملہ کیا اس کے سوار اس کہائین جو سپاہ آسٹریا نے درخت کاٹ کر اپنی
کیمپ کے گرد لگا دیے تہے پہنس گئے اور آسٹریا کے توپخانے نے انکو بہوننا شروع کیا۔ اور اسمعیل پاشا کو دہیر
ہٹنا پڑا۔ عیسائی توپخانہ نے خاص وزیر کی فوج کو بہی نقصان پہونچایا۔ وزیر جو تہور اور شجاعت مین بے نظیر تہا
بجائے اسکے کہ کسی اور جرنیل کو حملہ کا حکم دیتا اپنی خاص اردل کے رسالہ کو لے کر تلوار کہینچ کر اللہ اکبر
کے نعرے مارتا ہوا۔ عیسائیون کی فوج قلب پر ٹوٹ پڑا۔ اور شمشیر کی طرح عیسائی صفون کو چیرتا ہوا

قلب فوج ٹوٹ ہو بچ گیا اور کشتون کے پشتہ لگانے لگا۔ اور باقی فوج اسلام بھی اسیطرح ٹوٹ پڑی اور قریب تہا
کہ بہادر وزیر کی تلوار دشمن کا فیصلہ کر دیتی کہ اس بے احتیاطی کے حملہ مین گولی کے لگنے سے گرکر شہید ہوکر
سلطنت کی امیدون پر پانی پہیر گیا۔ وزیر کے حملہ آور ہمراہی اور دیگر مسلمان جو ابہی شیرون کی طرح لڑکر دشمن
کو گاجر مولی کی طرح کاٹ رہے تہے محبوب قوم وزیر مصطفے کوبرلی کی شہادت کی خبر سنکر حواس باختہ ہوگئے
اور بے سر ہونے سے بے انتظام ہوگئے جسکا نتیجہ عیسائیون کی فتح ہوا۔ ترک ۲۸ ہزار شہید ہوئے کل ترکی
کیمپ و اسباب پچاس توپین عیسائیون کو ملین اور اس شکست سے صوبہ ہنگری ترکون کے قبضہ سے نکلگیا
وزیر مصطفے کو یہ شکست محض تہورسے ہوئی ورنہ اگر خود زندہ رہتا تو شکست کا ہرگز وہم وگمان نہ تہا اس سے
پہلے مقدونیہ اور البانیا مین فتح پاچکا تہا۔ اور کل مفسدین سے ملک خالی کرچکا تہا۔ یہہ وزیر بہادر منتظم و
بے تعصب تہا اسکو عیسائی رعایا ویسا ہی دل سے پیار کرتی تہی جیسے کہ مسلمان چنانچہ اکثر عیسائیون نے اس وزیر
کا عام لطف و رحمت اور عدل و انصاف بے تعصبی دیکہکر خود بخود عیسایون کے برخلاف ترکون کا ساتہہ
دینا اختیار کرلیا تہا۔

سلطان احمد ثانی بن ابراہیم

مصطفے کوبرلی کی شہادت پر علی پاشا وزیر اعظم مقرر ہوا جسنے تنگ کر انگلستان اور ہالینڈ کے ذریعہ اسٹریا
کے ساتہہ صلح کرنیکی تجویز کی جسکو فرانس پسند نکرتا تہا۔ فرانس چاہتا تہا کہ ترکی اور اسٹریا کی لڑائی جاری رہے اور
اپنے قدیم دشمن اسٹریا کی اس مشغولی سے فائدہ اٹہاے یہہ خود غرض دوست کبہی بہی اپنے قدیمی محسن سلطان ترکی
کی فوجون کے دوش بدوش ہوکر ترکی کے دشمنون سے نہ لڑا ہمیشہ روبہ بازی کی چال ہی چلتا رہا۔ انگلستان اور
ہالینڈ کا عثمانیہ پولیٹکل خارجی امور مین دخل دینے کا یہہ پہلا موقعہ ہے اسٹریا نے ایسی سخت شرطین پیش کین کہ باب
عالی نے خلاف شان خلافت سمجہکر مسترد کردین اور لڑائی بدستور جاری رہی اور علی پاشا اپنی بدمزاجی کے سبب
معزول ہوکر جزیرہ قبرس مین جلاوطن کیا گیا۔ اور حاجی علی پاشا گورنر حلب وزیر ہوا جسکے عہد مین سمرنہ زلزلہ
سے اور قسطنطنیہ کا چوتہا حصہ آگ سے برباد ہوا۔ حاجی علی برخاست کیا گیا۔ اور بقلو مصطفے پاشا وزیر ہوا۔ اب
اسٹریا والون نے بجبر و بکثرت مقام بلگریڈ کو گہیر لیا۔ باب عالی نے جرار فوج اور کمک بلگریڈ بہیجدی اور محاصرہ اٹہادیا۔
اور پیش قدمی بہی کی پولینڈ اور ولیشیا مین بہی ترکون کو شکست ہوئی اہالی ونیس نے جزیرہ کیوس فتح
کرلیا۔ اس نازک حالت مین سلطان احمد سنہ ۱۱۰۶ہجری ۵۴ سال کی عمر بعد تین سال ۸ ماہ کی سلطنت
کے بعد فوت ہوا۔

سلطان مصطفےٰ ثانی بن سلطان محمد چہارم

سلطان احمد کے بعد اُسکا بھتیجا سلطان مصطفےٰ ثانی تخت نشین ہوا۔ یہہ سلطان بہادر الوالعزم جنگجو تھا تخت نشینی سے تین روز بعد ہی فرمان ذیل جاری کیا۔ جسکا خلاصہ عربی لکھا جاتا ہے

فرمان سلطانی

لایجوز لعبید اللہ ان یتمتعوا بالراحۃ وھم علی سریر السلطنۃ فمن الآن وصاعداً احتم ان التلذذ والکسل بھجر من دولتی العلیۃ لان الاعداء قد احاطوا بمملکۃ الاسلام واستاسروھم وسوف نارھم انشاء اللہ تعالی واسیر امام جیوشی لان جدی سلیمان العظیم الذی تصاعد رایحۃ الطیب من قبرہ لم یکن یرسل وزرائہ فقط للجھاد بل کان یخرج بنفسہ للمبادرۃ فی الجھاد المقدس ان فخرہ ومجدہ قد انتشر فی جمیع الاقطار المسکونۃ وانا سوف اصنع نظیرہ فاطیعوا امیر المومنین والسلام۔

اس دانا اور محب قوم سلطان عثمانیہ نے سلطنت کی کمزوری اور دشمنون کی سینہ زوری کی صاف صاف وجہ اس فرمان مذکور مین بتلادی ہے کہ چونکہ سلطان عثمانیہ۔ عیاش۔ اور آرام طلب۔ کاہل۔ جہاد۔ لڑائی سے گریز کرنے والے تھے اور لڑائی کا تمام بوجہ وزرا پر ہی چھوڑ رکھا تھا۔ اس لیے مخالفون نے چارون طرف سے شکستین دینی شروع کین اور سلطنت کی عزت مٹنے لگی وہ سلاطین عثمانیہ کو بہ تقلید سلیمان اعظم مجاہد فی سبیل اللہ۔ تبانند۔ قتال شائق غزا ہونا ضروری جانتا تھا۔ اور جنگی کمان کو خود ہاتھ مین لینا سلطنت کے عروج کے لیے ضروری بتاتا ہے اس فرمان کو دیکھکر جو ایک ایسے سلطان اور اُسکی ارکان کے وعقل کے تجربہ کا نتیجہ ہے جو مورخ کی نسبت اپنی ذاتی ذمہ داریون اور مشکلات کو زیادہ تر سمجھ سکتا ہے سلطنت عثمانیہ کے زوال وانحطاط کا باعث کسی اور چیز کو قرار دینا۔ غلطی بلکہ نادانی ہے اور یہہ اصول وہ ہین جس سے ہمیشہ دنیا کی سلطنتون کو عروج وزوال ہوتا رہا۔ جس قوم کی جنگی طاقت مضبوط انتظام درست بادشاہ بہادر وہ قوم دیگر اقوام مین زبردست رہی تھی۔ سلاطین آل عثمان نے جو حرم سرا کی چار دیواری سے باہر نکلنا چھوڑ دیا اور جنگی کاروبار کو محض وزرای سلطنت پر رکھا تو اُسکا نتیجہ یہہ نکلا۔

(۱) سلاطین کا جنگی بہادرانہ رعب کھویا گیا جنگی فوج نڈر ہوگئی۔ اور تخت وتاج کی مالک ہوگئی اور سلاطین ہمیشہ دبتے رہے اور وقار سلطانی کھوتے رہے۔

(۲) سلاطین کے جنگی امور سے علیحدگی او نقیش نے دیگر امرا و رعیت پر بھی اثر ڈالا اور بقول الناس علی دین ملوکہم رعایا بھی جہادی جوش کھو بیٹھی۔

(۳) جسطرح کہ سلاطین کے سامنے میدان جنگ مین فوج جانین لڑا سکتی ہے اسطرح وزرا کی ماتحتی مین جان فروشی کی امید کم ہو سکتی ہے وزرائے کا عزل و نصب بلکہ موت و حیات فوج کے ہاتھہ ہو گئی۔ کمزور سلاطین کو فوج و سپاہ کے مطالبات سے انکار کرنے کی جرأت نرہی۔

پس سلطان مصطفی ثانی کا فرمان نہایت قابل قدر تہا اور وہ سلطنت عثمانیہ کا طبیب حاذق تہا۔ سلطان کی یہہ تشخیص بنا بر سرور کائنات صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی حدیث شریف، ماترک قوم الجھاد الا عمہم العذاب کی تعمیل مین تہی سلطان نے خود جنگ آسٹریا کے لیے جانیکا قصد کیا۔ دیوان دیوان امرانے تین دن کے کمیٹی بعد عرض کیا۔ کہ خود سلطان میدان مین نجائین وزیر کو روانہ کرین مگر بہادر اور مشتاق جہاد سلطان نے خود فوج کی کمان لی اور بلگریڈ سے روانہ ہو کر شہر قلعہ تمیشور، قرآن سبس۔ تیا۔ لوکاس وغیرہ کئی قلعے فتح کر لیے۔ اور لوکلس کے قریب آسٹرین فوج کو جو اعثمانیہ لشکر سے پانچ گنا تہی خونخوار معرکہ کے بعد بہگا کر جنرل فیترانی کو معہ نصف فوج تلوار کی گہات اوتاردیا اور تمام توپخانہ اور سامان جنگ وغیرہ ترکون کے ہاتھ آیا۔ تاتاریون نے پولینڈ پر حملہ کر کے ممبر گ تک ملک کو تاخت و تاراج کر دیا اور موسم جاڑا بسر کرنیکے لیے ہنگری کے قلعون مین کافی فوج چہوڑ کر ایڈریا نوپل کو واپس ہوا۔

اسی سال پیٹر اعظم زار روس نے جو نہایت اولوالعزم بہادر جفاکش بادشاہ گذرا ہے ترکون کی کمزور حالت دیکھ کر بحیرہ ازاف پر حملہ کیا اور تین مہینہ کے محاصرہ کے بعد تیس ہزار روسی ترکون سے کٹوا کر واپس ہوا۔

جسطرح کہ سلطان مصطفے ثانی کو خشکی مین فتوحات حاصل ہوئین اسیطرح بحری فوج نے بھی دو دفعہ وینسی جہازون کو ٹوسنی امیر البحر حسین پاشا نے شکست دیکر جزیرہ ساقو (ساقس) کو فتح کر لیا۔

سُلطان کا غزوہ ثانی

سلطان کو خبر پہنچی کہ آسٹریا نے جنرل فیترانی مقتول کی بدنامی دور کرنے کے لیے مشہور بہادر فرانسیسی جرنیل یوسین کو فوج کثیر دیکر مقابلہ کو روانہ کیا ہے۔ اس لیے سلطان مصطفے ہی ۱۱۰۸ھ کو ایک لاکھ فوج سے قسطنطنیہ سے نکلا اور ایڈریا نوپل پہنچکر بمشورہ وزرائے خود وہین مقیم رہا۔ عثمانیہ لشکر نے کئی میدان فتح کیے اور عیسائی منغ وادکشیر قتل ہوے اور یوجین شکست پاکر واپس ہٹ گیا۔ اور سلطان فتحیاب ہو کر دارالسلطنۃ کو واپس چلا آیا

جنگ آسٹریا

۱۱۰۹ہجری میں فرانسیسی جنرل یوجین فوج کثیر لیکر ٹوٹا اور سلطانی امصار پر آپڑا۔ سلطان خود معہ وزیر اعظم فوج
جرار لیکر شہر یا کی فوج کے مقابل کو روانہ ہوا۔ رستہ میں کئی قلعے اور شہر فتح کیئے اور خفیف خفیف معرکوں میں
آسٹرین فوج کو شکست دی جنرل یوجین جنگی لیاقت اور تجربہ میں بڑھا ہوا تھا وہ ہر ایک سلطانی تجویز کو کاٹتا رہا
اور جن مفید مقامات کو سلطان لینا چاہتا تھا ان مقامات کو مدبر جرنیل نے پہلے ہی مضبوط کر رکھا تھا۔ یہہ کہا جاتا
ہے کہ سلطانی وزرا میں نفاق تھا وہ کسی مفید مشورہ پر متفق نہیں ہو سکتے تھے اور انہی امور کو وجہ شکست
قرار دیا جاتا ہے لیکن وزیر اعظم کے منصوبے اگر پورا اترتے تو ضرور ترکوں کو فتح ہوتی مگر جعفر پاشا نے جسکو
جنرل یوجین نے قید کر لیا تھا۔ جان کے خوف سے وزیر کی جنگی منصوبوں سے جنرل یوجین کو مطلع کر دیا۔ پس ۱۱
ستمبر ۱۶۹۷ء کو جبکہ سلطان اور کل فوج سواران اور توپخانہ کا حصہ کثیر دریاے تھی اسکو عبور کر چکا تھا اور صرف
وزیر فوج پیدل کے ساتھ دائیں کنارے پر رہ گیا تھا۔ یکایک آپڑا اور صرف دو گھنٹہ دن باقی تھا۔ کہ لڑائی شروع
کر دی گئی سلطان اور اسکی فوج کا حصہ کثیر دریا عبور نہ کر سکا۔ اور نہ لڑائی میں حصہ لے سکا۔ سرکش ینگچریوں نے
اپنے افسروں کو ہی قتل کرنا شروع کیا۔ وزیر الماس پاشا شہید ہو گیا۔ اور ترک بدحواس ہو کر بھاگ گئے سلطان
یہہ حالت دیکھکر باقی فوج لے کر تیمسوار کو چلا گیا ما دبیش ۲۰ ہزار ترک مارے گئے۔ جب یورپین مورخ مانتے ہیں
کہ دو گھنٹہ دن باقی تھا کہ لڑائی شروع ہوئی اور شام تک میدان صاف ہو گیا۔ تو اس سے صاف ظاہر ہے
کہ کوئی مقابلہ نہیں ہوا۔ محض ترکوں کی غفلت اور ناتجربہ کاری باہمی نااتفاقی ینگچریوں کی غداری۔ اور
جنرل یوجین کی ہوشیاری و مآل اندیشی سے فتح حاصل ہوئی نہ سلطان کو اپنی شجاعت دکھانے کا موقعہ ملا اور
نہ ترکوں کو دل کھول کر دشمن سے مقابلہ آرا ہونا نصیب ہوا۔ جنرل یوجین نے ایسے وقت حملہ کیا جبکہ
سلطان اور فوج کا حصہ کثیر دریا سے عبور کر چکا تھا دن غروب ہونے کے قریب تھا نہ اسوقت فوج اس قدر جلدی
واپس آسکتی تھی اور نہ مورچہ بندی ہو سکتی تھی اگر سلطان دریا سے گذر کر حصہ بھی لیتا تو باغلب وجوہ شکست پاتا
پس اس شکست سے سلطان پر سوا سوء تدبیری کی بزدلی کا الزام نہیں لگ سکتا۔

اس شکست فاش کے بعد سلطنت کی خوش قسمتی سے حسین کوپرلی بن حسن محمد کوپرلی کا بھتیجا وزیر اعظم ہوا۔
جسنے مالی و ملکی اصلاحات سے سلطنت کو سنبھال لیا۔ جدید فوج بھرتی کر کے آسٹریا وینس روس کے مقابلہ پر روانہ کی
مگر یہہ مدبر وزیر سلطنت کی مالی کمزوری سے واقف تھا اس لیے فرانس انگلستان ہالینڈ کی وساطت سلسلہ
صلح ہلایا گیا۔ اور فرانس۔ انگلستان۔ روس۔ آسٹریا۔ وینس۔ پولونیا۔ ہالینڈ کے وکلائ نے ۷۲
یوم میں ۳۶ اجلاس کرنے کے بعد معاہدہ کارلوزیر مرتب کیا جسکے رو سے آسٹریا کو ہنگری۔ ٹرنسلونیا ہر دو اور
کل صوبے سلیوونیا کا بادشاہ تسلیم کیا گیا۔ اور سلطنت عثمانیہ کا بازو کٹ گیا۔ اسکے فتوحات ہی بند نہ ہو گئیں

بلکہ عیسائی سلاطین کو ممالک عثمانیہ کے غصب کرنے کا ڈہب آگیا چنانچہ پیٹر اعظم نے اس کی تقلید مین آیندہ جارحانہ
حملات شروع کیے آسٹریا سے تو معاہدہ کارسودیز کے مطابق ۲۵ سال کی میعادی صلح ہوگئی لیکن پیٹر اعظم
نے دو سال سے زیادہ صلح نہ کی کیونکہ ترکی پر متواتر حملات کرنے چاہتا تہا اور بدنیت دول یورپ اُسکو اوکسا رہی تہین
وہ سمجھ چکا تہا کہ ترکون مین وہ سچا جوش نہین رہا جو محمد فاتح یا سلیمان اعظم کے وقت مین تہا اور روسیون کی
اٹھتی جوانی تہی اس لیے اُس نے اضاف پر چڑہائی کی اول تو شکست کہائی مگر دوسری بار ازاق کو فتح کر لیا حسین
کوبرلی نے جنگی بیڑا روانہ کیا جسنے کسی قدر کامیابی حاصل کی مگر ازرف اُس سے واپس نہ لے سکا حسین کوبرلی
نے پل - مدارس - مساجد - فوجی بارکین - حوض - نہرین - ہر ایک شعبہ مین ترقی دی - ملک کی
بغاوت کو دور کیا - اس وزیر کا بہتیجا ایک شاہی کنیز کے عشق کے جرم مین قتل کیا گیا - اور نیک نہاد
وزیر اسی بدنامی و غم کی وجہ سے مستعفی ہوگیا - حسین کی جگہہ ظالم اور جاہل دولت بان پاشا سرلی نشانزا
وزیر ہوا جو اپنی سفاکی اور نالائقی کے سبب چار ماہ بعد معزول ہوکر قتل کیا گیا - اور اسکی جگہہ رامی پاشا
وزیر ہوا - اُس نے حسین کوبرلی کی قدم بقدم چلنے کی کوشش کی عدل و انصاف کو شیوہ بنایا ظالم
اور رشوت خوار حکام کو سزائین دینے لگا - ینگچریون کے افسرون کو بہی کوڑے پٹوائے گئے -
ینگچری جو خلیع العذار ہو رہے تہے اس بار کو نہ سہار سکے اور علما جو معاہدہ کارلوویز سے سلطان کے برخلاف
تہے سب نے ملکر شورش کردی اور سلطان مصطفے کی معزولی کا فتوی لکہا گیا - اور شیخ الاسلام فیض اللہ آفندی
قتل ہوا سلطان مصطفے نے یہ فتوی سُنکر خود بخود ہی اپنے بہائی احمد کو تاج اور عصا دیدیا اور سلطنت سے
علیحدہ ہوگیا - اور ۸ سال چار ماہ کی حکومت ۴۱ سال کی عمر ۱۱۱۵ھ ہجری مین معزول اور ۱۱۱۶ھ ہجری
مین فوت ہوا -

سُلطان احمد ثالث بن سلطان محمد چہارم

سلطان احمد نے تخت نشین ہوتے ہی پیٹر اعظم زار روس کو اس کی پیشقدمی اور زیادتیون پر متنبہ کیا - بحیرہ سود
کی طرف سے مضبوط قلعبندیان کی گئین - اسی عہد مین روس - سویڈن سے فرانس آسٹریا سے لڑ رہا تہا - فرانس
نے ہرچند کوشش کی کہ ترکی آسٹریا اور روس کے برخلاف اعلان جنگ کرے مگر فرانس جو ہمیشہ اپنے ذاتی فائدہ
کے لیے ایسی تجویزین پیش کرتا رہتا تہا - اور کبہی بہی رفیق شفیق بنکر ترکون کے دشمنون سے معرکہ آرا
نہ ہوا تہا - اس کی اسوقت کے ہل پکار کا کچہ اثر نہ ہوا اور سُلطان احمد یہ کہکر کہ گوشت محو دندان سگ
علیحدہ رہا - کہا جاتا ہے کہ اگر سُلطان چاہتا تو اس موقعہ پر وہ اُن تمام صوبجات ہنگری اور ٹنیلونیا کو واپس

لے سکتا تہا جو معاہدہ کارلووِتز کے رو سے ترکون کے قبضہ سے نکل گئے تہے اور اسیطرح روس سے ازاف بھی
واپس کیا جا سکتا تہا۔ اور نو دولت زار روس کو کچلا جا سکتا تہا۔ اور یہ امر سلطان احمد کی بزدلی یا لاپرواہی
اور بدبرین سلطنت کی نادانی پر محمول کرتے ہین لیکن اصل بات یہہ ہے کہ سلطنت عثمانیہ ایک تو میعادی صلح کا اندر عہد
شکنی کرنی خلاف اصول اسلام جانتی تہی دوم عیسایون کے جہگڑون سے الگ تہلگ رہنا چاہتی وہ کسی سلطنت کو اپنا
دلی خیر خواہ نہین جانتی تہی اور آسٹریا سے چند بار نقصان اُٹہا چکی تہی جسکو ہر دفعہ یورپ کے عیسائی ملکہ خصوصًا فرانس
جرنیل یوجین نے میدان اثنا مین شکست دی تہی۔ خیر کچہہ ہوا خدا کو ہی منظور تہا کہ روس کی طاقت بڑہے۔

روس سے لڑائی اور پیٹر اعظم کی ذلت

روس نے ۱۱۲۱ ہجری مین سویڈن پر جسکا علاقہ بحیرہ بالٹک کے مشرقی اور جنوبی کنارون کے وسیع صوبون تک
پہیلا ہوا تہا چڑہائی کردی۔ چارلس شاہ سوئیڈن نے اسی ہزار فوج کے ساتھ پیٹر اعظم زار روس کو گہیر لیا۔ اور کئی قلعہ
اور شہر چہین لیے اور ماسکو دار السلطنۃ روس سے صرف دس دن کے رستہ پر پہنچگیا۔ اسکو اپنی مرکز فوج سے دور
ہو جانے اور ایک امدادی دستہ کو تباہ ہونے سے وہ ایک وبا مین بارہ ہزار سویڈن کی فوج کی ہمراہ گہیر
گیا اور غیور متہوروں کی طرح زار کے مورچون پر حملہ آور ہوا۔ آخر جو تہور کا نتیجہ ہوتا ہے وہ اس بادشاہ کو بہی
بہگتنا پڑا۔ روسی گولون سے چارلس کی فوج ہلاک ہو گئی۔ اور خود زخمی ہوکر تہوڑی سی فوج کے ساتہہ دریا تیر کر
ترکی علاقہ مین چلا گیا۔ اور وہان سے سلطان احمد کی خدمت مین قسطنطنیہ حاضر ہوا جہان اسکی کمال درجہ کی خاطر
ومدارات کی گئی۔ اور ہر ایک قسم کا سامان عیش عشرت مہیا کیا گیا۔ چارلس نے سلطان سے مدد کی درخواست کی مگر میعادی
صلح کا توڑنا مناسب نہ سمجہا گیا۔ لیکن خود زار نے عہدنامہ کا پاس نہ کیا چارلس جو ایک ہزار سویڈش سوار پولینڈ
کے سرحد کے قریب عثمانیہ علاقہ مین چہوڑ آیا تہا۔ انپر حملہ کرکے قتل کر دیا۔ اور اس سے عثمانیہ سلطنت کی حرمت کا
کچہ پاس نہ رہا یہ کارروائی بمنزلہ اعلان جنگ تھی بایعالی کی شکایت پر بہی زار روس نے کچہ توجہ نہ کی بلکہ چارلس شاہ
سویڈن کے ترکی علاقہ سے نکلنے کا مطالبہ کیا۔ آزاف اسود کے بندرگاہ کی قلعبندیان کی گئین۔ کئی
ایک جدید قلعہ تیار کیے۔ اور خان کریمیا کے کچلنے کا پورا سامان کر لیا۔ پولینڈ کو اپنے ساتہہ ملا لیا سلطنت عثمانیہ
مین زیادہ تر کلیسائی یونانی کے عیسائی تہے سب کو آزادی دلانیکا دہوکہہ دیکر ترکون کے مخالف کر دیا اور اسی
وجہ سے پیٹر اعظم ترکون سے چہیڑ خانی کر رہا تہا سلطان کی عیسائی رعیت کے بگڑنے سے عثمانیہ سلطنت کی کمزوری
اور خود پیٹر اعظم کی نیکنامی متصور تھی وہ عیسائی دُنیا مین حامی دین مسیح بنکر آئندہ یورپ مین اپنا اقتدار جمانا
چاہتا تہا۔ ان سب باتون کو وزیر اعظم نظر غور دیکہتا رہا مگر سلطان احمد کی آرام طلبی سے کچہ نکر سکا۔ مگر جبکہ

چارلس کی متواتر امداد و درخواست اور والدہ سلطان کی اصرار اور خود روسی سفیر کی بے ادبی سے جسکا جہاز بلا اجازت سلطان حرم سرائے سلطانی کے نیچے آکھڑا ہوا تہا رعایا کے علاوہ سلطان بہی غصہ کو ضبط نکرسکا علاوہ برین فرانس نے جو مدت سے لڑائی کے لیے ابہار رہا تہا سلطان کو اس کی ترقی اور سینہ زوری سے بخوبی آگاہ کیا اور لڑائی پر زور دیا۔ اور خان کریمیا جسکو روس کی روز افزون طاقت سے اور زبردست تیاریون سے اپنی یقینی موت نظر آرہی تہی پیٹر اعظم کی چالاکیون سے سلطان کو خبردار کیا اور جنگ کے لیے ان تمام بواعث سے سلطان احمد نے بڑے زور وشور سے تیاریان شروع کین پیٹر اعظم نے جو ابہی ایک سال مکمل تیاری کے لیے ترکون سے مقابلہ کرنا نہین چاہتا تہا۔ اپنے سفیر کی معرفت سلطان کو لڑائی سے ٹالنا چاہا مگر مندرجہ بالا واقعات ایسے صریح اور صاف تہے کہ جس سے پیٹر اعظم کی بدنیتی عیان تہی پیٹر اعظم نے بہی اعلان جنگ کیا اور مذہبی لڑائی کے پیرایہ مین عیسائیون کو جوش دلایا۔ آلڈیویا۔ اور آلشیا کے صوبون کو آزادی دلانے اور کل یورپی ترکی مین کلیسائی یونانی کو رواج دینے اور ترکون کو یورپ سے نکالنے اور آیا صوفیہ پر پہر صلیبی علم لہرانے اور سابق یونانی شاہنشاہون کے نشانات کو تازہ کرنے کا اشتہار دیدیا اور یہہ جادو ایسا چلا کہ یونانی اور جبل سودا کے عیسائی پیٹر اعظم کو اپنا خیرخواہ اور عیسائی مذہب کا حمایتی سمجہنے اور ترکون سے بغاوت کرنے پر آمادہ ہو گئے گورنروان اور آلشیا اور مالڈیویا جو صدیون کے سلطان کے نمک خوار اور باجگذار تہے روس سے مل گئے ان باتون سے پیٹر اعظم کو فتح کا یقین کامل تہا اور وہ فتح کے نشہ مین سرشار صوبہ مالڈیویا مین داخل ہو گیا کہتے ہین کہ اُس کی فوج بہوک اور بیماری سے بہت ضائع ہوئی لیکن اگر واقعی بہوک سے مری اور بیماری بہی بہوک سے اغلباً پیدا ہوئی ہوگی تو اس سے پیٹر اعظم ایک ڈاکو سے زیادہ حیثیت نہین رکہتا۔ اگر وہ واقعی شاہ کشورکشا ہوتا یا اس کے پاس وسائل وسیع ہوتے تو عثمانیہ جیسے وسیع سلطنت پر حملہ کرنے کی حالت مین کبہی ایسی بے سروسامانی کے ساتہہ دشمن کے ملک مین قدم نہ دہرتا جہان قبل از مقابلہ ابتدائی منزلون مین ہی بہوک سے فوج مرنے لگی۔ غالباً اسکو ترکی کے عیسائی اور عیسائی گورنرون سے امداد رسد کی امید ہوگی۔ مگر یہ اسکی زیادہ جہالت تہی کوئی مال اندیش گورنمنٹ محض غیر ملک کے سہارے پر ایسی مصیبت مین نہین پڑسکتی۔ اس سے جہان تک قیاس کیا جاتا ہے یہہ یہ تمام باتین یورپین مورخون نے پیٹر اعظم اور اسکی عیسائی فوج کے نامردانہ شکست کا داغ بدنامی مٹانے کو لیے بنائی ہین۔ مورخین یورپ کا قاعدہ ہے کہ جب عیسائی فتح پاتے ہین تو اُن کی شجاعت لبالت مین زمین و آسمان کے قلابے ملائے جاتے ہین اور جب مسلمان فتح پاتے ہین تو اتفاقیہ امور کو باعث بتایا جاتا ہے یہ بہی قابل تسلیم نہین کہ ترکی کے عیسائی باغی گورنر پیٹر اعظم کے برخلاف ہوگئے تہے ممکن ہے کہ ترکون کی زبردست تیاریون اور جرار و کثیر فوج کو دیکہکر ان باغی ہمولون نے بظاہر ترکون سے منافقانہ چال چلی ہو۔ مگر ترک

ایسے غداروں بے وفاؤں کی دوستی دشمنی کی چندان پرواہ نکرتی تہی انکو محض یہان سلطان اسلام کی تلوار
پر بہروسہ تہا اور گو یہہ عیسائی گورنر ترکون کی شمشیر سے ڈرتے بہی ہون لیکن اپنے ہم مذہب حامی کلیسا
پیٹر اعظم کی برائی ہرگز نہین چاہتے ہونگے اور دہوکہ دیکر انکی شکست اور ترکون کی فتح کا باعث ہرگز نہین قرار
دیے جاسکتے اور کانٹی مر گورنر مالڈیویا کا زار کو مشورہ مشتاً دینا ہی بعید از قیاس ہے اگر زار کو اس مشورہ
سے فائدہ حاصل ہوتا اور وہ ترکون کے گورام پر قابض ہوجاتا تو اس کانٹی مر کے تعریفین کیجاتین پیٹر اعظم
خود نا تجربہ کار بچہ نہ تہا۔ کہ ایسے دہوکہ مین آجاتا۔ بہرحال جو کچھ ہوا۔ وزیر اعظم محمد پاشا بلتاجی کی حسن
لیاقت اور دیگر عثمانیہ کمانڈرون کی شجاعت سے ہوا محمد پاشا آزمودہ کار جرنیل تہا۔ اُس نے ایسے راستے سے
اپنا لشکر دریائے دینوب سے پار کر لیا کہ دشمن کچھہ نہ کرسکا اور جہان خان کریمیا بہی تاتاری فوج لیکر آملا دریا کے
پرلے پر روسی فوج سخت مزاحمت کی مگر دس ہزار تاتاری دریا تیر کر پار ہوگئے جنکو کوئی روک نہ سکا اس
طرح کی بہادر جانباز فوج محمد پاشا کے زیر کمان تہی۔ پیٹر اعظم نے بظاہر اسباب دریائے پرتہ اور دلدل
کے درمیان مین ایک محفوظ مکان اپنے کیمپ کے لیے منتخب کیا۔ اس سے اسکی فوج کے دونون بازو حملہ
سے محفوظ خیال کیے گئے تہے اور جدہر سے حملہ کا امکان تہا وہان خندقین مورچے تیار کرلیے تہے مناسب
موقعون پر توپین نصب کی گئی تہین بس ہر ایک بڑا اور محتاط جنرل یہی کرسکتا ہے جو پیٹر اعظم نے کیا مگر
عثمانیہ کمانڈرون نے انکی ان جملہ حفاظتی تدابیر کو خاک مین ملادیا ترکی زبردست توپخانہ نے دریائی سے
اُن کو ہٹادیا اور ذرائع آبنوشی کو بند کردیا اور متواتر حملات سے پیٹر کو زندہ درگور بنادیا اور بیرونی امداد اور رسد
کا راستہ روک لیا۔ اور ترکون کی دو لاکہہ فوج کثیر کے مقابلہ مین پیٹر اعظم کیلیے میدان شمشیر بکف نہ ہوسکا۔ اور جس کی تیز
سے وہ ترکون کو برباد کرنا چاہتا تہا۔ وہ خود اسی کی خرابی کا موجب ہوئین۔ محمد پاشا نے پیٹر کو چارطرف سے گہیر
لیا اور اُن پہاڑیون پر جو روسی کیمپ کے چارطرف تہین قبضہ کرلیا روسیون نے دو دن خونخوار معرکہ میں
خوب دادمردانگی دی مگر ترکون کو پہاڑیون سے نہ ہٹاسکے اور سخت نقصان اٹہا کر پسپا ہوئے۔ وزیر محمد پاشا
نے اس طرح عمدگی سے روسی فوج کو محاصرہ کیا۔ کہ پیٹر اعظم کے اوسان خطا ہوگئے۔ اور قید یا ہلاکت کا اُسکو
پورا یقین ہوگیا۔ اس ناامیدی کی حالت مین اس کی ملکہ کیتہرائن نے جو ایک مشہور چالاک عورت اور کئی ایک
افسرون کی معشوقہ رہ چکی تہی اور اپنے حسن سلیقہ سے پیٹر اعظم پر پورا قابو پائے ہوئی تہی۔ قیصر کو صلح کرنے
کی رائے دی جسکو اُسنے بخوشی منظور کرلیا۔ ملکہ نے زر کثیر معہ اپنے زیورات کے بطور نشان عجز وزیر محمد پاشا کے پاس
بہیجکر پیٹر کا خط بطلب صلح اپنے مدار المہام کے ہاتھ روانہ کیا جسکو وزیر نے منظور کیا اور عہدنامہ جو یہہ لکہا
گیا جسکی بڑی بڑی شرطین یہہ تہین۔

(۱) قلعہ ازرف اوراسکا علاقہ زار سلطان کو واپس دیگا۔
(۲) قصبہ ٹاگزن اوک اورکامی نسکی کے قلعہ بندیان منہدم کیجائینگی اورکبہی جدید قلعہ نہین بنایا جاویگا اوران قلعون کا تمام جنگی سامان ترکون کو دیا جائے گا۔ پولینڈ اوران کا سکون کے معاملات مین جو خان کریمیا اور پولینڈ کے ماتحت ہین زار روس کبہی دخل نہین دیگا۔
(۳) روسی سفیر قسطنطنیہ مین نہین رکہا جائے تاکہ عیسائیون کو بہکا نہ سکے اور تجارت دونون ملکون کی آزاد رہے گی۔
(۴) مسلمان قیدی رہا کیے جاوینگے۔
(۵) روسی شاہ سویڈن کو تکلیف نہین پہونچائینگے اوراُسکو بلا مزاحمت اپنے ملک مین واپس جانے دینگے اور ممکن ہو تو شاہ سویڈن سے صلح کرلینگے۔
(۶) ترک روسی رعایا کو اور روسی ترک رعایا کو اذیت نہین پہنچائینگے۔
اخیر مین عہدنامہ کے نیچے وزیر نے اپنی قلم سے یہہ الفاظ فاتحانہ لکہے کہ مین اپنے شاہنشاہ آقائی نعمت کی خدمت مین زار کی سابقہ بداعمالیون کے نظرانداز فرمانے اوراس عہدنامہ کے منظور کرنے کی مودبانہ التماس کرتا ہون وزیر نے جلیل القدر دو روسی افسر یرغمال مین لے لیے اور پیٹر اعظم نہایت غمگین و شرمسار پروتہ کے نامبارک کنارون سے اپنے ملک کو واپس چلا گیا۔ اورایسے مہلک اور سخت حادثہ سے جان بچا لے گیا۔ وزیر محمد پاشا کی اس کاروائی پر مورخین کی مختلف رائین ہین لیکن کہتے ہین کہ وزیر نے اپنے مصاحبون کی خود غرضی سے یہہ عمدہ موقعہ کہو دیا بعض کہتے ہین کہ وزیر نے زار کے حملہ سے ڈرکر صلح مان لی مگر یہہ دونون قیاس درست نہین گو ایک دو مصاحبون نے صلح پر زور دیا اوراُنکی بات بہی چلتی تہی۔ مگر محمد پاشا جیسا فرزانہ اور مدبر جسنے پیٹر اعظم کی تمام چالاکیون کو مات کردیا تہا کسی مصاحب کے چکمہ مین نہین آسکتا تہا۔ دوسرا خیال خلاف واقع ہے روسیون نے محاصرہ توڑکر باہر نکلنے کے لیے نہایت کوشش کی اور سخت حملہ کیے لیکن محمد پاشا کے نظام کو نہ توڑ سکے۔ اب تیسرا اعتراض یہہ کہا جاتا ہے کہ اگر وزیر صلح نکرتا اور لڑائی جاری رکہتا تو ضرور اُسکی طاقت ہمیشہ کے لیے ٹوٹ جاتی۔ زار پیٹر اعظم یا تو قید ہوجاتا یا ہلاک ہوجاتا۔ مگر غور کیجاے تو یہہ اعتراض بہی درست نہین جنگ مین ممکن تہا کہ ترکی فوج کو بہی کوئی نقصان پہنچ جاتا اگر زار قید ہوجاتا یا ہلاک تو بہی ماسکو کے تحت پر کوئی نہ کوئی زار بیٹھ جاتا اوراس سے صلح ہی ہوتی کیونکہ ترک اس قابل نہ تہے کہ روس کے وحشی ملک کو ہمیشہ کے لیے ماتحت رکہہ سکین جبکہ اُن کی اپنی باجگذار عیسائی رعایا روسیون کا دم بہرتی تہی اور آسٹریا کا قیصر زار روس کا دوست آیندہ لڑائی کے لیے تیار تہا۔

پس اگر پیٹر قید بھی ہو جاتا تو یہی صلح ہوتی اور معاہدہ پرتھ سے زیادہ ذلیل شرائط اور کیا ہو سکتی ہین جسقدر
عثمانیہ علاقہ زار نے فتح کیا تھا وہ واپس دینے اور تمام جدید قلعون کو جس سے خالی کر لیا اور ترکی کو اندیشہ تھا۔
گرانے اور انکا جنگی سامان ترکون کے حوالہ کرنے اور پولینڈ اور رعایا کے خالی کر لیا پر حملات نکرنے اور عثمانیہ
رعایا کو نہ ستانے اور سلطان کے پناہ گزین چارلس شاہ سویڈن کو آئندہ تکلیف نہ پہونچانے اور اسکو بلا مزاحمت
اپنے ملک مین واپس جانے وغیرہ کی شرطین کی گئین۔ اس سے زار کی بیش قدمی کو روک دیا گیا۔ اور علاقہ ازاف
واپس لیا گیا سلیے باج گذار خان کریمیا کی عزت کو قایم رکھا گیا چارلس شاہ سویڈن کا حق مہمانی ادا کیا گیا
اور روس کو آیندہ کارروائی مخالفانہ سے روکا گیا۔ اور شروع سے اول تک فاتحانہ اور مظفرانہ الفاظ
عہدنامہ مین درج کیے گئے پس ہمارے خیال مین زار کی قید یا ہلاکت سے بھی یہی نتیجہ نکلتا جو عقلمند
وزیر نے بغیر زیادہ فوج کٹوانے کے اٹھا لیا۔ رہا اس کی بربادی جو اسکو منظور نہ تھی۔ اگر وزیر صلح نہ بھی کرتا
وہ برباد نہین ہو سکتا تھا۔ بہرحال پیٹر کی مجبوری اور درخواست صلح ترکون کی شجاعت اور وزیر کے عمدہ انتظام
کے سبب سے تھی پیٹر نے نہایت عجز والحاح سے درخواست صلح کی اور تحائف مین اپنی بیوی کے زیورات تک
دیکر اپنی نازک حالت کو ظاہر کیا۔ محمد پاشا کی جگہہ اگر کوئی اور جنیل ہوتا بشرطیکہ مروت فراست سے بہرہ رکھتا
وہ بھی اس درخواست صلح کو رد نہ کر سکتا۔ ترکون کی یہ کامیابی کئی ایک کئی ایک یورپین ناکامیون کے
بعد شروع ہوئی ہے ذلیل عہدنامہ کارلویز کا داغ ترکون کے دلون سے نہین مٹا تھا۔
وہ آسٹریا سے انتقام لینے کے لیے انگارون پر لوٹ رہے تھے عہدنامہ کا پاس یا سلطان
احمد کا تغافل ترکون کو روک رہا تھا۔ دوسری طرف ریاست ڈنیس نے جو موریا وغیرہ کی فتح سے سلطنت
عثمانیہ کے جنوبی حصہ کو پامال کر دیا تھا اس کے لیے بھی دانا وزیر کو جلد موقعہ نکالنا منظور تھا جو
اجرائے جنگ کی حالت مین نہین نکل سکتا تھا۔ پس جب پیٹر اعظم ذلیل ہو چکا۔ تمام
علاقہ واپس اور آیندہ دست اندازی سے دست بردار ہونے کا وعدہ کیا۔ جس سے اس
طرف سلطانی اقتدار عہد سلیمانی کی طرح جم گیا۔ تو پھر آگے بڑھنا اور ڈنیس اور
آسٹریا کی طرف توجہ نہ کرنا سخت غلطی تھی۔ افسوس کہ سلطان احمد اور اس کے مشیرون
کو یہہ صلح پسند نہ آئی۔ اور سلطان نے ناراض ہو کر وزیر محمد پاشا کو معزول کر کے ایک جزیرہ
مین قید کر دیا جہان وہ بہادر اور عقلمند وزیر ایک ماہ بعد فوت ہو گیا۔
سلطان کی ناراضگی کی چند وجوہات ہو سکتی ہین۔ چارلس شاہ سویڈن صلح کے مخالف تھا

کی شکایتین لکھہ لکھہ بہیجتا تہا۔ سلطان احمد اور اُسکی والدہ چارلس کے طرفدار تہے۔ خان کریمیا نے بہی سلطان کو وزیر کی
شکایتین لکہی تہین سلطان احمد جو کچہ زیادہ تامل اندیش نہ تہا وزیر کے دشمنون کے بہرے مین آگیا۔ جنکو وزیر کی
کامیابی اچہی نہین لگی تہی۔ محمد پاشا کی جگہہ یوسف پاشا وزیر ہوا۔ اور اُسکو لڑائی کا حکم دیدیا گیا۔ مگر یہہ وزیر بہی صلح
کا خواہان تہا اور اُسنے ۲۵ سالہ میعادی صلح کی خواہش ظاہر کی جس سبب سے یوسف پاشا بہی وزارت سے علیحدہ
کیا گیا۔ اور یوسف پاشا کی جگہہ سلیمان پاشا وزیر ہوا۔ اسکے وقت مین بہی چارلس روسی عہدنامہ کو توڑنے اور
مکرر اعلان جنگ کے لیے کوشش کر رہا تہا اور سلطنت عثمانیہ سے تیس ہزار فوج مانگتا تہا مگر سلیمان پاشا عہد شکنی نہین
کرتا تہا اُسنے چارلس کو ترکی سے چلا جانے کے لیے نرمی سے کہا مگر چارلس نے منظور نہ کیا اور بہت سختی سے
پیش آیا۔ وزیر بہی جو چارلس کو مبدء فساد اور باعث جنگ جانتا تہا مجبور ہوکر سختی پر اوتر آیا۔ اور شاہ چارلس کو قید
کرکے ایک قلعہ مین نظربند کردیا۔ سلطان احمد کو اپنے معزز مہمان کے ساتھہ یہہ بدسلوکی شاہانہ خیال سے پسند
نہ آئی اور سلیمان پاشا معزول کیا گیا۔ اور اُسکی جگہہ بہادر داماد علی پاشا وزیر ہوا۔ چارلس اپنی کوششون سے باز نہ آیا
اور اُسنے پاہبالی کو محاربہ روس کے لیے آمادہ کردیا مگر انگلستان اور ہالینڈ نے جنکا اب ترکی مین خوب طوطی بول
رہا تہا لڑائی کو روک دیا۔ انہین دنون مین چارلس کو اپنی بہن کا خط ملا جسنے اُسکو سویڈن مین واپس بلایا تہا۔
اس لیے وہ بعزت مرخص کیا گیا۔ سلطان نے آٹھہ گہوڑے بیش قیمت معہ زین مرصع قبا و شمشیر زرنگار علاوہ زر
کثیر کے چارلس کو دی اور چہہ سوار دلی چاؤش ہمراہ کردیے جو آسٹریا جرمنی کے رستہ گیارہ سو میل کا راستہ
۱۷ دن مین طی کرکے سویڈن پہونچ گیا۔ اہل سویڈن نے نہایت خوشی منائی اور یہہ بہادر بادشاہ ۱۱ دسمبر ۱۷۱۸ع
کے محاصرہ فریڈرک شال واقعہ ناروے مین توپ کے گولے سے ہلاک ہوگیا۔

فتح موریا

داماد علی پاشا کو روس کے ساتھہ ایک طویل میعادی صلح سے یک سوئی حاصل ہوگئی تہی۔ اور محمد پاشا متوفی وزیر کے تدبر
سے اُسکو ریاست وینس کی سرکوبی کے لیے اچہا موقعہ مل گیا تہا مگر قبل اسکے کہ ترکی سے ابتدا ہو وینس کے جہازون
نے عثمانیہ جہازون پر چہاپہ مارا اور باغیان مانٹی نگرو کو بہی مدد دی پس انہین وجوہات سے وزیر اعظم داماد
علی پاشا ۱۱۲۷ سنہ ہجری مین ایک لاکھہ فوج اور ایک سو جنگی جہاز لے کر کارنتہ پر حملہ آور ہوا۔ فوج وینس نے
خشکی اور تری ہر جگہہ شکست کہائی اور قلعہ کارنتہ۔ پالامیڈے۔ ناپولی ڈی۔ ارگوس اور مجمع الجزائر کے تمام
جزیرے اور تمام صوبے موریا اور کریٹ کے دو باقی ماندہ شہر سو دن کے عرصہ مین فتح کیے گئے اور کارفو کا
محاصرہ کیا گیا جس کے بعد وہ وینس کی تمام مقبوضات واقعہ بحیرہ ایڈریاٹک کو فتح کرنا چاہتا تہا۔ اور

کا نتیجہ یقین کامل تھا مگر نہایت اسٹریا نے جسکی میعاد صلح مین ۲ سال باقی تھے نامہ کو بالای طاق رکھ کر باب عالی کو پیغام بھیجا دیں
سے لڑائی بند کیجائے اور ونیس کے جسقدر نقصانات ہوئے ہین پورے کیے جائین ورنہ لڑائی کے لیے تیار رہین۔

جنگ اسٹریا

غیور وزیر اعظم اس دہمکی کو کب گوارا کرسکتا تہا۔ فوراً جنگ کے لیے تیار ہوگیا اور ڈیڑہ لاکہ فوج لیکر مقابلہ کو نکلا۔ پیٹر وارڈن
پر دونون فوجون کا مقابلہ ہوا۔ تجربہ کار کہن سال فرانسیسی جرنیل یوجین کے مقابلہ پر وزیر داماد علی پاشا
نے بہی مورچہ بندی اور صف بندی مین کوئی کوتاہی نہ کی اور جسقدر کہ ایک محتاط اور زیرک جرنیل تدبیر حفظ ماتقدم
کو عمل لاسکتا ہے سب عمل مین لائی گئین۔ صف بندی نہایت عمدگی سے کی گئی اور خندقین اور مورچے اس
ترکیب سے بنانے شروع کئے کہ قریب تہا کہ یوجین پیٹر اعظم کی طرح محصور ہوکے دست و پا ہوجا۔ یوجین بہی اس چال کو سمجہ گیا
اور اسکو مجبوراً اپنے مورچون سے نکلنا اور ایک فیصلہ کن جنگ کرنا پڑا ۱۳۔۵ اگست ۱۷۱۶ء کی صبح ۷ بجے لڑائی شروع
ہوئی۔ جرمن سالہ نے جو زیادہ گرانڈیل تہا۔ ترکی رسالہ پر حملہ کرکے اسکو پسپا کردیا مگر ترکی میسرہ کے ینگچریون نے
اسٹہون فوج پیدل کی صفون کو درہم برہم کردیا۔ اور آتش فشانی سے بہون دیا۔ اور عیسائی میمنہ بہگا کر قلب مین
گہس گئے وزیر اعظم نے ابہی لڑائی مین کوئی حصہ نہین لیا تہا مگر جب ترکی میمنہ کا کمانڈر احمد پاشا شہید ہوگیا اور میمنہ
کی فوج میدان سے ہٹنے لگی وزیر یہہ حالت دیکہہ کر رہ نہ سکا اور بجائے اسکے کسی اور جرنیل کو مدد پر بہیجتا خود اپنے ساتہ
کے افسرون کو لیکر اور احتیاط کو ہاتہہ سے دیکر رن مین جا گہسا۔ اور میمنہ کی شکست یافتہ فوج کو سمہالا اور مسلمان ہر
طرف کشتون کے پشتے لگا رہے تہے۔ اور فتح پانے کو تہے کہ بہادر وزیر کی پیشانی مین ایک گولی لگی جسکے صدمہ سے
وہ بیہوش ہوکر گہوڑے سے گرا ہمراہی اسکو اٹہا کر کارمود لے گئے جہان وہ دوسرے روز راہی فردوس برین ہوا۔
انا للہ وانا الیہ راجعون۔ یہ حالت دیکہکر محافظین علم مقدس گہبرا گئے اور علم مقدس کو بحفاظت بلگریڈ لے گئے
مگر ترکی میمنہ کی ینگچری جو بہادر احمد گورنر رومیلیا کے زیر کمان دشمن کا مقابلہ بہادرانہ کر رہے تہے۔ مگر میدان
سے علم مقدس کے واپس جانے اور وزیر کی شہادت سے دل شکستہ ہوگئے اور میدان سے ہٹ گئے۔ یوجین
کو یہہ فتح کچہہ لیاقت اور بہادری سے حاصل نہین ہوئی تہی۔ وزیر کی اتفاقیہ شہادت نے ترکون کی کہیل
کو بگاڑ دیا۔ وزیر علی پاشا شجاعت اور تہور مین یوجین سے بڑہا ہوا تہا۔ عقل و تدبیر مین کم نہ تہا مگر مشیت ایزدی
سے چارہ نہین۔ اس لڑائی مین تین ہزار جرمن اور چند ہزار ترک قتل ہوئے جس سے پایا جاتا ہے کہ یہہ کوئی
خونخوار لڑائی نہ تہی اور ترک کوئی بدحواسی سے نہین بہاگے وہ اپنی فوج کو سلامت میدان سے نکال لے گئے
اور یہی دلیل اسبات کی ہے کہ اگر یوجین بزور شمشیر فتح حاصل کرتا یا اسکو ترکون کی واقعی شکستہ حالی کا

یقین ہوتا تو وہ کبھی ڈیڑھ لاکھ ترکون کو سلامت جانے دیتا۔ بہرحال ترکون نے کیمپ کے کہونے اور وزیر کے شہادت سے سخت نقصان اٹھایا اور آسٹریا کے لیے فتوحات کا رستہ صاف کر دیا۔
یوجین اس فتح کے بعد آگے بڑھا اور جو ہنگری مین آخری علاقہ رہ گیا تہا ۱۷ سال بعد عیسائیون نے ترکون سے فتح کیا جنرل یوجین نے سردیا وغیرہ عیسائی صوبون کی رعایا کو باغی کرا دیا۔ ان عیسائیون کے علاوہ دیگر ممالک یورپ۔ جرمن۔ فرانس۔ وغیرہ کے پرجوش عیسائی مجاہد جنگ کے لیے جنرل یوجین کے ماتحت جمع ہوگئے۔
داماد علی پاشا کے بعد خلیل پاشا وزیر اعظم ہوا جو لشکر جرار لیکر اوڑیا نوبل اور وہان سے بلگریڈ پہونچا جسکو یوجین نے محصور کر رکہا تہا۔ مگر نامرد اور احمق وزیر کی سوئی تدبیر سے سلمانون کو ۱۱۲۹ھ ہجری مین کامل شکست ہوئی اور بلگریڈ پر عیسائیون کا قبضہ ہوگیا۔ اس جرم مین خلیل پاشا معزول ہوا۔ اور محمد پاشا وزیر ہوا۔ مگر سلطنت کی بگڑی کل کو نہ سنبھال سکا اور ۶ ماہ بعد موقوف کیا گیا۔ اور ابراہیم پاشا وزیر ہوا۔ جسنے سلطنت کی متواتر ہزیمتون اور دشمن کی کامیابیون سے تنگ آکر صلح مناسب سمجھی انگلستان اور ہالینڈ کی ثالثی سے معاہدہ پاسرو رود نمبر ۲۱ جولائی ۱۷۱۸ء عیسوی کو مکمل ہوا جسکے رو سے آسٹریا کو تمیسور۔ بلگریڈ۔ سمندرا۔ رینک وغیرہ والیشیا سردیا۔ بوسینا۔ بیش قیمت علاقہ دیا گیا اور عثمانیہ اقتدار خاک مین ملگیا۔
جن اصول پر آسٹریا نے یہ مفتوحہ علاقے لے لیے انہی اصول پر موریا اور جزائر مفتوحہ سلطنت عثمانیہ کو مل گئے اور جس ریاست ذنیس کے امداد کے بہانے سے آسٹریا نے ہتھیار اٹھائے تہے اسکو برباد کرا کر خود فائدہ اُٹھا لیا۔ سلطان نے اسیطرح دیگر عیسائی ریاستون سے بہی معاہدے کر لیے اور یورپ مین جھگڑون سے نجات پائی۔
ابراہیم پاشا یورپ کی سلطنتون سے معاہدہ کر کے سلطنت کے اندرونی انتظام مین مشغول ہوگیا۔ تمام خرابیون کو دور کیا۔ قلعہ تعمیر کیے۔ مساجد اور مدارس کی رونق بڑہائی اور وہ خارجیہ معاملات مین الجھنا نہین چاہتا تہا۔ مگر پیر اعظم کی حرص و آز نے اسکو جلدی ایران کی طرف متوجہ کر دیا۔

محاربہ ایران

معزز نا در متقدر خاندان صفویہ ایران کا زوال شاہ عباس اول کے فوت ہوتے ہی شروع ہوگیا تہا اور بعد مین کوئی اولالعزم جوانمرد پیدا نہ ہوا۔ کچہ اس سبب سے اور کچہ سابقہ صدمات سے جو عثمانیہ لڑائیون مین ایران کو پہونچے تہے اور زیادہ تر اس وجہ سے کہ عثمانیہ سلطنت کو وسائل قوت کا دائرہ بہ نسبت ایران بہایت وسیع تہا۔
سلطان مراد چہارم کے فتوحات کے بعد کوئی لڑائی نہ ہوئی۔ اور فریقین عہدنامہ پر قائم رہے اسی عرصہ مین

سلطنت عثمانیہ سخت مشکلات مین مبتلا رہی یورپ مین اُسکو چارون طرف لڑنا پڑا۔ اور سلاطین اور بعض وزرا کی آرام
طلبی کاہلی سے عیسائیون نے زرخیز صوبے دبا لیے ایسی حالت مین اگر ایران بہی ہاتہ پاؤن ہلاتا تو ترکی کے
لیے سخت مصیبت کا سامنا ہوتا۔ مگر ایران نے وجوہات بالا یا اندرونی خرابی سے جو دن بدن غالبانہ تعصب کے سبب
ملک مین پہیل رہی تہی کوئی حرکت نہ کی اس خاندان کا اخیر بادشاہ حسین تہا۔ جو سلطان مصطفے اور احمد کا ہمعصر
اور نرم دل تہا۔ اور متعصب ملاؤن کے ہاتہ مین کٹہ پتلی تہا۔ اہل سنت جماعت پر محض سُنی ہونے کے
سبب سے ظلم صریح ہونے لگے ایران کے باشندے تو شاہان صفویہ کی تحریک سے بتدریج زیادہ تر شیعہ
ہو چکے تہے۔ اور جو سنی قدرے قلیل باقی تہے وہ غیرت مذہبی کہو چکے تہے مگر قندہار اور ہرات کی عام آبادی سنی
المذہب اور افغان تہی افغان ابتدائے آفرینش سے آزادی پسند بہادر رہے ہین سلاطین غزنویہ اور
غوریہ کے زیر علم اشاعت اسلام کی اعلا خدمات کر چکے تہے تاتاریون اور مغلون نے بہی افغانون کی حریت
کو قائم رکہا اور کشورکشائی مین اُنسے خوب کام لیا مغلون کی کمزوری کے سبب ہرات اور قندہار ایران
کے ماتحت ہو گیا۔ مگر افغانون نے صفویہ تلوار کے سامنے بہی اپنے عقاید اور عصبیت مین فرق نہ آنے دیا۔
سلطان حسین شاہ ایران کے وقت جبکہ سنیون کو ستانا ہی ملکی ترقی کا راز خیال کیا جاتا تہا اہل
سنت جماعت کی شکایت ظلم عام ہو گئی۔ اور گرگین خان نومسلم ایرانی گورنر کی بدچلنی سے افاغنہ قندہار کا جوش
بڑہ گیا۔ اور قندہار پر اور پہر ہرات پر افغانون کا قبضہ ہو گیا۔ ایرانی فوج کو متواتر شکستین ہوئین اور محمود خان
ولد میرویس افغانون کے سردار نے اصفہان دارالسلطنت ایران کا محاصرہ کر لیا۔ اور شاہ حسین صفوی نے سنہ ۱۱۳۵
ہجری کو ۳۰ سال کی حکومت کے بعد اطاعت قبول کی۔ اور حسین ۷ سال قید رہ کر قتل کیا گیا۔

جب افغان اصفہان پر مسلط ہو گئے تو سلطان حسین کا بیٹا طہماسپ شمالی علاقون کو چلا گیا اور قزوین
مین تخت نشین ہوا۔ مگر اپنی مے خواری اور نالایقی کے سبب افغانون پر غالب آ سکا۔ محمود نے اصفہان
اور سلطان حسین کو قید کر لیا۔ اور بظاہر شاہ ایران بن گیا۔ لیکن ملک مین فساد و فتور ہو گیا اور سلطنت
مسئلہ پیٹر اعظم زار روس جو نہایت اولوالعزم کشورکشا تہا جسکو معاہدہ پرد ہتہ کے ذلت آمیز عہدنامہ سے یورپ
مین علاقہ بڑہانے کا موقعہ نہ رہا تہا۔ ایران کی خرابی کو دیکہ کر اُسکے منہ مین پانی بہر آیا اور ایران کے غصب
کرنے کی تیاری کرنے لگا۔ باب عالی اس اغتصاب کو کب گوارا کر سکتا تہا اس سے ترکون کی مشرقی سرحد نہایت
مخدوش ہو جاتی تہین اور مشرق مین روسی اقتدار بڑہنے سے عثمانیہ طاقت کو زوال آنے کا اندیشہ
تہا اس لیے باب عالی نے بہی فوج جرار روانہ کی تاکہ روس کو ایران کے قبضہ سے روک سکے۔ مگر فرار
طہماسپ شاہ ایران نے نادانی سے زار روس سے معاہدہ کر کے بحیرۂ خزر کے کنارے کنارے

کے تمام علاقے جس مین اضلاع استرآباد۔ مازندران۔ گیلان۔ شروان۔ داغستان کا کچھ حصہ ہی شامل تہا
زار روس کو دیدیے۔ بابعالی یہہ سنکر زیادہ چوکنا ہوگیا۔ اور یقین کر لیا کہ نالائق طماسپ کے ہاتہہ سے ایک
نہ ایک دن ایران مین روسی سلطنت کا سکہ جم جائے گا۔ افغان جنہون نے ابہی ایران پر قبضہ کیا تہا۔ ملک
پر انتظام نہین جما سکے تہے ایران کے صوبون مین افغانون کے برخلاف رعایا اٹہہ کہڑی تہی۔ بس
پیٹر اعظم کا مقابلہ افغانون سے مشکل نظر آتا تہا۔ اور ہر طرح سے روسیون کی کامیاب پیش قدمی ایران بلکہ ترکی
کے لیے ضرر رسان تہی۔ بس ان وجوہات سے ایران پر چڑہائی کی گئی۔ پیٹر اعظم جو پولیٹیکل چالون مین نہایت
مشاق تہا۔ ترکون کی تیاریون سے ڈر گیا۔ اُس نے خیال کیا کہ مسلمان سلطان کے مقابلہ مین ایک
اسلامی ملک مین کامیابی محال ہے۔ جبکہ اسی سلطانی فوج کے سامنے عیسائی ممالک مین بحالت
ذلت موت سے نجات پا چکا ہون اس جب سے چالاک زار نے سلطان کو گانٹہنا چاہا۔ فرانس کا سلطان
کے ہان دوستانہ اعتبار تہا۔ اور فرانس سے زار نے اب اتحاد کر لیا ہو تہا۔ بس سفیر فرانس کے
ذریعہ جسکی وزیر اعظم عثمانیہ سے گہری دوستی تہی ایران کے برخلاف ترکی اتحاد کرا دیا اور ایران
کی حصہ بخری کا منصوبہ کیا گیا۔ جو علاقہ روس کے زیر اثر آچکے تہے وہ تو چالاک پیٹر نے اپنے پاس رکہے
اور تبریز۔ ہمدان۔ کرمان شاہ کے علاوہ جارجیا کا حصہ کثیر فتح کر کے صوبجات منگریلیا۔ امریثیا،
اور دیگر علاقجات کوہ قاف جو بحیرہ اسود کے مشرق مین واقع تہے ترکی نے دبائے اور یہہ ایسی کارروائی
تہی جو ایک خلیفہ المسلمین کے لیے ہرگز شایان نہ تہی اسلامی سلطنت کی بربادی کے لیے
ایک عیسائی سلطنت سے معاہدہ کیا گیا۔ اور اسلامی جمعیت کو خیرباد کہہ کر مسلمانون کی آبادی
کثیر اور زرخیز اسلامی ممالک کو جو قرون اولی کے مجاہدین اسلام نے ہزارون قیمتی جانین دیکر تسخیر کیے تہے
سلطان احمد کے بے غیرت دربار نے زار روس کے قبضہ مین چلے جانے کو پسند کر لیے۔ اگرچہ
نالایق طماسپ نے خود بہی زار روس سے معاہدہ کر کے ان علاقون کا دینا منظور کر لیا تہا۔ مگر وہ ایران سے
مخرج تہا۔ اور افغان والی ایران تہے سلطنت ترکی بخوبی روس کو ادہر سے نکال سکتی تہی۔ اور چالاک
پیٹر مین یہ طاقت نہ تہی۔ کہ ایرانی علاقہ پر بزور شمشیر قبضہ رکہہ سکے باب عالی کو اگر جمعیت مذہبی
یا پولیٹیکل فراست ہوتی تو اگر خاندان صفویہ سلطنت ایران کے سنبہالنے کے قابل نہ رہا تہا تو جدید افاغنہ
سلطنت کو ہی مدد دیتا اور نو دولت محمود و اشرف افغان شاہان ایران سے اگر روس کی طرح معاہدہ
کیا جاتا تو افغان اس کو بہت خوشی سے تسلیم کرتے اس سے نہ تو روس کے پاؤن بحیرہ خزر کے علاقہ
مین جمتے اور نہ ایک پرجوش جدید سلطنت افاغنہ کے پاؤن اُکہڑتے یہ غلطی جو بابعالی سے ہوئی

اسکا خمیازہ سلطنت عثمانیہ بہگت رہی ہے۔ ایران کو تو قومی جان نثار اولوالعزم ایشیا کے فخر نادر نے سنبہال
لیا مگر جو علاقے سلطنت عثمانیہ نے لیے تہے وہ اُسکے پاس نہ رہے کچھ تو اس وقت نادر نے واپس لیے تہے
اور باقی صوبجات معہ اپنے علاقہ کے روس کی نذر کرنے پڑے۔ اور بابعالی کی اس پولٹیکل غلطی کا نتیجہ ہے۔
کہ روس جسکو یورپ مین جرود سلطنت کو بڑہانے کا موقعہ بمشکل ملسکتا تہا۔ ایشیا کی طرف متوجہ ہو گیا اور بحیرہ ازوف
سے لیکر کوہ ہندوکش جزیرہ سنہگیا قین تک تمام سلمانون کے کئی ایک بردست فاتح اقوام کا شہنشاہ بنگیا
اور وہی سلمان جو کفار کے لیے سوہان جان تہے آج انہین کافرون کے اوزار بن رہے ہین اور اسی وسیع
طاقت کا نتیجہ ہے کہ ۱۸۷۸ء کے محاربہ مین سلطنت عثمانیہ کو سخت ذلت اٹہانی پڑی۔ مگر یہ بالکل واجبی سزا
ہے دعوی تو ہو خلافت کا اور خود اپنے ہاتہہ سے سلمانون کے جان و مال کو کفار کے سپرد کیا جائے اور بہادر
محمود و اشرف افغانون کے برخلاف عیسائی سلطنت سے معاہدہ کیا جائے جسطرح کہ یورپ مین کمزور عیسائی
سلطنتین دول عظام کی امداد سے قائم چلی آتی ہین اگر اسی اصول پر کمزور خاندان صفویہ کو قائم رکہا جاتا تو ہرگز
پیٹر اعظم کو تقسیم ایران کا حوصلہ نہوتا۔ مانا کہ ایران کے شیعون کے ظالمانہ حرکات جو اہل تسنن سے کرتے رہتے تہے
بہت کچھہ مانع تہین۔ لیکن زار روس اور قیصر اسٹریا کے عقاید مین بہی تو ویسا ہی تخالف تہا اور روسن کتہلک
عیسائی کلیسیا یونانی کے معتقدین پر کچھہ کم ظلم نہین کرتے تہے مگر عقلمند شاہان یورپ نے پولیٹکل اغراض کے مقابلہ مین مذہبی
متعصبانہ خیال کو کبہی پیدا ہونے نہین دیا سلطنت عثمانیہ کے اقبال کے زمانہ مین یورپ خصوصاً روس گمنامی کی حالت مین
پڑا تہا ہسپانیہ کی مقتدر و خوفناک طاقت کو سلیم و سلیمان اعظم وغیرہ جیسے زمانہ شناس سلاطین نے بحیرہ روم مین محدود بلکہ نابود
ہی کر دیا تہا۔ فرانس سلطان کا دامن گرفتہ تہا۔ اسٹریا مقابل تہا۔ جو بہت سا علاقہ اور جزیہ و خراج دیکر اور بعض دفعہ یورپ کے
عام امداد سے بچتا رہا۔ اور بچاؤ کی تدبیر سوچتا رہا۔ ضرورت نے اُسکو جفاکش جنگجو تجربہ کار قواعددان بنا دیا اور نالائق سلاطین
عثمانیہ کی کاہلی عدم تدبر سے ترکون کے برخلاف عیسائی جتہہ مضبوط ہو گیا جسکو بہادر ترکون نے بارہا محض بزور شمشیر پراگندہ
کیا۔ مگر معاہدہ کارلوذر کے وقت سے بابعالی پر کامیابی حاصل کرنیکا گر عیسائیون کو خوب یاد آگیا۔ اسٹریا تو ہنگری
وغیرہ عیسائی صوبجات پوچ کر فوق حاصل کر چکا تہا۔ اور پیٹر اعظم سے معاہدہ کرکے اُسکو ازاف پولینڈ۔ کریمیا مین علاقہ بڑہانے
کا وعدہ دے چکا تہا۔ اور نادان بابعالی انگلستان ہالینڈ کے حکمون مین آکر نیک و بد نہ سمجہتا تہا۔ فرانس کے مشورے اگر
کبہی مخلصانہ بہی ہوتے تہے تو چونکہ وہ کبہی وقت پر کام نہین آیا تہا بلکہ نیس اور اسٹریا کی لڑائیون مین فوج
اور روپیہ سے مخالفون کو مدد دیتا رہتا تہا اس لیے جسوقت کہ فرانس اسٹریا اور روس کے برخلاف تہا اور سلطنت عثمانیہ کیلئے انتقام
کشی کا عمدہ موقعہ تہا یا پس عہدنامہ جسکے مخالفون نے کبہی پرواہ نہ کی تہی یا سابقہ صدمات کے خوف سے جو جنرل یوجین
کے ہاتہہ اٹہائے تہے اسٹریا اور روس کو نہ چہیڑا گیا مگر جونہی ایران کی حالت بگڑی ایک دشمن غدار زار روس کی دعوت

تقسیم ایران کو منظور کر لیا۔ اور امیرالمومنین کے مقدس لقب کو بٹہ لگا لیا۔ ایران کو دو طرف سے دبانا شروع کیا ایک طرف ہمادان تبریز وغیرہ فتح کیے گئے اور دوسری طرف احمد پاشا گورنر بغداد نے کرمان وغیرہ نوچنا شروع کیا۔ اشرف افغان شاہ ایران نے یہہ دیکھکر باب عالی کو مسلمانون کے سامنے سخت نادم کیا کہ اہل سنت جماعت مسلمانون کے برخلاف عیسائی کفار سے اتحاد شان خلافت سے بعید ہے جسکا اثر دیانت باب عالی پر کچہہ نہ ہوا لیکن عثمانیہ فوج کے ترکون نے اس لڑائی کو خلاف اسلام جانکر کچہہ تندہی نہ کی اور اشرف خان کو فتح حاصل ہوئی باب عالی نے ایران کا مفتوحہ علاقہ لیکر میر اشرف خان کو شاہ ایران تسلیم کیا جسکو نادر نے بہگا دیا۔

نادر شاہ

یہہ ایران کا سرتاج ایشیا کا فخر۔ ملک و ملت کا حامی قوم افشار کے ایک غریب خاندان مین پیدا ہوا اسکا باپ امام علی ایک غیر مشہور تہا ابتدا مین نادر کی وجہ معاش پوستین دوزی اور بعد مین چوری تہی بیس سال کی عمر مین ڈاکو ترکمانون کے ہاتہہ مع والدہ قید ہوا۔ والدہ تو قید ہی مین ہی مر گئی اور نادر کسیطرح چہوٹکر ایران واپس چلا آیا اور سلطنت کی ابتری کے سبب راہزنی کرنے لگا۔ ایسی بے انتظامی اور بادشاہ گردی مین ایسے پر جوش بہادر ان کو مددگار ون کی کیا کمی ہوتی ہے تین ہزار آدمی لیکر مار دہاڑ اور افغانون سے لڑنے لگا۔ افغانون کا نکالنا ایران کے تمام محبان وطن کو منظور تہا۔ اور ایرانیون کو ایک ایسے جوان مرد قومی فدائی کی ضرورت تہی جو ایران کو مخالفون سے نجات دے افغانون کے برخلاف ایران کی شیعہ آبادی کا جوش بڑہا ہوا تہا شاہ طماسپ نے بہی ہر طرح نادر کی ہمت بڑہائی اور اپنی ملازمت مین لیکر انعام و خطاب سے عزت افزائی کی پہلے وہ ایک راہزن تہا اب باضابطہ شاہی جرنیل اور ایرانی سپہ سالار بنگیا۔ لوگون کے توہمات اور خدشات دور ہوگئے اور افغانون کے اخراج ایران غرض متحدہ مین سب نادر کے ساتہہ شریک ہوگئے نادر نے کمال شجاعت و اولوالعزمی سے اور افغانون کو ایران سے نکال دیا اور محافظ ملک و ملت کا لقب پایا پہر محبان وطن کیطرح روس اور ترکی سے ایرانی علاقہ واپس لینے کا قصد کیا چالاک زار روس نے تو ایسی علاقہ کی شرط پر صلح کر کے شیر دل نادر سے اپنا پیچہا چہوڑا لیا مگر باب عالی کو عجب غرور نے نادر کی بہادری جوش کا کچہہ خیال نہ کیا۔ اس لیے بہادر نادر نے تبریز اردبیل وغیرہ بڑے بڑے شہر ترکون سے فتح کر لیے اور اریوان کو محاصرہ کر لیا۔ کہ اتنے مین اسکو ہرات کے افغانون کی بغاوت دبانے کے لیے خراسان جانا پڑا جسکا حال آگے بیان ہوگا۔

سلطان احمد ثالث کی معزولی اور سلطان محمود اول بن سلطان مصطفی کا جلوس

جب ان شکستوں کی خبریں پہونچیں تو سخت گھبراہٹ اور کھلبلی پیدا ہوگئی۔ وزیراعظم ابراہیم پاشا جنگی تساہل کے جرم میں قتل کیا گیا۔ اور سلطان احمد ۱۱۴۳ھ؁ ہجری میں ۲۷ سال گیارہ ماہ کی حکومت کے بعد معزول ہو ۷۰ سال کی عمر ۱۱۴۹ھ؁ میں فوت ہوا۔ اس سلطان کے عہد میں وزیر ابراہیم پاشا کی تدبیر سے اندرونی ملک میں امن رہا۔ علمی ترقی ہوتی گئی ایک شاندار عمارتیں تعمیر کی گئیں۔ پہلا مطبع قسطنطنیہ میں جاری ہوا۔ اور پیٹر اعظم کو ذلت اور ریاست وینس کو شکست ہوئی۔ اور موریا فتح کیا گیا۔ لیکن آسٹریا کے مقابلہ میں مکرر زکیں اٹھانی پڑیں اور ہنگری وغیرہ کا صدیوں کا مفتوح علاقہ آسٹریا کے حوالہ کیا گیا۔ اور دیگر صوبجات سرویا۔ مانٹی نگرو دلیشیا وغیرہ کو ترکی جوا اتارنے اور دول یورپ کو سلطنت عثمانیہ کے پر و بال نوچنے کا حوصلہ پیدا ہوگیا۔ اس سے بعد ترکی کا ہر ایک دن بدتر ہی آ رہا۔ آیندہ جو کبھی فتوحات حاصل ہوئیں وہ یا تو سلاطین یورپ کے توسط سے ہوئیں یا انکا فائدہ کوئی دیرپا نہ ہوا اور ہی روس جسکا زار پروتہ کے کناروں سے محض وزیر اعظم محمد پاشا کی فاتحانہ مروت یا غلطی سے ذلیل شرطیں مان کر رہا ہوتا تھا آیندہ سلطنت عثمانیہ کی غفلت یا جہالت سے ایک اژدہائے خونخوار بن گیا۔ سلطان احمد ثالث نے جو قابل رحم ایران کے وسیع علاقہ پر تسلط جما لیا تھا۔ وہاں سے بھی شمشیر نادری سے ترکوں کو پسپا ہی ہونا پڑا۔ اور آیندہ سلطان محمود کو ہزاروں بہادر ترک کٹوا کر اور کروڑوں نقصان اٹھا کر اسی سابقہ حدود پر قناعت کرنی پڑی پس یہ کہنا غلط نہیں کہ سلطان احمد ثالث کا عہد حکومت عثمانیہ خاندان کے لیے نہایت ہی نامبارک ثابت ہوا۔

اور اسکا آخری وزیر ابراہیم پاشا ہرگز جنگی اور پولیٹکل لیاقت نہیں رکھتا تھا خود سلطان عیاش فضول خرچ تھا اسکے ابتدائی عہد کی کامیابیاں محض لائق وزرائے محمد پاشا اور داماد علی پاشا کی بدولت ہوئی تھیں فوج ہر وقت سلطنت پر جان نثار ہوتی رہی بعد میں صرف سپہ سالاروں اور وزیر اعظم کی بزدلی سے زکیں اٹھانی پڑیں۔

سلطان محمود اول بن سلطان مصطفی ثانی

سلطان محمود اول تخت نشین تو ہوگیا لیکن باغی فوج کئی ہفتوں تک قسطنطنیہ میں قتل و غارت کرتی رہی سلطان احمد کی تعمیر کردہ کئی شاہی عمارتیں جو یورپ کی طرز پر بنائی گئیں تھیں مسمار کی گئیں خلیل ابانوی سرغنہ باغیان کے حسب مرضی عزل و نصب عہدہ داران ہونے لگا۔ لوگ تنگ آگئے آخر خان کریمیا اور قبالوق وزیر اعظم مفتی وغیرہ ارکان

دولت کو مفتوح خلیل کو سلطان کے سامنے قتل اور پندرہ ہزار باغی قتل یا پہانسی دیے گئے اسطرح چھ ماہ کے بعد سلطنت کو اس بلا سے نجات ملی اور ایران کی ترکی فوج کو مدد پہونچائی گئی جسنے چند خفیف فتوحات کے بعد شاہ طہماسپ کو بہی ہمدان کے قریب شکست فاش دی اور بالآخر صلح نادر سلطان محمود سے دریائے ارس کو حد فاصل قرار دیکر صلح کرلی اس سے اریوان ٹفلیس نخچوان داغستان اور پنج ضلع علاقہ کرمان شاہ کی ترکی کو دے گئے۔ اور تبریز ہمدان اردبیل لارستان جو ترک فتح کر چکے تہے شاہ طہماسپ کو دے گئے۔ مگر ایرانی قیدیوں کی رہائی کی بابت کچھ ذکر نہ ہوا۔ اس عہدنامہ سے عام ترک تو مفتوحہ علاقے واپس دینے کے سبب اور ایرانی اسیران ایران کے رہا نہ ہونے کے سبب ناراض تہے اور طہماسپ کو ایرانی قوم و ملک کا دشمن جاننے لگے نادر نے جو ایسے موقعہ کی انتظار میں تہا۔ ایک عام فرمان کے ذریعہ باشندگان ایران پر اس عہدنامہ کے نقصان اور ترکوں سے اجرائے جنگ کے فوائد بیان کیے اور لوگوں کو طہماسپ کی طرف سے دل برداشتہ کردیا اصفہان پہونچکر طہماسپ کو معزول اور اسکے ہشت ماہہ بیٹے عباس کو تخت نشین کر کے سلطنت کی باگ اپنے ہاتہہ میں لی اور بغداد پر چڑہائی کردی۔

بغداد کا محاصرہ اور نادر کی شکست

سلطان احمد کی معزولی کے بعد قسطنطنیہ میں فوجی بغاوت سے سخت بدامنی رہی۔ اور سلطان محمود اول ایران کی طرف توجہ نکرسکا نادر نے اس موقعہ سے خوب فائدہ اُٹھا لیا اور ترکی کا بہت سا علاقہ فتح کرلیا اور اس سے دلیر ہوکر بغداد پر چڑہائی کی گئی۔ احمد پاشا والی بغداد شکست پاکر قلعہ بغداد میں محصور ہوگیا نادر کی اسقدر دلیری اور سینہ زوری کے حالات سُن کر باب عالی نے طوپال عثمان پاشا کو فوج جرار دیکر روانہ کیا۔ یہہ نامور وزیر اعظم۔ مدبر شجاع فیاض متواضع منکسر المزاج حق شناس تجربہ کار جرنیل تہا ہسپانوی قزاقوں کی لڑائی میں ایک زخم کے لگنے سے وہ لنگڑا ہوگیا۔ اور طوپال عثمان مشہور ہوا۔ ترکی زبان میں طوپال لنگڑے کو کہتے ہین۔ نادر طوپال عثمان کی آمد کی خبر سُنکر بارہ ہزار فوج محاصرہ بغداد میں چہوڑ کر باقی فوج لیکر طوپال عثمان کے مقابلہ کو چلا بغداد سے ۸۰ میل دور دجلہ کے کنارے موضع سامرہ کے قریب عثمانی فوج سے مقابلہ ہوا۔ نادر بہادر اور اسکی فوج نے خوب داد مردانگی دی۔ لیکن طوپال عثمان کی جنگی لیاقت اور شجاعت نے کچھ پیش نہ جانے دی طوپال عثمان کے عمدہ انتظام کے سامنے نادر کی کوئی تجویز نہ چل سکی اور ایرانیوں کو شکست ہوئی خود نادر عین میدان جنگ میں ترکوں کے ہاتہہ گرفتار ہونے کو تہا کہ ایک ایرانی سپاہی کی وفاداری سے بچ گیا اور شکست پاکر دو سو میل تک کہیں مُڑکر بہی نہ دیکہا۔ انگریزی مورخ ملکم کی کا یہہ قیاس غلط ہے کہ عرب کی گرمی اور دہوپ سے ایرانی گہبرا گئے ایرانیوں کی نسبت ترک زیادہ سرد ملکوں کے رہنے والے تہے اسلیے عرب کی گرمی اور دہوپ نے

ترکون کو ایرانیون سے زیادہ تکلیف دی ہوگی بس شکست کا یہ عذر لنگ ہے ترکون کو یہہ فتح محض اپنی قسمت و بازو اور اپنے سپہ سالار کی جنگی لیاقت سے حاصل ہوئی تہی یہہ لڑائی ۱۱۴۶ہجری مطابق ۱۷۳۳ء کو ہوئی۔ ابہی یہ خبر بغداد مین پہنچی تہی کہ بغداد کی ترکی فوج شہر سے باہر نکلکر ایرانیون کو شکست دی اس فتح عظیمہ کے بعد طوپال عثمان نے ایک اور ایرانی دستہ فوج کو بمقام لیتان شکست فاش دی اور کچہہ فوج کردستان سے ایرانیون کو نکالنے کے لیے روانہ کی

نادر کی فتح

نادر نے اس شکست کے بعد اعلی درجہ کی تدبیر و ہمت و استقلال اولوالعزمی دکہائی شکست یافتہ فوج کو بجائے تشنیع و ملامت و سزا و عقوبت کی تسلی حوصلہ انعام و اکرام دیا جنگ سامرہ مین جسقدر کسی کا نقصان ہوا تہا اُس سے دگنا اُس کو دیدیا اس طرح ایرانیون کو ترغیب و تحریص دیکر ابہی تہوڑا ہی عرصہ گذرا تہا کہ فوج جرار لے کر ترکون کے مقابلہ پر آگیا مگر طوپال عثمان کی فتح کی خبر سنکر وزرائے عثمانیہ نے مارے رشک و حسد کے طوپال عثمان کو نہ تو اور مدد بہیجی نہ سامان جنگ و میگزین بلکہ فوج کی تنخواہ بہی ندی ان بدخواہان سلطنت کی بدنیتی کے سبب طوپال عثمان کی فوج کی حالت بگڑ گئی اور سامان کی کمی سے وہ جنگ کرنیکے قابل نرہا علاوہ اسکے وہ بیمار تہا کمزوری اور ضعف اسقدر تہا کہ گہوڑے پر سوار نہو سکتا تہا۔ لڑائی کے وقت تخت روان پر سوار ہوا اس بہادر نے ان مشکلات کے باوجود اپنی طرف سے کوئی کسر اُٹہا نہ رکہی مگر فوج کی بے سروسامانی اور اپنی ناتوانی کے سبب جوش نادر سے بازی نہ جیت سکا ترک سوارون کی شکست دیکہکر پیادہ فوج کے بہی پاؤن اکہڑ گئے اور طوپال عثمان کا سر ایک ایرانی سپاہی کاٹ کر نادر کے پاس لے گیا اور ہزارون ترک مارے گئے۔

احمد پاشا والی بغداد نے صلح کی لیکن سلطان محمود نے اس ذلیل صلح کو منظور نہ کیا۔ اور عبداللہ پاشا والی مصر کو فوج جرار دیکر نادر کے مقابلہ کو روانہ کیا جسنے فارص کے نواح مین نادر کی فوج سے جو ترکون نسبت ۱/۲ حصہ تہی شکست کہائی اور خود لڑائی مین مارا گیا اور سلطان محمود کو مجبوراً نادر سے صلح کرنی پڑی اور جو شرائط احمد پاشا والی بغداد کے ساتہہ ہوئی تہین انہین شرائط پر معاہدہ لکہا گیا۔ اور جو کچہہ سلطان احمد نے افغانون کے فتنہ کے وقت ایران کا علاقہ لیا تہا سب کچہہ واپس کردیا۔ باب عالی کی غلط اور خودغرضانہ پالیسی کا نتیجہ سوائے مسلمانون کے قتل اور شیعہ سنی کی مخالفت بڑہانے کے اور کچہہ نہ نکلا۔

رُوس سے جنگ

چالاک زار روس نادر کی بہادرانہ مستعدی اور فتوحات دیکہکر ڈر گیا۔ اور ۱۷۳۵ء مین بذریعہ مصالحت تمام مفتوحہ

ایرانی علاقہ خالی کر دیا اور نادر کو مشکور بنا لیا۔ زار دل سے چاہتا تھا کہ وہ ترکون سے ذلیل عہد نامہ کی دہتہ کو انتقام لے اور نادر کی فتوحات سے اسکو یقین ہو گیا تھا کہ ایرانی جسطرح شاہ اسمٰعیل طہماسپ اول شاہ عباس کے وقت مین سلطنت عثمانیہ کی جنگی مشکلات کا باعث ہوتے تھے اسیطرح نادر ترکون کی تمام توجہ اپنی جانب منعطف کر سکیگا اور شاید زیادہ تر کمزوری اور خفت کا سبب ہو سکے اور طوپال عثمان اور عبداللہ پاشا کی شکستون سے زار کی یہ امید کچھ مشکل بہی نظر نہ آتی تہی اگر نادر کی لڑائی طول کھینچتی تو اسٹریا جس سے زار نے پہلے ہی ترکون کے برخلاف اتحاد کر لیا ہوا تہا عہد شکنی پر آمادہ تہا زار نے ایران کے چند صوبے جکو نادر بزور شمشیر بہی خالی کرا سکتا تہا خود بخود صلح سے خالی کر دیے اور نادر کو ترکی کے برخلاف ابہارنا شروع کیا۔ بلکہ جو ترکی فوج ایران کو جا رہی تہی اسکو دریاے کوبان سے عبور کرنے دیا عقلمند نادر نے تو کئی مصالح سے سلطان محمود سے دائمی صلح کر لی۔ اور سلطان مراد چہارم کے عہد نامہ کے مطابق حدود مقرر کر لین اور ادہر فراغت پاکر کمزور سلطنت بخارا خوارزم۔ ہندوستان کی فتح سے عظیم الشان فاتح بن گیا۔ اور غالبانہ شیعہ پن چہوڑ کر اہل تسنن کی طرف رجوع کیا اور تقلید فقہ مین امام جعفر رضی اللہ عنہ کو اپنا امام تصور کر کے ایک نیا شیعہ مذہب نکال دیا جسمین خلفاے اربعہ کی خلافت کو حق مانا جاتا۔ اور سب و تبرا نہ کیا جاتا تہا۔ اس کی خواہ خاندان صفویہ کا استیصال ہو کیونکہ شیعہ مذہب مین سادات اہل بیت خلافت و امامت کی زیادہ مستحق خیال کئے جاتے مین اور یہ عقیدہ اغراض نادر کے منافی تہا یا اسکی وجہ یہہ ہو کہ وہ افغانستان ترکستان ہندوستان کو فتح کرنا چاہتا تہا۔ اور ان ممالک کے عام باشندے سنت جماعت تہے اور شیعہ سلطان کا ان ممالک پر تسلط بیٹہانا ایک مذہبی جوش کا مقابلہ تہا۔ اور اس تبدیلی مذہب سے افغانون وغیرہ کا آدہا کینہ دور ہو گیا۔ اور نادر کا مطلب حل ہو گیا۔ ان شرقی ممالک کے فتح کے بعد نادر ظلم و سفاکی کے سبب اپنے ہی سردارون کے ہاتھ سے قتل ہو گیا۔ اور ایران مین اس کا جرنیل محمد خان قاچار اور محمد خان کے بعد اسکا بہادر بہتیجا فتح علی شاہ قاچار جد بزرگ شاہ کج کلاہ حضرت محمد علی شاہ قاچار شاہ ایران سلمہ المنان ہوا۔

عیسائی معرکے

زار روس کو ایران کی طرف سے تو ناکامی ہوئی مگر چونکہ نادری لڑائیون مین ترکی بہت کچہ کمزور ہو گئے تہے اس لیے اس نے پولینڈ مین دست اندازی شروع کی اور قیصر اسٹریا بہی روس کو مدد دینے کا وعدہ کیا ترکی پولینڈ کو آزاد رکہنا چاہتے تہے اور خود پولینڈ مین اب چندان طاقت نہ رہی تہی فرانس جسوقت اسٹریا سے جنگ کر رہا تہا ترکی کو لڑائی کیلیے آمادہ کرتا رہا روس و اسٹریا کے ارادون سے مطلع کرتا رہا مگر باب عالی نے کچہ توجہ نکی اب جو کہلم کہلا روس نے پولینڈ مین دست اندازی کرنے لگا تو باب عالی کی آنکہین بہی کہلین اور وہ ترک جو کبہی اپنے مخالفون کو محض بزور شمشیر اور اپنی ہی

طاقت سے بلا توسط غیرے خود بخود وہی سب کیا کرتے تھے اب ارکین سلطنت کی کمزوری خود غرضی سے دول یورپ سے شاکی
ہوگئے مگر یورپ سے ترکون کے کب دوست تھے۔ جبتک کہ تیاریان مکمل ہوئین باتون مین ٹلاتے رہے روس نے صرف
اس بات پر ہی کفایت نہ کی بلکہ ترکی کی عیسائی رعایا کو بھی بھڑکانا شروع کیا۔ اپنی چالون پر غرہ ہوکر روس نے بحیرہ ازوف
اور عثمانیہ رعایا کے تاتاریون پر حملہ کر دیا اسلیے بابعالی نے بھی ۱۱۴۹ہجری کو بعد تکمیل صلح ایران روسی مقابلہ کے
لیے فوج روانہ کی جسمین ترکون نے فتح پائی مگر اسٹریا اور جرمن کی مدد سے روس نے قلعہ ازاف کے سامنے ترکون
کو شکست دی اور روسی علاقہ پر تصرف کر لیا اور اسٹریا نے صوبہ سرویا پر قبضہ جما لیا اور قلعہ نیش بھی لے لیا۔
ترکی جدید فوج کے آنے سے اسٹریا کی فوج کو قلعہ نیالونغہ کے سامنے شکست دی اور متواتر فتوحات سے اسٹریا کی
فوج کو مفتوحات صوبجات سے نکال دیا اور بحری لڑائیون مین اسٹریا کے ساتھ جہاز جلا دیے اسٹریا کی فوج ہر ایک
موقعہ پر زک ہی اٹھاتی رہی جسکو اسٹریا کے جرنیلون کی پھوٹ کا نتیجہ بتاتے ہین مگر یہہ عیسائی مورخون کی بے انصافی
ہے جنرل یوجین کو ایک دفعہ دریائی تہی اسپر محض چالاکی اور دہوکہ سے اور دوسری دفعہ بہادر داماد علی کے مارے
جانے سے فتح حاصل ہوئی تہی۔ اور دنیا ہی وزیر مصطفے کی نادانی سے ترکون کے ہاتھ سے بچا تہا اور اس سے پہلے
صدیون تک اسٹریا ترکی کو جزیہ اور خراج دیکر جان بچاتا تہا گو اسٹریا کے پاس جدید اسلحہ تھے مگر عثمانیہ آلات کی تلافی ترکون
کی شجاعت کرتی رہتی تہی اور نسبتاً کچہ زیادہ کمی نہ تہی ایک سنگین کی زیادتی سے کیا ہو سکتا تہا اس معرکہ مین وزیر
اعظم یکن محمد نے عثمانیہ بہادرون سے نہایت قابلیت سے کام لیا اور بیسیون معرکون مین کسی جگہہ بھی جدید اسلحہ
و نظام اسٹریا کے لشکر کو بچا سکا۔ اور علاقہ سرویا۔ بوسنیا وغیرہ سے اسٹرین نکالے گئے۔ وزیر نے صرف
اسپر کفایت نہ کی بلکہ اسٹریا کے علاقہ ہنگری پر چڑہ گیا۔ اور اسٹریا کی فوج کو شکست دیکر ہنگری کے قلعہ سمندریا
ارسووا۔ میڈیا۔ کو فتح کر لیا۔ ان شکستون سے بدحواس ہوکر قیصر اسٹریا نے تازہ جرار فوج دیکر دو قابل
اعتبار جرنیلون کو اس وزیر کے ماتحت روانہ کیا اور سب کو یقین تہا کہ اب ترکون کو ضرور شکست ہوگی
مگر اس دفعہ بھی ترکون نے ثابت کر دیا کہ انکا کمانڈر لائق اور بہادر اور کافی سامان جنگ ہے تو وہ ہر ایک
مخالف سے میدان جیت سکتے ہین گو سابق وزیر کی جگہہ جدید وزیر اعظم محمد پاشا تہا مگر یہہ بھی جنگی
لیاقت مین اپنے مقدم سے کم نہ تہا قیصر کا حکم تہا کہ کھلے میدان مین مجموعی طاقت کے ساتھ جنگ کیا
جائے اس لیے اسٹریا کے جرنیل ارسوا کی طرف بڑہے اور وزیر اعظم مقام کرذکا کے قریب
ایک بلند اور مستحکم مقام پر قابض ہو گیا اور تمام مفید جنگی موقعون پر مورچے قایم کر لیے جسکا نتیجہ یہ
نکلا کہ لڑائی ہونے پر ترکون کی آتشبازی نے فوج اسٹریا کو بہون ڈالا۔ اور فوج سوار ون سوارون کو
فوج پیدل اور توپخانہ سے الگ کر دیا اور مخالف کی فوج میمنہ پر حملہ کر کے بھگا دیا سپہ سالار اسٹریا شام تک فوج

کو راتے گھمسان کا جنگ کرتے رہے لیکن ترکون نے آخر انکو میدان سے ہٹا دیا اور تمام پہلی شکستون کا انتقام کیا جنرل والس دس ہزار سپاہی کٹوا کر قلعہ بلگریڈ مین پناگزین ہوا جسکا وزیر اعظم نے فوراً محاصرہ کر لیا۔ اور قریب تہا کہ ترک بزور شمشیر قلعہ فتح کر لیتے کہ جنرل والس ورنے پر گئے وزیر اعظم سے مصالحت کی التجا کی انگلستان اور ہالینڈ نے بھی اسٹریا کی سفارش کی مگر غیور وزیر نے جوان نجوین کی خود غرضی سے ناراض تہا انکار کیا۔ اور صاف کہدیا کہ بغیر سفارش فرانس صلح منظور نہین ہوگی وزیر ایک تو فرانس کا اعتبار یورپ مین بڑہانا چاہتا تہا دوم اسکا یہ خیال تہا کہ قیصر ایسی بے عزتی اور ذلت اختیار نہین کرے گا۔ کہ اپنے قدیمی دشمن سے جسکو چند سال پہلے شکست دے چکا تہا۔ التجا کرے اور اسکو اپنی ذلیل زندگی کا باعث بنائے۔ مگر غرض بری بلا ہے اور یورپ اس مطلب مین زیادہ ہوشیار ہے۔ قیصر جسکی فوجین دو سال متواتر شکستین کہا رہی تہین اور تمام جیدہ اور بہادر جنرل ترکون کے ہاتہ سے ذلیل ہو چکے تھے اور روس جسکے لیے عہد شکنی کی گئی تہی گو اول اول تو کامیابی حاصل کرتا رہا مگر آیندہ اسکی پیشقدمی رک گئی تہی۔ اسٹیریا کے کچھ کام نہ آسکا عیسائی صوبون اور رعایا کی بغاوت و شقاوت بھی ترکون نے شمشیر سے زائل کر دی تھی اس لیے مجبوراً اسکو فرانس سے درخواست ثالثی کرنی پڑی جسکی ضمانت پر یکم ستمبر ۱۷۳۹ء کو عہدنامہ پر فریقین کے دستخط ہو گئے اس عہدنامہ کے روسے قلعہ بلگریڈ معہ تو پخانہ سامان جنگ آرسووا۔ بوسینا۔ سریا۔ والیشیا کے وہ تمام اضلاع جو معاہدہ پارساروتز کے روسے اسٹریا نے ترکی سے چہینے تہے ترکی کو واپس دینے کو وعدہ ہوا۔ اور ۲۷ برس کے لیے میعادی صلح کا عہدنامہ لکہا گیا۔ اسٹریا نے اسقدر مروت کی کہ اپنے دوست روس کو بالکل نہ بہلایا جسکا مظفر و منصور وزیر اعظم کی زبردست فوج کے ہاتہ سے اب بچنا مشکل تہا کیونکہ اسٹریا سے فراغت پاتے ہی وزیر اعظم نے روسی سپہ سالار مارشل میونک کی خبر لینی تہی۔ جسکو ابہی ترکون کی کمی فوج نے ہی زیادہ پیشقدمی سے روکا ہوا تہا عہدنامہ مین لکہا گیا۔ کہ ترکی روس سے بہی صلح کریگی۔

مارشل میونک جو کریمیا مین بہی تاخت و تاراج کا بازار گرم کر چکا تہا اور تاتاریون کی غفلت سے کئی شہر کریمیا کی فتح کر کے از رف پر تصرف کرتا ہوا۔ براہ پولینڈ صوبہ مالڈویا کو روسی سلطنت سے ملحق کر کے صوبہ بسربیا مین داخل ہو گیا تہا اور معرکہ خوزین مین ولی پاشا کو شکست دیکر مطیع کر لیا۔ مگر دریائے نیسٹر کے قریب ترکون اور تاتاریون کی چالیس ہزار فوج سے سخت کہائی اور مارشل میونک ہزارون جوان کٹوا کر اور شکست پا کر یوکرین کو واپس ہٹ گیا اور اسٹریا کی شکستون کی خبر سنکر اسکے تمام منصوبے خاک مین ملگئے اور وہ تمام زر کثیر جو روسی جاسوسون کے ذریعہ ترکی کی عیسائی رعایا کے بہکانے مین یونان تہسلی تک خرچ کی گئی تہی سب رائگان گئی اور چونکہ اکیلا روس بہادر ترکون کا مقابلہ نہ کر سکتا تہا اور اسٹریا نے نہایت ذلیل

شرائط پر صلح کرلی تہی اس لیئے روس نے بہی اس شرط پر صلح کرلی کہ روسی وہ تمام متصرفہ علاقہ واپس کرینگے جو انہون نے بدوران محاربہ فتح کیے کوئی روسی جہاز تجارتی ہو یا جنگی بحیرۂ اسود اور بحیرۂ آزاف مین داخل نہ ہو سکیگا۔ قلعہ ازاف کو منہدم کیا جائے علاقہ کطراش جسکو روس نے وجہ جنگ قرار دیا تہا۔ آزاد کہا گیا۔ اور روس کے تمام دعوون پر پانی پہیر دیا گیا۔ اس عہدنامہ بلگریڈ سے سلطنت عثمانیہ کا وقار سلطانی بدستور صدی گذشتہ مین قائم ہو گیا۔

تنبیہ

ناظرین پر روشن ہو گیا ہے کہ ترکی سپہ کی شجاعت اور حب قومی ہمیشہ موجود ہی رہی ہے اسکو کبہی نقصان نہین پہونچا۔ صرف قصور سپہ سالارون اور سلاطین کا رہا جب کبہی کوئی لائق سپہ سالار ہوا اُس نے کبہی میدان جنگ سے شکست نہین کہائی بلکہ مخالفون کے صدیون کے غرور و تکبر کو خاک مین ملا دیا۔ ہر ایک موقعہ پر مسلمان تا الفین غزا عیسائیون سے زیادہ میدان جنگ مین حاضر ہوتے رہے جس سے انکا جنگی مذاق اور قومی جوش بخوبی ثابت ہوتا ہے صرف قصور نالائق سپہ سالارون کا رہا۔ یا عیاش سلاطین کا جنکی وجہ سے ترکون کو زکین اُٹہانی پڑین آیندہ بہی اگر عثمانیہ فوج کو لائق کمانڈر ملتے رہے تو یہہ بہادر ترک دنیا کی کسی جنگی قوم سے کم نہین رہینگے اور ہمیشہ کے لیے اسلامی آبرو کو قایم رکہ سکین گے۔ خدا تعالی لائق اور شیر دل سلاطین و سپہ سالار عطا فرماتا رہے

شاہان روس

یہ معاہدہ روس ملکہ اینی سے ہوا تہا جو پیٹر ثانی نبیرا پیٹر اعظم کو معزول کرکے سنہ ۱۷۳۰ء مین تخت نشین ہوئی اور سنہ ۱۷۴۰ء مین فوت ہوئی تہی۔ اور اسکی جگہہ معصوم شاہزادہ برنزوگ بادشاہ ہوا جسکو پیٹر اول کی بیٹی ایلزبتہہ معزول کرکے سنہ ۱۷۴۱ء مین تخت نشین ہوئی یہہ عاشق مزاج ملکہ جنوری سنہ ۱۷۶۲ء مین فوت ہوئی اور اسکا بہانجا پیٹر سوم بادشاہ ہوا مگر چند ماہ بعد اسکی بیوی کیتھرائن خاوند کو قتل کرکے بادشاہ بن گئی جسکی جنگی کارروائیون کا آیندہ ذکر کیا جائے گا۔

سلطان محمود نے سویڈن سے عہدنامہ جارحانہ مدافعانہ کیا جو آج تک کسی سلطنت سے نہین ہوا تہا مگر اب سویڈن اس قابل نہین رہا کہ اسکی دوستی ترکی کو روسی مقابلہ مین کچہ مدد دے سکے اسی سلطان کے عہد مین فرقہ وہابیہ کا ظہور ہوا جسکا ذکر سلطان سلیم کے عہد مین کیا جائیگا۔ یہہ سلطان سنہ ۱۱۶۷ ہجری ۶۰ سال عمر ۲۴ سال کی سلطنت کی بعد فوت ہوا۔ یورپ مین فتوحات مین سلطان محمود اول کا زمانہ نہایت مبارک اور شاندار گذرا ہے جسکی بعد روسی غلبہ کا دورہ شروع ہوا۔ اسکے بعد سلطان عثمان بن مصطفے ثانی تخت نشین ہوا۔ کئی وزرا کے قتل

کے بعد راغب پاشا وزیر ہوا تین سال چند ماہ حکومت کر کے ۱۱۷۱ھ میں فوت ہوا۔ اسکے عہد میں عیسائیوں سے کوئی محاربہ نہیں ہوا

سلطان مصطفیٰ ثالث بن احمد ثالث

یہہ سلطان مستعد اور ہر فن میں کامل تہا ابتدا میں تو محمد راغب پاشا وزیر اعظم کی کوشش سے اندرونی انتظام میں بہت کچہ اصلاح ہوگئی یورپ میں خود عیسائی دول دست و گریبان اور سلطنت ترکی کے اتحاد کی خواہان تھی مگر راغب پاشا نے نہایت غور و فکر کے بعد پرشیا کے شاہ فریڈرک سے اتحاد کرنا چاہا جو یورپ میں اپنی بہادری کا سکہ جما چکا تہا اور آسٹریا اور روس کی ترقی کو روکنے کے لیے ترکی کی دوستی کو ضروری جانتا تہا۔ انگلستان کی کوشش سے یہہ معاملہ اتحاد بہت کچہ طے ہوچکا تہا کہ راغب پاشا فوت ہوگیا اور سلطان مصطفیٰ پرشیا کی جانب چہوڑکر آسٹریا کی طرف مائل ہوگیا۔ فریڈرک شاہ پرشیا سلطان مصطفیٰ کی یہ عدم توجہی دیکہہ کر روس سے مل گیا۔ اور دونوں نے پولینڈ کی تقسیم کا معاہدہ کرلیا۔ پولینڈ جو ترکی کا باجگذار اور اندرونی انتظام میں آزاد چلا آتا تہا جنگ ہفت سالہ میں فرانس کا خیر خواہ رہا تہا۔ اور شاہ فرانس کا بیٹا شاہ پولینڈ کی بیٹی سے بیاہا گیا تہا اسلیے فرانس پولینڈ کا طرفدار تہا۔

روسی جنگ

ملکہ کیتہرائن جو اپنے خاوند پیٹر ثالث کو قتل کر کے خود تخت نشین ہوئی تہی ایک اولوالعزم چالاک عورت تہی گو وہ عصمت اور عفت سے دور تہی لیکن وہ تمام صفات جو شاہان کشورکشا کو ضروری ہوتی ہیں وہ سب کیتہرائن میں موجود تہیں وہ موقعہ اور وقت کو خوب پہچانتی تہی۔ اسلیے سوچ لیا تہا کہ پولینڈ کا حقیقی خیر خواہ فرانس جنگ ہفت سالہ سے نیم جان ہو رہا ہے۔ وہ تو میدان میں نہیں سکتا ترکی کو بزور ہٹا یا جائے گا بس شاہ پولینڈ کے مرنے پر ایک شخص جس کا ناجائز تعلق کیتہرائن سے رہ چکا تہا۔ شاہ پولینڈ کر دیا جسکو رعایائے پولینڈ نے نامنظور کیا اور فساد کہڑا ہوگیا۔ اور اسی فساد کے روکنے کے بہانہ سے روسیوں نے پولینڈ میں دست اندازی شروع کردی سلطان کیتہرائن کی اس بے ایمانی سے سخت ناراض ہوگیا۔ اور اعلان جنگ کرنا چاہتا تہا مگر کم ہمت اور لالچی ارکین دولت کی جہالت کے سبب جو عیار اور چالاک زارینہ کے حکموں میں آئے ہوئے تہے سلطان کی رائے سے متفق نہ ہوسکے اور جنگی کارروائی رکگئی۔ اور کاغذی گہوڑے ہی دوڑاتے رہے اور سفارا روس پر تحریری اعتراضات کی بوچہار ہی کرتے رہے۔ جن کے جواب دینے میں روسی زیادہ چالاک تہے اور سوقت جبکہ نالائق وزرا عثمانیہ بے فایدہ خط و کتابت میں اپنا وقت کہو رہے تہے ملکہ کیتہرائن صرف پولینڈ میں ہی جال نہیں بچہا رہی تہی بلکہ ترکی کی عیسائی رعایا کو بہی ترکوں کے برخلاف ترغیب بغاوت دے رہی تہی کہیں مذہبی غیرت دلائی جاتی اور کہیں روپیہ پیسہ خرچ کیا جاتا جاسوس اور خفیہ گماشتہ فوجی اور پادریوں تک اس کام میں مشغول تہے اور تسلی اور یونان تک

عیسایون مین آتش بغاوت مشتعل کر رہی تہی۔ البانیہ۔ سرویا۔ مانٹی نگرو۔ والیشیا مالدیویا کے عیسائیون نے بغاوت برپا کردی ایک یونانی پادری نے بوقت حملہ روس ایک لاکہہ یونانیون سے ترکون پر حملہ کرنے کا وعدہ کیا یہہ تو یورپ کا حال تہا۔ ایشیا مین جارجیا اور امریشیا کے عیسائی باجگذار صوبون کو ترکون سے لڑا دیا اور ملکہ کیتہرائن نے یہہ تمام جال پہیلا کر اور پرشیا کو اپنے ساتہہ ملا لیا۔ سلطان فرانس پر لڑائی کے لیے زور ڈال رہا تہا اور اسکا سفیر تن من دہن سے وزرائے عثمانیہ کو روسیون سے لڑانے کے لیے بہڑکا رہا تہا۔ اور سب سے زیادہ خان کریمیا روسیون سے جنگ کرنے کے لیے بیتاب ہو رہا تہا کیونکہ روسی طاقت کی ترقی سے سب سے پہلے کریمیا کی زندگی کا خاتمہ تہا۔

ان جملہ اسباب نے سلطان پر سخت اثر ڈالا اور اعلان جنگ کیا گیا ترکی مین چونکہ اسوقت چارون طرف بغاوت شروع تہی اور عیسائیون کے علاوہ مسلمان حاکم علی بیگ نے مصر مین علم استقلال بلند کر کے شام تک کا علاقہ غصب کر لیا تہا اور عرب شیخ ضاہر نے عکہ چہین لیا تہا سلطان نے عیسائی باغیون کی سرکوبی کے لیے فوج روانہ کی اور یونانیون کو معہ روسی اور امدادی فوج کے شکست دی۔

لیکن روسی حملہ آور فوج کے مقابلہ مین صرف چالیس ہزار فوج ترکی جا سکی۔ یہی وجہ ہے کہ یہہ اعلان جنگ قبل از تیاری اور سلطان اور بابعالی کی شتاب کاری کا نتیجہ سمجہا جاتا ہے اس معرکہ مین ایشیا کی فوجین شامل نہ ہو سکین جس کا نتیجہ شکست ہوا۔ اور روسی بندر اور کرمان اور اسمعیلیہ قلعجات ڈینوب پر قابض ہو گئے مگر جدید ترکی فوج کے آنے پر آیندہ سال ترکون نے روسیون کو کئی شکستین دیکر عثمانیہ حدود سے باہر نکال دیا اور ہزارون روسی لڑائی اور طاعون سے ہلاک ہو گئے آسٹریا اور پرشیا نے صلح کرانی چاہی مگر شرائط ایسی پیش کین جنکو بابعالی منظور نہ کر سکا۔ اس لڑائی مین سب سے زیادہ بہادرانہ کارروائی خان کریمیا کی تہی جسنے اعلان جنگ ہوتے ہی روس کی جنوبی صوبون کو تاخت و تاراج اور روسی دستون کو تہ تیغ کر کے ۳۵ ہزار روسی قید کر لیے تہے اور جو کارروائی کیتہرائن نے ترکی کی عیسائی رعایا سے کی تہی اور سلطان کے برخلاف بغاوت کرائی تہی اسیطرح اس دبر فرزانہ خان نے روسی رعایا کو زارینہ کے برخلاف اور ایک دو مقتدر روسی باجگذار صوبون کو بغاوت پر آمادہ کر دیا تہا اور یہہ تمام اثر اس کے جارحانہ حملہ آرائی کا نتیجہ تہا جسکو سلاطین عثمانیہ نے ترک کر کے اپنا فاتحانہ اعتبار کہو دیا تہا افسوس کہ یہہ بہادر خان کریمیا کر حملہ سے واپس آتے ہی بیمار ہو گیا اور ایک یونانی عیسائی ڈاکٹر کی شرارت سے زہر سے ہلاک ہوا۔ جو غالبا ملکہ کیتہرائن کے اشارے سے ہوا تہا۔

مکرر جنگ

جب صلح نہ ہو سکی تو ۱۱۸۳ ہجری مین وزیر اعظم محسن پاشا اور حسن پاشا امیر البحر مختلف راستون سے روسیون کے مقابلہ

کو نکلے دونون نے روسیون کو شکست دی اور تمام روسی توپخانہ منگزین چہین لیا۔اسی اثنا مین سلطان مصطفے ثالث ۱۱۸۷ھ ہجری اور ۵۴ سال کی عمر اور ۱۶ سال کی حکومت کے بعد فوت ہوا۔

سلطان عبد الحمید اوّل بن احمد ثالث

سلطان مصطفے ثالث کے بعد اُسکا بہائی عبد الحمید اول تخت نشین ہوا۔اور اُسوقت روسیون سے سخت جنگ ہو رہا تہا عجب شان کبریائی ہے کہ جسطرح عبد الحمید اول کے لیے اُسکا بہائی مصطفے روسیون کا معرکہ عظیم چہوڑ گیا تہا۔ اوسیطرح سلطان عبد الحمید ثانی کے لیے اسکا بہائی مراد روس کا محاربہ ۱۸۷۶ء چہوڑ گیا تہا۔اور افسوس ہے کہ نتائج بہی دونون معرکون کے یکسان سلطنت عثمانیہ کے برخلاف نکلے جسکا ذکر آگے کیا جائیگا۔

سلطان عبد الحمید اول نے نہایت تندی سے فوج فراہم کی اور صدر اعظم کو چار لاکہہ فوج دیکر روانہ کیا چند لڑائیون کے بعد وزیر اعظم کو شکست ہوئی۔اور وہ شوملہ مین گہر گیا۔اور اسی مشکل حالت مین فوج ینگچری سرکش ہوکر وزیر اعظم کو میدان جنگ مین چہوڑ کر واپس چلی آئی جس سے وزیر اور اُسکی فوج کے حوصلے پست ہوگئے اور صلح کی درخواست کی گئی۔اور ۱۷ جنوری ۱۷۷۴ء بمقام کناری شرائطے ہوگئین اور ۲۱ جنوری کو دستخط ہوگئے۔اوسکی بڑی بڑی شرطین یہہ تہین۔(۱) ازاف۔کلبرن۔کرچ۔ینی قلعہ۔کبرطاس۔کے علاقہ سلطنت عثمانیہ سے نکل گئے۔اور روسیون کے قبضہ مین چلے گئے۔یہہ وہ علاقہ تہے جنپر روسیون کے دانت پیر اعظم کے وقت سے چلے آتے تہے جو سات پشت اور ساٹہہ سال کی متواتر کوششون کے بعد ملکہ کہتہرائن نے سلطنت روس مین ملاے اور ۵ اگر پدر نتواند پسر تمام کند۔کی مثال کو صحیح ثابت کردیا۔

(۲) شرط یہہ تہی کہ کریمیا۔کوبن۔اور دریاے نیپر۔دیرو اکے درمیانی علاقہ اور نیز دریائی بوگ اور نیسٹر کے درمیانی علاقہ تا بحدود پولینڈ کے تمام تاتاریون کو مطلق آزادی دی گئی۔اور شرط لکہی گئی کہ ان علاقون کے خان کا انتخاب کرنا خود ان تاتاریون کے ہاتہہ ہوگا۔اور سلطنت عثمانیہ یا روس ان تاتاریون کے پولیٹیکل۔ملکی۔فوجی کسی معاملہ مین دخل نہین دینگے روس کو تو پہلے ہی کوئی اختیار نہ تہا۔اور سلطنت عثمانیہ کو کئی صدیون کے بعد بے اختیار کیا گیا۔اور بہادرون کی کان کریمیا وغیرہ کو جو ہر ایک معرکہ مین لاکہہ تک اسلام پر جان نثار کرنیوالے جوان مرد سلطان کی خدمت مین حاضر کرتا رہا تہا سلطان سے الگ کردیا اور کریمیا کے جو ترکون کے پشت گرمی سے ہمیشہ روس کو چنے چبا تا رہا تہا بے دست و پا کردیا اور اسلامی اتحاد دو جہتہ کو پراگندہ کیا گیا۔یہہ شرط بظاہر تو تاتاریون کی آزادی کے خیال سے اچہی دکہائی دیتی ہوگی مگر دراصل دور اندیش روسیون نے ترکون کے قطع تعلق سے کریمیا وغیرہ کے الحاق کا رستہ صاف کرلیا تہا جسکو سلطان اور اُسکے وزیر کمزوری یا نادانی

سمجھ نہ سکے اور روس بازی لے گیا۔ اور ترکی سمندرون مین روسی جہازات کی آمد و رفت کو جائز قرار دیا گیا۔
باقی مفتوحہ علاقہ والیشیا۔ اور مالدویا۔ اور جارجیا امرشیا واپس تو کیے لیکن اول دو صوبون مین توصرنگا روسی
مداخلت کو روا رکہا گیا جو بعد ان صوبون کے تصرف سلطنت عثمانیہ سے نکلنے کا باعث ہوا اور جارجیا۔ اور امرشیا
واقعہ ایشیا بہی ایسی مہمل شرائط پر واپس ہوا۔ جو آخر روسی تصرف کا باعث ہوا کلیسلے یونانی مقلدین کی حمایت
کے کئی حقوق زار روس کو دیے گئے جس سے آیندہ روسیون کو عیسائیون کی حمایت کے بہانہ سے ترکی مین دست اندازی
کا موقعہ مل گیا۔ نقد ایک کرڈر روپیہ تین برسون مین ترکی نے دینے کا وعدہ کیا اسی عہدنامہ کی رو سے زار روس کو
قیصر و شاہ تسلیم کیا گیا جس سے اب تک انکار کیا جاتا تہا۔ تمام شرطین ۲۸ تہین اس عہدنامہ سے سلطنت کا کمال
زوال شروع ہوا اور آیندہ ہر ایک معرکہ مین کوئی نکوئی علاقہ ترکی کے قبضہ سے نکلتا ہی رہا۔
ان روسی معرکون کی تفصیل کی اس مختصر مین گنجایش نہین ہے اور کتاب کے نفس مضمون سے بہی خارج ہے۔
عثمانیہ تاریخون مین جو عربی ترکی انگریزی اُردو وغیرہ زبانون مین لکہی گئی ہین شائقین کو مطالعہ کرنا چاہیے یہان
صرف اختصاراً بیان کیا گیا ہے۔
اس صلح کے بعد وزیر اعظم محسن پاشا قسطنطنیہ کو واپس ہوا۔ اور رستہ مین ایڈریانوبل پہنچ کر فوت ہو گیا۔ اور عزت
پاشا وزیر ہوا سلطان عبد الحمید نے امور سلطنت کے اصلاح اور باغیون کی بیخ کنی پر کمر باندہی لیکن عہدشکن روس
نے عہدنامہ کو بالائے طاق رکہکر حدود مقررہ سے آگے ہی دست اندازی شروع کر دی۔ اور کریمیا جسکو مطلق العنان
آزاد عہدنامہ کنارجی مین دکہلایا گیا تہا۔ اسپر حملہ کر دیا۔ خان کریمیا اگرچہ ایک بہادر قوم کا سرپرست تہا اور جوان
مردانگی سے مقابلہ کرتا رہا اگر وہ زبردست روس سے جو خان کریمیان اور سلطان دونون کی متفقہ فوجون کو
شکست دیکر عہدنامہ کنارجی مین ترکون کی امداد سے کریمیا کو ناامید کر چکا تہا۔ اکیلا کیا کر سکتا تہا بس وہ تاتاری
جو عرصہ ۴ سو سال سے روسیون کو مارتے کاٹتے رہے تہے اور چنگیز خان کے نام کو یورپ مین قائم
رکہے ہوئے تہے اب بے یار و مددگار ہو کر روسیون کی تلوار کا طعمہ ہونے لگے۔
سلطان عبد الحمید الاول متواتر تعدیون اور خلاف عہدنامہ زیادتیون کو سنکر پیچ و تاب کہاتا تہا مگر ملک کی بے انتظامی
اور عیسائیون اور مسلمانون کی بغاوت کے سبب کچھ کر نہین سکتا تہا۔ آخر بہادر حسن پاشا امیر البحر کی شجاعت سے
بیشمار باغی قتل کیے گئے اور عرب شیخ ظاہر جو برسون سے علاقہ سوریہ عکہ مین فساد کر رہا تہا اسکو شکست دیکر قتل کیا
اور باغی گورنر بغداد کا بہی حشر ہوا۔ اور پہر موریا کے یونانی باغیون کی سزادہی پر مامور ہوا جنمین سے ہزارون قتل
کیے گئے اور از سرنو مطیع کیے گئے۔ بلکہ کیتھرائن جو کریمیا پر قبضہ کر چکی تہی اور باب عالی اپنی کمزوری طاقت کے سبب
خاموش ہو رہا تہا اس سے دلیر ہو کر بلکہ کیتھرائن نے عثمانیہ عیسائی رعایا کو ابہارنا شروع کیا۔ اور جاسوسون

مخالفت کا بیج بویا تو سلطنت عثمانیہ نے بھی بصلاح انگلستان اعلان جنگ کردیا۔ اور انگلستان اور سویڈن۔ اور پولینڈ نے مدد دینے کا وعدہ کیا مگر افسوس کہ موقعہ پر کسی نیک نیت نے بھی ایفائے وعدہ نہ کیا۔

جنگ روس و اسٹریا۔

اس دفعہ ترکون کے برخلاف روس اور اسٹریا دونون نے ملکر لڑائی شروع کی تھی اور تیاری بھی اعلیٰ پیمانہ پر کی گئی تھی اور فرانس بھی اگرچہ صریحاً مقابلہ پر نہ آیا۔ لیکن در پردہ روس کو مدد دیتا رہا۔ ملکہ کیتھرائن خود فوج کے ساتھ تھی اور دوسری طرف سے شاہ اسٹریا فوج لے کر چڑھا تھا۔ مقابلہ پر یوسف پاشا صدر اعظم ہی گیا جسنے میدان فتح اسلام مین خونخوار جنگ کے بعد اسٹریا کی فوجون کو شکست دی اور اسٹریا کے مقبوضہ و مفتوحہ کئی قلعہ فتح کر لیے اور ایک موقعہ پر شاہ اسٹریا ترکون کے تہہ قید ہوتا ہوتا بچ گیا تہا۔ مگر لڑائی کا سلسلہ بند نہ ہوا۔ دوسری طرف روسیون نے ترکون کو شکست دیکر صوبہ تبغدان پر قبضہ کرلیا۔ اور کئی ایک جنگی اور شہر و قلعہ اور شہر فتح کر لیے۔ چونکہ انگلستان سویڈن پولینڈ مین سے کوئی سلطنت معاہد ترکون کی مدد کو نہ نکلی اور اب اکیلے ترک ان دو غدار دشمنون کا مقابلہ زیادہ عرصہ تک کر سکتے تھے اسلیے وزیر اعظم نے سلطان کو صلح کے لیے لکھا مگر سلطان عبد الحمید اول اسی اثنا سنہ ۱۲۰۳ ہجری مین ۶۶ سال کی عمر اور ۱۶ سال کی حکومت کے بعد فوت ہو گیا۔

سلطان عبد الحمید کا عہد سلطنت عثمانیہ کے لیے نہایت نامبارک نکلا اور جس کمزوری کی بنیاد سلطان مراد چہارم کے بعد پڑی تہی اُسکا مضر نتیجہ بدقسمت سلطان عبد الحمید اول کو بہگتنا پڑا۔

سلطان سلیم ثالث بن مصطفیٰ ثالث بن احمد ثالث

سلطان عبد الحمید اول کے بعد اُسکا بھتیجا سلطان سلیم ثالث تخت نشین ہوا جسنے جمع آوری فوج اور انتظام ملک پر توجہ مبذول کی اور بیڑہ جہازات کو درست کرایا۔ ڈیڑھ لاکھ فوج صوفیہ مین جمع ہوگئی۔ اور وزیر اعظم یوسف پاشا اور امیر البحر حسن پاشا کی سرکردگی مین روس و اسٹریا کے مقابلہ کو بھیجی گئی اور ۸ ماہ تک مختلف لڑائیان ہوتی رہین جسکا اخیر نتیجہ یہہ نکلا کہ ترکون کو شکست ہوئی اور تمام توپین اور گودام کہو بیٹھے اس لیے یوسف پاشا معزول اور کنخدا حسن پاشا وزیر اور اُسکی معزولی پر چجازی حسن پاشا سنہ ۱۲۰۴ھ مین وزیر اعظم ہوا مگر وہ بھی دشمن کے مقابلہ مین ناکام رہا۔ اُس کے مرنے پر شریف حسن پاشا وزیر اعظم ہوا۔ ادہر تو بابعالی وزرائے کی تبدل و تغیر مین مصروف تہا۔ اور جس سلطنت مین سیکڑون جرنیل سپہ سالاری کی لیاقت کے موجود ہوا کرتے تھے اس مین اب ایک بھی سپہ سالار نہین ملتا۔ جو دشمن کو روک سکے خود سلاطین عثمانیہ جنکی تعریف مین سلمان

مورخ بہت کچھہ غلو و مبالغہ کرتے ہین کئی پشت سے شمشیر بازی کی آبائی اور اسلامی جوہر کہو کر محلسرای کی زنانہ زندگی
کو ہی خاصہ سلطانی جانتے تہے اور انکی دیکہا دیکہی ترکون مین ہی فاتحانہ اولوالعزمی نہین رہی تہی - بخلاف اسکے
روس جو وحشیانہ گمنامی مین پڑا تہا اب بہادرانہ خصائل سے اولوالعزم فاتح بن چکا تہا جو دہشت کبہی ترکون بلکہ انکی
مطیع فرمان باجگذار تاتاریون کی تہی وہ اب روسیون کی طرف سے ترکون پر چہا گئی تہی - اور یہہ سزا فرمان الٰہی اِنَّ اللّٰہَ
لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ کی رو سے ترکون کو بہگتنی پڑی تہی - اور ہر طرف سے ترکون کی
شکست کی خبرین آ رہی تہیں -

روسیون نے قلعہ بلگریڈ، قلعہ بندر، سرویا وغیرہ علاقہ جات واقعہ دریاے ڈینوب سے ترکون کو نکال کر اپنا قبضہ
جمالیا۔ اور مشہور اور مستحکم قلعہ اسمعیلیہ ہی فتح ہونیکو تہا کہ اسی اثنا مین شاہ جرمن جسنے روسیون کے ساتہہ ترکون
کے برخلاف معاہدہ جنگ کر رکہا تہا مر گیا۔ اور اُسکے جانشین بہائی نے روسیون کا ساتہہ چہوڑ کر بوساطت
انگلستان آسٹریا اور روس کی طاقت روز افزون سے ڈر کر سلطان سے اتحاد کر لیا۔ اور وہ تمام عثمانیہ علاقہ جو آسٹریا
سے فتح کیا گیا تہا۔ سوائے اروگزیم کے واپس کیا گیا۔ اور روس کو صلح کے لیے لکہا گیا مگر جنگجو کیتہرائن نے شرائط صلح کو
نامنظور کیا۔ اور لڑائی کو جاری رکہا۔ قلعہ اسمعیلیہ کو گہیر لیا جسمین تیس ہزار ترکی فوج موجود تہی ترکون نے نہایت
جانبازی سے مقابلہ کیا اور جبتک کہ سامان جنگ اور رسد نے جواب نہ دیا مخالف کی کثرت فوج اور شدت محاصرہ
کا ترکون پر کچھہ اثر نہ ہوا۔ افسوس کہ سلطان اس بہادر فوج کو ضعف سلطنت اور نالائق وزرا کی بزدلی اور سوء تدبیری
کے سبب کوئی مدد نہ پہنچا سکا محصورین بہوک اور موت کا عرصہ تک مقابلہ کرتے رہے اور دن بدن انکی تعداد کم ہوتی
رہی اور حملہ آور روسیون کے ساتہہ تازہ امدادی پرجوش فوج شامل ہوتی رہی اور مقتول و مجروح روسی فوج
کی تلافی کرتی رہی فریقین کی لڑائیون مین اسقدر مردون کی لاشین نواح قلعہ مین جمع ہو گئین کہ روسیون نے انہین
لاشون سے خندق کو بہر کر عبور کر لیا اور اسکے تحت فصیل قلعہ پر چڑہ گئے اور شہر مین داخل ہو گئے مگر قلعہ والون نے کمال مردانگی و
سرباختگی سے ہر ایک کوچہ و بازار مین مقابلہ کیا اور جبتک کہ ترکون کا کمانڈر شہید نہوا اور اس قلیل مگر بہادر جماعت کا آخری
مسلمان شہید نہ ہو گیا لڑائی بند نہ ہوئی۔ روسیون نے تین دن تک قتل عام کیا۔ جوان۔ بوڑہے۔ زن و
بچہ ہر ایک کو تلوار کے گہاٹ اتار دیا۔ صرف جنگی مرد تیس یا تینتالیس ہزار قتل کیے گئے اور دس ہزار قید ہوے
عورتین بچے بوڑہے اس شمار سے علاوہ تہے۔ اور اسمعیلیہ کے محصورین سے ایک مسلمان نہر کے راستہ بچ کر نکل آیا
جسنے قسطنطنیہ مین اس واقعہ ہائلہ کی خبر پہونچائی اور اسی سے سلطان اور اسکے ارکین سلطنت خصوصاً سپہ سالار کی نالائقی
صاف عیان ہوئی کہ خبر رسانی کا کوئی انتظام نہ تہا اور اسقدر جانباز مسلمانون کو موت کے منہ مین ڈال گیا
تہا۔ اور اُن بے یار و مددگار مسلمانون کی خبر تک نہ لی گئی پس اس جرم مین وزیر اعظم حسن پاشا فوج کی مطابقہ

قتل کیا گیا اسپر مورخین کا افسوس درست ہین اُسکو اپنے زمانہ کا زبردست بہادر کہا جاتا ہے۔ لیکن اُسکی بہادری نے
قوم کو فائدہ دیا اسقدر بہادر مسلمان عرصہ تک محصور رہے اور دشمن کے حملون کو روکتے رہے مگر مدد نہ پہونچائی گئی۔
اور آخر کو سب روسیون کی تیغ ظلم سے ہلاک ہوگئے۔

اب میر یوسف پاشا وزیر بنایا گیا جسنے روسیون سے جو دریائے دینوب گذر آئے تھے ۱۲۰۵ھ ہجری مین کئی مقابلے کیے جسمین
فریقین کے تخمیناً ۶ لاکھہ آدمی ہلاک ہوئے آخر انگلستان کے مشہور مدبر وزیر پٹ نے اپنی گورمنٹ کو صاف کہدیا
کہ انگلستان کی خارجی پالیسی ہمیشہ یہہ ہونی چاہیے کہ یورپ مین موازنہ طاقت قائم رکھنے کے لیے بشرط امکان روس
کی طاقت کو بڑہنے اور ٹرکی کی طاقت کو گھٹنے نہ دیا جائے۔

اور یہی خیال شاہ پرشیا، کا تہا جو روس اور آسٹریا کی ترقی سے خوف زدہ تہا اسلیے ان دونون سلطنتون
نے ملکہ کیتہرائن کو صلح پر مجبور کیا۔ اور ۱۲۰۶ھ مطابق ۱۷۹۱ء بمقام جاسی عہدنامہ لکھا گیا اگرچہ روس کو بہت سا
علاقہ مفتوحہ چھوڑنا پڑا۔ مگر پہر بہی اُسکی حد یورپ مین دریائے نیسٹر تک وسیع ہوگئی اور بوگ اور نیسٹر یا کا
درمیانی علاقہ روس نے غصب کرلیا۔ ایشیا مین تمام عیسائی صوبے تفلکس جارجیا آمرنیشیا سلطنت عثمانیہ
کے قبضہ سے نکال کر آزاد کیے گئے۔

اور روس کے لیے آیندہ الحاق کرنے کے واسطے رستہ صاف کردیا گیا۔ عہدنامہ جاسی ۱۷۹۱ء جسکے روسی ملکہ
کیتہرائن کی آرزو کی پورا نہ ہونیکا انگلستان اور پرشیا دعوی کرتا ہے درست نہین مانا کہ روسیون کو ڈینوب کے
آرپار کئی فتح حاصل ہوچکی تہین مگر اس سے آگے بڑہنا اور قسطنطنیہ کو خطرہ مین ڈالنا آسان نہ تہا۔ اسلامی جوش موجزن
ہورہا تہا حسن پاشا وزیر اعظم کی قتل سے اس رنج و افسوس اور قومی جوش کا پورا اندازہ ہوسکتا ہے جو فوج اور عام
مسلمانون مین پہیل گیا تہا۔ اس جوش کی موجودگی مین قسطنطنیہ کا فتح کرنا اور ایک خلیفۃ المسلمین پر غالب آنا کوئی بچون
کا کہیل نہ تہا چالاک کیتہرائن ان مشکلات سے بخوبی واقف تہی۔ پس اس غائبانہ جنگ سے جو فوائد ممکن تہے۔ وہ انگلستان
اور پرشیا کی مخالفت کے باوجود بہی اُسکو حاصل ہوگئی۔ یورپ مین بہی وسیع علاقہ دبا لیا۔ اور ایشیا مین چند زرخیز
آباد مفید اور بہادر دلی کان صوبجات سلطنت عثمانیہ سے علیحدہ کردیے اور آیندہ اپنا شکارگاہ بنالیے۔ اور انگلستان
و پرشیا جو عہدنامہ جاسی کا بہاری احسان جتاتے ہین روسیون خصوصاً عیسایون کی بہتری اور ترکون
کی کمزوری کا باعث ہوئے ان یورپین چالبازون کی ثالثی اور ترکون سے دوستی محض اسلیے تہی کہ ترکون کو
بہلا سمجہا کر عیسائیون کے مطالبات منوادیا کرین اور اسطرح عثمانیہ سلطنت کی جڑ کاٹتے رہے اور اسکے بعد مین
بہی ان منافق دوستون کا یہی حال رہا مشہور شہر اُڈیسا بہی اسی وقت روسیون کے قبضہ مین دیا گیا۔

سُلطان سلیم کی اصلاحات

سلطان سلیم کے وقت ہر ایک صیغہ مین ابتری پڑ رہی تہی۔ نہ صیغہ مال کا انتظام درست اور نہ صیغہ فوج کا ملک کو پشتی جاگیر دارون رشوت خوار عہدہ دارون۔ لالچی اجارہ دارون۔ خود سر کاری عہدہ دارون اور باغی مفسدون نے ویران کر رکہا تہا۔ فوج خود سر بے انتظام شتر بے مہار تہی۔ جدید فنون جنگ اور استعمال آلات جدیدہ سے ناواقف تہے اور انکو سیکہنا حرام جانتے تہے گو ایک صدی سے عیسائی فوجون سے زکین اُٹہا رہے تہے۔ مگر جاہلانہ تعصب سے ان مفید حربیہ قواعد کو عمل مین لانا خلاف مذہب جانتے تہے کوئی مدبر اور خیر خواہ سلطنت وزیر یا عقلمند سُلطان نادان متعصبین سے ڈر کر فنون جدیدہ کو جاری نہ کر سکتا تہا۔ کئی سپہ سالار و وزیر اعظم ان سرکش لوگون کے ہاتہ سے قتل ہو چکے تہے مصر شام عرب۔ مین مسلمان باغی سلطنت کو پریشان کر رہے تہے۔ عرب پر فرقہ وہابیہ متصرف ہو چکا تہا جسکا ذکر آگے کیا جائے گا۔

ایسی حالت مین جبکہ سلطان کو معاہدہ جاسی جنگ روس سے فراغت ہوئی تو وہ انتظام مین مصروف ہو گیا۔ اور سب سے پہلے وہ فوجی انتظام کی درستی کے درپے ہوا۔ جنگ گذشتہ مین یوسف پاشا سر عسکر نے روسی لفٹنٹ قیدی کے ذریعہ جسکا اسلامی نام عمر پاشا رکہا گیا تہا یورپین طرز پر ایک پلٹن مرتب کی اور سلطان نے اسکی قواعد دیکہکر معلوم کر لیا۔ کہ عیسایون کی کامیابی کا راز یہی جدید قواعد ہے بس فرانس سے انجنیر اور توپچی اور قواعد سکہلانے والے اتالیق اور صناع اور کاریگر منگوائے گئے مگر جاہل ینگچریون نے آلات جدیدہ کے استعمال سے انکار کر دیا اور جاہلانہ جوش پر اتر آئے جسکو سُلطان سلیم نے نہایت عقلمندی سے فرو کیا۔ اور یورپین قواعد اوسی عمر پاشا کی پلٹن تک ہی محدود رہی مگر ترکی مین اصلاح کی بنیاد پڑ گئی۔ ملکی انتظام مین سلطان سلیم نے وصولی خراج و ٹیکس کا کام براہ راست عہدہ داران ملکی کے سپرد کیا اور حریص و ظالم ٹہیکہ دارون کو یک قلم موقوف۔ وزیر کے اختیارات محدود و جاگیر داری کا رواج آیندہ معدوم کیا۔ اور گورنری صوبجات کی میعاد تین سال اور دیوان (مجلس شوری) کے ممبرون کی تعداد بارہ ۱۲ کر دی جنکے مشورہ بغیر وزیر اعظم کچہ نکر سکتا تہا ملک مین تعلیم کو رواج دیا مدارس جاری کیے۔ چہاپہ خانہ (مطابع) کو آزادی دیگئی مگر یہ کام کوئی دلون کا نہ تہا۔ مسلمان ان نیک تجاویز کو بدعت خیال کرنے لگے اور مفسدین عوام کو بہکانے لگے مصر مین مملوکون نے عثمانی گورنرون کو بیدست و پا کر دیا اور شام مین ایک لودرز نے علم استقلال بلند کیا۔ وہابیون نے جنکا آغاز سلطان محمود اول کے عہد مین ہوا تہا۔ اور سلطنت یورپین مشکلات کے سبب عرب کی طرف توجہ نہ کر سکے تہے اب اس قدر زور پکڑ لیا۔ کہ حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً کو بہی فتح کر لیا۔ اور اب شام پر چڑہائی کرنے کے ارادے کر رہے تہے ایسی حالت مین فرانس جسکی اتحاد

قدیمہ کے خیال سے سلطان سلیم دوریورپ کے ساتہہ ملکر فرانس کی جمہوری سلطنت کے برخلاف نہین ہوا تہا اور انگلستان اور پرشیا جو فرانسیسی مخالفت کے عوض مین روس سے صوبجات مفتوحہ دلانیکا وعدہ کرتے تہے سلطان نے قدیمی رفاقت فرانس کے خیال سے فرانس کے برخلاف ہتہیار نہین اٹہائے تہے اوس وقت احسان فراموش فرانس نے سلطنت عثمانیہ کے مشکلات پر غور کرکے فیصلہ کیا کہ سلطنت عثمانیہ اسقدر کمزور ہوگئی ہے کہ اسکا سمہالنا مشکل ہے ضرور ایک نہ ایک دن سلاطین یورپ اور دیگر مخالفین اسکی تکابوٹی کرینگے پس بے دوستون کی طرح فرانس نے سب سے پہلے خود ہی اس بیجا فعل کا ارتکاب کیا۔ اور مصر کو آسان شکار تصور کیا جہان سے باغی مملوک سلطانی اقتدار کو نقصان پہونچا چکے تہے۔ اور خود کسی بڑی سلطنت خصوصاً نپولین بوناپارٹ جیسے بہادر کا مکا صدمہ برداشت نکرسکتے تہے۔

فرانسیون کا مصر پر قبضہ

صلیبی جنگون کے زمانہ سے فرانسیون کے دانت مصر پر تہے اور کئی دفعہ ناکام حملہ کرچکے تہے فرانس کا مشہور بادشاہ کوئی جو یورپ مین لوئی مشہور ہے کچہہ حصہ مصر کا فتح کرچکا تہا مگر سلطان صالح ایوبی کے عہد مین بہادر مملوکون کے ہاتہہ سے شکست فاش کہاکر قید ہوا۔ اب پہر وہ قدیمی خیال تازہ کیا گیا۔ اور چونکہ ہندوستان مین انگلستان فرانس کے اقتدار کو کہوکر اپنا غالبانہ تسلط جما چکا تہا۔ اور مشرق مین اسکی دن بدن شاہانہ طاقت بڑہ رہی تہی۔ اسلیے نپولین نے ہندوستان کی فتوحات کا رستہ نکلنے یا اس خوف سے کہ کہین انگلستان مصر پر بہی قبضہ کرلے ناگہانی طور سے ۲ محرم ۱۲۱۳ھ کو فرانسیسی جہازات بندر سکندریہ مین داخل کرلیے۔ اہل سکندریہ جو لڑائی کے لیے ہرگز تیار نہ تہے کسیقدر لڑے لیکن امان لیکر ہٹ گئے اور سکندریہ پر فرانسیون کا قبضہ ہوگیا چالاک نپولین نے عام مسلمانون کو یہہ دہوکہ دیا کہ مین سلطان کا دوست ہون اکثر مملوکون کو سزا دینے کے لیے آیا ہون۔ فرانسیون کے پہونچتے ہی برائے نام عثمانیہ گورنر ابوبکر پاشا تو قسطنطنیہ چلا گیا۔ اور ملک سیاہ سفید دو مملوک سردارون ابراہیم بیگ اور مراد بیگ کے ہاتہہ رہا۔ جو مصری فوج لیکر جسر اسود کو نکلے اور فرانسیون کا اعلان وہان پہونچ گیا۔ جس سے یورپین پالیسی جو وہ مشرقی باشندون سے برتتے رہے اور جس طرح مسلمانون کو نادان جاہل بناکر اپنا الو سیدہا کرتے رہے بخوبی ظاہر ہوتی ہے۔

اعلان فرانس بنام مسلمانان مصر

اس اعلان کا آغاز اسلامی اصول اور عقاید کے مطابق حسب ذیل ہوگیا تہا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم لآ الٰہ الا اللہ لا والد لہٗ لا شریک لہ فی ملکہ وبعد ذلک وانی عبداللہ واحترم نبیہ والقرآن العظیم وانہم مسلمون مخلصون ان فقرات عربیہ سے صاف ظاہر ہے کہ نپولین نے ایک پکے سلمان کی طرح توحید و نبوت اور قرآن مجید کا اقرار کر لیا۔ اپنی قوم کو سلمان مخلص قرار دیا ہے ابن اللہ کے عقیدہ سے جو عیسائیت کی روح و روان ہے صاف انکار کیا گیا۔ پس عام سلمانون کے لیے جو ایمان کے لیے اقرار باللسان کی شرط ضروری جانتے ہین اور ذات باریتعالی کو صاحب اولاد ماننے کے سبب عیسایون کو مشرک مانتے ہین نپولین نے ان ابتدائی فقرات مین اس شرط کو کسیقدر پورا کر دیا اس تصنع اور تکلف سے غرض یہہ ہے کہ اہل اسلام کے مذہبی اور جہادی جوش سے پہلو بچایا جاوے وہ جانتا تہا کہ تمام یورپ کے سلاطین اسی مصر کے ایک حکمران سلطان صلاح الدین غازی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی مجاہدانہ محاربات سے کس ناکامی اور ذلت کے ساتہہ مایوس واپس کیے گئے تہے۔ اور انہین مصریون نے داد جہاد دیکر لوئی شاہ فرانس کو قید کر لیا تہا۔ نپولین اس اسلامی جہاد کی پرجوش کیفیت سے واقف تہا بس اُسکو سلمان بننا پڑا۔ تاکہ عام سلمان اُسکو بہی سلمان سلطان جان کر مذہبی لڑائی سے ہٹ جائین اور ملکی لڑائی مین نپولین کی ہر طرح کامیابی تہی۔

نپولین نے اپنے اس عقیدہ اسلامی کے ثبوت مین پوپ روم کی اس کرسی کے توڑنے پہوڑنے کا ذکر کیا جس کو پوپ وہ عیسایون کو سلمانون کے برخلاف جنگی تحریک دیا کرتا تہا اور مالٹا کے ان نائٹون کی سزادہی کا بہی ذکر کیا جو سلمانون کے سخت دشمن تہے اور اسلامی جہازات کو تاخت و تاراج کرتے رہتے تہے اگرچہ نپولین کی یہہ حرکات خاص فرانس کے پولٹیکل اغراض کے حصول کے لیے تہین مگر چالاک نپولین نے دنیا سے بےخبر سلمانون پر مفت کرم داشتن کا مقابلہ کیا۔ وہ سلمان بنکر مصر سے آگے بہی اسلامی خلافت کا دم مارکر ہندستان جہین ابہی اسلامی شاہی کے نشان باقی تہے اور یورپ سلمانون کو بہی ہندوستان کا سلطان جانتی تہی اور ایشیا مین فرانسیسی جال بچہانے کے لیے نپولین کو منافقانہ طور سے سلمان بننا پڑا۔ اگر وہ واقعی سلمان ہوتا تو اُس کی خلافت اسلامی کی کامیابی کا درجہ بہی شک نہ تہا سلمانون کو ایک بہادر فاتحہ کی بہایت ضرورت تہی جو سلمانون مین مدت سے مفقود تہا۔ مگر نپولین کی یہہ ضمیر فروشی محض عوام سلمانان مصر کو دہوکہ دینے اور مقابلہ سے ہٹانے کے لیے تہی جسمین وہ کسی قدر کامیاب ہو گیا۔ اس اعلان مین جو تمام سلمانون کے نام تہا نپولین نے مصر مین آنے کی وجہ سلطان سلیم کی امداد اور مفسد مملوکون کے اخراج سزادہی ظاہر کی اور لکہا کہ وہ سلطان اور سلمانون کا دوست اور مصریون کو مملوکون کے ظلم سے نجات دینے اور سلطنت عثمانیہ کا شاہی اقتدار جمانے کے لیے آیا ہے۔ نپولین کی اسی اختیار کردہ تدبیر کے بعد مین انگریزون نے فائدہ اُٹہایا۔ اور سلطان اور خدیو مصر کی امداد کے بہانہ سے عربی پاشا کی لڑائی کے لیے مصر مین داخل ہو گئے ہین۔

نپولین نے اعلان مذکور مین مملوکون کے ظلم و سفاکی - جہالت و سفاہت مصر کی بربادی و تباہی خلیفۃ المسلمین سلطان
سے سرکشی و بغاوت کو نون مرچ لگا کر زیادہ زور سے ظاہر کیا اور مشائخ علما و قضات کو جو مذہبی جنگ کے محرک خیال کیے جاسکتے تہے
خاص طور سے مخاطب کر کے لکھا کہ وہ تمام مسلمانون کو سمجھا دین کہ فرانسیسی پکے مسلمان اور سلطان سلیم دام ملکہ کے خیر
خواہ حقیقی ہین وہ سلطان کے دشمن مملوک باغیون کو مصر سے نکالنے اور سلطنت عثمانیہ کا سکہ بٹھانے کے لیے آئے
ہین پس جو لوگ ہمارے ساتھہ متفق ہونگے اور اغراض مذکورہ کے حصول مین امداد دینگے انکو انعام و اکرام دیا جائیگا
مناصب بڑہائے جائینگے - معافیات اور جاگیرین عطا ہونگی اور جو لوگ مملوکون سے علیحدگی اختیار کر کے اپنے گہرون مین
مقیم رہینگے اور لڑائی مین حصہ نہ لین گے انکو بہی کسی قسم کا نقصان نہ پہنچایا جائیگا - لیکن جو لوگ مملوکون کا ساتہہ دینگے انکا نام
و نشان صفحۂ ہستی سے مٹایا جائیگا - انکا مال و اسباب لٹ جائیگا - زن و بچہ قید کیے جائینگے انکے گاؤن جلائے
جائینگے لیکن جو قصبہ و شہر و گاؤن اطاعت اختیار کرینگے - انپر عثمانی علم نصب کیا جائیگا - اور یہی پالیسی تہی جو انگریزون نے
ہندوستان کے شاہان مغلیہ کا کچہ عرصہ تک برائے نام علم مغلیہ نصب کر کے ہندوستانیون کو بدگمانی پیدا ہونیکا موقعہ نہ دیا تہا
اعلان مین مذہبی آزادی اور حرمت مساجد و غیرہ مکانات مذہبی کا بہی وعدہ کیا گیا اور اعلان کے اخیر مین یہ عبارت درج تہی
والمصریون بلجمعہم ینبغی ان یشکروا اللہ تعالی علی انقضاء دولۃ الممالیک قائلین بصوت عال ادم اللہ
اجلال سلطان العثمانی ادام اللہ اجلال العسکر الفرنساوی - لعن اللہ الممالیک واصلح حال الامۃ
المصریۃ " مضمون اعلان سے ظاہر ہے کہ نپولین نے اُن تمام عقائد سے انکار کیا کہ جس سے مسلمان فرانسیسیون
کو دیگر عیسائیون کی طرح کافر جانتے تہے توحید کے اعلان نبی کریم - اور قرآن عظیم کے اقرار کو قبول کیا اور ساتہہ ہی
عثمانیہ سلطنت کی خیرخواہی اور مخالفین سلطان یعنی مملوکون کے اخراج اور رفع فساد کا ادعا کیا اور یہہ ایسا نسخہ تہا
کہ جسکے اثر نے واقعی عام اہل اسلام اور علما کو مملوکون کی امداد سے الگ کر دیا - عثمانی سلطان کے دوستون فرانسیسیون
سے لڑنا جو خاص سلطان کی مدد کے لیے آئے ہون خود خلیفۃ المسلمین سے لڑنا تہا جنکی مذہب ہرگز اجازت نہین دیتا اسی
غلطی اور دہوکہ مین آکر مملوکون کو صرف مصری فوج کی دل برداشتہ گروہ کے ساتہہ حمایہ کے قریب فرانسیسیون سے مقابلہ
کرنا پڑا - مملوکون کے پاس نہ جدید ہتہیار تہے اور نہ قواعددان فوج تہی مذہبی جوش جس سے ہمیشہ مصری عیسائیون کو زک دیتے
رہتے رہے تہے وہ بہی عیار نپولین نے کہو دیا تہا مقابلہ ہوتے ہی فرانسیسی توپخانہ نے مصری ہراول کو ہون قالا
شکست پا جیزہ پہونچ گئے اور پرشقیل مین دو فوجون کا مقابلہ ہوا - مملوک شاہ مراد اول نے جنہون نے اپنی
[illegible] امتحان بارہا فرانسیسیون شغفون ترکون کی گردنون پر کیا ہوا تہا بڑہ بڑہ کر حملے کئے - لیکن افسوس فرانسیسی
توپخانہ کے سامنے ان بہادرون کی شہادت کے سوا اور کوئی فائدہ نہ نکلا اور مسلمانون کو شکست فاش ملی
مراد بیگ صید کو اور ابراہیم بیگ صحرائی شرقی مقام کو بہاگ گیا - اور مراد بیگ کا بیڑہ جہازات بہی فرانسیسی بیڑہ سے جلا دیا -

اب علما کی آنکھین بہی کہلین لیکن بجائے اسکے کہ حضرات صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین وغیرہ سچے مجاہدین کی طرح شمشیر بکف مقابلہ اعدا کے لیے میدان مین نکلتے وہ صحیح بخاری اور اسم لطیف کے اور وظائف پر ہی زور دیتے رہے حتی کہ فرانسیسیون کی آمد آمد کی خبرین گرم ہونے لگین لوگون کے دل دہل گئے دولت مند اپنے قیمتی اسباب اور اشیا کو چہپانے اور محفوظ مقامات مین رکہنے لگے۔ پہر جامع ازہر مین امرا و علما کی کمیٹی ہوئی اور مورچہ بندی اور مقابلہ کی تجویز پاس ہوئی مسلمانون نے دل کہولکر چندے دیے اور سامان حرب مہیا کیے۔ بہادر مراد بیگ بہی مملوکون اور فلاحین مصر اور عربون کو جمع کر کے آملا۔ مگر مصری ایک برات سے زیادہ حقیقت نرکہتے تہے ان کم ہمت امرا کو اتنا بہی معلوم نہوسکا کہ دشمن کس رستہ سے آرہا ہے۔ یہانتک کہ وہ سر پر پہونچ گیا اور ان پر اتیون کو بہونا شروع کیا۔

مراد بیگ اور اسکے مملوکون نے ہرچند بہادرانہ حملے کیے مگر فرانسیسیون کی مربع بندی کو نہ توڑ سکے اور نہ آتشباری سے عہدہ برآ ہوسکے ہزارون جوان کٹواکر واپس ہوئے۔ اور مصریون کا کیمپ جون کا تون لاکہون کی قیمت کا فرانسیسیون کے ہاتہ لگا۔ اس ہزیمت کے بعد مصری شہر کو واپس لوٹ آئے اور مال اسباب لیکر نہایت پریشانی اور ابتری سے بہاگنے لگے جسکی تفصیل سے قلم قابو مین نہین رہتا جو لوگ مصر سے نکلے انکو عربون اور دیہاتیون نے لوٹ لیا۔ اور محتاج و مفلس بنا دیا مصریون نے بذریعہ تاجران فرانس بونا پارٹ سے امان کی درخواست کی جس عقلمند اور مدبر نے امان کے علاوہ مصر کی عدالتہائے دیوانی اور فوجداری کا اختیار بہی علماء مصر کے حوالہ کر دیا صرف وصول محاصل کا انتظام فرانسیسیون کے ہاتہ رہا دس اکس مشائخ مصر کی ایک کمیٹی دیوان مقرر کی گئی اور تمام مقدمات کا انفصال حسب شرع محمدی بدستور سابق ہونے لگا ہر ایک فرانسیسی دگنا دگنا مول دیکر مصریون سے چیزین خریدنے لگا جس سے مصری مطمئن و فارغ البال ہوکر فرانسیسیون سے ملجل گئے اور جابر مملوکون کی نسبت وہ فرانسیسیون کی حکومت سے زیادہ خوش ہوگئے بونا پارٹ نے صرف مصریون کو حکومت مین ہی حصہ دیا بلکہ انکی مذہبی رسوم کو بہی مثل مسلمانون کے ادا کرنے لگا اور اپنے آپ کو ایک مسلمان یا کم سے کم ایک بے تعصب عیسائی موحد ظاہر کرنے مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا عمامہ وغیرہ اسلامی لباس پہن لیا اور مجالس مولود نبوی علیہ السلام میں خود حاضر ہوکر نہایت خشوع و خضوع اور عزت و احترام سے بیٹہنے لگا۔ اسی طرح دیگر ملکی تہوارون مین شامل ہوکر مغائرت کو دور کرنے لگا جسکا نتیجہ یہہ ہوا۔ کہ مصری تمام کدورتون اور نفرتون کو بہول گئے اور مصر مین کوئی خدشہ نرہا جو چال نپولین چلا تہا کبہی کسی فاتح کو نہین سوجہی گو اسکو منافقانہ طور خیال کیا جائے لیکن بظاہر عطائے اختیارات حکومت (سیف گورنمنٹ) اور نیز مذہبی آزادی مسلمانون کا طریق معاشرت اختیار کرنے سے بونا پارٹ فیاض فاتح۔ آزاد مشرب وسیع خیال غیر قومون پر حکومت کرنیکے لائق ثابت ہوتا ہے اگر سلطان سلیم انگریزون اور روسیون کے ساتہہ نہ ملتا اور بونا پارٹ پر اسکو اعتماد ہوتا یا بونا پارٹ ہی سلطان کی کسیطرح تسلی کر سکتا۔ تو بونا پارٹ ضرور اپنے ارادہ تسخیر ہندوستان مین کامیاب ہوجاتا

ہندوستان مین فرانسیسی بہت کچھہ دخل پانے کے بعد انگریزون سے زکین اٹہا چکے تھے لیکن ابتک کئی مقتدر دیسی رئیس انگریزون کے برخلاف تھے اور فرانسیسی کئی ایک ریاستون مین ملازم و اتالیق فوج کی حیثیت سے فرانسیسی جال پھیلا رہے تھے انگریز ہندوستانی طریق تمدن سے نفور اور دیکھنے مین مغرور اور بونا پارٹ اور اسکے ساتھی فرانسیسی ہندوستانی قالب قبول کیجانیوالے اور سیلف گورنمنٹ کو نہایت فراخ دلی سے دینے والے تھے پس اگر بونا پارٹ مصر کے تصرف سے ترکون سے بگاڑ نہ کرتا اور کسی طرح ہندوستان پہونچ جاتا تو فرانسیسیون کی کامیابی مین شک تہا مگر اس سے غلطی ہو اور اس نے یہ خیال نہ کیا کہ جبکہ وہ آسٹریا روس انگلستان جیسی سلطنتون سے لگاڑ رکھتا ہی اور سلطان سلیم کو اُسوقت مشکلات مین مبتلا تھا مگر دیگر سلاطین یورپ کی مخالفت کے موقعہ پر سلطان اُسکو کس قدر تکلیف پہو سکتا ہی اور خلیفۃ المسلمین کے اعلان جنگ کے مقابلہ مین بونا پارٹ کا تصنع اور تکلف اور ادعائے اسلام کیا کام آسکتا ہے اور سلطانی جنگ کی حالت مین انگلستان جسکے کچلنے کے لیے وہ یہہ تمام تدبیرین سوچ رہا ہے وہ اسکو کیا بچا سکتا ہے۔

ترکی اور انگلستان و روس مین اتحاد

دول یورپ خصوصاً انگلستان مدت سے سلطان پر زور دیرہا تھا۔ کہ فرانس کے برخلاف کاروائی کرے مگر قدیمی رفاقت کے خیال سے سلطان علیحدہ رہا۔ اب جو بونا پارٹ نے مصر پر قبضہ کر لیا اس لیے سلطان بھی انگلستان اور روس کے ساتھ شامل ہو گیا۔ ضرورت نے روس اور ترکی جیسے دو دشمنون کو بھی متحد کر دیا۔ روسی بیڑہ جہازات کا عثمانیہ بیڑے نے نہایت شان و شوکت سے استقبال کیا۔ اور روسی و ترکی بیڑون نے ملکر جزائر ایونین پر حملہ کیا جو اسوقت فرانسیسیون کے قبضہ مین تہا۔ اور کارنو وغیرہ جزائر کو فتح کر کے ایک جمہوری ریاست ماتحت سلطنت عثمانیہ قائم کی گئی جسقدر فرانسیسی سوداگرون کی تجارتی کوٹھیان سلطنت عثمانیہ اور ملک روس مین تھین لٹ گئین بحیرۂ روم اور شام و دیگر ملکی وسیع تجارت جو صدیون سے فرانسیسیون کے ہاتھہ مین تھی سب برباد ہو گئی آسٹریا اور روس کی متفقہ فوجون نے اٹلی مین فرانسیسیون پر آفت برپا کر دی انگلستان نے جسکو بونا پارٹ کی قبضہ مصر سے زیادہ خطرات کا سامنا تہا ادہر تو سلطان سلیم کو جنگی کارروائی پر آمادہ کیا جسنے شام اور رہوڈس مین مقابلہ بونا پارٹ کیلیے جنگی تیاریان شروع کر دین۔ شام کی فوج کی کمان جزائر پاشا گورنر عکہ کو دی گئی۔ اور رہوڈس کی فوج مصطفے پاشا کی ماتحت کی گئی بحری جنگ کا بیڑہ انگلستان نے اُٹھایا جو بہادر اور فخر انگلستان امیر البحر نلسن اور سڈنی ہمتہ کی ماتحت تہا۔

نلسن اولو العزم شجاع اور بحری محاربات مین فرانسیسی امیر البحر سے زیادہ ہوشیار تہا انگریزون کو یقین تہا کہ بحری لڑائی مین نلسن فرانسیسی بیڑے کو شکست دے سکے گا۔ جبکہ اسکو بحیرۂ روم اور شام مین ملحقہ علاقہ

عثمانیہ سے بخوبی مدد ملسکتی تہی اور عثمانیہ بیڑہ بہی اسکا ہاتہ بٹا سکتا تہا خشکی کی لڑائی کے لیے تمام دنیا عاصر فرانسیسیون
کے برخلاف سلطان سلیم کا ساتہ دیگی ہندوستان تک پہونچنے سے پہلے ہی بونا پارٹ اپنی غلطی کا خمیازہ اٹہا لیگا
اور انگریزون کی قواعددان فوج خواہ قلیل ہی کیون نہ ہو مسلمانون خصوصًا ترکون کی ساتہ ملکر خوب کام کر سکتی ہے
چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ بہادر نلسن جو بونا پارٹ کے پیچہے لگایا گیا تہا۔ مالٹا۔ نیپلز کا رخ ہوتا ہوا۔ اور سراغ لگاتا ہوا
سکندریہ پہونچ گیا۔ مگر بونا پارٹ نلسن کے پہنچنے سے پہلے ہی اپنی فوج خشکی پر اتار چکا اور اسکندریہ کو فتح کر چکا تھا آخر نلسن کا فرانسیسی
بیڑہ سے مقابلہ جزیرہ ابوقیر کے قریب ہوا۔ جو اسکندریہ سے تہوڑی دور سمندر مین واقع تہا۔ انگریزی
بیڑہ کو کامل فتح ہوئی اور فرانسیسی بیڑا معہ اسکے امیر البحر کے تباہ ہوگیا۔ صرف پانچ جہاز جنگی نامرد کمانڈر نے لڑائی
مین حصہ نہین لیا تہا۔ سلامت بچ کر مالٹا پہونچ گئے اور اس بیڑہ کی تباہی سے بونا پارٹ جو ایشیا مین سکندر
و تیمور کی طرح فتح کا ڈنکا بجانا چاہتا تہا مصر کے سرزمین مین زندہ درگور ہو گیا۔ نہ وہ ہندوستان پہونچ سکتا تہا
نہ فرانس واپس جا سکتا تہا۔ گو مصر مین اس نے مدبرانہ قابلیت سے انتظام کا سکہ بٹہا لیا تہا۔ لیکن مصر کی جنوب اور مغرب مین
غیر آباد سوڈان اور صحرای اعظم تہے شمال مین انگریزی اور عثمانی بیڑے ناکہ بندی کیے ہوئے تہے مشرق مین عرب
تہا جہان اسوقت ایک گرم جوش اور جان فروش فرقہ وہابیہ عثمانیون کی جگہہ اپنا اقتدار جما چکا تہا جسکے ساتہہ بونا
پارٹ کا کوئی دہوکہ چل سکتا تہا اور نہ وہ بزدل مصریون کی طرح فرانسیسیون کو مسلمان سمجہہ سکتے تہے۔ اور اگر
فرانسیسی سرزمین عرب مین قدم دہرتے تو مقامی مشکلات کے علاوہ عام اسلامی مخالفت کا شکار ہو جاتے۔ پس بونا
پارٹ سخت تذبذب مین مبتلا ہو گیا۔ سلطنت عثمانیہ کا لشکر شام جو مہم مصر کے لیے تیار ہو رہا تہا آخر اسکی جا بجا
مقابلہ کو تیار ہو گیا اسکا خیال تہا کہ مصر کے علاوہ شام پر قبضہ ہو جاویگا۔ اور پہر وہ سلطان پر دباؤ ڈال کر یا
کسی اور طرح سے مفید سمجہوتہ کر کے ہندوستان فتح کرنے کے قابل ہو سکے گا۔ یا شام خصوصًا قدس کی تسخیر سے وہ
نیکنامی حاصل کر سکیگا جسکی آرزو مین یورپ کی تمام جلیل القدر شاہان مرتے رہے ہین اور مجموعی طاقت سے زور لگا کر
بجز یاس و حسرت اور کچہ فائدہ نہ اٹہاتے رہے۔ غرضیکہ بہادر نپولین شام کو بڑہا۔ اور جافہ کے چار ہزار بہادر ترکی
فوج کو جنہے بپاس نمک سلطانی بونا پارٹ کا سخت مقابلہ کیا تہا۔ فتح کے بعد اس ذلیل دلیل پر کہ اسکے پاس
حفاظت کے لیے کافی فوج نہین ہے۔ نہایت سفاکی سے گولیون کی باڑ مار مار کر قتل کیا جو گولی سے بچا وہ سنگین
سے ہلاک کیا گیا۔ یہہ ہے فرانسیسی تہذیب جسکا عوض خدا نے بذریعہ طاعون لیا۔ اور ہزارون فرانسیسی کتے کی
موت مرتے رہے۔ بونا پارٹ جافہ کے بعد عکہ کو روانہ ہوا جسکو احمد پاشا جزائر نے خوب مستحکم کر رکہا تہا گو اسکا
مخالف خود نپولین تہا۔ مگر جس لیاقت اور شجاعت سے اس نے عکہ کو بچایا بلکہ باہر نکل کر دہاوے کرتا رہا۔ اس سے ثابت
ہو گیا کہ جزائر پاشا بہی جنگی لیاقت مین نپولین سے کم نہ تہا فرانسیسی توپون نے کئی بار فصیل قلعہ مین شگاف

کیا اور ترسکاف سے گذرنے کے لیے عام پرجوش حملہ کیا گیا مگر بہادر ترکون نے گو ہزارون جوان کٹوا دیے لیکن ترسکاف سے آگے ایک قدم نہ بڑہنے دیا اور ہر حملہ مین فرانسیسیون کو نقصان کثیر اٹہا کر پسپا ہونا پڑا ایسے حملے فرانسیسیون نے ۸ اور ترکون نے ۲ کیے تہے جس سے محصورین کی ہمت استقلال زیادہ ثابت ہوتا ہے نپولین دو ماہ تک اسی طرح بے سود حملے کرتا رہا۔ آخر ناکام ہوکر محاصرہ اُٹہا لیا۔ وجہ ناکامی جدید تربیت یافتہ فوج کا قسطنطنیہ سے آنا اور نپولین کو کسی طرف سے مدد کا نہ پہنچنا اور مصر کو مصطفی پاشا کے حملے سے بچانا بیان کیا جاتا ہے لیکن اگر یہہ بواعث درست بہی ہون تو بہی اُس سے یہہ نتیجہ نکلتا ہے کہ نپولین ہرگز فتح شام کے قابل نہ تہا۔ اُس نے روانگی مصر کے وقت جو خیالی پلاؤ پکائے تہے وہ ایک نا آزمائش تجربہ کار جنرل کی شان سے بعید تہے مانا کہ اسکی فوج نہایت بہادر قواعد دان تہی لیکن ترکون کو حلوائے بے دود سمجہنا جسکا خمیازہ اُسکو عکہ کے معرکہ مین بہگتنا پڑا۔ مصطفی پاشا پر اُسکو مصر پہونچکر کامل فتح ہوئی مگر اُس فتح سے اُسکو کچہ فائدہ نہوا سلطان سلیم نے اور تازہ کثیر فوج تخلیہ مصر کے لیے روانہ کی اور انگریزی فوج بہی ساتہہ شامل ہوگئی انگریزی بیڑہ نے بحیرۂ روم کا راستہ بند کر رکہا تہا۔ کوئی فرانسیسی جہاز مصر تک نہ پہونچ سکتا تہا۔ اور نہ نپولین کو فرانس کی کوئی خبر پہونچ سکتی تہی۔ روس آسٹریا۔ فرانسیسی فوج کو ملک اٹلی مین زک دے رہے تہے اُسکا اُسکو مطلق علم نہ تہا جب سر سڈنی سمتہ انگریزی امیر البحر نے سال بہر کی اخبارون کا فائل نپولین کے پاس اُسکو اندوہناک کرنیکے لیے بہیجدیا تو نپولین کو فرانس کے مشکلات علم ہوگیا۔ اُس نے یقین کرلیا کہ ہندوستان کی آرزو تو پوری ہوتی نہین اور ترکی فوجین اور انگریزی جہاز مصر سے باہر سر بہی نہین نکلنے دیتے اور موجودہ فوج خواہ کسقدر جرار ہو مگر ایک اسلامی ملک مین ایک اسلامی سلطان سے جسکے ٹڈی دل فوجین لگاتار آرہی ہین کبتک اس فوج کے ساتہہ لڑ سکیگا جبکہ فرانس سے ایک جہاز کا پہونچنا مشکل ہے ایسی حالت مین اُس نے مصر سے واپس جانے کی تجویز کی کچہ تو انگریزون کے خوف سے اور کچہ بیدل فوج کے بگڑنے کے خیال سے جنرل کلیبر کو مصر مین نائب مقرر کرکے اور ہدایات کی طویل یادداشت دیکر ۲۲ اگست ۱۷۹۹ء کو خفیہ طور سے رات کے وقت جہاز پر سوار ہوگیا۔ اور محض خوش قسمتی سے انگریزی جہازون سے بچ کر فرانس پہونچگیا۔ جہان پہنچتے ہی اس بہادر نے لڑائی کا نقشہ بدلدیا۔ اور اپنی فتوحات کثیرہ کے سبب سے امپراطور نپولین بوناپارٹ بن گیا۔

نپولین کے دفعتہ واپسی مصر پر انگریز اور فرانسیسی مورخ مختلف رائین رکہتے ہین انگریز تو نپولین کو بزدل اور بیوفا کہتے ہین اور فرانسیسی ایک محتاط اور بہیر خواہ ملک بتاتے ہین لیکن بات یہہ ہے کہ اگر نپولین مصر مین اور قیام رکہتا تو اس کا حشر بہی وہی ہوتا جو اس کے بعد نائب جنرل کلیبر کا ہوا اور آخر اُسکو بہی انگریزون سے درخواست صلح کرنی پڑتی اور جو ذلت اُسکو کئی سال بعد معرکہ واٹرلو مین اُٹہانی پڑی وہ ابہی ترکون اور انگریزون سے برداشت کرنی پڑتی۔ نپولین نے نہایت دور اندیشی کو اختیار کیا خود بہی زبردست مخالفون سے صاف بچ کر نکل گیا اور فرانس کو بہی جاکر بچا لیا اور تمام

دول یورپ کی مخالفانہ چالون کو تار عنکبوت کی طرح توڑ دیا واقعی وہ انگریزی بیڑہ کی موجودگی بحیرہ روم کے سبب عثمانیہ سلطنت کے مقابلہ کی طاقت نہ رکہتا تہا جبکہ عثمانی اور روسی بیڑے نے فرانسیسی بیڑے کو بحیرہ یڈریہ تک کی مشرقی ساحل پر غارت کر دیا اور جزائر آیونین اور بحیرہ مذکور مشرقی ساحل کے اضلاع و قصبات ترکی کے قبضہ مین آچکے تہے یہ علاقہ فرانس کو ۱۷۹۷ء مین ریاست وینس کے معدوم کرنے سے ملا تہا جنکو نیک نیت اسٹریا اور فرانس نے ملکر نابود کیا تہا روس نے اُسکے عوض مین جارجیا و قرح ایشیا سلطان کی رضامندی سے اپنی سلطنت مین داخل کر لیا جو ابتک روس کے قبضہ مین چلا آتا ہے۔ مگر جزائر آیونین دو سال بعد بہی اس عذر پر کہ وہان کی عیسائی رعایا سلطانی حکومت قبول نہین کرتی روس کے قبضہ مین چلے گئے۔ اور ۵ سال بعد پہر نپولین نے روس کو شکست دیکر واپس لے لیے اور پہر انگریزی سرپرستی مین آگئے۔

فرانسیسیون کا مصر کو خالی کرنا

نپولین تو مشکلات صدر سے گہبرا کر اوائل اگست ۱۷۹۹ء کو انگریزی بیڑے سے چہپتا ہوا فرانس پہنچ گیا۔ اور مصر مین جنرل کلیبر معہ ۲۵ ہزار فوج رہ گیا۔ ترکون نے خونخوار معرکہ کے بعد العریش کو فرانسیسیون سے چہین لیا۔ اور انگریزون نے بحیرہ روم کے تمام ناکے بند کر لیے اور مصر مین طاعون بہی پہوٹ پڑی جسمین مراد بیگ جواب فرانسیسیون کے زیر رسوخ آچکا اور انکی طرف سے ہی سعید کا حاکم تہا مر گیا۔ کلیبر کی فوج کو بہی طاعون سے نقصان پہنچا۔ اور انہین بواعث کو وجہ درخواست صلح قرار دیتے ہین جو جنرل کلیبر نے انگریزی امیر البحر سے کی اور دسمبر ۱۷۹۹ء کو عہد نامہ پر دستخط کیے گئے شرائط یہہ ہین۔ (۱) سلطنت عثمانیہ نے جسقدر علاقہ فرانس کا فتح کیا ہے فرانس کو واپس دیا جاوے یہہ علاقہ جزائر آیونین وغیرہ تہا۔

(۲) ترکی اور فرانس مین بدستور سابق سفارتی تعلقات قائم ہو جائین۔

(۳) تین ماہ تک لڑائی بند رہے تاکہ اس عرصہ مین فرانسیسی مصر کو خالی کر سکین۔

مگر انگریزی وزارت نے جو فرانسیسی فوج کی کمزوری سے بخوبی واقف تہے اور ہندوستان کی فتح کرنیوالی اس فوج کو بخوبی ذلیل کرنا چاہتے تہے صلح کو منظور نہ کیا۔ اور کہدیا کہ جبتک فرانسیسی فوج مصر بطور اسیران جنگ اپنے آپ کو حوالہ نکرے صلح نہین ہو سکتی جسپر غیور کلیبر بہی بگڑ گیا۔ مگر یہہ شکل شیخی چند روزہ تہی جو لوگ مصر کی فرانسیسی فوج کی حالت مضبوط خیال کرتے ہین وہ غلطی پر ہین۔ نپولین کے بعد ۶ ماہ بہی گزرنے نپائے تہے کہ جنرل کلیبر جو نپولین کا دست راست اور بہادر منتظم شمار ہوتا ہے ایک العریش کی فتح ہونے اور سلطنت عثمانیہ کی سر توڑ جنگی تیاری کی خبر سنکر ہی مصر چہوڑنے پر راضی ہو گیا جسکے قبضہ کو اُسکا آقا نپولین فتح ہندوستان کے لیے ضروری جانتا تہا۔ پس اگر نپولین

خودہی ہوتا تو اسکو بہی اب با کچہ عرصہ بعد درخواست صلح ہی کرنی پڑتی اور جس ذلت سے بچنے کے لیے نپولین مصر سے پوشیدہ طور پر واپس چلا گیا تہا وہ خود نپولین کو جنگ واٹرلو سے پہلے ہی برداشت کرنی پڑتی صلح کے نامنظور ہونے پر جنرل کلیبر نے جنگی تیاری شروع کی اور مصریوں کے نام ایک فرمان جاری کیا کہ وہ بدستور جادہ اطاعت پر قائم رہیں جو انحراف کریگا اسکا گہر بار جلایا جائیگا۔ اور مال و اسباب لٹ جائیگا۔ زن و بچہ قید کیے جائیں گے مطیع فرمان لوگوں کو عزت دیجائیگی اپنی زبردست طاقت اور مخالف کی کمزوری کو نہایت تفصیل سے بیان کیا۔ اور انگریزوں کی نسبت بہہ گندہ الفاظ استعمال کیے۔

وھؤلا تقلزناس خوارج حراتة وضاعتهم القاء العداوة والفتن والعثمانى مغترهم فان الفرنساوية كانت من الاحباب الخلص للعثملى فلميزالوحتى اوقعوا نسبة بينهم العداوة والشرور وان بلادهم ضيقة وجزيرتهم صغيرة ولوكان نسبة وبين الفرنساوية طريق مسلوكة من البر لانمحى اثرهم والمحى ذكرهم من زمان بداية وتاملوفى شانهم واى شئ خرج من ايديهم فان لهم ثلاثة اشهر من حين طلوعهم الى البر والى الآن لم يصلوا الينا والفرنسيس عدد قد وهم وصلوا فى ثمانية عشر يوم فلو كان فيهم همة او شجاعة لوصلوا مثل وصولنا وغيرہ اس اشتہار میں فرانسیسوں نے جسقدر تعلی کی ہے اسکی تکذیب چند دنوں بعد ہی خود ہوگئی انگریزوں کو فرقہ خارجی اور حرامی کہنا فرانسیسی چہچھورا پن ہے جس صفت میں یہہ قوم مشہور ہے فتنہ پردازی اور عداوت پیدا کرنی تمام یورپ کا خاصہ ہے خود فرانسیسی انگریزوں سے کم نہیں عثمانی ضرور اسوقت انگریزوں کی بات مانتے تہے لیکن اسوقت جبکہ نیک نیت فرانسیسوں نے دوستی اور رفاقت قدیمہ کے ہوتے دشمنوں سے پہلے سلطنت عثمانیہ کے اجزا نوچنے شروع کر دیے اور چپکے چپکے ہی مصر پر قبضہ کر لیا اپنی فوقیت اور انگریزوں کی کمزوری اور جزائر برطانیہ کی کم وسعتی کو جتایا اور خشکی کا راستہ فرانس اور انگلستان کے درمیان ہونیکو فرانسیسوں کے ہاتہہ سے انگریزوں کے بچنے کا سبب بتایا۔ مگر مصر کی بری لڑائی میں یہہ فرعونی خیال غلط ثابت ہوگیا اور جسقدر اس اشتہار میں جہوٹے دعوے کیے گئے تہے وہ مغرور فرانسیسوں کی ذلت کا باعث ہوئے۔

سلطان نے ماہ شوال ۱۲۱۵ھ میں فوج جرار مصر کو روانہ کی خشکی کی فوج یوسف پاشا کی ماتحت تہی اور بحری فوج انگریزی امیر البحر کے ساتہہ تہی انگریزوں نے لہ ذی قعدہ کو اسکندریہ کے قریب فرانسیسوں کو شکست دی جسمیں فرانسیسی نقصان کثیر اٹہاکر اسکندریہ میں چلے گئے دوسری لڑائی میں پندرہ ہزار فرانسیسی مارے گئے اور قلعہ بند ہوگئے۔ انگریزوں اور ترکوں نے محاصرہ کر لیا۔ اور تمام راستہ بند کر دیے سمندر کا پانی چہوڑ کر اسکندریہ کی نواح کو ایک دلدل بنا دیا۔ اور فرانسیسوں کو زندہ درگور کرکے ہر ایک طرف سے مایوس کر دیا۔ اب چونکہ وزیر یوسف پاشا بہی چالیس ہزار کی فوج

بیکعادلیہ تک پہونچ گیا تہا۔ اور انگریزون نے دمیاط اور رشید کو فتح کر لیا۔ مصری جو پہلے سمجھے بیٹھے تہے اور فرانسیسی دعوؤن کو جو سلطان سلیم کی دوستی اور امداد کی نسبت کیے جاتے تہے غلط اور دروغ جان چکے تہے فرانسیسیون سے بیزار ہوگئے جنرل کلیبر کے قتل ہونے پر جنرل مینو فرانسیسی جو درحقیقت مسلمان ہوچکا ہوا تہا۔ فرانسیسی فوج کا کمانڈر تہا اس نے ہر چند اپنے مسلمان ہونیکا کچہ اثر ڈالا۔ لیکن علماء عظام خلیفۃ المسلمین کے مقابلہ پر فوج کفار کو جنکا جنرل گو مسلمان تہا ہرگز مدد نہین دے سکتے تہے اس لیے فرانسیسیون نے لوٹ مار قتل وغارت کا بازار گرم کر دیا۔ ۱۲ ہزار مقتدر عالم قتل کیے گئے اور ایک رات دن جامع ازہر فرانسیسیون کے گہوڑون کا اصطبل رہا۔ اور کئی قسم کے افعال شنیع فرانسیسیون سے سرزد ہوئے اور تمام عادلانہ دعوی جو ابتدا مین کیے گئے تہے گاؤ خورد ہوگئے۔ اور قاہرہ کے قلعہ کو خوب مضبوط کیا گیا۔ اور جنگی سامان سے بہر دیا۔ اور تمام مصر کی فوجون کو قاہرہ مین جمع کر لیا۔ مگر اب وزیر یوسف پاشا مغربی جانب سے انبابہ تک پہونچ گیا تہا اور فتح پا چکا تہا دوسری طرف سے انگریزی فوج فتح کا نشان اڑاتی آرہی تہی۔ اس لیے فرانسیسیون نے مجبوراً صلح کی درخواست کی اور مصر کو ماہ صفر ۱۲۱۶ ہجری مین دولت عثمانیہ کے حوالہ کر کے چلے گئے۔ اور یوسف پاشا ۲۹ ماہ صفر ۱۲۱۹ ہجری کو داخل قاہرہ ہوا۔ فرانسیسی تسلط تین سال ایک ماہ رہا جس مین سے خود نپولین سات ماہ مصر رہا۔ اور پہر عکہ کو چلا گیا۔ اور وہان سے فرانس پہونچا۔ اور اٹلی آسٹریا۔ پروشیا۔ روس۔ سب کو شکست دیکر شاہنشاہ فرانس بن گیا۔ مگر واٹرلو کے میدان مین دول یورپ کے متفقہ فوجون نے ہرا دیا اور فخر انگلستان بہادر ونگٹن سپہ سالار برطانیہ نے قید کر کے جزائر آنا مین بہیجدیا فاعتبروا یا اولی الابصار۔

نپولین کے حملہ مصر کے نتائج

اس لڑائی سے فرانس اور ٹرکی کو تو سخت نقصان البتہ انگلستان ہوا اور روس کو عظیم الشان فائدہ ہوا فرانس کا اقتدار مشرق مین معدوم ہوگیا۔ اور اسکو جو کبہی ہندوستان سے انگریزون کے نکالنے کی توقع تہی وہ ہمیشہ کے لیے جاتی رہی بخلاف اسکے انگلستان اسی تاریخ سے شاہنشاہ ہندوستان بنگیا چنانچہ ۱۸۰۲ء مین فرانسیسی مصر سے نکلے اور انگریزون نے ۱۸۰۳ء مین ہندوستان کے دار السلطنۃ دہلی پر قبضہ کر لیا۔ اور شاہان مغل کے جانشین بن گئے۔ اور اسی لڑائی ۱۸۰۰ء مین مالٹا جیسا ضروری اور اہم جزیرہ انگریزون کو فرانسیسیون سے مل گیا جس سے بحیرہ روم پر بہی انگریزی رعب جم گیا۔ اور بحیرہ روم اور شام مین ادہر مقبوضات کے حصول کا لالچ پیدا ہوا جو بعد مین وقتاً فوقتاً پورا کیا گیا۔ نپولین نے مصر کے لیے انگریزون کی آنکہین کہولدین کہ ہندوستان پر تب ہی تسلط رہ سکتا ہے کہ مصر پر قبضہ کیا جائے اور اس تاریخ سے مدبران انگلستان مصر کے لیے ہاتہ پاؤن مارنے لگے جو آخر کامیاب ہوگئے

اور یہہ نقصان سلطنت عثمانیہ کا ہوا جسکی بنیاد نپولین نے رکہی تہی سلطنت عثمانیہ کو جو جزائر آیونین کی حکومت بطور پٹہ دی
گئی تہی دو سال بعد ہی روس غیرہ کے بہکانے سے عیسائی رعایا نے سلطان کی اطاعت سے انکار کیا۔ اور نیک نیت
روس نے ۱۸۰۲ء میں اپنے ماتحت کر لیا اور خود بہی جو صوبہ جارجیا واقعہ کاکیشیا ان جزائر کے عوض میں سلطان سے لیا تہا
وہ بہی واپس دیا۔ گویا روس ہی ہر طرح فائدہ میں رہا۔ فرانس اور ترکی کو ہر طرح سے نقصان برداشت کرنا پڑا۔

فرانس کی ترکی سے صلح اور انگریزوں اور روسیوں سے جنگ

اسکے بعد نپولین نے مخالف سلطنتوں سے ۱۸۰۲ء میں صلح کر لی۔ اور بعد ازاں ترکی سے بہی صلح کر کے سابقہ مراعات کے
علاوہ بحیرۂ اسود میں جہازرانی کی اجازت لی اور مشرق میں اپنا اقتدار جمانا شروع کیا جو انگلستان کو ہرگز منظور نہ تہا
کچہ تو اس اتحاد سے اور زیادہ تر اس سبب سے کہ انگلستان نے جزیرۂ مالٹا اور روس نے جزائر یونین فرانس کو واپس نہ
واپس دیا۔ لڑائی ٹہن گئی۔ اور آسٹریا بہی انگلستان اور روس سے مل گیا۔ اور ۱۸۰۵ء میں تینوں سلطنتوں نے
فرانس پر حملہ کر دیا۔ اسوقت نپولین کو ترکی کی دوستی کی نہایت ضرورت تہی اُس نے لائق سفیروں کے ذریعہ سلطان
کی سابقہ کدورت کے دفع کرنے کی کوشش کی دوسری طرف گو انگلستان نے اسوقت ترکی سے کوئی صریحاً مادی
فائدہ تو نہ اُٹہایا مگر وہ حملہ مصر کے وقت سے سلطنت عثمانیہ سے نہایت مدبرانہ طور سے پیش آنے لگا وہ ترکوں کو
کمزور اپنے آپ کو طاقتور سمجہنے لگا جس سے سلطان سلیم کے دل میں گرہ بیٹہنے لگی اور روسیوں نے تو صریحاً فاتحانہ
چال اختیار کی دوستی کے لباس میں وہ سلطنت عثمانیہ کی کمزوری کا سامان کثیر جمع کر رہا تہا صوبہ جارجیا۔ تو لے چکا تہا
سلطان سے جدید مفتوحہ علاقہ جزائر یونین بہی چہین لیا صوبۂ ولاشیا اور مالڈیویا کو یہہ رعایت دلادی کہ وہان کا عیسائی گورنر
سلطان اور وزراء کے مشورے سے مقرر کیا جایا کرے اور اکیلا سلطان اُسکو معزول نہ کر سکے گویا اُن دونون صوبون میں زبانی
باتون ہی باتون میں سلطان سے نصف اختیارات سلطانی چہین لیئے اور آبنائے باسفرس اور ڈارڈنیلز میں سے روسی
بیڑے کو گذرنے کی اجازت دینے سے بحیرۂ اڈریاٹک اور نواح یونان میں روسی طاقت بہی بڑہ گئی تہی اور باوجود سلطان
کی مخالفت کے اسکے ماتحت صوبجات لباینا اور مانٹی نگرو سے فوج بہرتی کی گئی تہی جس سے آیندہ سلطان کے برخلاف بغاوت
پہیلانیکا اندیشہ تہا۔ بحیرۂ اسود کی جنوبی اور مشرقی ساحل پر جو سلطان سے روسیون نے حقوق حاصل کیے تہے وہ سلطنت
عثمانیہ کیلیے مہیب صورت اختیار کر رہے تہے جنگ ایران کے وقت زار روس نے سلطان سے دریائے
فاس پر چند قلعہ تعمیر کرنے کی اجازت حاصل کی تہی اسکے علاوہ اور کئی قلعہ بہی خلاف مرضی سلطان تعمیر کر لیے بلکہ حاکم
سلطانی قلعہ اناکر پر بہی قبضہ کر لیا۔ اور ان تمام باعث کدورت کی موجودگی میں سلطان سے درخواست کی کہ سلطنت
عثمانیہ کی تمام ایسی رعایا کہ جو کلیسا یونانی کے پیرو تہے آیندہ زار روس کی حفاظت میں سمجہا جائے اور اگر ترک انپر

کچھ زیادتی کرین تو روسی سفیر کے مطالبہ پر اسکو فوراً دور کیا جائے چونکہ سلطان کی عام عیسائی رعایا اکثر کلیسا یونانی مذہب رکھتی تھی اس سے سلطان ششدر رہ گیا۔ سلطان ہنوز وقت توقع الوقتی کرتا رہا اور موقع کے انتظار مین رہا کہ اتنے مین نپولین نے آسٹریا پر فتوحات حاصل کرلین اور ایسے صوبون پر قبضہ کر لیا جنکی حد سلطانی حدود سے ملتی تہین اور سلطان سلیم کو سابق سے زیادہ روسیون کے برخلاف اعلان جنگ کرنے کے لیے اوکسایا سلطان نے جو روس کی دوستی سے بیزار ہو رہا تہا جنگی تیاریان شروع کردین جسکو روس اچھی نگاہ سے دیکھہ سکا اور عیسائی گورنرون اور رعایا کو سلطان کے برخلاف بہرکانا اور ہتہیارون اور روپیہ سے مدد دینی شروع کی۔ سلطان نے نپولین کی درخواست اتحاد کی طرف زیادہ توجہ کی جسنے روس و انگلستان کیساتھ صلح کرتے وقت یہ شرط مقدم رکہی تہی کہ سلطنت عثمانیہ کی آزادی اور سلامتی ہماری پالیسی کا مقدم اصول ہے فرانس کا مدبر سفیر سباسٹیانی نے سلطان سلیم کے دل پر فرانس کی دوستی کا نقشہ جما دیا۔ روس نے بلا اعلان جنگ سلطانی صوبہ والیشیا اور مالڈیویا پر قبضہ کر لیا۔ اور انگریزون نے ترکون کی غفلت سے فائدہ اٹھا کر آبنائی دار ڈنیلز مین داخل ہوکر عثمانیہ جہازون کو نقصان پہونچایا۔ مگر نپولین نے جو شاہ پرشیا کو شکست دیکر محاربہ روس کے لیے تیار بیٹہا تہا۔ اسلیے سلطان سلیم کے حوصلہ بڑہانے مین کوئی کسر اٹہا نہ رکہی اور اسکے سفیر سباسٹیانی نے بہی مفید مشورون سے سلطان کو ہر طرح سے مدد دی۔ انگریزی بیڑہ جو دار دنیلز سے بلا مزاحمت گذرنے سے دلیر ہوگیا تہا ترکون کی مستعدی اور اسلامی جوش اور قسطنطنیہ کی مضبوطی اور استحکام دیکہکر آگے نہ بڑہ سکا اور نہ سلطان پر دباؤ ڈال کر اسکو فرانسیسیون کے برخلاف کرسکا تو قسطنطنیہ کے قریب زیادہ ٹہیرنے مین اپنی ہلاکت خیال کی کیونکہ آبنائی دار ڈنیلز کی ناکہ بندی ترک بصلاح و مدد فرانسیسی انجنیرون کے نہایت پہرتی سے کر رہے تہے واپسی کے وقت انگریزی امیر البحر کو ثابت ہوگیا کہ اگر دار ڈنیلز سے گذرنا ممکن ہے تو سلامت نکل جانا ممکن نہین چنانچہ چند جہاز اور سیکڑون بہادر سپاہی اسی درہ دانیال کی نذر کر کے جان بچا کر نکلا۔

روسیون کے مقابلہ مین دریائی ڈینوب پر وزیر اعظم مصطفی پاشا چلبی اور مصطفے پاشا بیرقدار نے چند فتوحات پائین اور ممالک عثمانیہ سے نکال دیا چونکہ سکندر اول زار روس کو اپنے دوست شاہ پرشیا کی شکست اور نپولین کی اولوالعزمی سے اندیشہ لاحق ہوگیا تہا اس لیے ترکون کے مقابلہ مین زیادہ ٹہیر سکا۔ اسمین شک نہین کہ نپولین نے جو وعدہ سلطان سلیم سے کیا تہا اسکو بہت کچھ پورا کیا۔ تجربہ کار افسر اور انجنیر سلطان کے پاس روانہ کیے جنہون نے جدید طرز حرب اور فنون انجنیری ترکون کو سکہلانے شروع کیے۔ انگریزی بیڑے کے لیے آبنائے دار دنیلز سے نکلکر روسی امیر البحر ملکہ پر حملہ کی دہمکی دی اور سلطان پر دباؤ ڈالا کہ نپولین کے برخلاف کرنا چاہا مگر ایسے سلطان کے دل پر نپولین کی صادق دوستی کا گہرا اثر پڑ چکا تہا۔ اس لیے انگریزون نے مصر پر قبضہ کرنے کی ٹہان لی۔ مصر پر فرانسیسیون کے نکلنے کے بعد محمد علی پاشا البانوی اور مملوکون کے درمیان لڑائی جہگڑے چلے آتے تہے۔ اور

سلیم یورپین مشکلات کے سبب مصر کی طرف توجہ نہیں کرسکتا تہا ایسے وقت مین محمد بیگ الفی مملوک کے سرغنہ نے انگریزون سے مدد طلب کی انگریز جو ایسے موقعہ کے انتظار مین تہے یکم محرم ۱۲۲۲ھ کو ۴۲ جہازون کا جنگی بیڑا لیکر اسکندریہ پر حملہ آور ہوئے اور سخت گولہ باری کے بعد باشندگان اسکندریہ نے امان لیکر شہر حوالہ کر دیا - اور پہر رشید کو فتح کیا گیا اور رشید والون نے سرکشی کی انگریز بہ تعداد کثیر قتل کر دیے اور باقی اسکندریہ کو چلے آئے محمد علی پاشا نے جہاد کا اعلان کر دیا اور جنگ کیلیے تیار ہو گیا - اور فوج کثیر لیکر اسکندریہ کو روانہ ہوا محمد بیگ مملوک جسنے انگریزون کو بلایا تہا وہ مر چکا تہا اور باقی مملوکون کو محمد علی پاشا نے اس قابل نہین چھوڑا تہا کہ وہ انگریزون کے مستقل قبضہ مصر کا باعث ہوسکین اور خود انگریزی فوج اسقدر نہ تہی کہ تن تنہا مصری اور پہر سلطانی فوج کا مقابلہ کرسکے اس لیے محمد علی پاشا سے صلح کرکے ۱۰ محرم ۱۲۲۲ھ کو اسکندریہ خالی کرکے ملک مصر سے چلے گئے - اسی سال سلطان سلیم معزول ہوا - ذکر وہابیون کے فتنہ کے بعد لکہا جائیگا -

وہابی سلطنت

ہم اس سلطنت کا حال اس کتاب میں درج کرنا نہیں چاہتے تھے بدیں خیال کہ اسلامی فرق میں باہمی مناقشات کے پھیلنے کا خوف ہوتا ہے مگر چند خیالات سے ہم لکھنے پر مجبور ہیں -

(۱) سرزمین عرب خصوصاً مشرقی عرب بالعموم فتنہ و فساد کی معدن رہا ہے مسیلمہ کذاب مسمات سجاح، طلحہ بن خویلد اسدی، اسود عنسی - مدعیان نبوت اسی حصہ میں ہوئے ہیں - قوم خوارج کا سرغنہ جس کو امیر المومنین حضرت علی رضہ نے قتل کیا تھا اس کا مولد بھی یہیں تھا -

پس سلطان ترکی کے برخلاف یمن کی بغاوت یا عسیر کے فتنہ و فساد جو کبھی کبھی سننے میں آیا کرتے ہیں اس سے مسلمانوں کو گھبرانا نہیں چاہیے - شیخ محمد بن عبد الوہاب جس کا مولد علاقہ نجد تھا - کے متبعین کی قوت بھی کچھ دنوں اتنی بڑھ گئی تھی کہ کل جزیرہ عرب پر انہی کا دار و درہ ہو گیا - اور چوتھائی صدی تک حکمرانی کرتے رہے مگر سلطان سلیم ثالث کے ایک صوبہ نے ہی از سر نو اس علاقہ کو بغیر کسی خاص مشکل کے فتح کرکے مثل سابق سلطنت عثمانیہ کے مقبوضات میں شامل کر دیا بفضلہ تعالی اب تو خلافت عظمی کی طاقت میں دن بدن ترقی ہو رہی ہے تو اب بھلا کس کی مجال ہے کہ خم ٹھونک کر سامنے نکلے -

یہ سب خارجی ریشہ دوانیوں کا نتیجہ ہے لیکن سلطان نہیں چاہتا کہ ان مسلمانوں کو جن کو بعض لالچی مشائخ اور بھیس بدلے عیاروں نے اپنے دام تزویر میں پھنسا لیا ہو تباہ و برباد کرے - بلکہ پند و نصائح و غلط فہمی کے رفع کرنے کی کوشش میں رہتا ہے -

(۲) اس فرقہ کے حالات پڑھنے سے آپ اس نتیجہ پر بآسانی پہونچ جائینگے کہ کس طرح سے ایک پرجوش اور عامل بالشرع شخص اور گرد و عام مسلمانوں میں اپنا رسوخ بڑھا سکتا ہے اور عام مسلمان شرعی احکام کی تائید کرنے والے شخص کی متابعت کس قدر جلد اور ارادت صادقہ سے کرتے ہیں۔

اس فرقہ کا بانی شیخ محمد بن عبد الوہاب بنی تمیم میں سے تھا سنہ ۱۱۱۱ھ میں سرزمین نجد میں پیدا ہوا۔ اس کا باپ اور بھائی شیخ سلیمان باعمل اور مرد صالح اور شیخ طریقت تھے چونکہ خاندان علما میں سے تھا بچپن سے ہی تعلیم شروع ہوئی اور جوں جوں عمر بڑھتی گئی علمی لیاقت میں بھی اضافہ ہوتا گیا اور مدینہ منورہ میں متعدد مشائخ سے علم حاصل کیا اور دیکھا کہ مسلمانوں میں بعض ایسی بدعات و عادات رائج ہوگئی ہیں کہ عوام اس کو جزو مذہب سمجھے بیٹھے ہیں۔ بہرکیف وہ ان امور کے خلاف جنہیں وہ خلاف اسلام و منشائے رسول اکرم صلعم سمجھتا تھا اپنی پوری طاقت سے کھڑا ہوگیا اور تعلیم سے بکلی فراغت حاصل کرنے پر اپنے وطن نجد میں جہاں اس کو قومی اور خاندانی وجاہت حاصل تھی اپنے ان خیالات کی اشاعت شروع کی چونکہ ہماری کتاب کو عقائد سے بحث نہیں صرف پولیٹیکل حالات کو پیش کرنا مقصود ہے نیز ہندوستان وغیرہ میں ایک ایسا گروہ بتعداد کثیر موجود ہے جس کے عقائد شیخ موصوف کے عقائد سے بہت کچھ ملتے جلتے ہیں اور دیگر فرق اسلام کی انکے موافق یا مخالف بہت سی تحریرات ملک میں شائع ہوچکی ہیں جن سے شائقین اس گروہ کی مذہبی حالت کے متعلق کافی غور و فکر کر سکتے ہیں۔ لہذا اس حصہ کو ہم نظر انداز کرکے صرف اس گروہ کے پولیٹیکل حالات لکھنے پر اکتفا کرتے ہیں۔

شیخ موصوف کو نجد میں باوجود بہت سی مخالفتوں کے کسی قدر کامیابی ہوتی گئی چونکہ توحید کی طرف بلاتا اور کل انواع شرک و بدعت سے روکتا تھا عام مسلمان اسکی تعلیم کی طرف توجہ کرنے لگے اور جو اسکے پیرو ہوجاتے علاوہ نہایت پرجوش ہونے کے پابند صوم و صلوٰۃ و عامل شرع بن جاتے۔ ہوتے ہوتے شیخ موصوف کو طبقہ امرا تک رسائی ہوتی چلی گئی اور امراء درعیہ سے (جو اس علاقہ میں سب سے زیادہ طاقت رکھنے تھے) ملا اور وہ بطیب خاطر شیخ محمد بن عبد الوہاب کے پیرو و جان نثار ہو گئے چنانچہ ۱۱۴۳ھ امیر محمد بن مسعود والی درعیہ بھی اس جماعت میں شامل ہوگیا اور امیر موصوف کی تمام قوم شیخ کی اطاعت میں داخل ہوکر بلا تنخواہ کے فوج بن گئی۔

اور اس طرح شیخ موصوف کی طاقت میں دن بدن اضافہ ہوتا رہا جب اس نے اپنی طاقت کو کافی عروج پر پہنچا لیا تو سنہ [illegible]ھ میں اپنے نجد و درعیہ کے علاوہ تمام شرقی عرب۔ الحصا۔ بحرین۔ عمان۔ مسقط۔ اور شمال میں بغداد اور بصرہ اور جنوب میں الحرار۔ الخبوت۔ ذوات الخیل۔ الحربیہ۔ فرع۔ جہینہ تک کے علاقے

پر تسلط جما لیا ان جہات سے فارغ ہو کر مدینہ منورہ اور شام کے درمیانی ملک کو فتح کر لیا۔ اس طرح اس
نے ملک کی حدود شام اور حلب تک پہنچ گئی۔ اور بغداد کے تمام عربوں کو بھی مطیع کر لیا۔ چونکہ عرب
بالعموم مشائخ قبائل کے ماتحت تھا اور یہ تمام مشائخ سلطنت عثمانیہ کے ماتحت تھے۔ اور سلطنت
عثمانیہ اس وقت عیسائی سلاطین سے برسرِ پیکار تھی۔ اس لئے اس فرقہ کی ترقی کی کوئی بھاری
مزاحمت نہ ہو سکی۔ دوسری وجہ یہ بھی تھی کہ یہ جماعت جنگجو اور مستعد و زیادہ سرباز تھی۔ نیز محمد بن
عبدالوہاب کی تعلیم اور وعظ توحید کی طرف بلانے اور شرک و بدعت سے ہٹانے کے لئے تھے۔
قبائل رفتہ رفتہ اس نو دولت گروہ کے مطیع ہوتے گئے۔ یہ مسعود بن سعید بن سعد بن زید شریف مکہ کے
زمانہ کا حال ہے جو ۱۱۶۵ھ میں فوت ہوا۔ محمد بن عبدالوہاب نے اپنے ہم خیال چند علما کو مکہ معظمہ میں
حاجیوں پر اپنے خیالات ظاہر کرنے کیلئے بھیجا اور وہ باوجودیکہ ان کے مخالف علما نے ان کے کام میں
سخت رکاوٹیں ڈالنے کی کوشش کی۔ مگر اپنے ادائے فرض سے باز نہ آئے اور اپنے خیالات کو برابر
پھیلاتے رہے جب مخالف علما نے اور کوئی داؤ چلتا نہ دیکھا تو قاضی مکہ سے ان پر فتوے کفر لگانے
پر زور دیا جس نے ان پر کفر کا فتوے لگا کر انکو قید کرنے کا حکم دیدیا اور اس گروہ کے لوگوں کو حج کرنے
کی بھی ممانعت کر دی۔

اتفاقاً ان میں سے چند علما بھاگ کر درعیہ پہنچ گئے۔ کل علاقہ میں اس خبر کے پہنچنے سے تھلکہ سا
مچ گیا چونکہ جو علما قید کئے گئے تھے ان اطراف میں ان کے شیدائیوں اور متبعین کا حلقہ بہت وسیع
تھا۔ لہٰذا کل قبائل ان علما کو مخلصی دلانے اور بلا روک ٹوک حج کو آسکنے اور اپنے عقائد خیالات کی
اشاعت کی اجازت حاصل کرنے کیلئے مکہ شریف پر چڑھائی کرنے کی تجویز پر متفق ہو گئے اور اس تجویز
کو عملی صورت میں لانے سے قبل شریف مکہ کے حلقہ اثر سے باہر کے علاقجات کو بھی فتح کر لیا جب وہ
اپنی اس تمہیدی کارروائی سے ۱۲۰۵ھ تک فارغ ہوئے تو اپنے ان مطالبات کو امیر مکہ پر پیش کیا۔
جنکی نامنظوری پر شریف غالب سے لڑائی چھڑ گئی چونکہ محمد بن مسعود امیر درعیہ فوت ہو چکا ہوا تھا اور خود
شیخ محمد بن عبدالوہاب بھی ۱۲۰۶ھ میں ۹۵ سال کی عمر میں فوت ہو گیا۔ عبدالعزیز بن محمد امیر درعیہ سے امیر مکہ
غالب کی قریباً پچاس لڑائیاں ہوئیں اور کئی بار امیر غالب مظفر بھی ہوا اور اپنی پوری طاقت سے مقابلہ
پر ڈٹا رہا اور لاکھوں روپے بھی گرہ سے خرچ کر دئے اور اسکے ہمراہیوں نے بھی بہادرانہ جانبازی کے خوب
جوہر دکھائے لیکن اس ترقی پذیر نو دولت گروہ کا عروج بڑھتا گیا اور امیر عبدالعزیز نے ان قبائل کو بھی کہ جو امیر
مکہ کے ماتحت تھے اپنا مطیع کرنا شروع کر دیا اور ۱۲۱۰ھ میں فوج کثیر سے طائف کا محاصرہ کر کے بزور شمشیر فتح کر لیا

اسکے بعد یہ خارج گروہ مکہ معظمہ کا عازم ہوا چونکہ موسم حج تھا غیر ملکوں کے علاوہ شامی مصری حاجی بھی بہ تعداد کثیر
موجود تھے اور دفور جوش کے سبب ان سب کے اس جنگ میں شامل ہوجانے کا خطرہ تھا یہ فوج طائف ہی
میں ٹھہر گئی اور شریف غالب جو تن تنہا بارہ سال سے اس پرجوش گروہ کا مقابلہ کرتا رہا تھا اور جسکی ہال پکار پر بھی
سلطنت عثمانیہ جو ان دنوں سخت مشکلات میں مبتلا تھی کچھ بھی مدد نہ کر سکی اس دفعہ عبدالعزیز بن محمد بن مسعود
پاشاہ سرگروہ وہابیاں کے مقابلہ کی طاقت اپنے میں نہ پاکر جدہ چلا گیا اور اسی طرح بقیہ ساکنان مکہ نے بھی نتائج
جنگ سے خائف ہو کر امان لیکر شہر امیر عبدالعزیز کے سپرد کر دیا اور ۸ محرم سنہ ۱۲۱۸ھ کو امیر مذکور از روے مصالحت
مکہ معظمہ میں داخل ہوا اور چودہ روز مقیم رہا اور جدہ میں امیر غالب کو محصور کر لیا اگرچہ گولہ باری سے بہت سے
مسلمان قتل ہوئے مگر جدہ کو فتح نہ کر سکا کیونکہ جدہ میں سلطانی فوج بماتحتی شریف پاشا گورنر جدہ بھی کسیقدر موجود تھی
اور اس ترکی فوج نے باقاعدہ مورچہ بندی سے انکو کامیاب نہ ہونے دیا اور آٹھ روز کے محاصرہ کے بعد ناکام ہٹ گئے
اور مکہ معظمہ میں شریف غالب ہی کے بھائی عبدالمعین کو شریف مکہ مقرر کر دیا اور تھوڑی سی فوج مکہ معظمہ چھوڑ کر چلے
گئے لہذا اس طرز عمل سے اس گروہ نے ثابت کر دیا کہ انکو باہمی کیے قول و اقرار پر پورا اعتماد ہے اور صرف دیگر
فرق اسلام کیطرح محض اپنے لیے ترقی سادات کے طالب ہیں ورنہ اس غالب کے بھائی کو جو پچاس سال
متواتر لڑتا رہا تھا کبھی شریف مکہ نہ بنایا جاتا بہرکیف عبدالعزیز اور اسکے ہمراہیوں کے جاتے ہی امیر غالب مع
شریف پاشا گورنر جدہ اسی سال کے ماہ ربیع الاول میں امیر عبدالعزیز کی فوج کو نکالکر مکہ معظمہ پر بدستور قابض ہو گیا
امیر عبدالعزیز نے کچھ عرصہ کیلئے مکہ معظمہ کا خیال چھوڑ دیا اور دیگر قبائل عرب سے نپٹنے لگا اور صوبہ طائف بدستور وہابیوں
کے قبضہ میں تھا جسکی حکومت عثمان مضائفی کے سپرد تھی یہ بہادر امیران قبائل کو جو مکہ و مدینہ کے نواح میں آباد تھے
مطیع کرنے لگا جب ایکے بعد دیگرے سب پر کامیاب ہو گیا تب جمعیت لیکر مکہ معظمہ کا محاصرہ کر لیا اور وسائل آمد و رفت
کو قطعاً بند کر دیا جب اہل مکہ کی ضروریات زندگی و سامان اکل و شرب ختم ہو گیا تو بعض لوگوں نے واسطہ بن کر امیر
غالب اور عثمان مضائفی کے درمیان صلح کرادی اور اس گروہ نے اپنے لیے مکہ میں پوری آزادی کا فیصلہ کرا لیا اور
اقرار کیا کہ تا قیام صلح شریف غالب ہی شریف مکہ رہیگا اور اہل مکہ کو کسی قسم کی تکلیف نہ دیجائیگی اس طرح آخر ذی القعدہ
سنہ ۱۲۲۰ھ کو دوبارہ مکہ معظمہ پر انکا تسلط ہو گیا۔ اور امیر غالب ہی بدستور شریف مکہ رہا اسکے بعد مدینہ منورہ پر بھی اس
گروہ کا تصرف ہو گیا اور اس طرح کل جزیرہ نما عرب سے عثمانی اقتدار اٹھ گیا۔ اور مدینہ منورہ کی حکومت اپنے ایک امیر
مبارک بن مضیان کے سپرد کی اور چونکہ یہ ہر اس کام کا جو قرون ثلثہ کے بعد لوگوں نے اپنی رائے سے شروع کر دیا ہو
بدعت کے ذیل میں شمار کرتے تھے تمباکو پینے کی سخت ممانعت ہوئی۔ نیز شام و مصر سے جو محمل شریف آتا ہے اسکو
بھی روک دیا کہ حضور القدس کے زمانہ میں اس کا رواج نہ تھا اور جس طرح کہ خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروق نے اس درخت کو جسکے نیچے

ایک مرتبہ رسول اکرم صلعم کچھ وقت کیلئے لیٹ گئی تھی اور اس بنا پر لوگون نے اسکی خاص تعظیم شروع کردی تھی بدین خیال
تڑوا دیا کہ ہوتی ہوئی اسی سے کسی شرک کی بنیاد نہ پڑجائے متبعین محمد بن عبد الوہاب نے بھی جن قبرون پر کہ خلاف حکم
شریعت پختہ گنبد بن رہے تھے اور لوگ ان قبرون پر شرکیہ حرکات کے مرتکب ہوتے تھے سب گرادی اور اسی طرح
انکی ہر دلعزیزی مین فرق آتا گیا۔ ادہر سلطان محمود کو کچھ یورپ کی مخصوصے سے فراغت ہوئی تو اُسنے محمد علی پاشا گورنر مصر
اس فرقہ کے سزا دینے کے لیے حکم دیا جس اولوالعزم مدبر نے ماہ رمضان ۱۲۲۶ھ کو فوج جرار بسر کردگی اپنے بیٹے
طوسون پاشا کے خشکی اور تری دونون طرف سے روانہ کی جس نے پہنچتے ہی ینبوع کو فتح کرلیا۔ اور صفرا اور جدیدہ کے
درمیان وہابیون نے مع دیگر قبائل عرب جو انکی ماتحت تھے سخت مقابلہ کیا۔

اور اس مصری فوج کو اسقدر تہ تیغ کیا کہ بہت ہی تھوڑے زندہ بچ کر واپس گئے محمد علی پاشا نے اب آگے سے زیادہ
سرگرمی سے تیاری کی اور خود وہابیون سے لڑنے کو نکلا شعبان ۱۲۲۷ھ کو فوج پیادہ اور سوارون کے علاوہ ۱۸ بڑی
توپین اور تیرہ چھوٹی توپین ساتھ لین پہلی شکست اسواسطے ہوئی تھی کہ نوجوان طوسون پاشا نے محض تلوار سے
عربون کو سیدھا کرنا چاہا تھا۔ اور شریف غالب امیر مکہ سے صلاح و مشورہ نہین کیا تھا محمد علی پاشا جو شجاعت اور تہور کے
علاوہ تدبیر و حکمت مین بھی فرد تھا اور اپنے عہد کا ایک مشہور پالیٹیشن شمار ہوتا تھا اُس نے شریف غالب کے ذریعہ مشائخ
عرب کو جو وہابیون کے ماتحت تھے اور جنھون نے پہلی لڑائی مین مصریون کو شکست دی تھی توڑنا شروع کیا۔ اور
انعام و اکرام اور جاگیر و معافی کی عطائی سے سرداران عرب کو اپنی طرف کھینچ لیا۔ اور اس تدبیر سے صفرا اور جدیدہ
پر بغیر جنگ قابض ہوگیا۔ اور تمام علاقہ جو وہابیون کے قبضہ مین تھا۔ محمد علی پاشا کے تصرف مین آنے لگا۔ اور
اسی طرح اخیر ماہ ذیقعدہ ۱۲۲۷ھ کو محمد علی مدینہ منورہ مین داخل ہوگیا۔ اور جو کچھ وہابیون نے منہدم کیا تھا۔
اسکو مرمت کرادیا جو مصری فوج بذریعہ جہازات آرہی تھی وہ محرم ۱۲۲۸ھ مین جدہ پہونچ گئی چونکہ شریف غالب
مکہ معظمہ مین موجود اور محمد علی پاشا کا خیر خواہ تھا اس لیے جون ہی جدہ مین فوج پہونچ گئی او محمد علی نے مدینہ منورہ
اور اسکی نواح مین سلطانی سکہ بٹھا دیا۔ اور مکہ معظمہ کو روانہ ہوا۔ وہابیون کی جسقدر فوج مکہ مین تھی بھاگ گئی۔
اور عثمان مضایقی فاتح مکہ یہہ حال دیکھکر بغیر اسکے کہ کہین بہادرانہ ہاتھ دکھلائے طائف سے مع وہابی فوج کے بھاگ
گیا یہہ واقعہ ماہ ربیع الاول ۱۲۲۸ھ کا ہے گویا سات ماہ مین محمد علی پاشا نے حجاز مقدس کی سرزمین سے وہابیون
کا اثر کھو دیا۔ اور حرمین شریفین زاد اللہ شرفاً اور متبرک مقامات طائف اور جدہ کے کنجیان مع بشارت فتح
جہاز قسطنطنیہ سلطان کی خدمت مین بھیجدین جنکا استقبال نہایت عزت و تکریم اور شان و شوکت سے کیا گیا۔
کنجیان سونے چاندی کے تھالون مین رکھی تھین اور اُسکے آگے آگے سونے کی انگیٹھیون مین عود و عنبر وغیرہ
بخورات جلاتے اور فوج پا پیادہ چلتی تھی۔ قلعون اور توپخانون سے توپون کی شلک کی گئی۔ شہر کو سجایا گیا۔ اور

نہایت خوشی کی گئی۔ اور اسیطرح سے مصر مین اظہار جوش کیا گیا۔ اور سلطان نے کنجیان نے جانے والون کو انعام کثیر دیا۔ اور محمد علی پاشا کا مرتبہ بڑہا دیا۔ عثمان مضایقی امیر وہابیہ کو شریف غالب نے قید کر کے قسطنطنیہ روانہ کیا۔ جہان وہ قتل کیا گیا۔ اور محمد علی پاشا مکہ معظمہ پہونچا کہ شریف غالب کی زبردستیون سے ڈر گیا اور اسکو روانہ قسطنطنیہ کر دیا اور اُسکے بہتیجے یحیی بن سرور بن ساعد کو شریف مکہ مقرر کیا۔ اور محرم سنہ ۱۲۲۹ھ مین مبارک بن مضیان وہابی امیر مدینہ منورہ گرفتار کر کے قسطنطنیہ بہیجا گیا۔ جہان وہ بعد گشت شہر قتل کیا گیا۔ اور شریف غالب کو سالونیکا مین نہایت عزت و تکریم سے رکہا گیا۔ جہان وہ سنہ ۱۲۳۱ھ مین فوت ہوا۔ اور وہین دفن کیا گیا جسکی قبر ایک مشہور زیارت گاہ ہے۔ شریف غالب ۲۶ سال امیر مکہ رہا۔ اُسکا سارا زمانہ وہابیون سے لڑتے ہی گذرا اور اسی کی تدبیر صائبہ سے بغیر جنگ وہابی امرا اور فوج ایک حصہ حجاز سے بہاگ گئی۔

محمد علی پاشا جب صوبہ حجاز پر تصرف کر چکا۔ تو وہابیون کے لیے قریہ بیشہ۔ بابا و غامد عسیر کو فوجین روانہ کین اور خود بہی اسکے پیچہے پیچہے ماہ شعبان سنہ ۱۲۲۹ھ کو روانہ ہوا۔ اور وہابیون کے علاقہ مین پہونچ کر جنگ شدید کے بعد قتل و غارت کیا۔ اور وہابی بہ تعداد کثیر قید کیے گئے۔ اسی سال کے ماہ جمادی الاولی مین مسعود بن عبد العزیز بن محمد بن مسعود امیر وہابیہ فوت ہو گیا۔ اور اسکی جگہہ اُس کا بیٹا عبد اللہ امیر مقرر ہوا۔ محمد علی پاشا حج کرنے کیلئے واپس ہوا۔ اور رجب سنہ ۱۲۳۰ ہجری تک مکہ معظمہ مین رہا۔ اور انتظام عرب اور وہابی سلطنت کا استیصال کرتا رہا۔ اس کے بعد محمد علی پاشا تو ۷ ماہ حجاز مین رہ کر واپس مصر چلا گیا۔ اور اس عرصہ مین محمد علی نے حجاز وغیرہ علاقجات عرب سے وہابی تسلط اٹہا دیا۔ از روی عقیدہ عام عرب پہلے ہی وہابیون کے مخالف تہے۔ صرف قانحانہ اقتدار تہا جو محمد علی کے زبردست ہاتہون سے دور ہو گیا۔ اور صرف درعیہ مین وہابی طاقت رہ گئی۔ جہان عبد اللہ بن مسعود کی آبائی حکومت تہی جسکے مقابلہ پر محمد علی پاشا نے اپنے بیٹے ابراہیم پاشا کو روانہ کیا۔ اور حسن پاشا کو والی مکہ مقرر کیا۔ وہابیون کے امیر نے اس شرط پر درخواست صلح کی کہ محمد علی پاشا کے ماتحت اُس کی امارت قائم رہنے دیجاوے۔ مگر محمد علی نے منظور نہ کی اور ابراہیم پاشا سنہ ۱۲۳۲ ہجری کو درعیہ پہونچ گیا۔ اور کئی ماہ تک خونخوار معرکہ ہوتے رہے جسمین وہابیون نے کمال درجہ کی شجاعت اور بہادری دکہائی مگر مصری فوج قواعد دان اور توپخانہ کے آگے کچہ پیش نہ گئی۔ اور ذیقعدہ سنہ ۱۲۳۳ ہجری کو عبد اللہ بن مسعود امیر وہابیہ مع امرائے سرداران گرفتار ہو گیا۔ اور درعیہ فتح ہو کر برباد کیا گیا۔ اور عبد اللہ بن مسعود محرم سنہ ۱۲۳۴ ہجری کو مصر پہونچا جسکی محمد علی نے خوب عزت کی اور وہان سے قسطنطنیہ روانہ کیا گیا جہان وہ معہ ہمراہیون کے قتل کیا گیا۔ اور طرح سے سلطنت وہابیہ کا خاتمہ ہو گیا۔ لیکن ابراہیم پاشا کے واپس جانے پر بدستور علاقہ نجد پر اسی خاندان کی حکومت قائم ہو گئی آجتک انہی کے متعلق ہے اور سلطان ٹرکی کو پورے وفادار ہیں۔

ہمکو مورخانہ خیال سے اس بہادر اور پرجوش فرقہ کی پائمالی کا سخت افسوس ہے۔ اگر آج عرب پر یہہ واحد طاقت فی الحقیقت ہابیہ حکمران ہوتی بہ نسبت موجودہ ضعیف الاعتقاد مشائخ عرب کے اسلام کے لیے زیادہ تر ممنون خادم ہوسکتی تہی اور یقین ہے کہ یہہ گروہ کسی غیر اسلامی طاقت کا بیرون سے آکر سرزمین عرب مین غیر مسلمون کا رسوخ واقتدار نہ بڑہاتی۔ اور نہ حال کی طرح عرب مین طوائف الملوکی کا سمان دکہائی دیتا۔

ان حالات کے پڑہنے سے ناظرون پر واضح ہو گیا ہے کہ وہابیون کا زور عرب مین ۲۰ سال رہا ہے۔ اور ۴۲ سال خاص مقدس علاقہ حجاز پر تسلط رہا۔ عدن سے لیکر جدہ تک تمام عرب مین انکی سلطنت قائم ہو گئی اور یہہ خالص عربی سلطنت تہی۔ اور تخمینا ایک صدی تک سلطنت عثمانیہ عرب کی طرف توجہ نہ کرسکی۔ لیکن جب اسقدر مضبوط اور مدت دراز کی سلطنت کو سلطنت عثمانیہ کے ایک گورنر نے برباد کردیا۔ اور سلطانی تسلط بٹہادیا۔ تو زمانہ حال مین مخالفون کی یہہ آرزو کہ عرب مین کوئی خالص عربی سلطنت سلطان عثمانیہ کے مقابل قائم کی جائے ایک مجذوب کی بڑ سے زیادہ وقعت نہین رکہتی۔ باغی امام یمن ہویا شیخ کویت کوئی بہی سلطنت عثمانیہ کی ٹکر کا صدمہ برداشت نہین کرسکتا اور نہ عام مسلمانون کو خلیفہ مسلمین کے برخلاف کرسکتا ہے جس طرح کہ سابقہ سلاطین عرب کے معاملات مین کچہ زیادہ بے چینی نہین دکہائی ہا اور مدت دراز کے صبر وتحمل کے بعد وہابی سلطنت کا استیصال کردیا۔ اسیطرح جب سلطان نے زیادہ توجہ فرمائی تمام کانٹے نکل جائین گے۔ مگر سلطان مسلمانون کے برخلاف کوئی زبردست جنگی کارروائی کرنا نہین چاہتا وہ مشفقانہ پند ونصائح سے ہی عموما کام نکالتا ہے اور اخلاقی اثر سے گرویدہ کرنا چاہتا ہے جس مین اُن کے بزرگ اکثر کامیاب ہوتے رہے ہین۔

سلطان سلیم ثالث کی معزولی

سلطان سلیم ثالث تخت نشینی کے وقت سے یورپ کی وضع پر نظام جدید کے موافق فوج تیار کرنا چاہتا تھا اور
اس نے امتحاناً ایک جدید پلٹن بھی تیار کی جسنے محاربہ عکہ مین نپولین کے مقابلہ مین نظام جدید کے فوائد کو سلطان اور اسکے چند
روشن خیال امرا پر ظاہر کردیا تھا۔ مگر فوج ینگچری اور عام مسلمان جنمین متعصب علما بھی شامل تھے جدید انتظام کے اجرا
کے مخالف تھے اور اسکو اپنی جہالت سے تشبہ بالکفار سمجھتے چند بار ینگچریون نے اسپر بغاوت و سرکشی کرنی چاہی مگر
مدبر سلطان سلیم اسکو دباتا رہا اور نظام جدید کو تعویق ہی مین ڈالتا رہا۔ مگر جب کبھی سلطان کو موقعہ ملا کچھ نہ کچھ نظام جدید
بڑھاتا رہا۔ ینگچری جو صدیون سے متمرد اور سرکش گروہ تھا۔ سلطان نے اس گروہ کو سر دبا کے فساد کے دنون مین
عیسائی رعایا کے ہاتھون بہت نقصان پہنچایا تھا۔ شیخ الاسلام سلطان کا ہم خیال تھا اس لیے علانیہ اپنی ناراضگی
کا اظہار نہ کرسکے یہہ شیخ الاسلام ۱۸۰۶ء کے شروع مین فوت ہوگیا۔ اور اسکی جگہہ عطاء اللہ آفندی شیخ الاسلام
ہوا۔ اور جدید قائم مقام موسی پاشا بھی ایک بد باطن اور نمک حرام شخص تھا۔ یہہ دونون سلطان کے برخلاف تھے اسی
وزیر نے فوج یمق طابہ کو یورپین وردی پہننے کا حکم دیا جو جہلا فوجی قواعد کو بھی خلاف ایمان و اسلام جانتے اور کافرون
کے ساتھہ تشبیہ مانتے بھلا یورپین وردی کو جو صریحاً تشبہ دکھائی دیتا تھا کس طرح پہن سکتے تھے اسی پر فوج مذکور اور
فوج جدیدہ مین لڑائی چھڑ گئی ینگچری جو پہلے ہی جدید نظام کو صرف خلاف ایمان ہی نہین جانتے تھے بلکہ اپنے
استیصال کا سامان خیال کرکے مزاحمت کرتے رہتے تھے سلطان اور اُس کے ہم خیال وزرا کو دشمن جانتے اس موقعہ پر
فوج یمق طابہ سے مل گئی اور عام مسلمان جو یورپین نظام کو کفر و بدعت خیال کرتی تھی باغیون کے معاون ہوگئے اور عطاء
اللہ آفندی سے اُن امرا و وزرا کے قتل کا فتوی لے لیا۔ جو یورپ کے فوجی نظام کے اجرا کے حامی تھے اس متعصبانہ فتنہ
سے کئی معتمد امیر معہ رفقا قتل کیے گئے اور کئی ایک نے یہودیون اور عیسائیون کے گھرون مین چھپ کر پناہ لی۔
ستر جلیل القدر امرائے عثمانیہ کا سر قلم کیا گیا۔ اور قسطنطنیہ کی گلیون مین خون کی ندیان بہائی گئین۔ تین دن
تک قتل و غارت کا بازار گرم رہا۔ اور پھر یہہ بکتے ہوئے سلطان سلیم کو پکڑنے چلے کہ اے سلطان تو امیر المومنین نہین
جسنے اسلام کو کفر سے مشابہ کردیا تونے خدا پر توکل کرنا چھوڑ دیا اور یورپین نظام پر فتح کا مدار سمجھا ہے اور ضروریات
زمانہ سے ناواقف یا خود غرض عطاء اللہ نے فتوی دیدیا کہ جو سلطان مخالف قرآن چلتا ہو وہ قابل معزولی ہے
چالاک مفتی کا فتوی تو درست تھا۔ لیکن کہان احکام قرآن شریف اور کہان اسلحہ جنگی۔ اور ترتیب قواعد کا
استعمال۔ خدا اس جہالت کا ناس کرے جو ہمیشہ مسلمانون کو برباد کرتی رہی ہے۔ اور جسقدر رجال تھے
کہ جن وسائل سے کفار نے اُنکی جنگی طاقت کو زائل کیا ہے انکا کسی مذہبی عقیدہ سے کوئی تعلق نہین۔ اس جرم

مین ناقدرشناس قوم کے ہاتھہ سے سلطان سلیم ثالث ۱۲ ماہ ربیع الاول سنہ ۱۲۲۲ھ کو ۱۸ سال اور ۸ ماہ کی سلطنت کے
بعد معزول ہوا۔ منافق مفتی کا فتوی سنکر جو بظاہر دوستانہ کلمات کہتے ہوئے اور معموم صورت بنا سلطان کو پاس حاضر ہوا
تھا سلطان سلیم بلا حجت اور بلا کسی اظہار رنجش کے اپنے پرانے مکان مین چلا گیا جہان وہ سلطنت سے پہلے ۱۸ سال مقیم رہا تھا
راستہ مین مصطفی بن عبد الحمید اول ملا جو تخت سلطنت پر جلوس فرمانے کے لیے جا رہا تھا۔ کہا کہ بھائی تخت نشینی مبارک ہو
مینے قدیم فوج کو فنون حرب سے عاطل در مقابلہ دشمن سے مغلوب دیکھہ کر انتظام ملک در تقویت دین اور استحکام سلطنت
کے لیے فرنگیون کے جنگی قوانین وضوابط کے موافق جدید فوج تیار کی تہی پرانی فوج نے بغاوت کر کے مجھے معزول
کر دیا۔ اور مین اپنے پرانے گہر جاتا ہون جہان علیحدگی مین زندگی بسر کرون گا۔ تم نے اُن لوگون سے رفق و
ملاطفت اور تدبیر و حکمت سے پیش آنا۔ مگر سلطان مصطفے نے کچہ توجہ سے نہ سنا اور جب سلطان سلیم نے معانقہ کرنا
چاہا تو وہ بہی نہ کیا۔ جب سلطان سلیم نظر بندی کے مکان مین داخل ہوا تو وہان شاہزادہ محمود سلطان مصطفے کا بہائی
سلطان سلیم کی حالت دیکہہ کر زار زار رونے لگا۔ سلیم پر بہی رقت طاری ہو گئی اور اس نظر بندی کے زمانے
مین محمود تجربہ کار سلطان سلیم سے سلطنت کے انتظامی امور اور آیندہ کی ضروریات کی تعلیم پاتا رہا۔ جسکا نتیجہ
اس نے اپنے عہد حکومت مین خوب دکہا دیا۔ اور ینگچریون کو جنہون نے صدیون سے سلاطین اور وزرائے سلطنت
کا دم ناک مین کیا ہوا تہا۔ برباد کر دیا۔

سلطان مصطفی چہارم بن سلطان عبد الحمید اوّل

یہ سلطان تیس سال کی عمر مین ۲۹ مئی ۱۸۰۷ء کو تخت نشین ہوا۔ اُس نے وعدہ کیا کہ سلطان سلیم ماتحت نے جو
فرنگیون کا انتظام جاری کیا تہا اور جدید فوج ملازم رکہی تہی سب کو موقوف کر دیگا۔ اور جنہون نے اُنکو تخت
دلا دیا تہا۔ انکی ہاتہہ مین کٹھ پتلی بن گیا۔ مفتی عطار اللہ اور قائم مقام موسی پاشا سیاہ و سفید کے مالک بن گئے
رسچک کا پاشا مصطفے بیرقدار اور وزیر اعظم مصطفی پاشا چلبی انکے برخلاف تہے چونکہ اب روسیون سے صلح ہو چکی تہی
اسلیے بیرقدار جو سلطان سلیم کا نمکخوار وفادار تہا انتقام کے لیے اُٹہہ کہڑا ہوا۔ اور فوج جرار لیکر قسطنطنیہ پہونچ گیا اور
سلطان سلیم کو پہر سلطان بنانا چاہا۔ سلطان مصطفے نے یہہ خبر سُنکر سلطان سلیم اور اپنے بہائی محمود کے قتل
کرنے کا حکم دیا۔ کیونکہ ان دونون عثمانی یادگارون کے قتل ہونے سے وہ اکیلا وارث تخت عثمانیہ رہ جاتا
اور پہر اُسکو معزولی کا کچہ خطرہ نہ تہا۔ سلطان سلیم نماز عصر پڑہ رہا تہا کہ ظالم قاتل اُسکے کمرہ مین پہنچ گئے اور اپنی نماز سے
فارغ نہین ہوا تہا کہ قاتلون نے حملہ کر دیا۔ اور زمین پر پہینکدیا۔ سلطان سلیم جو ایک تنومند جوان تہا شیر کیطرح
اُٹہہ کہڑا ہوا اور بہادرانہ مقابلہ کرتا ہوا آگرا جسکو گلا گہونٹ کر شہید کیا گیا۔ بیرقدار جو وفاداری کے جوش مین سلطان

سلیم کو بچانے چلا آتا تہا۔ اپنے آقائے نعمت سلیم کی لاش دیکہہ کر حیران و ششدر رہ گیا۔ مگر اسکو کہا گیا کہ وہ سلطان سلیم سکے قائم مین رہیگا تو شاہزادہ محمود کو بہی ہمیشہ کے لیے کہو دیگا اسلیے فوراً بیرقدار محمود کی بچانے کو چلا۔ ظالم مصطفےٰ نے سلطان سلیم کے ساتہہ ہی اپنے بہائی محمود کے قتل پر بہی قاتل مقرر کر دیے مگر محمود خنجر کا ایک ہی زخم کہا کر بہاگ گیا۔ اور ایک محفوظ مکان کے کوٹہے پر چڑہ گیا۔ جہان دشمن نہ پہونچ سکے کہ اتنے مین بیرقدار نے پہونچکر محمود کو بذریعہ سیڑہی نیچے اتار لیا اور تخت نشین کیا اور مصطفےٰ کو قید کر دیا جبکی چند ماہ کی حکومت مین یورپ کی پالیسی بدل گئی۔ سلطان سلیم نے انگریزون اور روسیون کے بخلاف نپولین کی مشورہ سے روسی جنگ شروع کیا تہا اور ابہی چند ماہ پہلے نپولین بمقام فنکن سٹن بہرے دربار مین کہہ چکا تہا۔ کہ سلطان سلیم کو مجہ سے وہی تعلق ہے جو داہنے ہاتہہ کو بائین ہاتہہ سے ہے۔ لیکن جون ہی سلطان سلیم معزول اور ترکی فوج نے بغاوت کی وہ ترکی مین نظام جدید کے اجرا سے ناامید ہو گیا۔ اُس نے یقین کر لیا کہ نظام جدید جسکے بغیر سلاطین یورپ سے مقابلہ مشکل ہے جب اس سے ترک اسقدر نفرت کرتے ہین کہ اپنے امیر المومنین تک کی پروا نہین کرتے اور ایسی سلطنت یورپ مین کبہی قائم نہین رہ سکتی بے وفاؤن کی طرح اس سلطنت کی برخلاف حصے بخرے کرنیکے منصوبون مین شامل ہو گیا۔ کہ جسنے محض اسکی دوستی کے بہروسہ پر انگلستان اور روس سے لڑائی مول لی تہی۔ نپولین بمقام فریڈلینڈ ۱۴ جون ۱۸۰۷ء کو روسی فوج کو سخت شکست دے چکا تہا۔ اور روس عثمانیہ علاقہ مالڈیویا سے فوج واپس بلوا چکا تہا۔ جنگ فریڈلینڈ کے بعد نپولین اور زار روس نے بمقام ٹلسٹ ملاقات ہوئی اور علانیہ عہدنامہ جسمین کچہ بپاس طعن ترکی کے صوبجات مالڈیویا اور ولاشیا کا روسیون سے خالی کرنے کا ذکر تہا ایک خفیہ عہدنامہ دونون بادشاہون مین لکہا گیا جسکے روسے فرانس کو صوبجات۔ بوسینا۔ البانیا۔ اپائرس۔ یونان تہسلی۔ مقدونیہ اور روس کو ولاشیا۔ مالڈیویا۔ بلگیریا۔ اور اسٹریا کو سرویا ہتہیا لینے کی تجویز کی گئی۔

نپولین کی اسقدر جلدی ہی پالیسی بدلنے کی بہاری وجہ یہہ تہی کہ وہ روس کی نسبت انگلستان کو فرانس کا تجارتی اور ملکی رقیب جانتا تہا۔ ہندوستان مین فرانسیسی تجارت اور اقتدار انگلستان کے ہاتہہ سے خاک مین مل چکا تہا۔ اسکی مصری فتوحات اور اسپانی منصوبون کو انگلستان ہی نے ہمیشہ کے لیے پامال کیا تہا۔ اسی انگلستان کی بگاڑنے کے لیے ترکون کو سبز باغ دکہائے گئے تہے مگر سلطان سلیم کی معزولی اور ترکی فوج بغاوت سے اسکی یہہ امید کہ کبہی ترک انگلستان کو مشرق مین نیچا دکہا سکین گے جاتی رہی اسکو ضرورت پڑی کہ روس سے گانٹہ کر انگلستان کو اکیلا بے یار و مددگار بنا دے اور روس کے منہ مین جب تک ترکی صوبجات کا ترلقمہ نہ ڈال لیتا اور سلطنت عثمانیہ کی مخالفت مین زار روس کا ہم نوالہ بنتا۔ اور روس سے اتحاد مشکل تہا۔ پس خودغرض

نپولین نے نہایت غداری سے اپنے رفیق صادق ترکی کو عین مصیبت کے وقت موت کے منہ مین ڈالدیا۔ یہہ یورپ کے
اس بادشاہ کا اخلاقی نمونہ ہے جو شجاعت اولوالعزمی ہمت و استقلال مین اپنے عہد مین بےنظیر گذرا ہے۔
مگر افسوس کہ یہہ شخص بہی فرنگی خاصہ سے پاک نہ تہا۔ فرانس جو سابق مین کئی دفعہ موقعہ پر ترکی کو ایسی مصیبت
مین ڈال چکا تہا۔ وہی نتیجہ نپولین کی دوستی سے حاصل ہوا۔ اور خدا کی پاک کلام کی صداقت ظاہر ہوگئی
آیۂ کریمہ یَآاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَۃً مِّنْ دُوْنِکُمْ لَا یَاْلُوْنَکُمْ خَبَالًا وَدُّوْا
مَا عَنِتُّمْ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَآءُ مِنْ اَفْوَاہِہِمْ وَمَا تُخْفِیْ صُدُوْرُہُمْ اَکْبَرُ قَدْ بَیَّنَّا
لَکُمُ الْاٰیٰتِ اِنْ کُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝ ہٰاَنْتُمْ اُولَآءِ تُحِبُّوْنَہُمْ وَلَا یُحِبُّوْنَکُمْ وَتُؤْمِنُوْنَ
بِالْکِتٰبِ کُلِّہٖ ۔ سورہ آل عمران پارہ چار۔ نپولین کو بہی اس غداری کا بدلہ مل
گیا جب دونون حریص بادشاہون مین مکمل تصفیہ نہوا اور لڑائی کی نوبت پہونچی اور ترکون سے روسیون
نے صلح کرکے یکسوئی حاصل کی تو فرانسیسیون کو تن تنہا مقابلہ مین روسی فوج سے سخت نقصان اٹہانا پڑا۔ اور
اسی تاریخ سے نپولین کا زوال شروع ہوا جسکی سزا مین نپولین کو سنیٹ ہلینا مین قید ہونا پڑا۔ اور نپولین
نے جس ترکی کو ناقابل علاج نیم جان مریض تصور کیا تہا۔ اسکو آیندہ انگلستان نے ایک مفید آلہ بنا کر
مشرق مین اپنے مقبوضات کو خوب مستحکم کرلیا۔ اور خود وہ نیم جان ترکی کہ جسکی تربیت و سلامتی سے نپولین
نے ناامید ہوکر روس کے ساتہہ ملکر خیالی تقسیم بہی کرلی تہی آج یورپ کے جملہ قواعد جنگ سے اعلی تربیت
پاکر یورپ کی کسی سلطنت سے فوج کم نہین رکہتی اور دول عظام مین سے ہر ایک کے ساتہہ خم ٹہوک کر مقابلہ
کرسکتی ہے۔ رہا تمام یورپ کا مقابلہ وہ عام اسلامی اتحاد پر موقوف ہے جس اتحاد کا انجام اُس قادر لایزال
کی قدرت سے بعید نہین کہ جسنے نظام جدید کے دشمن ترکون کو زمانہ حال کے فنون حرب مین ایسا ماہر
کردیا ہے کہ غازی عثمان پاشا شیر پلونا جیسے مدافع اور مارشل ادہم پاشا جیسے فاتح پیدا کردیے
مین ایک نے تو لاکہون روسیون کو معہ انکے شاہنشاہ کے مٹہی بہر جماعت کے ساتہہ چہ ماہ تک محض
مہارت جنگی سے روکے رکہا اور دوسرے نے یونانی فوجون کو ایک ہفتہ کے اندر شکست پر شکست
دیکر تہسلی فتح کرکے یورپ کو دکہا دیا کہ ترک یورپ مین اپنا جنگی وقار قائم رکہنے کی کافی طاقت
رکہتے ہین۔

نپولین جیسا کہ غدار دبیوفا ثابت ہوا ویسا ہی واقعات سے نتائج نکالنے مین خام نکلا۔ اُس کی فراست
و ذکاوت غلط ثابت ہوئی۔ یا یون کہو کہ عام فرانسیسی طبائع کی طرح وہ بہی چہچھورا پن سے خالی نہ تہا۔
ترکون مین نظام جدید کے اجراء سے ناامید ہونا۔ اور ترکی کو ناقابل علاج خیال کرلینا۔ نپولین کی جلدبازی

طبیعت کا نتیجہ تہا۔ اسبارہ مین مدبران انگلستان نپولین سے بڑہ کر عاقبت اندیش اور فرزانہ نکلے جنہون نے فرانسیسیون کی جگہہ جہٹ پٹ رشتہ اتحاد قائم کرلیا۔

سلطان محمود خان ثانی بن سلطان عبدالحمید خان اول

سنہ ۱۲۲۳ھ ۲۳ سال کی عمر مین تخت نشین ہوا۔ اور سلطان مصطفے قید کیا گیا۔ اور مصطفی پاشا بیرقدار نے قاتلان سلطان سلیم کو چن چن کر قتل کرادیا۔ اور وزیر اعظم بنایا گیا۔ اور نظام جدید کے اجرائے کے لیے علما اور ارکان دولت اور سرداران فوج کی کمیٹی کی اور یورپین قوانین حرب کی تعلیم کی ضرورت کو بالتفصیل ظاہر کیا۔ ان لوگون نے اسوقت اسکی تجویز کی تائید کی مگر دل مین ناراض تہے بیرقدار اس منافقانہ رضامندی کو واقعی رضامندی جانکر فوج جدید کی تربیت مین مصروف ہوگیا۔ اور خاص اپنی وفادار ہمراہی فوج کو دارالخلافہ سے رخصت کردیا ینگچری وغیرہ جو نظام جدید کے سخت مخالف تہے وزیر کو علانیہ بازارون مین کافر کہنے لگے اور بیرقدار کے کفر و موت کے اشتہار لکہہ لکہہ کر عام نظر گاہون اور خاص بیرقدار کے مکان کے دروازہ پر لگانے لگے اور آخر اسقدر فساد کیا کہ بیرقدار کے مکان کو آگ لگادی جسمین کہ پاس ہی بارود بہرا تہا۔ بارود کے ساتہہ ہی خیر خواہ سلطنت بہادر و وفادار نمک حلال وزیر اعظم مصطفے پاشا بیرقدار بہی اڑ گیا۔ اسکی موت کے ساتہہ ہی ہنگامہ برپا ہوگیا اور کئی ایک ارکان سلطنت جو نظام جدید کے مؤید تہے قتل و غارت کیے گئے۔ امر اسکے علاوہ بعض سلطانی مکان بہی جلائے گئے۔ اور اس آتش زدگی سے قسطنطنیہ کا حصہ کثیر جل گیا۔ فوج جدید قتل اور پراگندہ کی گئی۔

وزیر اعظم یوسف پاشا بنایا گیا۔ اور عطاء اللہ آفندی موقوف اور محمد عارف آفندی شیخ الاسلام مقرر کیا گیا۔

سلطان محمود نے مصلحتاً نظام قدیم کی بحالی اور نظام جدید کی موقوفی کا حکم دیدیا سلطان مصطفے نے یہہ حال دیکہکر فوج ینگچری کو بغاوت آمیز اور اپنی بحالی کا خط لکہا جو ایک عالم کے ہاتہہ پڑ گیا جسنے دیگر علماء کو دکہانے کے بعد مفتی اعظم کے پیش کردیا جہان بحث و مباحثہ کے بعد یہہ امر قرار پایا کہ جبتک سلطان مصطفے زندہ ہے فتنہ و فساد رہیگا اور مسلمان مصیبتین اٹہاتے رہینگے اسکا قتل ضروری ہے اس تجویز کے عرض کرنے کے لیے منیب آفندی قاضی قسطنطنیہ کو سلطان محمود کی خدمت مین بہیجدیا جسکا جواب نیک نیت سلطان نے یہہ دیا کہ مین اپنے بہائی کے قتل کا حکم کس طرح دیسکتا ہون جبکہ مین اسکے ہر ایک ارادے کو روک سکتا ہون قاضی کی ہر ایک دلیل کی سلطان محمود تردید کرتا رہا۔ یہانتک کہ قاضی نے حدیث شریف "اذا اجتمع خلیفتان فاقتلوا احدہما" سنائی یہہ حدیث سنکر وہ بیدار سلطان مغموم اور خاموش رہ گیا۔ اور دوسری طرف منہ پہیر لیا اور کچہ جواب نہ دیا قاضی یہہ کہکر

کہ ان السکوت اقرار سلطان کے پاس سے نکل آیا۔ اور پستانچی باشی کو سلطان مصطفی کے قتل کا حکم سنادیا جو چند ماتحتون کو لیکر مصطفیٰ کو مارنے کو چلا سلطان مصطفیٰ یہہ سنکر فرش مین چھپ گیا۔ اور تلاش کرنے سے نہ ملا۔ آخر اسکا جوتا فرش کے پاس دیکھا گیا۔ اور فرش کے اُلٹنے سے سلطان مصطفیٰ کو پکڑ لیا اور گلا گہونٹ کر مارڈالا۔ علما قاضی ہنکوہ کے واپس جانے اور دیر لگانے سے سمجھے کہ سلطان محمود نے اپنے بہائی کے قتل کا حکم نہین دیا وہ سب معہ شیخ الاسلام سلطان کی طرف قتل مصطفیٰ پر زور دینے کے لیے روانہ ہوئے مگر انکے پہونچنے سے پہلے ہی سلطان جہروکہ مین سے اپنے بہائی کی مردہ لاش دیکہہ کر رو رہا تہا۔ علما سمجھ گئے کہ مصطفیٰ قتل کیا گیا۔ اس لیے سلطان کو تسلی و تعزیت اور دعائین دیتے چلے گئے یہہ واقعہ ماہ جمادی الاول سنہ ۱۲۲۳ھ کا ہے۔ سلطان مصطفیٰ نے ۱۴ ماہ سلطنت کی اور تیس سال عمر پائی۔

سلطان محمود اسکے بعد جدید نظام کا خیال بظاہر چھوڑ کر انتظام ملکی مین مصروف ہوگیا مگر اُسنے دل مین ٹہان لیا کہ جبتک مفسد ینگچریون کو تہ تیغ نہ کیا جائے سلطنت کا انتظام اور قیام محال ہے مگر وہ مآل اندیش اور متحمل سلطان موقعہ کا انتظار کرنے لگا اور بالفعل ینگچریون وغیرہ کی تالیف قلوب کرنے لگا۔

روسی محاربہ

انگلستان نے اور روس اور نپولین کے علانیہ و خفیہ عہدنامہ سنہ ۱۸۰۶ع کا حال سنکر ہکا بکا رہ گیا ہتا۔ مگر اسنے فوراً ترکی کو گانٹہہ لیا اور ۵ جنوری سنہ ۱۸۰۹ع کو ترکی سے صلح کر لی۔ روس اور فرانس نے ہر چند اس صلح مین مزاحمت کی اور دہمکی بہی دی مگر سلطان نے ایک نسنی اور ترکون کا جوش دن بدن بڑہتا گیا۔ کل قوم روس کے ساتہہ لڑائی کا مطالبہ کرنے لگی اور قوم نے فیصلہ کر لیا کہ اب کی دفعہ کسی خودغرض اور مکار دوست کو درمیان مین نہ لایا جاوے صرف اپنی تلوار پر بہروسہ کر لیا جاوے۔ اس لیے ہر ایک فوجی صیغہ مین نہایت مستعدی سے کام شروع ہوگیا اور بیڑہ کی تیاری کا حکم دیا گیا اور چند دنون مین دس جنگی جہاز سب طرح سے لیس ہوگئے سرحدی قلعون مین تازہ فوج روانہ کی گئی۔ گو قوم مین جوش بہت تہا۔ مگر کام لینے والے آپسمین چہری کٹاری ہو رہے تہے۔ چنانچہ دو جنیلون کی ذاتی مخالفت کے سبب سے ترکون کے دو فریق ہو کر آپسمین ہی لڑنے لگے۔ اس لیے روسیون کو چند فتوحات ہوئین۔

اور ۲۲ اکتوبر کے جنگ تاتاریزا مین ترکون نے بہی روسیون سے خوب بدلہ لیا۔ دوسرے سال سنہ ۱۸۱۰ع مین روسیون نے شوملہ۔ اور ریجک کے حملات متواترہ مین وزیر اعظم کی فوج سے سخت نقصان اُٹہا کر شکست پائی

اور یہی حال روسیون کا بوسینا کے پاشا کے ہاتھ سے ہوا جسنے روسیون کی زبردست حملہ اور فوج کو نقصان کثیر پہنچا کر
شکست فاش دی۔ مگر افسوس کہ یہہ پاشا بھی اپنی بعض متمردانہ حرکات سے وزیر اعظم کے نزدیک باغی خیال کیا گیا تہا۔
اسی وجہ سے وہ روسیون کا تعاقب کر سکا۔ اور مسلمانون کے نفاق سے روسی فوج بچ گئی۔ یہہ پاشا بعد مین
صفائی ہوجانیکے بعد نہایت وفاداری اور شجاعت سے دشمنون کا مقابلہ کرتا رہا۔ سنہ ۱۸۱۰ع کے معرکون مین روسی اگرچہ
کوہ بلقان تک پہنچگئے لیکن ترکون نے آخر دریاے ڈینیوب عبور کر کے اور روسیون کو نکال کر ورالیت یا پر قبضہ کر لیا
اور کئی ایک شہر بہتیرین دیگر روسیون کو سخت نقصان پہونچایا۔ یہہ تمام کامیابیان ترکون کے قومی جوش کے سبب سے
تہین اگر عام افسر بہی لائق ہوتے تو ضرور سوقت ترک اپنے کہوئے ہوئے سابقہ علاقہ کو واپس لے سکتے۔ مگر افسرون کی
ناقابلیت کی وجہ سے ایک موقعہ پر تیس ہزار ترکی فوج نرغہ مین آ گئی اور ہتہیار رکہنے پر مجبور ہوئے ترکون نے اور کئی مقامات
پر کسر نکال لی جبکہ روس اور ترکی کی لڑائی سنہ ۱۸۰۹ع مین شروع ہوئی تہی تو اسیوقت فرانس اور آسٹریا کی لڑائی چہڑ گئی تہی۔
زار سکندر اول نے نپولین کے ساتہہ ترکی کے حصے بخرے کا معاہدہ کیا ہوا تہا جو آخر یورپ مین ترکی کے علاوہ ایشیا پر بہی
وسیع کیا گیا۔ بچارے ترکون کو کوہ طارس سے پرے کے علاقہ مین دہکیل دینے کی خیالی تجویز کی گئی مگر قسطنطنیہ
کا قبضہ زار روس لینا چاہتا تہا۔ کچہہ تو اس سبب سے ان دونون حریص اور مغرور بادشاہون مین اور کچہہ آسٹریا کی لڑائی
کے سبب سے زار سکندر اول اور نپولین مین بگڑ گئی۔ زار سکندر اول آسٹریا کا خیر خواہ دلی تہا علاوہ اس کے آسٹریا کے
مغلوب ہونے سے اسکو خطرہ تہا کہ کہین اولوالعزم نپولین روس پر بہی حملہ نہ کر دے۔ زار اور نپولین کی دوستی محض
اس لیے تہی کہ زار تو ترکی کا نوالہ ہضم کر سکے اور نپولین انگریزون کو مات دے سکے ورنہ نپولین ترکی کی بربادی
نہین چاہتا تہا چنانچہ اُس نے دسمبر سنہ ۱۸۰۹ع مین ایک عام مجلس مین زار سکندر اول کی فتوحات پر اظہار خوشی
کرتے ہوئے صاف کہدیا تہا کہ اب میری حدود سلطنت عثمانیہ سے ملحق ہو گئی ہین۔ اگر باب عالی نے انگلستان
کے مہلک مشورون کو چہوڑ دیا تو اسکی حفاظت کرون گا اور اگر وہ انگلستان کی مکاری اور دغابازی کے داؤ مین آ گیا
تو مین ترکی کو نقصان پہونچاؤن گا۔ اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ نپولین ترکی کا اسقدر محب اور جانی دشمن نہ تہا جس
قدر کہ زار سکندر اول۔ نپولین تو صرف انگلستان کی صلاح و مشورہ نہ ماننے سے ترکی کا محافظ بن سکتا تہا۔ اور زار روس
بربادی اور صوبجات ترکی کے لیے بغیر کسی طرح راضی ہو سکتا تہا۔ اس لیے ترکی اور روس کی لڑائی چہڑ گئی نپولین
کا آسٹریا سے اعلان جنگ کرنا صاف ظاہر کر رہا تہا کہ آسٹریا کے دوست روس کی مصروفیت سے نپولین فتح آسٹریا کا فائدہ
جبکے بعد اسکی حدود ایک طرف سلطنت عثمانیہ سے اور دوسری طرف روس سے مل جائیں گی۔ اور یہہ اسکا اختیار
ہوگا کہ جسطرف چاہے توجہ مبذول کر سکے۔ زار سکندر اول کا مقابلہ سلطان محمود نہایت شجاعت اور بہت استقامت
سے کر رہا تہا۔ اور ترکون کا مذہبی جوش کمال درجہ پر موج زن تہا اسلیے زار کو بڑے بڑے معرکون مین عموماً

نیچا دیکھنا پڑا۔ اور جس کامل فتح کی امید مین اُسکو خواب مین آرہی تہین وہ کافور ہو نے لگین۔ اُس نے سمجھ لیا کہ ترکی پر فتح تو فاید ہو لیکن اُدہر آسٹریا کی شکست یقینی اور اس سد سکندری کے ٹوٹنے سے نپولین جیسے فاتح کے دوش بدوش ہوکے کئی خطرات کا سامنا ہے اس لیے اس نے ۱۸۰۹ء اور ۱۸۱۰ء کچھ فوج آسٹریا کی مدد کو روانہ کی تہی۔ اس باعث اور نیز کچھ ایک اور کے سبب سے دونون مین پورا بگاڑ ہو گیا۔ اور بہادر نپولین ۵ لاکھ جرار فوج لیکر ماسکو دار الخلافہ روس پر چڑہ گیا۔ روس نے جہٹ پٹ باب عالی سے درخواست صلح کر دی اور دریائے پروتہ کو حد فاصل قرار دیا۔ نپولین نے ہرچند باب عالی کو کہا کہ روسیون سے لڑائی جاری رکھنے کی صورت مین کریمیا وغیرہ صوبجات ترکی کو واپس لائے جائینگے مگر نپولین جو سلطان سلیم جیسے صادق دوست کی معزولی پر بہی ترکی کی تقسیم مین روس سے شامل ہو گیا تہا اور اُس سے مخفیہ عہدنامہ کر لیا تہا۔ اب کسطرح باب عالی اُسکی باتون مین آسکتا تہا۔ اسمین شک نہین کہ اگر ترک جنگ جاری رکہتے تو اُسکا ہمیشہ کے لیے خاتمہ ہوجاتا۔ اس صلح سے روس کو بہت بڑا فایدہ پہونچا - اور فرانس اور ترکی کو نقصان ہوا۔ اسی فوج نے جو ترکون سے پیچھا چہوڑا کر دیا تہا۔ ٹکٹکی نپولین کی ایک عظیم فوج کو تباہ کیا۔ اور اُسکی امیدون پر پانی پہیر دیا۔ اور نپولین کے آیندہ زوال کا باعث ہوا۔ ترکی نے اس معاہدہ سے اپنے سخت دشمن روس کو بچا کر اپنی مشکلات کو بڑہا لیا۔

سلطان محمود کی مشکلات

اس سلطان کا زمانہ نہایت مشکلات اور مصائب سے بہرا ہوا ہے چنانچہ فوج ینگچری باغی تہی۔ علما متمرد تہے جنہون نے تمام ملک عرب پر تسلط کر لیا ہوا تہا۔ مملوکون۔ سربون۔ البانویون۔ یونانیون۔ دروسون۔ کردون شامیون۔ مصریون۔ اور سرکش پاشاؤن کی متواتر بغاوتون سے اندرون ملک مین سخت بدنظمی تہی۔ اور دول خارجہ پر بہی کچھ اعتماد نہ تہا۔ روس سے سخت خطرہ تہا۔ فرانس سے اندیشہ تہا۔ انگلستان کی دوستی پر اعتماد نہ تہا مگر ایک سلطان محمود تہا جسنے ان تمام مشکلات کا مقابلہ نہایت بہادرانہ استقلال سے کیا۔ گو بعض مین ناکامی ہوئی مگر سلطان محمود کی تدبیر و شجاعت پر کوئی اعتراض نہین ہوسکتا۔ ان مین سے چند اہم جہات کا ذکر کیا جاتا ہے۔

مملوکون کی تباہی اور محمد علی پاشا کے ابتدائی حالات

مملوکون کا تاریخی مختصر حال سلطان سلیم اول کے حال مین لکھا جا چکا ہے جب سلطان سلیم اول نے مصر کو مملوکون سے فتح کیا تہا تو اُس نے مملوکون کو بہی حکومت مین شریک کر لیا تہا جو مصر کے گورنر عثمانیہ کے ماتحت کام کرتے تہے

انکی فوجی طاقت مین کمی نہین آئی تہی کو بعد مین کبہی کبہی مملوک سرکشی کرتے رہے ۔ مگر سلطنت عثمانیہ انکو معمولی تنبیہ دیکر ہی
انتظام کرتی رہی ۔ اور مملوکون کی فوجی طاقت بدستور قائم رہی ۔ سلطان سلیم ثالث کے عہد مین انہین مملوکون نے انگریزون
کو برخلاف سلطنت عثمانیہ بلایا تہا ۔ اور اب بہی ایک طاقتور گروہ موجود تہا ۔ محمد علی پاشا جو مقدونیہ کے قصبہ قولہ
مین سنہ ۱۷۶۵ء کو پیدا ہوا تہا قوم سے البانوی (ارنووط) تہا جو فوج یوسف پاشا کی ہمراہ فرانسیسیون کو مصر سے
نکالنے آئی تہی اُس مین محمد علی بہی ملازم تہا محاربہ مین محمد علی نے بکمال درجہ کی شجاعت دکہائی اور اس کے صلہ ترقی
پائی تہی اور اسی تہوڑا در شجاعت و تدبیر کے سبب جلدی ہی قائم مقام کے درجہ تک ترقی کر گیا ۔ اور سنہ ۱۲۱۹
ہجری مین حکومت مصر کا اعلی رکن بن گیا ۔ یوسف پاشا کے بعد خسرو پاشا والی مصر ہوا ۔ فوج اُسکے مخالف
ہو گئی جسکا سرغنہ بہی محمد علی تہا خسرو پاشا حکومت مصر سے علیحدہ کیا گیا ۔ اور طاہر پاشا گورنر مصر ہوا ۔
مگر ۲۰ روز کے بعد مفسد فوج کے ہاتھ سے قتل ہوا جسکی جگہہ احمد پاشا والی مدینہ منورہ گورنر کیا گیا ۔ مگر باغیون
نے اُسکو بہی منظور نہ کیا ۔ اور مملوکون کے سردار ابراہیم بیگ کو والی مصر اور محمد علی کو اسکا نائب مقرر کر لیا مگر ابراہیم
بیگ کے قتل کا بہی منصوبہ کیا گیا جسپر وہ جان بچاکر بہاگ گیا اور اسکا تمام گہر بار لٹ گیا ۔ اب سب مزاحمتون کو
دور کر کے محمد علی ہی اکیلا مالک سیاہ و سفید بن گیا ۔ باب عالی نے رشید پاشا حاکم سکندریہ کو والی مصر مقرر کیا اُسنے
جور و ظلم سے لوگون کو ناراض کر دیا ۔ اور مظلومون نے محمد علی کو اپنا حامی قرار دیا ۔ اور ابراہیم بیگ بہی باغیون
سے آملا ۔ کئی ایک خونخوار معرکون کے بعد باب عالی نے محمد علی پاشا کو ولایت جدہ کا فرمان بہیجدیا اور اسطرح اس مادہ
فساد کو مصر سے نکالنا چاہا ۔ مگر فوج اور علماء نے اُسکو خود بخود والی مصر مقرر کر دیا ۔ اور سلطانی گورنر کو نکالدیا ۔ یہہ واقعہ
سنہ ۱۲۲۰ ہجری کا ہے اُسکے بعد مصر مین دو عملی رہی ۔ اور باب عالی نے یہہ خبر سنتے ہی دو تین ماہ بعد محمد علی پاشا
کو والی تسلیم کر لیا ۔ جسنے کئی ایک فرانسیسی ملازم رکہہ کر اپنی فوج کو یورپین طریقہ پر فنون حرب سکہا کر آراستہ
کیا اور مصر کا قرار واقعی انتظام کر لیا ۔ مگر اُسکو مملوکون کی طرف سے برابر خطرہ و اندیشہ لگا رہتا تہا ۔ یہانتک کہ
باب عالی نے اُسکو وہابیون کو عرب سے نکالنے پر مقرر کیا ۔ اُسوقت اُسکو اندیشہ ہوا کہ کہین اُسکی غیبت مین مملوک مصر مین
فساد برپا نہ کرین چونکہ اہالی مصر مین ابتک انکی حکومت اور طاقت موجود اور تعداد کافی تہی اس لیے اُسنے وہابیون کی
لڑائی کا عام اعلان کرتے وقت تمام سرداران مملوک کو فرمان سلطانی سنانے اور حجاز پر فوج کشی کا مشورہ کرنے
کے لیے قاہرہ مین طلب کیا ۔ چونکہ وہابیون کی لڑائی درپیش تہی اور حرمین شریفین مین جسقدر وہابیون نے
بے ادبی اور مزارات کی بیحرمتی اور حاجیون سے ظالمانہ بدسلوکی کی تہی اور ہزارون اہل سنت جماعت کو
تہ تیغ کیا تہا ۔ ان خبرون کو سنکر تمام مصری وہابیون کے برخلاف تہے اسلیے مملوکون کو قاہرہ آنے مین کوئی بدگمانی
پیدا نہ ہوئی ۔ قاہرہ کے قلعہ مین سب مدعو کیے گئے اور برجون اور خاص خاص جگہون مین محمد علی پاشا نے اپنے

نباتوی سپاہی پوشیدہ تہا وپے اور جب سسرداران مملوک جمع ہوگئے دروازہ بند کیے گئے۔ مملوکون پر بندوقون کے فائر کیے گئے۔ بیچارے مملوک چونکہ بے ہتہیار سے بندوقون و تلوار سے قتل ہونے لگے اور جانت سے شام تک یہہ حشیانہ قتل ہوتا رہا اور جسقدر قلعہ مین مملوک وہوکہے سے بلائے گئے تہے سب قتل کیے گئے۔ اور جو قلعہ سے اور دیگر حصص ملک مین تہے حکام نے قتل کرا دیے بارہ سال کی عمر تک کے کل نوکور ہلاک کیے گئے۔ صرف معدودے چند حبش کو بہاگ گئے اور اسطرح سے اس بہادر اور پرجوش گروہ کا استیصال کیا گیا۔ محمد علی پاشا جو مصر کا خود مختار سلطان بننا چاہتا تہا اُس نے اپنے اور اپنی اولاد کے لیے مصر کا میدان صاف کر لیا۔ مگر مصر کو بہادرون سے خالی کر دیا جسکا نتیجہ آج تک اسکی اولاد دیکہت رہی ہے یہہ واقعہ ماہ صفر سنہ ۱۲۲۶ کا ہے اس کے بعد محمد علی پاشا نے وہابیون کے محاربہ کے لیے اپنے بیٹے طوسون پاشا کو روانہ کیا اور پہر خود وہابیون کے مقابلہ پر گیا جسکا حال پہلے لکہا جا چکا ہے۔

بغاوت یونان

در تمام اندرونی فسادون اور بغاوتون کو تو سلطان نے دبا لیا سرکش پاشاؤن اور مفسد سرغنون کو اسیر یا قتل کر دیا یونان کی بغاوت جب تک کہ صرف یونانیون سے تعلق رکہتی تہی دبائی جاتی رہی اور جب متعصب سلاطین یورپ نے دخل دیا تو کام بگڑ گیا۔

یونان اگرچہ سلطنت عثمانیہ کے عادلانہ قوانین سے پر امن زندگی بسر کرتے تہے مگر قومی اور مذہبی جوش ضرور دلون مین موجود تہا فطرتاً آزادی اور اپنی قومی سلطنت کی بحالی کی امنگین دلون مین رکہتے تہے یورپ کی زبردست سلطنتین (یعنی) فرانس۔ آسٹریا۔ جرمن۔ ہسپانیہ۔ انگلستان۔ کو یونان سے اختلاف کے سبب زیادہ ہمدردی تہے اور سلطنت عثمانیہ کے مقابلہ کی طاقت ہی نہ رکہتے تہے اس لیے یونان سلطان محمد ثانی فاتح قسطنطنیہ کے عہد سے سلطان احمد ثالث کے عہد تک امن وامان سے رہا۔ مگر جب پیٹر اعظم نے ریشہ دوانیان شروع کین جو یونان ہم مذہب کلیسا یونانی کا معتقد تہا اور پیٹر کی الوالعزمی سے روس گمنامی کے حالت سے نکلکر دول عظام مین شمار ہونے لگا تو یونان بہی ترک کے دیگر عیسائی صوبجات کی کامیابی دیکہہ کر بغاوت پر آمادہ ہوگیا جسکو بہادر ترکون نے سخت خونریزی کے بعد فرو کر دیا۔ اور پیٹر اعظم کو بہی ذلیل کیا۔ پیٹر اعظم کے بعد ملکہ کیتہرائن نے جو سب سے زیادہ جنگجو اور جوڑ توڑ مین استاد تہی بہت بڑے پیمانہ پر سلطنت عثمانیہ کے عیسائیون مین سازش کا جال پہیلا دیا۔ ہتہیارون۔ روپیہ خرچ سے ہر طرح مدد دیکر عیسائیون کو برانگیختہ کیا۔ یونان میں ترکون کی مخالفت کا بیج خوب بو دیا ترکہ چونکہ عرصہ تک روس سے برابر تول کی لڑائی لڑتے رہے اس لیے

یونانی جو روسی سرحد سے دور تھے کچھ زیادہ حرکت نہ کرسکے مگر اندر ہی اندر ترکون سے نفرت بڑہانے کے سامان پیدا کیے جاتے رہے اور بذریعہ خفیہ مجالس قومی جوش بڑہایا جاتا رہا۔

اول اول نپولین کے مقابلہ کے لیے سلطان سلیم ثالث کے عہد مین عثمانیہ اور روسی بیڑون نے ملکر فرانسیسی بیڑے کو بحیرہ اندریاتک مین تباہ کیا۔ تو اسوقت روسیون اور یونانیون مین عام تعارف پیدا ہوا۔ اور عام یونانیون پر روسیون کو اپنی مذہبی ہمدردی کا زیادہ اثر ڈالنے کا موقعہ ملا۔ اُس کے بعد ۱۸۰۲ء مین جب جزائر ایونین پر روسی اقتدار قائم ہوا۔ تو روسیون کو یونانیون کے ورغلانے کا اور زیادہ موقعہ ملا۔ اور یونانیون کے دلون مین روسیون کی عظمت اور ترکون سے مخالفت ترقی پذیر ہوتی رہی۔ جبتک کہ نپولین نے روس کو شکست دیکر پھر ایونین کو دوبارہ نہ لے لیا۔ روسی مورخ یونان مین عثمانیہ مخالفت کا بیج بوتے رہے اس روسی تحریک اور شاذ و نادر بیرونی جوش کے علاوہ یونانی سلطنت عثمانیہ کے عام فیاضانہ تعلیم کی اشاعت سے روشن خیال اور آزادی پسند بھی ہو چکے تھے نپولین کی لڑائیون مین بحیرہ روم سے فرانسیسی تجارت مٹ چکی تھی اور انکی جگہہ یونانی تاجرون نے جگہہ لی تھی جنکے جہاز عثمانیہ جھنڈے کے تلے بے خوف وخطر سواحل بحیرہ روم مین گشت کرتے پہرتے تھے اس سے یونانی بہت بڑے دولتمند ہوگئے اور دولتمندی کے علاوہ انگریزی تجارت سے کامل ملاح جہازران بھی بن گئے چنانچہ اُس وقت یونان کے تیس ہزار ملاح فن جہازرانی مین مہارت تامہ رکھتے تھے۔

سلطان محمد فاتح کے عہد سے انکی مذہبی آزادی برقرار رکھی گئی تھی۔ بطریق اعظم (لاٹ پادری) کو صدیون سے وہی حقوق عطا تھے جو ترکون کی فتح سے پہلے تھے اس لیے لاٹ پادری ترکون کے برخلاف کارروائی کرنے کی طاقت رکھتے تھے ملکی عہدون پر وزارت اور سفارت کی جلیل القدر عہدون تک یونانی مامور تھے۔ عام انتظام وصول محاصل کا کام یونانیون کے سپرد تھا جس سے عام دیہاتی رعایا پر بجائے ترکون کے یونانیون کا زیادہ اثر تھا خاص یونانیون کی ایک فوج ملیشیا صوبہ یونان مین ترکون نے رکھی ہوئی تھی جس سے یونیون کی جنگی حرارت بھی معدوم نہین ہونے پائی تھی یہہ تمام باتین خود مختاری اور بغاوت کے لیے کافی سامان تھے۔ مگر یونانی ابھی کسی مفید موقعہ کے انتظار مین تھے کہ غدار اور دشمن قوم علی پاشا نے یونانیون کے دلون مین باغیانہ جوش بھر دیا۔

یہہ علی پاشا محمد علی پاشا کی طرح البانوی اور اپنے زمانہ کے مشاہیر مین سے گذرا ہے افسوس جسطرح کہ یہہ دونون بہادر مدبر البانوی سردار ابتدا مین سلطنت عثمانیہ کے خیرخواہ رہے مین اسیطرح اگر اخیر مین بھی وفاداری مین ثابت قدم رہتے تو سلطنت کو بہت کچھ فوائد حاصل ہوتے یہہ علی پاشا ۱۷۵۰ء مین پیدا ہوا۔ اس کا باپ

قزاقی کرتا تہا۔ اور علی نے بہی وہی آبائی پیشہ اختیار کیا۔ اور سلطنت عثمانیہ کی ملازمت اختیار کرنے کے بعد خود بہی
زمینداروں اور علاقہ اپائرس کے قزاقوں کی بیخ کنی مین عمدہ کام کیا۔ اور سلطنت سے مورد اکرام ہوا۔ یونان کی لڑائی
سنہ ۱۷۸۷ء [?] مین بہی خوب شجاعت دکہائی۔ اسٹریا کی لڑائی مین بہی اپنی بہادری کے صلہ مین پاشا کے درجہ تک ترقی
کر گیا اور تہسلی اور یونان کے قزاقوں اور سرکشوں کا بہی قرار واقعی انتظام کیا۔ ریاست وینس کی بربادی پر جب
بحیرہ ایڈریاٹک کے مشرقی سواحل فرانس کو ملے تو اُس نے موقعہ پا کر قصبہ بٹرنتو اور بندر پریویزا کو فتح کر لیا۔ سنہ ۱۸۰۲ء [?]
مین ایک سیمی کوہستانی قبیلہ سولیان کو تباہ کر کے سلطنت عثمانیہ کے ایک قدیمی زبردست دشمن کو تباہ کیا اور متعدد
کے قزاقوں کا بہی یہی حال کیا۔ اس دولتمند پاشا نے سنہ ۱۸۱۹ء مین قصبہ پرجا انگریزوں سے خرید لیا جنکے ساتہ
انکی گہری دوستی تہی ان تمام کامیابیوں پر اترا کر علی پاشا خودسری کا دم بہرنے لگا۔ اور فرانس اور انگلستان
سے اپنے علیحدہ تعلقات قائم کرنے لگا سلطنت نے عام مشکلات دیکہہ کر جو ایشیا اور افریقہ مین زیادہ ظہور مین آرہی
تہین۔ اور دار الخلافہ سے دور ہونے کے سبب جلد دور نہین ہو سکتی تہین۔ علی پاشا نے خراج اور فوجی کمک دینے سے
بہی انکار کر دیا۔ اسپر وہ باغی قرار دیکر خورشید پاشا کو فوج جرار دیکر خشکی کی طرف سے اور امیر البحر نے سمندر کی طرف سے
حملہ کیا ایسے وقت مین علی پاشا نے انگلستان سے مدد کی درخواست کی جس نے اپنی جبلی عادت کے مطابق کمزور
اور زوال پذیر دوست سے منہ پہیر لیا۔ علی پاشا نے جو ایک مستغنی شخص تہا اب عیسائی رعایا کو بہڑکانا شروع کیا اور
سلطان کا ایک جعلی فرمان اس مضمون کا مشتہر کر دیا، کہ عنقریب تمام عیسائی سلطانی حکم سے قتل کیے جائینگے،،
یہ سنکر یونانی جو پہلے ہی بہرے بیٹہے تہے بغاوت پر آمادہ ہوگئے۔ اور تمام عیسائی ترکون کے مقابلہ پر کہڑے
ہوگئے اس نمک حرام کو تو کئی لڑائیون کے بعد قتل کیا گیا جسکا سر کاٹ کر دار الخلافہ کے آق میدان مین
ناظرین کی عبرت کا باعث بنایا گیا۔ لیکن جن عیسائیون کو اُسنے بغاوت کا سبق پڑہایا تہا۔ وہ اسلام کے لیے
سخت خطرناک ثابت ہوئے اس بغاوت کا اثر صرف یونان تک ہی محدود نہ رہا تہا۔ بلکہ جہان جہان یونانی موجود
تہے وہین خفیہ مجلسین قائم کی گئین اس خفیہ سوسائٹی نے اپنی علیحدہ خفیہ زبان پوشیدہ علامتین اور پر
جوش و دیگر رسوم مقرر کر رکہی تہین اسکے ممبرون کے سات درجہ تہے اخیر مین اُن سے قسم لیجاتی تہی " کہ
مین اپنے مذہب اور وطن کے لیے لڑون گا " ان لوگون نے روپیہ نہایت فیاضی سے چندہ مین دیا۔
اور اسی چندہ سے ایک بیڑہ جہازات بہی تیار کر لیا۔ مارچ سنہ ۱۸۲۱ء کو پطراس کی اسقف اعظم نے عام
اعلان کر دیا " کہ صلیب کی بادشاہی کا وقت آگیا ہے " اور چند دنون مین اس پادری جرمانوس کی
ماتحت دس ہزار باغی جمع ہوگئے اور دیہات ملحقہ کے مسلمانون کو تہ تیغ کر دیا یہ بغاوت ایک ہی مقررہ تاریخ
کی گئی تہی چنانچہ یونان ولاچیا۔ مالڈیویا مین علم بغاوت بلند کر کے ایک ہی دن مسلمانون کو ذبح کرنا شروع کیا

سلطان محمود نے ڈینوب کی طرف تو فوج روانہ کرکے باغیون کا قلع قمع کردیا۔ لیکن یونان مین جبتک خورشید پاشا سر عسکر عثمانی باغی علی پاشا کی مہم سے فارغ نہوا۔ باغیون کا زور بڑھتا گیا۔ چنانچہ یونان کے اکثر شہر یکے بعد دیگرے باغیون نے فتح کرلیے اور مسلمانون کو ہر ایک جگہہ نہایت سنگدلی سے قتل کیا گیا۔ انکی عورتون کو بے حرمت کیا گیا۔ کنواری لڑکیون کی عصمت مین خلل ڈالا گیا معصوم بچون کو قصابون کی طرح ذبح کیا گیا۔ ہزارون عورتون بوڑہون کو نشانہ گولی بنایا گیا۔ یہہ تمام حالات سُنکر قسطنطنیہ مین جوش پہیل گیا۔ اور یونانی باشندون کے مارنے پر مسلمان مستعد ہوگئے مگر شیخ الاسلام نے یہہ کہکر "کہ ان بے گناہون کو مارنا اسلام کے برخلاف ہے" بچا لیا۔ ان قسطنطنیہ کا یونانی بطریق خفیہ سوسائٹی کے تعلق کے جرم مین پہانسی دیا گیا جسپر یونانیون اور یورپ کے باقی عیسائیون کا جوش اور بڑہ گیا۔ خورشید پاشا جب باغی علی پاشا کو قتل کرچکا۔ تو بغاوت یونان کے رفع کرنے پر متعین ہوا جسنے کئی ایک فتوحات سے باغیون کا قافیہ تنگ کردیا۔ مگر یونانیون کے ساتھہ چونکہ جزائر ایونین کے پرجوش عیسائی شامل ہوگئے تھے اور ممالک یورپ سے انگلستان تک کے عیسائی مجاہد باغیون کی مدد پر آگئے تھے۔ اور خورشید پاشا کی فوج متواتر لڑائیون کے سبب سے بہت کم ہوگئی تہی اور جدید کمکی فوج کافی نہین پہونچ سکتی تہی اس لیے باغیون کا پلڑا بہاری رہنے لگا۔ اور خورشید پاشا خود زخمی ہوکر فوت ہوگیا۔ سلطان محمود نے محمد علی پاشا کو امداد کے لیے لکہا جسنے فوراً اپنے بیٹے ابراہیم پاشا کو ۲۵ ہزار قواعددان فوج اور دو سال کا سامان رسد دیکر ۶۳ جنگی جہازون کے ساتھہ ۴ جنوری ۱۸۲۴ء کو روانہ یونان کیا جسنے پہلے تو کریٹ کے باغیون کو مغلوب کیا۔ اور پہر ترکی بیڑے کے ساتھہ ملکر مجمع الجزائر کے باغیون کی بحری طاقت کو معدوم کردیا۔ اور پہر ابراہیم پاشا بارہ ہزار قواعددان فوج کے ساتھہ موریا مین داخل ہوگیا۔ اور یونانیون کو شکست فاش دی۔ اور ناوارینو وغیرہ مشہور مقامات چند ماہ مین فتح کرلیے۔ ابراہیم پاشا کے داخلہ موریا کے وقت ہی رشید پاشا وزیر اعظم ترکی بہی شمالی یونان مین داخل ہوگیا تہا۔ مضبوط قلعہ مسولانگی کو مصری فوج کی مدد سے سخت معرکہ کے بعد فتح کرلیا۔ محمد علی پاشا نے اور گیارہ ہزار فوج مصر سے روانہ کی تہی۔ ابراہیم پاشا نے موریا کو اور رشید پاشا نے یونان کے مشہور شہر ایتہنز کو فتح کرلیا۔ اور ۱۸۲۶ء کی وسط تک خشکی اور سمندر پر باغیون کی طاقت ہر ایک جگہہ تقریباً معدوم ہوگئی۔ اور باغیون کی قطعی پائمالی مین کوئی شک نہ رہتا تہا۔ کہ تین عیسائی سلطنتین۔ روس۔ انگلستان فرانس۔ باغیون کی حمایت پر میدان مین نکل آئین۔ اور سلطان کو فتح سے فائدہ نہ اٹہانے دیا۔

ان چہہ سالون کی بغاوت یونان مین زار سکندر اول تو اسواسطے خاموش رہا کہ ابتدا مین تین سال تک

باغی کامیاب ہوتے رہے اور کل یونان پر قابض ہو گئے - لائق افسرون اور روپیہ کی امداد روس سے برابر پہنچتی رہی اور
انگلستان جو ترکی کی دوستی کا دم مارتا تہا وہ بہی کچہ اسی خیال سے کہ باغی بہ تعداد کثیر کامیابی سے مقابلہ کر رہے
ہین اور انگریزی مجاہد جان و مال سے باغیون کا حوصلہ بڑہا رہے ہین - اور زیادہ تر اس خیال سے کہ یونان
جو روس کا ہم مذہب ہے زار روس کی حمایت مین نہ آجائے فرانس کا بادشاہ جو نپولین کے بعد تخت نشین ہوا تہا - انگریزون
کا دست گرفتہ تہا - وہ اکیلا کچہ بہی نہ کر سکتا تہا - بظاہر یونانیون سے علیحدگی ظاہر کرتے رہے - ورنہ سکندر اول زار روس
یا انگلستان کو ترکون سے کوئی ہمدردی نہ تہی مگر جون ہی مصری فوج نے باغیون کا قلع قمع کرنا شروع کیا اور بغاوت
کو دبا لیا - تو تینون سلطنتین کہلم کہلا ترکی کے مخالف ہو گئین اور ابراہیم پاشا جسنے فتح یونان کے وقت فوج
مین نہایت ضبط رکہا تہا - اور کسی قسم کا جور و ظلم نہین ہونے دیا تہا اسپر ملک کی بربادی کا الزام لگایا گیا - جب
ثبوت مین کوئی واقعہ نہ ملا تو اور کئی الزامات لگائے گئی جسکا جواب با معقول تیار ہا - جب کوئی بہانہ مداخلت نہ ملا
تو موجودہ جنگ کو اپنے تجارتی فوائد کے لیے ضرر رسان بتا کر روکنا ضروری بیان کیا اور خواہ مخواہ بلا اعلان جنگ دول
ثلاثہ کے بیڑے بندر ناوارینو مین اسلامی بیڑے پر حملہ آور ہوئے جبکہ ابراہیم پاشا ناوارینو مین موجود نہ تہا ترک
جو لڑائی کے لیے تیار نہ تہے گہبرا گئے - لیکن پہر بہی چار گہنٹہ تک مردانہ مقابلہ کرتے رہے - جب تمام جہاز تباہ
ہو گئے تو طاہر پاشا ترکی امیر البحر تو دشمن کے جہازون کے حلقہ کے درمیان سے صاف بچ کر نکل گیا اور قسطنطنیہ
اس حادثہ کی خبر جا پہونچائی - اس فریبانہ جنگ مین مسلمانون کا بہت نقصان ہوا چنانچہ صرف مصری ملاح
چہہ ہزار قتل ہوئے تہے اور انگلستان کی مہربانی سے اسیطرح عثمانیہ بیڑا تباہ ہو گیا اور یونان کی آزادی کا سلطان
سے مطالبہ کیا جسکو کہ غیور سلطان نے نہ مانا جب تک کہ روسی دو سال کی متواتر لڑائیون کے بعد اڈریانوپل نہ پہونچ گئی - جسکا ذکر آگے کیا جائے گا -

انگلستان کی پالیسی

عیسائی رعایا کی علانیہ امداد پر انگلستان کا اسطرح مقابلہ پر آنا بلکہ خود زار کے پاس اپنے وزیر ڈیوک آف ولنگٹن کو سینٹ
پیٹرزبرگ روانہ کرنا اور باغیون کی امداد مین سب سے بڑہکر جوش دکہانے کا یہہ پہلا واقعہ ہے اور اسکے بعد جو سلطنت
عثمانیہ مین دول یورپ ملک قطع برید کے لیے دخل دیتی رہین اور نقصان پہونچاتے رہے اسکا بانی اور موجد یہی انگلستان
ہے اس سے پہلے اگر انگلستان ترکی کی ہواخواہی کا دم بہرتا رہا - یا ثالث بالخیر بنکر توسط کرتا رہا تو اسکی بڑی بہاری
وجہ یہہ تہی کہ اسکا قدیمی رقیب فرانس پوری طاقت کے ساتہہ جنبہ داری کرتا - اور مشرق مین انگلستان کی اغراض کو
نقصان پہونچانے کے واسطے ہر وقت مستعد تہا - اور مشرق مین جو اسلامی ملک تہا اس مین سلطان ترکی کا

خاص رسوخ و نفوذ تھا۔ اب نپولین کی قید سے تمام خدشے جاتے رہے اور یورپین سلاطین مین سے کوئی بھی مشرق
مین انگلستان کا مد مقابل نہ رہا۔ اور ہندوستان کے مرہٹہ اور ٹیپو سلطان جیسے متعدد اور بر خلاف فنا ہو چکے
اور جلیل القدر راجاؤن اور نوابون نے انگلستان کی شاہنشاہی کے سامنے سر تسلیم خم کر لیا تھا ہندوستان کی
شاہنشاہی بھی خود سلطنت عثمانیہ سے کم نہ تھی۔ پس انگلستان زر و دولت کے علاوہ وسعت ممالک مین بہت
بڑہ گیا تھا۔ اسکو مشرق مین زمانہ گذشتہ کیطرح اب سلطان کی کچھ پرواہ نہ تھی اور سلطان اندرونی اور بیرونی مشکلات
مین بھی مبتلا تھا اور دن بدن کمزور ہوا جاتا تھا۔ اس لیے مذہبی تعصب قدیمی رفاقت کے حقوق وفاداری
پر غالب آگیا۔ علاوہ اسکے انگلستان کے اس جد و جہد کی ایک اور پولیٹیکل وجہ بھی تھی اسکو اب سلطان
کی دوستی کی صرف اس لیے ضرورت تھی کہ ہندوستان کے رستہ مین مشکلات واقعہ نہ ہون اور بحیرہ روم
اور قلزم مین کوئی بحری طاقت مزاحمت کرنے کے قابل نہ رہے۔ محمد علی پاشا نے فرانسیسی معلمون اور انجنیرون
کے ذریعہ اپنی بحری طاقت کو خوب مضبوط کر لیا تھا۔ اور اسکا بیڑا یونان اور مجمع الجزائر کے متفقہ بیڑے کو
تباہ کر کے یورپ مین اپنی بحری مہارت کی دہاک بٹہا چکا تھا۔ عثمانیہ بیڑا اسکے علاوہ تھا جس سے بھی ابھی
رستہ ہندوستان کے بارہ مین خطرہ تھا۔ پس انگلستان اپنی ذاتی اغراض کے لیے مصری اور ترکی بیڑے
کی طاقت معدوم کرنا چاہتا تھا تاکہ اس کے رستہ مین کوئی رکاوٹ نہ رہے اور ہندوستان کے علاوہ وہ کبھی
مصر مین بھی کچھ حقوق حاصل کرے۔ محمد علی کی طرف سے انگلستان کو بہت خطرہ تھا یہی جوانمرد تھا جسنے انگریزون
کو اسکندریہ سے نکالا تھا۔ اسکی فوج یورپین طرز پہ قواعد دان اور آراستہ تھی اور ایشیا مین وہ وہابیون کے معرکہ
مین اپنی شجاعت کا سکہ بٹہا چکا تھا۔ اور بغاوت یونان مین یورپ کے اندر بھی اسکی فوجین اپنی مہارت
جنگی کے جوہر دکہا چکی تہین۔ پس اس نو دولت پر جوش بہادر عقلمند سے انگلستان کو ویسا ہی خطرہ تھا جیسا
کہ نپولین سے اس لیے محمد علی پاشا کی بربادی کے لیے ہمیشہ انگلستان منصوبہ سوچتا رہتا تھا۔ جو
خوش قسمتی سے بغاوت یونان مین اسکے ہاتھ لگا۔ گو انگلستان کی بحری طاقت بہت مضبوط
تھی لیکن اکیلے اسکو حوصلہ نہ پڑا۔ کہ مصری اور ترکی بیڑے سے مقابلہ کرے اور دوم اس غرض سے کہ
دیگر سلاطین یورپ خصوصاً روس کچھہ مزاحمت نہ کرے عیسائیون کی امداد و ہمدردی کا طوفان برپا
کیا گیا۔ اور اپنی پولیٹیکل غرض کو یونان کی آزادی کے ارادہ مین مخلوط کیا گیا اور ترکون کے جور و ظلم
اور یونانیون کی قدیم عظمت کے فسانہ سنا کر یورپ کو برانگیختہ کیا گیا۔ یہہ ایسا جادو تھا جسکا اثر انگلستان
فرانس و روس مین کارگر ہوا۔ اور اسیطرح تین سلطنتون نے متفق ہو کر عثمانیہ اور مصری بیڑے کو بغیر کسی عہد شکنی
کے برباد کیا۔ روس پر ہمین کوئی افسوس نہین وہ ترکی کا جانی دشمن اور رقیب تھا مگر انگلستان جو انصاف اور

راستی کا ہمیشہ مدعی رہا ہے۔ مورخین افسوس کرتے رہینگے سلطان نے کبھی اسکی مشرقی فتوحات مین کوئی رکاوٹ نہین ڈالی تہی اور اسکو ہمیشہ تجارتی اور پلیٹیکل مراعات دیتا رہا۔ ملکہ ایلیزبتھ کے عہد مین جبکہ انگلستان ابہی شیرخوار بچہ تہا۔ اور وہ ترکی کے مقابل کوئی حقیقت نرکہتا تہا۔ فرانس جیسی زبردست سلطنت اور صدیونکے رفیق کے علی الرغم انگلستان کے پاؤن سلطنت عثمانیہ مین جما دیے تہے اور ہمیشہ اسکے مشورون کو بنظر وقعت دیکہتا رہا اور اسکی عزت یورپ مین بڑہاتا رہا۔ آج وہی انگلستان روس سے بڑہ کر مخالفت مین حصہ لیتا ہے۔ یہہ ہے یورپ کی دوستی جس نے ایشیا کے سادہ لوح طبائع کو ہمیشہ مضطرب رکہا ہے۔

ینگچریون کا قتل

نظام جدید کا خیال تو سلطان سلیم کے عہد مین پیدا ہوا تہا۔ اور یورپین طریقہ پر جدید فوج بہی بہرتی ہونے لگی تہی۔ جو ینگچریون کی جہالت اور بعض ارکان دولت کی شرارت کے سبب کم ہو گئی اور سلطان سلیم ثالث اسی جرم مین ناقدرشناس قوم کے ہاتہہ سے معزول اور پہر مقتول ہوا تہا سلطان محمود کو سلطان سلیم ثالث نے زمانہ نظربندی مین ان تمام ضرورتون سے آگاہ کر دیا تہا۔ کہ جن سے ترقی ملک و ملت متصور تہی۔ سلطان محمود نے بہی آغاز سلطنت مین چاہا کہ یورپ کے آئین جنگی کو رواج دے مگر مفسد ینگچریون نے متعصب اور بے سمجہ علما کے بہکانے سے جو اس وضع جدید کو تشبہ بالکفار جانتے تہے عام بلوہ کر دیا جسمین پیر قدار جیسے خیرخواہ روشن دماغ وزیر اعظم کے علاوہ اور کئی ارکین سلطنت آگ اور تلوار کی نذر ہو گئے اور اصلاح مذکور ترک کرنی پڑی۔ ینگچری فوج گو مذہبی جوش مین سرشار تہی اور وہ عیسائیون کے سخت دشمن تہے اور کبہی وہ یورپ کے لیے سوہان جان تہی مگر اب عرصہ سے اسکا نکماپن ظاہر ہو چکا تہا۔ تمرد و سرکشی کے علاوہ جو سلاطین اور وزرا اور دیگر افسرون کی عدول حکمی کرتے رہتے تہے۔ وہ یورپ کی فوج نظام کے مقابلہ مین کئی دفعہ شکستین پا چکے تہے۔ حالانکہ تعداد مین کچہ کمی نہ تہی۔ سامان جنگ بافراط ہوتا تہا۔ قومی جوش بہی برقرار تہا۔ مگر صرف قواعد جنگی کے نہ جاننے سے ہزارون مسلمان ہلاک ہوتے رہے۔ اور عیسائی چیرہ دست اور سلطنت عثمانیہ متاصل ہوتی رہی۔ سلطان محمود کے عہد مین بہی جہان جہان لڑائی ہوئی اس ینگچری فوج نے سوائے جاہلانہ جوش کے کوئی مفید کارروائی نہ کی بغاوت یونان مین تین سال لگ گئے لیکن بغاوت فرو نہ ہو سکی۔ اور سلطان کو ایک ماتحت صوبہ سے درخواست امداد کرکے اپنی کمزوری کو دنیا پر ظاہر کرنا پڑا۔ اور مصری قواعد دان فوج نے یونان پہونچتے ہی لڑائی کا نقشہ بدل دیا۔ اور باغیون کو تلوار کے آگے سے لیا۔ اور جو کام کہ سلاطین عثمانیہ نہین کر سکتی تہی وہ ان کا باجگذار پاشا نہایت عمدگی سے سرانجام کر سکا۔ اس لیے عالی ہمت سلطان نے ارادہ کر لیا کہ خواہ

کسقدر مشکلات پیش آتی ہین نظام جدید کی تکمیل کیجائے چنانچہ اس غرض کے لیے اُس نے شیخ الاسلام بہی قاضی زادہ طاہر آفندی کو مقرر کیا جو سلطان کا ہم خیال تہا وزیر اعظم سلیم پاشا بہی اس اصلاح کا دل سے مؤید تہا۔ اور اہم عہدون پر بہی وفادار امرا مقرر کیے گئے۔ ینگچریون کا آغا حسین آفندی مقرر ہوا جسپر کہ سلطان کو بہت کچہ بہروسہ تہا سب سے بڑہ کر سلطان نے توپخانہ کا چارج ابراہیم کے سپرد کیا جو سلطان کا وفادار ملازم اور ینگچریون کا جانی دشمن تہا۔ اور اس مطلب کے لیے چودہ ہزار توپچی خاص قسطنطنیہ مین جمع کر لیے اور متعدد اور مناسب موقعون پر توپین رکہی گئین۔ علاوہ اس کے ایشیا کی وفادار سپاہ کو سکودرہ مین جمع رکہا گیا۔ ان تمام انتظامون سے فارغ ہو کر سلطان نے سنہ ۱۲۲۱ھ مطابق سنہ ۱۸۰۶ء کو انتظام جدید کو شروع کر دیا اور شیخ الاسلام کے مکان پر وزیر اعظم نے ملکی اور جنگی عہدہ دارون کی مجلس منعقد کی اور فرمان سلطانی بڑہ کر سنایا جسمین سابقہ جاہ و جلال اور عظمت و شوکت دکہا کر موجودہ کمزوری و زوال کا باعث جدید فوجی نظام کا نہ ہونا بتایا گیا۔ اور ینگچری فوج کی عام بے انتظامی اور سرکشی کا ذکر کیا۔ فرمان کے سنانے کے بعد خود سلیم پاشا نے ایک مفصل تقریر مین موجودہ فوج کی بدنظمی۔ اور عیسائیون کی چیرہ دستی کے حالات سنا کر حاضرین کو شرم دلایا۔ اور اس شرمناک حالت سے نکلنے کی مندرجہ ذیل تجاویز پیش کین۔

(۱) ینگچریون کے حقوق صرف انہین لوگون تک محدود رہین گے جو اب تک زندہ ہین۔ جو شخص مرجائے اسکی اسامی تخفیف کی جائے گی۔

(۲) ینگچریون کی ۱۹۶ پلٹنین ہین ہر ایک پلٹن سے ڈیڑہ ڈیڑہ سو آدمی منتخب کر کے فرنگستانی فنون جنگ اور قواعد سکہلائے جائین۔

(۳) آیندہ ترقی باضابطہ ہوا کرے۔ سفارش وغیرہ کا کچہ لحاظ نہ رکہا جائے۔

(۴) فوجی ملازمون کو عمدہ اور نمایان خدمات کے صلہ مین علیحدہ پینشن بہی دی جایا کرے گی۔

جملہ حاضرین نے باتفاق ان تجاویز کو منظور کیا۔ اور تمام ملکی اور جنگی افسرون کے دستخط کرائے گئے شیخ الاسلام نے فتوی جاری کر دیا کہ جو شخص ان احکام کی مخالفت کرے گا یا فساد برپا کرنے کی کوشش کرے گا اسکو سخت سزا دیجائے گی۔ اس تجویز سے سلطان نے اب آیندہ مخالفت کرنے والون کے لیے ایک شرعی اور قانونی حجت ہاتھ مین لے لی مفسد ینگچری بہلا کب ماننے والے تہے اس جلسہ سے تیسرے روز ہی فساد پر آمادہ ہو گئے اور وزیر اعظم شیخ الاسلام اور اپنے آقا کے مکانات لوٹ لیے اور رات بہر شرابین پیتے رہے افسوس کہ یورپین وضع اور فنون حرب کو تو کفر جانتے تہے اور مے خوری اور بدکاری کو حلال مانتے تہے یہ ہے جہالت و تعصب جس سے کہ مسلمان نفع اور ضرر مین تمیز نہ کر سکے اور ذلیل ہو گئے۔ وزیر اعظم نے بہاگ کر سلطان کو خبر دی جو پہلے ہی

تیار بیٹھا تھا۔اس نے فوراً انحق شریف کے نکالنے کا حکم دیدیا۔شیخ الاسلام کے فتوی کے مطابق ینگچری باغی تو تھے ہی مسلمان
جوق در جوق لوائے محمدی کے نکلتے ہی ینگچریون کے برخلاف ہتھیار اٹھا کر امیر المومنین کے گرد جمع ہونے لگے۔ادہر
توپخانہ باسفرس کی محافظ فوج اور ایشیا کے سپاہی اور وفادار فوج جمع ہونے لگی ۱۵ جون ۱۸۲۶ء کی صبح کو
جب باغی ینگچری محلسرا سلطانی اور اتمیدان کی طرف بڑھنے لگے ابراہیم نے گولون کی بوچھار شروع کر دی۔
اور بہونا شروع کیا۔باغی توپخانہ کا مقابلہ نکر سکے اور اتمیدان کو ہٹ گئے۔جہان کچھ عرصہ ثابت قدمی سے لڑتے
رہے مگر توپون نے باغیون کو یہان سے بہی نکالدیا اور بہاگ کر اپنے اپنے بارکون مین پناہ گزین ہوئے۔جہان انہین
اژدہائے آتشین نے متواتر گولہ باری سے ینگچریون کو معہ بارکون کے اڑادیا۔اور ایک بہی ینگچری زندہ نہ جانے
دیا۔اور اس حادثہ مین دس ہزار ینگچری مارے گئے۔اور قسطنطنیہ اس مفسد گروہ سے صاف ہو گیا۔اس حادثہ
مین لوائے محمدی علیہ الصلوہ السلام مدبر اور دوراندیش سلطان نے خود شیخ الاسلام کے ہاتھ مین دیا تھا۔
جسکے گرد پچاس ہزار مسلمان جمع ہوگئے وزیر سلیم پاشا ساتھ تھا۔اور سلطان جھروکہ مین سے نظارہ کر رہا تھا۔اسکے
بعد سلطان نے علماء کو بلاکر ان مقتول سلاطین عثمانیہ کے کپڑے دکہائے۔جو ان سرکش ینگچریون کے
ہاتھ سے وقتاً فوقتاً تیغ ظلم سے قتل ہوتے رہے تھے۔اور ان مظلوم سلاطین کے قصاص کے بارہ مین دریافت
کیا۔جواب ملا کہ ہر ایک سلطان کے خون کے بدلے ہزارون باغیون کا قتل جائز ہے پس سلطانی حکم تمام ممالک محروسہ
کے ینگچریون کے قتل مین صادر کیا گیا۔اسطرح جہان کہین ینگچری تہے سلطنت عثمانیہ کے ہر ایک صوبہ مین قتل کئے
گئے۔اور اسیطرح تین ماہ کے عرصہ مین چالیس ہزار ینگچری ہلاک کیئے گئے۔اور ایک ایسے زبردست گروہ
کو خود غرضی اور جہالت کے سبب سے سلاطین آل عثمان کے لیے مارآستین بن رہا تھا۔اور کئی مفید اور اصلاحون
کو ہونے نہین دیتا تہا۔اور سلطنت کی بربادی کے سامان مہیا کر رہا تہا۔ہمیشہ کیلئے معدوم کیا گیا۔اور آیندہ
سلاطین کی زندگی کو ان درندون کے ہاتہہ سے بچایا گیا۔اور حاجی بکطاش کے طریقہ کے تین پیران طریقت
کو پہانسی دیا گیا۔جو ینگچریون کے حامی تہے۔
سلطان نے فرمان جاری کر کے ینگچری فوج کا نام سلطانی دفتر سے محو کر دیا اور جدید فوج کا نام عساکر منصورہ رکہا۔سپہ سالار
حسین پاشا بنایا گیا۔یورپین وردی فوج کو دی گئی عمامہ کی جگہہ ترکی ٹوپی پہنائی گئی۔اور نئی فوج یورپین نظام کے موافق
بہرتی کرنے کا حکم دیا گیا۔اور آیندہ ترقی کا میدان صاف کیا گیا۔سلطان محمود گو کوئی اور بہاری فتح نہ کرسکا
بلکہ یونان کی آزادی سے سلطنت کا ایک حصہ کم ہو گیا مگر جدید نظام کی اصلاح کی خدمت اس نے ایسی کی کہ
باوجود دیگر ناکامیابیون کے وہ عثمانیہ خاندان کا لائق مدبر الوالعزم سلطان شمار ہوتا ہے۔اگرچہ یورپ
کے نیک نیت سلاطین نے سلطان محمود کو اس مفید اور عالی شان درخت اصلاح کا پہل کہانے ندیا

لیکن بعد مین انکی اولاد ضرور کامیاب ہوتی رہی جنگ کریمیا مین بہادر عمر پاشا کی ماتحت قواعد دان فوج نے ڈینوبہا کے معرکون مین کچھ کم شجاعت نہین دکھائی۔ اور روسیون کی صدیون کی آئینی فوج کو چنے چبا کر عثمانیہ فوجی عظمت کو تازہ کر دیا محاربہ روم و روس ۱۸۷۷ء مین گو آخر روسیون کا پلہ بہاری رہا مگر غازی عثمان پاشا نے مٹھی بہر جماعت کے ساتہہ محض مہارت جنگی اور قوانین حرب کی عمدہ تعلیم و تجربہ کے سبب میدان پلونا پر لاکہون روسیون کو صرف روکا ہی نہین بلکہ چند ماہ تک نقصان کثیر کے ساتہہ شکستین دیتا رہا۔ اگر خوزآرنہ پہونچ جاتا اور تمام روسی طاقت کو اسی ایک عثمانی شیر کے مقابلہ پر خرچ نہ کرتا تو ولی عہد تک تمام روسی جرنیل ناقابل ثابت ہو چکے تہے۔

اس فن حرب کی عمدگی کی بدولت ادہم پاشا نے یونان کو ایک ہفتہ کے اندر رسیدہ کر لیا اور اسی جنگی تعلیم و تربیت کا نتیجہ ہے کہ آج یورپ کی بڑی بڑی سلطنتین تن تنہا سلطان کے عساکر منصورہ کے مقابلہ سے جی چراتی ہین۔ اس لیے اس اصلاح کا سہرا سلطان محمود کے سر ہے اور وہ ہر طرح آل عثمان کے چیدہ اور نامور سلاطین مین شمار ہونے کا مستحق ہے۔

جنگ روس

سلطان محمود جو اپنے عہد کے ۱۸ سال متواتر کوششون کے بعد کامیاب ہوا تہا اب ہمہ تن فوجی تیاری مین مصروف ہو گیا۔ اپنا کل وقت ہمت طاقت فوجی انتظام پر خرچ کرنی شروع کی ۱۸۲۶ء کے ختم ہونے سے پہلے ہی اُس نے بیس ہزار فوج یورپین طریقہ پر قائم کر لی۔ اور دوسرے برس وہ ایک لاکہہ بیس ہزار فوج تیار کرنیکا عزم رکہتا تہا اسکا ارادہ تہا کہ وہ جدید طریقہ پر اڑہائی لاکہہ فوج تیار کرے اگر اسے مہلت ملتی تو ضرور کامیاب ہو جاتا۔ کیونکہ اصلاح کی مخالفت ینگچری فنا ہو چکے تہے متمرد سرکش پاشا قتل کیے گئے تہے وہابی اور مملوک برباد ہو گئے تہے یونان کے باغی گو بر سر فساد تہے مگر فاتح ابراہیم پاشا اور رشید پاشا یونان کے حصہ کثیر پر قابض تہے اس لیے اب سلطان محمود کو فوج کی درستی اور بہرتی مین کوئی مزاحمت نہ تہی بقول عیسائی مورخین اگر سلطان محمود کو چند سال تک اطمینان کے ساتہہ فوجی انتظام کی درستی کا موقعہ ملتا تو ضرور وہ اسقدر فوج تیار کر سکتا کہ روس یا کسی اور دشمن سے اسکو خطرہ نہ تہا مگر روس نے جب دیکہا کہ سابقہ پر جوش ینگچری خود سلطان اپنے ہاتہہ سے تباہ کر چکا ہے۔ اور جدید فوج مین زیادہ تر نوجوان لڑکے ہین۔ اور وہ بہی ابہی نوآموز اسلیے اس موقعہ کو جنگ کے لیے مفید خیال کیا۔ اور ینگچریون کی بربادی سے دو ماہ بعد ہی سلطان پر مطالبات کا زور ڈالکر جنگ کا بہانہ ڈھونڈنے لگا۔

باغیان یونان کا بیڑا انگلستان نے ۱۸۲۴ء سے اٹہایا ہوا تہا۔ اور ترکی سے باغیون کو مراعات دلانے

کی ناکام کوشش کرچکا تہا۔
انگلستان کی یہ کوشش اسلیے ہی تہی کہ جزائر یونین کی قربت اور ہمسائگی کے سبب وہ یونان مین اپنا اڈا جمانا چاہتا تہا اور یہی وجہ تہی کہ کسی سلطنت نے سوقت انگلستان کا ساتہ ندیا۔ مگر جب زار سکندر اول دسمبر ۱۸۲۵ء مین مرگیا۔ اور اُس کا چہوٹا بہائی زار نکلس اول تخت نشین ہوا۔ تو وہ جوانی کی ترنگ اور فتوحات کی امنگ مین اپنے ہم مذہب عیسایون کی حمایت کی آڑ مین ترکی کے برخلاف کہڑا ہوگیا۔ انگلستان خدا سے اس موقعہ کو چاہتا تہا وہ جہٹ روس سے مل گیا اور اُس کے مطالبون کی تائید کرنے لگا۔

معاہدہ آق کرمان اور روسیون کی بدعہدی

زار روس معاہدہ بخارست کے چند مہمل الفاظ کا مطالبہ کرنے لگا اور فوجی تیاریون مین مصروف ہوگیا سلطان محمود جو پرانی فوج کو اپنے ہاتہ سے ضائع کرچکا تہا۔ اور جدید فوج نوآموز اور بہت قلیل تہی اس لیے مصلحت وقت کے موافق مطالبات ماننے پر مجبور ہوگیا۔ عیسائی صوبجات ولاشیا۔ اور مالڈیویا کی رعایا کو کئی ایک رعائتین دی گئین اور روسی نگرانی کو تسلیم کیا گیا۔ اسی طرح کئی ایک معترض شرائط سلطان کو ماننی پڑین اور در پردہ یونان مین عدم مداخلت کا وعدہ کیا گیا۔

گو روس نے ایک قطرہ خون گرائے بغیر محض باتون ہی باتون مین وہ تمام مفید فائدے حاصل کرلیے جو سکندر اول کو ہزارون جانین اور کروڑون روپے خرچ کرنے سے بہی حاصل نہ ہوئے تہے مگر انگلستان کا الو سیدہا نہ ہوا اس لیے اُس نے یونان کی حمایت مین سرگرمی دکہا کر بدعہد روس کو پہر اپنے سے کانٹہ لیا۔ پہر دیگر سلاطین کو یونان کو آزادی دلانے کی ترغیب دینے لگا۔ فرانس کے سوا جو اُس کے اشارے پر چلتا تہا اور کسی سلطنت نے ساتہ نہ دیا اس لیے۔ روس انگلستان۔ فرانس کے متفقہ بیڑے نے یونان کے بندرگاہ ناوارنیو پر مصری اور ترکی بیڑے کو بالکل پامال کردیا جسکا ذکر پہلے کیا گیا ہے۔ مگر یونان کے اندرونی ملک پر ترکون کا قبضہ بدستور موجود تہا۔ اور سلطان دول ثلاثہ کی درخوست آزادی یونان کو نہین مانتا تہا۔

سلطان محمود کے پاس جنگی بیڑا تو کوئی تہا ہی نہین۔ اور برخلاف اس کے روسیون کے پاس بحیرہ اسود اور بحیرہ روم مین ضرورت سے زیادہ جہازات تہے۔ سلطان کے پاس بری فوج بہی کم تہی سابقہ فوج ہلاک کی گئی۔ اور جدید ابہی تیار نہ ہوئی تہی۔ جدید اصلاحات کے سبب علاقہ کے نادان مسلمان سلطان محمود سے نفرت کرتے تہے اور اُن سے کسی مدد کے ملنے کی امید نہین ہوسکتی تہی ان تمام واقعات پر خیال کرکے زار نکلس اول نے اپنے قدیم دشمن کی پامالی کا اس سے بہتر اور کوئی موقعہ نہ دیکہا۔

اور باوجودیکہ عدم مداخلت یونان کا وعدہ کرچکا تھا۔ اور اسی وعدہ کی بدولت معاہدہ آق کرمان مین صرف کاغذی دباؤ سے ہی بہت کچھ فائدے حاصل کرلیے تھے۔
لیکن خودغرض نکلس نے وعدہ خلافی کرکے ترکی کے برخلاف سرتوڑ جنگی تیاریان شروع کردین اسکو یقین تھا کہ سلطان محمود مقابلہ پر نہ آئیگا۔ لیکن سلطان محمود نے جو بیشمار مشکلات مین مبتلا تھا۔ اور جنکی مشکلات کو دیکھکر اسباب پست لوگ ترکی کی بربادی کا اس دفعہ کامل یقین کرچکے تھے۔ مقابلہ پر کھڑا ہوگیا۔ ۴۸ ہزار قواعددان فوج کے علاوہ ایک لاکھ فوج جاگیرداران اور مجاہدین کی مقابلہ روس پر روانہ کی گئی۔ افسوس کہ عام مسلمانون نے اصلاحات کی مخالفت کے سبب اس ضروری جنگ مین سلطان کا ساتھ سرگرمی سے ندیا۔ مگر مقابلہ پر یورپ مین سلطان نے ایک لاکھ ۵۸ ہزار اور ایشیا مین ۶۴ ہزار قواعددان فوج روانہ کی باوجود اس قلیل فوج کے ترکون نے بہادرانہ مقابلہ کیا سلسٹریا کے محاصرہ مین روسیون کو شکست ہوئی۔ اور تریلہ کے معرکہ مین فتح پائی۔
اور دریائے ڈنیوب سے اترکر وارنہ کا محاصرہ کیا گیا۔ اور خود زار نکلس ہی کمان لینے کے لیے میدان جنگ مین پہونچ گیا۔ اور شوملہ کی فتح کے لیے روانہ ہوا۔ عثمانیہ سپہ سالار حسین پاشا نے باوجود قلیل فوج کے روسی جنرل ڈیگر کو شکست دیکر ہٹا دیا اور ادہر سے ناامید ہوکر وارنہ کے محاصرہ پر زور دیا گیا اور خود یہان زار موجود تھا فوج کے دل بڑھا رہا تھا۔ ترکی امیر البحر نہایت شجاعت سے جان پر کھیل کر روسی جہازون کے حلقہ مین سے بزور شمشیر گذر کر وارنہ رسد پہونچانے مین کامیاب ہوگیا۔ اور وزیر اعظم بھی بیس ہزار فوج مدد کے لیے لے کر آرہا تھا۔ کہ ناگہان یوسف پاشا نائب وارنہ نے بطمع زر شہر روسیون کے حوالہ کردیا۔ اور خود زار کے پاس چلا گیا۔ جسنے اس غداری کے عوض مین اسکو کریمیا مین بیش بہا جاگیر دیدی۔ اور سلیم پاشا وزیر اعظم مدد نہ پہونچانے اور وارنہ فتح ہوجانے کے جرم مین معزول اور جلاوطن کیا گیا۔ اور عزت پاشا وزیر اعظم ہوا۔
یورپ مین دونون فریق مساوی رہے روسیون نے وارنہ فتح کیا۔ تو ترکون نے شوملہ و سلسٹریا سے مار کر روسیون کو ہٹا دیا۔ ایشیا مین جہان قواعددان تھوڑی اور فوج بہت کم تھی نتیجہ برعکس رہا۔ اور بحیرہ اسود کے شرقی ساحل کے بندر انا پہ اور پوٹی ۔قارص فتح ہوگئے۔ اور قصبہ اخالت زکی تیرنتیس ہزار ترکون کو شکست دیکر ایشیاء کوچک کا راستہ صاف کرلیا۔
یورپین میدان کی ناکامیابی کی ذلت مٹانے کے لئے زار نے ۱۸۲۹ء مین سابق سپہ سالار کو معزول کرکے جدید سپہ سالار مقرر کیا جسنے رشید پاشا کو ایک سخت خونخوار جنگ کے بعد شوملہ کو ہٹا دیا۔ اور رشید پاشا نے شوملہ بچانے کے لیے کوہ بلقان کی محافظ فوج کو بھی شوملہ بلالیا۔ اور بلقان کے درے بے حفاظت رہ گئے روسی سپہ سالار دس ہزار فوج شوملہ کے مقابل چھوڑکر اور رشید پاشا کو محاصرہ کے دہوکہ مین ڈالکر کوہ بلقان عبور

کر گیا اور محض فاتحانہ رعب سے اڈریانوپل جیسے شہر مین جس مین ایک لاکھ باشندون کے علاوہ دس ہزار سلطانی فوج بہی موجود تہی بیس ہزار فوج کے ساتہہ قابض ہو گیا۔ اور بغیر اس کے کہ روسی فوج کی حقیقت و جمعیت کو معلوم کیا جائے سفرائے دول نے جو ہمیشہ ایسے موقعون پر ترکی کو ڈرا دہمکا کر عیسائیون کے فائدہ کے خیال سے مخالف کے شرائط کے ماننے کا دوستانہ مشورہ دیا کرتے تہے اس دفعہ بہی ڈرا کے سلطنت اور سلطان کو سمجہانے لگے کہ سلطنت کا فائدہ اسی مین ہے کہ صلح کی جائے نالائق باب عالی بہی اصلیت سے بے خبر تہا سلطان پر زور دینے لگا ہر چند سلطان نے انکار کیا۔ مگر جب دیکہا کہ ارکین سلطنت مین سے کوئی بہی اُس کی تائید نہین کرتا۔ تو مجبوراً التوائے جنگ کے لیے وکلائے روسی کیمپ مین روانہ کیے گئے۔

اور انگلستان اور پرشیا کی وساطت سے عہدنامہ ۱۴ ستمبر ۱۸۲۹ء پر فریقین کے دستخط ہو گئے۔ اس عہدنامے کی رو سے والشیا اور مالڈیویا۔ سردیا مین سلطان کا اقتدار نہ رہا۔ اور روسی اقتدار وہان جم گیا۔ قلیل مقدار کا خراج تجویز ہوا مسلمانون کو ڈیڑہ سال کے اندر اپنی املاک فروخت کر کے ہجرت کر جانیکا حکم دیا گیا۔ ایشیا کے فتوحات مین بندر۔ اناپہ۔ پوٹی۔ اخالت۔ زکی۔ وغیرہ روسیون کے پاس رہے اور دریائے ڈینوب کے دہانہ کے جزائر بہی روسیون نے لیلیئے بحیرۂ اسود مین روسیون کو جہازرانی کی اجازت دی گئی اور بہی کئی ایک رعائتین حاصل کی گئین۔ اور پچاس ہزار پونڈ تاوان جنگ مقرر ہوا۔ اس شکست کے بعد سلطان محمود نے جو ابتک یونان کو اندرونی انتظام مین ہی خودمختاری نہین مانتا تہا بہ ہزار رنج و غم آزاد تسلیم کرنا پڑا جو آج انہین نیک نیت دول کی بدولت سلطان محمود کے پوتے سے خم ٹہونک کر میدان مین نکل چکا ہے اور سزا پا چکا ہے اور باوجود شکست کے دول یورپ کی مہربانی سے تہسلی ہضم کر چکا۔ اور کریٹ کو نگلنے کو ہے۔

الجزائر پر فرانسیسی قبضہ

نپولین کی تباہی کے بعد فرانسیسی اقتدار بحیرۂ روم سے معدوم ہو گیا تہا۔ اور انگریز مجمع الجزائر پر قابض اور آسٹریا وینس اور اٹلی جینوا پر متصرف تہی انگریزون کا یونان کے نوخیز دولت پر غالب آ جانا ممکن تہا اور روسی عہدنامہ اڈریانوپل سے بہت کچہ فائدے اُٹہا چکے تہے مگر فرانس کو ان تمام تاخت و مین کچہ نہ ملا اس لیے۔ اس کے منہ مین پانی بہر آیا۔ اور کمزور ترکی کے علاقہ پر نظر لگا یا۔ ترکی کے ماتحت صوبہ الجزائر پر ۴ جنوری ۱۸۳۰ء کو حملہ کر کے قبضہ کر لیا۔ اور سلطان بعد مسافت اور نیز اپنی کمزوری کے سبب کچہ نہ کر سکا وہان کے غیور باشندے دیر تک مقابلہ کرتے رہے اور محب قوم عبدالقادر آزادی ملک کے لیے فرانسیسی اتنی کے چہنے چہاتا رہا اور گو اس غاصبانہ قبضہ کو قریباً پون صدی گذر گئی ہے لیکن وہان کے باشندے ابہی پوری طور سے مطیع نہین ہوئے اور اُس زخیرہ

صوبہ کی آمدنی کے علاوہ فرانس کو اپنی گرہ سے ہی کچہ دینا پڑتا ہے مگر کچہ ہو دو لاکہہ مربع میل کا رقبہ سلطنت عثمانیہ سے جدا ہو گیا ہے۔

محمد علی پاشا کی بغاوت

محمد علی پاشا کی قومی اور ملکی خدمات کا ذکر وہابیون اور یونانیون کے محاربات مین لکہا جاچکا ہے۔ ہنے آقا امیر المومنین کے برخلاف باغیانہ افعال کو وہ بہادرانہ ہی کیون نہ تہے مگر ہماری اس کتاب کے نفس مضمون سے خارج ہین۔ اور اور ایک مسلمان منصف ایسے حالات لکہنے اور سننے سے بغیر افسوس کیے نہین رہ سکتا۔

مگر ہم ان حالات کو بطور اختصار صرف اس لیے لکہتے ہین کہ ناظرین کتاب پر سلاطین یورپ کی پالیسی جو وہ مسلمانون سے برتتے رہے ہین واضح ہوجاے اور سلطنت عثمانیہ کے مشکلات کا اندازہ ہوسکے۔

محمد علی پاشا جو ابتدا مین ہی سینہ زوری سے والی مصر گیا تہا۔ اور بابعالی نے مجبوراً اُسکو اپنا جائز گورنر تسلیم کیا تہا اپنی انتظامی لیاقت اور خاص شجاعت سے دن بدن بڑہتا گیا۔ یورپین اصول پر فوج جدید بہرتی کرلی جبر فوج نے وہ وہ کام کیے جو خاص سلطانی فوج نہ دے سکی تہی۔ وہابی جو ۷۵ سال سے عرب مین کوس لمن الملکی بجا رہے تہے وہ اسی قواعددان فوج کے ہاتہون سے تباہ ہوئے اور سلطانی سکہ بٹہایا گیا۔ یونان مین جو کام عثمانیہ فوج تین سال مین نہین کرسکی تہی وہ کام محمد علی کی فوج نے چند ماہ مین کردکہایا۔ ان واقعات سے محمد علی کو عثمانیہ فوج کا ناکارہ پن معلوم ہو گیا اور سلطانی رعب اُس کے دل سے اُٹہہ گیا۔ مشہور علی پاشا اور سلیمان پاشا حاکم بغداد وغیرہ کے خودمختارانہ مقابلون نے بہی محمد علی کے دل مین خیال آزادی پیدا کیا بہہ تمام پاشا کوئی معقول برجستہ فوج نرکہتے تہے اسلیے سلطانی فوج کے ہاتہون مقہور ہوگئے مگر محمد علی کی فوج اس نقص سے خالی بلکہ عثمانیہ فوج سے برتر وعالی تہی۔ علاوہ اس خیال کے اُس نے دیکہہ لیا تہا کہ باوجود اس کافی اور معقول امداد کے یونان کو سلطان قابو مین نہین رکہہ سکا اور سردیون کا مطیع فرمان صوبہ آزاد ہوگیا۔ اور الجزائر کا خالص اسلامی صوبہ بغیر جنگ وجدل فرانس کے قبضہ مین چلا گیا۔ اور سلطان کمزوری کے سبب کچہ بہی نہین کرسکتا جابر روس سلطنت عثمانیہ سے ابتدائی دارالسلطنۃ ایڈریانوپل مین نشان فتح گاڑ چکا اور ذلیل شرائط منوا چکا اور چند زرخیز صوبون سے سلطانی تسلط اٹہا ہے اور الجزائر کی فتح کے ساتہہ ہی فرانس عرب کو تمام ترکون سے آزادی دلانے کا اشتہار دے چکا ہے اور ان مشکلات مین عیسائی ہی نہین بلکہ خود مسلمان رعایا بہی اصلاحات جدیدہ کے سبب سلطان کو کافر تک کہنے مین دریغ نہین کرتی اور بوسینا۔ اور آلبانیہ کے پرجوش مسلمان سلطان کی مخالفت مین جم کر اڑ مر رہے ہین عام رعایا سلطان کی کسی تجویز کی دل سے تائید نہین کرتی

ان حالات پر غور کرنے سے اُسکو اپنی سلطنت وسیع کرنے کا خیال پیدا ہوا اور اُس نے دل مین ٹہان لیا کہ قبل اسکے کہ ایشیائی صوبجات پر کوئی اور یورپین سلطنت قبضہ جما بیٹھے مین خود ہی بسم اللہ کردون۔ یہہ عذر لنگ کہ عبد اللہ پاشا گورنر عکا اور محمد علی پاشا کی ذاتی مخالفت کے سبب جو چند کاشتکاران مصر کے شام چلے جانے کے سبب زیادہ بڑہ گئی تہی محمد علی نے شام پر حملہ کردیا بالکل فضول ہے ان شکایت کا انتظام باب عالی کی معرفت ہو سکتا تہا اور ماتحت صوبون کے ہر ایک معاملہ متنازعہ کا فیصلہ سلطان کے اختیار مین تہا بلا اطلاع سلطان شام پر فوج کشی کرنا سلطانی اختیارات کو ملیامیٹ کرنا اور اپنے آپ کو آزاد خود مختار تصور کرنا تہا۔ پس شام کی فوج کشی کے وہی اسباب ہو سکتے ہین جو ہمنے اوپر درج کردیے ہین ہان یہہ فوج کشی ملک اور قوم خصوصًا سلطنت عثمانیہ کے لیے سخت مضر تہی۔ اسلام مین بغاوت ایک قابل شرم جرم ہے جسکا ارتکاب محمد علی سے ہوا۔ اس شرعی جرم کے ذیل مین بے وفائی نمک حرامی غداری سب کچہ سما سکتی ہے۔ اگر محمد علی جیسا کہ ابتدا مین خیر خواہ سلطنت تہا اسیطرح رہتا تو سلطان محمود جدید اصلاحات مین کامیاب ہوجاتا اور سلطنت یورپ کی دست اندازیون سے کسی قدر بچ جاتی۔

مگر محمد علی نے قوم غداری کے میدان مین قدم رکہکر سلطنت کی مشکلات کو اور زیادہ بڑہا دیا۔ مگر منتقم حقیقی نے اسکی تیسری پشت مین ہی اس بے وفائی کا پہل دیدیا جس اولاد کی موروثی سلطنت کے لیے اُس نے نمک حرامی کا داغ بدنامی اُٹہا کر امیر المومنین اور خلیفۃ المسلمین سے مقابلہ کیا اور ہزارون مسلمانون کے خون کی ندیان بہا کر خسر الدنیا والآخرۃ کا مصداق بنا تہا وہی اولاد آج مسلمان سلطان کی جگہہ ایک غیر مسلم کے سامنے بے دست و پا ہورہی ہے فاعتبروا یا اولی الابصار۔

یورپ کی پالیسی

محمد علی پاشا جسکا بہادر بیٹا ابراہیم اور قواعد دان فوج بغاوت یونان مین اپنی شجاعت و انتظامی قابلیت کا سکہ یورپ مین بٹہا چکا تہا سنہ ۱۸۳۲ء مین تیس ہزار فوج لے کر شام پر حملہ آور ہوا۔ غزہ۔ یافا۔ حیفا۔ کو فتح کرتا ہوا عکا کا محاصرہ کیا۔ اور کئی ہفتون کے بعد عبد اللہ پاشا نے تنگ سے مایوس ہو کر شہر حوالہ کردیا اور عبد اللہ قید کر کے محمد علی کے پاس مصر بہیجدیا۔ اور دمشق کے قریب وہان کے گورنر علی پاشا کو شکست دیکر دمشق پر قابض ہوگیا۔ اور پیش قدمی کرتا ہوا حمص پہونچا جہان محمد پاشا کی بیس ہزار فوج کو خونخوار معرکہ کے بعد شکست فاش دی اور کل سامان جنگ وغیرہ کے علاوہ پانچ ہزار قیدی بہی ہاتہہ آئے۔

یہ اطلاع پاتے ہی سلطان محمود نے ۶۰ ہزار فوج حسین پاشا کو دیکر روانہ کیا جسکو انطاکیہ کے نواح مین

ابراہیم نے اپنی زبردست توپخانہ کی مدد سے زک دی سلطان نے رشید پاشا کو ساٹھہ ہزار فوج دیکر روانہ کیا جو قلیل
مگر قواعد دان مصری فوج اور جری اور تجربہ کار ابراہیم پاشا کے ہاتھہ چند گھنٹون کی لڑائی کے بعد بمقام قونیہ قید
ہوگیا۔ اور اس وزیر اعظم کے قید ہونے کے بعد ابراہیم کے لیے ایشائے کوچک کے منتہای مقام اسکودرہ پہنچنے
مین کوئی رکاوٹ نہی۔ اگرچہ رشید پاشا کی باقیماندہ فوج ابراہیم سے ملگئی تہی اور اس سے سلطان محمود سے ترکون کی عام
نارضگی ظاہر ہوتی تہی۔ مگر خود آل عثمان کی یادگار سلطان محمود کی جگہہ ایک البانوی نودولت کا قسطنطنیہ پر تسلط جمانا
محض خیال ہی خیال تہا۔ رہا وزارت کا خیال وہ خود مختار حکومت مصر سوڈان۔ نوبہ۔ حجاز اور عرب اور مقبوضہ
علاقہ کو چھوڑ کر وزارت عثمانیہ کو جو استر دن مالا تہی۔ اور محمد علی سے زیادہ لائق اور بہادر بیسیون وزرا کے سر قلم
کراچکی تہی کسطرح پسند کرتا تہا۔ بہرحال وہ عثمانیہ سلطنت کے ایشیائی علاقہ کو دبوچنا چاہتا تہا۔
اور یہی امر زار روس کو جو دو دفعہ قبل ازین ترکون کو ایشیا مین شکست دیکر آمدہ میدان کے لیے اس علاقہ کو ایک
مفید جولانگاہ تصور کرچکا تہا۔ ادہر ابرون تک روسی تلوار کی چمک دکہا چکا تہا اسکو محمد علی جیسے پرجوش بہادر
فاتح مسلمان کی یکا میابیان سنکر بوسیدہ اور کمزور سلطنت کی جگہہ ایک جوان دولت اور ضروریات زمانہ سے واقف
زبردست پالیٹیشن کی سقایت سخت ناگوار گذری اس نے یقین کرلیا کہ محمد علی جسنے خلیج عمان واقعہ ایشیا سے لیکر
بحیرۂ اٹلانٹک واقعہ یورپ تک اور خط استوا سے لیکر آبنائی باسفورس تک اپنی بہادری کے ڈنکے بجادئے
ہے اسلامی اتحاد کا باعث ہوکر روسی مطالب کے حصول مین سد راہ نہو اس لیے انہی اغراض کے خیال
سے سلطان محمود کی خدمت مین فوجی امداد پیش کی۔ اور محمد علی کی قومی بغاوت نے غیور سلطان کو اس درخواست کے
ماننے پر مجبور کردیا۔

فرانس جو اب تک محمد علی کا مشیر اور خیر خواہ تہا اور جسکی فوج مین فرانسیسی بہ تعداد کثیر ملازم تہے اور انہین فرانسیسیون کے
ذریعہ اس نے اپنی فوج کو قواعد اور فنون جنگ سکہلائے تہے اور محمد علی کی کامیابیان دیکہہ دیکہہ کر سلطنت عثمانیہ کے
کے زوال اخیر کے متوقع بیٹہے تہے روسی امداد کے پیش کرنے سے چونک گئے اور سمجہ گئے کہ اب محمد علی کی کامیابی
پر جو فرانسیسی مطالب وابستہ تہے وہ تو حاصل ہونے سے رہے سلطنت عثمانیہ کے حدود سے بہی بوریا بندھنا لپیٹنا پڑے
گا اور روسی اقتدار کے بڑہنے سے فرانسیسی دال نہین گلے گی۔ اور اسی بہانہ سے روس ڈار ڈیلز سے
بے خوف وخطر نکلکر بحیرۂ روم کا مالک اور سلطنت عثمانیہ کی بعیدی صوبجات واقعہ افریقہ پر ایک ایک دن
متصرف ہوجائے گا۔ جہان الجزائر کے قبضہ سے اسکو ٹیونس اور طرابلس غرب وغیرہ پر آسانی سے
قابض ہونے کی قوی امید ہوگئی تہی۔ ان اغراض نے فرانس کو بہی بہ تقلید روس سلطان کی خدمت
مین امداد پیش کرنے پر مجبور کردیا۔ رہا انگلستان اول تو اسکو روس کی مداخلت ترکی کے لیے ہی

مصر معلوم نہ ہوتی تہی۔ بلکہ وہ اس سے بعض و الحجی سلطنت کے ارادون سے جو پیٹر اعظم کے وقت سے انگریزی مقبوضات ایشیا کے
برخلاف رکہتی آتی تہی بخوبی واقف تہے اور اس غفلت کی تہ مین سلطنت عثمانیہ کی بربادی کے ساتہہ ہی ہندوستان
کے رستہ کو مخدوش اور انگلستان کی اغراض کا معدوم ہونا خیال کرتے تہے۔

اسکے علاوہ وہ محمد علی کی ترقی کو بہی انگلستان کے مطالب و مقاصد کے منافی جانتے تہے اسی محمد علی نے انگریزون
کو اسکندریہ سے نکالا تہا اور فرانسیسیون کو فوج مین رکہہ کر فرانس کو بہ نسبت انگلستان اچہا جانتا تہا۔

محمد علی کی جہازی طاقت اور بری فوج تو اعدہان سے انگریزون کو سخت کہٹکا ہو رہا تہا۔ عدن کا قبضہ جو وہان
کے شیخ سے انگریزون نے بلا منظوری سلطان دہوکے سے لیا تہا اسکی مزاحمت اسی مال اندیش محمد علی نے کی تہی
اور صلح وارث اور مالک سلطان کی طرف سے معمولی اعتراض کرنے کی جرأت بہی نہ ہوئی تہی۔ ایک مصر کی گورنری
انگلستان کے لیے کئی مشکلات کا باعث ہو رہی تہی شام اور حجاز کی حکومت سے جسکا محمد علی مدعی تہا ہندوستان
کے رستہ مین اور مصیبتین برپا ہو جاتین۔ اور زیادہ طاقت ہونے سے یہ اولوالعزم شاید انگریزون کے
لیے اور کیا کیا آفت برپا کرتا۔ پس ان پولیٹیکل اغراض نے انگلستان کو محمد علی کے برخلاف و سلطان کی
مدد پر ہتہیار اٹہانے پر مجبور کیا۔ ورنہ ان تینون سلطنتون مین سے کوئی بہی سلطنت عثمانیہ کی خیرخواہی کے لیے میدان
مین نہ آتی وہ جانتے تہے کہ سلطنت عثمانیہ کا ایک نہ ایک دن زوال پذیر ہونا لازمی ہے جسکے زوال پر دول یورپ کو
ہی فائدہ پہنچ جائیگا۔ مگر محمد علی کی جدید سلطنت کا توڑنا آسان نہین ہوگا۔

محمد علی کی بغاوت مین ان سلاطین کا دخل نہ یا ان وجوہات سے تہا جو اوپر بیان کی گئین ہین۔ اس کے
بعد یورپ مین دست اندازی کا ترکی کو موقع میدان ملا۔ اور وقتاً فوقتاً ترکی کو نقصان پہونچتا رہا۔ ان تمام شکستون کا الزام سلطان
محمود پر نہین آسکتا۔ اس کے مجرم خدا اور رسول کے سامنے وہ متعصب علما تہے جنہون نے اسلام کو اس قدر
تنگ خیال اور محدود تصور کر لیا ہوا تہا کہ محض قوانین جنگ اور وردی کی تبدیلی سے ایک شخص نے بیدار
مغز سلطان کو کافر و بدعتی رو در رو کہدیا تہا۔ اور عام ملک اور فوج مین سلطان کی نفرت اور مخالفت بڑہائی
گئی اور فوج کو ناکارہ بنا دیا جسکا نتیجہ آج یہہ نکلا کہ ایک ماتحت صوبہ کے مقابلہ پر بہی ٹہیرنا مشکل ہو گیا۔ اور
وہ وزیر اعظم جو یورپ کی لڑائیون اور بغاوتون مین بہت کچہہ نام پا چکا تہا۔ اسی نکمی فوج کی بدولت
قید ہو کر مصر پہونچ گیا۔

افسوس کہ سلطان محمود تے انہین اصلاحات کے اجرا کے لیے رستہ نکالنے کے واسطے روس سے ذلیل شرائط
پر پیچہا چہوڑایا تہا۔ مگر محمد علی روس سے بہی زیادہ دشمن ثابت ہوا اسنے اصلاحات کو ہی نہ رد کیا بلکہ یورپ کو دخل و
دست اندازی کرنے کا حوصلہ دیا اور سلطان کی موت کا سبب ہوا۔

روسی مداخلت سے فرانس و انگلستان سخت گھبرا گئے تھے۔ اور انکی گھبراہٹ حق بجانب ہی تھی۔ سلطان کی نیم رضامندی کی حالت مین ہی روس نے دس ہزار فوج اسکودرہ مین اتار دی اور ۲۴ ہزار فوج دریائے پروتھ سے عبور کر آئی۔ روس کا اس قدر سرعت سے ترکی مین فوج بھیجنا اور باسفرس پر قبضہ کر لینے سے صاف ظاہر ہوتا تھا کہ اُس نے مصری فوج کے فاتح سپہ سالار ابراہیم پاشا کو جتلا دیا ہے۔ کہ ایشیا کے حدود سے آگے یورپ مین تم قدم نہین رکھ سکتے ترکی کا یورپین علاقہ عیسائی شاہنشاہ روس کا حق ہے۔ اس خیالی تقسیم نے ہی فرانس اور انگلستان کو چونکا دیا۔ اور انھون نے روسی امداد اور مداخلت کے نقصان جتا کر محمد علی کے مطالبات ماننے پر سلطان کو رضامند کر لیا۔ اور سلطان نے ۵ مئی ۱۸۳۳ء کو دمشق حلب عکا محمد علی کو دینا منظور کر لیا اور جنگ ختم ہو دول ثلاثہ کی دوستانہ امداد اور مشورے سے ترکی کو کوئی فائدہ نہ پہونچا۔ ان خود غرض دوستون نے زرخیز ایشیائی صوبہ باغی کو دلا دیے اور خود بھی خالی نہ رہے روس نے اور پولیٹیکل فوائد کے علاوہ قاف کا علاقہ دبا لیا اور باسفورس مین اپنا استحقاق جما لیا۔ فرانس نے الجزائر کے ناجائز غصب کو اور انگلستان نے عدن کے مخالفانہ قبضہ کو شیر مادر بنا لیا۔ اور ترکی کو جسکی حفاظت کے لیے وعدہ دیا گیا تھا مضمحل کر دیا۔

سلطان محمود نے محمد علی سے فارغ ہو کر کئی جوان افسر فوجی تعلیم کے لیے یورپ کے ملکون کو روانہ کیے اور اندرونی انتظام ملک مین مشغول ہو گیا۔ محکمہ پولیس مقرر کیا گیا۔ سڑکون کی تعمیر شروع ہو گئی۔ مگر پھر محمد علی نے رکاوٹ پیدا کر دی اور سابقہ کامیابیون سے دلیر ہو کر اُس نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مزار مقدس سے ترکی پہرہ اٹھا دیا۔ اور اپنا پہرہ بٹھلا دیا۔ اور خراج دینے سے بھی انکار کیا۔ چونکہ یہ حرکت حقوق خلافت کے منافی اور رعب سلطنت عثمانیہ کے اکھاڑنے کی صریح نشانی تھی اس لیے سلطان نے جون ۱۸۳۹ء کو محمد علی کو باغی قرار دیکر حملہ کا حکم دیدیا۔ امیر البحر احمد فیض تو ۲۰ جہازات کا سالم بیڑا لے کر محمد علی سے جا ملا اور یہی حشر محمد پاشا سر عسکر عثمانی کا خشکی کی لڑائی مین ابراہیم کے مقابلہ پر ہوا ترکی فوج کی کئی پلٹنین اور رسالے بطمع زر مصری فوج سے جا ملے مگر اس شکست کی خبر پہونچنے سے پہلے ہی سلطان محمود ۱۹ ربیع الاول ۱۲۵۵ھ کو ۵۵ سال کی عمر اور ۳۲ سال کی حکومت کے بعد فوت ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

سلطان عبدالمجید بن سلطان محمود خان

سلطان محمود خان کے بعد اسکا بڑا بیٹا سلطان عبدالمجید خان ۱۶ سال کی عمر مین تخت نشین ہوا۔ اور تمام انتظام خسرو پاشا وزیر اعظم کے سپرد کر دیا۔ اور مشکلات پر خیال کر کے محمد علی کی حکومت کو موروثی طور

سے مصر اور شام پر تسلیم کر لیا۔ مگر روس انگلستان فرانس پرشیا آسٹریا نے یقین کر لیا۔ کہ محمد علی جنکے ساتھ سابقہ لڑائی میں احمد فیضی سالم بیڑا لیکر اور محمد پاشا کی کئی پلٹنیں اور رسالے کھلم کھلا جا ملے تھے۔ اور اسکی قواعد دان فوج بہاری کامیابی دیکھ چکی تہی مسلمانوں میں جنگجو لڑنے والوں کے پہلے ہی کمی تہی ایسا شخص اپنے پیارے وطن یورپ کا خیال چھوڑ سکتا ہے جبکہ اُس کے البانوی بھائی یورپ میں بہادر جانباز موجود ہوں اس لیے جملہ سلاطین یورپ نے محمد علی کی ترقی روکنے کے لیے اتفاق کر لیا۔ اور سلطان عبد المجید کو صلح کرنے سے روک دیا۔ اور اس معاملہ میں زیادہ سرگرم انگلستان تہا۔ کیونکہ سب سے پہلے انگلستان ہی کو ہندوستان کے رستہ میں مشکلات واقع ہونے کا اندیشہ تھا۔ اس لیے انگریزی بیڑے نے چند ترکی اور آسٹرین جہازوں کے ساتھ ۲۹ اگست سنہ ۱۸۴۰ء کو بیروت پر گولہ باری شروع کر دی۔ اور نو ہزار فوج ترکی خشکی پر اُتر گئی۔ مصری گورنر بیروت خالی کر کے ابراہیم پاشا کو ملا۔ اور رعایا جوق در جوق اپنے خلیفۃ المسلمین کا عثمانی علم دیکھکر مصریوں کے خلاف ہو گئی اور بڑے بڑے شہر اور ساحلی بندر خود بخود ترکوں کے قبضہ میں آگئے۔ ۳ نومبر سنہ ۱۸۴۰ء کو عکا کا محاصرہ کیا گیا جہاں محمد علی نے میگزین گولا بارود بکثرت جمع کیا ہوا تھا۔ تین گھنٹوں کی گولہ باری سے قلعہ کا میگزین اُڑ گیا۔ اور ساتھ ہی نصف فوج مصری کا صفایا ہو گیا۔ اور باقی نصف فوج نے ہتھیار ڈالدیے اور عکا پر فاتحین نے تصرف کر لیا۔ عکا کی فتح سے محمد علی کی کمر ٹوٹ گئی۔ اور انگریزی امیر البحر تمام متفقہ بیڑا لیکر اسکندریا کو چلا۔ محمد علی جسنے سلطان کی ماتحتی کی حالت میں انگریزوں کو اسکندریا سے نکلا تھا۔ اب انگریزی امیر البحر کی دہمکی سے ڈر گیا اور صرف مصر کی موروثی گورنری پر ہی رضامند ہو گیا۔ اور سلطان نے کسی قدر رد و قدح کے بعد مصر کی حکومت محمد علی اور اُسکی اولاد میں موروثی مان لی اور خراج لینا منظور کیا اور ۱۳ مئی سنہ ۱۸۴۱ء کو عہدنامہ لکھا گیا اور دول یورپ کی عام رائے سے سلطان کو اختیار دیا گیا۔ کہ وہ صلح کے وقت کسی اجنبی طاقت کے جنگی جہازوں کو باسفرس سے گذرنے نہیں دینگے اور اس شرط کی نگہداشت کا ذمہ سلاطین یورپ نے اپنے ذمہ لے لیا اور ترکی میں مداخلت کا رستہ نکال لیا۔

عام اصلاحیں

سلطان عبد المجید خان کی خوش قسمتی سے محاربہ مصر سے ۱۸۵۳ء تک اُسکو کسی بیرونی محاربہ میں شامل نہ ہونا پڑا۔ اور اس ۱۲ سال کے عرصہ میں اُس نے اپنے باپ کی شروع کردہ اصلاحات کو مکمل کر لیا۔ جسنے جنگ کریمیا میں بہادر عمر پاشا کے ماتحت ترکی شجاعت کے جوہر دکھا کر مخالفین پر ثابت کر دیا کہ ترکی فوج یورپ کی کسی سلطنت کی فوج سے کم نہیں اگر اُسکے افسر دیانتدار تجربہ کار وفادار فنون جنگی سے ماہر ہوں تو وہ صرف اپنا ہی بچاؤ نہیں کر سکتے

بلکہ دشمن کے ملک مین جاکر بہی نشان فتح گاڑ سکتے ہین۔
سلطان نے تخت نشین ہوتے ہی فرمان تنظیمات جاری کردیا تہا۔ اور جنگی اور ملکی اصلاحات کو اصولاً شائع کردیا تہا۔
فوج دو حصون مین تقسیم کی گئی ایک نظام جو نوکری پر حاضر مامور بخدمت ہون دوسری ردیف جو نظام کی میعاد پوری کرچکے
ہون۔ اور گہرون کو واپس کردیے گئے ہون۔ اور بوقت ضرورت گہرون سے بلائے جاسکتے ہون۔ فوج نظام
کی خدمت کی میعاد ۵ سال اور ردیف کی ۷ سال مقرر کی گئی۔ فوج ردیف مقررہ وقتون پر فوجی مشق اور قواعد کے
لیے اپنے اپنے ضلع کی چہاؤنیون مین حاضر ہوا کرین۔ اور ہر ایک مسلمان کو فوجی خدمت جبریہ اور لازمی رکہی گئی
اس عمدہ قاعدہ سے کل مسلمانون کو باقاعدہ فوج بنالیا گیا۔ اور یہہ نتیجہ اسی فرمان کا ہے کہ آج سلطان عبدالمجید
خان کے خلف الرشید امیر المومنین عبدالحمید خان سلمہ اللہ المنان کے پاس بہی فوج یورپ کی ہر ایک طاقت سے
زیادہ ہے۔ عیسائیون کو بہی عثمانیہ فوج مین اختیاری طور پر بہرتی ہونے کا حکم دیا گیا۔ مگر عقلمند عیسائیون کو کیا غرض
تہی کہ ایک مسلمان سلطان کی فوجی ملازمت اختیار کرکے انکی فوجی طاقت کو بڑہائین اور عیسائی بہائیون کے مقابلہ
مین تلوار اٹہائین اسلیے عیسائیون نے اس حکم سے عثمانیہ فوج کو کچہ فائدہ نہ پہونچایا یہ خیال درست نہین کہ سابقہ
اور موجودہ سلطان نے عیسائیون کے لیے جبریہ فوجی کا حکم کیون نہین صادر کیا۔ اگر ایسا کوئی حکم دیا جاتا تو
مفسد عیسائی رعایا جو پہلے ہی ترکون پر ناکردہ گناہ کے الزامات لگاتے رہتے ہین اور کیا کیا بہتان نہ لگاتے اور
اور ممکن نہین کہ ترکی کی عیسائی رعایا ہندوستانیون کی طرح اپنی گورنمنٹ کی خدمات وفاداری سے بجالاتی
ہندوستان اور یورپ کے لوگون مین زمین و آسمان کا فرق ہے پس اعتراض فضول ہے کہ عیسائیون سے جبریہ
خدمت کیون نہین لی جاتی۔ بلکہ سلطان کی پالیسی قابل تعریف ہے عیسائی رعایا ترکی کا جنگی عنصر ہونے کے بغیر ہی بغاوت
وفساد کرتے رہتے ہین اگر فوج مین بہی انکا حصہ معتد بہ موجود ہو تو معلوم نہین کہ کیا کیا مشکلات پیش آئین اور فوج
مین اگر عیسائی بہرتی ہون تو اعلی عہدون پر پہونچکر مسلمانون کو انکی ماتحتی مین کام کرنا پڑتا۔ جس سے ترکون
کی قومی اور مسلمانون کی مذہبی جوش مین اسیطرح کمی آجاتی جسطرح ہندوستان کی مغلیہ فوج کو ہندو راجپوتون
کی ماتحتی اور آمیزش سے قومی جوش سے اس ضروری اصلاح فوجی کے علاوہ محاصل کی تشخیص اور دوسرے مفید
قواعد جاری کیے گئے۔ عدالت فوجداری وغیرہ کی تحقیقات مطابق شریعت اقدس کرنے کا حکم دیا گیا۔ ہر ایک
شخص کو اپنی جائداد کے انتظام کرنے کا اختیار ملگیا۔ اور مجرمون کی جائداد کو ضبطی سے مستثنی کیا گیا جسکا اثر
مجرمون کے بیگناہ وارثون تک پہونچتا تہا۔ اور اسی قسم کے اور قوانین جاری کرکے جملہ رعایا کو بلاتمیز قوم و مذہب
مستفید ہونے کا موقعہ دیا گیا۔ اور انگریزون اور فرانسیسون کی دوستی پر زیادہ اعتبار کیا گیا۔ اور انہین
کے ذریعہ فوج کو فنون جنگ سے ماہر کیا گیا۔ اور جن قواعد کے اجرا مین سلطان سلیم کی جان اور سلطان

محمود کی آبرو گئی تہی وہ خوش قسمت اور بلند اقبال سلطان عبدالمجید خان کے ہاتھ سے پورا ہوا۔
سلطان عبدالمجید نے تعلیمی کونسل قائم کی اور یونیورسٹی قائم کرکے ابتدائی مدارس کا سلسلہ بڑہا دیا اور جنگی طبی زرعتی
کالج قائم کیے اس زمانہ مین بہی سلطنت عثمانیہ کو اندرونی بغاوتین پیش آتی رہین۔ شام کے اسماعیلیون اور عیسائیو
کے جہگڑے اور دول یورپ خصوصًا فرانس کا دخل دیکر عیسائیون کی چند خود مختارانہ اختیارات دلانے گورنران سرویا
کے مفسدانہ شرارت یونان کی بے ادبانہ جرأت۔ البانیہ والون کے بعض تنظیمات خصوصًا بہرتی فوج کے برخلاف
بغاوت کو سلطنت عثمانیہ دبا تی رہی۔ مگر اس ترقی کو دیکہکر روس انگارون پر لوٹ رہا تہا۔ اور دل مین کہتا تہا۔
کہ جس سلطنت کے حصے بخرے زار اسکندر اول کے عہد سے ہوچکے ہوئے ہین وہ کیون اسطرح زور پکڑ رہی ہے
وہ چاہتا تہا کہ کسیطرح اس اصلاحی انتظام مین ہرج واقعہ ہو۔ اور میرا مطلب پورا ہوا۔ وہ موقعہ کا منتظر تہا۔
آخر اسکا منشا پورا ہوگیا۔ اور موقعہ نکل آیا۔ جسکا آگے بیان کیا جاتا ہے۔

جنگ کریمیا

روس ترکی کی فوجی اصلاح دیکہہ دیکہہ کر پیچ و تاب کہا رہا تہا۔ اور اس اصلاح کے روکنے کے لیے آمادگی ظاہر کرچکا تہا۔
ورلیشیا اور مالڈویا کے ایام بغاوت مین ۶۰ ہزار فوج روانہ کردی۔ مگر باب عالی کی صلح آمیز پالیسی نے چند
رعاتین عیسائی رعایا کو دیکر لڑائی کو ٹالدیا۔ ہنگری کے محبان وطن جو روس اور آسٹریا کا مقابلہ کرنے کے بعد ترکی
مین پناہ گزین ہوئے تہے۔ روسیون اور آسٹریا والون کی متواتر فہمائیش اور طلب کے باوجود واپس کیے گئے اور نہ
ترکی سے نکالے گئے۔ اور روس لڑائی پر آمادہ ہوگیا۔ مگر اسوقت وزراء انگلستان ٹرکی کے دلی خیرخواہ تہے۔
مدد پر آمادہ ہوگئے اور ترکی نے بہی جنگی تیاریون اور متواتر نامہ و پیغام سے مخالف کو خاموش کرلیا۔ اب
مقامات متبرکہ شام کا مسئلہ چہڑ گیا۔ سلطان سلیمان اعظم کے عہد سے فرانس کو چند رعاتین عطا ہوئین تہین
اسوقت یورپ کی سلطنتون سے صرف ایک فرانس ہی تہی جسکو ترک ایمپرر (شاہنشاہ) کا درجہ دیتے تہے۔ اور روس
سے اتحاد رکہتے تہے بعد مین رفتہ رفتہ فرانس کا رسوخ بہت بڑہ گیا۔ اور مقامات متبرکہ مین رومن کیتہلک عیسائیون
کے لیے امتیازی حقوق حاصل کرلیے اور یہ فوقیت فرانسیسون کو صدیون تک حاصل رہی۔ جون ہی روس کا اقتدار
بڑہا کلیسا یونانی کے پادریون نے اکثر حقوق غصب کرلیے ۱۸۰۸ء مین قبر مسیح علیہ السلام کا گرجا
جل گیا۔ اور یونانیون نے تعمیر کیا جسکی بدولت کل مقامات متبرکہ یونانی کلیسیا کے پادریہی
قابض ہوگئے چونکہ ان دنون فرانسیسی گورنمنٹ کمزور تہی اور روسی طاقتور تہے اس لیے فرانس
شکایات پر توجہ نہ کی گئی مگر جون ہی فرانس مین جمہوری سلطنت قائم ہوئی اور تمام قوم کے خیالات

یک سو ہوئے فرانس پریسیڈنڈنٹ نے سنہ ۱۸۵۱ء مین بابعالی سے سابقہ فرامین کی تعمیل کی درخواست کی سلطان نے جو روس
سے بیزار ہو رہا تھا مسلمان اور عیسائی عہدہ دارون کی مشترک کمیشن مقرر کی کہ کاغذات متعلقہ دیکھ کر فریقین کے دعاوی
کا فیصلہ کرے کمیشن نے فرانس کے حقوق کو درست تسلیم کرکے بنا بر رفع فساد یہہ فیصلہ کیا کہ یونانی کنیسہ مقام صعود مین اور لاطینی
کنیسہ مریم مین داخل ہوا کرین اور سلطان نے اُس کے مطابق حکم دیدیا فرانس تو باوجود حق تلفی کے مان گیا مگر روس
نے جو لڑائی کے لیے بیتاب ہو رہا تھا ۔ اور سرحدون پر فوجین اور میگزین جمع کر رہا تھا منظور نہ کیا ۔ اور خاص
سفیر کے ذریعہ سُلطان سے مطالبہ کیا کہ فواد پادشاہ وزیر خوارجیہ برطرف اور ترکی کی تمام عیسائی رعایا کو جو
کلیسیا یونانی کے پیرو ہین اُسکی مذہبی حمایت مین تسلیم کیا جائے ۔ یہہ مطالبہ صرف اس لیے تھا کہ سلطان
کو کبھی تسلیم نہ کرے گا ۔ اور لڑائی کا بہانہ ملجائے گا ۔ چنانچہ سلطان نے ان مطالبات کے ماننے سے صاف
انکار کر دیا ۔ اور نذار روس نے ۲۶ جون سنہ ۱۸۵۳ء کو مذہبی جنگ کا اعلان دیدیا اور روسی فوج ۳ جون سنہ ۱۸۵۳ء کو
مالڈیویا مین داخل ہو گئی ۔ دول یورپ نے صلح سے فیصلہ کرنا چاہا مگر روس کے قبضہ صوبجات ڈینوب اور مینہ
نوبی سے عام مسلمان اور علما مین جوش پھیل گیا ۔ اور بصورت التوائے جنگ سلطان کو معزولی کی دھمکی بھی دی گئی جسپر
ترکی گورنمنٹ نے بھی جہاد کا اعلان دیکر فوجین سرحد کو بھیجنی شروع کین اور انگریزون اور فرانسیسیون کے دو دو جہاز
بھی ڈارڈنیلز مین داخل ہو گئے ۔ دریائے ڈینوب کی ترکی افواج پر عمر پاشا مقرر ہوا جو اصل مین ہنگری
کا باشندہ تھا ۔ اور ۲۸ سال کی عمر مین مسلمان ہو کر عثمانیہ ملازمت مین داخل ہوا تھا اور مختلف عہدون
پر رہ کر سلطان عبدالمجید خان کا بحالت ولیعہدی آتالیق رہ چکا تھا اور مصری فوج اور ولیشیا ۔ بوسینا
اور سینا کے باغیون کے مقابلہ مین خدمات نمایان ظاہر کر چکا اور بغداد کی گورنری کا اعزاز بھی پا چکا تھا ۔ اس
بہادر نے جارحانہ پہلو اختیار کیا ۔ اور خود دریائے ڈینوب سے عبور کرکے روسیون پر حملہ کیا ۔ اُسنے
۴ نومبر سنہ ۱۸۵۳ء کو بمقابلہ اولٹی نتزا اور ۵ روز کو بمقام سالی ٹسٹ روسیون کو پے درپے دو فاش شکستین
دین جس سے ترکون کے حوصلہ بڑھ گئے اور ترکی فوج کی جنگی مہارت کا روسیون کے دلون پر رعب بیٹھ گیا
اور اسیطرح ایشیا مین سلیم پاشا روسیون کو متواتر شکستین دیتا ہوا خاص روسیون کے مضبوط قلعہ سنٹ
نقولا پر قابض ہو گیا ۔ انگلستان اور فرانس کے جنگی بیڑے اکر باسفرس کے بندر بیکوس مین پہنچ گئے تھے ۔
مگر پھر بھی مصالحت کے درپے رہے مگر زار روس نے کچھ پیش نہ جانے دی ایشیا اور یورپ کی بڑی شکستون کا
داغ بدنامی مٹانے کے لیے روسی امیر البحر کو عثمانیہ بیڑے کی تباہی کرنے کا اشارہ کیا گیا جسنے کہر اور دھند
فائدہ اٹھا کر ترکی بیڑے کو جو بندر سینوب مین مقیم تھا ناگہانی حملہ سے جا لیا اور لگاتار گولہ باری شروع کر دی
ترکی گو مقابلہ کے لیے تیار نہ تھے مگر پھر بھی چار گھنٹہ تک نہایت شجاعت سے لڑتے رہے اور جبتک

کر انکا کل بیڑا تباہ نہ ہوگیا مقابلہ سے نہ ہٹے صرف ایک خالی کشتی سلامت نکل گئی جسنے قسطنطنیہ اس حادثہ کی خبر جا پہونچائی۔ قصبہ سنہوب کی گولہ باری سے پانچہزار بے گناہ ہلاک کیے گئے۔ ترکی امیر البحر عثمان پاشا زخمی ہوکر قید ہوگیا۔ اور سباسٹوپول پہونچکر فوت ہوگیا۔ یہہ ہولناک خبر سُنکر انگریزی اور فرانسیسی بیڑا سُلطان کی درخواست پر ۴ جنوری ۱۸۵۴ء بحیرۂ اسود مین داخل ہوگئے اور روسی بیڑے کو محفوظ بندرگاہون مین پناہ گزین ہوا۔ انگلستان کا وزیر لارڈ ایبرڈین زار روس کا دوست تہا۔ اُس وجہ سے پھر صلح کا سلسلہ ہلایا گیا۔ مگر دیگر وزرا برخلاف تہے اور دول عظام نے جو تجاویز زار روس کے پاس روانہ کین اُسکو زار نے نامنظور کیا۔ اور ثابت ہوگیا کہ باوجودیکہ سُلطان عیسائی رعایا کو پوری آزادی دیتا ہے پہر بہی زار روس لڑائی کے ارادہ سے باز نہین آتا۔ اس سے زار کا دلی منشا کہل گیا کہ وہ ترکی کی فتح سے ملک وسیع کرنا چاہتا ہے اور چونکہ اس وقت اپنے ہم مذہب عیسائیون کو وہ کچھ برانگیختہ کرے گا۔ اُسکو اپنی کامیابی کی امید پختہ ہے۔ انگلستان اور فرانس ایسے حریص کی فتوحات عالمگیری کو یورپ خصوصاً اپنے لیے مضر خیال کرتی تہین اسلیے ترکی کے ساتھہ ملکر اُسکا زور توڑنے کا اُسکو شوق لگیا۔ اور اس اتحاد مین ریاست سارڈینیا بہی شامل ہوگئی متحدہ بیڑون نے ایک طرف سے بحیرۂ بالٹک مین داخل ہو قلعہ بوماسنڈ پر قبضہ کرلیا۔ اور روسیون کے مشہور بندرگاہ کران سٹاٹ کی ناکہ بندی کرلی مگر جس امید پر یہہ بیڑا بہیجا گیا تہا۔ وہ اُس سے پوری نہ ہوئی۔

دریائے ڈینوب کی تمام فوج بری عمر پاشا کی ماتحت تہی۔ عمر پاشا نے بمقام ویدن ڈینوب کو عبور کرکے روسیون پر کامیاب حملے کیے روسیون نے عمر پاشا کو کلافت سے نکالنے کی بہت کوشش کی لیکن عمر پاشا نے جلدی ہی روسیون کو مار کر ہٹا دیا۔ اور سلسٹریا کا محاصرہ روسیون نے فوج کثیر سے کرلیا۔ مگر تین ماہ کے متواتر حملون اور سخت خونریزی کے باوجود دلائق اور شجاع موسی پاشا کی مہارت جنگی کے سامنے عاجز آکر محاصرہ اُٹھا لیا۔ اور ہزار جوان کٹواکر ڈینوب پار ہوگئے۔ اور نامور سپہ سالار عمر پاشا نے روسیون کو تلوار کے آگے رکھہ لیا تہا اور قریب تہا کہ یہہ جوان مرد روسیون کو بزور شمشیر صوبجات ڈینوب سے نکال دے کہ آسٹریا نے اپنی فوج صوبہ ولاشیا اور مالڈیویا مین بہیجدی اور تا اختتام جنگ فریقین کو صوبجات مذکورہ سے فوج نکالنے کو کہا گیا جس کی فوج تو غاصبانہ طور سے مقیم تہی۔ اور جلدی عمر پاشا کے ہاتہون وہان سے نکلنے والی تہی اور ترک مالکانہ طور سے داخل ہونے والے تہے۔ جنکو بدنیت آسٹریا نے روک دیا۔ اور فتح سے فائدہ نہ اُٹہانے دیا۔ اور ترکی اور اُس کے رفقا اس خیال سے کہ کہین آسٹریا بہی روس کی مدد پر نہ نکل آئے۔ خاموش رہے۔ آسٹریا نے اسطرح ترکون سے روسیون کا پیچہا چہوڑا لیا۔ جنکو کہ ابتک ریا مین متحدہ فوج۔ انگریزی فرانسیسی اطالین۔ ترکی سے اپنا بچاؤ کرنا ضروری تہا علاوہ

اُسکی بہی فوج کو صریح ذلت شکست کے الزام سے بچا لیا - اور روسی ڈینوب سے جان بچا کر کریمیا پہونچ گئے -

جہان روسیون کی حالت نازک ہو رہی تہی - متحدہ افواج نے جسکی تعداد سات ہزار تہی کریمیا مین داخل ہوکر ۲۰ ستمبر کو بمقام آلما جہان فریقین مین سخت لڑائی ہوئی روسیون کو شکست دی اور سباسٹوپل کا رستہ صاف ہوگیا لیکن انگریزی و فرنچ سپہ سالارون کی غلطی سے جنہون نے فوراً سباسٹوپل پر حملہ نہ کیا روسیون نے سباسٹوپل کو بہت مضبوط کر لیا - بالاکلاوا پر ۲۵ اکتوبر کو انگریزون اور روسیون مین خونریز معرکہ ہوا جسمین انگریزی بہادرون نے جانون پر کہیل کر اور دو تہائی رسالہ کٹوا کر میدان جیت لیا - اور دکہلا دیا کہ انگریز اپنے قومی نشان یونین جیک کی عزت برقرار رکہنے کے لیے روسیون سے زیادہ سرگرم ہین -

روسیون نے ساٹہہ ہزار فوج کے ساتہہ آنکر ان کو انگریزی چہاؤنی پر ناگہانی حملہ کیا - مگر افواج متحدہ نے جو وقت پر پہنچ گئی تہین سخت جنگ کیا طرفین کی فوج کثیر ہلاک ہوئی اور روسیون کو شکست ہوئی - مگر باوجود ان شکستون کے افواج متحدہ سباسٹوپل کو محصور نہ کرسکین روسیون کو امداد فوج اور رسد میگزین برابر پہنچتا رہا - اسلیے دول متحدہ کو اور فوج کی ضرورت پڑی - سارڈینیا نے دول متحدہ سے اتحاد کر لیا اور ۲۶ جنوری ۱۸۵۵ء کو پندرہ ہزار فوج کریمیا بہیجدی جسنے اس معرکہ مین خوب داد مردانگی دی ڈینوب کے معرکہ کو اسٹریا کی مداخلت نے عملاً بند کر دیا تہا روسی فوج کا حصہ کثیر کریمیا بلایا گیا تہا - اسلیے بہادر عمر پاشا ہی فارغ ہو کر ۱۸۵۵ء ۲۵ ہزار فوج لیکر کریمیا پہونچ گیا - اور اسٹریا نے جس صریح ذلت سے بچانے کے خیال سے روسی اور ترکی فوج مین حائل ہو کر ورلیشیا پر قبضہ کر لیا وہ پورا نہ ہو سکا - عمر پاشا کے آتے ہی لڑائی کا نقشہ بدل گیا - اور اس بہادر اور مدبر سپہ سالار نے ساحل پر اترتے ہی بمقام یوپٹوریا روسی فوج کو تاریخ ۱۶ فروری ۱۸۵۵ء کو شکست فاش دی - اور پہر سباسٹوپل پہونچ کر ایسی تجاویز کین کہ سباسٹوپل واقعی محصور ہوگیا - ۲ مارچ کو زار نکلس دفعتہً مرگیا - اور اسکی جگہہ اُسکا بیٹا اسکندر ثانی ۳۷ سال کی عمر مین تخت نشین ہوا - اسٹریا کے مشورہ سے صلح کے واسطے ویانا مین وکلا طرفین جمع ہوئے - مگر نوجوان زار کے غرور نے کچہہ فیصلہ ہونے دیا - دول متحدہ نے محاصرہ پر زیادہ زور دیا - سارڈینیا نے اور بیس ہزار فوج بہیجدی فرانس نے جسکی وجہ سے یہہ لڑائی ہوئی تہی ایک لاکہہ تک اس جنگ مین فوج بہیجی تہی - روسیون نے بہی سباسٹوپل کو بچانے مین کمال مردانگی دکہائی - ۲۲ مئی کی رات کو روسیون نے شہر سے نکلکر افواج متحدہ پر دو شبخونین مارین مگر نقصان کثیر اٹہا کر پسپا کیے گئے - اسکے بعد افواج متحدہ نے کرچ اور ینی قلعہ کو مسمار کر دیا اور متحدہ بیڑے نے بحیرہ آزاف پر قابض ہو کر ٹاگن روگ کو توپون سے اڑا دیا - اور ترکون کو بحیرہ اسود کے مشرقی ساحل کے

بندرانا پہ کو فتح کر لیا۔ اور قافقس کے چرگون نے روسیون کے برخلاف بغاوت کر دی فرنچ فوج کے جدید سپہ سالار نے زیادہ سرگرمی سے کام شروع کیا۔ اور بہجون کو دہاوا کر کے دو تین مورچون کو بنوک سنگین فتح کر لیا۔ انگریزی اور فرانسیسی فوجون نے قلعہ آیدان اور قلعہ مالاکوف پر علیحدہ علیحدہ حملے کیے لیکن سو ہزار آدمی کٹوا کر ہٹا دیے گئے۔ ۱۶۔ اگست کو اطالین فوج نے قصبۂ تراکتر مین روسیون کو فاش ہزیمت دی اور افواج متحدہ نے ۴۸۷ توپون دن شہر اور مورچون پر گولے برسانے شروع کیے جس سے ایام محاصرے مین ۱۸ ہزار روسی گولون سے ہلاک کیے گئے مگر نقصان اور شدت محاصرے کے باوجود روسیون نے شہر کے بچانے مین کمال تہور اور شجاعت سے کام لیا۔ اور کمال سربازی دکہا مخالف کے حملون کو روکتے رہے اور ۳۳۶ دن تک مقابلہ پر ڈٹے رہے دول متحدہ کی ہر ایک فوج نے مقابلۂ قلعہ شکنی اور فن محاصرہ کے خوب جوہر دکہائے چنانچہ صرف فرانسیسون نے پچاس میل لمبی خندقین اور ۴۰۰ فٹ لمبی سرنگین تیار کر لین اور روسیون کی سخت آتشبازی کے باوجود جسکی لوگون کو آواز ۶۲-۶۲ میل تک سنائی دیتی تہی پرجوش فرانسیسی اپنی خندقون کو اسقدر بڑہاتے گئے کہ مالاکاف صرف ایک سو فیٹ کے فاصلہ پر رہ گیا تہا۔ اور محاصرین فوج نے فقط ایک دن مین ستر ہزار گولے شہر پر پہینکے تہے ۸ ستمبر ۱۸۵۵ء کو فرانسیسی مالاکوف اور آیدان کے مورچہ پر ٹوٹ پڑے۔ فرانسیسی تو مالاکوف پر قابض ہو گئے اور انگریز کچہ دیر کے لیے ہٹائے گئے روسیون نے مالاکوف کے لینے کے لیے کئی پے درپے حملے کیے مگر ہر دفعہ فرنچ فوج سے نقصان اٹہا کر پسپا ہوتے رہے۔ اور سباسٹوپل فتح ہو گیا۔ روسی سب پیٹرون کو آگ لگا کر۔ اور شہر خالی کر کے شمال کی طرف ہٹ گئے اور قلعہ عناکوف کو بہی روسی خود منہدم کر گئے۔ اور قلعہ کلبرن کو بہی متحدہ بیڑے نے فتح کر لیا کہ میا اور ڈینوب پر تو روسیون کو ہر طرف سے زکین ملین لیکن ایشیا مین انکو کچہ کامیابی ہوتی رہی۔ بہادر عمر پاشا سباسٹوپل کے فتح ہوتے ہی ایشیا کو روانہ ہو گیا مگر اسکے پہونچنے سے پہلے ہی قارص کی فوج نے بہوک اور فاقہ سے تنگ آ کر قلعہ روسیون کے حوالہ کر دیا تہا۔ اب آسٹریا بہو اسکی عزت قائم رکہنا چاہتا تہا اور جانتا تہا کہ عمر پاشا فتح قارص کا نشہ روسیون کے دماغ سے فوراً اتار دیگا۔ اور چونکہ ایشیا مین کہین بہی آسٹریا کسی اور عیسائی سلطنت کی حدود نہین ملتی اور دست اندازی کا کوئی موقعہ نہین بخلاف اسکے کہ ترک اپنے ہم مذہب مسلمان تاتاریون اور علاقہ قاف کے باشندون سے بہت کچہ امداد کی امید رکہ سکتے ہین ایسے وقت مین جبکہ خاص یورپ مین روس شکست پر شکست پا رہا ہے سلطنت ایشیا مین عمر پاشا کی کامیابی یقینی اور روسی اقتدار کے کہوئے جانے کی امید واثق ہے ان خیالات نے آسٹریا کو صلح کا سلسلہ ہلانے پر مجبور کیا۔ اور مغرور زار نے دول متحدہ کی شرائط پیش کردہ کو مان لیا۔ اور ۳۰ مارچ ۱۸۵۶ء کو باضابطہ عہدنامہ پر دستخط ہو گئے جسکی ۳۴ شرائط تہین ان مین بڑی بڑی شرطین یہہ تہین۔

(۱) روس صوبجات ڈینوب کی حمایت کے استحقاق اور انکی اندرونی معاملات کی دخلنت کو چہوڑ دے۔

(۲) دریائے ڈینوب پر کل اقوام کو جہاز رانی کا استحقاق حاصل رہے گا اور ہر سلطنت دریائے ڈینوب کے دہانے پر
دو دو چھوٹے جنگی جہاز رکھنے کی مجاز ہوگی۔
(۳) ڈینوب کے ڈیلٹا کا علاقہ اور صوبجات ڈینوب ترکی کے حوالہ کیے جاوینگے۔
(۴) دریائے ڈینوب مین کل اقوام یورپ کو جہاز رانی کا حق حاصل ہوگا۔ تجارتی جہازون کے سوا جنگی جہاز داخل
نہین کیے جاینگے۔ روسی اور ترکی کو بحیرہ اسود مین صرف دس دس چھوٹے جنگی جہاز رکھنے کی
اجازت ہوگی۔ اور کوئی جنگی قلعہ نہین بنائینگے۔ وغیرہ

جنگ کریمیا کے نتائج

(۱) روس کی بحری طاقت محدود کی گئی۔ اور بحیرہ اسود مین روس کی طاقت گھٹائی گئی۔ مگر اس سے صرف ترکی کا
ہی فائدہ نہ تھا۔ بلکہ دول متحدہ کا ترکی سے زیادہ فائدہ نکلا جس اندیشہ سے انگلستان اور فرانس نے روسیون سے جنگ
کیا تھا وہ ہمیشہ کے لیے معدوم ہوگیا۔ بحیرہ اسود کی اس بحری رکاوٹ نے روسیون کی اُن امنگون پر پانی پھیر دیا
جو وہ بحیرۂ روم کے متعلقہ سواحل کی نسبت رکھتے تھے اور اپنے ہم مذہب یونانیون کے ذریعہ بہت کچھ کامیابی کی
امید کرتے تھے۔ اس سے انگلستان فرانس کے لیے شمالی افریقہ کا وسیع میدان ایک اور ملکیت بن گیا۔
(۲) روس کو ضرور بحیرہ اسود کی بندش نے بحیرۂ روم کی طرف سے تو مایوس کر دیا۔ مگر اس نے بحری طاقت کی کسر بری
فوج کے ذریعہ نکال لی۔ اور ایشیا کے کمزور مسلمان خوانین کے مغلوب کرنے سے کوہ ہندوکش تک اور دوسری طرف
پورٹ آرتھر تک روسی جھنڈا گاڑ دیا۔ گویا کریمیا کی شکست سے روسیون کو کوئی نقصان نہ پہونچا بلکہ انکی اولوالعزمی نے اپنی
فتوحات کے لیے ایسا راستہ نکال لیا۔ کہ جسمین یورپ کی نسبت بہت ہی کم مشکلات پیش آئین پس یہ کہنا بیجا نہین کہ اس
شکست نے روس کو مسلمانون کی صدیون کی آزادی پسند قومون کا شاہنشاہ بنا دیا۔ اور روس نے اسلامی دنیا کو جسکے مشہور
مظفر منصور سلاطین دنیا کے ہر ایک حصہ مین اپنے فتوحات کے نشان گاڑ چکے تھے عیسائیون کی ماتحت کر دیا۔
(۳) دریائے ڈینوب کے نیوٹرل رکھنے یعنے تمام قومون کو جہاز رانی کے اختیارات دینے سے بھی یورپ کے عیسائیون کا
فائدہ تھا۔ اور سلطانی اقتدار گھٹانے کا باعث تھا۔
(۴) تمام قومون کے دو دو جنگی جہاز ڈینوب کے دہانہ پر رکھنے سے بظاہر تو روس کی رکاوٹ کہانی گئی تھی۔ لیکن ترکی
اس شرط سے ایک عام آماجگاہ بن گئی۔ اور تمام قومون کو مداخلت کا حق حاصل ہوگیا۔
(۵) صوبجات ڈینوب پہلے ہی ترکی کے تھے اور بہادر عمر پاشا روسیون کو ان علاقون سے نکال چکا تھا۔
ابا عث کرم و شتن کا مقابلہ تھا۔ ان صوبجات مین عدم دست اندازی کی شرط کی جیسے نگہداشت کی گئی۔

وہ آیندہ ذکر کیا جائے جسکا ہولناک نتیجہ جنگ روم و روس ۱۸۷۸ع نکلا۔
بہرحال ترکی کو سوا اسکے اور کچھہ فائدہ نہ پہونچا کہ اُس کے مہیب دشمن کو بیس سال تک وا اپنے ارادون مین ناکام رہنا پڑا۔ اس جنگ کریمیا کے سبب سے فرانسیسیون و انگریزون نے الجزائر اور عدن کے غاصبانہ قبضہ کو شیر مادر قرار دیلیا۔ اور سلطان کو ہمیشہ کے لیے خاموش کردیا الجزائر کے تجربہ نے فرانسیسیون کی جرأت کو بڑھا دیا اور بعد مین ٹیونس سے بھی سلطانی اقتدار کھودیا گیا۔ اور طرابلس (ٹریپولی) پہ چالاک حریفون کی نگاہ حسرت جاری ہے اور مراکو کی صدیون کی آزاد اور بہادر سلطنت یورپ کی حرص و آز کا تختہ مشق بن رہی ہے۔ ادہر عدن کے گمنام بندر کی برائے نام قبضہ نے آج انگریزی پنجہ تمام ساحلی قبائل اور شیوخ پر ڈال دیا ہے اور سلطانی اعتبار کو گھٹا دیا ہے جسکا اثر وسط عرب تک پہنچ چکا ہے پس جنگ کریمیا مین گو ترکون نے کمال مردانگی دکھائی اور بہادر عمر پاشا نے ہر ایک میدان مین فتح پائی مگر فتح کا فائدہ ترکی کو تو کچھہ نہ ملا بلکہ نقصان اٹھایا اور فائدہ بھی مغلوب روس سے نہین بلکہ اپنے دوست غالب فریق ترکی سے دوستی کی یہہ مثال دنیا کی کسی قومی تاریخ مین نہین ملتی جو یورپ کی مہذب سلطنتین دکھاتی ہین اسی اثنا مین سلطان عبدالمجید خان سے غلامون کی تجارت کے روکنے کا فرمان جاری کرادیا گیا جس سے مکہ مین سلطانی فوج کے برخلاف مکہ والون نے تلوار اٹھائی اور مسلمانون مین کشت و خون ہوتی رہی ہندوستان کے غدر ۱۸۵۷ع مین سلطان نے بذریعہ اشتہار مسلمانان ہندوستان کو وفاداری کی ہدایت کی اور انگریزی گورنمنٹ کی اطاعت مین ثابت قدم رہنے کی تاکید کی۔

فساد جدہ

اسی جنگ کریمیا مین امداد دینے کے سبب جب اس کا فائدہ ترکی کو کچھہ نہ ہوا۔ انگریزون اور فرانسیسیون کا اسقدر عذر بڑھہ گیا کہ غلامون کی تجارت جسکی ممانعت کا حکم سلطان نے دیدیا تھا۔ اور مکہ والون اور تمام عربون کو سلطان نے ناراض کرلیا تھا۔ انگریزی اور فرنچ قونسلون نے زیادہ دلیر ہوکر عرب جیسے ملک مین خود ہی دست اندازی شروع کردی عرب جو خود سلطانی عمال کی کارروائیون کو بھی برا جانتے تھے عیسائیون کی دست اندازی کو کب گوارہ کرسکتے تھے۔ یہہ حکم ۱۲۷۳ھ مین جاری کیا گیا تھا۔ ابھی یہہ نفرت اور مخالفت جاری ہی تھی کہ ۱۲۷۴ھ مین جدہ کی ایک مسلمان تاجر نے جو انگریزی علم کا نشان اپنے جہاز پر گاڑا کرتا تھا عثمانیہ نشان نصب کردیا۔ انگریزی ایجنٹ و کونسل نے تاجر مذکور کو منع کیا۔ لیکن وہ باز نہ آیا کونسل نے خود جہاز پر جاکر عثمانیہ بیرق اتار دی اور انگریزی بیرق نصب کردی بقول بعض عثمانیہ بیرق کو پاؤن مین روند ڈالا جو اسلامی خلافت و امارت کی صریح ہتک تھی مسلمان اور عرب کب گوارہ کرسکتے تھے۔ کونسل پر ٹوٹ پڑے اور انگریزی کونسل کو قتل کردیا۔ اور باقی یورپین کونسلر اور تمام عیسائی مارے گئے اور لٹ گئے۔ جدہ کا گورنر نامق پاشا اسوقت مکہ مین تہا اور شریف مکہ محمد بن عون ستر سال کی عمر مین از زائی ماہ پیشتر مرچکا تہا اور قائم مقام شریف مکہ اسکا بیٹا علی پاشا تہا اصلی شریف مکہ عبداللہ بن

محمد بن عون ابتک قسطنطنیہ سے نہین آیا تہا۔

نامق پاشا یہ خبر سنتے ہی جدہ پہونچ گیا۔ اور مفسدین کو قید کر کے دار السلطنۃ قسطنطنیہ مین اس حادثہ کی خبر پہونچا دی گئی۔ اور تسکین فتنہ کے بعد ادائے حج کے لیے واپس مکہ مین چلا گیا۔ اور ایک گورنر جو انتظام کرسکتا تہا وہ کر گیا۔ مجرم قید کیے گئے فتنہ فرو ہو گیا۔ امن وامان قائم ہو گیا۔ سلطان کو خبر دی گئی جسکے حکم آنے پر مزید کارروائی منحصر تہی۔ مگر انگریز جو جنگ کریمیا کی امداد کے سبب سلطان کو بندۂ زر خرید سمجہتے تہے اور ترکون کو عضو معطل جانتے تہے سلطانی حکم کی کب انتظار کر سکتے تہے۔ فوراً انگریزی جنگی جہاز جدہ پہونچ گیا۔ اور سلطانی علاقہ اور رعیت پر گولہ باری شروع کر دی۔ اور بیس ۲۰ گہنٹہ کی گولہ باری سے جدہ کی آبادی کو مسمار اور سیکڑون بیگناہ بندگان خدا ہلاک کیے گئے۔ اور باقی باشندگان جدہ بہاگ گئے۔ نامق پاشا کو مقام منی میں خبر پہونچ گئی۔ مراسم حج سے فارغ ہو کر نامق پاشا نے علماء امرائے تجار کی مجلس مقرر کر کے مشورہ کیا۔ سوداگرون نے کہا کہ ہمارے پاس اس قسم کے تیراک موجود ہین جو پانی کے اندر ہی اندر جا کر جہاز کو غرق کر سکتے ہین۔ اور انتقام لے سکتے ہین نامق پاشا نے جو یورپ کی بحری طاقت سے واقف تہا کہا کہ اگر ایک جہاز غرق کرو گے تو ایک کی جگہہ دس اور دس کی جگہہ سو جہاز آجائین گے اس لیے یہ رائے ٹہیک نہین ہے عربون نے کہا کہ اعلان جہاد دیا جائے صرف قبائل حجاز مثلاً صفدیل۔ ثقیف حرب۔ غامد۔ زہران عسیر۔ مین سے ہی لاکہون مجاہد جمع ہو سکتے ہین جو انگریزون کو اس تعدی کا مزہ چکہا سکتے ہین کیونکہ یہ ذلت عرب ہرگز گوارہ نہین کر سکتے۔ مآل اندیش نامق پاشا نے جو اپنی بحالی کی کمزوری اور انگلستان کے رسوخ سے بخوبی واقف تہا کہا کہ بے شک پر جوش اہل حجاز اس سے بہی زیادہ جمع ہو سکتے ہین اور عیسائیون کو جدہ سے مار کر نکال سکتے ہین لیکن انگریزی جہاز جدہ سے ہٹ کر دیگر بلاد عثمانیہ پر آفت لائین گے۔ اور سلطنت عثمانیہ کو حفاظت ملک کے لیے مجبوراً جنگی مشکلات مین مبتلا ہونا پڑے گا۔ اور اجتماع قبائل کیلئے کچہ مدت لگیگی۔ اور ہمکو صرف انتظام کرنا منظور ہے۔ جو رفق وملاطفت سے کرنا چاہیے آخر یہ تجویز قرار پائی کہ نامق پاشا چند علماء اور تجار جدہ کے ہمراہ انگریزی جہاز کے کپتان کے پاس جدہ مین جائے اور صلح سے فیصلہ کرے۔ نامق پاشا معہ رئیس العلماء شیخ جمال شیخ عمر شیخ صدیق شیخ ابراہیم شیخ محمد جاد اللہ شیخ السادات شیخ محمد بن اسحاق بن عقیل وغیرہ وسوداگران جدہ کے ہمراہ کپتان مذکور کے پاس گئے اور بعد بحث ومباحثہ قرار پایا کہ اس فساد کی تحقیقات کیجائے اور مفسدین کو سزا دی جائے اور سلطان کی خدمت مین اطلاع دیجائے اور جواب کی انتظار کی جائے۔

ماہ محرم ۱۲۷۵ھ مین سلطان عثمانیہ۔ انگلستان۔ فرانس کے مشترکہ کمیشن تحقیقات مقدمہ کے لیے جدہ پہنچ گئی۔ اور اسنے جسطرح ہوسکا زمی وگرمی سے عوام کے اظہارات معتبرین جدہ کے جو خلاف نتیجہ نکالا عبداللہ محتسب اور شیخ آمودی تو عین بازار جدہ مین لوگون کے روبرو قتل کیے گئے اور بارہ شخص در جدہ کے باہر مارے گئے

قاضی جدہ اور چند اور معزز مشائخ کو جلا وطن کیا گیا۔ اور عیسائیون کے نقصان مال کی قیمت کثیر سلطنت عثمانیہ سے لی گئی
کریمیا کے جنگ مین اگرچہ چند روزہ سلطان کی عزت قائم رکھی گئی تو خاص اسلامی ملک عرب اور حرمین شریفین کے دروازے
پر سلطانی اعزاز کو نقصان پہونچایا گیا۔ اور منافرخوب کے قتل و جلا وطنی سے آیندہ کے لیے رعب بیٹھایا گیا۔ کہ انگریزی
عہدے سے انکو سلطان وغیرہ کوئی نہین بچا سکتا اور نہ انکا سلطان انگریزی مطالبات کو روک سکتا ہے یہ واقعہ عہد نامہ
پیرس سے ایک سال بعد کا ہے۔

نامق پاشا نے عربون کو جہاد سے اس لیے روکا تھا کہ سلطنت عثمانیہ ابھی روس کی لڑائی سے فارغ ہوئی تھی اور
انگریزون سے رفاقت تھی وہ تازہ مشکلات کا باعث خود نہین بننا چاہتا تھا اگرچہ پر جوش عرب بہ تعداد کثیر مقابلہ پر جمع ہو جاتے
مگر سلطنت عثمانیہ کی قواعد دان فوج جلدی مدد پر نہین آسکے گی۔ اور انگریزی جہاز فوراً موقعہ پر پہونچ جاوینگے۔
اور تمام مشکلات سر پر آپڑینگی۔ اور سلطان عبدالمجید جو انگریزون کے ہاتھ مین کٹھ پتلی ہے۔ میری کارروائی سے
کبھی متفق نہین ہوگا۔ پس نامق پاشا نے گورنری کی حیثیت سے جو مناسب تھا انتظام کر دیا۔ ہان اگر نامق پاشا عرب
مین اعلان جہاد ہونے دیتا اور عرب لاکھون کی تعداد مین انگریزی فوج کے سامنے آجاتے تو لڑائی تو ہوتی ہی
نہین تھی بہرحال انگریزون کو معلوم ہو جاتا کہ سرزمین حجاز مین کسی غیر مسلم سلطنت کا پاؤن جمنا محالات سے
ہے بہرحال نامق پاشا خدا بھلا کرے جسنے ایک بڑی بھاری مشکل سے انگلستان اور ترکی والون کو بچا لیا۔ اور
سلطان نے بھی گو اپنی وفادار رعایا مین سے چند معزز اشخاص کو انگلستان کی دوستی کی بھینٹ چڑھا دیا۔ مگر
دونون سلطنتون کو ایک محاربہ عظیم سے ہٹا لیا۔ اور یہی امن پسند پالیسی اُسکے مدبر فرزند سلطان عبدالحمید خان
سلمہ اللہ تعالی کی ہے جسنے سرحد عقبہ اور طابہ کے معاملہ مین ایک زبردست جنگ کو ٹال دیا۔

رومانیا کی خود مختاری

اسی سال ان رفقا نے ایک اور مہربانی کی کہ عہدنامہ پیرس مین جو شرط رکھی گئی تھی کہ ورلیشیا اور مالڈیویا کے صوبجات
مین روس کسی قسم کی مداخلت نہین کرے گا۔ اور سلطان کی شاہی حقوق کی نگہداشت تمام سلاطین یورپ کرینگے
روس کے ایما پر دونون صوبون کا ایک صوبہ بنام رومانیا مقرر کیا اور وہان کا گورنر جرمن شاہزادہ بنا دیا۔ اور چالیس
ہزار پونڈ سالانہ خراج برائے نام مقرر کرکے سلطان کے جملہ اختیار سے یہ صوبہ آزاد کیا گیا۔ اور عہدنامہ
برلن مین یہ خراج بھی اٹھا کر رومانیا کو بالکل آزاد کر دیا۔ اور جو کام ابتک باوجود صدیون کی کوششون کے اسٹریا
اور روس سے نہین ہو سکا تہا۔ وہ ان رفقا کی دوستی اور یورپ کی نیک نیتی سے پانچ سال بعد سلطنت عثمانیہ
سے حاصل کیا گیا۔ اور فتح کریمیا کا ترکون کو خوب پہل ملا۔ اسکے بعد یورپ کی تمام دول عظام کو بالاتفاق ترکی

مین مداخلت کرنے اور دبانے کا خوب گر ہاتھ لگ گیا۔

جدہ کی مداخلت نے جو خاص عرب جدہ عرب کے ہی اس حصے مین جو خاص تقدیس کا کمال تبرک کہتا تہا عیسایون کو دلیر کر دیا جدہ کے فساد کے بعد ۱۸۶۰ء مین شام مین جبل لبنان کے مارونی عیسایون اور دروس مسلمانون مین خانہ جنگی شروع ہوگئی اور دروس لوگون کو غلبہ رہا اور دمشق کے فساد مین بہی چند عیسائی قتل کیے گئے۔ اور اب کی دفعہ دوسرا نپولین فرانس میدان مین نکل آیا اور دیگر شاہان انگلستان۔ روس۔ پرشیا۔ آسٹریا کے صلاح ومشورے سے شام مین فوج بہیجدی سلطان تمام یورپ کو جو قیام امن کیلیے بیقراری ظاہر کر رہا تہا روک نہ سکا۔ مگر گورنر شام کو قیام امن کیلیے تاکید کر دی اور اسنے فرانسیسی فوج پہنچنے سے پہلے ہی مفسدون کو سزا دیکر قرار واقعی انتظام کر لیا۔ اور مغرور فرانسیسیون کو جب کوئی حجت نہ ملی تو لنبا منہ لیکر پندرہ جون ۱۸۶۱ء کو واپس چلے آے اور ترکی کے دوست فرانس کا وار خالی گیا مگر عیسائیون کو کئی حقوق ملگئے اسی امداد کریمیا کا مضر نتیجہ جو سلطنت عثمانیہ کے حق مین پیدا ہوا۔ وہ غیر سلطنتون کا قرضہ تہا۔ جسکی چاٹ اسیوقت سے مین شروع ہوی اور یورپین دول کی مداخلت کا باعث ہوئی جسنے سلطنت کو اس سے زیادہ مضمحل کر دیا جو صد یونکے محاربے مین نہو سکی تہی۔

باوجودیکہ سلطان عبد المجید خان کے عہد مین آمدنی ۱۶ کروڑ روپیہ اور خرچ دس کروڑ روپیہ تہا۔ مگر اس یورپین قرضہ کی جونک ایسی چمٹ گئی کہ ترکی کے بدن مین خون کا ایک قطرہ تک نہ رہنے دیا۔ اسی قرضہ نے مصر کو ہاتھ سے کہو دیا خدا کا شکر ہے کہ سلطان عبد الحمید خان سلمہ اللہ تعالی نے بہت کچہ سبکدوشی کر لی اور عثمانیہ بنک اور نوٹون کے اجرا، اور ہر ایک صیغہ کی عمدہ نگرانی اور انتظام فوائی کفایت شعاری اور جدید آمدنی کے محکمون کے قیام سے بہت کچہ انتظام کر لیا ہے جنکو دیکہہ یورپین سلطنتین جدید اخراجات کا بوجہہ سلطان کے سر پڑ جانے کے لیے کوئی نکوئی شرارت کہڑی کرتی ہین فساد شام سے چند ماہ بعد سلطان عبد المجید خان، ۱۷ ذیقعدہ ۱۲۷۷ھ کو چالیس سال کی عمر اور ساڑہے بارہ سال سلطنت کے بعد فوت ہو گیا۔

اس سلطان نے مسجد نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جدید تعمیر کی جو چار سال مین ختم ہوئی۔ جو دنیا مین ایک بے نظیر عمارت شمار ہوتی ہے میزاب کعبہ مین بہی اسی سلطان کی یادگار ہے۔ اور بہی حرمین شریفین مین کئی ایک عمارتین بنوائین مگر سلطان کی ذاتی تن پرستی اور آرام طلبی سے یورپین سلطنتون کا رسوخ بہت بڑہ گیا۔ اور وہ اسقدر دلیر ہوگئے کہ ادنی ادنی باتون پر بگڑ بگڑ کر فوجین بہیجنے لگے اور دہوکہ دینے لگے جسکا انسداد یہی سلطان حال نے کیا ہے جو اس قسم کی بعض دہمکیون کی پروا نکرکے اپنے حقوق پر اڑا رہا۔

سلطان عبدالعزیز خان

سلطان عبدالمجید خان کے بعد اُسکا چھوٹا بھائی عبدالعزیز خان تخت نشین ہوا جسنے شروع شروع مین تو قابلیت دکھائی اول عربون کو جو فساد جذ مین قید کر لیے گئے تھے رہا کر دیا۔ رشوت خوار او خائن عہدہ دارون کو موقوف کیا۔ اجنبی لوگون کو بناء وغیرہ کا اجارہ دینے کا قاعدہ منسوخ کر دیا اور اپنی متشرع حرکات سے مسلمانون کی امیدون کو تازہ کیا۔ سلطان عبدالمجید خان کی کل عورتون کو جنکی تعداد چھ سو تک پہنچ گئی تھی۔ عدت کے بعد نکاح کرنے کی اجازت دیدی سامان حرب کی فراہمی اور درستی افواج مین بہت توجہ کی۔ اور کامیاب بھی ہوا جنگی جہازات کی بھی کافی تعداد مہیا کر لی۔ اُسکے عہد مین کریٹ کی پہلی بغاوت شروع ہوئی۔ اور یونان بھی مقابلہ پر آنے لگا۔ مگر باب عالی کی مستعدی اور دول یورپ کے منع کرنے سے باز آگیا۔ اور کریٹ کے عیسائیون کو چند رعائتین دیکر بغاوت فرو کی گئی۔ اسی اثنا مین کریٹ کے عیسائیون کی رعائتون کو دیکھکر دیگر سلاطین یورپ کی تحریک سے سرویا نے بھی باغیانہ مطالبہ کیا کہ سرویہ کے قلعون سے ترکی فوج ہٹائی جائے اور لڑائی کی تیاری کر دی ترکی کے مشہور رفقا فرانس اور انگلستان کے سمجھانے سے سلطان نے سرویا کے جنگی قلعون کو ترکی فوج سے خالی کر لیا۔ اور پانچسو سال کا محکوم صوبہ آزاد کر دیا جسکا برائے نام خراج عہدنامہ برلن مین اڑا دیا گیا۔

اسی سال سلطان عبدالعزیز خان نے یورپ کی سیر کی اور یہہ پہلا سلطان عثمانیہ ہے جو یورپ کی ہوا کھانے گیا اور ایسی ہوا کھائی کہ ؎

کلاغے تک کبک در گوش کرد ۔۔۔ تک خویشتن را فراموش کرد۔

کا مصداق بنگیا یورپ کے شکاریون نے اس شکار کے پھانسنے کے لیے طرح طرح کے اختراعات سے کام لیا۔ اور یہ مستقل مزاج سلطان ایسا پھنسا کہ دین و دنیا کو کھو بیٹھا یورپ کی عام نمائش و آرائش عیاشانہ تکلفانہ مین محو ہو گیا ترکی کی اصل لذت کو سمجھ سکا واپسی نے پردار السلام قسطنطنیہ کو بھی یورپ کا رنگ دینے لگا۔ اور اس قدر فضول خرچ ہو گیا کہ جو سلطان ابتدائے سلطنت مین اپنا ذاتی وظیفہ مقررہ کا بھی بہت سا حصہ استحکام سلطنت پر خرچ کرتا تھا۔ اب اُس وظیفہ سے جو گنی رقم بھی اُسکے روز مرہ کے اخراجات کیلیے کافی نہ ہوتی تھی۔ اور سیاحت یورپ کی طفیل عیاشی کا یہہ عالم ہو گیا کہ جو سلطان تخت نشینی کے وقت تقریباً کل کنیزون کو آزاد کرکے صرف ایک بیوی رکھنے کا منشا ظاہر کر چکا تھا۔ اب اُس کی کنیزونکی تعداد ایک ہزار تک پہونچ چکی تھی۔ افسوس وہ سلطان جو تمام روئے زمین کے مسلمانون مین اتحاد و یک جہتی پیدا کرنے کا خیال رکھتا تھا اور جسکے لیے سے جزائر ۔ محیط قمر اکومہ زنجبار ۔ اور کاشغر تک تحریک بھی کیجا رہی تھی سا سی یورپ مین مصاحبت سے از خود مت ہو گیا کہ خاص سلطنت

کے حالات سے بہی غافل ہوگیا کہ نہر سوئیز کا معاملہ بلا اطلاع سلطان اسمعیل پاشا والی مصر نے خود بخود طے کر دیا۔

مصر کے خدیو

محمد علی بانی خاندان خدیو جسکا حال اوپر لکہا گیا ہے ۱۲۶۵ھ میں ۴۵ سال کی حکومت کے بعد فوت ہوگیا اسکی جگہہ بہادر ابراہیم پاشا بحکم سلطان والی مصر ہوا۔ ابراہیم پاشا قریباً ایک سال تک زندہ رہا اسکی جگہہ عباس پاشا ولد طوسون پاشا ولد محمد علی مقرر ہوا جو دادا اور چچا کی طرح لایق نہ تہا۔ اور سنہ ۱۲۷۰ھ مین مقتول ہوا جسکی جگہہ سعید پاشا بن محمد علی مقرر ہوا۔ اور سنہ ۱۲۷۹ھ مین فوت ہوا۔ اور اسکی جگہہ اسمعیل ولد ابراہیم ولد محمد علی والی مصر ہوا۔ یہی اسمعیل سلطان عبدالعزیز خان کے عہد مین گورنر مصر تہا اسی اسمعیل نے بلا اجازت سلطان نہر سوئیز کی تعمیر کا ٹہیکہ ایک فرانسیسی ٹہیکیدار ایم ڈی لیپ کو دیدیا تہا بابعالی کی عتاب پر اسمعیل نے سلطان سے باضابطہ اجازت حاصل کر لی اور سلطان کو زیادہ خوش کر کے والی کے معمولی خطاب کی جگہہ خدیو مصر کا موروثی خطاب بہی لے لیا اور دگنا خراج دینا منظور کر کے قاعدہ وراثت خدیو کو تبدیل کرا لیا۔ کہ آیندہ باپ کی جگہہ بیٹا ہی خدیو ہوا کرے افسوس کہ سلطان عبدالعزیز خان کی نادانی اور اسمٰعیل کی حریصانہ پالیسی نے مصر کو نہ ترکی کے کام کا چہوڑا اور نہ اسمعیل کا خاندان عزت کے ساتہہ فائدہ اوٹہا سکا۔ اسمعیل نے اپنے خاندان کے دیگر وارثان کو محروم کیا۔ خدا نے اُس کی اولاد کو ایک غیر مسلم قوم کا دست نگر بنا دیا اور جو نہیں بلا آخر سلطان عبدالعزیز خان پہ پڑا تہا۔ اسی سے اسمعیل بلکہ خود مصر تباہ ہوا۔ بہ تقلید سلطان اسمعیل نے بہی سیاحت یورپ کی اور یورپ والون نے اسکو قرضہ مین بہی داب لیا جس قرضہ کی آڑ مین آج مصر سے نیم تن در گور نیم تن در زندگی کا نمونہ بن رہے ہے اور خود اسمعیل بہی سنہ ۱۲۹۶ھ مین معزول ہوا۔ اور اسکی جگہہ توفیق پاشا خدیو مصر ہوا جسمین باپ دادے کی کوئی بہی وصف نہ تہی اسی کیوقت مین انگریزی فوجین مصر مین داخل ہوئین اور رفتہ رفتہ تمام مصری مقامات پر انگریز قابض ہوگئے موجودہ خدیو عباس پاشا لائق اور زمانہ شناس ہے اور مصریون مین بیداری کے آثار پائے جاتے ہین۔

روسی سازشین

سلطان عبدالعزیز خان کا وزیر اعظم عالی پاشا نہایت مدبر اور سلطان کے نزدیک معتبر سمجہا جاتا تہا اسی قدر انداز وزیر نے دول یورپ کی ریشہ دوانیون کے خیال سے طرابلس الغرب کے موروثی گورنر عبداللہ ترکمان کو معزول کر کے صوبہ کو براہ راست عثمانیہ سلطنت مین شامل لیا۔ ورنہ یہہ صوبہ بہی ٹیونس و الجزائر مصر کی طرح غیرون کا تختہ مشق بنجاتا۔ اسی وزیر نے دول یورپ کی رعایا مقیم حدود ترکی کے مفسدانہ کارروائیون کے نقصان پر

خیال کرکے روسی عایت کو منسوخ کرنے کی کوشش کی کہ جسکے اجنبی رعایا کو باوجو سنگین جرائم کے ترکی عمال باز
پرس نہین کرسکتے تھے اسی خط وکتابت جاری تہی کہ یہہ فرزانہ وزیر ۱۸۶۹ء مین مرگیا۔ اور ترکی مین ایسا کوئی بارسوخ
ارکان سلطنت مین نرہ گیا جو سلطان کو سمہال سکتا ۔ اسکے بعد جلدی ہی ۱۸۷۰ء مین فرانس کو پرشیا سے
شکست ہوئی اور وہ یورپ مین کسی دخل دینے کے قابل نرہا۔ ترکو نکے مشہور دشمن مسٹر گلیڈسٹون کی کوشش سے معاہدہ لنڈن
۱۸۷۱ء کے روسے ازروس کو بحیرہ اسود مین وہ تمام حقوق مل گئے جو جنگ کریمیا مین ترکی نے ہزارون جانین قربان کرکے
اور کروڑون کا قرضہ یورپ اٹہاکر ہٹائے تہے ۔

سلطان یہہ حالت دیکھکر کہ فرانس تباہ ہوگیا اور مدد کے قابل نہین رہا۔ اور انگلستان روس کی ہواخواہی کا دم بہرنے
لگاہے وہ بہی روس کی دوستی کی طرف جہکا۔ جس سے روسی سفیر کا رسوخ بڑہ گیا۔ اور سلطان کی مزاج بیجا وی ہوگیا
اور شور سے پینے لگا۔ دوسری طرف عیسائی رعایا کو بہڑکلنے لگا۔

عالی پاشا کی جگہہ محمود اور معزول شدہ محمود کی جگہہ بغداد کا گورنر مدحت پاشا ۱۸۷۲ء مین وزیر اعظم ہوا جسنے سلطان
کو فضول خرچی سے روکنا چاہا اور اسی جرم مین برخاست ہوا۔ اور رشدی پاشا وزیر اعظم ہوا۔ اسی اثنا مین روسی
سفیر کے ورغلانے سے سلطان عبد العزیز خان نے وراثت کے قدیم قاعدہ کو تبدیل کرنا چاہا اور پہلے جو شخص خاندان
عثمانیہ کے ذکور مین سے عمر مین بڑا ہو وہ تخت نشین کیا جاتا تہا ۔ اس قاعدہ کو منسوخ کرکے اپنے بہتیجے کی جگہہ اپنے
بیٹے یوسف عز الدین کو ولی عہد کرنا چاہا جس سے سلمان اور مخالف ہو گئے ۱۸۷۳ء مین روس۔ آسٹریا۔
جرمن ۔ نے سلطان عثمانیہ کے بعض علاقون کو ہضم کرنے کے واسطے اتحاد ثلاثہ کرلیا۔ اور ترکی کی عیسائی رعایا
کو بغاوت پر آمادہ کیا۔ چنانچہ ۱۸۷۵ء مین ہرزی گوتنا اور پہر مانٹی نگرو کے عیسائیون نے سلمانون کو قتل کرنا اور
لوٹنا شروع کیا اور پہر بوسینا کے باغیون نے بہی وتیرہ اختیار کیا۔ باب عالی نے غازی مختار پاشا کو قیام امن
کے لیے مقرر کیا جسنے جلدی ہی فساد رفع کردیا مگر دول ثلاثہ کو یہہ کب منظور تہا۔ کونٹ ونیرہ آسٹریا نے بذریعہ
گشتی مراسلہ تمام دول یورپ کو اس امر مین متحد کرلیا کہ باغی عیسایون کو خاص رعایتین دلائی جاوین جسکو بنظر رفع فساد
باب عالی نے منظور کرلیا۔ مگر مطلب تو اور تہا۔ رعایتون کا تو صرف بہانہ تہا۔ شہوچالباز پرنس بسمارک وزیر اعظم
جرمن نے دول یورپ کو لکہا کہ جو رعایتین باغی عیسائی مانگتے ہین وہی دلوائی جاوین چونکہ اس سے سلطنت کی حکومت
کا خاتمہ تہا باب عالی نے نامنظور کین اور یورپ کو بہانہ مل گیا تیسری سلطنت روس نے بلگیریا کے عیسایون کو ترکی کے
مقابلہ پر اٹہادیا ۱۸۷۶ء مین بلغاری عیسایون نے سلمانون کے قتل عام سے خون کی ندیان بہادین مذکورہ
بالا روسی سفیر کے مشورہ سے نادان سلطان نے بجائے آئینی فوج کے غیر آئینی فوج اور مسلمان باشندون کو باغیون کے
مقابلہ پر مقرر کیا جنہون نے عیسایون سے دل کہول کر انتقام لیا جس سے تمام یورپ کا متعصبانہ جوش

اٹھانا پڑا۔ اور انگلستان جو اب تک اتحاد ثلاثہ کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتا تھا وہ بھی ترکی کے مخالف ہو گیا اور چالاک سفیر روس کا جو مطلب تھا پورا ہو گیا۔ اور تمام عیسائیوں کو سلطان کے برخلاف برانگیختہ کر دیا باوجود اسقدر خرابیوں کے سلطان بیدار نہ ہوا اور اسی سفیر پر اعتبار کرتا رہا۔ اس سلطنت کے خیرخواہوں نے ۷ جمادی الاول ۱۲۹۳ھ مطابق ۳۰ مئی ۱۸۷۶ء کو اسے معزول کر دیا گیا۔ اور پانچ روز بعد اسکی لاش بیجان پائی گئی جو معزول کنندہ جماعت کے ہاتھ سے شہید کیا گیا تھا۔

اس سلطان نے ۴۶ سال عمر پائی اور ۱۶ سال ۴ ماہ سلطنت کی۔

سلطان عبدالعزیز خان کی معزولی کی وجہ زیادہ تر یہ تھی کہ ارکین سلطنت مدحت پاشا محمود پاشا داماد شیخ الاسلام خیر اللہ آفندی نوری پاشا حسین عونی پاشا سرعسکر شامل تھے حسین عونی پاشا کو تو سلطان عبدالعزیز خان کے سالے (خیر پورہ) حسن چرکس نے معہ چند اور وزرا کے طپنچہ سے قتل کر دیا اور باقی کو سلطان حال عبدالحمید خان نے قلعہ طائف واقعہ حجاز میں قید کر دیا تھا۔

سلطان مراد خان ابن عبدالمجید خان

سلطان عبدالعزیز خان کے بعد اسکا بڑا بھتیجا سلطان مراد خان پنجم تخت نشین ہوا۔ جو نہایت مستعد معلوم ہوتا تھا۔ مگر پھر دیوانہ ہو گیا۔ اور تین ماہ بعد شعبان سن مذکور میں معزول کیا گیا۔

سلطان عبدالحمید خان سلمہ اللہ المنان

سلطان مراد خان کے بعد اسکا چھوٹا بھائی امیر المومنین خلیفۃ المسلمین سلطان عبدالحمید خان ثانی خلد اللہ ملکہ بن سلطان عبدالمجید خان شعبان ۱۲۹۳ھ کو ۳۴ سال کی عمر میں تخت نشین ہوا۔ جبکہ عیسائی رعایا برسرپیکار تھی اور سلطنت عثمانیہ ایک سخت خونخوار جنگ میں مبتلا ہونے والی تھی مخالف جنگی تیاریاں اعلیٰ پیمانہ پر کر چکا تھا جنگ سے روکنے والوں کو اپنے ساتھ ملا لیا تھا سلطنت عثمانیہ یورپ میں قرضہ کے بارگران کے علاوہ اندرونی مشکلات میں مبتلا تھی ارکین سلطنت سلطانی اختیارات گھٹانے کے درپے تھے۔ اور کافی زور رکھتے تھے۔ سلطان عبدالعزیز خان معزول اور پھر مقتول ہو چکا تھا۔ سلطان مراد خان جب وزرا کا ہم آہنگ نہ ہوا تو تین ماہ کے عرصہ میں ہی خلل دماغ کی واقعی یا غیر واقعی بہانہ سے تخت سے اتار گیا۔ سلطان عبدالحمید خان سلمہ نے بھی انہیں واقعات کو مدنظر رکھکر شروع شروع میں وزرائے سلطنت کے درخواست تقرری پارلیمنٹ کو مان لیا تھا پارلیمنٹ ایک ایسا دلکش لفظ ہے کہ ہر ایک شخص کو بادی النظر میں مرغوب معلوم ہوتا ہے۔

لیکن ترکی مین جہان عیسائی رعایا کا عنصر زیادہ ہے وہان پارلیمنٹری حکومت فائدہ بخش نہین بے اختیاری کے عالم مین عیسائی ترکون کو چنے چبا رہے ہین اگر پارلیمنٹ ہوگئی جسمین کہ ضرور عیسائی ممبر لینے پڑینگے۔ تو عیسائی ممبر الا پارلیمنٹ شاطر ان یورپ کے اشارے سے معلوم نہین کہ کیا کیا مشکلات پیدا کرین گے بس ترکی مین پارلیمنٹ کا موضوع درست نہین ہان اگر عیسائی رعایا پر اعتبار ہو جائے ایک صدی کی متواتر کامیابیون سے دلیر ہوکر ترکون کو یورپ سے نکالے بغیر آرام نہین لینا چاہتے تو پارلیمنٹ ترکی کے لیے مفید ہوسکتی ہے یہی وجہ ہے کہ سلطان عبد الحمید خان غازی نے پارلیمنٹری حکومت کو چلنے نہین دیا۔

جملہ معترضہ تھا جو بیچ مین آگیا۔ غرضیکہ سلطان عبد الحمید خان کو سخت مشکل وقت مین تخت ملا تھا ایسی نازک حالت مین خواہ کیسا ہی مدبر دلیر ہوتا ہمت ہار دیتا۔ اگرچہ اس سلطان کو دول یورپ کی ریشہ دوانیون سے آرام نہین ملا اور ترکی کو بہت کچھ مادی نقصان پہونچ چکا ہے۔

روسی جنگ ۱۸۷۸ء

اس سلطان کی تخت نشینی سے پہلے ہی سلطان صوبجات سرویا اور مانٹی نگرو نے یکم جولائی ۱۸۷۶ء کو اعلان جنگ کر چکا اور [illegible] پاکر دفع الوقتی کے لیے معافی کی درخواست کرکے پیچھا چھوڑا چکا تھا۔ کہ روس خود میدان مین نکل آیا اور [illegible] یورپ دونون طرف سے حملہ آور ہوا ایشیا کی حملہ آور فوج کے مقابلہ مین غازی احمد مختار پاشا حال عثمانی مفسر مصر ہوگیا۔ جسنے کمال دلاوری سے روسیون کو روکے رکھا۔ اور یورپ مین جہان سکندر ثانی کا ولی عہد اور پھر خود زار فوج کثیر کے ساتھ سرگرم کارزار تھا غازی عثمان پاشا رحمۃ اللہ علیہ اپنی جہاںت کا جوہر دکھا رہا اور دشمن کو ہر قدم پر چنے چبا رہا۔ جسکا مفصل حال معز زکارخانہ وطن لاہور کی تالیفات مین درج ہے۔ ان [illegible] کی تفصیل کی گنجایش نہین ہے کتاب محاربات پلیونا دیکھنی چاہیے۔

ضعیفہ جنگ کی سستی اور ایک دو جرنیلون کے تغافل یا بے ایمانی سے غازی عثمان پاشا کو مدد نہ پہونچ سکی۔ اور وہ بہادر چند ماہ تک نہین چند ہزار بہادرون کے ساتھ میدان پلیونا مین صولت شیرانہ کے ساتھ اس کے جیدہ اور بہادر جرنیلون کو ولیعہد روس تک شکست دیکر پلیونا مین بھوک اور پیاس کی جملہ شکایات اٹھا کر بھی ثابت قدم رہا۔ اور آخر شاہ روس الکزینڈر ثانی نے خود کمال ہاتھ مین لی مگر کئی دفعہ زک کھائی۔ اس مین شک نہین کہ اگر غازی عثمان پاشا کی فوج کو فاقہ مجبور نہ کرتا تو روس کی تمام جنگی تدبیر مین اس تجربہ کار ترکی جنرل سے خاک مین ملا دی تھین مگر انسان اناج کا کیڑا مشہور ہے۔ کب تک بھوک کی تکلیف برداشت کر سکتا ہے جب خوراک نے بالکل جواب دیدیا اور مدد کے پہونچنے سے مایوسی ہوگئی تو پھر بھی نامردون کی

طرح ہتہیار رکہ بلکہ صفون کو چیر کر نکلنے کی تجویز کی ایکطرف سے خود اور دوسری طرف سے اپنے نائب ادہم پاشا کو نکلنے کا حکم دیا ادہم پاشا تو وقت مقررہ پر نہ نکلسکا مگر غازی عثمان چند رفیقون کے ساتھ شمشیر بکف پلیونا سے نکل آیا اور روسیون کی مقابل صفون کو چیرتا ہوا چند مورچون سے نکل گیا۔ مگر روسیون کی کثیر فوج اور غضبناک آتشبازی نے غازی عثمان پاشا کو زخمی کر کے قید کرا دیا۔ اور شاہ روس کے پاس پہنچایا گیا۔ جہان اُسکا اعزاز شایان کیا گیا غازی عثمان پاشا کے حالات مین کئی زبانون مین علیحدہ علیحدہ ضخیم کتابین لکہی گئی ہین جن سے بہتر اور مفصل حالات راقم بیان نہین کر سکتا۔

غازی عثمان پاشا کے قید ہوتے ہی روسیون کے لیے رستہ صاف ہوگیا۔ اور بلقان کے درون مین ترکون نے کسیقدر مزاحمت کی مگر روسیون کا ٹڈی دل فاتحانہ قدم بڑہاتا ہوا ایڈریانوپل پہونچ گیا۔ اور سلطان صلح پر مجبور ہوگیا عہدنامہ برلن لکہا گیا جسمین نیک نیت دول یورپ نے سرویا رومانیا ساونٹی نگرو کو آزاد کرا دیا۔ اور بوسینیا ہرزی گوینا اسٹریا کے حوالہ کیا گیا۔ اور ایک اور جدید عیسائی ریاست بلگیریا مین قائم کی گئی۔ اور ترکون کو کوہ بلقان کے جنوب مین دہکیل دیا۔ اور ڈینوب اور بلقان کی قدرتی رکاٹین اور حفاظت گاہین جو ایک صدی تک دشمن کے حملون کو روکتی رہی تہین اس عہدنامہ کے رو تمام سلطنت عثمانیہ کے قبضہ سے نکل گئین اسطرح دشمن نے اب ترکی کے لیے قسطنطنیہ کے لوہا لاٹھ فصیلون کے سوا اور کوئی امن یورپ مین نہین چہوڑا پانچسو سال پیشتر یورپ مین جسقدر علاقہ عثمانیہ تہا وہی اب رہ گیا ہے اور سلطان مرادخان اول سلطان محمد ثانی فاتح قسطنطنیہ اور سلیمان اعظم وغیرہ کے فاتحانہ کارنامون کو خاک مین ملا دیا گیا ہے۔ اسی عہدنامہ مین بظاہر تمام آزاد شدہ صوبون کو سلطنت عثمانیہ کا باجگذار رکہا گیا۔ مگر مشہور ہے کہ ابتک ایک کوڑی بہی خراج کی ادا نہین کی گئی یہ جدید ریاستین فوجی تیاریون مین برابر مصروف ہین اور جسطرح کہ ہسپانیہ کی اسلامی گورنمنٹ کے لیے ایک دو عیسائی ریاستین ہی یورپ کی امداد سے باعث زوال ثابت ہوئی تہین اسیطرح شاطران یورپ نے اب چند عیسائی ریاستین ساحل ڈینوب پر کہڑی کر دی ہین جن مین قومی جوش اور حب وطن کمال درجہ کا پیدا ہو رہا ہے اور اندرونی انتظام کے ساتہہ ہی فوج کی ترقی مین مصروف ہین اگر یہی حالت رہی تو یہی آزاد شدہ صوبے ایکدن متحدہ طاقت سے سلطنت عثمانیہ کے مدمقابل ہونے کی کافی طاقت رکہین گے اور علاوہ اسکے سلاطین یورپ کی دست اندازی سے معلوم نہین کہ اور کیا کیا نتائج نکلین بہرحال یورپ نے ایسے سامان پیدا کر دیے ہین کہ اگر سلاطین یورپ خود کچہ بہی نکرین تو بہی سلطنت عثمانیہ کو ان صوبجات کے دبانے یا اپنے انکو بچانے کیلیے امن کی حالتین بہی کئی لاکہہ فوج نظام خاص یورپ مین ہر وقت تیار اور لیس رکہنی پڑے گی اور یہہ فوج کسی اور حصہ ملک مین کام نہین دے سکے گی پس یہہ کروڑون کا خرچ دوامی آخر سلطنت کو زیر بار کریگا۔ یا اور مفید کامون کیطرف متوجہ نہونے دیگا سلطان نے جب کبہی ذرہ بہی اسی فوجی انتظام مین کوتاہی کی یورپ کی یہہ سپوت فوراً میدان مین خم ٹہونک کر نکل آئینگے اگر کامیاب رہے تو بہتر ورنہ یورپ ادہم کے گا اور اسمین شک نہین کہ ڈینوب کی ریاستین

ضرور سلطنت عثمانیہ کا مقابلہ کرینگے اگر روس کو جنگ جاپان ہیش آجاتا۔ اور ترکی جنگ یونان مین بہی زور زندگی کا ثبوت نہ دیتی تو مدت کا یہہ معرکہ ہو رہتا۔ مگر ایکطرف یونان کی پچاس سالہ جنگی تیاریون اور جوش و ولولہ کو ترکون نے دو ہفتہ مین ملیامیٹ کر دیا اور یورپ کو دکہلا دیا کہ ترک ایسے کمزور نہین ہوگئے کہ کسی جدید سلطنت سے یونان ہو یا کوئی اور بازی نہ جیت سکتی ہون۔ جاپان نے یورپ کے شیر روس کو بری اور بحری لڑائیون مین ایسا ایسا نیچا دکہلایا کہ روس تو مدت تک ہوس جہانگیری کو کہو بیٹہا ہے اور یورپ کو بہی زرد او رسیاہ خطرے کی خواہین آنے لگین ہین۔ اور ایشیا کی قومین بہی بیدار ہوگئی ہین اور سچی حب الوطنی اور حقیقی سرفروشی جو فتح و شکست کا اصلی راز ہے معلوم ہو گیا ہے۔

اس جنگ کا اثر ترکون پر خاص طور سے پڑا ہے ان وجوہات سے سلطان کو فراغت حاصل ہوی ور جنگی نظم و نسق مین بہت کچہ ترقی حاصل کر لی جسکا ذکر آگے کیا جائیگا۔ یورپ مین روس کو علاقہ بظاہر نہ ملا مگر درحقیقت یہہ تمام صوبے روس کے اشارے پر چلنے والے ہین جو انکو آزادی دلانے والا ہے ایشیا مین عہدنامہ برلن کے رو سے ترکی کا بہت سا علاقہ مثلاً۔ قارص۔ باطوم۔ آردہان وغیرہ روسیون کو دیئے گئے۔ اور اسیطرح ایشیا مین بہی سلطنت عثمانیہ کا رقبہ گہٹایا گیا۔ علاوہ اسکے خرچہ جنگ کا اسقدر بوجہ سلطنت عثمانیہ پر ڈالا گیا کہ باوجود بیس سالون کے اقساط ادا کرنے کے ابہی رقم کثیر باقی ہے۔

یہ تو روس نے نقصان پہونچایا جسنے علانیہ جنگ کیا۔ ابتک انگلستان اور فرانس جو ترکی کی دوستی کا دم بہرتے تہے بہلا وہ کب خاموش رہ سکتے تہے انگلستان نے بابعالی کو عثمانیہ تخت کی حفاظت کے سبز باغ دکہلانے شروع کیے اور ضرر رسیدہ امکزور بابعالی سے جزیرہ سائپرس (قبرس) کا قبضہ ۱۲۹۶ھ مین باداے خراج سالانہ مدت مقررہ کے لیے باتون ہی باتون مین حاصل کر لیا اور جسطرح کہ عدن کے قبضہ سے بحیرۂ قلزم کے جنوبی کلید کو ہاتہ مین لے لیا تہا اسیطرح سائپرس کے قبضہ سے بحیرۂ قلزم کے شمالی کلید کو لے لیا۔ اسمین سلطنت عثمانیہ کا تو کچہ فائدہ نہ ہوا لیکن انگلستان نے بغیر ایک قطرہ خون گرائے ایک ایسے اسلامی جزیرہ پر قبضہ کر لیا جو ارض مقدس [illegible] کی سیر اور اسلامی ممالک کی مفید جزو صدیون سے چلا آتا تہا۔ علاوہ اس کے انگلستان کو بحیرۂ شام مین ایک ایسا سٹیشن ملگیا جس سے وہ صرف ہندوستان کے رستہ کی ہی حفاظت نہین کر سکتا۔ بلکہ وہ ترکی کی ایشیائی علاقہ خصوصاً شام اور ارض مقدس پر کسی خاص وقت مین آسانی سے حملہ آور ہو سکتا ہے۔ اور ترکی او رمصر کے لیے بغلی گہونسے کا کام دے سکتا ہے چنانچہ اس سے تہوڑی دیر بعد ہی اسماعیل خدیو مصر سیاحت یورپ نے یورپ کا فریفتہ اور ساہوکاران یورپ خصوصاً انگلستان کا قرضدار ہو گیا تہا۔ اسی قرضہ کے سبب سے معزول کیا گیا۔ اور سلطان عبدالحمید خان کو طوعاً و کرہاً ماننا پڑا۔ اسماعیل پاشا اسی سال ۱۲۹۶ھ مین معہ عیال معزول ہو کر اٹلی بہیجا گیا۔ اور مصر پر انگلستان کا رعب بیٹہ گیا۔ اور انگلستان نے اپنی مشہور پالیسی کے مطابق خدیو مصر

محمد توفیق پاشا ولد اسمعیل پاشا کی خدمتین مالی اصلاح کی تجویز پیش کی جسکا اجرا مجوزین اصلاح خصوصاً انگریزون پر ہی
موقوف تہا محمد توفیق پاشا نے جسنے اپنے باپ کا انجام دیکھہ لیا تہا - وہ جسپر انگریزی رعب چھا گیا تہا - تمام
آمدنی کے چشمے یورپین لوگون کے ہاتھہ مین دیدیے جسپر مصریون کو اجنبی لوگون کی دست اندازی شاق گذری اور
مین عرابی پاشا ایک جنگی افسر اور توفیق پاشا خدیو مصر کے درمیان جھگڑا آٹھہ کھڑا ہوا - اور انگلستان کو فوجی مداخلت
کا موقع ملگیا جھٹ پٹ انگریزی فوج مصر پہونچ گئی - اور اعرابی پاشا کو شکست کے بعد قید کر کے سیلون (لنکا)
بھیجدیا گیا - اور انگریزی فوج تا قیام امن و امان کی شرط پر مصر مین مقیم ہوگئی جو متغلبانہ دوامی قبضہ کی
صورت اختیار کر لی جاتی ہے - سوڈان پر انگریزی قبضہ براہ راست ہے اور خدیو کی شراکت محض برائے نام ہے ممباسہ
ریلوے شمال کیطرف بڑہی جارہی ہے ایک ایک دن مصر تک پہونچ جائے گی اور اسوقت یہہ مصر کی طلسم توڑ
دیا جائیگا - جنگ روم و روس ۱۸۷۸ء عیسوی سے انگلستان نے تو یہہ فوائد حاصل کر لیے -

رہا فرانس اسنے ۱۲۹۷ھ مین ٹونس واقع شمالی افریقہ پر قبضہ کر لیا - فرق اتنا ہے کہ انگلستان نے دوستی کے لباس
مین اور فرانس نے فوجی داؤ سے دونون اسلامی ملک چھین لیے فرانس نے بظاہر تو عرب قبیلہ خمیر کی سزادہی کے
بہانہ سے فوجین ساحل پر دہوکہ سے اتاردی جس بہادر قبیلہ کو توپون کی مدد سے تہ تیغ کیا گیا اور ٹونس پر صلح
سے قبضہ کر لیا - اور چند روز مفساد کے رفع کرنے کے لیے عام یورپین پالیسی کے مطابق ٹونس کے سابقہ حاکم
(بی) کو ہی بدستور حکمران رہنے دیا مگر تمام حکمون پر فرانسیسی عہدہ دار مقرر کیے گئے - اور فرانسیسی قرضہ کو انتظام و وصولی
کا بہانہ بنایا گیا اسیطرح سلاطین آل عثمان کا شاہنشاہی اقتدار شمالی افریقہ سے اٹھا گیا - اب صرف صوبہ طرابلس
الغرب ٹریپولی سلطنت عثمانیہ کے ماتحت رہ گیا ہے جسپر اٹلی اور فرانس کا دام کوششین کرچکا ہے -

سلطان کی یہہ خاموشی مجبوراً تہی - وہ ایک خونخوار جنگ سے ابہی نجات پا چکا تہا - وہ ان یورپ کے ہیٹرون سے اپنے
اپنے افریقی گلہ کو بچا نہین سکتا تہا - کیونکہ ترکی کی بحری طاقت اس سے پچاس سال پہلے جنگ یونان مین اس فرانس
انگلستان روس وغیرہ کے ہاتہہ سے تباہ ہو چکی تہی رہی سہی جنگ کریمیا مین ضائع ہوئی اور بغیر بحری طاقت کے
افریقہ مین ترکی کوئی امداد پہونچا نہ سکتی تہی - پہلے سلطان کو خاموش رہنا پڑا لیکن سلطنت عثمانیہ کی قسمت
مین اور صدمات لکہے تہے آرمینا کے عیسائی جو صدیون سے مزہ کی زندگی بسر کر رہے تہے اور بلا تمیز قوم و
مذہب سلطنت کے اعلی اعلی مدارون کے عہدونپر ممتاز تہے - انکو یورپ کے گماشتون نے آزادی کی داستانین
سنا سنا کر بغاوت پر آمادہ کر دیا جسکو ترکون نے فوراً دبا لیا - مگر ترکون پر ناکردہ گناہ و مظالم کے الزام لگائے
گئے اور یورپ کے عوام کو تعصب کا بہوت بنایا گیا - انگلستان جہان اسوقت مسٹر گلیڈسٹون مخالف اسلام
کا خوب طوطی بول رہا تہا - ترکون کی مخالفت مین زیادہ حصہ لیتا رہا جسکی وجہ زیادہ تر یہہ تہی کہ وہ قبضہ مصر

سے یورپ کی توجہ کو ہٹا کر کسی اور قومی و مذہبی حمایت کی طرف متوجہ کرکے مصر کے غاصبانہ قبضہ کو یورپ کے دلوں سے بہلانا اور ترکی کو ایک تازہ مصیبت میں مبتلا کرکے قبضہ مصر کو شیر مادر بنانا چاہتا تہا تاکہ وہ اس جدید مصروفیت سے مصر کے تخلیہ کے سوال کو اٹہانے کے قابل نہ رہے۔

مسئلہ آرمینا پر بہت زور لگتا رہا مگر سلطان عبد الحمید خان ہلیہ نے حوصلہ ہارا اور مطالبات یورپ سے صاف انکار کرتا رہا۔ روس اس معاملہ مین انگلستان سے متفق نہ تہا جسکی وجہ کوئی ترکی کی خیر خواہی نہ تہی بلکہ صرف اس خیال سے کہ آرمینا کا علاقہ انیشیا روس سے ملحق تہا جسکو وہ کبہی نہ کبہی چہیننے کی امید رکہتا تہا۔ اگر آرمینا مین کوئی جدید ریاست بنجاتی جسطرح عیسائی صوبجات ڈنیوب مین سے باوجود لاکہون جانین ضائع کرنے کے سلاطین یورپ نے بظاہر اسکو کوئی علاقہ غصب کرنے نہین دیا اسی طرح آرمینا کی یہہ جدید ریاست اسکے دست تصرف سے نکل جاتی۔ اور روس کا میدان حرص محدود ہوجاتا اور یہہ جدید ریاست بہی کریٹ کی طرح عام یورپ کی نگرانی مین آجاتی اور انگلستان وغیرہ کو حدود روس پر کارروائی کرنے کا موقعہ مل جاتا۔ مگر روس ایسا کہان کا نادان تہا اسلیے وہ علیحدہ ہوگیا اور ترکی پر مفت کا احسان رکہہ دیا اور باقی دول بہی جنکو براہ راست کوئی فائدہ نہ پہنچ سکتا تہا۔ ڈہیلے ہوگئے۔ اسلیے اکیلا انگلستان بہی خاموش ہوگیا۔ اور آرمینا بچ گیا اور شاطران یورپ کا یہ وار خالی گیا۔

جنگ یونان

یہان سے فارغ ہوکر مقدونیہ کا معاملہ چہیڑ گیا۔ اور سلطان نے بحری طاقت کی کمی کے سبب پہلی یونان کو دیکہہ بہیجا چہوڑ رکہا اور اندرونی انتظام کے لیے وقت نکالنے کے واسطے جنگ کو ٹالدیا۔ مگر یورپ کے نیک نیت سلطنتین سلطان کو کب فارغ البال ہوکر انتظام سلطنت کرنے دیتی تہین۔ یونان کو بہڑکا دیا اور جسپر یونان نے صدیون ترکون کا نمک کہایا تہا کئی ناجائز مطالبہ کرنے لگا۔ غیور سلطان نے انکار کردیا اور جلد باز یونان نے جسکو اپنی فتح کا یقین کامل تہا ۱۸۹۷ء مین لڑائی شروع کردی اور یورپ کے تمام ملکون سے مجاہدین اور روپیہ اور ہتہیار بہ تعداد کثیر مدد کو پہونچ گئے۔ مگر ترکون کو جنکو بابعالی کی کمزور پالیسی نے بدنام کر رکہا تہا۔ مارشل آدہم پاشا کے ماتحت دو ہفتہ ہی مین شکست پر شکست دیکر یونان کی تمام امیدون پر پانی پہیر دیا اور دول یورپ نے یہہ دیکہکر کہ چند دنون ہی مین یونان پر عثمانی پریرہ لہرانے والا ہے جہٹ دخل دیدیا اور سلطان کو یونان کی درخواست صلح قبول کرنے پر مجبور کیا۔ اور باوجود فتح اور نان کی ابتدائی چہیڑ چہاڑ کے ترکی کو نہ خرچہ جنگ دلایا گیا جسکا ترکی کو ہر طرح مستحق تہا اور نہ کوئی مفید علاقہ سلطان نے یورپ کی عام لڑائی سے بچنے کے لیے ملحق کیا اگر یونان کو کامیابی ہوتی تو ترکی کو ہر طرح نقصان پہنچایا جاتا۔ اگرچہ ترکی کو اس فتح سے کوئی مادی فائدہ نہ پہونچا۔ لیکن اخلاقی فائدہ بے شمار ہوا

دنیا مین ترکی کی زندگی کی پھر دوبارہ امید ہوگئی۔ اور یورپ جس نے ترکی کو اسقدر بیجان خیال کر لیا تھا کہ ایک یونان جیسی چھوٹی سی ریاست کو بھی ترکی کے مقابلہ کے لیے کافی سمجھ لیا تھا اب ہوش مین آگیا کہ ترکون مین قومی جوش اور اپنے بزرگون کے بہادرانہ اوصاف بدستور موجود ہین اور وہ یورپ مین اپنی ہستی کو عزت کے ساتھ قائم رکھنے کی اہلی قابلیت رکھتے ہین سلطان اگر حوصلہ نہ ہارے تو وہ خشکی کی لڑائی مین ہر ایک سے مقابلہ کر سکتے ہین اور اپنی مضبوط و مربوط جنگی طاقت سے ہر ایک مخالف سے سینہ سپر ہونیکے قابل ہین اس فتح سے اسلامی دنیا مین سلطان کی عظمت بہت بڑھ گئی اور محبان ملت کو مایوسی کے بعد امید بندھ گئی ۱۸۷۸ء کے جنگ روم و روس کے بعد اگرچہ کئی زرخیز علاقہ ترکی سے جدا ہو گئے مگر سلطان عبدالحمید خان خلد اللہ ملکہ نے فوجی انتظام کی درستی سے اسقدر جرار و قوا امداد ان فوج مہیا کر لی ہے کہ وہ خشکی کی لڑائی مین یورپ کے اتحاد سے بھی نہین ڈرتا۔ اور ہر ایک سلطنت کا خشکی پر دلیری سے مقابلہ کر سکتا ہے اور اس نظام فوجی نے باقی ممالک عثمانیہ کو مخالفون سے بچا لیا ہے اور یہہ بہت بڑا فائدہ ہے جس سے مسلمانون مین تازہ جنگی روح پھونکی گئی اور یورپ کی فوری امیدون پر پانی پھر گیا۔

بغاوت کریٹ

یورپ نے خشکی کی طرف سے کھسیانا ہو کر اب بحری علاقہ کی طرف توجہ کی جہان سلطان جنگی بیڑے کی کمی کے سبب یورپ کا مقابلہ نکر سکتا تھا۔ کیونکہ سلطان ممدوح الشان نے ابھی مشکل سے بری فوج کا انتظام کیا تھا۔ بحری فوج کے لیے نہ اسکو وقت ملا نہ روپیہ موجود تھا اسلیے یورپ نے اس بحری کمزوری سے فائدہ اٹھانے کے لیے عیسائیان کریٹ کو بغاوت پر آمادہ کر دیا اور جب بغاوت کو ترکون نے دبا لیا۔ تو روس۔ انگلستان۔ فرانس۔ اٹلی کے متحدہ بیڑے کریٹ پر چڑھ آئے اور سلطان نے مجبور ہو کر کریٹ ایک عیسائی گورنر کے ماتحت رہنا قبول کر لیا۔ اور گورنر شاہ یونان کا بیٹا بنایا گیا۔ اور اسطرح کریٹ ضمناً یونان سے ملحق کیا گیا۔ اور کریٹ سلطان کا باجگذار صوبہ کہا گیا۔ اور مسلمانان کریٹ سے ہر طرح عمدہ سلوک کرنے کا وعدہ کیا گیا۔ مگر مسلمانون کو جلدی ہی اپنا صدیون کا پیارا وطن چھوڑنا پڑا جو عیسائیون کی ظلم و سفاکی سے جلاوطنی کی سخت مصیبتین برداشت کر رہے ہین۔ اگر ترکی کی بحری طاقت جلد مضبوط نہ ہوئی تو کریٹ یونان سے باضابطہ ملحق ہو جائے گا اور مقدونیہ کے روزمرہ کے فسادات کی کافی دلیل ہین کہ یہہ تمام منصوبے یونان کو فائدہ پہونچانے کیلئے کیئے جا رہے ہین۔

فساد مقدونیہ

کریٹ سے فارغ ہو کر اب مقدونیہ کے عیسائیون کو اٹھایا گیا۔ اور ترکون پر بے انتظامی کا الزام لگایا گیا جرمن کے سوا

جسنے کریٹ کے معاملہ مین بہی علیحدگی اختیار رکہی تہی یہان بظاہر علیحدہ رہا۔ اور دیگر سلطنتون نے سلطان پر بہت زور دیا کہ مقدونیہ کے عیسائیون کو خاص رعائتین دیجائین جو سلطانی اختیارات کے منافی تہین سلطان نے برابر انکار رکہا جسکا نتیجہ یہہ نکلا کہ دول یورپ نے سلطان کی جرات کو دیکہہ کر اخیری شرط یہہ پیش کی کہ پولیس مقدونیہ مین اعلی افسر تمام دول یورپ سے لیے جائین جسکو سلطان نے بصد اکراہ منظور کیا۔ اور آیندہ بغاوتون کے لیے مقدونیہ مین بیج بو لیا۔ ضرور سلطان نے اسوقت ایک عالمگیر جنگ سے یورپ کو بچایا۔ مگر یہہ بچاؤ عارضی ہے۔ بکرے کی مان کب تک خیر منائے گی اگر سلطان بدستور اپنے ارادے پر قائم رہتا اور جرمن کے منافقانہ مشورے سے یورپ کی دست اندازی پولیس کو بہی نہ مانتا تو ممکن تہا کہ بوسینا کی طرح بازی جیت جاتا سلطان نے ضرور کمزوری دکہائی اور یہہ کمزوری خواہ جرمن کے زہریلے مشورے سے ہوئی یا کسی وزیر کی جبن آمیز رائے سے بہرحال ترکی کو اس سے ضرور نقصان پہونچا اور مقدونیہ مین بغاوت کے مدارس کہول دیے گئے جنمین انہین دول یورپ کے عہدہ داران کی معرفت باغیانہ تعلیم ہوتی رہے گی۔

اور جس جنگ سے آج باب عالی نے پہلو بچایا ہے وہ آیندہ اس سے بہی زیادہ خوفناک صورت مین اپنا منظر دکہائیگا اور بلغاری اور یونانی جنگی گروہون کی مفسدانہ تاخت و تاراج اس بات کا پیش خیمہ ہے کہ بہت جلد سلاطین یورپ یہہ بحث اٹہانے والے ہین کہ چونکہ مقدونیہ کا انتظام قابل اطمینان نہین۔ اور رعایا کی جان ومال معرض خطر مین ہے اس لیے بجائے ترکون کے کسی عیسائی گورنر یا ریاست کے متعلق ہونا ضروری ہے اسوقت باب عالی کو اپنی غلطی پر پچہتانا پڑے گا مگر سلطان کی مستعدی اور سرگرمی دیکہہ کر کچہہ اطمینان ہوتا ہے کہ سلطان اب اس آنیوالے منحوس وقت کے لیے ہر طرح سے تیار ہے اور ترک بے طاقتی کے ساتہہ اس جنگ کی انتظار کر رہے ہین۔

اسی جنگی ولولہ کا نتیجہ ہے کہ عقبہ اور طابہ کے معاملہ مین سلطان نے دنیا کو دکہلا دیا کہ وہ خشکی پر انگلستان جیسے مقتدر اور وسیع سلطنت سے مقابلہ کرنے کے لیے ہر طرح تیار ہے چونکہ بظاہر یہہ معاملہ مصر اور ترکی کا تہا جسمین کہ ابہی تابع ومتبوع کا تعلق موجود ہے علاقہ متنازعہ خواہ ترکی کی طرف یا مصر کی طرف سلطان کا چندان نقصان نہ تہا اس لیے ترکی اور مصری کمشنرون کے ذریعہ حد بندی ہوگئی اور معاملہ نہ بڑہا۔ مگر یورپ کے جنگی مبصرون نے صاف طور سے کہدیا کہ اگر انگلستان جہازون کی کثرت کے سبب ترکی کے چند جنگی خانون اور چہوٹے چہوٹے بندرگاہون پر قبضہ کرسکتا ہے تو اندرون ملک مین بڑہ کر ترکون کی بڑی فوج سے جسکی تعداد انگلستان سے موقعہ جنگ پر دوگنی ہوسکتی ہے کبہی بہی بازی جیت نہین سکتا۔ جو سلطان عبد الحمید خان کی قابلیت کا بین ثبوت ہے جسنے کہ فوج نظام اور ردیف کی تعداد ۱۵ لاکہہ تک پہونچادی ہے۔ اور ترکی کو یورپ کی ہر ایک متمدن سلطنت کی ٹکر کا بنا دیا ہے۔ مگر خواہ کسقدر خوشامد کرین آیندہ نسلون کے سامنے سلطان عبد الحمید خان اس الزام سے بری نہین ہوسکتا کہ اس کے عہد مین بہت سا علاقہ سلطنت عثمانیہ سے جدا ہوگیا گو یہہ علیحدگی اٹل تہی اور اس کا مادہ ایک صدی سے پک رہا تہا

جسکا خمیازہ سلطان عبد الحمید خان ثانی کو بھگتنا پڑا۔ اب ہم اس سلطان کے عہد کی ملکی ترقی اندرونی انتظام کا مختصر حال لکھتے ہین اس سلطان کے عہد مین جسقدر علمی تجارتی صنعتی زراعتی ترقی ہوئی ہے اسکا مفصل حال ہمارے فاضل مورخ مولوی انشاء اللہ خان صاحب اڈیٹر اخبار وطن لاہور کی تالیفات سے مطالعہ کرنی چاہیے جس سے بہتر راقم نہین لکھ سکتا اور نہ ان حالات کی اس کتاب مین گنجایش ہے۔ اور نہ یہہ کتاب ان حالات کے لیے موضوع ہے مگر ہم بہت اختصار کے ساتھہ اس سلطان کے ان کارنامون کا ذکر کرتے ہین کہ جن سے ملکی فوائد متصور ہین اور جس سے قوم و ملت کی ترقی کی امید ہوسکتی ہے۔

جب سلطان عبد الحمید خان ثانی تخت نشین ہوا تھا۔ تو اسوقت ارکان سلطنت کی حالت معیوب تھی کوئی وزیر روس کے اشارے پر چلتا تھا اور کوئی انگلستان کے ہتے چڑھا ہوا تھا دول یورپ نے سمجھہ رکھا تھا کہ سلطان برے نام ہے وہ وزرائے سلطنت کو جسطرح ہوسکتا تھا قابو کر لیتے تھے زبردست ارکین دربار دو سلطان معزول اور ان مین سے ایک کو مقتول بھی کر چکے تھے اس سلطان نے قابو پاتے ہی مدحت پاشا وزیر اعظم۔ داماد محمود پاشا شیخ الاسلام خیری آفندی کو جلاوطن کر کے اپنی سلطانی طاقت کا سکہ جما لیا۔ اور تمام صیغون کے کام کی نگرانی اپنے ہاتھہ مین لے لی۔ اس جلاوطنی سے سفرائے یورپ کو وزرائی سے براہ راست کام نکلنے کی کوئی توقع نہ رہی اور ارکین سلطنت کو بھی کان ہوگئے اور دول یورپ کی طرفداری کو بھی چھوڑ دیا۔ یہہ ایک بڑی انتظامی فتح تھی جلالت مآب سلطان عبد الحمید خان کی تخت نشینی سے ۵۰ سال پیشتر سے لیکر خزانے کا بہت سا حصہ تعمیر محلات و دیگر غیر ضروری کامون پر صرف کیا جاتا تھا اس سلطان نے ان مسرفانہ اخراجات کی جگہہ اجرائے ریلوے۔ تعمیر مدارس شفاخانجات جنگی اور صنعتی کارخانجات۔ خرید جدید اسلحہ جنگی جہازون پر خرچ کرنا شروع کیا۔ ذاتی اخراجات مین معقول کمی کردی مجلس سلطانی جو اندر کا اکھاڑا بنا ہوا تھا اس مین قابل تعریف اصلاح کردی اور ہر ایک مفید عام کام کھولکر جیب خاص سے چندے دیے اور ترکون کو فائدہ بخش عطیات کا رستہ کھلایا مغربی تعلیم کے لیے جرمن و فرانس سے پروفیسر منگائے گئے۔ آرٹس میڈیکل۔ انجینیرنگ۔ ملٹری۔ زراعتی کالج کھولے گئے اس سلطان کے عہد مین ابتک ہر ایک قسم کی تین ہزار سات سو مدارس کھل گئے ہین۔ خط و کتابت اور آمد و رفت کے وسائل مین سہولیت پیدا کی گئی ہے قسطنطنیہ سے بلگیریا۔ وانیا ہوتی ہوئی سلسلہ ریلوی مغربی یورپ سے ملایا گیا۔ دوسری لائن سالونی کا تک اور وہان سے سرویا تک نکالی گئی ہے۔ ایشیا مین حلب و بیروت تک دمشق سے ساحل بحیرہ روم تک اور بغداد ریلوے کوہ طارس تک تا حال بن چکی ہے سب سے مفید حمیدیہ حجاز ریلوے ہے جو دمشق سے حرمین شریفین تک نکالی گئی ہے اور امید ہے کہ اسی سال مین مدینہ منورہ تک پہونچے گی۔ اور پھر مکہ معظمہ اور جدہ تک تجویز ہے۔ اگر سلطان عبد الحمید خان کی عمر نے وفا کی تو اس کی

مآل اندیشی پر یقین ہے کہ یہہ لائن یمن کی جنوبی حدود تک کبھی وسیع ہوجائے گی جس سے عرب کی تمام بغاوتون کا قلع قمع ہوجائے گا اہل یورپ کو عرب مین غریب کا جال پھیلانے موقع کم ملے گا۔ نہر سویز کی جنگی وقعت کم ہوجائے گی اگر یورپ جنگی جہازون سے ارض مقدس حجاز کو دھمکی دے سکتا ہے تو سلطان حجاز ریلوے کے ذریعہ حسب ضرورت فوج وغیرہ موقعہ پر پہنچا کر مخالفون کی آرزون کو خاک مین ملا سکتا ہے۔

پس یہہ کہنا بیجا نہین ہوگا کہ اگر سلطان سلیم اول نے مقدس علاقہ حجاز کو سلطنت عثمانیہ مین شامل کرکے اپنی اولاد کے لیے معزز اور متبرک خطاب خادم حرمین شریفین زادہما اللہ شرفا کا حاصل کیا تہا تو اسکے لائق جانشین سلطان عبدالحمید خان ثانی نے حجاز ریلوے کو اجرا دے اس ممتاز عزت کو موجودہ خطرات سے بچا کر سرزمین عرب کو خالص اسلامی ملک کہلانے کے قابل بنادیا ہے سلطان سلیم اول فاتح اور سلطان عبدالحمید خان ثانی محافظ کہلا سکتا ہے اس نازک زمانہ مین موجودہ علاقہ کا بچانا ہی ایک فتح عظیم ہے یہہ ریلوے لائن عام مسلمانان عالم کے چندہ سے بن رہی ہے جسکی ابتدا خود سلطان المعظم نے رقم کثیر دیکر کی تہی اور سلطانی سپاہ و رعایا و حجاج کے علاوہ دیگر ملکون کی مسلمانون ہندوستان وغیرہ سے بہی چندہ روانہ کیا گیا۔

اس عقلمند سلطان نے مالی صیغہ کی درستی مین کمال ترقی کر دکہائی ہے۔ سلطان عبدالعزیز خان کے عہد مین قرضہ کا سود بھی ادا نہ ہوسکتا تہا۔ اور یورپ مین ترکی دیوالیا شمار ہوتی تہی۔ وہ قرضہ اب ساڑہے تین فیصدی سود سے تبدیل کیا گیا ہے جو سود کہ یورپ کی بڑی سے بڑی مالدار سلطنتین ادا کرتی ہین۔ اور یورپ کی بعض سلطنتین اس سے زیادہ شرح کا سود دیتی ہین جس سے ثابت ہوتا ہے کہ یورپ کے بازارون مین ترکی کی ساکہہ قابل اعتبار ہے جو سلطنت کے مالی انتظام کی عمدگی کے علاوہ قائم نہین ہوسکتی باوجودیکہ فوج نئے سر سے مرتب ہوئی ہے جدید اسلحے سے مسلح کی گئی ہے کروڑون روپیے کے جنگی جہاز اور سامان حرب خرید گیا ہے۔ مگر سلطنت کے بیرونی قرضہ مین کوڑی کا اضافہ نہین ہوا۔ اور یورپ کے کارخانہ دار سلطان سے فرمائشین حاصل کرنے کے لیے باہم سخت رقابت سے کام لے رہے ہین۔ قومی عثمانیہ بنک اور عثمانیہ نوٹون کے اجرا سے یورپ کی جیبون سے کروڑون روپیہ نکلوالیا۔ یہہ سب کچہ سلطان المعظم کی اعلی بیدار مغزی اور اسلامی معاشرت پر کاربند ہونے کا نتیجہ ہے۔

سلطان المعظم عام اتحاد اسلامی سے بہی غافل نہین مگر یورپ کی ریشہ دوانیون سے معذور رہے ہے آجکل مقدونیہ مین یورپ فسادون کا جال پھیلا رہا ہے اصلاحات کی بجبر و اکراہ سلطان سے منظور کرائی گئی ہے۔ جسکا نتیجہ کشت و خون اور باغیون کے حوصلہ افزائی نکل رہا ہے خیر کچہ ہو قرائن سے پایا جاتا ہے کہ غالباً سلطان عبدالحمید خان ثانی کی زندگی مین کوئی محاربہ عظیم پیش آئیگا۔ مگر اسکے بعد فوراً یورپ ٹوٹ پڑے گا اگر اسوقت کا سلطان اولوالعزم قوی دل ہوا تو سلطان عبدالحمید خان نے اسقدر جنگی سامان جمع کر دیا ہے کہ وہ

بہادر ترکون سے عمدہ کام لیکر ہر ایک دشمن کا منہ پہیر سکتا ہے۔ خدا نخواستہ اگر بزدل نادان ہوا تو خیر نہین ہوگی۔
سلطان المعظم کی بیدار مغزی، جفاکشی تدبیر و دانش حکمت عملی کو مدبران یورپ تک مان گئے ہین۔ وہ یورپ کے مخفی کاغذی
دباؤ مین نہین آتا۔ وہ یورپ کی ہر ایک پالیسی کو تدبیر سے توڑنے کی کوشش کرتا ہے اور اکثر کامیاب ہتا ہے۔
آجکل ایران و ترکی کا جہگڑا در پیش ہے۔ مگر سلطان عبد الحمید خان کی اسلامی محبت اور ایران کے معاملہ فہم
محبان وطن کی کوشش سے امید ہے کہ دونون اسلامی سلطنتین اس ڈیڑھ صدی کے ادہورے معاملہ کو بطور خود فیصلہ کرلینگے
اور یورپ کے ناخواندہ مہمان الجھنون کے چکمون مین نہ آئینگے۔
سلطان عبد الحمید خان ثانی کے عہد مین ایک ینگ ترکش پارٹی کے نام سے ایک جماعت موجود ہے جو پارلیمنٹری
حکومت کے جاننے اور سلطانی اختیارات کے مٹانے کے درپے ہے وہ فرانس و امریکہ انگلستان وغیرہ کی ترقی و
دیکہ کر اسکی وجہ پارلیمنٹری طرز حکومت کو قرار دیتے ہین اور اس مین شک نہین کہ پارلیمنٹ سے ہر ایک فرد رعایا
کو سلطنت سے خاص تعلق ہو جاتا ہے اپنے آپ کو شریک سلطنت جان کر تن من دہن سے دریغ نہین کرتا۔ مگر
افسوس کہ وہ فرانس امریکہ وغیرہ کی ایک قوم ایک مذہب کا مقابلہ ترکی کے متضاد اجزا اور شورہ پشت عیسائی
رعایا سے نہین کرتے جنکا مدعا صرف ترکون کو یورپ سے نکالنا ہے اگر ایسے ملک مین جہان گورنمنٹ اور
رعایا کی قوم و مذہب مین اختلاف ہو اور مختلف قومین آباد ہون تو انگلستان جسکو اپنی پارلیمنٹری حکومت پر
فخر ہے ہندوستان کو جسکی ہندو رعایا عرصہ ۲۲ سال سے پکار کرتے کرتے شورش و فساد پر اتر آئی ہے کیونکہ
نہین سیف گورنمنٹ کے اختیارات دیتی اور ہندوستانیون مین سے کسی کو ممبر پارلیمنٹ نہین بناتے اس
قدر شورش کے بعد بمشکل انڈیا کونسل مین دو ہندوستانی ممبر لیے گئے ہین جو اس قدر انگریز ممبرون
کے مجارٹی کے سامنے آٹے مین نمک کی مثال ہونگے۔
وزرائے انگلستان صاف کہہ رہے ہین کہ جو چیز انگلستان کے لیے مفید ہے وہ ہندوستان کے لیے فائدہ بخش
نہین ہوسکتی۔ اگر گورنمنٹ انگلشیہ جیسی آزاد خیال کی یہہ دلیل صحیح ہے تو سلطان عبد الحمید خان ثانی کا انکار
بہی قابل پذیرائی ہے جسکی عیسائی رعایا بے دست و پا ہندوستان کی نسبت سرکش متمرد و جنگجو مسلح ہے۔
اور یورپ کے شہ پر دن بدن بکہیڑے کرتی رہتی ہے اور ترکی کو بہت کچہ نقصان پہنچا چکی ہے۔ اور ترکی کے
مقابلہ پر آ سکتی ہے۔
پارلیمنٹ کے ہونے پر عموماً آبادی کے تناسب سے ضلعدار ممبر لیے جائینگے اور یورپین ترکی مین عیسائی آبادی زیادہ
ہے انکے ممبر بہی زیادہ ہونگے۔ ایشیائی ترکی کے مسلمان ممبر گو زیادہ ہونگے لیکن عام معلومات کے نہ ہونے
کے سبب سے نہ تو دلچسپی لینگے اور نہ عیسائی ممبرون کی معقول تردید کرسکینگے اور جسطرح ہندوستان کی کمیٹیون

مین مسلمان ممبرون کا وجود ہندیون کے مقابلہ مین کچھ مفید نہین ہے یہی حال فی الحال ہوگا اگر عیسائی ممبرون کی آواز
نہ سنی گئی تو یورپ کو مضحکہ اُڑانے اور متعصبانہ جوش بڑہانے کا زیادہ موقعہ ملے گا۔ اور عیسائی ممبر سلطنت کے دل کی تعلیم
وتلقین سے مشکلات کا پہاڑ کہڑا کر دینگے۔ اور جبتک کہ تمام جنگی اور ملکی عہدے بلا تمیز قوم ومذہب عیسائیون کو نہ دیے
جائینگے وہ آرام نہین کرینگے اسی صورت مین اگر سپہ سالار عیسائی ہو تو اُس سے کسی یورپین سلطنت کے مقابلہ مین جانبازی
کی امید کہان تک ہوسکتی ہے۔ ماتحت عہدے پر کام آنا امر بات ہے۔ اسی طرح اگر وزیر اعظم عیسائی مقرر کیا جائے تو
اسلامی سلطنت کے کیا کام آسکتا ہے گر ترکی مین کہین ایسا نقشہ جما یا گیا تو ترکون کی خالص اسلامی حمیت کو سخت
نقصان پہنچے گا۔ اور جسطرح ہندوستان کے مسلمانون کے قومی جوش کو اکبر اعظم کی مصر اسلام پالیسی نے نقصان
پہنچایا تہا اور ہندو سپاہ سالارن کے ماتحت مسلمانون سے کام لے کر اسلامی عصبیت کو خاک مین ملا یا گیا۔ وہی
حالت ترکون کی ہوگی۔

غرضیکہ نیگ ترکش پارٹی اجراے پارلیمنٹ کی خواہش مین غلطی پر ہے۔ ہان اگر پارلیمنٹری اور خود مختار حکومت کے
بین بین ہو جیسا کہ عہد خلافت راشدہ مین تہا۔ اور سلطان بہی اپنے آپ کو محض امین بیت المال تصور کرے
اور شریعت محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر کاربند ہو۔ اخبارون کو آزادی دی جائے اور قرن اولی کی طرح عام مسلمانون
کی راے کی قدر کی جائے تو مفید ہے شریعت کو چہوڑ کر یورپ کی تقلید سلطنت کو کچھہ فائدہ نہین پہونچا سکتی۔
بلکہ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول کے فضائل سے محروم رکہکر اولو الامر منکم کی زبردست فلاسفی کے فوائد سے دور
پہینکدے گی۔ سلطان عبد الحمید خان ثانی نے یورپ کی جو ضروری انتظامی باتین تہین لے لی ہین سب سے
نہایت ضروری یورپ کی قواعد جنگ و اسلحہ تہے جو اس سلطان کا جد امجد سلطان محمود خان مرحوم جاری
کر چکا تہا اور اسکے بعد کے سلاطین نے اسکو بڑہایا اور سلطان عبد الحمید خان نے اس انتظام کو مکمل کر دیا
قومی بنک کو جاری کر دیا۔ ریلوے کو وسعت دی۔ تعلیم پر زیادہ توجہ کی۔ اگر نیگ ترکش پارٹی کے مطالب
مفید سلطنت یا حد اعتدال سے تجاوز نہ ہوتے تو سلطان المعظم ضرور مان لیتا۔ مگر اسی پارٹی مین بجائے اطاعت
کے سرکشی کا مادہ زیادہ موجود ہے پہر سلطان کسطرح متمرد گروہ کا زور بڑہنے دے سکتا ہے جنکی راے کا
فایدہ تو شاید حاصل ہو مگر موجودہ انتظام مین خلل آنے کی قوی امید ہے اور یورپ جو ایسے موقعون کو تاڑ رہا
ہے بے انتظامی کی حالت مین حصے بخرے کرنے کو تیار ہو جائے گا۔ اور جسطرح ینگچری فوج کی بربادی پر
سلطان محمود خان مرحوم کو ملکی اور مالی نقصان اُٹھانا پڑا تہا وہی حال پہر ہوگا۔

اسلیے ترکی کی بہتری اسی مین ہے کہ کوئی اندرونی انقلاب پیدا نہ ہو اور موجودہ انتظام ہی مکمل اور مقتدر
بنایا جائے بس پارٹی مذکور کی کارروائی مفید سلطنت دکہائی نہین دیتی۔ خدا تعالی سبکو راہ راست دکہائے

اور موجودہ[1] سلطان المعظم کی عمر و ہمت مین برکت دے اور اُنکو اپنے ارادون مین کامیاب کرے - آمین -

ثم آمین بہ برکت طٰہٰ و یٰسین

فالحمد للّٰہ رب العلمین -

قد تم الجزو الاول و یلیہ جزو الثانی

ناظرین[2] سلطنت عثمانیہ کے ذیل مین جملہ سلاطین ترکی کا حال لکھا گیا ہے جو اس کتاب کی اصلی مدعا سے جو دیباچہ مین عرض کیا گیا ہے - کچھ دور معلوم ہوتا ہے لیکن بوجوہات ذیل لکھنا پڑا -

(۱) تمام مسلمانون کی نگاہین سلطان ترکی کی طرف لگی ہوئی ہین اس کی خاندانی تاریخ کا علم اہل اسلام کے لیے ضروری ہے -

(۲) عروج و زوال کے صریح اسباب جسقدر سلطنت عثمانیہ کی تاریخ مین ملتے ہین اور کسی تاریخ اسلامی مین نہین مل سکتے - جس اسباب کا جاننا مسلمانون کے لیے ازبس لازمی ہے -

(۳) یورپ کی اول تمام پالیسیون اور حکمت عملیون کا تاریخ عثمانیہ سے بخوبی پتہ لگتا ہے - جو وہ مشرقی موقون سے عمل مین لاتی رہی ہے -

(۴) گذشتہ مشکلات ترکی کے جتانے سے یہہ بھی غرض ہے کہ موجودہ مشکلات دیکھہ کر (۵) مسلمان تمام حال کو پڑھکر آئندہ اپنی ترقی کا راستہ تلاش کریں -

نوٹ اب صرف ہندوستان اور افغانستان کے بہادروں کے حالات باقی ہیں جو ا[illegible] حصہ میں شائع ہوکر ہدیہ ناظرین ہونگے - والصلوٰۃ والسلام علی خیر[illegible] واصحابہ اجمعین ؃

الر[illegible]

کرم الٰہی صوفی مصنف کتاب ہذا

[1] یہ اشارہ معزول سلطان عبدالحمید خان ثانی کی طرف ہے لیکن آخر ۱۹۰۹ء میں ینگ ٹر[illegible] مذکور معزول ہو گئے - اب ان کے بھائی سلطان محمد خامس سند نشین خلافت ہیں خدا اون کو خوش [illegible]

[2] یہ حصہ بھی طیار ہو چکا ہے - ملاحظہ ہو - اشتہار بر صفحہ نمبر ۵۲۰ -